

ک صناع و مکار فضل خلاق و مکرر
بعون شایع عین ان و ان

بیل شایع فصاحت ثمر نورس نخل بلاغت و دفتر تادیه کار گلشن همیشه بهار رشک حساسی

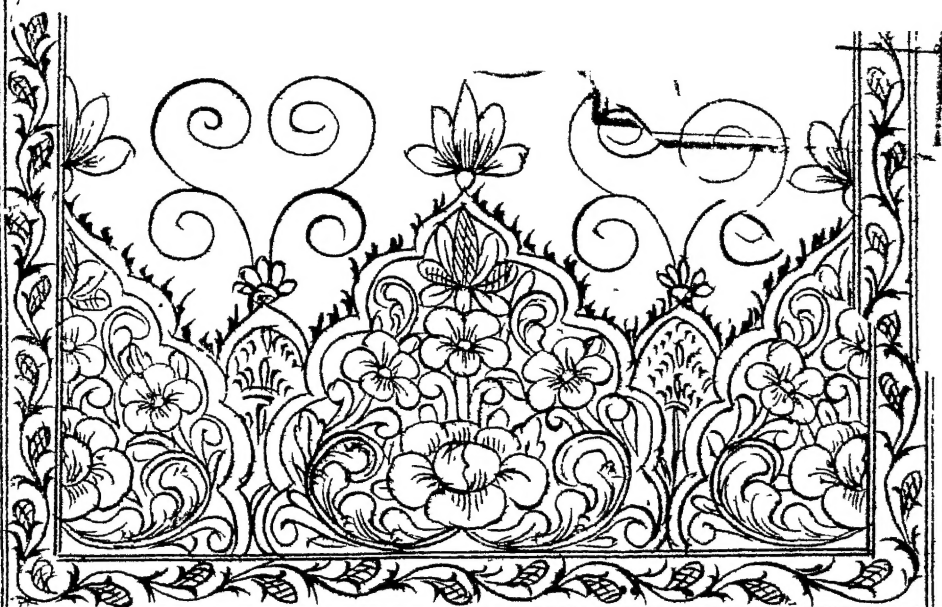
موسوم به

طالع زهره شیری

جلد دوم

نیمه کلک گهر بار مستند روزگار داج آل رسول انقلین منشی احمد حسین صاحب محکم مخلص بهر

مطبع نامی منشی نوک شوق واقع لکھنؤ عین بن طبع



حمد خداے جہان آفرین بانی بناے زمان و زمین کیا صنعت می مقدّمہ پیدائش انسان ملاحظہ
 فرمائیے کہ اول قطرہ نجس سے بناے انسان ہوئی اُسکے بعد مضغہ تیار ہوا بعد چند ماہ
 کے اُس میں جان ڈالی مقام پرورش شکم مادر قرار پایا بعد اُسکے بہ مدت نہ ماہ لڑکا پیدا ہوا
 بالکل بے عقل و بے سمجھ اُسکو رفتہ رفتہ کر کے خلعت عقل و ہوش پہنایا کہ عقیل و فہیم ہو جاوے
 وقت شباب ہوا تو کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتا کوئی ارسطو بنا کوئی لقمان وقت
 بوجہ عقل پر کیا کیا گمان ہوا مگر سبحان اللہ کیا انتظام رکھا ہر جب موت آئی تو کوئی فراست
 نہین چلی شدا مردود کہ جس نے دعویٰ خدائی کیا اور بہشت بنوائی مگر کیا کار سازی ہو سکے ہو
 کہ دروازے پر اسی باغ کے اُسکی قبض روح ہو یاغ کو نہ دیکھ سکا پا تو اپنی عقل پر یہ دعویٰ
 تھا کہ ربّ بے نیاز ہے دعویٰ برابر می کیا آخر میں ایسا مجبور ہوا کہ باغ میں نہ جاسکا کوئی
 مشیت اُسکی اگر غور کرے تو مصلحت سے خالی نہین بڑے بڑے فصحاء نے اعتراض کیا کہ
 تعریف پروردگار غیر ممکن ہو مجھو ایسے کج مزاج زبان آوارہ دشت بے ہنری مائل مضامین پروری

کو کیا لیاقت ہو کہ ایک نکتہ بھی جس پر وردگارین رقم کروں عنان تو سن تکلم طرف لغت اشرف انبیا
کے پھیرتا ہوں مضامین اصلی کو گھیرتا ہوں

دو کلمہ لغت جناب اشرف انبیا صاحب قاب قوسین اودائی

سبحان اللہ کیا شرف عطا فرمایا کہ پیغمبر کو ہمارے کیا مرتبہ بخشا کہ شبِ معراج براق پر سوار ہو کر
ابہ عرش اعلیٰ پہونچے پائے اقدس سے تعلیم جو حضرت نے بہ تعجیل تمام اتاری آواز آئی
کہ امی اشرف انبیا تعلیم کو کیوں پائوں سے جدا کیا حضرت نے بعد تعظیم عرض کی کہ اور بت
بے نیاز وادی مقدس میں کلیم اللہ کو حکم ہوا۔ فاطحہ تعلیم انک بالواد المقدس طوی۔
وہ مقام زمین تھا یہ عرش برین ہو کیونکہ تعظیم نہ کروں آواز آئی کہ امی حبیب جب منے عرش اعظم
کو خلق کیا تو عرش اعظم مضطرب و مبہول تھا دریافت کیا کہ باعث بقرار ہی کیا ہو عرش نے
عرض کی اس وجہ سے بقرار ہوں کہ میں اپنی زیب و زینت کا امیدوار ہوں امی اشرف انبیا
ہمنے عرش برین سے وعدہ کیا تھا کہ اپنے حبیب کو بلائیں گے وہ اسکی شبِ معراج ہوگی اور
تعلیم اسکی تیرے سر کی تاج ہوگی لہذا وعدے کو میرے وفا کر مع تعلیم قدم عرش پر رکھو
دونوں نوا سے تیرے حسن و حسین زینت کو نین رونق زمین و زبان گو شوارہ عرش برین
ہیں یہی عرش کی زینت ہو مجھ کو قول شاعر نظم

حق ہو طرف چہرہ نیکوے محمدؐ
بسم اللہ قرآن دیرا بروے محمدؐ
موسیٰ بھی ہیں وابستہ گیسوے محمدؐ
وہ طور پہ تھی روشنی روے محمدؐ
پہونچے نہ مگر تاسیر زانوے محمدؐ
جس خاک پہ ٹپکا عرق روے محمدؐ
ہر سطر لکھی صورت گیسوے محمدؐ
ہی شیر بھی قوت بازوے محمدؐ

قرآن سے اگر بحث کرے روے محمدؐ
ہی صفحہ قرآن ورق روے محمدؐ
یوسف ہی نہیں شیفہ روے محمدؐ
بیہوش ہوے دیکھ کے جس نور کو روشنی
ہر چند گئے چرخ چارم پہ مسیحا
پیدا گل شاداب ہوے واہری تاک
جازی جو ہوار و زازل لوح پہ خاتم
سب دیکھ کے کہتے تھے یہ اللہ کی جرات

جس طرح کہ پہلوئیں قر کے ہوں ستارے خاکِ لحدِ فاطمہ ٹٹھی میں اٹھا کر کس طرح دبا کے سے دیون پر فلک کے	سبطین سے تھی زمین پہلو سے محمدؐ سو نگھ جو کوئی آئے ابھی بوسے محمدؐ میں بھی ہوں اسیر ایک سگ کو سے محمدؐ
--	--

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار وصی احمد مختار زوج زہرا سے نامدار
والد شہیر و شہر کنندہ درخیر کشندہ عمرو و عمر

سبحان اللہ جناب علی مرتضیٰ مطہر احکام اشرف انبیاء جاری کن احکام کبریا عابد و زاید
راکع و ساجد ہوا ہر کیا جواشارہ پروردگار کا ہوا ہمیشہ نان جوین کھا کر بسر کی سائلوں کی غربت
پر نظر کی ہر جنگ میں جناب اشرف انبیاء کے ساتھ رہے بھاگنے والے بھاگے مگر پست شکن
ہمیشہ سینہ سپر احمد مختار رہے کبھی جان کا خوف نہیں کیا سرکشان عرب کو مارا کسی کو یہ دن
نصیب نہیں ہوا روز جنگ احد ایسی جنگ سخت تھی کہ حضرت امیر حمزہ شہید ہوئے مگر جناب
حیدر کرار ہمراہ جناب احمد مختار رہے آخر جنگ کو فتح کیا لڑائی سے منہ نہ پھیرا ہر جنگ
میں جان دینے میں غدر نہیں کیا سخی ایسے کہ نان کے سائل کو قطار اونٹوں کی مرحمت فرمائی
اپنے فرزندوں کو راہ خدا میں دیدیا چاہتے تھے کہ کسی سائل کا سوال رد نہ کروں جو سائل
آیا اے حاضر خدمت ہوا اسکو غنی کر کے رخصت کیا جو فقیر آیا اور سوال کیا حضرت نے فوراً
سوال اسکا پورا کیا مرقوم ہو کہ لیک سائل نے سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ ای سائل
ٹھہر جا اشرف انبیاء وعط کہ لیں تو میں تیرا سوال پورا کروں کسی مفسد نے سائل سے کہا کہ
جناب حیدر کرار خود فاقے کرتے ہیں دیکھ لے قبائے کمنہ زیب جسم ہو تیری اوقات ضائع ہوگی
ان کے وعدے پر قائم ترہ سائل گھبرایا پھر اٹھا اور سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ ای برادر
کیون جلدی کرتا ہو حضرت وعط فرما لیں تو میں تیرا سوال پورا کروں جس مغتری نے بہکایا
تھا پھر بہکا دیا پھر اُسے سوال کیا حضرت نے دو مرتبہ میں اُس سے دوئے سوال کا وعدہ
کیا یعنی چار ہزار کا خواہاں تھا حضرت نے بارہ ہزار تک فرمائے مگر مغتری اسکو بہکا نہ پایا
حضرت ہر مرتبہ سوال کو اُس کے دونا کرتے تھے مگر وہ سائل گھبراتا رہا جب حضرت رسول خدا

و عطا فرما چکے تو حضرت سائل کو ساتھ لیکر مسجد سے آئے سلمان کو یذا کر فرمایا کہ ہمارا باغ
 بیچو سلمان نے وہ باغ بیچا قیمت جو حضرت کے سامنے آئی سائل کو دے کر باقی ماندہ غریبا
 کو تقسیم کی جب گھر میں آئے جناب سیّدہ نے دامن تھاما اور فرمایا کہ یا علی تم نے باغ بیچا
 میرے فرزندوں پر آج دو دن سے فاقہ ہو میرا حق کہاں ہو جناب حیڈر کرار نے سر
 جھکا لیا جناب سیّدہ فرماتی تھیں کہ بدو ان اپنا حق لیے تمہارا دامن نہ چھوڑوں گی
 جناب اشرف انبیاء مسجد مدینہ من تشریف رکھتے تھے فوراً جبریل امین بخدمت جناب
 ختم المرسلین حاضر ہوئے عرض کی کہ پروردگار فرماتا ہو کہ ای حبیب میرے جلد جاؤ
 ہمارے ولی کا دامن ہماری کنیز نے تھاما ہو ولی ہمارا محبوب ہو رہا ہو جا کر دامن چھراؤ
 ہمارا ولی محبوب نہ ہونے پائے جناب اشرف انبیاء نے آکر جناب سیّدہ کو سمجھایا کہ ای سیّدہ
 شوہر تمہارا سخی ہو بارہ ہزار کی کیا حقیقت تھی سالکوں کو تقسیم کر دیا علی مطیع حکم خدا
 ہیں جو پایارہ خدا میں دے دیا ایسے سخی کے پاس دولت دنیا کب رہ سکتی ہو ہر چند کہ
 دنیا عروس بکر آئی مگر آپ نے طلاق دی دنیا کی کچھ حقیقت نہ جانی عمر اپنی اطاعت خدا
 اور اعانت جناب اشرف انبیاء میں بسر کی ہمیشہ ایک طور پر رہتے فیض و سخاوت ہر وقت
 ذات بابرکات جناب حیڈر کرار پر تمام ہوا بقول شاعر نظم

روضہ جو فلک ہو تو قمر حیڈر کرار
 ہر جنگ میں تھے سینہ سپر حیڈر کرار
 اس نعل کے تھے تازہ نثر حیڈر کرار
 ہین سارے زمانے کی سپر حیڈر کرار
 ہر شام کو کرتے تھے سحر حیڈر کرار
 گو مثل ہمارے ہین بشر حیڈر کرار
 ٹھہرا نہ کوئی اور مگر حیڈر کرار
 کرتے تھے ہر خشک شجر حیڈر کرار
 باتوں میں کریں کہہ کو زرخیز حیڈر کرار

کعبہ جو صدق ہو تو گھر حیڈر کرار
 فولاد کا رکھتے تھے جگر حیڈر کرار
 پیدا جو ہوا نخل جہان دانہ گن سے
 شمشیر حوادث سے بچا لیتے ہین مولاد
 کتے ہین عبادت اسے پڑھ پڑھ کے نماز
 اس کا نور انہیں ہوا سر کی خلعت
 جس روز عہد کو پڑی جنگ میں مشکل
 کتے ہین اسے قوت اعجاز کہ دم میں
 کیا دولت دنیا کی حقیقت ہو جو چاہین

ہر کام میں کیونکر نہ خدا میری طرف ہو شوہر تھے بلاشبہ علی بیوہ زنون کے + سوار دُلہن بن کے اگر سلطنت آئے یون کہنے کو عالم ہوے دنیا میں ہزاروں اندوہ میں گھبرانہ اسیر جگر افکار	میں بھی تو اُدھر ہوں ہیں جدھر حیدر کرار بیشک تھے یتیموں کے پدر حیدر کرار کب کرتے ہیں منظور نظر حیدر کرار ہیں واقف قرآن و خبر حیدر کرار + لینے ہیں کوئی دم میں خبر حیدر کرار
--	---

دو کلمہ داستان حیرت بیان شروع جلد دوم ذکر انتشار جمشید ثانی و وہ
کو بلا لاکھ جزیرہ گوہر بار کو کہ ساحر زبردست ہو اور دعویٰ خدائی کرتا ہی
اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

چل اے تو سن کلک جادو رقم ہوا کے ہو گھوڑے پہ ہر دم سوار کیے کام کیا کیا مرے کلک سے دکھیں ہر پہ حق کے الفت کا تاج ہر اک جاہو تحریر کا رنگ اور ہوا محکم لیکن جو سامان جنگ قدم با قدم سیر کرتا ہوا یہ بڑھ بڑھ کے میدان میں ہر دم لڑا بڑ سیر قدم غرب ہر شرق ہو فقط طبع روشن کا جلوہ کو کیا دشمنوں نے بہت اہتمام و یا موج دریائے جرات لکھوں	کہ سامان مہل و فروج ہیں ہم طراے جو اپنے دکھانے لگا عجائب غرائب یہ قصے لکھے مجھے اپنی تحریر پر ناز ہو + ہے اندون مہربانی کا دور وہ تیزی دکھائی قلم نے مرے چلا اڑے ہر دم اُبھرتا ہوا کیت قلم کی ہیں چالاکیاں سمجھ لو کہ مرکب نہیں برق ہو کیا دشت جرات کو اکدم میں طر کہ لین بڑھ کے مرکب کو چٹنے تھا قر سامنا ہوئی جنگ کا +	مراتو سن کلک ہو برق بار ہوا کو بھی دم میں اُڑانے لگا کہ ہوں ناظرین دیکھو خیر تاج کہ جلد دوم یاسے آغاز ہو + چلا کلک شیریں رقم بیدنگ پر گندہ تھے دشت کے بونڈلے صفت فوج دشمن پس جا پڑا دکھاتا ہر ہر وقت بے باکیاں صبا سے اسے کیا مشابہ کروں کہہ قلم شوکت کا سرتاج ہو گر اسکو ابر بہاری لکھوں + چل اے تو سن کلک شیریں ادا
--	---	--

چہرہ بہادران متور شعار و متور شعاران میدان کارزار اس داستان شوکت
بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف متور شعاران میدان جنگ + سنا ہے ہیں جامع کو

رزم لپنگ + واضح ہو کہ ایک روز جمشید ثانی قصر ہفت رنگ میں داخل ہو وزیر اور امرا جمع ہیں
 اور قتل نینوا کا ذکر ہو رہا ہو طائرون نے خبر دی ہو کہ بادشاہ حجابہ برائے دریافت لوح
 طلسم کو شش کر رہے ہیں سب نے عرض کی کہ یا خداوند کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ وہ شہر یار
 روکے جائیں ایسا نہ ہو کہ لڑتے بھڑتے تباہ قصر ہفت رنگ پہنچ جائیں جمشید مغرور
 عقل و فراست سے دور کہ رہا ہو بادشاہ کی کیا مجال ہو کہ میرے مقابلے میں آوین میں نے
 تقدیر کر کے کتاب سوا سخات کا رنگ بدل دیا اُس نوشتے پر عمل نہ کرو یہ ذکر تھا کہ آسمان
 پر برق چلی ایک تخت پر ایک شاہزادی دریاے جوار میں غرق لباس بھاری پہنے ہوئے
 چند کنیزین پشت پر آکر پہنچی جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے کہا کہ ای شطآنہ شیطان سپت
 کہا سنے آئی ہو شطآنہ نے کہا کہ یا خداوند جبر میرے گوہر یار میں گئی تھی وہاں کا جو خداوند
 ہی مہوت کا رگزار اُسکے یہاں شادی تھی مجھ کو بھی بلایا میں جا کر شریک ہوئی یا خداوند وہ
 جزیرہ آباد ہو رہا یا شاد ہو مہوت کا رگزار بہ عہدہ خدائی تخت پر بیٹھا تھا وزیر امرا
 گرد جمع تھے خراج جزیرے سے چلا آتا ہو ایک مہینہ میں وہاں رہی خداوند مجھ کو آنے
 نہیں دیتے تھے میں زبردستی چلی آئی آپ کے اشغال پر مجھے میں نے بیان کیا کہ اس زمانے
 میں مسلمانوں نے بلوہ کیا ہو طلسم کشائی بنام سعد شہر یار جو ان کے ساتھ جادو گر تھیں وہ
 جادو گر شریک ہو گئے ہیں جن تک پر مسلمان جاتے ہیں اپنا رنگ جاتے ہیں قدرت ہمارے
 طلسم ظاہر سے طلسم باطن میں چلے آئے ہیں یہ شکر خداوند نے کہا کہ اگر جمشید ہماری مدد
 قبول کرے تو ہم آگے لڑائی فتح کر دیں جمشید نے کہا کہ ای شطآنہ تم خود جاؤ اور جا کے
 مہوت کا رگزار کو لاؤ مسلمانوں سے لڑو ان کو شاید وہ ہی غالب آئے اور یہ لالچ دینا
 کہ چارم طلسم لگو دو گا اس کا خراج ہمیشہ ہو سچا کر یہ شطآنہ نے کہا کہ نامہ لکھنے میں ہر
 گورہ نیرنگ یعنی اپنے مکان پر جاتی تھی اب پھر اسی خیریرے میں پلٹ جاؤ مگر نامہ آپ کا
 ہو سچاؤ مگر انھوں نے خود وعدہ مذکور کیا ہو اور وہ باقی بھی عرض کر ہو مگر کہ قدرت کی مدد کو طبیعت
 حقیقت میں ان کی خدائی بہت روشن ہو سحر بھی بڑے بڑے ہمراہ ہیں اگر وہ لڑے گا تو
 کوئی اُسکی برداشت نہ کر سکیگا جمشید ثانی نے کہا کہ ای شطآنہ بہر نوع مجھ سے بھاگ کر نہ لڑو

اور مسلمانوں سے لڑو اور شاید اسی کے ہاتھ سے فتح ہو جائے میں اس جھگڑے سے مہلت پاؤں
 ہر چند کہ یہ مجال نہیں ہو کہ مسلمان طلسم فتح کر سکیں یا مجھ تک آسکیں لوح ایسے مقام پر ہو کہ جہاں
 ہوا کا بھی جانا ناممکن ہو مگر خیر ای شیطا نہ تمھاری خوشی ہو میں اُس مغرور کو نامہ لکھتا ہوں
 اگر انکار کیا تو تقدیر کر کے غارت کر دوں گا اور جو چاہا آیا تو ہمیشہ محبت رہیگی اپنا مختلف لطفین
 کنیز بچہ چھوٹا بھائی سمجھو گا اگر اُس پر بھی کوئی سختی ہوگی تو مابعد دولت جا کر مدد کریں گے ہمیشہ
 اُس کے شریک رہیں گے میری خدائی اُس کے خدائی سے بہت زیادہ ہو ایسے ایسے لاف و گزاف
 کہ قلمدان طلب کیا اور پرچہ ہاتھ میں لیکر لکھنے لگا مضمون یہ تھا کہ ای برادر بجان برابر
 تم ایک جزیرے کے خداوند ہو وہ بھی پورا جزیرہ قبضے میں نہیں ہو میرے قبضے میں ساتویں
 ملک ہیں سب بادشاہ خراج گزار ہیں حکم احکام کے تابع دار ہیں اگر قصد کروں تو مشرق سے
 مغرب جاؤں اور جنوب سے شمال پہنچوں اور عاجز نہ ہوں یہ فرمان پہنچتا ہوں اس کو دیکھتے ہی
 مع فوج پیشاں میری مدد کو آؤ مسلمانوں سے لڑو سب کو گرفتار کر کے لیجاؤ چارم طلسم کا
 خراج نکلو دیا کروں گا اگر تمہارے کوئی سختی ہوگی تو جان و مال سے موجود ہوں ہر مقام پر مدد کروں گا
 دشمنوں سے تم کو بچاؤں گا اس قلیل تحریر کو کثیر جاننا دیکھتے ہی نامہ شوقیہ شیطا نہ کے ساتھ
 آنا راہ میں بادشاہ کو روکنا وہ ہی طلسم کشا ہیں جرأت میں یکتا ہیں زیادہ اشتیاق محبت
 اپنی شوکت و شان کو بخوبی نہیں لکھا فقط ایک نکتہ لکھ دیا ہو جو تمہارا صبح ہو گا شیطا نہ تا
 لیکر چلی راہ میں خیال آیا کہ میں اپنے خداوند سے دریافت کروں کہ وہ کیا فرماتے ہیں یہ
 لوگ تو سامری و جمشید کو سجدہ کرتے ہیں میں خداوند اس الشیاطین کی پرستار ہوں
 اگر خداوند نے حکم دیا تو جادو لگی اور اگر منع فرمایا تو مجبور و ناچار ہوں ایسا کچھ سوچ کر نامہ
 لیا جھولی میں رکھ کر روانہ ہوئی کوہ نیرنگ پر پہنچی اُسی درے میں ایک تصویر پتھر کی
 رکھی تھی کہ مثل انسان کے باتین کرتی ہو تمام دیوزاد اسی کو اگر سجدہ کرتے ہیں اور جنات بھی
 اسی تصویر کے معتقد ہیں شیطا نہ اندر گھسی تصویر کو سجدہ کیا پکار کر کہا خداوند اس الشیاطین
 خداوند جمشید ثانی نے خداوند مہوت کو طلب کیا ہو میری معرفت نامہ بھیجا ہو کیا ارشاد ہوتا
 ہو جاؤں کہ نہ جادو میں جمشید ثانی کو نہیں جانتی میرے خداوند آپ ہیں وہ تصویر ہمیشی

آواز دی کہ ای شیطا نہ ہمیشہ آباد رہو گی ہمارا اعتقاد تار و ز قیامت رہیگا جابجا دیو زاد
 سجدہ کرتے ہیں میں اُن سب کی مدد کرتا ہوں اور تو تو مقبول بارگاہ ہو تجھ کو زندگی دہزار برس
 کی عطا کی ہو اگر مہوت اس طرف سے آئیگا تو کہنا کہ جسے ملاقات کر کے جاے قدرت نظر کردہ
 کر دین گے شیطا نہ نے کہا کہ یا خداوندہ خود دعویٰ خدائی کرتے ہیں نظر کردہ ہونا کیونکر
 گوارا کریں گے پتلے نے آواز دی کہ اوسے ادب حکم خداوند سے انکار کرتی ہو تو کم دینا وہ
 ضرور آئیگا شیطا نہ تصویر سنگی سے یہ باتیں کر کے باہر آئی طرف جزیرے کے چلی مگر دل میں
 سوچتی ہوئی جاتی ہو کہ ایسا نہ ہو میں مہوت سے کہوں وہ بگڑ جائے اور یہ کہے کہ میں خود
 اُن کو نظر کردہ کرونگا تو اُس وقت قدرت کے خلاف ہوگا ایسا نہ دو لون قدرت لڑنے لگیں
 مگر پھر سوچنے لگی کہ قدرت سمجھ لیں گے دو لون قدرت ہیں جو تقدیر دینا سب جانیں گے وہ کونگی
 یہ سوچتی ہوئی جزیرے میں آئی دربار میں مہوت کا رگزار کے آئی دیکھا مہوت تخت یاوت
 پر بیٹھا ہو تقدیریں بگھا رہا ہو ملازم بجا و درست کہ رہے ہیں کہ شیطا نہ نے آکر سجدہ کیا بہت
 نے ہنس کر کہا کہ ای شیطا نہ تم تو شیطان پرست ہو تھے کیون سجدہ کیا شیطا نہ نے کہا یا خداوند
 میں آپ کی جی معتقہ ہوں ایک پیغام لائی ہوں آپ نے خواہش بھی کی تھی کہ اگر جمشید ثانی
 مجھے امیدوار مدد ہوں تو میں اُن کا طلسم پاک کر دوں جمشید نے فرمان بھیجا ہو اُس کو
 ملاحظہ فرمائیے اور دوسرا پیغام یہ ہو کہ میں راہ سے آتی تھی کوہ شیرنگ میں ہو خداوند
 اس الشیاطین رہتے ہیں اور میں مشہور بہ شیطان پرست ہوں واسطے سجدے کے اندر
 گئی قدرت نے آواز دی کہ ای شیطا نہ شیطان پرست کہاں رہیں میں نے عرض کی کہ میں
 برائے ملاقات خداوند مہوت جاتی ہوں خداوند نے ارشاد فرمایا کہ جب مہوت اُدھر
 سے جاوین تو ہم سے ملاقات کرتے جائیں شاید ہم بھی اُن کے ساتھ کوچ کریں اُنکی شرکت
 ضرور ہو یہ بات سنکر مہوت نے اپنے وزیر اعظم سے کہا کہ امی کیوان بر فبار جلد فوج
 تیار کر دیہ زمانہ بہار ہو سیر کرنا بھی ضرور ہو اسی حیلے میں فتح بھی ہو جائیگی جمشید محبوب
 رہیگا شیطا نہ نے کہا کہ یا خداوند جمشید چارم طلسم دینے کو کہتے ہیں مہوت نے کہا
 کہ ہم کل طلسم پر قبضہ کرینگے چارم نہ لیں گے شیطا نہ نے کہا کہ یا خداوند نامہ تو ملاحظہ کیجیے

مہوت نے نامہ گھولا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کہ وہ لکھا کر ہم سارے طلسم پر قبضہ کرینگے صرف اُسکو گزارہ دینگے کہ ایک جگہ آرام سے بیٹھا رہے چین کرے ورنہ بُرائی ہوگی ایسی سزا دون کہ وہ بھی یاد کرے ان سات سو ملکوں کی خدائی پر نہ چھوے اور اسی کیوان تم بھی نہ اس نامے کو دیکھو جگوا اپنا برابر دار بھی نہیں لکھا ہے جیسے کوئی چھوٹے بھائی کو لکھتا ہے کیوان برقرار نے کہا کہ یا خداوند معلوم ہوتا ہے کہ جمشید ثانی کوئی بڑا متکبر شخص ہے کہ جسکی تحریر سے بڑا غرور پایا جاتا ہے اور ذرا آخر نامہ کو ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کیا فقرہ لکھا ہے کہ پہنے اپنی شوکت و شان کو بخوبی نہیں لکھا مہوت اس کلمے کو سنکر بہت غصے میں ہوا کہا خیر سمجھا جائیگا لشکر تیار ہونے لگا تین دن میں تین لاکھ ساحر زیر دست آکر حاضر ہوئے مہوت تخت پر سوار ہوا اور لشکر بصرہ کو فرو روانہ ہوا اس جاہ و چشم سے جاتا ہے کہ جہان اُتر پڑتا ہو وہ صحرا آباد ہو جاتا ہے سیکڑوں جنگلوں کو آباد کرتا ہوا برابر کوہ نیرنگ کے پہونچا شطمانہ نے عرض کی کہ ہمارے خداوند اسی پہاڑ میں ہیں اگر مناسب ہو تو ملاقات کر لیجے مگر جب لشکر مہوت کا اُتر چکا تو اہل لشکر روئے ہوئے آئے عرض کی کہ یا خداوند آج نئی بات ہے کہ چوٹے بنائے آگ نہیں روشن ہوئی دھواں بلند ہو کے رہ جاتا ہے مہوت اسپر ہنسا اور کہا کچھ دیوانہ ہو ایسے شعبدے دکھا کر میرا امتحان کرتا ہو تم سب جا کر کھانا بکاو آگ کی بجھی یہ مجال ہے کہ ہمارا حکم نہ مانے اگر حکم دون تو آسمان زمین پر فرش ہو جائے یہ جو مہوت نے کہا سب نے شکر یہ ادا کیا کہ یا خداوند آگ روشن ہو گئی شطمانہ نے کہا کہ تشریف لے چلیے مہوت نے کہا کہ میں ملاقات کو نہ جاؤنگا مابعد ولت کو شعبدے دکھاتا ہے خود قد مبوس کو نہیں آتا اگر اشارہ کر دوں تو مع کوہ آئے آکر سجدہ کرے قدموں کو بوسہ دے یہ کہ کر چھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ طائر نکالے اشارہ کیا کہ ای طائر ان قدرت سامنے راس الشیاطین کے جاؤ اُسکو تسخیر کر کے لاؤ اس طور سے آئے کہ قدرت کو سجدہ کرے وہ طائر چپکارین مارتے ہوئے چلے شطمانہ کو منظور ہوا کہ جا کر دیکھوں کہ یہ طائر قدرت کیا کام کرتے ہیں وہ بھی قدرت قدیم ہیں کہ دیوزادوں اور جتنا تو فتنے سجدہ کر ایا درہ کوہ میں اکیلے رہتے ہیں یہ سوچ کر اٹھی جیسے ہی سامنے درہ کوہ کے آئی دیکھا وہ طائر سر سر کوہ

بیٹھے ہیں اور زمرہ سرائی میں یہ اشعار پڑھ رہے ہیں نظم

خواب خمر گوش سے آہو کو جگاتا ہوں میں
 پھیر کھا کر ترے کوچے ہی سے جاتا ہوں میں
 جیسا ہووے کوئی ویسا نظر آتا ہوں میں
 آنکھ مرخ لڑائے تو لڑاتا ہوں میں +
 شکر کرتا ہوں اگر داغ بھی کھاتا ہوں میں
 یہ قدح میرا ہو خیر اسکی مناتا ہوں میں
 بلبلوں کو چمنستان سے اڑاتا ہوں میں
 نشے میں مست جو گرتا ہو اٹھاتا ہوں میں
 سوزش دل کو زبان پر نہیں لاتا ہوں میں
 جادے کی طرح تجھے راہ میں پاتا ہوں میں

تیری خوش چینی کا افسانہ سناتا ہوں میں
 ہند سے دو رجو کبے کو سنایا میں نے +
 سینہ صافی سے ہوا کیے کو رتبہ حاصل +
 سرخ پوشاک پہنتا ہو تو کہتا ہو وہ ترک
 نعمت عشق بھی ممکن نہیں بے فضل خدا
 ساقیا جام کو اندر سلامت رکھے
 بے نقاب آتا ہو گلگشت کو وہ رشک بہار
 ساقی میکدہ نے مجھ کو یہ خدمت دی ہو
 شمع کی طرح سے جلنے لگے شعلہ ہو بلند +
 کوئے مقصود کے سودے میں شب و روز آتش

اور پہاڑ اپنے مقام سے جنبش کر رہا ہو قصد کرتا ہو کہ بڑھوں شیطا نہ گھبرا گئی کہ سحر
 خداوند مہبوت نے تاثیر کی اب آج کھل جائیگا کہ کون خداوند ہین مذہب صاف ہو جائیگا
 پہاڑ چند قدم چلا تھا کہ اندر سے آواز آئی کہ اے کوہ قدرت کہاں جاتا ہو قدرت یہاں سے
 کہیں نہ جاوے گی اے غولان بیابانی مہبوت کے لشکر کو تباہ کرو یہاں مہبوت دربار گاہ پر
 کھڑا ہو کوہ کی جانب دیکھ رہا ہو کہ پہاڑ کو جنبش ہوئی مگر رگ گیا مہبوت نے آواز دی کہ
 او کوہ صحرائی کیوں نہیں آتا اُس مغرور کو بھی لاکھ لشکر تین ہاڑ ہو لوگ روتے پیٹتے سامنے
 آئے کہا یا خداوند لاکھوں غولان بیابانی آکر لشکر پر گرے ہیں چارم لشکر کو چیر پھاڑ کے
 پھینک دیا ہو مہبوت نے جو یہ خبر سنتی حکم دیا کہ ہزبر بیشین نشین کو بلاؤ یہ کہہ کر ایک آواز دی
 کہ اے ہزبر بیشین نشین آکر غولان بیابانی کو روکو بلکہ اسنے مقابلہ کروان کو مشادو یہ پتلہ
 سنگی اپنی خدائی کارنگ دکھاتا ہو دیوانہ ہوا ہو پہاڑ کھدوا کر پھینکوا دو نگاہ ہزبر کا نام
 جو مہبوت نے لیا جتنے غول بیابانی تھے اُسی قدر شیر پیدا ہوئے غولوں سے لڑنے لگے
 جس غول نے قصد کیا کہ آدمی پر حملہ کروں شیر نے آکر دھڑو کہ مارا اُچاک کر تمانچہ مار دیا کہ

سرغول کا اڑ گیا دھڑ زمین پر گرا ٹھوڑے عرصے میں شیرون نے ہزار ہا غولوں کو مارا مگر
 مہموت نے پھر سحر کیا کہ پہاڑ کو جنبش ہوئی شیطان نے جو دیکھا کہ پہاڑ بھڑچلا ایک چیخ مایا
 اور آواز دی کہ اے معین و مددگار سکا کہ نہ ہر خواہ جلد آؤ اس معرکے کو مٹاؤ ایک آنکھ
 سیاہ چلی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام و بد انجام اڑتی ہوئی آسمان سے اُلی لشکر
 مہموت پر سحر کرنے لگی آگ برسی ہزار ہا ملازمان مہموت جلے کہ ہر کارے نے بڑھک کر خبر دی
 کہ یا خداوند دیکھیے سکا کہ نہ ہر خواہ آپ کے لشکر کو مٹا رہی ہو مہموت نے سر اٹھا کر دیکھا
 کہ ایک ساحرہ مکادہ سراپا شعلہ آتش بڑی سرکش آسمان پر تھرا رہی ہو مہموت نے پکار
 آواز دی کہ اے سکا کہ نہ ہر خواہ ذرا ہمارے پاس آؤ ہم تمہارے بہت مشتاق ہیں سکا کہ
 نے جو یہ سنا فوراً ہوا سے اُتر آئی کہا یا خداوند جزیرہ میں تو ہمیشہ سے آپ کی مشتاق تھی
 مہموت نے پشت پر ہاتھ پھیر دیا اور کہا اس پتلہ سنگی کا سر لاؤ سکا کہ نہ ہر خواہ ہاتھ
 پشت پر رکھتے ہی چھوٹنے لگی پکار اٹھی نظم

محراب قصر تن کو ہمارے ستون کیا +
 اکی بہار میں اسے نذر جنون کیا +
 شیشے میں جسے تج کو اتارا افسون کیا +
 کیا کیا نہ چشم یار نے مجھ پر فسون کیا +
 یوسف سے بھی عزیز اُسے بچنے فزون کیا
 بے تیغ تیرے دست نگارین نے خون کیا
 شیرین نے ناپسند مگر بے ستون کیا
 مثل حباب کا سہ مو اثر گون کیا +
 بیرون لب زبان سے نہ سوزِ درون کیا
 دیکر خدا نے عقل اسے ذوفنون کیا +
 کیفِ شراب نے جو وہ رُخ لال گون کیا
 آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

پیری نے قہرِ راست کو اپنے گون کیا +
 جامے سے جسم کے بھی مین دیوانہ تنگ تھا
 دیوانے تیرے یون تو ہزاروں ہیں اور پری
 کس کس لچکاہ ناز سے دیکھا مری طرف +
 گر گریخت کو پہلو میں دل کی طرح دکھا
 آرائش اہلِ حسن کی جادو سے کم نہیں
 فرما دسر کو چھوڑ کے تیشے سے مر گیا
 دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر
 مضمون بندھانے سے کبھی دل کے داغ کا
 جو ہر وہ کو نسا ہو جو انسان میں نہیں +
 کیا کیا نہ داغِ مجھ کو دیے شوق بوسہ نے
 آنکھوں سے جاے اشک ٹپکنے لگا ہو +

یہ شعر پڑھتی ہوئی طرف کوہ کے پہلی وہاں اُس پتلے سنگی نے دیکھا کہ سکا کہ نہ ہر خواہ آتی ہو
جھانک کر لکارا اور آواز دی کہ ادسکا کہ کہاں آتی ہو ہر چہ چنچا پٹا گر سکا کہ نہ سنا وہ پتلے
دروازے پر کھڑا ہوتا تھا سے منع کر رہا ہو مگر سکا کہ نہ ہر خواہ سحر میں مہموت کے پھنسی ہوئی
بجوش و خروش آتی ہو لکارتی ہوئی کہ او دیوانے خداوند جزیرہ کو ہر بار سے مقابلہ کرتا
ہو وہ خداوند اصلی ہن تو دعویٰ سحر میں کیتا ہو مگر وہ تقدیر کر کے شجاکو مٹا دینگے یہی ہوئی
قریب پہونچی نیچے پتلے کو مارا پتلے نے کلانی اٹھا دی تلوار اُسکی کلانی پر پڑی چھٹانے کی
آواز آئی پتلے نے کلانی تھام کر ایک تانچہ مار دیا کہ سر سکا کہ کاٹ گیا شیطان سکا کہ کومار کر
بہت رویا کہتا تھا کہ میری ندیم قدیم قتل ہو گئی بڑے انتظام کرتی تھی ہاے میں یہ نہ سمجھا
کہ یہ سحر میں مہموت کے ہی مگر سیروان جادو کو بلاؤں یہ کہہ کر ایک چنچ ماری کہ تمام ہمارے مثل
بید کے تھرا گیا ایک طرف سے کوہ کے ایک فیل مست جھومتا ہوا آیا پتلے نے آواز دی کہ
ای سیروان جادو بصورت اصلی لشکر مہموت پر جاؤ اور مہموت کو گرفتار کر کے لاؤ
ہاتھی نے ایک چنچ ماری کہ زمین تھرا گئی اور کوہ سے آواز آئی کہ ای سیروان جادو میں
کتاب سوانحات پڑھ رہی ہوں لیکن سمجھ کر جانا بڑے ظالم سے مقابلہ ہو ایسا نہ ہو کہ تم پر
زوال آے اُس فیل مست نے ایک چنچ ماری کہ اُس سے یہ آواز آئی کہ ای نہان جادو
میرا جانا خالی از لطف نہ ہو گا قدرت کا جا کر رنگ جماؤں زور و شور اپنا دکھاؤں یہ کہتا ہوا
فیل مست چلا جیسے ہی لشکر مہموت میں پہونچا اہل فوج غلغلہ کرنے لگے کئی ہر کارے دوڑ
ہوے سامنے مہموت کے آئے کہا یا خداوند ایک فیل مست لشکر کو پامال کر دے ہا ہی مہموت
نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک فیل بلند بالا بڑے بڑے دانت خیمون کو گراتا ہوا چلا آتا ہو جو
انسان راہ میں مل گیا اُسکو چیر بھاڑ کر پھینک دیا مہموت نے جو فیل کو آتے ہوئے دیکھا
پکار کر آواز دی کہ ای گہمان فیل در کیا کر رہے ہو ایک جوان صحرا سے پیدا ہوا نہایت
لحم و شحم تیغہ چوڑا کھینچے ہوئے فیل کو لکارتا ہوا کہ ادب یہ لشکر خداوند ہے جتنے
بندے تو نے مار ڈالے ہیں اتنے ہی بندے قدرت پیدا کریں گے یہ کہتا ہوا قریب فیل کے
پہونچا فیل نے بھسونڈا مارا اُس جوان نے گینڈے سے کود کر بھسونڈا تھام لیا ایک کہہ مارا کہ

ہاتھی نے دونوں کھٹے زمین پر ٹیک دے وہ جوان تیغ کھینچے ہوئے قریب شکم کے آیا اور شکم میں فیل کے مارا کہ شکم کھل گیا ایک جوان بیٹ سے اُسکے گرائیٹھ سے شعلہ ہائے آتش چھوڑتا ہوا اُس جوان نے شعلہ آتش کا کچھ خیال نہ کیا ہاتھی نے تڑپ تڑپ کر چر جان دی یہ جوان دوڑا شکم سے ہاتھی کے جو جوان نکلا تھا وہ بھاگا سا اسنے پتلے کے پہنچا پتلے نے کہا کہ تو شکم سے فیل کے کیون نکلا اُس جوان نے کہا کہ فیل مارا گیا شکم اُسکا چاک ہوا میں ناچار ہرگز نکل آیا یہ ذکر تھا کہ پشت سے نعرہ ہوا کہ مگر گیمہان فیل در یہ کہہ کر اُسپر گر پڑا کئی ہاتھ ملے اُس کے مارے مگر بیروان روک رہا ہیروکتے روکتے اہم مقام پر چو کا گوشہ سپر کو کاٹ کر تلوار شانے پر گری کہ شانہ بھی نشانہ ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے پتلہ سنگی نے جو دیکھا کہ اُس جوان نے بیروان کو مارا تو تباہ سنگی نے چلا کر آواز دی کہ اگر نہمان جادو اس جوان کو لینا بڑی بے ادبی کیجے یا تاہو کہ یکایک کوہ تھرایا ہر ایک پتھر شق ہوا دو دو چار چار جوان نکلنے لگے تھڑے ہی خرصے میں کئی لاکھ ساحر ان نہمان سے اُس پہاڑ سے پیدا ہوئے مگر گیمہان فیلہ رفقہ منصور لڑ رہا ہوا ان ساحروں نے گیمہان فیلہ کو گھیرا چار طرف سے اسقدر تیر مارے کہ گیمہان فیلہ رخربال ہو گیا چاہا کہ بھاگوں مگر ان ساحروں کے آگے ایک جادوگر نے بلند بالا سیہ رو بدخو کھڑن جھوم رہی تھی اُسنے لٹکارا کہ او گیمہان فیلہ رکھان جاتا ہی یہ کہہ کر ہاتھ جھپکایا کئی سو برقین گیمہان پر گرین گیمہان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا اور تڑپ تڑپ کر جان دی اب اُس جادوگر نے نعرہ کیا کہ یارو فوج دشمن کو مار لو کئی لاکھ ساحر تیر مارتے ہوئے چلے فوج مبہوت کا گزرا پیچھے ہٹتی جاتی ہو مبہوت نے جو دیکھا کہ میری فوج ہٹ آئی اور شکست فاش ہوا چاہتی ہی میقرار ہو کر آواز دی کہ یا خداوند جوگی جیپالی میں آپ کے نام کا روشن کرنیوالا ہوں تشریف لائے میری شکست کھانا بیڑے افسوس کی بات ہو آپ کا بندہ ہو کر ایک شیطان بچے سے بھلے تو کیسا باعث خرابی ہو اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہو اور وہ شیطان بچے سامنے نہیں آتا پہاڑ کے اندر سے بھر کرتا ہو اگر سامنے آجائے تو مزہ اٹھائے یہ کہہ کر مبہوت نے جو چچ ماری آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر میں رعد کی گرج برق کی چمک تھی

اُس آواز سے تمام دشت کانپ گیا اور پہاڑ بھی ہتھرا یا وہ ابراہیمؑ کا ایک جوان بلند بالاسید رو
 بالی پہرے پر چھپوٹے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ ماراں سید لہر اسے ہیں جٹائیں بالوں کی الجھی ہوئی
 ایک سید کرتا پنے ہوئے لبنی دھوئی بامدھتے ہوئے ابراہیمؑ سے نکلا زمین پر آکر قائم ہوا لکھرا
 کہ اونہان جادو اس فوج پر بڑا غرور ہی نہیں جانتی کہ کس سرزمین کا یہ بادشاہ ہوا ہے
 ابراہیمؑ کا خداوند ہی چونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا ہی میرے یا تمھارے قتل ہوں تم ہٹ جاؤ
 میں ررہ کوہ میں جاؤ نکلا کچھ تمھارے خداوند سے کلام کرونگا نہان جادو نے جو یہ فقرہ
 جتنا شعلہ جوالہ بنکر اُس جوگی پر جا پڑی خوب خوب سہرا پس میں ہوئے مگر مہموت دستکین
 دے رہا ہر جب دستک دیتا ہوا وہ جوگی گرما جاتا ہوا اور ہاتھ بڑھاتا ہے کہ نہان جادو کی چٹا کر
 لکھ نہان جادو اپنے کو بچاتی ہوا ایک مقام پر نہان جادو نے ایک گولہ مارا کہ اُس جوگی
 پر آگ برسنے لگی مگر جو شعلہ کرتا ہوا وہ جوگی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیتا ہوا وہ شعلے پانی ہو کر زمین
 پر گر جاتے ہیں جب اُس جوگی نے اس طرح سحر دفع کیے تو نہان جادو نے ایک چنچ ماری کہ
 زمین ہتھرا گئی طبقہ زمین کا شق ہوا شق ہوتے ہی چند جوان مسلح و کملی زمین سے نکلے اُس
 جوگی کو گھیر لیا جس نے ہاتھ تلوار کا مارا جوگی نے ہاتھ بڑھا دیا اُسکے ہاتھ بڑھاتے ہی تلوار
 اُس جوان کی پٹ پڑتی ہوا اور جواب میں ہاتھ مارتا ہوا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوتے ہیں
 اس طرح اُس جوگی نے اُن سب جوانوں کو مارا جب نہان جادو نے دیکھا کہ وہ سب جوان
 مارے گئے اور جوگی جھوم رہا ہوا اور کتا ہوا نہان جادو تم خود کوئی حملہ کرو نہان نے
 نیچے کمرے کھینچا اور خیردار خیردار کہہ کر ہاتھ مارا جوگی نے وہ ہی ہاتھ ہلا دیا دار نہان کا
 خالی گیا جوگی نے اپنا تیغ اٹھایا کہا ای نہان جادو ہم شبیہ خداوند جوگی جیسا ہیں
 ہم کو کوئی قتل نہیں کر سکتا میں اُس شیطان بچے کی ملاقات کو آیا ہوں جب میں اُس کے
 مقابلے کو موجود ہوں تو تو ناحق اپنی جان دیتی ہو جا کر چھپ رہے ورنہ میرے ہاتھ سے قتل
 ہوگی مگر نہان جادو نے نہانا دار تلوار کے کیے گئی مگر جوگی نے خالی دیے جب کئی وار کر چکی
 تو نہان جادو نے چاہا کہ جوگی سے لپٹ جاؤں جوگی خود شعلہ جوالہ ہو کر میں ہاتھ دے کے
 نہان جادو کو اٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا نہان جادو نے چاہا کہ تڑپ کے

اٹھوں مگر جوگی نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ نہان جادو کے دو ٹکڑے ہیے جوگی نے نہان جادو کو مار کر ایک چھ ماری اور آواز دی کہ اے صحرانورد جلد آ ان فوج والوں کو پامال کر صحرائے گرد اڑی گئی ہزار جوگی اسی صورت کے گرد سے نکلے آتے ہی فوج پر گریے ایک ایک نے دس دس کو قتل کرنا شروع کیا مگر وہ پتلہ سنگی درہ کوہ میں کھڑا ہو جو گیونکا جو بلوہ دیکھا شطانہ سے اشارہ کیا کہ تو کیا دیکھ رہی ہو ان سب کو مار لے شطانہ آگے بڑھی ایک جوگی پر وار کیا اس جوگی کے دو ٹکڑے ہوئے دو جوگی بن گئے اب شطانہ کو قتل کرنے سے جو گیون کے یہ نفع ہوتا ہو کہ ایک کے دو تیار ہوتے ہیں ٹھوڑے ہی عرصے میں جو گیون سے میدان بھر گیا وہ جوگی جوا دل آیا تھا نہایت سیر و بلند بالا قوی تن و قوی من اپنے پر سے بڑھا اور شطانہ کو لٹکا کر اکہ او ملعونہ تو نے ہمارے ساتھ والوں کو قتل کیا اور تو سبھوت کا رگزار کی دوست بنتی ہو اسی کا مجھے کسی قدر خیال ہو شطانہ نے کہا میرے خداوند نے مجھ کو حکم دیا میں کیا کوئی بات اٹھا کر کھونگی بس اس جوگی نے ایک چھ ماری زمین ٹھرا گئی جیسٹ کر شطانہ کے بال پکڑے شطانہ نے آواز دی کہ یا خداوند مجھ کو اس جرجی کے ہاتھ سے بچاؤ شطانہ نے جو یہ پکار کر کہا صحرائے گرد اڑی چند پتلے فولادی خرو کرتے ہوئے آتے جو گیون پر گریے مگر جس جوگی پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے تو ہوئے زمین پر گر کر تڑپا گرد جوگی تیار ہوئے اور جس جوگی نے پتلے فولادی کو ہاتھ مارا وہ جلنے لگا ٹھوڑی دیر میں بھلا خاک ہوا جب چند پتلے جلے تو شطانہ نے پکار کر کہا کہ یا خداوند اس کنیز کے سحر کا خاتمہ ہوا اب یہ تدبیر بتائیے میری مدد کو آئیے کنیز عرض کرتی ہو کہ میں ان سب سے لڑتی ہوں آپ تو بھل جاتے پتلے نے کہا کہ اے شطانہ مقام افسوس ہو کہ میں ٹل جاؤں مہوت کیسی ختی کر گیا جو اس کے دشمن ہونا نہیں چاہتا اسکی سلطنت مٹاؤں گا یہ کہہ کر خود بڑھا شطانہ نے کہا کہ یا خداوند آپ تکلیف نہ فرمائیے ایسا نہ ہو کسی کا سحر آپ پر پڑ جائے اور باعث زوال ہو اگر آپ پر زوال آیا تو ہم لوگ کسے سجدہ کریں گے مگر یا خداوند موت و زلیست پر آپ کو اختیار نہیں ہو پتلے نے کہا ہم کو سب طرح کا اختیار ہو مگر موقع محل ہو اس وقت تقدیر کی ہو کہ مجھ کوئی نہ مار سکیگا مگر اس جوگی کلان نے جو شطانہ سے لڑتے لڑتے ہاتھ بڑھا کر بال پکڑ لیے تھے

ایک جھٹکا مارا کہ شیطاں نہ گری جوگی نے اوپر سے لات ماری کہ شیطاں نہ کے اٹھواں چہرہ پر جو
 شیطاں نہ کے مرتے ہی ایک ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ یا خداوند اپنے کو بچا لے یا یہاں ہو کہ
 آپ کے اوپر بھی کوئی نزول ہو مگر وہ جوگی کلان شیطاں کو مار کر پتلے پر جا پڑا پتلے نے چاہا
 کہ ٹکڑے جاؤں مگر باؤں زمین تھلے ہوئے تھی اُس جوگی نے پکار کر کہا کہ اوشیخان بچے اب
 نہ پٹنا ہم سے مقابلہ کر لے پتلے نے تاوار کھینچی کئی ہاتھ جوگی پر مارے جوگی نے وار خالی دیے
 مہموت نے دور سے دیکھا کہ جوگی پتلے سے لڑ رہا ہے دستک دی دستک دیتے ہی جوگی اوپر
 تیز ہو گیا چمک چمک کر لڑنے لگا آخر پتلے کو جوگی نے مارا مرتے ہی پتلے کے پہاڑ گر اُپڑا کے
 گرتے ہی روئے کی آواز آئی مگر جوگی نے اکر مہموت کو سلام کیا اور کہا اس فالتو کو میں نے
 مارا کیسا خداوند بکر مٹھا تھا مغرور عقل و فراست سے دور آخر کچھ نہ ہو سکا نہ مان جاوے
 اسکی غنیمت کا کتنی اُسکے مرتے ہی اسکا زور گھٹا اگر اُسکو چلے نہ دے ورنہ اتنا تو وہ اسکو کاٹ کر
 لے جاتی مہموت نے کہا کہ میں خداوند جزیرہ گوہر بارہویں میرے سامنے کون سر کر سکتا
 ہر آج یہاں تک ہماری خدائی ہوئی اب خراج ملا کر لگا اور جو لوگ غرور کریں گے انکو مٹا دینا
 صفت خداوندی دکھاؤ گنا مصاحب کہ رہے ہیں کہ آپ خداوند حقیقی دمالک حقیقی ہیں
 آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہو اس شیطاں بچے کو بڑا غرور تھا دیوارِ اودن اور جتانوں
 کو سخی کیا تھا مہموت نے کہا کہ اب وہ سب مابدولت کے پاس آئیں گے مصاحب ہمارے
 کہیں گے کہ تمہارے خداوند کیسے تھے کہ شبہ جوگی جیبال کے ہاتھ سے مارے گئے گن
 مہموت کے کان میں جو روئے کی آواز آئی ورنہ اسے کہا کہ دیکھو یہ کون رو رہا ہے ورنہ
 دوڑے بعد تھوڑی دیر کے واپس آئے عرض کی سامنے جو درہ کوہ ہوا ایک ساحرہ ضعیفہ
 بیٹھی رو رہی ہے ہر چند اُس سے پوچھا کہ کسے کچھ سب نہ بیان کیا مہموت شلکا ہوا کرتا
 درہ کوہ کے آباد کیا کہ ایک ضعیفہ بیٹھی ہو بہت پر اُسکے ایک کوٹھی ہو مثل نگہبان
 دروازے پر بیٹھی ہو کبھی تھکے ہو کر کہتی ہو کہ کیوں بی بی اب آرام و چین کیونکر لے گا خداوند
 سنی مارے گئے مہموت کا رگزار لوٹ مار میں مصروف ہو ہماری تمہاری کوئی خبر نہیں لیتا
 یہ کہ کر روئے لگی اسی طرح بیتاب رہتا رہتا ہوا انگوٹوں سے دریا سے اسٹک جاری ہو کر سامنے

سے مہبوت آیا تاج مکمل بجا رہتا ہے بجاری ہاں زیب ہم تلوار کر سہ لگی ہوتی نظر
 وغیرہ دے ہوئے سامنے ضعیفہ کے آیا کہا کیوں اے ضعیفہ رستہ رکھیں بیتاب و بختہ ارہو جو زر
 ہوشہ بیان کر کہ ہم اسکا علاج کریں ہم خداوند کش میں ضعیفہ سے کہا کہ یا خداوند یہ تو تائیہ
 کہ اس کو ٹھہری میں کون ہی مہبوت نے کہا کہ قدرت باری نے مگر بتا کہیں گے تو حال اپنا
 ظاہر کر ضعیفہ نے کہا کہ ایک شاہزادی موسوم بہ من عذرا رہا ایک شب کو ایک دیو اسکو لیے
 جاتا تھا خداوند مردہ نے جو دیکھا اشارہ کیا کہ دیو اتر آیا خداوند نے کہا کہ ارے اس جبین
 کو کہاں لیے جاتا ہو دیو نے کہا کہ یہ شاہزادی مالک میں کی برسر کر رہی تھی میں نے جو دیکھا
 دل ہاتھ سے گیا اب اسکو لیے جاتا ہوں کوہ لالان پر رکھوں گا خیر دیکھ ہی لیا کرونگا شاید اسکو
 میرے حال پر رحم آے خداوند مردہ نے جھٹاکر حکم دیا کہ اس دیو کو مار دو اور سامنے سے
 ہمارے نکال دو ایسی چہ عتین کرتا ہو دیو کو تو مار کر نکال دیا اس ناز میں سرگاہ ڈالی دیکھا
 تو ماہ تابان و مرد درخشان سے مثال ہو حقیقت میں ہی خصال ہو دونوں ابرو و فخر ملال
 پیشانی درخشان ماہ آسمان حسن و کمال ہو کل اعضا اسکے مناسب پائے قدرت کو پسینہ آگیا
 فرمایا امیو جبین تم تجکو نائب قدرت کریں گے اگر ہمارا وصل اختیار کیا تو وہ مرتبہ دین
 کہ پیریاں اگر سجدہ کریں مگر من عذرا نے جواب صاف دیا کہ یا خداوند آپ ایسا نہ کیے
 میں ہرگز قبول نہ کرونگی بس خداوند مردہ نے مجکو کہنگیان جادو میرا نام ہو پیرسلط
 کیا کہ امیو نگیان اسکو سمجھاؤ آج کئی جینے گذرے کہ سمجھاتی ہوں دمہ کا تی ہوں اور
 ڈراتی ہوں مگر وہ اپنی ہی کہے جاتی ہو کسی طرح رضا مند نہیں ہوتی مہبوت نے کہا کہ
 امیو نگیان جلد اٹھو اور ہم کو سجدہ کرو ذرا اس ناز میں کو ہم بھی دیکھیں جس وقت ہم
 اس شاہزادی کو دیکھیں گے وہ خود ہم پر مائل ہوگی اور خواہش کرے گی کہ مجھے رزناز
 فرمائے وہ جو مارا گیا وہ دیوانہ تھا خداوند ہو کر عاشق ہو اور بندی توجہ نہ کرے
 دیکھو ہم نگاہ ڈالتے ہیں نگیان جادو نے کہا کہ آپ ذرا سامنے سے ہٹ جائیے تو میں
 اسکو ملان یا کھینچ کے لاؤں مہبوت تو پیچھے ہٹا ضعیفہ کو ٹھہری میں گئی اس ناز میں
 کو بچے میں دبا کر دونوں پانوں زمین پر مارے اور غرق زمین ہو کر روانہ ہوئی مہبوت

نے جب دیکھا کہ غصہ ہوا اور نگہبان نہ علی گئی آواز میں دین جواب نہیں آیا آخر غصے میں کو تھری
کی طرف چلا روانہ ہوا کہ نہ اندر آیا دیکھا کہ ایک نار معلوم ہوتا ہوا اور ایک تصویر بڑی بڑی
مہوت سے وہ کاغذ اٹھایا اسکو اٹھا کر پڑھا نوشتہ پایا کہ ای مہوت ایسا ارادہ مکرنا
ورنہ جل جائیگا مہوت نے جھلا کر وزرا کو آواز دی پند وزرا آواز اپنے خداوند کی سن کر
آپس پر چھایا خداوند کیا ہر یہ بھی سب نے دیکھا کہ ایک تصویر قدرت کے ہاتھ میں ہر اسکو
دیکھ دیکھ کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہیں نظم

کس طرح جھکو خوش اسے سیر گلشن ای صبا
آج جو آراستہ ہو میں گلشن ای صبا
چاک تو بھی کر قبیلے کل کا دامن ای صبا
چھو کے شاید آتی ہو اس گل کا دامن ای صبا
کیا کہوں میں کہ خدا ہر سرائی سوسن ای صبا
دیکھنا ہو کس قدر سر بہر گمان ای صبا
آج کچھ بدلا ہوا ہے رنگ گلشن ای صبا
بابلین گلشن میں کیوں کرتی چو شیون ای صبا
ہو تھہرین اُسکے کہ دو ہیں بڑی سوسن ای صبا
ہیں خزان کے ہاتھ سے ہر باد گلشن ای صبا
ٹپکا پڑتا ہر رخ ہر گل سے جو بن ای صبا
کر لیا کی ہر زمین سطحیت کا دفن ای صبا

گلر خون کے ہجر میں کرتا ہوں شیون ای صبا
آمد آمد کس شہم خوابان کی ہو گھٹنا نہیں
پھر بہار آئی گریبان و حشیون کے پھٹ گئے
تیری خوشبو سونگھ کر اپنا معطر ہو در مارغ
بلخ میں دیکھے جو اس گل کے مسمی مالیدہ
بارش، شک عنوان نے کیا شاداب اسے
میا شوں کو دے مبارکباد پھر آئی بہار
انیا خزان گلزار میں آئی جانیگی بہار
ستی جو ٹھون پر لگائی ہو جو میرے یار نے
دیکھ لے بدلے گلیوں کے جا بجا کا ٹوٹے ڈھیر
جھوٹا ہر سر شجر آئی ہر مستان بہار
خاک تو کیونکر اڑا کیگی مخافہ میں ملک

وزر نے سمجھا یا کہ با خداوند اس قدر پریشان نہ ہو جیسے جان لے کے جانگی آپ بتا دیجیے گا
ہم لوگ گرفتار کر لائے بن گئے آپ کے پہلو میں لا کر بیٹھا دین گے مہوت نے کہا کہ نہ کو افسوس
یہ ہو کہ نگہبان جادو بیان کرتی تھی کہ خداوند مردہ سے اُسے انکار کیا نہ مہوت نے ہی کہا
تھا کہ میرا سامنا کر دو دیکھتے ہی عاشق ہو جائیگی افسوس نہ ہو کہ یہ طور نہ ہوا جو یہ راعاں
وہ ہی اسکی بھی کیفیت ہوتی بیرون قدرت کے دیکھے اُسکو چین نہ پڑتا کہ ایک مرد ضعیف

سانے سے آیا اُسے چند کنجیان ہاتھ میں دیں کہا یہ خزانے کی کنجیان ہیں اس سر نو اسے کو
روپیہ بہت عزیز تھا خزانے بھرے پڑے ہیں مہموت نے پہلا کوٹھا کھلوایا دیکھا کہ روپے
اشرفیان ملی ہوئی بھری ہیں مہموت نے کہا کہ یہ کوٹھا رہنے دو بند کر دو اس قدر چکر
وغیرہ میرے ساتھ نہیں ہیں جب اُدھر سے پٹونگا تو اس خزانے کو بھی ساتھ لے لو نگاہ
کہ کر دوسرا کوٹھا کھولا اُس میں سب جو اہرات بھرا تھا کئی ہزار صندوقچے بکھولائے اور
کوٹھا بند کر دیا کہا اسکو بھی واپس ہو کر لین گے تین دن اُسی مقام پر رہا مال یہاں سے
بے حساب پایا اور پھر کوٹھے بند کر دیے بعد تین دن کے مہموت نے یہاں سے کوچ کیا
جس آبادی میں پہونچتا ہر ہر کار و نہ در یافت کرانا ہو ملکہ کسین پتہ نہیں ملتا چار دن گذرے
کوچ کرتے ہوئے جہاں زیادہ بستی پاتا ہر دو دو دن وہاں ٹھہرتا ہر مطلب یہ ہو کہ نگہیان
کا پتہ لگے مگر کسین پتہ نہیں ملتا کئی روز برابر اسی فکر میں سرگردان رہا برابر کوہ زلزلہ
کے پہونچا دیکھا کہ ایک پہاڑ نہایت بلند و مرتفع ہو درخت اُسپر بڑے بڑے لگے ہوئے
ہیں ہزاروں طاہران درختوں پر بیٹھے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں مہموت نے جہاں
کوہ کو دیکھا کہا دریافت تو کرو کہ اس پہاڑ کا کون حاکم ہو ہر کار و نہ در یافت
کہ زلزلہ جادو بھائی اُسکا جنبش جادو دونوں ہیں بھائی یہاں کے حاکم ہیں مہموت
نے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند جوگی جیسا زلزلہ کو میرے سامنے حاضر کرو اسی طرح
ابریہا اٹھا اگر لہرایا وہ یہی جوگی بلند یا پیرا ہوا سامنے مہموت کے آکر ٹھہرا کہا
یا خداوند کیا حکم ہوتا ہے کیوں تجکو تکلیف دی میں آپ کے حکم سے جزیرہ ماراں
میں رہتا ہوں سانپوں سے کھیلنا کرتا ہوں آپ کی آواز جو کان میں پہونچی اپنے کھیل
کو موقوف کیا دوڑا ہوا آیا مہموت نے کہا کہ اے شبیہ خداوند زلزلہ جادو
کو مع جنبش لا دونوں ہیں بھائی آوین جو حکم دونوں وہ بجا دوین چاہتا ہوں جس راہ
سے گذروں خدائی کو اپنی روشن کرتا ہوا چلوں جوگی نے کہا کہ یا خداوند میں اچھا
جا کر دونوں کو لاتا ہوں یہ کہہ کر جوگی چلا مہموت دستکین دے رہا ہی یہاں زلزلہ جادو
و جنبش جادو دونوں تخت پر بیٹھے ہیں ہر کار سے بیان کر رہے ہیں کہ آج اس صحرائے

مہوت کار گزار کا گندہوا ہی خداوند راس الشیاطین کو مار کر آیا ہو زلزلہ کتنی
 ہو وہ دیوانہ ہو اُسکی بات کا کیا اعتبار خداوند راس الشیاطین سے کیوں لیا کہ اس
 عرصہ میں ہر کاروں نے اگر خبر دی کہ آپ کو طلب فرمایا ہو شبیہ جوگی جیپال آنا
 ہو زلزلہ نہ کہا کہ آنے دو جنبش نے کہا کہ آئیں گے تو کیا کریں گے ہم اسکا اعتقاد نہیں
 رکھتے یہ احسان کیا کم ہو کہ ہم نے اپنے جنگل میں اترنے دیا ورنہ ہٹا دیتے نہ اترنے
 دیتے لشکر کو اُنکے تباہ کر دیتے ایک زندہ نہ بچتا بارگاہ میں زلزلہ کے یہ باتیں ہو رہی
 ہیں کہ آدھی سیاہ اُٹھی ابر نمایاں ہوا وہ ابر اگر بارگاہ پر لہرایا ایک دتا ہوا وہ جوگی
 بلند بالا ریش نکلان چہرے پر نعرے کرتا ہوا اُترا کہ ہم شبیہ خداوند جوگی جیپال
 ای زلزلہ آگاہ ہو کہ خداوند نے تجھ کو طلب فرمایا ہو زلزلہ نے کہا کہ مجھے کیا غرض
 ہو کہ میں اُنکی ملاقات کروں وہ اپنی خدا کی دکھا دیں گے میں ایک غریب آدمی اس کو وہ
 کی حاکم اس صحرا کی ناظم یقین ہو دباؤ ڈالیں جوگی نے کہا کہ چلنا ہو گا ایسا نہیں ہو سکتا
 کہ قدرت طلب فرمائیں اور تم نہ جاؤ زلزلہ نے کہا کہ مجھے کون لجا سکتا ہو اُس جوگی
 نے ہاتھ اپنا پشت پر زلزلہ کے پھیرا اور یہ محبت کہا کہ ای ملکہ عالم ملاقات کر کے چلی آنا
 کچھ شکوک و گمانیں اگر اسنے خلاف کیا تو پھر زبردستی لے جاؤ نکلا پشت پر ہاتھ کے
 پھیرتے ہی زلزلہ اپنے مقام سے اُٹھی کہا ای تصویر خداوند میں تو خود مشتاق
 تھی یہ بڑا نژدہ ملاکہ قدرت نے خود طلب فرمایا میں بہت لطف سے ملو گی یہ کہ کر زلزلہ اُٹھی
 بھائی بھی اسکا ساتھ ہوا جوگی نے دونوں کو ابر پر سوار کیا اور ساتھ لے کر چلا
 زلزلہ و جنبش ہنستے ہوئے جوگی کے ساتھ ہیں کہتے ہوئے جلتے ہیں کہ قدرت
 نے کیا عنایت کی ہو کہ ہم کو طلب فرمایا ہو اب جا کے مشرف ہونگے خاک قدم خداوند آنکھوں
 سے لگا دیں گے یقین ہو کہ آنکھوں کی روشنی نہ یارہ ہو جوگی کہتا ہو کہ ای زلزلہ
 تم کو اس سرزمین کا حاکم کریں گے جس قدر خراج دو گی بخوشی قبول کر لیں گے اور جہان
 جی چاہے عملداری کر لو کوئی مانع نہیں ہو سکتا وہ ابر آتے آتے برسر بارگاہ مہوت
 پہونچا جوگی نے کچھ ابھارا کہ ابر بچھا جوگی زلزلہ و جنبش کو ساتھ لیے ہوئے

مہموت کے آیا کہا یا خداوند یہ حاضر ہیں بڑے زور و زور سے آئے ہیں یہ سنکر مہموت نے کہا کہ کیوں ایززلزلہ ہماری ملاقات سے انکار کرتا زلزلہ نے کہا کہ یا خداوند میں آپ کا نام سنتے ہی اٹھ کھڑی ہوتی ایک مرتبہ میں نے کہا تھا کہ میں نہ جاؤنگی جب دوبارہ کہا کہ قدرت نے بلایا ہر مین خوراجی آئی مہموت نے پوچھا کہ ایززلزلہ تم کسکو خراج دیتی ہو زلزلہ نے کہا کہ جمشید ثانی کو مگر فی الحال طلسم میں غدر ہے مسلمان چڑھ اسے ہن قدرت بھاگ کر طلسم باطن میں پہنچے ہیں مسلمان چلے آتے ہیں صدر الملک تسخیر کر لیے جہان جاؤ یہی دیکھو کہ مسجد میں بھی ہوئی ہیں دیر گھڑے پڑے ہیں اس وجہ سے ہم براے سیر نہیں نکلتے یہ ذکر تھا کہ ایک چوہا نے بڑھ کر عرض کی کہ دروازے پر چند کنیزیں ملکہ زلزلہ کی حاضرینا کہتی ہیں کہ جنبش سے کچھ عرض کریں گے زلزلہ نے کہا کہ جہانی صاحب دیکھو تو کیا کہتی ہیں جنبش باہر آیا کنیزوں نے کہہ کہ ایز شہریار آج اس نازنین کا عجب مال ہوا آٹکھیں اٹ لٹ گئی ہیں ہاتھ پاؤں میں رخصت ہو رہی کہتی ہو کہ مجھ کو پاس میرے معشوق کے پہنچاؤ جنبش نے کہا کہ تم سب چلو میں اتا ہوں یہ کہ کہ جنبش نے سب کو رخصت کیا آپ اندر آیا مہموت نے پوچھا کہ کیوں ایز جنبش کنیزیں کیوں آئی ہیں کیا کہتی ہیں جنبش نے کہا کہ یا خداوند میں اپنے پہاڑ پر بیٹھا تھا کئی دن کا زمانہ گزرا دیکھا کہ ایک ساحرہ ایک آفتاب کا تاب کو پنچے میں دبا دے ہوئے پیہ جاتی ہو میں نے لکڑا وہ ساحرہ براے مقابلہ ٹھہر گئی آخر میں نے کار بھر پھینک ماری وہ ساحرہ مری تو آواز آئی کہتی مرا نام من نگہبان جادو بود نام نگہبان سن کر مہموت نے کہا کہ ایز جنبش جادو بہتر یہ ہو کہ اس نازنین کو لاؤ وہ منظور نظر قدرت ہو مابعد ولست کی جان اسپر جاتی ہو گو کہ قدرت نے اسکو دیکھا بھی نہیں بغیر ملاحظہ کے عاشق ہیں اسی کے سبب سے ادھر آنے کا اتفاق ہوا مگر قدرت مراد یہی کس طرح نگہبان جادو کو تیرے ہاتھ سے قتل کر یا ورنہ وہ ایسی ساحرہ تھی کہ اسکو تو یکا یک مار لیتا بس بہتر یہ ہو کہ جلد اس نازنین کو حاضر کر جنبش نے کہا کہ غلام آگیا جانا ہوا اور اسے لیکر آتا ہو مہموت نے ملازموں سے کہا کہ مراۃ تسخیر لا کر رکھ دو کہ جب وہ نازنین آوے تو اپنی صورت زیبا دیکھو یقین ہو کہ قدرت پر مائل ہو دو دم محبت کا بھرے اور

اپنے کو عاشقوں میں شمار کرے مگر جنبش جادو مہوت سے رخصت ہو کر بالائے کوہ آباس
ایک حجر بنا تھا اُس میں پہنچا کہ اُسی حجر میں وہ نازنین بند تھی حجر میں جا کر دیکھا کہ سنا
پڑا ہوا نازنین مع گلخیز جادو نگہبان کے غائب ہو رہا تھا پتلا جنبش سامنے مہوت
کے آیا مہوت نے پوچھا کہ کیوں ای جنبش کیا ہوا جنبش نے کہا کہ یا خداوند طریق
سے معلوم ہوتا ہے کہ گلخیز جادو جو کہ میرا ملازم تھا وہ اُسپر عاشق تھا لیکر کھانگ گیا اب میں
کیا کروں ساحرون کو روانہ کرتا ہوں مہوت نے کہا کہ ای جنبش قدرت کو بڑا قانع ہوا
وہاں سے نگہبان لیکر بھاگی تھی یہاں تمہارے نگہبان نے دھوکا دیا ای وزیر اعظم
نسناں تیرہ درون تم چند ساحرون کو روانہ کرو کہ گلخیز کو ڈھونڈ کر لادیں
نسناں نے اُسی وقت چند ساحرون کو روانہ کیا کہ وہ ساحر باز و عقاب بن کر چلے
مگر گلخیز جو اُس مہجبین کو لیکر بھاگا تباہ کوہ بلا پہنچا بلا سے سخت جادو بالائے کوہ بٹھا
تھا اُسے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ رو ایک مہجبین آفتاب جمال کو لیکر آیا ہے اپنے مقام سے
اُٹھا قریب گلخیز کے آیا نازنین کو دیکھ کر بیتاب ہو گیا کہا ای ساحر اس نازنین کو چھوڑو
جہاں تیرا جی چاہے چلا جا جتنا روپیہ کہ دون در نہ ایسی آفت میں مبتلا کروں گا کہ تو
دیوانہ دار و وحشی مثال پھرا کر یگانہ چین نہ پائیگا یہ جو پکار کر کہا گلخیز زمین پر اُتر آیا اور
کہا کہ ای برادر بجان برابر میں اپنی جان دے کر اس مہجبین کو لایا ہوں کیونکر ہو سکتا ہے
کہ تیرے حوالے کر دوں بلا سے سخت نے کہا کہ اپنی جان کی خیر منا ایسا نہ ہو کہ مجھ کو غصہ
آجائے گلخیز بلا سے سخت سے تکرار ہونے لگی آخر بلا سے سخت نے ایک گولہ مارا صحرا کی
طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک معشوق سامنے سے پیدا ہوئی اور یہ اشعار زبان پر تھے نظم

کہ شہری سے ہوا علی مرتبہ جسکی گدائی کا
مگر اب مجھے اٹھ سکتا نہیں صدمہ جدائی کا
یہ وہ بندہ ہے جو مختار ہے ساری خدائی کا
حجاب غیر مانع تھا مرے دل کی صفائی کا
کے ایسا ہوا ہر حوصلہ مشک کشائی کا

ہوا ہر شوق مجھ کو اُسکے در پر جبہ سائی کا
اُٹھا یا عشق میں ہر چند غم ساری خدائی کا
ملک عرش برین پر دیکھ کر حضرت کو کہتے تھے
اُٹھا پردہ روئی کا جب تو وہ یکتا نظر آیا
علی کے نام پر مشک کشائی ختم کی حق سنے

نہ ہونگا میں کبھی مجبور ای دل کامیابی سے نہایت اب پوچھیکا ہرگز کوئی قند مکر رکھی جھلک دکھلا کے چھپ جانا چھلا وہ سا نظر آنا ہر سرباب رحمت شاہ نجف میں مشق ہو ہر دم	غلام اُسکا ہوں جو مختار ہی حاجت روائی کا کہ پہنچا مصر تک شور اُسکے دانتوں کی صفائی کا کہاں سیکھا ہوا دھلام جلن یہ دلربائی کا اگر رکھتے ہو دامن حوصلہ طبع آزمائی کا
--	---

اُس نازنین نے گلچیز سے آنکھیں ملا کر جو یہ اشعار پڑھے گلچیز کا چہرہ سُرخ ہو گیا قریب آ کے
کہا کہ کیوں صاحب کیا حکم دیتی ہو اُس نازنین نے پوچھا کہ تم کو ہم سے کس قدر محبت ہے گلچیز
نے کہا کہ جان تک تم پر نثار ہر اُس نازنین نے کہا کہ مجھے تمہاری باتوں کا یقین نہیں آتا تلوار تو
کھینچو گلچیز نے تلوار کھینچی اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ نگے پر رکھ لو گلچیز نے تلوار گلے پر
رکھ لی اُس نازنین نے ہنس کر اشارے سے کہا کہ تلوار کھینچ لو گلچیز نے جوش محبت میں تلوار
کھینچ لی اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا مرتے ہی گلچیز کے بلائے سخت نے اُس نازنین پر اپنا
قبضہ کیا مسکرا کر کہا کہ اسی ملک عالم میں نے دشمن کو تمہارے مارا اب مجھ کو قبول کرو اگر تم بھی
نہ مانو گی تو ایک سحر ایسا کرونگا کہ تم خود مجھ پر عاشق ہو جاؤ گی میں مجبور نہیں ہوں یہ سنکر
سمجھن عزت ارنے کہا اب تیرے اختیار میں ہوں جو بدعت چاہے وہ کمر گردل میرا تنجھ کو قبول
نہیں کرنا یہ سننے ہی بلائے سخت نے کچھ غنچے کچھ پھول توڑے گلہ رستہ بنایا اُس نازنین کو
سنبھلایا جیسے ہی بو اُسکے دماغ میں پہونچی کانپنے لگی اور گر کر بیہوش ہوئی بلائے سخت
نے چاہا کہ قبضہ کروں اور اس سے وصل حاصل کروں کہ صحرا سے گرد اڑی قضاے کا اسطر
مقہور چوب گردان مصاحب جمشید ثانی کا گذر ہوا یہ براے گشت نکلا تھا اسکی نگاہ
جو تین عزت ارنے پر پڑی مقہور ہو گیا پہاڑ پر اتر پڑا بلائے سخت سے کہا کہ اے بلائے سخت یہ
نازنین جو تیرے سامنے بیہوش پڑی ہو میں جانتا ہوں کہ تو نے سحر کیا کہ مجھے موافق ہو
بلائے سخت نے کہا کہ اے مصاحب خداوند میں نے بڑی مشقت سے اسکو قبضے میں کیا
ہو آپ ایسا نہ فرمائیے مقہور نے لاکار کر کہا کہ او بے حیا کو ہی تنجھو بھی یہ دعویٰ ہوا کہ چاہی
بات کا جواب دے اب بہتر یہ ہو کہ سامنے سے ہٹ جاؤ نہ میں ابھی تیرا سرا تارتا ہوں یہ
کہہ کر مقہور نے پشت پر اُس نازنین کے ہاتھ رکھا کیا خداوند سامری و جمشید جو

بلائے سخت نے سحر کیا ہو وہ دفع ہو جاے اور یہ مہجین مجکو قبول کرے اور بلائے سخت
 کسی بلائے سخت میں گرفتار ہو یہ جو مقہور نے کہا بلائے سخت تو ایک جانب بھاگا
 مگر سمن عذار کی جو آنکھ کھلی دیکھو کہ ایک ساحر قوی بن وقوی تن سرھانے بیٹھا ہر بات بن
 محبت آمیز کر رہا ہے سمن عذار نے کہا کہ ماہیچ تم کون ہو مقہور نے کہا کہ مصاحب خداوند
 جمشید ثانی ہوں اسی انتظام کے واسطے نکلا ہوں کہ کوئی ظالم کسی ظلم پر بدعت نہ کرے
 بلائے سخت نے تم پر بیعت کیا تھا اسکو دیوانہ کر کے میں نے صحرا نور در کیا اب تم میرے قبضے
 میں ہو مجکو قبول کرو قصر ہفت رنگ میں پہچانو کہ جہان خداوند رہتے ہیں یقین ہو
 کہ قدرت اپنی صحبت میں تم کو جگہ دین وہ شاہزادیاں کہ جو حاضر خدمت رہتی ہیں
 سب تمھاری خدمت کریں مرتبہ عظیم ملیگا سمن عذار نے سر جھکا لیا کہا ماہیچ میں
 مجبور و ناچار ہوں جو بدعت چاہو کرو مقہور نے سمن عذار کا ہاتھ تھام کر تخت پر بٹھالیا
 اور لیکر روانہ ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا ساتھ والوں سے کہتا ہوا کہ قدرت
 خداوند جمشید ثانی ہو ایسی نازنین مجکو ملی ہو کہ جلسے میں خداوند کے سب کی سرکردہ
 کہانی سب کہتے ہیں کہ اوشنشاہ ساحران ایسا نہ ہو کہ قدرت اسکو پسند کر لیں مقہور نے
 کہا کہ قدرت ہزار کہیں گے مگر میں نہ مانو نگا عرض کرونگا کہ یا خداوند میں بڑی مصیبت سے
 اسکو لایا ہوں یہ کہتا ہوا لیے جاتا ہو مگر بلائے سخت جادو وجود دیوانہ دار چلا تھا لشکر
 میں مہوت کے پہونچا دریافت کیا کہ یہ کسکا لشکر ہے معلوم ہوا کہ خداوند جزیرہ گوہر کا
 برائے مقابلہ مسلمانان جاتے ہیں برائے مدد خداوند جمشید ثانی تشریف لائے ہیں رازنا
 روتا ہوا سامنے مہوت کے آیا اول سجدہ کیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ مقہور نے مجھ پر
 بڑا ظلم کیا کہ معشوقہ کو میری چھین لیا جس وقت سے آپ کے سامنے آیا ہوں وہ جو سودا
 تھا اتر گیا اب ہوش میں ہوں مہوت نے کہا کہ اُس معشوقہ کا نام کیا ہے صورت کیسی
 تھی بلائے سخت نے تقریر میں تصویر کھینچی اور نام سمن عذار کا بتایا کہ کلخیر جادو لیے جاتا
 تھا سحر کر کے میں نے اُسے مارا تب اُس پر قبضہ کیا وہ راضی نہ ہوتی تھی میں نے چاہا کہ
 اُسکو سحر کر کے تسخیر کروں کہ میان مقہور صاحب آگئے مجکو دیوانہ کر کے نکالا اب اُس نازنین

کو لے گئے ہونگے مہوت نے جو نام و نشان معشوقہ کا سنا بیقرار ہو گیا کہا میں ابھی چلنا ہوں
 جمشید ثانی سے کہلا بھیجوں گا کہ میں تیری مدد کو آیا ہوں ایک عورت کے واسطے فساد نہ
 برپا کر اپنے مصاحب سے معشوقہ کو لیکر میرے پاس روانہ کر دے میں تیرا مددگار ہوں
 اگر اسکے خلاف کریگا تو تیرا دشمن ہو جاؤں گا ای ملائے سخت تنگداس میں پناہ دیتا ہوں
 ہمیشہ میرے ساتھ رہنا بلائے سخت کو ہمراہ لیکر مہوت نے قصد کیا کہ کوچ کروں کہ
 وزیر اسکا سکوت جادو اپنے مقام سے اٹھا کر یا خداوند ہر چند کہ جمشید ثانی آپکے
 حکم سے انکار نہ کریگا لیکن اگر اس نے اپنے مصاحب کا پاس کیا تو آپ کو ملال ہو گا آج کی
 شب اسی صحرا میں رہیے کل کوچ کیجیے گا مہوت رُک گیا رات بھر جلسہ آراستہ رہا
 مصاحب مہوت کو بہلا رہے ہیں مگر مہوت یاد میں معشوقہ کی انتہا کا بیقرار ہو
 اٹھنڈھی سانسین بھر رہا ہو رات اسی حال میں گزری اب وہ وقت آیا کہ نظم یکایک
 ہوا وان سحر کا ظہور + اڑا آشیانے سے طاؤس نور + وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ +
 بہت گر مخو دور و رخس نگاہ + سپہ کی علامت سپیدہ ہوا + نشان آگے آگے خط صبح کا +
 کیا بد بخلق پر آشکار + کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار + مہوت اٹھا ہا ہر نخل کے
 دیکھا کہ سب لشکر تیار ہو تخت پر سوار ہوا چاہا کہ لشکر کو لیکر چلوں کہ صحرا سے گرد آڑی
 علمائے زندگاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے نوبت و نقارے کی آواز کان میں آنے لگی
 قضاے کار ز لرز لرزہ قاف ثانی سلیمان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت اشقر
 سوار خواجہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے آئے مہوت کو ہر کاروں نے خبر دی کہ صاحبقران
 میرے مقابلہ جمشید ثانی جاتے ہیں مہوت نے وزیر سے کہا کہ اول انکو گرفتار کر لوں
 کہ جمشید پر کچھ احسان بھی ہو ان کو قید کر کے روانہ کروں تب معشوقہ طلب کی جائے یقین ہو
 کہ اس احسان سے نہال ہو جائے گا فوراً معشوقہ کو آراستہ کر کے روانہ کریگا وزیر
 نے کہا کہ قدرت کیون تکلیف فرمائیں میں لشکر بڑھاتا ہوں اور تمام لشکر حمزہ
 پر آگ برساتا ہوں حمزہ کو بکڑلاؤں گا پھر آپ ان کو روانہ کر دیجیے گا مہوت نے کہا کہ
 دُشمنی تمھاری و تیرا عظم مہوت نے کہ جسکا فسناں تیرہ درون نام ہی میں ہزار لشکر ساتھ

لیا اور بڑھکر لشکر صاحبقران کو روکا صاحبقران نے خبر پائی کہ یہ نئی بلا نازل ہوئی
 کہ مبعوت کا رگزار جزیرہ کو ہر بار سے کوچ کر کے آیا ہو اور ہم سے مقابلے کا خواہان ہو
 صاحبقران اُسی مقام پر اتر پڑے کہ نسّاس مقابلے میں آیا امیر کو گمان ہو کہ بلجنگی
 اُجڑا ایگامیدان میں اگر جواب و سوال کریگا مگر نسّاس نے لشکر تو مقابلے میں اُتارا
 بلجنگی نہ بچوایا آپ لشکر سے نکل کر ایک پہاڑ پر آیا انگلیٹھی آگ کی روشن کی ایک سحر کیا کہ
 وہ انگلیٹھی اُڑتی ہوئی آسمان پر آئی ایر آتش فشان بن کر تیار ہوئی لشکر پر صاحبقران
 کے آگ برسنے لگی صاحبقران بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ لشکر میں شور و فریاد بلند ہوا امیر
 نے سر اٹھا کر فرمایا کہ دریافت تو کرو کہ یہ کیسا ہلڑ ہو چالاک نے آکر خبر دی کہ لشکر پر حضور
 کے آگ برس رہی ہو صد ہا خیمے جل گئے حضور جلد باہر آوین اور اسم اعظم پکار کر
 پڑھیں ورنہ یہ آگ سارے لشکر کو جلا دیگی یہ سنکر صاحبقران بیرون بارگاہ آئے دیکھا
 کہ لشکر میں آگ برس رہی ہو ایک انگلیٹھی ہوا پر تھرا رہی ہو اُسی سے شعلے نکل کر گرتے ہیں
 لشکر میں جا بجا غریب ہو کچھ لوگ بھاگے جاتے ہیں کچھ اپنی جان دینے پر آمادہ ہیں تلوار بہن
 چمکا رہے ہیں کہ صاحبقران نے پکار کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم کی آواز بلند
 ہوئی نسّاس جہان میٹھا سحر کر رہا ہو دیکھا کہ وہ انگلیٹھی ہلٹی اور سامنے آکر قائم ہوئی چند
 نسّاس سحر کرتا ہو مگر انگلیٹھی نہیں اُڑتی کہتا ہو کیا ستم کی بات ہو کہ میں دعویٰ کوئے آیا
 مگر سحر تاثیر نہیں کرتا اسکا کیا باعث ہو یہ سوچ کر انگلیٹھی پر ایک گولہ مارا چند شعلے بھڑکے
 ایک شعلہ بھڑک کر اسکے سامنے آیا اُس سے آواز پیدا ہوئی کہ امی نسّاس ہم مجبور و
 ناچار ہیں ایسی آواز ہمارے کان میں آئی کہ ہم آگے نہ بڑھ سکے نسّاس نے کہا لو بار و
 میں سمجھ گیا حمزہ بھی ساحر ہو اُس نے میرا سحر دفع کیا مگر دوسرے طور پر سحر کر دیکھا کہ کُراں شعلے
 پر اپنا خون ڈالا وہ شعلہ بھڑک کر بلند ہوا ایک ابر صاف و شفاف گھر گیا اور پانی اُس سے
 برسنے لگا صاحبقران نے پھر اسم اعظم پڑھا فرمایا خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ سحر کس
 کیا ہو یہ سنکر خواجہ صورت تبدیل کر کے نکلے بیرون لشکر آکر دیکھا کہ پہاڑ سے لگے ہمارے
 ابر آتے ہیں پانی زور و شور سے برساتے ہیں خواجہ نے جو یہ معرکہ دیکھا اپنے دل میں سوچے

کہ سحر کرنے والا بالاب کوہ ہریہ سوچتے ہوئے اُسی پہاڑ کی طرف چلے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ رو قمبیری دھوٹی باندھے ہوئے بیٹھا سحر کر رہا ہو مگر عاجز ہو کہ اب پانی نہیں برستا دو خدنگار جو ساتھ تھے اُن سے کہا یا روتم نے دیکھا کہ آگ برساتی وہ پلٹ آئی منہ کس زور سے برس رہا تھا وہ بھی موقوف ہوا اب کیا تدبیر کروں سب نے کہا کہ آپ ان باتوں کی فکر نہ کیجیے مسلمان سب باتوں میں طاق شہرہ آفاق ہیں جس ساحر سے مقابلہ پڑا وہ مارا گیا نسناس نے کہا کہ میں کیا عاجز ہوں دوسرے طور سے سحر کرونگا آج تامل کرو کل سب کو مٹا دوں گا یہ کہہ کے کوہ سے اُترا ابرہٹ آیا نسناس سوچ رہا ہو کہ کونسا سحر کروں کہ مسلمان عاجز ہوں اُدھر سے خواجہ عمر و آتے تھے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر بد مزاج جھٹایا ہوا آتا ہو خواجہ نے اپنے تئیں ہٹایا صورت تبدیل کر کے ایک زرغے میں بیٹھ گیا جمشید ثانی کو بڑی بے قراری اور نہایت بیتابی سے رو رو کر پکارنے لگے کہ یا خداوند جمشید ثانی اس گنگار کی آواز سنئے مجھے اس آفت سے بچائیے ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری قبض روح کرے اب مجھے صدیہ نہیں اُٹھتایا آواز جو کان میں نسناس کے پہونچی طرف صحرا کے متوجہ ہوا اگر دیکھا کہ ایک زرغہ نخلستان میں ایک ہر جبین آفتاب جمال بیٹھی رو رہی تھیں نسناس نے قریب آکر کہا کہ کیوں صاحب کیا معرکہ گذرا کس آفت میں مبتلا ہونا زمین نے رو کر جواب دیا کہ میں خواجہ خورشید باز رگان کی بیٹی ہوں کاروان باپ ساتھ لیکر آئے تھے قزاق آکر گرے سب کو لوٹ لیا میں بھاگ کر یہاں چھپی تین دن گزرے ہیں کہ بے آب و دانہ پڑی ہوں کسی شیر بھڑیے نے نہ پوچھا ملک الموت نے بھی قبض روح نہ کی اب زندگی سے بیزار ہوں نہایت مجبور و ناچار ہوں نسناس نے کہا ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرور و ان باغ محبوبی میں خداوند جزیرہ گوہر بار کا وزیر اعظم ہوں مسلمانوں کو مٹانے گیا تھا مگر اس وقت سحر نے تاثیر نہیں کی پلٹ آیا مگر کل سحر کروں گا کہ اگر دس لاکھ ہوں تو سب قتل ہو جاوین اُس نازنین نے رو کر کہا کہ صاحب مجھے تمہارے عظم و شان سے کیا کام ہو اگر ہو سکے تو مجھ کو میرے گھر پہونچا دو میرے عزیز محکو دھو نہ دھتے ہو گئے جو مانگو وہ حاضر کروں نسناس نے پوچھا کہ تمہارا مکان کہاں ہے اور

نام تمھارا کیا ہو نازنین نے جواب دیا کہ مجھ کو گلہ خسار کہتے ہیں اور مکان تو میرا اسی مقام پر ہر جہاں اعلیٰ کے پیڑ لگے ہیں اور چند پیڑ سیری کے بھی ہیں نسناس نے پوچھا کہ نام گائون کا کیا ہو کہا صاحب گائون کے نام سے کیا کام ایسا نشان بتا دیا کہ جلدی پہنچ جاؤ گے نسناس جی میں کہتا ہوں کہ بڑی مچھولی عورت ہو کیا پیاری باتیں ہیں اپنے گائون کا نام سنیں جانتی یہ سوچ کر لگاؤ کرنے لگا اُس نازنین نے کہا کہ صاحب مجھ کو ساتھ لیچلو میرے گھر پہنچا دو سب عزیز خیر سنتے ہی دوڑ پڑیں گے بھڑو ہو جائیگا کہ گلہ خسار آئی ایک ساحر لایا ہر سب شکو الغام دین گے اسقدر ملیگا کہ اٹھانہ سکو گے نسناس نے کہا کہ اے شہنشاہ ملک خوبی وادی سرور واد باغ محبوبی میں اپنی جان نثار کرنے کو حاضر ہوں اسکا خواہاں نہیں ہوں کہ تم سے کچھ ملے یہ کہ کر نازنین کا ہاتھ تھاما کہا صاحب چلو پہلے اپنے لشکر میں لیچلون پھر محافے میں سوار کر کے تمھارے گھر پہنچا دوں وہ نازنین اٹھی نسناس کے ساتھ ہوئی نسناس دولت عشق سے مالا مال ہوا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا جاتا ہوا طلم

درد اکہ غم ز حد بیرون شد	فریاد کہ درد من فزون شد	دیوانہ عشق رفتہ رفتہ
در مکتب عشق ز دوفنون شد	در خرمن عمر من ز دآتش	ہر آہ کہ آرد لم بیرون شد
در سینہ دل نہ بود جز نام	وان ہم ز جفائے چرخ دوش شد	از گم شد گمان عشق بودم
آمد غم عشق در ہنمون شد	از کوشش و سعی حاصلی نیت	چون کو کسب مالعبت ز بیون شد
بگرفت غم تو مرغ دل را	دل بردن من برت شگون شد	رسوائی من بہ وادی عشق
قانون ضوابط خون شد	مردم ز غم دلم نہ گفتند	کہ محنت انتظار خون شد
بنشینم و صبر را کنم یار	تا یار مرا شود خریدار	ایسے ایسے اشعار پڑھتا ہوا

خوشی خوشی جاتا ہوا سراپا کو اُس نازنین کے دیکھ رہا ہو کہتا ہو حقیقت میں کیا سراپا ہو معشوق کیسا جیتا ہو چہرے کی روشنی نازک بینی سیم تنی کس کس کمال کو دیکھوں میں نے ٹھوڑا ہی مسلمانوں کو ستایا تھا کہ یہ دولت لازوال حاصل ہوئی کیا قدرت کا شکر یہ ادا کروں کل تلواریں برساؤ نگاہ نازنین پوچھتی ہو کہ کیوں صاحب یہ چپکے چپکے کیا باتیں کرتے ہو تمھاری بات کچھ سمجھ میں نہیں آتی نسناس کہتا ہو کہ صاحب میں کیا بیان کروں وہ زمین

تم ایسی معشوقہ مجکو دستیاب ہوئی عمر بھر خداوند جمشید ثانی کا شکر یہ ادا کروں گا نازنین نے کہا کہ صاحب تمہارا اب حق ثابت ہو اماں باپ میرے تمہارے ہی ساتھ بھونری پھر دین گے مگر کیلے مکان میں رہو نگے دوسرا نہ کوئی آنے پائے صرف ایک اماں کا فی ہوا اور وہ بھی سن رہی ہو جو ان نہ ہوں سناس کہتا ہوں صد ہا کنیران چینی و رومی خدمت میں حاضر کروں گا یہ سن کر وہ نازنین چھلائی کہا صاحب میرا مطلب بھی سمجھتے ہو میں نہیں چاہتی کہ دوسری عورت تمہارے سامنے آئے مجکو اسکا بڑا رشک ہوا ایسا نہ ہو کسی سے فساد ہو جائے ان باتوں پر سناس اور مر جانا ہی کہتا جاتا ہی کہ ای ملکہ عالم آج تو میرے یہاں تشریف رکھو کل تم کو تمہارے گھر پہنچا دوں گا جب تم راضی ہو تو مان باپ کیون نہ رضا مند ہونگے اُسی وقت بھونری پھر جائیگی یہ کہتا ہوا اپنے لشکر کے قریب پہنچا خدمتگاروں سے کہا کہ جا کر ایک محافظہ لاؤ تو میں ان کو سوا دو کر کے لے چلوں نازنین نے کہا کہ اب محافے کی کیا ضرورت ہو یوں ہی چلی چلوں گی سناس نے کہا کہ میں ہزار جا دو گراؤں ہوے ہیں آپسین چٹک کرینگے مشہور ہو جائیگا کہ وزیر اعظم ایک عورت لیکر آئے ہیں کوئی کچھ کہیگا کوئی کچھ کہیگا تو مجکو ناگوار ہو گا خادم محافظہ لینے گئے اب اکیلا رہا چاہتا ہی کہ اختلاط کروں اُس نازنین نے ایک تماخو مارا اور پٹے پکڑ کے کھینچ لیے کہا اودلو انے بے طور ہاتھ لگاتا ہی ہم نے تجھے کہہ دیا کہ مان باپ ہمارے رضا مند ہو کر جب بھونری کو حکم دین گے تب ہم خود آمادہ ہو جائیگے جب تک حکم والدین نہیں ہوتا کوئی امر وقوع پذیر نہ ہو گا یہ کہہ کر چادر سے منہ پونچھا سناس نے کہا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی کیا نوش فرمایا نازنین نے کہا کہ بڑے نظر ہائے ہو ہر بات کا خیال رکھتے ہو یہ کہہ کر چادر سے ایک گلابی نکالی کہا اسی کی وجہ سے تین دن زندگی ہوئی جب مجھ کو وہ پیاس سے حال ابتر ہوا ایک جام پی لیا دل کو تسکین دی یہ وہ شہر ہی کہ جان کو سچائی ہو سناس نے کہا کہ ایک جام ہلکو بھی دو ہم تکہ شراب کے منگے بھر دو ایسے اُسی سے سنایا کرنا شراب کی کیا کمی ہو نازنین نے کہا کہ تم سب پی جاؤ گے میں حیران ہوئی منہ کھول کر بیٹھو میں ٹھوڑی سی منہ میں چھوڑ دوں جب اور آجائیگی تب اس کو صرف کروں گی سناس منہ کھول کر بیٹھا نازنین نے منہ میں گلابی انڈیل دی اور پھر آپ ہی منہ کھولا کر بیٹھی کہ تم نے

تو بھاڑ سا منٹھ کھول دیا ساری شراب پی گئے نسناس نے گھبرا کر کہا کہ اس شراب میں کیا تھا کہ دل گھبرانے لگا تازنین نے کہا کہ اُٹھ کر ٹھلو کہ ہوا لگے نسناس اُٹھ کر ٹھلنے لگا جیسے ہی ہوا اسکے بدن میں لگی کر کر بیہوش ہوا خواجہ نے چاہا کہ سرکاٹ لون پھر خیال میں گذرا کہ تختہ صاحبقران میں لے چلون شاید مسلمان ہو یہ سوچ کر پشتارہ باندھنے لگے کمر ٹٹولی زنجیر سونے کی بانڑھ ہوئے تھا خواجہ نے وہ زنجیر کھول لی قضاے کار وہ خادم جو محافظہ لینے گئے تھے وہ آپسوںچے انھوں نے دور سے دیکھا کہ میان نسناس تو بیہوش پڑے ہیں اور ایک عیار کمر ٹٹول رہا ہو وہیں سے لڈکارا کہ او ظالم کیا کرتا ہو خواجہ نے جو دیکھا کہ خادم اسکے آگے غل مچا رہے ہیں نسناس کو چھوڑ کر بھاگے خادمون نے آکر نسناس کو ہوشیار کیا نسناس نے پوچھا کہ وہ معشوقہ کہاں گئی سب نے کہا کہ حضور معشوقہ تو نہیں ایک عیار تھا کہ آپ کو قتل کیا چاہتا تھا نسناس نے کہا کہ تم نے اُسے پکڑ نہ لیا خادمون نے عرض کی کہ خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے برائے قتل حضور موجود تھا ہم نے لڈکارا وہ چھوڑ کر بھاگ گیا مگر وہ ایسا جلد نکل گیا کہ ہم قریب نہ پہونچ سکے ناچار ہو کر ٹھہر گئے نسناس اُسی تازنین کو یاد کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا کہ رہا ہو کہ یار و افسوس ہی معشوقہ کا پتہ نہ لگاتے مصاحبون نے کہا کہ طریقے سے معلوم یہ ہوتا ہو کہ یہی عیار عورت بنا تھا آپ کے ساتھ آتا تھا تنہا پا کر بیہوش کیا نسناس نے کہا کہ یار و تم جانو کہ کیا معرکہ گذرا وہ معشوقہ دلفریب تھی کہ اُسے دیکھنے سے صبر و ہوش و حواس غائب ہوئے اب تک میری آنکھوں کے نیچے وہ صورت پھر رہی ہو ناچار ہوں کہ کیا کروں کہاں تلاش کروں طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ ہی عیار اُسکو لے گیا خادمون نے عرض کی کہ حضور عیار اکیلا تھا نسناس کہتا ہو کہ ایسی صورت زیبائے تھی کہ ویسی صورت کوئی بنا نہیں سکتا اسی ترو دین لشکر میں آیا خادمون کی بہت باتیں ناگوار ہوتی ہیں دربار میں آکر بیٹھا یہاں بھی دل نہ لگا آخر دربار سے اٹھا بارگاہ میں آکر لیٹا مگر انتظار میں نیند نہیں آتی دو پہر رات گذر چکی تھی کہ کان میں رونے کی آواز آئی گھبرا کر بلنگ سے اٹھا اُس آواز کے نشان پر چلا جون جون قریب آتا ہوا الفاظ بھی سمجھ میں آنے لگے کہ جیسے کوئی درد رسیدہ یہ کہہ کر رو رہا ہو کہ ای فلک کج رفتار تو نے یہ دن

دکھایا کہ میرے عاشق سے مجھ کو چھڑایا سناس قریب آیا دیکھا کہ ایک زرغے مین وہ بھی عشق
فتاب جمال بیٹھی رو رہی ہو جیسے ہی سناس کو آتے ہوئے دیکھا اٹھا اپنا چھپا لیا اور پکار کر
کہا کہ صاحب تم میرے آگے نہ آؤ مجھے تمھاری صورت سے نفرت ہو گئی ہمارے تو یہ محبت اور
تمھاری یہ نفرت مگر افسوس یہ کرتی ہوں کہ میرے بخت نے مجھ کو ایسے مقام پر پہنچایا کہ پھر
تمھاری صورت نازبا دکھائی دی اب میں تمھاری صورت کا دیکھنا نہیں چاہتی ہوں
سناس بقیہ رہ کر دوڑا کہا صاحب میرا تو یہ حال ہو نظم

عاشق بیدل کند چون پیش آن دلدار عرض نیست دربان بردر آن والی کون و مکان حق تعالیٰ جرم بخشد عفو فرماید خطا پیردہ بردار کند دور از رخ انور نقاب آید اندر جوش ابر رحمت پروردگار وقت تنگی تنگ دست و وقت غم اہل الم واقف از احوال دل چون بہت علام اغیو	دلر با با گوش باطن بشنود ہر بار عرض گر کسے خواہد شود حاضر کند ہر بار عرض چون کند بعد از ندامت بندہ بیکار عرض چون کند از اخلاص باطن طالب دیدار عرض تشنہ لب چون میکند با چشم گوہر بار عرض میکند ہر بار پیش حضرت دادار عرض از زبان ہندی چہر پیش گنی اظہار عرض
---	--

ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرور و ان بلغ محبوبی مین اپنا حال کیا عرض کروں میرا حال پیرلال
اس لائق نہیں ہو کہ جسکو زبان پر لاؤں اگر کیفیت شب فراق عرض کروں بدون تقریر حال
اتر ہو جائے ارادہ کیا تھا کہ شب فراق کا حال ذکر کروں دونوں آنکھوں سے اشک سیاہ
ٹپکنے لگے طائران دل و جگر نفس تن میں مثل مرغ بساں پھڑکنے لگے وہ کالی رات کہ جسکو مشا
طلات سے ہو اُس مین بقیہ رازی دل فراق دیدہ بچران کشیدہ کی آہ و زاری کوئی ساتھ نہیں دیتا
کون ساتھ دے کون تسکین کرے تمھاری یاد مین غنبد بھی نہیں آتی تھی مین ترپ ترپ کے
رہ جاتا تھا مشیرون سے صلاح پوچھتا تھا دن کو کھانا بھی نہیں کھایا آب و طعام کچھ اچھا
نہیں معلوم ہوتا مگر صاحب یہ تو بیان کرو کہ تم پر کیا گزری مجھ کو بڑا اشتیاق ہو کہ تمھارا
حال سنوں مگر اب خداوند جمشید ثانی ایسا نہ کریں کہ ہمارے تمھارے جدائی ہونا زمین
رخنبدہ ہو کر جواب دیا کہ بے غیرت ہمارا حال بھی سنا چاہتا ہو خیر حمزہ جسکے نام لینے کی نعت

ہو آیا اُس ظالم نے گرفتار کیا نہیں معلوم کیا کیا کتنا تھا مگر رات کو مین کھلی اب آگے قدم نہ
اٹھا اسی مقام پر بیٹھ گئی شام سے رو رہی ہوں مگر تمھیں کیونکر خبر ہوئی نسنا س نے کہا سامنے
میری بارگاہ ہو مین پڑا سوراہا تھا مگر تمھاری یاد مین تیند کہاں آتی ہو آواز سن کر اٹھا اور بیان
آیا شکر کرتا ہوں خداوند جمشید ثانی کا کہ تم کو پا گیا ورنہ تمھاری یاد مین میری زندگی نہ ہوتی
اے جانِ جہان مین بھی سی چاہتا تھا کہ تم کو پا جاؤں کہ دل کو تسکین ہو اُس نازنین نے کہا
کہ صاحبِ تم میرے قریب آؤ تم ایسے لوگوں سے رسم کرنا سراسر حماقت ہے تم نے اُس ظالم
کے ہم کو سپرد کیا کہ جان و ایمان دونوں کا خواہان تھا مگر سپید کرنے والے نے بچا یا کیا کہوں گانا
اُسکا حقیقت مین سحر ہی اس طرح گایا کہ دل کو بقرار کر دیا یہ الفاظ سن کر نسنا س نے کہا کہ
صاحب جو گذرا اُسکا ذکر نہ کرو مجھے خود افسوس ہوتا ہے کہ تم پر یہ صدمے گذرے اگر وہ ظالم
محکوم جاتا تو بوٹیاں اُسکی کاٹ کر چیل کو دن کو دیتا مجھے بہت ناگوار ہے لیکن میرے
کہنے پر کام کرو تو اُسکی مجال نہیں کہ آسکے نسنا س پاس بیٹھ گیا نازنین نے کہا کہ اب تو
وہ گلابی بھی باقی نہیں کہ قدرے پیکر اپنی تسکین کرتی تھی نسنا س نے کہا کہ سامنے لشکر ہو
وہاں تشریف لے چلیے سب کچھ ممکن کرونگا وہاں سب کچھ موجود ہے جو شہ نہ ہوگی اُسے منگو اور دیکھا
تمھارے آگے پیش کرونگا بخت و خوشامد ہاتھ تھام کر اٹھا یا طرف لشکر کے لیکر چلا گیا نازنین
لڑکھڑاتی ہوئی آتی ہے ہر مقام پر یہی خوف ہے کہ ایسا نہ ہو کوئی ملازم آجائے تو پھر خرابی
ہو غرض بمشکل لشکر مین آیا بارگاہ مین اپنی لے گیا عیار اُسکا سر ہنگ سبکرو اُس نے
جو دور سے دیکھا کہ آقاے نادار باہر گئے تھے ایک عورت کو لیکر آئے ہین سوچا کہ اسمین
کچھ بل معلوم ہوتا ہے چھپتا قریب آکر آقا کو سلام کیا مگر اُس نازنین نے منہ چھپا لیا عیار نے
اشارے سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہین نسنا س نے کہا کہ اے یار وفادار میری تقدیر کی
رسانی کہ مین اسکو پا گیا وہ جو مین کتنا تھا وہ ہی ہوا کہ اُس عیار نے ان کو پکڑا تھا جہاں
کرتا تھا مگر یہ ثابت قدم کوے محبت میری ہی یاد مین رہیں مگر عیار کو شک ہے کہ کیونکر اس
نازنین کو دیکھوں اس نازنین نے تو منہ چھپا لیا صورت نہ دکھائی عیار ایک گوشے مین
مخفی ہوا مگر نسنا س نازنین کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور اُسکو مسند پر بٹھایا آپ

مہلو میں آکے بیٹھا نازنین نے کہا کہ صاحب گلابی لاؤ آج چوتھا روز ہو کہ آب و دانے سے محروم ہوں اب تو کوئی شرمندہ میں جاے سناس نے گلابی اٹھائی اُس نازنین نے گلابی ہاتھ میں لیکر گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی مگر عیار گوشے سے دیکھ رہا ہو کہ اُس نازنین نے گلابی میں پڑیا بیہوشی کی ملائی جام بھر کر سناس کو دیا عیار نے دیکھا کہ اگر یہ جام پیا تو انجام بد ہوگا صبر نہ ہو سکا پھار اٹھا کہ ای آقاے نامدار خیر دار جام نہ نوش کیجیے گا اگر نوش کیا تو جان نہ بیگی سناس نے عیار چھپٹ کر آیا خواجہ نے جو دیکھا کہ عیار آگیا اور پتے کی بات کہتا ہے ناچار ہو کر بھاگے عیار نے جام ہاتھ سے چھین لیا کہا ای شہریار دیکھیے وہ نازنین کس طرح بھاگ گئی آپ نے بڑا دھوکا کھایا تھا میں نے اول ہی چاہا تھا کہ اُس پر ہاتھ ڈالوں مگر آپ سے ڈرا کہ آپ نہ مانتے گے اور میں شرمندہ ہو گا مگر اب جا کے تلاش کرتا ہوں یہ کہہ کر روانہ ہوا یہاں خواجہ جنگل میں بیٹھے ہیں ایک نخل کی آٹھ پکڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ دیکھا سامنے سے عیار سناس آتا ہے سر ہنگ کو آتے دیکھ کر خواجہ نے حلقہ ہائے کند خن پوش کیے گوشے میں چھپ کر بیٹھے کہ عیار اُسی مقام پر آیا جیسے ہی حلقہ ہائے کند میں پائون رکھا خواجہ نے دھڑو کہ کی شیر کے آواز دی عیار کا خواجہ نے جھٹکا مارا کہ عیار گرا خواجہ نے اٹھ کر حباب مار کے بیہوش کیا رنگ و روغن عیار کی کالگا کر عیار کو اپنی شکل بنایا آپ عیار کی شکل بنکر پشتارہ عیار کا باندھ لیا طرف بارگاہ سناس کے چلے یہاں سناس حیران بیٹھا ہو جو خادم آتا ہوا اسکو بھیجتا ہو کہ جا کے خبر تو لاؤ کہ میرے عیار نے کیا کیا کہ ایک خدمتگار نے اگر عرض کی کہ آپ کے عیار نے جا کر اُس مکار کو گرفتار کیا سناس نے کہا کہ جلد لاؤ خدمتگار نے جا کر عرض کی کہ ای پاک طرار چل نکلو آقا نے بلایا ہو خواجہ نے کہا کہ حاضر ہوا یہ بھاگ کر چلا تھا مگر میں نے گرفتار کر لیا بھلا میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا سناس نے تلوار کھینچی کہا لائیں اسکو قتل کرونگا عیار نے کہا کہ ای آقاے نامدار اسکو ہوشیار کیجیے کہ اپنے حال زار کو دیکھے مگر ڈرتا ہوں کہ کوئی فتور نہ کرے ایسا نہ ہو کہ آپ اسکے فریب میں آجاویں تو باعث خرابی ہو سناس نے کہا کہ ای عیار کیا میں دیوانہ ہوں کہ اسکے فریب میں آؤنگا تو نے بڑا کار نمایاں کیا عیار نے عرض کی کہ ایک جام شراب نوش کیجیے اور اُس نشے میں اسکو

قتل کیجیے سناس نے عیار سے اشارہ کیا عیار نے گلانی اٹھائی بیہوشی ملا کر جام ہلایا جام پیتے ہی سناس نے نلو اور کھینچی چاہا کہ اٹھوں بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی جیسے ہی اٹھا کر کھڑا گرا خواجہ نے عیار کو تو اسی مقام پر چھوڑا سناس کا پشتارہ لیکر بھاگے جنگل میں آئے خیال کرتے ہیں کہ پشتارہ دم بدم بھاری ہوتا جاتا ہو مگر خواجہ دوڑے ہوئے جلتے ہیں کہ اپنے کو بارگاہ صاحبقران میں پہنچاؤں لیکن ایک خدنگار نے جا کر عیار کو ہوشیار کیا عیار نے جو دیکھا کہ آقا کو لے گیا بدحواس ہو کر دوڑا دیکھتا بھالتا ہوا جاتا ہی دوسرے دیکھا کہ خواجہ عمر و بصورت اصلی پشتارہ سناس کا لیے جاتے ہیں وہیں سے لٹکارا دوا عیار پشتارہ کہاں لیے جاتا ہو خواجہ عمر و ٹھہر گئے اور پشتارہ انتہا کا بھاری ہو گیا یقین ہوا کہ پشتارہ گر پڑے گا اب نہ چل سکیگا عیار نے قریب آکر نیچے مارا خواجہ نے نیچے روکا تب میں نیچے چلنے لگا جنگل کا ستاٹا عیار تو چاہتا ہی کہ جس طرح بنے پشتارے پر قبضہ کروں لیکن خواجہ عمر وہ ہوشیار ہیں کہ پشتارے کے قریب نہیں آنے دیتے نیچے جھٹائے کے ساتھ چل رہا ہوا ایک مقام پر خواجہ نے کمر تار کر نیچے مارا سر عیار کا زخمی ہوا خون کی چادر جو منہ پر آئی عیار گھبرا یا خواجہ نے جھکائی دے کر اور نیچے مارا شان بھی عیار کا نشانہ ہوا عیار نے دیکھا کہ اب اگر ٹھہرونگا تو قتل ہو جاؤنگا عمر کو دھوکا دیکر بھاگا خواجہ نے عیار کا پیچھا نہ کیا پشتارے کو اٹھایا ہر چند اٹھاتے ہیں پشتارہ نہیں اٹھتا اس قدر بھاری ہوا کہ زمین نہیں چھوڑتا اب حیران ہیں کہ کیا کروں اس سوچ میں کھڑے ہیں مگر عیار بھاگا ہوا لشکر میں آیا بیکار کر کہا کہ یار و آقا تمہارے گرفتار ہو گئے اگر ہو سکے چل کر رہا کرو مگر بڑا عرصہ ہوا چند جادوگر دوڑے یہاں خواجہ حیران کھڑے ہیں کبھی سوچتے ہیں کہ پشتارہ چھوڑ جائے کہ سامنے سے دیکھا چند جادوگر آتے ہیں خواجہ سمجھے کہ اب یہ ساحر آکر اسکو ہوشیار کر دیں خنجر تو ہاتھ میں تھا مار دیا سر سناس کا کاٹ کر طرف صحرائے بھاگے جادوگر دن نے دیکھا کہ سناس کا سر کٹا پڑا ہوا اور لاشہ تڑپ رہا ہی لاشہ اٹھایا روتے پٹیتے لشکر میں آئے سارے لشکر میں غریو بلند ہوا سب روتے تھے کہ ہمارا افسر مارا گیا اب کیا کریں آخر اتنی بنا کر لاش کو اُسپر لٹایا مر گئے میں لا کر چلایا اب سوچنے لگے کہ جل کر خداوند سے عرض کریں

سب اہل لشکر روئے پٹیتے خدمت مہموت میں آئے مہموت کے جولا شہ سناس کا دیکھا اور سب
 حال سنا جھلا کر آواز دی کہ یارو تم میں کوئی ایسا ہو کہ حمزہ کو گرفتار کر کے لائے ہنگام جادو
 کہ مصاحبون میں مہموت کے ہو وہ اپنے مقام سے یہ کہہ کر اٹھا کہ یا خداوند اگر غلام کو
 حکم ہو تو حمزہ کو زندہ گرفتار کر کے لائے اور عمرو کا سر لائے بڑا سردار سرکار کا مارا گیا ہو
 غلام کو سناس کا بڑا قلق ہوا اگر فوج ساتھ لیکر لڑتا تو عینون جنگ کرتا مگر میں جانتے ہی
 تلوار میں برسا دوں گا ایسی تدبیر کروں کہ سب نابینا ہو جاؤں کسی طرح مہلت نہ پاؤں
 جب حمزہ تنہا رہ جائیگا تو اسکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہو ہر چند کہ عیار بلاے روز گا
 ہو مگر میرے سر سے بھاگتا پھر گیا جب مجھے عرض کرنا تھا وہ میں نے سامنے حضور کے عرض کیا
 یا خداوند میں جانتے ہی ہوں کہ گرفتار کر دینا سب کو تباہ کر دینا ساحرون نے کہا کہ ای ہنگام
 حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا ہنگام نے سر ہلا کر کہا کہ جیسا مناسب جانوں گا ویسا کروں گا
 بہر نوع حمزہ کو گرفتار کر لائے گا عیار تو میرے سامنے کوئی آنہیں سکتا میں نے وہ انتظام کیا
 ہو کہ ہوا بھی نہیں آسکتی انسان کی کیا لیاقت ہو یہ حالات سنکر مہموت نے کہا میں تمہارا
 سب حال سے آگاہ ہوں جو اپنے نزدیک مناسب جاننا اُسپر کار بند رہنا اور قدرت
 بھی تمہارا حال دیکھتے رہیں گے جس وقت کوئی سختی ہوگی ضرور مدد کریں گے مگر ای ہنگام
 بڑی ہوشیاری سے کام کر لے شک عیاران اسلام بلاے روزگار ہیں ہنگام مہموت
 سے رخصت ہو کر براے بربادی لشکر اسلام روانہ ہوا مقابلہ صاحبقران میں اگر
 اُترا اور طبل جنگی بجوا دیا صاحبقران نے بھی اپنے لشکر میں حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی
 ابھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے بموجب حکم صاحبقران طبل جنگی پر چوب پڑی
 دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجے تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں چار پہر رات تیاری میں
 بسر ہوئی صبح کو صاحبقران سوار ہوئے میدان کارزار کی طرف چلے اُدھر سے ہنگام
 سوار ہوا پچیس ہزار ساحر پشت پر ایک ایک ان میں کامل و اکمل علم سحر میں طاق شہرہ آفا
 اس کو فرسے میدان میں آکر پہونچا دونوں لشکر میدان میں آکر قائم ہوئے جانبین میں
 حریفین بندھنے لگیں جب آراستگی صفوں کی ہو چکی تھیں تو نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر

ہٹے ہنگام نے افسروں کی طرف دیکھا سر ہنگ جا دو طائوس کو بڑھا کر نکلا ہنگام سے رخصت
میدان کی کہا میں افسر اعلیٰ کو لٹکارتا ہوں ہنگام نے کہا کہ تیرے ہی نام پر فتح ہو یہ کہہ کے
سر ہنگ میدان میں آیا سحر کے عجائب و غرائب دکھائے پکار کر آواز دی کہ صاحبقران زمان
کا مشتاق ہوں صاحبقران نے اشقر کو پھیرا ہر چند کہ سب ساحر جو مطیع اسلام ہوے ہیں
اگر قدموں سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے کہ یہ جادو گر بڑا مکار ہو آپ اسکے مقابلے میں بجائیے
غلام جا کر مقابلہ کریں گے مگر صاحبقران نے نہ مانا اشقر کو دوڑا کر میدان میں آئے سر ہنگ
نے گولہ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولہ بھٹ کر زمین پر گر گیا سر ہنگ نے کئی سوکھے
عمر و زیر شکم مرکب ہو آگاہ کرتا جاتا ہو کہ ایشہ یار اسم اعظم پڑھیے صاحبقران اسم اعظم
جب پڑھ دیتے ہیں سحر باطل ہوتا ہو اب تو سر ہنگ حیران ہوا تلوار کھینچ کر قریب امیر کے
آیا کہا اے بہادر پشت پر جو شخص کھڑا ہو اسکو منع کر دو وہ مجھ کو تیرا سا چاہتا ہو تمہاری جرات
کے خلاف ہو صاحبقران پٹے سر ہنگ نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر صاحبقران زمان
کا زخمی ہوا صاحبقران نے غصے میں پلٹ کر کمر پر ہاتھ مار دیا سر ہنگ کے دو ٹکڑے ہو گئے
آندھی سیاہ جلی بیرون نے آواز دی کہ کشتی مرا نام من سر ہنگ جادو بود ہنگام نے کل
فوج کو اشارہ کر دیا کل فوج لینا لینا کہہ کر صاحبقران پر آپڑی ہر چند کہ صاحبقران زمان
تھے مگر نعرہ کر کے جا پڑے نعرہ صاحبقران ۛ منم اختر برج عز و جلال ۛ منم ماہتاب سپر
کمال ۛ سمندون زہیم فراری شدہ ۛ زمین دیو عنایت عاری شدہ ۛ ہمہ قات از کفر شد پاک و
صاف ۛ سلیمان کو چک لقب شد بقاف ۛ ہمہ شہر بادار اسلام شدہ ۛ صاحبقران درجہ
نام شدہ ۛ جنگ مغلوبہ ہونے لگی مگر چونکہ سر پر صاحبقران کے زخم تھا بڑھ بڑھ کے جواڑے
ہر چند کہ فوج کو شکست دی مگر خون سر سے اسقدر بہا کہ آنکھیں بند ہونے لگیں دونوں ہاتھ
گردن میں اشقر کی ڈال دیے فرمایا کہ اے مرکب امیل لے نکل مرکب طرار و فرا جبت و فیر کر کے
نکل گیا سرداروں نے فتح پائی صاحبقران کو تلاش کیا نہ پایا خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ
صاحبقران کا پتہ نہیں کہ ہر کاروں نے عرض کی اتنا تو مجھے بھی دیکھا کہ مرکب صاحبقران
لیے جاتا تھا گھوڑا لیکر کسی طرف نکل گیا خواجہ عمرو تلاش میں چلے نشان قطرات خون دم مرکب

رکھتے ہوئے جلتے ہیں مگر صاحبقران کو مرکب لیے ہوئے ایک دشت لالہ زار میں پہونچا
پشت سے صاحبقران کو گرایا قضاے کار ملک لالہ رخسار کہ ساحرہ زبردست ہونے کو ٹھٹھ
پر بیٹھی تھی اسنے دیکھا کہ ایک مرکب آیا اور ایک سوار کو گرایا خود چرامین مصروف ہوا مگر چہا
وہ سوار گرا ہر معلوم ہوتا ہو کہ آفتاب چمک رہا ہو مرکب چرتے چرتے پلٹ کر آتا ہو اور
چاہتا ہو کہ سوار میرا اٹھے اور مجھے سوار ہو مگر سوار بیہوش پڑا ہو لالہ رخسار نے کنیزوں
سے کہا کہ جا کر دیکھو تو کہ یہ کون جو ان پڑا ہو اسکو اٹھا لاؤ علاج کیا جائے کنیزیں گئیں اور
صاحبقران کو اٹھا لائیں نگاہ جو لالہ رخسار کی جمال بے مثال پر پڑی مثل آئینہ حیران
و بشکل زلف پریشان ہوئی پیشانی پر پسینہ آگیا قلب تھرا گیا جراح کو بلوایا زخون میں
ٹانگے دلو اے بی بی مرہم کی چڑھا دی خود در و مال ہاتھ میں لیکر بیٹھی گس رانی کر رہی ہو
کہ صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک معشوقہ شعلہ رخسار قمر عذار شیرین گفتار کہ
رفتار میرے سرھانے بیٹھی ہو آنکھوں سے آنسو جاری ایک ایک سے کہہ رہی ہو کیوں
صاحبو یہ جو ان صحت پائیگا صاحبقران جمال اسکا دیکھ کر حیران جمال و محمودیدار ہوئے
ارادہ کیا کہ اٹھوں مگر ضعف سے نہ اٹھ سکے لالہ رخسار نے کہا کہ صاحب کیوں مشقت
کرتے ہو زخم کاری تھا اب اس میں پٹیاں چڑھا لی ہیں حکم سامری و جمشید صحت پاؤ گے
ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ کرو صاحبقران نے فرمایا آپ کا نام نامی کیا ہو لالہ رخسار نے
ہنس کر کہا مجھ کو لالہ رخسار کہتے ہیں اس دشت کی مالک ہوں جمشید ثانی کی خراج گزار ہوں
صاحبقران پھر بیہوش ہو گئے لالہ رخسار کا تردد بڑھا سر صاحبقران کا زانو پر
رکھ لیا بوئے زلف عنبرین جو دماغ میں پہونچی اسنے کام لٹلنے کا کیا پھر ہوشیار ہوئے ہاتھوں
کو ٹیک کر اٹھے اٹھ کر بیٹھے ملک نے نام پوچھا صاحبقران نے صاف صاف نام اپنا بتادیا
لالہ رخسار کو تردد ہوا کنیزوں سے اشارہ کیا کہ یہ دشمن خداوند ہیں اب کیا کروں
مروت کے خلاف ہو کہ کوئی بُرائی کروں ایسا نہ ہو کہ کوئی در انداز آجائے اور فتور
برپا کرے اگر قدرت کو خبر ہوگی تو یہ بدی پیش آوین گے میں قدرت سے لڑ سکتی ہوں
جس ساحر کو بھیج دیں گے وہ مجھ کو گرفتار کر لے جائیگا میری سلطنت کیا ہو دشت لالہ زار

کی حکومت مختصر سا صحرا ہوا انکی صحبت کا ہر ساحر کیتا ہو مگر صاحبقران بیٹھے ہن رنگ رو
لالہ رخسار دیکھ رہے ہن کہ تردد بڑھتا جاتا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ کیوں بلکہ عالم
تھکین کیا تردد ہو لالہ رخسار جادو نے کہا کہ اے شہریار آپ کا حال تو طاف ہر ہوا کہ آپ
بر سر خداوند جاتے ہن صاحبقران نے فرمایا عین گرمی جنگ میں زخمی ہوا گھوڑا
اس طرف نکال لایا ہم اب رخصت ہوتے ہن لالہ رخسار نے کہا کہ میں تو نہ مانو گی کہ
اس حال میں آپ جلیے اگر کسی دشت میں گر پڑے تو کون سینھا لیکھا صاحبقران نے
فرمایا کہ اسکا خیال نہ کرو پروردگار حافظ و نگہبان ہو سامری و جمشید تو ساحر تھے تم
لوگوں کو تسخیر کر گئے خیال تو کرو کہ وہ وعدہ لا شریک کا رسا زبر حق و بانی بناسے
زمین و آسمان رحیم و کریم مطلق ہو وہ حفاظت کریگا لیکن تم سے کہتا ہوں کہ اگر مناسب جانو
تو اطاعت دین اسلام قبول کرو لالہ رخسار نے کہا کہ میں فوراً سامری و جمشید کے اذیت
لغت کرتی ہوں آپ کے مذہب کا اعتقاد کرونگی مگر یہ تو بتائیے کہ اگر قدرت آگاہ
ہو گئے تو کیونکر جان بچاؤنگی صاحبقران نے فرمایا کہ خدا حافظ و نگہبان ہو اسکا ہر وقت
احسان ہو لالہ رخسار مطیع اسلام ہوئی مگر خاموش بیٹھی ہو دامن امیر کا تھلے ہو
کہتی ہو کہ میں جانے دو دونگی دو چار روز یہاں رہیے صحت کامل پا کر جائیے گا صاحبقران
سرخجھکاتے ہن کچھ جواب نہیں دیتے جب ملکہ نے بہت کہا تو صاحبقران نے فرمایا کہ اہل
لشکر ہمارے پریشان ہو گئے ہم کئی جینے سے اس طلسم میں داخل ہن کیا کیا اذیتیں پہنچیں
مگر پروردگار نے اکل مشکون کو آسان کیا کہ یکا یک آسمان پر برق چمکی اور لغزہ ہوا کہ
منم کو ہاں سنگبار کیوں لالہ رخسار دشمن خداوند کو گھر میں جگہ دی ہو حکم خداوند ہو
کہ مشکین باندھ کر لاؤ کیا مجھے آگاہ نہیں ہو لالہ رخسار نے کہا کہ لو صاحب غضب ہوا
خداوند کو خبر ہو گئی یہ ساحر وہن سے آیا ہو دیکھیے کیا آفت بر پا کریگا مگر اُس ساحر نے
اُترنے اُترنے سحر کیا کہ لالہ رخسار تھرا کر گرچی زمین پر گر کر اڑیاں رگڑنے لگی پھر اُس
ساحر نے چاہا کہ صاحبقران کو اٹھالوں جیسے ہی اُس نے ہاتھ بڑھایا صاحبقران زمان
نے اسم اعظم پڑھ کر کلائی تھام لی ایک لغزہ کر کے جھکا مارا کہ وہ ساحر شہ کے بھل جھکا میر

نے گھونسا مار دیا کہ ساحر کا سر پھٹ گیا آندھی سیاح چلی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
 کو بان سنگبار بود مرتے ہی کو بان کے لالہ رخسار اٹھ بیٹھی ہاتھ صاحبقران زمان کے
 چوٹنے لگی کہنتی تھی کہ اے شہر یار آپ نے بڑا کار نمایاں کیا کہ ایسے ساحر کو مار لیا حقیقت میں
 یہ وہ ساحر تھا کہ قدرت نے جہاں بھیجا اپنے ہی کر کے آیا مگر آج نہیں معلوم کیا ہوا کہ آپ کے
 ہاتھ سے مارا گیا مگر اب یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں قدرت کو ضرور معلوم ہو گا کہ کو بان مارا
 گیا آپ کے کوئی ایسا آئیگا کہ اسم اعظم بند کر لیگا اُس وقت آپ کو مشکل پڑے گی ہر چند کہ میرے
 ساتھ بارہ چودہ ہزار فوج ہو ایک ایک ساحر بلاے روزگار ہو مگر وہ ساحر کہ جو قدرت
 خداوند میں رہتا ہو اُس سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا خود خداوند دوڑ پڑتے ہیں اور کون
 میں جا کر لڑتے ہیں ایک بڑا جملہ نکالا ہو کہ کتاب سوانحات کو منسوخ کر دیا جو کچھ لکھ
 گئے ہیں فرماتے ہیں کہ تم ہنگوگ اُس تحریر پر عمل نہ کرو اب حال میں جو لکھو اُس کے پابند رہو ورنہ
 میرے نزدیک مناسب یہ ہو کہ سوار ہو کر نکل چلیے میں بھی آپ کے ساتھ ہوں یہ کہہ کے
 آواز دی کہ اے گلزار جادو فوج لیکر آؤ یہ کہتے ہی گوشہ ہائے باغ سے فوج آنے لگی
 ٹھوڑے ہی عرصے میں چودہ ہزار جادوگر آکر جمع ہو گئے مگر عورتیں زیادہ ہیں اور شہت
 اشقر پر سوار ہوئے لالہ رخسار تخت پر سوار ہوئی فوج کو ساتھ لیکر چلی جب باغ سے لالہ رخسار
 جادو نکلی تو باغ میں آگ لگا دی کہ ہر گل بوٹا جلنے لگا شعلے بلند ہوئے دس قدم نکلی تھی
 کہ آواز آئی باش اولالہ رخسار قدرت نے تجھ کو بلایا ہو لالہ رخسار نے کہا کہ تو کون
 ہو آواز آئی کہ منم سیاب سمیعین بدن یہ کہتا ہوا سامنے آیا سحر کیا کہ آگ برسنے لگی
 صحرا کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ اے دلفریب جلد آؤ حمزہ کو بھی تسخیر کر لو اب لالہ رخسار
 تو تخت پر خاموش بیٹھی ہو سحر بالکل فراموش ہو مگر سیاب اگڑتا ہوا طرف صاحبقران
 کے چلا صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہیں کہ سیاب نے ایک دو ہتھکڑی زمین پر بار بار
 صحرا سے ایک آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بعد سوز و گداز یہ اشعار پڑھتا ہوا آنا لگا

یار نے وعدہ کیا ہے آج آنے کے لیے

آتے ہیں وہ دل ہمارا آزمانے کے لیے

منتظر ہوں راہ میں آنکھیں بچھانے کے لیے

جاتے ہیں ہم اپنی جان بازی دکھانے کے لیے

بلبل و فصل بہاری میں یہ کیا سودا ہوا
آگ دامن میں لگی ہو آہ آتش بار سے
اُس پر پروانے جو اُٹھوایا مرے تابوت کو
خون رو کر زخم دل سے میں تو بیدم ہو گیا
صورت اُنکی دیکھنا ہوتی ہو کب اُنکو نصیب
تجسس کوے یا زمین اِی دل نہ ترو پا جائیگا
دل یہ کہتا ہو کلیجہ کا لہو کر دو شریک
بنجو دی سے وجد میں آتا ہو کر مست ذوق
سکہ داغ جھون دو نذر اُن کو اِی ہنر

شاخ گل کی آرزو ہو آشیانے کے لیے
دوڑے آتے ہیں مرے آنسو جھانے کے لیے
گھر کے آیا ابر رحمت شامیانے کے لیے
رہ گیا سو فارتیرا مسکرانے کے لیے
ہیں مری آنکھیں فقط آنسو بہانے کے لیے
ضعف تر سائیکا شجگو تھلانے کے لیے
میں جاتی ہو حنا اُنکے لگانے کے لیے
جسکو ہم دیتے ہیں غزلین اپنی گانیکے لیے
سینت رکھی ہو یہ دولت کس زمانے کے لیے

صاحبقران یہ آواز سن کر باتو اسم اعظم پڑھ رہے تھے یا خاموش ہوئے سیما ب نے جو امیر
کو دیکھا کہ خاموش کھڑے ہیں تیغ چمکاتا ہوا چلا کہ پہلے ان کو قتل کروں پھر لالہ رخسار کو
گرفتار کر لوں گا سارا لشکر مہوت ہو گیا ہو سب کینز دن نے اشیاء سحر ہاتھ سے پھینک دیے
ہیں سیما ب ہی کو دیکھ رہی ہیں جب سیما ب قریب صاحبقران پہنچا تو پہلو سے ایک کینز
دو پٹہ بھاری اڈھے ہوئے پانچوں کو سنبھالتی ہوئی گھوری کھلے میں دی ہوئی آئی پکار کر کہا
کہ اوسیماب اُدھر کمان جاتا ہو کیا سمجھا ہو ذرا میری طرف متوجہ ہو دیکھ میں نے اُس شخص کو
دیکھ لیا کہ جسکی ذات سے یہ صاحبقران کہلاتے ہیں سیما ب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک کینز
نہایت حسین و جمیل ہنستی ہوئی آتی ہو سینے پر اُبھار دو سناہین ہیں کہ دل کے پار ہوتی ہیں
مگر نہایت گھبرائی ہوئی سیما ب نے کہا کہ کیوں صاحب کیا کہتی ہو میں تمہارے خلاف نہیں
چاہتا کینز نے کہا کہ میں نے عمر و عیار کو دیکھ لیا وہ سامنے جھاڑی ہو اُس میں چھپا بیٹھا ہے
پہلے اُسے قتل کرو ان کا گرفتار کرنا کچھ مشکل نہیں ہو مگر وہ چھلا وہ ہو عیاری کر کے نکلیا گیا
میرے قریب آیا تھا ہنس ہنس کے باتیں کرتا تھا میں نے صاف کہہ دیا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہے
میں سیما ب کے ساتھ رہونگی چونکہ یہ وعدہ ہو چکا ہو اس وجہ سے میں نے ٹکوا اٹھا دی
سیما ب اُس کینز کے ساتھ ہوا اکتا ہوا جاتا ہو کہ اِی ملکہ عالم بتاؤ کہ وہ عیار کمار کمان ہے

کنیز نے کہا صاحب سامنے تو وہ سکا رہیٹھا پھر سحر کر کہ میں جا کر نیچے ماروں مگر جلدی سحر کرو ایسا نہ ہو کہ اٹھ کر بھاگ جائے تو پھر کوئی اسکو نہ پائیگا جھپٹ کر نکل جائیگا سیما ب نے کہا کہ حسبِ محکوم نہیں معلوم ہوتا کنیز نے کہا کہ سحر کرو زمین اُسکے پاؤں تھامے تب میں گرفتار کر لاؤں کشتا کشتا تم تک پہنچاؤں سیما ب اُس سحر بڑھتا ہوا آگے بڑھا اُس سحر کا پڑھ کر جاگا کہ بھینکوں کنیز نے حلقہ کند گئے میں ڈال کر جھٹکا مارا کہ سیما ب گر کنیز نے حباب مار دیا سیما ب ہوش ہوا کنیز نے اپنے نام کا لغو کیا لغو خواجہ عمر و سہ عمر و ہوں میں عیار صاحبقران ہرے کرے کا پتہا ہر جہان ترا شندہ ریش کفار ہوں زمانے کا مکار و غدار ہوں مرا تیر زنتار ہو گر قدم صبا ٹھوکرین گھاس ہر ہر قدم اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو نہ پائے مری گرد پا پوش کو دوند جہان گرد طرار ہوں جہانگیر عالم کا عیار ہوں کوکھ پر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا سیما ب کشتہ ہوا لاشہ جلنے لگا خاک ہو کر کیمیا ہوا لالہ رخسار کے ہوش درست ہوے صاحبقران کو اُس عظم یاد آیا لالہ رخسار نے قریب آکر کہا کہ آپ بڑے صاحب اقبال ہیں کہ سیما ب بھی کشتہ ہوا خواجہ نے بڑا کار نمایاں کیا وہ جو کنیز نے کہا تھا کہ جھٹ پٹ نخل چلیہ دیکھیے اُسی کا سامنا ہو رہا ہر دو جادو گر متواتر آپکے کورمان پر پتھر برے سیما ب کشتہ ہوا اب دیر نہ کیجیے ورنہ اور کوئی آتا ہوگا صاحبقران نے اشقر بڑھایا خواجہ عمر و بھی رکاب تھامے ہوے ہیں لالہ رخسار چاہتی ہو کہ جھٹ پٹ یہاں نخل چلین اس دشت تیرہ و تار کا مالک نہ اغ سیر رو رہا و ردہ بھی مصاحب خداوندی اگر اسکو خبر ہوگی تو ضرور سحر کریگا یہ ذکر تھا کہ ایک زاغ اڑتا ہوا آیا سامنے نخل پر بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

چنانم دل ز جور مدعی در سینہ می لرزد	کہ طفل از روز شنبہ در شب آدینہ می لرزد
بوقت وصل اگر دست و لم لرزد معذورم	کہ بچہ در عیشہ دار از عیشہ دیر مینہ می لرزد
ز باد فتنہ در گلشن ز چشم بلبلان بہانہ	درخت بی مجنون را دل آگینہ می لرزد
ز ضعف و ناتوانی ہا کہ از وقت زبون دام	مرا اسال دل از محنت پاہینہ می لرزد
ز بس از گردش گردون دون بہت ہر اسانم	دل چن عکس آئینہ درون سینہ می لرزد

گرفت او گریز سید ردی بطرز دشمنی دست	چو نفلس در بلاس و نترق پیشمینہ می لرزد
بہ زیر خاک اگر مخفی بیا بدیک درم را ہم	از عدل روزگار از تہمت گنجیت می لرزد

زراغ کی جو آواز بلند ہوئی مکہ لالہ رخسار کا رنگ رو متغیر ہوا صاحبقران زمان نے دیکھا کہ اشقر چلتے چلتے زراغ کا غمروئے پیجا کر آواز دی کہ اے اقبالے نامدار اسم اعظم پڑھے امیر نے اسم اعظم پڑھا ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی زراغ نے چاہا تھا کہ گود سر صاحبقران حیرت ماروں کہ صاحبقران نے کمان کیانی کا نہ سے اتاری تین بھال کا تیر بھر کمان میں پیوست کیا اسم اعظم پڑھ کر تیر مارا اب وہ تیر کب خطا کرتا ہی سینے پر زراغ کے پڑا تو پڑ کر پشت کو پار گذرا زراغ زمین پر گر کر اٹھ پڑ پ کر جان دی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زراغ سیہ رو بود کہ پہلو صحرا سے ایک مادہ زراغ غل مچاتی ہوئی سامنے آئی مادہ کے غل مچانے سے آگ برسنے لگی گئی سو آدمی جلے لالہ رخسار نے ٹھولی سے کمان نکالی سینک کی کمان تھی سینک کا تیر پیوست کیا تاک کر اس مادہ زراغ کو مارا کئی کنیزوں نے بھی تیر مارے کہ وہ مادہ زراغ بھی مشک ہو کر گری اب راستہ پاک ہوا لالہ رخسار نے غل مچایا کہ جھٹ پٹ نکل چلیے بجکو ڈر ہی کہ حبشید نہ آجائے تو بڑی مشکل پڑے گی اسکے سحر کا کون جواب دیگا لشکر بڑھا جب قریب لشکر پہنچے سرداران صاحبقران کو خبر ہوئی واسطے استقبال کے آئے صاحبقران بہ اعزاز و اکرام تمام داخل لشکر ظفر اشر ہوئے ہر کارے جو موجود تھے وہ خبرین لیکر بھاگے سامنے مہبوت کے آئے تمام کیفیت بیان کی کہ لالہ رخسار صاحبقران کی شریک ہوئی چودہ ہزار ساحرون سے صاحبقران ابھی لشکر میں آئے ہیں شرکت لالہ رخسار کی خیر حبشید ثانی کو بھی پہنچی تھی اُس نے کئی ساحر روانہ کیے مگر صاحبقران کے ہاتھ سے مارے گئے مہبوت نے کہا کہ ایک نامہ ہنگام کے پاس روانہ کرو مضمون یہ لکھو کہ ای ہنگام جادو تم نے کیا کیا تھا ای کچھ کار گزاری ثابت نہ ہوئی نامہ لکھا جاتا تھا کہ لشکر میں غریب ہوا مہبوت نے کہا کہ ارے دیکھو تو یہ کیا آفت آئی ہر کاروں نے خبر دی کہ ہنگام جادو شکست خوردہ آتا ہی مہبوت نے کہا آنے دو جب ہنگام سامنے آیا کلاہ دے ماری اور کہا یا خداوند حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا میں نے خود بہت سے سحر کیے مگر سر ہنگ کو ایسا خفہ آیا کہ تلوار کھینچ کر قریب

پہونچا دھوکا دے کر ہاتھ مارا کہ سر حمزہ کا زخمی ہوا مرکب اُسکو نکال لے گیا بعد دو چار روز کے آیا لالہ رخسار ساتھ ہی جمشید ثانی نے بہت روکا مگر صاحبقران نہ رُکے مہوت نے پوچھا کہ ای ہنگام اب کیا ارادہ ہی ہنگام نے کہا کہ اب لشکر اور ملے ابکی مرتبہ جا کر تلواریں برسا دوں گا مہوت نے کہا جس قدر چاہو لشکر لے لو ہنگام نے پچاس ہزار سا حرم ہرا لے خواجہ بصورت مبدل دربار میں موجود تھے جب ہنگام رخصت ہوا خواجہ بھی نکلے ہنگام کے لشکر سے مل کر چلے ہنگام ایک دشت میں جا کر اُسرا سا حرم کرین کھول رہے ہیں خیمے استاد ہو رہے ہیں ہنگام ٹھل رہا ہو کہ کان میں رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی رو رو کر دعائیں مانگا ہو کہ یا خداوند جمشید ثانی ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری قبض روح کرے ہنگام یہ آواز سنکر نشان صدا پڑ چلا جنگل میں آ کر دیکھا کہ زرغہ نخلستان میں ایک عورت بیٹھی رو رہی ہو لباس میں گرد بھری ہوئی چہرہ عرق آلود تائش و حرارت آفتاب سے چہرہ سُرخ ہو رہا تھا ہنگام نے قریب آ کر پوچھا کہ ای نازنین تو کون ہو کہ مرنے کی دعا مانگا رہی ہو اُس نازنین نے کہا کہ صاحب میں فلک زدہ آفت کی ماری کل سے یہاں پڑی ہوں کسی جانور درند نے نہ پوچھا کہ میں کشاکش سے فراغت پاتی سامنے جو گاؤں ہو حمزہ اُس راستے سے گزرا تھا گاؤں کو لٹوا لیا میں بخوف آبرو نکل کر بھاگی گاؤں میں سناتا ہوں میں یہاں آ کر چھپی مگر ایسی سخت جان ہوں کہ آج تم نے آ کر پوچھا کوئی عزیز قریب نہ آیا کہ حال زار پوچھتا مگر تم کون ہو کہ مجھ سوختہ بخت کا حال پوچھتے ہو ہنگام نے کہا کہ لشکر حمزہ کہاں گیا میں انھیں کی فکر میں نکلا ہوں سب کو تباہ کر دوں گا لاشوں سے میدان بھر دوں گا کہ ایک زندہ نہ بچے ایسا سحر کرو کہ خنجر و تلواریں بر سین کہ سب کے سر اڑ جائیں نازنین نے کہا کہ خداوند جمشید ثانی میری دعا قبول کریں کہ تمہارا حکم پورا ہو باتین کرتے کرتے ہنگام فرش خاک پر بیٹھ گیا ہاتھ بڑھا کر کہا کہ صاحب یہ گرد کیسی بڑی ہو اُس نازنین نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا او بے ادب اس جیلے سے سینے پر ہاتھ رکھتا ہو میں کوئی بازاری عورت نہیں ہوں کہ تیرے فقرے میں آؤنگی یہ کہہ کے دوپٹے سے منہ ڈھانپ لیا بغل سے گلابی نکالی ایک جام بیا ہنگام نے کہا کہ صاحب یہ کیا ہو کہا یہ آب حیات ہے جب حال ابتر ہوگا ہو تو ایک جام پی لیتی ہوں قلب کو تسکین دیتی ہوں یہ سنکر

ہنگام نے کہا کہ ایک جام منجھو دو نازنین نے کہا کہ یہ شراب تو حاضر ہو مگر منجھو اور نہ دینا اسی
 کی وجہ سے آج تک زندہ ہوں ہنگام نے کہا کہ لشکر میں چلو مچا نہ ہمراہ ہو وہ سب داندہ تر
 نازنین نے خوش ہو کر گلابی بفل سے نکالی ہنگام کو ایک جام پلایا جام پیتے ہی ہنگام گہرا
 کھڑا ہو گیا چاہا کہ مٹلون بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ لشکر چاک قصہ
 پاک ہوا خواجہ تو سر ہنگام کا لیکر بھاگے مگر لشکر جو اسکا اُتر ہا تھا اُن سب نے آواز مانی کہ
 ہنگام مارا گیا یا تو خیمے استاد کر رہے تھے یا بخون جان بھاگے روئے پتے سامنے مہموت کے
 آئے کہا یا خداوند ہنگام مارا گیا ہم لوگ بے افسر کہاں جاتے آخر بھاگ کر چلے آئے مہموت
 نے کہا کہ کل لشکر تیار ہو سب لشکر کو تیار کر کے مہموت تخت پر سوار ہوا صاحبقران کی طرف
 چلا مگر کتا ہوا کہ بدون قدرت کے جاے کچھ نہ بنے گا جا کر وہ تقدیر کیوں کہ سب کو مٹاؤں
 دیکھو تو کیا آفت برپا کرتا ہوں میرے سرداروں کا مارا جانا بالالانہ جائیگا یہاں امیر ملک
 لالہ رخسار کو لیکر لشکر میں آئے کرسی بچھا کر بیرون بارگاہ بیٹھے اول خواجہ عمرو سر ہنگام کا
 لیکر آئے سب حال بیان کیا صاحبقران تعریفیں کرتے تھے خواجہ کیا کہتا کہ صحرا سے گرد
 اُڑی صاحبقران نے دیکھا کہ مہموت کا رگزار تخت پر سوار سات آٹھ لاکھ ساحر پشت پر
 بڑے کروفر سے پہونچا لشکر کو لا کر مقابلے میں اتارا صاحبقران حیران ہیں کہ دیکھے اس سے
 کیا گذرے مگر مہموت نے اُترتے ہی صاحبقران کو نامہ لکھا کہ بہتر یہی میرے مقابلے سے
 ہٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑو نگا صاحبقران نے نامہ چاک کر ڈالا
 ایچی کو نکلوا دیا ایچی سامنے مہموت کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ آیا خداوند کیا پُر زور
 بندہ آپ نے پیدا کیا ہے آپ سے بالکل نہیں ڈرتا ہر چند کہ آپ کا نام لیا مگر وہ یہی کہے گیا
 کہ خداوند مہموت کو ن شخص ہیں ہر چند میں نے سمجھا یا مگر حمزہ نے نامہ بھاڑ ڈالا اور منجھو
 منجھو دیا مہموت یہ حال سن کر بہت خفا ہوا حکم دیا کہ طبل جنگی بچے طبل جنگی کی جو صدا بلند
 ہوئی ہر کارے جو بامرجا سوسی حاضر تھے خبریں لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے
 بعد دعا و نفل کے عرض کی قطعہ کہ تاسبزہ روئیدہ باشد بیاباغ بگل سرخ تابد چوروشن
 چراغ مانگین سعادت مام تو باد بہرہ کار عالم بہ کام تو باد شہر یار کی عمر دواز ہونہ کو

سوز و گداز ہو مہموت نے طبل جنگی بجوایا ہر کل اُسکا ارادہ ہو کہ معرکہ آرا سے نبرد ہو آتش
کین و عناد و فساد کو دو بالا کرے صاحبقران نے حکم دیا کہ خواجہ کمد کو ہمارے لشکر
میں بھی بہ فضل ایزدی و بتائید ربانی نوازش طبل ہو یہاں بھی نقارہ رزمی گڑ گڑایا تیاریاں
ہونے لگیں مگر بعد طبل جنگی بجوانے کے صاحبقران نے فرمایا خواجہ یہ مہموت نہایت مہموت
ہو رہا ہو اسکی کچھ فکر نہ کرو گے خواجہ نے کہا کہ اقاے نامدار قرضداروں نے ایسا حیران
و پریشان کیا ہو کہ نکل نہیں سکتا ہر طرف لوگ ڈھونڈتے پھرتے ہیں میں چھپتا پھرتا ہوں
صاحبقران نے دس ہزار روپیہ منگا کر دیا خواجہ عمر و نے کہا کہ اب میں فکر میں جاتا ہوں
آئندہ پروردگار مالک ہو یہاں مہموت تخت خدائی پر بیٹھا ہو شراب پی رہا ہو ناچ
سانے ہو رہا ہو ایک مہرجین بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گائے ہی ہو نظم

ای جان جان ہر روز یہی آرزو مجھے تاثیر ہو یہ عشق حقیقی کی ای صنم + ہوتا ہو دل کو چین جگر کو مرے قرار نیچے جو میں نے پھول تو کہتا ہو گلبدن نالان ہوں دیکھ ہاتھ سے دید و نگاہیں آ افسوس وقت نزع بھی آیا نہ وہ صنم ناسور دل میں ڈال دیا آسمان بنے + پتھر مہکو کر بلا کی زیارت نصیب ہو	دل میں فدا کروں جو نظر آے تو مجھے دیکھا جدھر کو میں نے نظر آیا تو مجھے پہلو میں ای صنم جو بٹھاتا ہو تو مجھے + آتی ہو صاف ان میں محبت کی بوجھ آجائے گا نظر جو کوئی خوب و مجھے + تھی اُسکے دیکھنے کی بہت آرزو مجھے + مثل گہر رکھا ہو جو با آبرو مجھے + سطوت دوبارہ جاؤں یہ ہو آرزو مجھے
--	--

بیتے بیٹے بچا کر آواز دی کہ آج خدمت طلبا یہ کسکے سپرد ہو مساجدوں نے عرض کی
سوفار گوشہ نشین انتظام کر رہے ہیں پوچھا ملائین میں کون طلبا یہ دار ہو ہر کاروں نے آکے
عرض کی کہ لالہ رخسار مصروف انتظام ہو مہموت اپنے مقام سے اٹھا اور دربار
کو سرخاست کیا چاہتا ہو کہ برائے خواب جاؤں کہ آسمان پر سٹاٹا ہوا اب وہ وقت
ہو کہ لالہ رخسار سامنے سوفار گوشہ نشین کے پہنچی ہو آپس میں نگاہیں مل رہی ہیں مگر مہموت
نے دیکھا کہ آسمان پر ایک تخت اڑا ہوا جاتا ہو اور اُس تخت پر ہنگام سوار ہو مہموت

گھبرا گیا کہ ہنگام کہاں سے آیا اگر وہ تخت زمین پر آیا ہنگام نے اُتر کر مہبوت کے قدموں کو بوسہ دیا کہا یا خداوند غلام نے اپنے کو کیا خوب بچا یا راہ میں مجھ کو معلوم ہوا کہ کوئی افتاد ہونے والی ہر مین نے اپنے ہم شکل کو ظاہر کیا اور آپ تعفی رہا اب خیال میں آیا کہ جا کے قدرت سے تولیوں اب لشکر طلسم کشا پر جاتا ہوں جا کر اُسکے لشکر کو مٹانا ہوں مہبوت نے گلے سے لگا لیا کہا ای ہنگام بڑا کام کیا بڑے لطف سے اپنے کو بچایا مگر اب طبل جنگی میں بجوا چکا ہوں صبح کو مقابلہ ہوگا ہنگام نے کہا صبح ہوتے ہوتے آفت برپا کر دو نگار بار میں تشریف لے چلیے تو میں کچھ عرض کروں مہبوت دربار میں آیا ہنگام نے ایک جام لبریز کر کے مہبوت کو پلایا گھوری بھی کھلائی مہبوت کھا کر گھبرا یا اپنے مقام سے اُٹھا کہ ٹلنوں بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نغہ کیا نغہ خواجہ عروسہ کزان اُستاد عیاران عالم، سراپا دانش و عقل مجسم، بہار دین زکریا، آبیاری، جہان سرہنگ درخشاں گزاری، بہر کشور بلائے جان کفار، عمرو آن شاہ عیاران عیار، نغہ کر کے زبان میں سوزن دیکر پشتارہ اُٹھالیا لیکر روانہ ہوا راہ میں اکثر ساحروں کو دیکھا گوشے میں چھپتے ہوئے لشکر صاحبقران میں آئے یہاں وہ وقت ہوا کہ طلالتے پر ہنگام ہو رہا ہر اُدھر سے سو فار گوشہ نشین آیا اُدھر سے ملکہ لالہ رخسار آئین سو فار نے بیٹھا کو تیر مارا لالہ رخسار نے تیر کو کاٹا اور کاٹ کر کار دھر چھوٹی سے نکالی اور کار دہر کچھ اُسم بحر پر بڑھا اور کھینچ ماری سینے پر سو فار کے بڑی کہ پشت کو توڑ کر پار گزری سو فار کے مرنے ہی ساتھ والے اسکے آپرے لالہ رخسار نے سحر کر کے بالوں کو ہلایا آسمان سے سانپ برسنے لگا جس پر سانپ گرا اُسکو کاٹا وہ شخص پانی ہو کر رہ گیا ہزار ہا جوان سحر سے لالہ رخسار کے دہل جہنم ہوئے کہ خواجہ عمرو اگر ہوئے لالہ رخسار کا ارادہ ہو کہ لشکر میں گھس جاؤں اور بارگاہ پر مہبوت کی گولہ باروں خواجہ نے ہاتھ تھام کر روکا فرمایا ای لالہ رخسار بارگاہ صاحبقران میں چلو میں مہبوت کو گرفتار کر لایا اہل لشکر مہبوت پلٹے اور یہ بھی سب کو معلوم ہوا کہ خداوند گرفتار ہو گئے ہر کاروں کو روانہ کیا کہ جا کر خبر لاؤ مگر امیر دنگل پر جلوہ فرما ہیں سب سردار جمع ہیں صاحبقران کو گھیرے ہوئے بیٹھے ہیں کہ ہر کاروں

نے خبر دی کہ لالہ رخسار و سوفا رگوشہ نشین سے سامنا ہوا لالہ رخسار نے سوفا رگوشہ کو مارا
لشکر کو اسکے شکست دی کہ خواجہ عمر و سامنے آئے عرض کی کہ ایو آقاہے اما اگر مہبوت
گرفتار ہو کر آجائے تو کیا عرصت کیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ کیوں خواجہ کوئی وقت
بھی ایسا ہو کہ تم روپے کی فکر سے غافل رہتے ہو عمر و نے دیکھ کر آواز دی کہ میرا حال ظاہر
ہو کہ پر آگندہ روزی پر آگندہ دل اس حال میں مبتلا ہوں کہ راستہ بند ہو ان گلیوں سے
راستہ چلتا ہوں کہ جن گلیوں میں انسان کا تو کیا ذکر حیوان کا بھی نام نہیں ہر وقت یہی
خوف ہو کہ کوئی گرفتار نہ کر لے کیونکہ جان بچاؤن صاحبقران نے پچیس ہزار روپے منگا کر
آگے رکھے کہا اگر منظور نظر ہو تو کوشش کیجیے خواجہ عمر و نے پشتارہ سامنے رکھ کر کہا کہ خیلہ
سردار بھی مہربانی فرما دیں کسی نے سو کسی نے دو سو کسی نے ہزار کسی نے دو ہزار پیش کیے
خواجہ نے سب روپے لیکر نذر نبیل کیے صاحبقران نے حکم دیا کہ ستون سے باندھ دو
مہبوت کو ستون سے باندھا ہر کارے جو لشکر کفار کے موجود تھے خبریں لیکر بھاگے بارگاہ
مہبوت میں اگر حال کہا سردار جمع ہیں اور رو رہے ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ خداوند پر
عجب مصیبت پڑی کیا دتیرہ درون کہ وزیر اعظم ہو یہ خبر سنتے ہی اپنے مقام سے اٹھا
ہر کارون نے پھر مفصل تیر بیان کی کہ قدرت کی زبان میں سوزن ہر ستون سے بندھے ہو
ہیں کیا دتیرہ درون غرق زمین ہوا صمصام برقرار اٹھ کر آسمان پر پہنچا مقام کو کہ
سرداروں کو لیکر جلاسیات جہاں فوج کا افسر ہو کل فوج کو لیکر جلاسیان وہ وقت ہو کہ
صاحبقران سمجھا رہے ہیں کہ ای مہبوت حقیقت میں تو مہبوت ہی مناسب یہ ہو کہ اب
خدائی سے توبہ کر پور دگار کو سجدہ کر مہبوت چاہتا ہو کہ کچھ جواب دون کہ زمین شق ہوئی
کیا دتیرہ درون نے زمین سے سر نکالا صاحبقران نے چاہا کہ تیرا درون مگر کیا دنے
زبان سے مہبوت کی سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی مہبوت تڑپا قید کو توڑ کر پھینک دیا
آسمان سے صمصام کا غرہ ہوا ایک طرف سے سیاف گرا اور ایک طرف سے مقام بھی
بڑے زور و شور سے گرا بارگاہ میں آگ لگ گئی صاحبقران نے اسم اعظم اتنی پڑھاتے
آگ موقوف ہوئی صاحبقران غرہ کر کے اٹھے جملہ سردار تو خاموش بیٹھے ہیں اپنے مقام

سے اٹھ نہیں سکتے مگر لالہ رخسار نے برق گرائی کہ سر کیا دکا زخمی ہوا مہموت نے دیکھا لگایا
 زخمی ہوا اور صاحبقران کے ہاتھ سے صمصام و مقام مارے گئے اور کئی افسر شل ابیل
 جادو و طیران بلند پرواز دقیران سخت آواز و قلیان و مبارز و غیرہ سولہ افسران ناچا
 صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوئے اور عمرو نے تودہ حقد ہائے آتش بازی مارے کہ اہل
 لشکر کے منہ جھلس دیے مہموت نے کہا کہ اے کیا دخل چلنا بہتر ہے ایسا نہ ہو کہ حمزہ سے
 اور مجھے مقابلہ پڑ جائے ہر چند کہ وہ تقدیر کروں کہ زمین اُلٹ جائے مگر قدرت کو یہ بڑا خیال
 ہے کہ ایسا نہ ہو میرے بندے بیٹھا مارے جادوین تو قدرت کو ملال ہو گا کیا دے کہ کما کہ باخدا
 آپ نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا اسکی تدبیر تو بتائیے مہموت نے کہا
 حمزہ کچھ پڑھتا ہے اس وجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا مگر اسکی تدبیر کو دنگا دہ تقدیر کروں کہ حمزہ
 جو پڑھتا ہے وہ مجھ بھول جائے اب تو نکل چلو کیا دے بڑھ کر طبل باز گشت بجو یا لشکر جدا ہو کر
 اپنے عمرو نے صاحبقران سے عرض کی کہ غلام کا آپ کے بہت روپیہ صرف ہوا لاکھوں روپے
 رشوت کے دے کہ مہموت کو لایا تھا یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ بلوہ ہو گا کیا دتیرہ درون ساحر
 زبردست ہو مگر لالہ رخسار نے بڑا کام کیا کہ کیا دکا زخمی کر دیا لیکن کئی لاکھ روپیہ اور
 خرچ کیجیے تو میں پھر فکر کروں صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ لاکھ روپیہ دوں گا اگر ابکی متبہ
 مہموت کو گرفتار کر کے لاؤ یہ ٹنکے ٹکڑے پھر چلایا مہموت گھبرایا ہوا بارگاہ میں آیا دل
 میں سوچ رہا ہو کہ میں نے بڑی حماقت کی جزیرے میں چین کرتا تھا بیٹھے بیٹھے یہ کیا سوچتی کہ
 کوچ کر کے اپنا آرام و چین کھو یا حمزہ پر غالب ہونا دشوار ہے کون کون جادو گر اس کے
 ہاتھ سے مارے گئے کہ جنکا سحر میں مثل نہ تھا میں نے زبان سے سوزن نکلتے ہی آگ لگا دی مگر
 جب حمزہ نے پڑھا تو آگ گل ہو گئی سحر میرا سامنے حمزہ کے نہ گیا صمصام و مقام ایسے ہمارے
 دریائے سحر کے بلے بہاؤ روہ بیک ضرب شمشیر قتل ہو گئے ان رفیقوں پر ہجو گمان تھا کہ ان کو
 کوئی قتل نہیں کر سکتا مگر سامنے حمزہ کے ایسے حیران ہوئے کہ کوئی سحر کائنات کا نہ کیا شیراز
 صحرانہ نگان دریا نکلے قبضے میں تھے ان کو بلاتے تو لشکر حمزہ کو پامال کر ڈالتے مگر خاموش
 رہے پھر آئے منہ سے نہ نکلا اگر کسی دیکھ کو انارہ کرتے تو تمام صحرا عالم آب ہو جانا لاکھوں

آدمی ڈوب جاتے اگر شیران صحرا کو بلاتے وہ سب کو چیر بھاڑ کے کھا جاتے لیکن ان پر ایسا خوف غالب ہوا کہ کسی کو بھی نہ بلایا نہ سامنے حمزہ کے چلے گئے کوئی سحر معقول نہ کیا مشیر دن نے عرض کی کہ یا خداوند ہم کو طریق سے معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ صاحب اسم اعظم ہی اسی وجہ سے حمزہ پر سحر تیار نہیں کرتا سحر کرنے والا غور مبہوت ہو جاتا ہے اسی سبب سے یہ ساحر مارے گئے سحر کا لیل کیا جب سردارانِ مین بان ملا رہے ہیں تب بہوت بلند رہا ہوا اہل دربار درست کہ رہے ہیں کہ آسمان پر ستارے ہوا مبہوت رہے نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک خداوند تخت پر سوار ہیں اور تخت بارگاہ پر لرزاں ہے مبہوت ہو کر فریادیں ادا کر رہا ہے اور پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب آئیے جمشید زانی نے منگھ پھر لیا کہا اوجھے عیا ایسا مشیر کہ خداوند نہیں کتنا ابدولت کو بھائی بنانا ہے خداوند کہ کے بلڈ تو مجھ آؤ میں تیرے واسطے نہ چھوڑے پڑے ہیں سامری تو کہتے ہیں کہ یہ ہماری پہلی کار دعویٰ کرتا ہے اسکو مٹا دو مگر محکومت ناگوار ہوا کہ ہمارا بندہ ہے اگرچہ گندہ ہے مگر سحر کے زور میں مبہوت ہو رہا ہے ہم خطا کی معاف کریں ابدولت خود چلے آئے کہ جا کر اسکو شراب پیلا دیں دو ہزار برس تک نہ مر سکے میں تو اس واسطے آیا ہوں اور تو بھائی صاحب کتنا ہے شرم نہیں آتی یہ باتیں سن کر مبہوت منتیں کرنے لگا کتنا تھا یا خداوند آئیے شراب حیات پیلائیے حقیقت میں سامری کے خلاف گذرا ہو گا میں حاضر ہوں جو کہیے وہ عذر کروں خداوندی کا دعویٰ نہ کرونگا اپنے کو بادشاہ کو اوونگاجب مبہوت نے یہ عجز کلام کیے تب تخت اُتر ابھرتے تخت سے ہٹا جمشید آ کے تخت پر بیٹھے کہا ایسا مبہوت ملکہ شراب کے منگو اپنا القاب اس پر پڑھ دوں پھر سامری لاکھ ارادہ کریں گے تو کچھ نہ ہو گا قضا تمہارے قریب نہ آئیگی مگر نتیجہ کو بچاؤں کہ تیرے ساتھ والوں کی حفاظت کروں سب سردارا اٹھ کھڑے ہوئے جمشید کو مسجد کیے اور سب کہتے تھے کہ یا خداوند جب میان مبہوت صاحب نے دعویٰ خدائی کیا ہے تو ہم لوگ منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوند قدیم کے خلاف ہو گا مگر یہ ایسے مغرور تھے کہ کسی کا کہنا سامنا نہ دیا دعویٰ خدائی شروع کیا اپنے جزیرے سے نکل آئے کل کتنی بڑی ذلت دعویٰ کہ قدرت بائیس تھے اور ہم لوگ جان دے کر رہا کر لائے بڑی لڑائی بڑی قدرت کو

شیر نے کہا ہیں کچھ اسکا خیال نہیں اکثر بڑے مغرور ہو جاتے ہیں آخر سزا پاتے ہیں اس
 عرصہ میں کئی سو شنگے شراب کے رکھ گئے جمشید نے کمرے ایک نقش نکالا مشکون میں چکا دیا
 کچھ عبارت بھی پڑھا کیے کہا ایک ایک جام سب مل کر پیو گراؤ مبہوت تم تو دو تین جام
 پیو کہ تمھاری عمر سب سے زیادہ ہو کہ تم خدا کی گزرا چاہتے ہو مبہوت نے ایک بڑا جام
 چمکایا سب فوج والے بھی آکر بیٹھے ہر ایک امیدوار ہو کہ جام پیوں انجام بخیر ہو قدرت
 نے بڑی عنایت فرمائی کہ ہمارے خطا معاف کر ورنہ لائق سزا تھے دیکھو صاحبو خداوند یہ
 ہرگز خطا معاف کر کے سرفراز فرمایا عمر بڑھائی بہت نعمتیں ہمارے قریب آنی لگی تہ سلمان کیا
 آ رہے ہیں آخر ہمارے شہنشاہ مسلمانوں کو مارے ہیں گے جو راہ کر کے آئے ہیں وہ پورا ہو
 اپنے جزیسے میں خوشی خوشی جاوین جا کر رعایا کو سنا دیں کہ دیکھو کیا انجام ہوا کس تکلف
 سے نام ہوا کہ مسلمانوں کو مٹایا مبہوت نے دو جام پے اور سب ایک ایک بیکر خاموش
 بیٹھے ہیں کہ مبہوت نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ بھائی جمشید دیکھو سامری آتے ہیں مگر بڑے غصے
 ہیں ہین جمشید نے کہا اُن کو بھی بلاؤ میں تمھارے اور اُن کے درمیان میں صفائی کرا دوں
 کہ آپس میں ملال نہ رہے یہ سنکر مبہوت اپنے مقام سے اٹھا آسمان کی طرف دیکھ کر آواز دیا
 کہ اوسامری آتو مجھ سے خفا ہو غصہ نہ کرو کہ کہہ کر دوڑا سب سردار بھی اٹھے یا سامری یا سامری
 پکارتے ہیں ہوا جو لگی مبہوت بھی گرا اور سب ساتھ والے بھی بیہوش ہو کر گرے لاکھوں
 لشکر والے بھی گرے کہ جمشید نقلی نے لغزہ کیا لغزہ عمروہ عمروہ کہ کلمہ از سر قیصر برم +
 رنگ از رخ بختک بد اختر برم + در مجلس خسروان جو گردم ساقی + تیغ و سپر و سب و ساغر برم +
 اب عمرو نے مبہوت کو اٹھالیا اور کیا دتیرہ درون کو اٹھا لٹکا دیا بارگاہ کو خوب لوٹا
 چند ساحر بھی قتل کیے جنکو افسر سمجھا اُن کو مٹا دیا پشتارہ لیکر بھاگے مگر غوغا دل پر غالب ہو
 پلٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے ہیں چند ساحر کہ جنھوں نے شراب نہ پی تھی اُنھوں نے دور سے
 دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش بارگاہ سے نکلا ہوا جاتا ہو وہ ساحر دوڑے خواجہ عمرو
 تیز ہوئے اُن جادو گروں نے غل مچایا کہ دیکھو پار و ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی
 اُن جادو گروں کے پکارنے سے اور چند ساحر دوڑے خواجہ نے پلٹ کر حقہ ہاے آتشباری

مارے کئی ساحر بل کر گئے جو ساحر بچے تھے وہ ہلٹ کر لشکر میں آئے دیکھا کہ لشکر میں غریبوں کوئی ناچ رہا ہو کوئی دو ٹا دو ٹا پھرتا ہو کوئی کنوئیں میں پھانڈ پڑا کسی نے نہ زمین گر کر اپنی جان دی کوئی سر ٹکراتا پھرتا ہو کوئی جھوم جھوم کر یہ اشعار پڑھ رہا ہو لٹھ

محبت جان جان شکو جو میری آزمائی ہو،
 قریب الموت ہوں اور دور مجھے یار جانی ہو
 شباب آئینہ دکھلا کر ٹھنکین کرتا ہو خود رفتہ
 پھٹا پڑتا ہو جو بن ہوتی ہیں جانین فدا صدا ہو
 عدم کے کوچ کرنے کا اجل فرمان لائیگی ہو
 تڑپتا ہو کوئی دل مقام لیتا ہو کوئی جسکے
 ہمارے مرنے مٹنے کی نہیں کرتے ہو کچھ پروا
 چلے ہیں جان پر ہم کھیل کر سپردہ اُٹھنے کو ہو
 لہو میں ٹھوکتا ہوں درد دل دم بہر نہیں تھکتا
 خزان میں بھی قفس سے چھوٹنے کی جھکو حسرت ہو
 ہنس رہا تو دُر خوش آب ہو ہر شہر ہر اپنا

تو اُسکا امتحان کر لو جو تھنے دلمین ٹھانی ہو
 کشش تیری مجھے اسوقت ای دل آزمائی ہو
 بجا ہو یہ غرور حسن آغاز جوانی ہو،
 ستم ہو حسن کا عالم قیامت نوجوانی ہو
 جو تحریر مقدر ہو وہ اک دن پیش آتی ہو
 حقیقت میں نہایت درد خیز اپنی کہانی ہو
 تمہیں رحمت خدا کی داد دیا قدرت دانی ہو
 نہ ڈر برق تجلی کا نہ خوف لسترائی ہو
 جدائی میں یونہیں گھٹ گھٹ کے اک دن جان جانی ہو
 تری تقدیر میں خاک و بلبلی شیدا اُڑانی ہو
 بحمد اللہ وہ بحر طبیعت کی روانی ہو

اسی طرح پر ہزار ہا جادوگر دوڑتے پھرتے ہیں اور آپس میں دھینگا شستی کرتے ہیں آخر وہ سب اندر بارگاہ کے آئے دیکھا کہ کیا دتیرہ درون لٹکا ہوا ہو ساحرون نے اُسکو گھولایا پانی سرد چھڑک کر اُسکو ہوشیار کیا جیسے ہی کیا دکی آنکھ کھلی دیکھا سب ساحر رو رہے ہیں اور ہنسر بیہوش پڑے ہیں افسردہ کو ہوشیار کرنا شروع کیا ہر ایک کو معلوم ہوا کہ خداوند کو کوئی لے گیا کیا دنے کہا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ قدرت اپنے ساتھ ہمارے بادشاہ کو آسمان پر لے گئے وہاں شے تعلیم کر کے بھیجیں گے غرور جو دماغ میں بھر گیا ہو وہ نکال دینگے یقین ہو آہ قدرت صاف ہو کر آوین یہ جھگڑا مذہب کا صاف ہو جائے یہ ذکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی کہ عیار حمزہ کا یعنی عمرو قدرت کو گرفتار کر کے لے گیا اب دربار مجھجا جا رہا ہو یہ سنکر کیا ذوق قرار ہو گیا کہا یارو ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ قدرت کو عمرو

لے گیا بڑی غضب کی بات ہو کہ شہنشاہ ہمارے سامنے مسلمانوں کے میان قید ہوں اور دربار سمجھا جائے جزیرہ گوہر بار کا نام ملتا ہو یا روتھ میں کوئی ایسا ہو کہ جا کر قدرت کی زبان سے سوزن نکال لے میں اب نہ جاؤں نکال لہ رخسار کے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہوں عیاں مہوت کا بیابان گرد بیٹھا ہو کیا دکی باتیں سن کر اٹھا کہا امی وزیر اعظم میں جا کر زبان سے قدرت کی سوزن نکال لوں گا آپ فوج لیکر آئیے کیا دے آواز دی یا روتھ ہو کہ لشکر مسلمانان سے مقابلہ ہو سب تیار ہو کر سامنے آئے اول بیابان گرد چلا بعد بیابان گرد کے کیا دتیرہ درون کل فوج کو ساتھ لیکر چلا یہاں صاحبقران زمان مہوت کو سمجھا رہے ہیں کہ امی مہوت مقام افسوس ہو کہ پیدا کرنے والے سے نہیں ڈرتے ہو روز حشر اس گستاخی کی پریش ہوگی کیا جواب دو گے اُس معبود حقیقی و رب حقیقی نے ایک قطرہ نجس سے تم کو پیدا کیا اور یہ گمان کہ دعویٰ خدائی کر بیٹھے اب توبہ کرو بیابان گرد گوشے میں چھپا کھڑا تھا ان باتوں کو سن رہا تھا جلا دکی شکل بن کر دوڑا کہا حضور کس مغرور کو آپ سمجھا رہے ہیں دیکھیے کچھ جواب نہیں دیتا مہوت کو سناٹا آ گیا ہو دل میں کانپ رہا ہو کہ حقیقت میں مجھے بڑی خطا ہوئی کہ بیابان گرد نے بڑھ کر زبان سے مہوت کی سوزن نکالی کہا یا خداوند ہوشیار ہو چھ مہوت کی قید ٹوٹ کر گری مگر عمر و نے جو دیکھا کہ عیار نے یہ کار نمایاں کیا پیچھے آ کر ایک نیچے مارا کہ سر بیابان کا کٹ کر گرا مہوت نے چاہا کہ بلند ہو کر کل جاؤں مگر صاحبقران جست کو کے قریب آئے مہوت نے تلوار بن بر سائیں مگر صاحبقران پر تاثیر ہوئی تو مہوت کے پہنچ گئے مہوت نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی مہوت کی تمام لی مہوت لاکھ لاکھ سحر کرتا ہو مگر ہاتھ نہیں چھوٹتا اب مہوت گھیرایا صاحبقران نے ایک جھٹکا مارا کہ مہوت جھٹکا امیر نے چاہا کہ تانچہ مار دوں مگر مہوت پکارا اٹھا کہ او شہر یا رالامان امیر نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان مہوت نے کہا کہ دل و جان سے اعانت کرتا ہوں صاحبقران مہوت سے باتیں کر رہے ہیں کہ ہر کار نے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا دینا کے عرض کی کہ کیا دتیرہ درون کل فوج کو لیکر آ گیا صاحبقران نے فرمایا کہ امی مہوت ان سب کو منع کرو ایسا نہ ہو کہ بندگان خدا قتل ہو جائیں ہاتھ سے دشمنان خدا

کے ملت نہ پا دیں مگر لالہ رخسار قبل میں کل گئی تھی کیا دنے دور سے جو لالہ رخسار کو دیکھا جھٹکا
 آگ پر سائی مگر لالہ رخسار جھٹائی ہوئی تھی کار و سحر چھینک باری شانہ کیا دکا نشانہ ہوا کسی سرد
 نے ہاتھ تلوار کا بھی مار دیا سر کیا دکا زخمی ہوا سر زخمی ہوتے ہی جھوم کر لالہ رخسار نے اپنا
 ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کیا دکا دو ٹکڑے ہوئے فوج والے بھاگنے لگے کہ مبہوت
 سہلے آیا اہل فوج کو بچا کر تو از دی خبر دار جنگ نہ کرو میں نے اطاعت کی صاحبقران زبا
 ایسے خلیق ہیں کہ ایسا بندہ آج تک خلق نہیں ہوا جو میں نے کہا وہ قبول کیا میں مطیع اسلام
 ہو چکا جسکو میری اطاعت کرنا ہودہ میرے پاس حاضر ہوا اور جسکے خلاف ہودہ نکل جاوے
 خبر دار میرے پاس نہ آسے چھ لاکھ کے انفر حاضر خدمت ہوئے اور اطاعت اسلام کی بلکہ مبہوت
 کہتا ہر یا صاحبقران مجھے کلمہ پڑھائیے میں سحر سے توبہ کروں آپ کے مذہب میں ساتھ آبرو کے
 داخل ہوں صاحبقران نے فرمایا اے مبہوت ابھی ساحرون سے لڑائی درمیش ہر اور
 اس طلسم کے فتاح بادشاہ حجاج ہیں بلکہ اگر بادشاہ کا نشان معلوم ہو تو میں تم کو انھیں کے
 پاس روانہ کروں کہ طلسم کشا کے ساتھ رہو جمشید ثانی سے جس دن مقابلہ ہو گیگز میں ہلا دیکھا اگر تم
 موجود ہو گے تو اُسکے سحر کو روکو گے مبہوت نے عرض کی کہ یا صاحبقران جب موقع ہو گیا
 تو ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیسی جانبازی کرتا ہوں آپ کی عنایت سے جمشید ثانی بہت گھبرائے گا
 اور سچا گنا پھر گا صاحبقران زمان مبہوت کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ میں آئے تخت پر
 اُسکو جگہ دی تاج اپنے ہاتھ سے سر پر رکھا آپ دنگل پر بیٹھے حکم دیا کہ کل لشکر کا کوچ ہوگا
 دوسرے دن کل لشکر نے کوچ کیا بعد اُسکے صاحبقران نے کوچ کیا ہر روز آب نوجاے
 نولمنا ہو صحراؤں کو تسخیر کرتے ہوئے چلے جو دیہات راستے میں ملے ان کو باسلام آباد کیا اس
 زور و شور سے صاحبقران طعن جمشید ثانی کے جاتے ہیں ایک دشت میں آکر اترے ہیں
 بہر بھر دن باقی ہے کہ صحرا سے گرد اڑی بقیائے کرگردن سوار چلا لاکم فوج سے مقابلہ امیر
 میں آیا اور راستہ روک کر اُترا جب بارگاہ میں آیا تو بیٹا اسکا گرگان تیرہ درون کہ بڑا
 سپاہوان زبردست ہوا سنے باپ سے کہا کہ ایک نامہ واسطے صاحبقران کے لکھیے میں ایلچی ہو کے
 جاؤں سمجھا کہ اُن کو بلا لاؤں آپ کے قدموں پر گرداؤں بقیاء بہت خوش ہوا میں منشی کو حکم دیا

کہ نامہ تیار کر دیا۔ منشی نے نامہ لکھا دربار میں لاکر رکھا۔ گرگان نے اٹھ کر نامہ دو بٹھے باندھا۔ بارہ ہزار فرج ساتھ لیکر برسم سفارت روانہ ہوا۔ ہر کاروں نے صاحبقران کو خبر دی۔ صاحبقران نے فرمایا جس طرح آتا ہو اسی طرح آنے دو۔ گرگان اگر لشکر صاحبقران میں داخل ہوا لشکر کو دیکھ کر ہوش اٹ گئے کہتا تھا کہ یہ لشکر فقرا اثر بڑے جلیل کا ہو کیونکہ اکثر بڑے لشکر کو سنبھا الاحقیقت میں کیا لشکر ہوا اور کیا افسر ہیں یہ کہتا ہوا جاتا تھا۔ سانسہ بارگاہ لالہ رخسار کے پہونچا جمال بے مثال پر چنگاہ پڑی بیقرار ہو گیا کلیجہ پکڑ لیا۔ ٹھٹھا ہوا سانسہ لالہ رخسار کے آیا کہا ای ملک عالم آپ کا نام نامی داسم گرامی کیا ہو کیا عرض کروں جو کیفیت ہوا اصل میں یہ صورت ہو نظم

ای روزے زیلے تر از شک گلستان در بغل ہر چشم گریان مرا صد جوے خون در عین نازم بچشم عاشقی کز گریہ در زندان عشق بلبل بود سیر چون کز اشک خون آلود من گر یوسف وقت خودی غافل را خواند مشو ہر شعاع آہ مرا صد گونہ شور اندر کمین مخفی بہ زندان جفا از دست بید او غمت	وے قدر عنائے تیرا سرو خرامان در بغل ہر ناوک ناز ترا مند تیر من گان در بغل دار در از اشک لالہ گون رشک گلستان در بغل در دیدہ دارم از صبا صد بلغ بستان در بغل زیراکہ دارند از حسد صد چاک کنعان در بغل ہر ناوک ابر مرا سر تیز بیکان در بغل چون غنچہ دار در جیب گل صد چاک پنهان در بغل
---	---

لالہ رخسار نے سمجھا کر کہا کہ ای پہلوان دوران آپ بارگاہ میں تشریف لے جائیے وہاں آپ کو جواب باصواب ملے گا یہاں آپ کیونکہ ٹھٹھے ایسا ہو کہ آپ کو تکلیف ہو۔ گرگان جھوم رہا ہو دمبدم اپنی صورت لالہ رخسار کو دکھاتا ہو چہرے پر ہاتھ پھیر رہا ہو۔ لالہ رخسار بخوشاں کہہ رہی ہو کہ ای گرگان اب جاؤ یہاں تمہارا کیا کام ہو میں صاحبقران زمان کی کنیز ہوں ایسا نہ ہو کہ صاحبقران کے خلاف گزرے۔ گرگان نے کہا کہ امیر شہنشاہ اقلیم خوبی دے اور سروران باغ محبوبی میری تمہر جان جاتی ہو۔ لالہ رخسار نے کہا کہ ای پہلوان دوران میں کہ چلی کہ میں صاحبقران کی کنیز ہوں اور آپ ایسی باتیں فرماتے ہیں آپ برسم سفارت آئے ہیں ایسا نہ ہو کہ میں کوئی سحر کر دوں تو دیوانے ہو جاؤ گے۔ گرگان نے نہ مانا ہاتھ بڑھایا

کہ عارض چھو لوں یہ فعلی ملکہ لالہ رخسار کو بہت ناگوار ہوا غصہ سے کہا کیوں ایگرگان میں آقا
نامدار سے خوف کرتی ہوں کہ وہ قانوناً سے قدم نہیں ہٹاتے دشمن کے ساتھ ہینکی پیش آتے
ہیں ورنہ سزا دینی سکے نہ ہرنے سے بارہ ہزار جوان دہان پر جمع ہیں کہ رہے ہیں ہمارے آقا
نامدار اچھے مقام پر آکر ٹھہرے ہیں کوئی خیمے کی تعریف کرتا ہو کوئی کہتا ہو کیا جمال جہان آرا
ہو نام کیا موزون ہزل لالہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار قمر عذار حقیقت میں کیا خدائے حسن
و جمال دیا ہوا ایسی باتیں جو لالہ رخسار نے سنیں چھو لوں کا زیور پہنے ہوئے تھی گجرا
اتار کے سحر کیا کہ سحر اسے ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی آئی نظم

سایہ بن جلے ہمالوٹ کے دیوار کے پاس
در کے نزدیک کبھی ہوں کبھی دیوار کے پاس
کسکی قسمت کا ہو پانی تری تلوار کے پاس
سائے کو آنے نہ دون میں تری دیوار کے پاس
جھونپڑا ڈالا ہو صیاد نے گلزار کے پاس
روئین کے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس
سینے کو گھول کے جاتے تھے جوتلوار کے پاس
اتو جلا دو کو بھجواؤ گندگار کے پاس
اٹھ گیا رو کے جو آیا ترے بیمار کے پاس
خندہ زن گل کی طرح بیٹھ کے ہوخار کے پاس

فرہ خورشید ہو ہو پہونچے جو دریا کے پاس
کوچہ یار میں سائے کی طرح رہتا ہوں
سیکڑوں نشہ دیداد میں معلوم نہیں
عجاکو در بانی کی خدمت ہو تو ایخانہ خراب
فکر مرغان چمن کی ہو بہار آئی ہو
کار زنجیر جو ان کیسو بیچان سے ہوا
پھر گیا مٹھ تری ابرو کی طرف سے ان کا
ایڑیان شوق شہادت میں کہا نکار گڑونا
حالت نزع ہو صورت کوئی بچے کی نہیں
باغ عالم میں جو رکھا ہو قدم ای آتش

جس نازنین نے آتے ہی گرگان کا ہاتھ تھام لیا اور کہا باغ عیش میں چلو گرگان کھڑا ہو گیا
اُس نازنین کے ساتھ چلا بارہ ہزار جوان پشت پر وہ نازنین باتیں کرتی ہوئی گرگان کو لے چلی
لشکر سے نکل کر سامنے دیکھا کہ ایک باغ ہو وہ نازنین سب کو ساتھ لیکر اُس باغ میں داخل ہوئی
باغ کا دروازہ بند ہو گیا نیز ان لالہ رخسار نے آکر خبر دی کہ وہ نازنین گرگان کو ساتھ لے کر
ایک باغ میں داخل ہو گئی دروازہ باغ کا بند ہو گیا لالہ رخسار نے کہا اُسکی یہ سزا تھی
مگر جب عرصہ گزرا یہ خبر بقیہ کو پہونچی کہ فرزند آپ کا ایک باغ میں داخل ہوا دروازہ باغ کا

بند ہو گیا بقیانے اور سوار کی معرفت نامہ صاحبقران کو روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ کیوں
یا صاحبقران آپ کے یہاں بھی دستور یہ کہ ایچی کے ساتھ یون ہی پیش آتے ہیں صاحبقران
نے فرمایا کہ کیوں لالہ رخسار یہ تم نے کیا کیا ہمارے یہاں ایچی کے ستانے کا حکم نہیں ہو بلکہ
لالہ رخسار نے تمہارے عرض کی کہ ای شہر یار اُس نے میرے ساتھ وہ حرکت کی کہ اگر حضور
ملاحظہ کرتے تو اس سے زیادہ پیش آتے صاحبقران نے فرمایا کہ جلد سحر اُتار دلالہ رخسار
نے پھر گجرا اُتار کر پھینکا اور کچھ اسم پڑھا اگر گان ایک باغ میں پھر رہا تھا بارہ ہزار ساتھی
سرگردان و حیران و پریشان باغ میں پھر رہے تھے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی وہ نازنین تو غائب
ہوئی بعد آندھی دفع ہونے کے ایک صحراے ویران میں ایک درخت کے نیچے سب نے اپنے
سٹین پایا اگر گان حیران ہو گیا کہتا تھا کہ یار وہم کہاں جلتے تھے اور یہاں کہاں آگئے
سب نے کہا کہ آپ راستہ بھولے اس طرف چلے آئے راستہ لشکر صاحبقران کا اور
ہو اگر گان اُٹھ کر گدیڑے پر سوار ہوا لشکر صاحبقران میں اگر بدعتیں کرنے لگا چاہتا ہو چھینک
قلم کردن بارگاہوں کو چھکڑوں پر بار کرتا ہوا نکلون مگر لوگ خاموش ہیں مزاج سے امیر کے
واقعہ ہیں کہ اگر اسکے ساتھ بدعتی پیش آویں گے تو آقا کے خلاف ہو گا اگر گان اگر تباہوا
در بارگاہ پر پہنچا درگہ سالار نے لکارا کہ ذرا ٹھہر جائیے میں عرض کرتا ہوں اگر گان ٹھہر اگر
درگہ سالار نے جا کر صاحبقران سے عرض کی صاحبقران نے کہا اُسکو نہ رو کو آنے دو
اگر گان اندر آ یا مثل کافروں کے سلام کیا صاحبقران نے کچھ نہ کہا خاموش ہو رہے اگر گان
ایک دنگل پر آ کر بیٹھا لالہ رخسار بھی ایک طرف بیٹھی ہیں لالہ رخسار سے متوجہ ہو کر کہنے لگا
اے ملکہ جتنے تم کو بڑی دیر کے بعد دیکھا آنکھیں تنکو ڈھونڈ رہی تھیں شکرات و منات
کہ اب دیکھا ہمارے ساتھ چلو تمہاری خاطر کریں گے کنیزین واسطے خدمت کے دیں گے یہ
سنکر لالہ رخسار تو آنکھوں میں آنسو بھر کر خاموش ہو رہی مگر صاحبقران نے فرمایا کہ اے
پہلوان دوران تم ہمارے پاس آئے ہو عورت سے کیا کلام کرتے ہو اگر گان نے کہا کہ
یا صاحبقران یہ نازنین مجھ کو بہت پسند ہو اگر میرے ساتھ کر دیجیے تو صفائی کرادوں ورنہ میرا
آنا خالی نہ جائیگا آپ کو ملال پہنچے گا صاحبقران کو بہت غصہ آیا فرمایا اے اگر گان تجھ کو بڑا

غور ہو ہم کو کیا رنج پہونچا یگانہ نامہ دست اور چلا جا کر گان نے کہا میں تو اس عورت کو کہ
جاؤنگا میری جان پر نبی ہو صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا بس اب اٹھ جاؤ جسے کلام نہ کرو
گر گان زردرون پر چڑھا ہوا ہو بلبلہ کر کہا یا صاحبقران خاموش رہیے جو کتنا ہوں وہ کیا
کرونگا ایسا نہیں اٹھ اور میرے ساتھ چل یقین ہو والد قبول کریں بڑا تیرا اعزاز و اکرام
ہو گا صاحبقران نے فرمایا او بیہودہ ہم منع کرتے ہیں نہیں اتنا گر گان نے تلوار کھینچ کر ہاتھ
لگایا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک تانچہ مارا کہ گر گان گر کر بیہوش ہو گیا امیر
کو بہت غصہ تھا لیکن سرھانے گر گان کے ٹہل رہے ہیں دمبدم فرماتے ہیں کہ ای گر گان
اٹھو کہاں تک آرام کرو گے گر گان نے آنکھ کھول کر جو صاحبقران کو دیکھا جھاڑ پونچھ کر
اٹھا کہا لیجئے میں جاتا ہوں میرا ٹھہرنا آپکو خلاف ہو صاحبقران نے فرمایا تم تو نہیں خلاف ہو
مگر تمہاری حرکتیں خلاف ہیں جس واسطے آئے تھے وہ نامہ تو دو کہ ہم پڑھیں گر گان نے نامہ
دو بٹنے سے کھولا ہاتھ پر رکھ کے صاحبقران کو دیا صاحبقران نے نامہ ملاحظہ فرما کے
اتنا فرمایا کہ یہ نامہ اُسی کو پھر دینا کہنا کہ میدان میں سمجھا جائیگا میر منشی سے کہا کہ جواب لکھ دو
منشی نے اوپر نامے کے لکھ دیا کہ جواب نامہ جنگ گر گان نے نامہ لے لیا اور بارگاہ سے
نکلا ساتھ والوں سے کہا کہ تم کو معلوم ہو کہ ہم پر کیا گزری سب نے کہا کہ ہم کو کیا خبر
کہنا جس قدر قریب صاحبقران کے سردار بیٹھے تھے سب مجھ کو لپٹ گئے چاہتے تھے قتل
کریں مگر حمزہ نے منع کیا کہ ہماری خرابی ہوگی اسکے ساتھ فساد نہ کرو تب میری نجات ہوئی
مگر میں نے جواب نامے کا لیا اب چلو میدان میں سمجھ لوں گا لیکن حمزہ نہایت صاحب طاقت
ہو اس طرح کی باتیں کرتا ہوا لشکر میں آیا سامنے باپ کے پہونچا باپ نے پوچھا ای فرزند یہ
کیا معرکہ گذرا گر گان نے سب حال بیان کیا کہ راہ میں لالہ رخسار مل گئی مجھ پر عاشق ہوئی
کہتی تھی بیٹھو میں نے کہا کہ میں برسم سفارت آیا ہوں میں نہیں ٹھہر سکتا تب اُس نے سحر کر دیا باغ
میں پھرتا تھا جب آپ نے حمزہ کو لکھنے دیا جو تب لالہ رخسار نے سحر اُٹا را اپنے کو میں نے
ایک جنگل میں پایا ناچار ہو کر سامنے حمزہ کے پہونچا حمزہ نے سب سرداروں کو اشارہ کر دیا
سب سردار مجھ کو لپٹ گئے مگر میں مغلوبہ لڑا ہوا تھا اُن کے گرانے سے نہ گرا تب حمزہ نے

اٹھ کر یہ نصیحت کیا کہ ان کو تیرے دروازے پر نہ پڑھ کر جواب چننا بلکہ دیا یہ حال سن کر باہر
 اسکا بہت بھلا یا کہا طبل جنگی سب سے اس طرف فوراً چاروں نے صاحبقران کو یہ خبر پہنچائی
 مگر دن سے طبل جنگی بجا رہا صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجا دیا کہ گان واسطے شکار کے گیا
 اتفاق سے صاحبقران بھی اسے شکار گاہ میں جو سامنا ہوا اگر گان نے کہا کہ کیوں حمزہ
 اب کس طرح پیش آؤں ہو شرط کہ دلوچ کر مار ڈالوں امیر نے کہا کہ امی گر گان خاموش رہو
 گر گان نے چاہا کہ لپٹ پڑوں امیر نے تانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا امیر نے پھر
 ہوشیار کیا فرمایا اب تو جاؤ میدان میں سمجھ لینا گر گان اٹھ کر روانہ ہوا تیار یاں خیاب
 کی ہو رہی تھیں کہ گر گان نے اگر آپ سے کہا کہ جنگل میں میں نے حمزہ کو خوب ڈرایا ایک تانچہ
 مار دیا حمزہ بیہوش ہوا جب ہوشیار ہوا تو منتیں کرنے لگا میں خاموش ہو رہا مگر مجھ سے
 کہتا تھا کہ اسکا ذکر نہ کرنا مگر میں نے آپ سے کہہ دیا ہر کارے جو لشکر صاحبقران کے
 حاضر تھے فوراً خبر لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے امیر جاتے تھے ہتھیار کھولتے
 کہ ہر کاروں نے پرچہ اخبار دیا امیر پرچہ پڑھتے ہی بہت جھلائے اشقر پر سوار ہونے کے
 چلے سرداروں نے ارادہ کیا صاحبقران نے سب کو منع کیا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی
 نہ آئے سب سردار ڈک گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوئے طرف لشکر دشمن کے چلے
 بارگاہ میں آئے آتے ہی شل اہل اسلام کے سلام کیا فرمایا کیوں گر گان ہم سے صحرا میں
 منتیں کی تھیں تم نے تانچہ مارا تھا اسقدر مغرور نہ ہو جو گذرا ہو وہ بیان کر دو گر گان نے
 کہا کہ حمزہ بس اب چلا جاوے میرے ہاتھ سے مارا جائیگا صاحبقران قریب گر گان کے
 آئے گر گان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک تانچہ مار دیا کہ
 گر گان گرا امیر نے چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا فرمایا میں جاتا ہوں جسکو دعویٰ ہو وہ بدلہ
 مجھ سے لے لے کوئی نہ بولا صاحبقران سوار ہوئے سر گر گان کا اپنے شکار بند ہے باندھ
 لیا جب وسط لشکر میں آئے تو بقیانے افسروں سے کہا کہ یارو حمزہ بڑی گستاخی کر گیا ہے
 تم میں کسی نے جواب نہ دیا اب اگر مناسب ہو تو جا کر گھیر لو گرفتار کر کے میرے سامنے لاؤ
 میں سزا دوں امیر بیچ لشکر میں پہنچے تھے کہ چار طرف سے بلوہ ہوا لینا لینا کی آواز آئی

امیر نے اشقر کو پھیرا نفرہ کر کے تلوار کھینچی امیر گھڑ ہوئے بیچ میں لڑ رہے ہیں، اوپے اوپے اور چمے
ترخم بھی کھائے ہیں بقیہ ار ہو کر دعائیں لگ رہے ہیں کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے بچ کر
بچائے دشمنوں کے ہاتھ سے نجات دے لفظ

ہر کجا اندر گلستان عند لیب زار دیدہ	ہر مسر گل در چین استادہ نوک خار دیدہ
فی الحقیقت اندرین دنیا چہ دنیا دار دیدہ	در دوداغ و حسرت و اندیشہ و آزار دیدہ
بر رخ شمس و قمر اہل نظر ہر بار دیدہ	جلوہ گراز چہ ہر دو جمال یار دیدہ
در دیار ہر رفت سوداگری ہر کس کہ کو	روز سوداے محبت گرم ہر بازار دیدہ
نیک شد انجام آن مرد خدا روز جزا	ہر کہ اندر ابتدا بر انتہائے کار دیدہ
عارف آن پردہ نشین گوشہ توحید را	گاہ اندر خلوت و گہ بر سر بازار دیدہ
گفتگہ ناگفتنی آورد ہر کس بر زبان	حالت نادیدنی از دیدہ آخر کار دیدہ
کرد بر یاران گہ در نظم این دیوان نثار	سینہ خود را چون ہندی معدن اسرار دیدہ

امیر نے جو بقیہ ار ہو کر دعا دے تیر دعا ہوتی مراد یہ ہو چکا سردار ان تھمتن و جوانان صف شکن
آکر ہوئے اور جنگ میں مصروف ہوئے اب صاحبقران نے بہت پائی سرداروں نے
آکر گھیر لیا گرد آگے صاحبقران بہ اطمینان جنگ کرنے لگے بقیہ اسے سامنا پڑا بیٹے کے غم میں
کلیجہ سے دھواں اٹھ رہا ہو بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تینہ عقریب پڑے کا الجھاوے
سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا بقیہ کا سر زخمی ہوا سامنے سے بھاگا ویروں سے کہہ کہ جلدی
سے طبل باز گشت بچاؤ دھماکا میان حمزہ سے چلے آتے ہیں بقیہ طبل امان بجا کر پٹا امیر فتح
و فیروز و والیں ہوئے آگے داخل بارگاہ ہوئے سب سرداروں سے حال بیان کیا سرداروں
نے عرض کی کہ آقا سے امارت آپ نے ہم کو ساتھ نہ لیا تو ہم نے ہر کاروں کو بھیجا ہر کاروں
نے آکر خبر دی کہ صاحبقران نے گرگان کا سر کھینچ لیا وسط لشکر میں آکر گھرے ہیں ہم لوگ فوراً
ہوئے پہنچے حکم ہو کہ آپ کو بھیر و عافیت پایا لگے بقیہ کا گھنٹہ نکل گیا وہ جو اسکو گمان تھا کہ جس لڑائی
میں ہاروں میں گر لیتا ہوں آخر اسکا بیٹا مارا گیا لگے بقیہ جو پٹ کر گیا بارگاہ میں بیٹھا ہوا ذکر کر
کا کر رہا ہو کہ صاحبزادہ تو حمزہ نے غضب کیا کہ سردار آکر میرے بیٹے کو مارا حمزہ کو کیا گھنٹہ

ہوگا کہ سامنے آکر میرے بیٹے کو مارا کوئی تم میں ایسا بچہ کہ حمزہ کو جواب دے شہنشاہ تیغزن پہلو ان زبر دست بیٹھا تھا اپنے مقام سے یہ کہہ کر اٹھا کہ امی شہنشاہ اگر حکم ہو تو کل حمزہ سے مقابلہ کروں اگر سر میران نہ قتل کروں تو میرا نام شہنشاہ نہ رکھیے گا بقیہ نے کہا کہ بل جنگی بچہ تو شہنشاہ نے کہا کہ خدمت طلبا یہ داری بھی آج میرے نام ہو صبح کو مقابلہ کرونگا یہ کہہ کر بل جنگی بچہ کو ایسا صاحبقران نے یہ خبر سنا کہ نواز شہنشاہ کا حکم دیا پھر صاحبقران کو خبر معلوم ہوئی کہ شہنشاہ آج شب کو طلبا یہ دیکھا عمر و نے عرض کی کہ آج حضور کا طلبا یہ ہو صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تیار کریں ہم خود لشکر کا طلبا یہ دین گے یہ فرما کر مقبل کو ساتھ لیا طلبا کے پر آئے جا بجا سوار و پیادے مقرر کیے آپ ان کا انتظام کر کے کنارے پر آکر ٹھہرے ادھر سے شہنشاہ طلبا یہ پھر ہوا سامنے آیا امیر کو دیکھ کر چل گیا ساتھ والوں سے کہا کہ یارو تنے دیکھا حمزہ نے سرد بار آکر گرگان کو مارا اب سامنے کھڑا ہو چکو بہت ناگوار گزرتا ہوا اگر تم لوگ کہو تو حمزہ کو مار لوں سب نے کہا کہ آپ کو اختیار ہو ہم آپ کے ساتھ ہیں شہنشاہ بڑھا بھڑکا کر آواز دی کہ کیوں حمزہ تو نے بڑی جرأت کی کہ باپ کے سامنے جا کر بیٹے کو مارا مگر اب کیونکر بچو گے ہر چند کہ میں بل جنگی بچہ اچکا ہوں مگر اسی وقت تم کو قتل کرونگا صاحبقران نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل تلوار کھینچ کر بڑھا اور بھڑکا کر آواز دی کہ ادبے ادب یہ کیا کلا زبان سے نکالتا ہو منم غلام صاحبقران مجھ سے تو مقابلہ کر آقا کو کیا عرض ہو کہ تجھ ایسوں کو جواب دین شہنشاہ نے گینڈا بڑھا کر ہاتھ تلوار کا مارا مقبل نے تلوار کو تلوار پر روکا اول تلوار گینڈے پر ماری گینڈے کا چہرہ کٹا شہنشاہ زمین پر آیا اترتے اترتے مقبل کو ہاتھ مار دیا مقبل کا سر زخمی ہوا شہنشاہ نے چاہا سر کاٹ لوں امیر نے اشقر کو بڑھا کر آواز دی کہ ادب ابو پرست کیا کرتا ہو شہنشاہ رکا امیر جا پڑے شہنشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے دار روک کر سر کو بتا کر کہہ کر ہاتھ مار دیا شہنشاہ کے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والوں کو اس کے بھگایا ہوا شہنشاہ کے کھول لیے مقبل نے تلوار اسکی نکال لی سیر پشت پر ڈالی صاحبقران پٹے ہر کاروں نے یہ خبر بقیہ کو پہونچائی کہ شہنشاہ مارا گیا طلبا نے پر لاشہ پڑا ہو کئی سی ہرا ہی مارے گئے بقیہ تلوار کو ٹیک کر اٹھا مگر انسروں نے منع کیا کہ اب

رات کا وقت ہوئے بقیہ ٹھہر گیا کہا صبح کو میدان میں سمجھو لگا معاوضہ خون گرگان میں اس طرح قتل کروں کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور مچکو ذرا ترس نہ آئے کیا گرگان کا خون بالا بالا جائیگا چار پہر رات اسی ہنگامے میں گندری صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے نقیبوں نے نقابت کی لڑکیت کر کا کہ کر بیٹے بقیہ نے گینڈا بڑھایا میدان میں آکر آواز دی کہ یا امیر میرے منقلبے میں آئیے دو خون آپ کی گردن پر ہیں یہ دونوں خون رنگ لا دین گے روزیہ دکھاؤ گئے صاحبقران نے اس قدر بڑھایا سا منے بقیہ کے آئے بقیہ نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اسکا ٹوڑ ڈالا بقیہ نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بقیہ بھی امیر سے لپٹ پڑا آپس میں کشتی ہونے لگی جب صاحبقران پکڑلاتے ہیں دو چار گھنٹے ایسے دیتے ہیں کہ بقیہ گھبرا جاتا ہوا لچھ لچھ کنگنا ہی چار پہر یوں ہی کشتی ہوئی شام کو بقیہ چھوڑ کر الگ ہوا کہا حمزہ تو مجھے غیب لڑا میں تیری جرأت کی تعریف کرتا ہوں اب کل مقابلہ کرو نگار رات کو میں نہیں لڑتا ہر چند صاحبقران نے روکا اور ہدایت کی کہ روشنی کا حکم دو بعد زیر و زبر ہونیکے واپس ہونگے مگر بقیہ نے کچھ جواب نہ دیا گینڈے پر سوار ہو کے پلٹ گیا صاحبقران اپنے لشکر میں آئے مگر بقیہ جو بارگاہ میں پہنچا عیار اسکا سماک تیز رو بیٹھا ہوا تھا بقیہ نے کہا کہ امیر سماک تجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا سماک نے کہا کہ غلام سے کب ارشاد ہوا اگر حکم دیجیے تو حمزہ کو پکڑ لاؤں گرگان مارا گیا مجھے بہت شاق ہوا سر میدان عیاری کرتا مگر یہی خیال میں آیا کہ آپ کی جرأت کے خلاف ہو گا در نہ سر میدان گرفتار کر لیتا اب آپ طیل جنگی نہ جو آئیے میں لڑائی فتح کر اے دیتا ہوں یہ کہ کر سماک اٹھا بانہا عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر صاحبقران کے چلا لشکر میں آکر پوچھنے لگا کہ حمزہ کس بارگاہ میں رہتا ہوا دھر سے خواجہ عمرو آتے تھے دوکاندار نے بیان کیا کہ وہ جو مرد ضعیف سامنے جاتا ہو صاحبقران کو پوچھتا تھا جتنے نہیں بتایا عمرو نے بڑھ کر آواز دی کہ بڑے بھائی صاحب ذرا ٹھہر جائیے سماک ٹھہرا عمرو نے قریب آکر کہا کہ کیوں بڑے میان صاحب حمزہ سے کیا کام ہو سماک گھبرا یا کچھ جواب نہ دیا سوچنے لگا کہ کیا کمون عمرو نے کہا بڑے میان وہ دیکھو صاحبقران کھڑے ہیں جیسے ہی سماک پلٹا عمرو نے حلقہ ہلے کند مارے سماک جست کر کے حلقوٹے

نکلا عمرو نے بیچھا کیا اگر سما کہ ماجہ اگا لشکر سے نکل کر پلٹ چڑھو عمرو سے نیچے چلنے لگا ایک مقام پر
 سماک نے عمرو کو جواب مارا عمرو کے داغ بھجوا عمرو بیہوش ہو کر گر سماک نے چاہا کہ اسکا
 سر کاٹ لون پھر سوچا کہ اسکا قتل کرنا اچھا نہیں اسکو یہاں باندھ دوں اسکی شکل بنا جاؤں
 یہی اسنے کیا کہ رنگ و روغن لگا کر بصورت عمرو بنا عمرو کو درخت سے باندھ دیا آپ بہ شکل
 عمرو لشکر صاحبقران میں آیا اگر گھبرا یا ہوا شاگرد جو راہ میں ملے انھوں نے پوچھا اُستاد
 مزاج کیسا ہو سماک نے کہا عیار دشمن آیا ہو اُسی کی فکر میں پھر رہا ہوں بارگاہ امیر کہاں ہو
 شاگرد خاموش ہو رہے اگر ایک شاگرد جاتا تھا کہ چالاک سے ملاقات ہوئی شاگرد نے کہا
 خلیفہ صاحب اس وقت اُستاد کو عجب حال میں دیکھا کہ مجھے پوچھتے ہیں کہ صاحبقران
 کس بارگاہ میں رہتے ہیں ہر چند مجھ کو کھٹکا ہوا مگر خاموش ہو رہا چالاک نے کہا کہ تو نے
 غضب کیا معلوم ہوتا ہو کہ کوئی اور شخص ہو وہ قبلہ کعبہ کی شکل بنا آیا ہو یہ کہہ کر چالاک
 چلا دور سے دیکھا کہ قبلہ کعبہ چلتے ہیں پکار کر آواز دی کہ خداوند نعمت ذرا ٹھہر جائیے میں
 کچھ عرض کرونگا سماک چالاک کو نہیں پہچانتا تھا اسنے کچھ جواب نہیں دیا چالاک جھپٹ کر قریب آیا
 آنکھ جو ملائی پہچان گیا کہ یہ عمرو نہیں ہیں بیقرار ہو گیا کہا آپ کسکو ڈھونڈ رہے ہیں سماک
 نے کہا میں خمرہ کی تلاش میں ہوں پس چالاک نے دھوکا دے کر حلقہ ہائے کندہ مارے
 حلقے گلے میں پڑے ایک جھٹکا مارا اور جیاب مار دیا کہ سماک بیہوش ہوا یہاں خواجہ عمرو کو
 کاہ فروشوں نے کھولا اُس وقت آکر پہنچے کہ چالاک نے سماک کو بیہوش کیا ہو عمرو نے
 آکر چالاک کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای فرزند اسنے مجھ کو بیہوش کر کے ایک درخت سے باندھا
 تھا اور میری صورت بنکر برائے عیاری آیا تھا مگر تم نے بیٹا بڑا کام کیا کہ اسکو گرفتار کیا
 اب میں اسکی شکل پر جاتا ہوں تم تو اسکو لیجا کر قید کرو میں دو چار کوٹھی پیسے کا روزگار
 کروں قرضداروں نے بہت ستایا ہو کہ میں سے آج کل پیسہ نہیں ملتا چالاک نے ٹنڈ پھر کر
 کہا کہ اس فکر سے کبھی آپ کو حمت نہ ہوگی عمرو نے کہا کہ اونا لائق تو ان باتوں کو کیا جانے
 کہ ایک سر ہزار سو دے کس کسکو دیکھوں کتنی بی بیان ہیں اگر دس دس روپے فی زوجہ
 ماہواری خرچ رکھو تو کس قدر روپیہ چاہیے علاوہ اس خرچ کے دو تین ہزار روپے روز کی

خیرات کرتا ہوں اور تنخواہ جانتے ہو کہ کس مقدار کی ہو سوائے اُسکے اور کوئی ٹکڑا اور پر سے
نہیں مانتا اور مجھ جن اب قرض بھی نہیں دیتے چالاک نے کہا کہ جی بہت درست ہو۔ کچھ آپ
فرماتے ہیں بہت سچا ہو مگر خواجہ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بصورت سماک بنے لشکر میں
سین آئے شاگردوں نے پوچھا کہ اُستاد کہاں سے آئے ہو عمرو نے کہا کہ میرے گرفتاری حمزہ
کیا تھا سب پتہ لگا لیا اب رات کو گرفتار کر لائے گا شاگرد کہنا کہ رات کو گرفتار کر لیا تو وہ
آئے بقیہ سے بھی کہہ دیا کہ سب تیسریں کر آیا ہوں رات کو حمزہ کو گرفتار کر لیا تو وہ عیار
اُن کا بلاے روزگار ہو میں نے گرفتار کر لیا تھا اُسی کی شکل بن کر سب حال دریافت کر آیا
بقیہ نے خلعت دیا عمرو نے کہا کہ اے پہلوان مجھے اس خلعت کی ضرورت نہیں آج تمام
دن اسی فکر میں گذرا بقیہ نے کہا کہ اے سماک اگر حمزہ کو گرفتار کر لیا تو وہ مرتبہ تیرا کروں
کہ تمام عام رشاک کرے عمرو نے کہا کہ آج نیا ایک معرکہ گذرا جنگل میں آتا تھا ایک طاہر نے
آواز دی کہ اے سماک کہاں جاتا ہو میں نے بیان کیا کہ فکر میں حمزہ کی نکلا ہوں تب طاہر
نے گرد سر چرخ مارا اور کہا کہ اے سماک تم کو کمال علم موسیقی عطا ہوا میں فرستادہ خداوند
ہوں جمشید ثانی نے حکم دیا کہ سماک کو جا کر کامل و اکمل کر دو اے شہنشاہ گانا تو سنیں
دیکھیں مجھ کو کچھ کمال آیا ہے کہ کر بایاں کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار گانے لگا نظم

نہ را ز دل بتائے وصف یہ ہر میرے نالے میں
سولے اشک رنگین اور پھل ہرگز نہ آئیگا
دیکھائی صبح کسکو گریہ شام جدائی نے
مُسے یہ کون یا رب غیر کا صدمہ سہا اُسے
چمک کر بخت تیرہ نے دکھایا ہو نیا عالم
رقیبوں سے گلے مل کر جو عاشق کو جلایا ہو
شب غم دلغ ہی کوئی نصیب ایسا ہوا ہوتا
جلے اے باغبان ہم دیکھ لے تو اپنے گلشن کو
اگر سنتے ہو درد دل تو پہلے دیکھ لو مٹھ کو

کبھی مٹھ سے نہ چھوٹی بات یہ پڑھنے کے چھالے میں
بھرا ہر خون اے نخل تمنا تیرے تھالے میں
سفید آسٹو ٹپکتا ہو تو مل جاتا ہو کالے میں
مکھے دل جس سے دشمن کا نودہ در زائے میں
اُجالا ہو اندھیرے میں اندھیرا ہو اُجالے میں
پھپھو لے ہو گئے تھے جتنے موتی اُنکے مالے میں
کہ پڑھ لیتے لکھا تقدیر کا اُسکے اُجالے میں
گلون کی لو گلون میں رنگ لالے کا ہر لالے میں
شکست رنگ کی آواز ہو عاشق کے نالے میں

خدا کا گھر جلالت ذات نہاد ہون ہی کو مبارک ہو

ہوئے ہم جگہ ٹھوڑی سی لیتے ہیں شوالے تین

بقیہ بہت خوش ہوا کہا لو صاحب میرا عیار نظر کردہ خداوند جمشید ثانی ہوا خمر کا مقام ہر یہ
شکر سب نے کہا اب لڑائی فتح ہو گی جو قدرت کو منظور ہوا تو سب مشکین آسان ہو گئی سماک
نقلی نے عرض کی کہ ایک کمال اور ملا ہر عمرو کے گرفتار کرنے کی ایسی ساقی گری کروں کہ کوئی
باقی نہ رہے ساری محفل ایک حال میں ہو بقیہ نے کہا کہ شراب پلانا کتنی بڑی بات ہر سماک
نے کہا مزہ تب یہ کہ ہاتھ سے جتنا جاکڑن پاؤں سے ناچون سر سے شراب پلاؤں تب آپ کہ
میرا کمال ظاہر ہو بقیہ نے کہا کہ ای سماک سنا ہر یہ کام تو عمر و کرتا ہر سماک نقلی نے عرض کی
اسی واسطے قدرت نے یہ کمال مجھ کو بتایا ہر کہ عمرو ناچار ہو شراب پلا کر اسکو بیہوش کروں گا
گنجی میخانے کی عطا فرمائیے بقیہ نے گنجی دی خواجہ عمر و میخانے میں آئے سب شراب کو خراب کیا
یعنی بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی کہ یارو جبکو شراب کی خواہش ہو وہ لیجائے ہم ساقی ہونگے
کوئی باقی نہ رہے خادم یہ آواز سکر دوڑے گلابیان اٹھا اٹھا کر لے چلے خواجہ کتبہ نے کہ
یارو شراب لیجاؤ آج جی بھر کے پیو ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے شراب لے رہا ہر
عمرو نے پچاس گلابیان آراستہ کر کے اے ارغوانی اُس میں بھری مکھڑے گلابیوں کے تاجی سے
باندھے محفل میں لیکر آئے بقیہ نے کہا کہ دیکھو کس طریقے سے شراب لایا ہر کہ دل رغبت
کرتا ہر خواجہ عمرو نے کھنکرو پاؤں میں باندھے سر پر جام رکھا بتاتے ہوئے چلے ماٹے
بقیہ کے آئے سر جھکا کر کہا کہ ایسے پہلو ازن کو سر سے شراب پلانا چاہیے بقیہ جام لے کر
بے اندیشہ انجام دی گیا اب تو عمرو نے دورہ باندھا ٹھوڑے عرصے میں خواجہ عمرو نے
سب کو شراب پلائی بقیہ بیٹھے بیٹھے یہ کہتا ہوا اٹھا کہ یا خداوند آئیے اٹھتے ہی گرا بیہوش
ہوا سب اہل دربار بھی بیہوش ہوئے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو سے
عمرو ہون میں عیار صاحبقران + مرے مکہ سے کا پتا ہی جہان + ترا شدہ ریش نگار ہون +
زمانے کا مکار و غدار ہون + مرا تیز رفتار ہو کر قدم + صبا ٹھوکرین کھاسے ہر ہر قدم +
اڑاؤں صبا کے بھی میں ہوش کو نہ ہوئے مری گرد پا پوش کو + دوندہ جاناگر دھرا ہون +
جوانگر عالم کا عیار ہون + عمرو نے بیٹھ کر بقیہ کی داڑھی مونچھیں مونچھیں ایک بال رہنے دیا

اس میں ایک رقعہ باندھا رقبہ میں لکھ دیا کہ اوبقیانم ہر سہ عیاری و قطب فلک شکر گزاری
 و ہمارے صاحبقران کو کہ حکم تمل نہیں ہو کہ میوشو این کسی سردار کو قتل کروں اب بہتر یہ ہو کہ
 جب بیدار ہونا تو بکل آکر اطاعت کرنا ورنہ ایک سرتبیر اس رکاوٹ لیجاؤنگا تمام اسباب
 محفل کا لیکر خواجہ اُدھر سے چلے اُدھر عیار کو جو قید کر آئے تھے وہ عیار و بکے سامنے رونے لگا
 عیاروں نے پوچھا کیوں روتے ہو عیار نے کہا میں نے اطاعت کی عمر و کا شاگرد ہوتا ہوں
 اب مجھ کو رہا کر دے عیاروں نے اُسکو چھوڑ دیا یہ جو نکلا در دولت صاحبقران پر آیا مقبل
 پڑا سورہا تھا مقبل کو اسنے بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا جی میں کہتا ہوں کہ کچھ تو
 کام کر کے چلا راہ میں اُدھر سے خواجہ عمر و آتے تھے اُدھر سے یہ عیار جاتا تھا عمر و نے پکار کر
 پوچھا کہ کون جاتا ہوا اور اپنے نام کا غرہ کیا عیار نے اپنا نام بتایا عمر و نے کہا کہ میں بابا
 محفل لیے جاتا ہوں عیار نے کہا کہ میں مقبل کو لیے جاتا ہوں عمر و نے اسباب زمین پر رکھا
 اور نیچے کھینچ کر سامنے آیا کہا میں تجھ کو نہ جانے دوں گا بہتر یہ ہو کہ پشتارہ رکھ دے عیار
 نے نہ مانا عمر و نے نیچے مارا آپس میں نیچے چلنے لگا در لون آپس میں لڑ رہے ہیں صحرا کا
 ستارا عمر و چاہتا ہو کہ میں عیار کو مار کر پشتارہ لون مگر عیار یہ ہوشیار ہی لڑ رہا ہو کہ میں
 پر چڑھتا ہوں قضاے کار نقاید از زمین پوش اس صحرا میں اُترا ہوا تھا اسکے عیار نے
 خبر دی کہ عمر و عیار ایک عیار سے لڑ رہا ہو نقاید اروقت پر آیا نیزہ سینے پر عیار کے
 رکھ دیا کہا کہ صاف بتاؤ کون ہو عیار نے کہا کہ اوی نقاید اربہادر انصاف کیجیے کہ
 میں مقبل کو لیے جاتا ہوں انھوں نے میرے مالک کی بارگاہ کو لوٹا میں یہ چاہتا ہوں کہ
 اسباب حسین لون عمر و چاہتا ہو کہ پشتارہ بھی لون آپ انصاف کیجیے نقاید ارنے عمر و
 کو جھڑکا کہا خواجہ کھڑے رہو اسکو اسباب لیجانے دو انصاف دی ہو ورنہ اُسے مقبل کو لیجاؤ
 تم اپنا اسباب لیجاؤ پھر عیاری کر کے چھڑالانا ہر چند عمر و تڑپا مگر نقاید ارنے نہ مانا عیار کو خست
 کر دیا جب عیار چلا گیا تب نقاید ارنے عمر و سے کہا کہ صاحبقران سے میرا پیغام دینا کہ مجھے
 مقابلہ نہ کیجیے اور بلنے عنایت فرمائیے ورنہ سر میدان مقابلہ ہو گا عمر و نے کہا بہت خوب بین
 کہ دوں گا یہ کہ کر نقاید ارنے تو چلا گیا خواجہ عمر و طرف لشکر کے روانہ ہوئے مگر مقبل کا بڑا خیال ہو

خواجہ لشکر مین آئے آکر صاحبقران کو سلام کیا سب حال نقابدار کا بیان کیا کہ کچھ ٹھوڑے گھر سے جھپٹے بارگاہ بقیا سے لاتا تھا کہ راہ میں اسکا عیار مقبل کا پتلا رہ لیے جاتا تھا مین اسے روکا مین وقت پر نقابدار زرین پوش آگیا اُس نے کہا ہم یہی انصاف کرتے ہیں کہ مقبل کو اسے لیجانے دو اور تم اسباب بجاؤ اور یہ پیام کہدینا صاحبقران نے فرمایا نقابدار کو مین معلوم کیا خیال ہوا اور مین بدون مقابلہ کیے بانہاے صاحبقرانی نہ دوں گا خیر دیکھا جائیگا مگر خواجہ مقبل کی فکر کرو خواجہ نے عرض کی کہ حضور جانتے ہیں کہ بوجہ قرضداروں کے بمشکل راستہ چلتا ہوں اور مین واسطے اداس قرضہ کے بارگاہ بقیا مین گیا تھا کہ کچھ وہین سے حاصل ہو جائے اصل ادا ہونا تو مشکل ہو کچھ سود ہی مہاجنوں کو پہونچ جائیگا وہاں سے کچھ بھی حاصل نہ ہوا ایسا کچھ اسباب حاصل ملا کہ آخر اسکو مین نے جھلا کر جنگل مین پھینک دیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تمہارے فقرے نہیں جانتے عمرو نے کہا کہ اے شہریار پر آگندہ روزی پر آگندہ دل کچھ رحمت فرمائیے تو مین برائے رہائی مقبل جاؤں صاحبقران نے ہزار روپیہ منگو کر پیش کیے عمرو نے کہا کہ اس رقم سے کیا ہوگا امیر نے فرمایا کہ زیادہ ممکن نہ ہو گا چاہے برائے رہائی جاؤ اور جی چاہے جاؤ عمرو نے کہا کہ مین تو نہ جاؤں گا امیر نے فرمایا اشقر تیار کرو اشقر تیار ہو کر آیا صاحبقران نے سوار ہو کر چلے یہاں عیار نے لشکر مین آکر اہل فوج کا عجب رنگ دیکھا کہ دیوانہ وار پھر رہے ہیں سب کو ہوشیار کرتا ہوا بارگاہ مین آیا بقیا کو ہوشیار کیا اُسے جو رقعہ اور اپنا حال دیکھا اور دیکھا کہ سب مردار بیوش پڑے ہیں منہ پر داڑھی مونچھ نہ ارد جھلا کر پوچھا کہ ادمکار یہ کیا ہو سب کیفیت عیار نے بیان کی بقیا نے کہا کہ جلاؤ کو بلاؤ فلام ہی کو اُن کے قتل کروں کہ دلو صبر ہو عمرو تو بڑا غضب کر گیا ساری بارگاہ کو لوٹ لے گیا کوئی تو کام مین بھی کروں کہ کچھ میری بت کا بدلہ ملے جلاؤ کا ہلڑ ہوا جلاؤ حاضر ہوا بقیا نے حکم دیا کہ اسکو قتل کر عیار نے کہا مین خود قتل کروں گا مقبل کو کھینچا مقبل ہوشیار ہوا اپنے کوزیر تیغ پایا بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگا کہ اے کریم کار ساز وای مالک نے نیاز دشمنوں سے بچالے نظم

جو از پردہ جمالت چہرہ بخود	شد از ایجاد پیدا شکل موجود
بحکمت بیل گرد عاجز از مور	بگیرد پشہ جان از جسم نمود

بہر مذہب بہر ملت بہر دین ۴۴	تو مقصودی تو مسجد ہی تو مسجد
تو رحمانی تو متانی تو دنیانہ	تو خلاقی تو رزاقی تو مودودہ
کنندہ گر خدا گنہ بندہ گنگارہ	نمی سازی تو باب رزق مسدود
ررین جلوہ گہ اہل نظارہ ۴۵	گمے شاہر شدتی دگاہ مشہود
فقط کردی تو روشن نام ہندی	بہر دیوان بہ نظم گوہر آمود

مقبیل دعا بانگ رہا ہو عیار شجر کھینچ کھڑا ہو کہ دربار گاہ پر ہلڑ ہوا بقیانے پوچھا کہ اسے کیا معرکہ چڑھو کارے نے خبر دی کہ صاحبقران آتے ہیں درگاہ سالار کو قتل کیا لازم آپ کے روک رہے ہیں یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا صاحبقران زمان تشریف لائے اپنے طور پر سلام کیا بقیانے صاحبقران کو دیکھ کر خاموش ہو گیا امیر نے اگر جلا د کو قتل کیا مقبل کی زنجیر کاٹی کہا اٹھو چلو مقبل ساتھ ہوا صاحبقران زمان مقبل کو لیکر باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوئے مقبل نے رکاب تمام لی جب صاحبقران نکل گئے تو بقیانے کہا حمزہ بڑا بانگین کر گیا کہ اپنے غلام کو لے گیا یار دیکھ کر حمزہ کو مار لو افسروں نے کہا اپنے کچھ حکم ہی نہ دیا ورنہ ہم حمزہ کو قتل کرتے بقیانے کہا اب مار لو صاحبقران وسط لشکر میں ہو چکے تھے کہ کل لشکر نے بلوہ کیا صاحبقران نعرہ کر کے لڑنے لگے مقبل پشتی بانی کر رہا کہ کبھی کسی پر تیرا تاہو کبھی تلوار لیکر پشت پر آتا ہو صاحبقران کو بچاتا ہو کہ بقیانے سامنے آگیا فوج کو ترخیب دے رہا ہو ایک طرف نقیب ہلڑ کر رہے ہیں کہ ای مردان بکوشیدتا جاؤ زمان نہ پوشید فرد روز جنگ است جنگ باید کردہ کوشش نام و ننگ باید کردہ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا ۴۶	نہ سکندر ہو نہ آئینہ حیرت افزا ۴۷
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہو	کہ سلیمان کا بر باد ہو تخت ہوا
سیکڑوں قافلے راہی ہوئے اس منبر سے	گرداڑے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسی اس بزم میں روشن ہوئی شخص اقبال	جسکو گل کرنے لگی جنبش دامن قضا ۴۸
وہ گل تازہ نہ اس باغ میں ہنستے دیکھا	ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جیکے لیے باوہ ۴۹
اس خیابان کا ہر گنجل بھی نخل ماتم ۵۰	کفن افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا

لیے پھرتی ہر صبا دوش پہ آج اُنکے غبار ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھیں	جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا ارمقیانِ عدم ہال کہو کیا گذرا
راحت بین بسر ہوئی کہ ایذا گذری اک گنجِ لحد کے رہنے والو افسوس	یوگر تار یک گھر میں تنہا گذری کس سے پوچھیں کہ تم پہ کیا کیا گذری

تھوڑے عرصے میں صاحبقران کے ہاتھ سے کئی مفسر اسے گئے۔ قبل ہی بزور و شو جنگ کر رہا ہو عین گرمی جنگ ہو کہ سرداران صاحبقران آٹھ سرداروں نے آکھنگ کی لشکر بقیہ کو ہان کیا صاحبقران لڑے ہوئے سامنے بقیہ کے پہنچے فرمایا اوقاب پرست میں خود تیرے سامنے موجود ہوں جس طرح چاہے مقابلہ اے بقیہ نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا سر کو تبا کر کر پڑا ہاتھ مار دیا بقیہ کے دو کھڑے ہوئے فوج شکست کھا بھاگی مگر لاشہ بقیہ کا لے گئی صاحبقران نے سب مال لوٹ لیا خیمے تک اکھڑا لیے لشکر تشریف لائے دروازے کے بعد یہاں سے کوچ کیا طرف قصر ہفت رنگ کے چلے مگر خواجہ عمرو لشکر سے آگے بڑھے ہوئے سیر و شکار کرنے ہوئے جاتے ہیں ادھر مقبور وزیر جمشید ثانی جو ہنر خدا کو لے گیا تھا اپنے باغ میں لایا جلسہ آراستہ کیا سمن عذار سے طالب وصل ہوا سمن عذار نے جواب دیا کہ اے مقبور میں اپنی جان دو گئی میری عصمت کو ہاتھ نہ لگانا مقبور نے ملکہ کو ایک قفس آہنی میں بند کیا قفس کو اسی باغ میں لٹکا دیا کہ خواجہ بھرتے ہوئے پشت پر اُس باغ کی پہنچے آواز گانے کی کان میں آئی کندہ مار کر دیوار پر پتھر سے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام و بد انجام مسند پر بیٹھا ہو اور سامنے قفس رکھا ہو اُس میں ایک نازنین بندہ ہو اُس سے متنبہ کر رہا ہو مگر وہ نازنین نہیں انتی انکار کیے جاتی ہو خواجہ سمجھے کہ یہ جادو گر اس مہر جبین پر عاشق ہو اور یہ انکار کر رہی ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ اگر وہ جبر کر گیا تو یہ اپنی جان دیدگی ایک کنیز کی شکل بن کر محل میں آئے کہ انہا اے شہنشاہ ساحران اسکی آپ کیون متنبہ کرتے ہیں مقبور نے کہا پھر کیا تدبیر کروں عمرو نے کہا کہ اگر تھوڑی دیر کے واسطے قفس مجاوے تو میں راضی کروں مقبور خوش ہو گیا قفس اٹھا کر عمرو کو دیا عمرو قفس کو لیکر گوشے میں آیا کہ اے مہر جبین تو کون ہو کچھ تیرا حال نہیں معلوم ہوتا سمن عذار نے سب جال اپنا بیان کیا

اور بقیار ہو کر کہا کہ میں نام پر مسلمانوں کے جان دیتی ہوں ایک دن عالم خواب میں ایک جوان
 رعنا کو دیکھا کہ کبھی ایسی صورت نہ دیکھی تھی نام پوچھا تو اس شہریار نے نام اپنا قاسم نوجوان بتایا
 اُس روز سے بقیار ہوں جس شہر سے یہ خواب دیکھا ہو یا تھ پانوں میں رعشہ ہو کیا تم میرے کو
 اور کیونکر اس ظالم سے جان بچاؤں عمرو نے کہا کہ آپ نے مجھ کو بھی پہچانا سمن عذار نے کہا
 کہ میں نہیں جانتی عمرو نے سمن عذار سے کہا کہ میں عیار صاحبقران ہوں اگر بن پڑتا ہو تو
 تم کو رہا کرتا ہوں یہ کہہ کر عمرو نے اُسی وقت رنگ دروغن عیاری کا نکالا سمن عذار کو نقص ہے
 نکالا رنگ دروغن عیاری کا لگا کر خود سمن عذار کی شکل بنے سمن عذار سے کہا تم اپنے کو
 ایک گوشے میں چھپاؤ خواجہ ہنستے ہوئے محفل میں آئے پکار کر کہا کہ کیون صاحب ہمارے
 قتل کے در پی ہو سر حاضر ہو کاٹ لو تمھاری تو خوشی ہو جائے مقہور زہال ہو گیا ہاتھ پکڑ
 مسند پر بٹھایا کہا صاحب میری یہ مجال ہو کہ میں تم کو قتل کرونگا میری زبان سے نہیں نکلتا
 آج تین دن سے تمھاری محبت میں بقیار ہوں سمن عذار نقلی نے کہا کہ اے مقہور میں نصیب
 ہوں میرا زندہ رہنا بہتر نہیں ایک تلوار کا ہاتھ مار دو کہ میرا خاتمہ ہو مقہور نے گلے میں
 ہاتھ ڈال دیے اور کہا کہ اے جان جہان اسکا خیال رکھو تمھارے دشمنوں کو قتل کرونگا میری
 جان تم پر نثار ہوئے محبت سے بات کی میں شاد ہو گیا اُس نازنین نے اُسٹھ کر گلابی اٹھائی
 اور کہا صاحب میں کئی دن سے اس آفت میں مبتلا ہوں اب وہاں تک ممکن نہیں ہوا اگر
 ہو سکے تو کچھ کھانے کی چیز لاؤ سامنے میوے کا خوان رکھا تھا مقہور نے کھینچ کر ملکہ کے سامنے
 کر دیا ملکہ نے ایک سیب اٹھا کر تراشا دو پچا لکین منہ میں مقہور کے دین دو آپ کھائیں مقہور
 کھاتے ہی بدحواس ہوا کہا اے شہنشاہ ملک حسن و جمال سیب کھاتے ہی کچھ عجیب میری کیفیت ہو
 عمرو نے کہا کہ ایک جام بھی پی لو تو طبیعت درست ہو جائے یہ کہہ کر جام بھی لبریز کیا مقہور
 کو پالا مقہور گھبرا کر اٹھا لڑکھڑا کر اگر عمرو نے اسباب محفل لوٹ لیا مقہور کا سر کاٹ لیا
 سمن عذار کو آواز دی کہ اے ملکہ عالم جلد آؤ دیکھو دشمن خدا کو مارا ملکہ نے آکر لاشہ
 مقہور دیکھا بہت خوش ہوئیں عمرو نے غلابی پیش کی ملکہ کو بیوش کیا زنبیل میں سکھ لیا
 وہاں سے نکلتے رہا براہ جو سے راہ میں ایک پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ ایک لشکر گران اُترا ہوا کہ

جھنڈے بازاروں کے فرار ہے ہیں مگر اُن پر تعریف الہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہو
خواجہ کوہ سے اُترے لشکر میں آکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قاسم نوجوان کا یہ لشکر فراق
ہو عمرو نے لشکر میں آکر سیارہ سے ملاقات کی سیارہ نے کہا کہ اس وقت کہاں تشریف
لاے خواجہ نے کہا کہ جا کر قاسم سے کہو کہ ایک نازنین کو بیچتا ہوں اگر تمہارا دل چاہے
لے لو سیارہ نے کہا کہ جس روز سے اس طلمسہ میں آے ہیں جین نہیں پایا عمرو نے کہا تمہارا
آقا ایسے ہی بد اقبال ہیں لشکر صاحبقران آتا ہوا میرے ہمراہ رہیں سیارہ نے جا کے
قاسم سے کہا قاسم نے کہا چھوٹے دادا جان کو بلاؤ خواجہ عمرو سانے قاسم کے آئے اُس
نازنین کو قاسم نے بہت پسند کیا اور کہا کہ اچھوٹے دادا جان میں نے اسکو کہیں دیکھا ہے
خواجہ نے کہا کہ کہیں خواب میں دیکھا ہو گا قاسم ہنسنے لگے کہا اے دادا جان آپ سچ
فرماتے ہیں ایسا ہی ہوا قاسم نے کئی لاکھ روپے دے کر خواجہ سے اُس کو جبین کو لیا
اور ساتھ اُس نازنین کے عقد کیا قاسم کو جو خبر معلوم ہوئی کہ لشکر دادا جان کا آتا ہے
رات ہی کو کوچ کر کے روانہ ہوئے خیال یہ ہوا کہ اگر دادا جان دیکھیں گے تو مجھ کو اپنے
ساتھ لیں گے اور میں الگ رہنا چاہتا ہوں یہی چاہتا ہوں کہ مجھ شبہ ثانی کو بذات خود
شکست دوں سرداروں نے کہا ہے کہ آپ ہی کے نام فتح ہو قاسم کوچ کیے ہوئے جاتے ہیں
ایک دشت میں جا کر اُترے کہ وہ دشت دیران ہر سنسان میدان نہ جانور نہ انسان قاسم دشت
کو دیکھ کر بہت گھبراے ایک بار گاہ میں آکر اُترے رات کو جا کر بارگاہ میں بیٹھے سیارہ سانے
بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہر طلمسہ

فدا دل تمہارا جو اُسپر ہوا	کہو شیخ صاحب یہ کیونکر ہوا	دل شیخ ماکل صنم پر ہوا
مناسب ہوا یہ تو بہتر ہوا	نہ باقی رہا غیظ رونے لگے	تری بزم میں دل جو غمض ہوا
سیاحت بہت یاس و حسرت تھی	موافق نہ تھے مقدر ہوا	لگے پر چھری چل گئی بربط و صل
جہان شور و آواز اکبر ہوا	جھجھکی مری آب آہن نے پیاس	دم مرگ احسان خنجر ہوا
ہزاروں گلوں کے ورق اُڑ گئے	چمن کا پریشان جو دفتر ہوا	ہوئی صبح امید گردش میں شام
چمکے ڈھونڈتے مجھ کو دن بھر ہوا	شب و روز ای غیبت مہر و ماہ	طلب میں تری مجھ کو چکر ہوا

پرویر کو لکھا بھی نامہ اگر گنہگار حاضر تو اکثر ہوا + یہ کس رشک لیلی کے غم میں ہریر	تو غنقا جہان میں کیو تر ہوا ہوا لذت عشق کے بر خلاف میں تصویر مجنون سرا سر ہوا	تمنا رہی کچھ سزا بھی نہ دی کبھی درد دل کم جو دم بھر ہوا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی
--	---	--

خضائے کار زلفین کا کل دراز اس صحرای حاکم ہو پہاڑ پر بیٹھی ہر جگہ نے کی آواز کان میں آئی
اپنے مقام سے اٹھی حیران تھی کہ یہ کون گارہا ہو ہاتھ پلائے آندھی سیاہ اٹھی دربار گاہ قائم
ہر جا کر اتر ہی پر وہ اٹھا کر اندر آئی منظور تھا گانا سنو گئی مگر جمال قاسم دیکھ کر پتھر پر ہو گئی کھا
صاحب آپ کون ہیں قاسم نے قریب اپنے زلفین کو بٹھالیا نام نامی پوچھا ملک نے بتایا
اور قاسم نے بھی صاف صاف نام بتا دیا زلفین نے کہا کہ ای شہریار میرے پاس نامہ
جمشید ثانی کا آچکا ہو یہی مضمون درج تھا کہ لشکر گران لیکر آؤ جو مسلمان جس مقام پر ملے
اُسے روکو آپ میری سرحد میں آگئے اب جیسا فرمائیے وہ بجا لاؤں قاسم نے کہا یہ سرحد
ہو اگر اسکے کاٹ لینے سے آپ کی نیکنامی ہوتی ہو تو بسم اللہ تامل نہ فرمائیے زلفین نے کہا جانا
میری آپ کے نام پر نثار ہو مجھے کوئی بے ادبی نہ ہوگی میں اپنی سرحد میں یہ نہیں چاہتی کہ آپکو
لالا ہو پوچھے زلفین نے اس طرح کی باتیں کیں کہ قاسم کو اور زیادہ محبت ہوئی فرمایا کہ ای
ملکہ زلفین میرا ارادہ یہ ہو کہ اپنے کو تاج جمشید پہنچاؤں جنگ آغاز کر دوں کہ جمشید
کو بھی معلوم ہو کہ ایسے ایسے شیر طلسم میں آئے ہیں زلفین نے کہا کہ ای شہریار آپکے بہت
عزیز واقارب لڑ رہے ہیں میں چاہتی ہوں کہ آپ کا ساتھ دونوں میں سے کتاب سوانحات
میں دیکھا صاف صاف لکھا ہو کہ اس حال میں طلسم فتح ہو جائیگا سعد شہریار فتح طلسم میں
سعد شہریار سے آپ کو کیا رشتہ ہو قاسم نے کہا کہ یہ سراسر بیکار ہو کہ سعد شہریار فتح میں
جو شمشیر زنی کرے اور لڑتا بھڑتا پہنچے حصول لوح طلسم جستجو پر موقوف ہو جب لوح طلسم لجا لگی
تو ہم ہی طلسم کو فتح کر لیں گے زلفین نے کہا کہ ای شہریار لوح کا ملنا تا کی غیبی پر موقوف ہو
لوح سوائے طلسم کتاب کے اور کسی کو نہیں ملیگی قاسم نے کہا کہ تم پیروی کرو آئندہ حکم خدا
پر موقوف ہو یہاں ہر سانسے بیٹھا رہو یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ او
گیسو برید و ننگ خاندان تو نے غضب کیا کہ دشمن کے پہلو میں بیٹھی ہو کچھ خوف خداوند شیر

دل میں آیا منم اسلم زمین کن زلفین نے جو اسلم کو آتے ہوئے دیکھا اتنی مہلت پائی کہ قاسم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اڑشہر یار یہ اسلم جاو و خادم جمشید ہوا سنے دیکھ لیا اب یہ ضرور جمشید سے کہیگا یہ کہ کر زلفین نے ارادہ کیا کہ اپنے مقام سے اٹھوں اسلم سے مقابلہ کروں کہ اسلم نے گولہ پھینک مارا گولہ قریب سر زلفین آکر پھٹا دھوان گولے سے نکلا وہ دھوان جو انکھوں میں زلفین اور قاسم کی لگا دونوں بیہوش ہوئے سیارہ کو اسلم یہ سمجھا ہوا کہ یہ تو گویا کہ دو قون کو بیہوش کر کے زمین پر آیا سیارہ نے اٹھ کر سلام کیا ہاتھ اٹھا کر دعا دی کہ اعلیٰ مراتب زمین اسلم نے پوچھا کہ ارے تجھے کہاتے بلا لایا سیارہ نے جواب دیا کہ سامنے جو گالوں ہوا اسی میں رہتا ہوں جو بدراجا کر بلا لایا کئی مجھے کر چکا ہوں ابھی تک ایک ٹکے نہیں ملا آئے دو چار اشعار سنئے یہ کہ کر سیارہ نے بایان کھینچا اور سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عشتا بتا بتا کر گانا شروع کیے نظم

آمد بہار داد بگلشن ندائے عشق	بلبل ہزار نالہ لبسا زدنو اے عشق
نشو و نما جو سبزہ ام از خاک برد	یا ہم اگر ترشح آب و ہواے عشق
بیہودہ کاوش تو بہ بنضم طبیعت	درمان در در انکند جز دواے عشق
خواہی بہ صبر خو کن و خواہی یہ آب چشم	جز خون دیدہ هیچ نباشد دواے عشق
در بے ستون بحسرت دیدار جان سپرد	فرہاد نامراد تو از نالہاے عشق
مجنون از ان بدیدن کیلی زہوش رفت	کاید صدائے و روز بانگے راعے عشق
کشتی اگر شکست نہ داریم بیم و غم	بر سر ملازم است مرا ناخداے عشق
یاران و زیم و بادہ و ہنگام فہیت	محفی و در دو محنت بے انتہاے عشق

سیارہ نے ایسی تانیں ماریں کہ اسلم جاو و خوش ہو گیا تعریفیں کرنے لگا سیارہ نے کہا کہ بیٹھ جائے میں آپ کو گانا سناؤں اسلم بیٹھا سیارہ نے اور چند شعر گائے کہ جام لبریز کیا اسلم کے سامنے کیا اس رنگ سے شعر گائے کہ اسلم نے جام لے لیا اور بے خوف انجام پیا پیتے ہی بدجہاں ہوا گھبرا کر اٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا بیہوش ہوتے ہی سیارہ نے زبان میں سوزن دی اسلم کو ستون سے باندھا ہوا سیارہ کر کے کہا قاسم وزلفین کو ہوشیار کر اسلم نے

اشاروں سے سحر اُتار دو نون ہو شیار ہوئے زلفین نے کہا کہ اے اسلم تو خوب جانتا ہو کہ
 طلسم اب ٹوٹ گیا جمشید ثانی مارا جائیگا قاتل جمشید ثانی طلسم ٹوڑتا ہوا آتا ہوا اے اسلم اطاعت
 انکی کرو ورنہ اب ہمارے قبضے میں ہو اگر نہ مانو گے تو ہم نگو قتل کریں گے قاسم نے سمجھا یا کہ اے
 اسلم آج تک ہم لوگوں نے جس مقام کا قصد کیا اسکو فتح کر لیا اب ہم لوگوں نے ارادہ
 کیا ہر چار طرف سے صاحبان اقبال آتے ہیں اور ایک طرف سے صاحبقران کوشش
 کر رہے ہیں بہوت کا گزرا کہ جو مالک جزیرہ گوہر بار تھا اُس نے بھی اب اطاعت کی
 بصدق دل مطیع صاحبقران ہوا ہوا اس طرح جو قاسم و زلفین نے اسلم کو سمجھایا تو رنگ
 کھیرا آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اسلم نے اشارہ کیا کہ زبان سے میری سوزن
 نکال لے مین اطاعت اسلام کرتا ہوں زلفین نے زبان سے اسلم کی سوزن نکالی سوزن
 کے نکلنے ہی اسلم قدموں پر قاسم کے گرا عرض کی کہ میں ہمیشہ کے لیے مطیع ہوا زلفین نے
 عرض کی کہ میں بھی ساتھ رہوں اور اسلم بھی ہمراہ رہیں اسلم نے قاسم سے عرض کی کہ طرف
 قصر جمشید کے ابھی نہ جاسیے قصر ہفت رنگ ایسا قصر ہو کہ جس میں جانا بہت دشوار ہو
 ایسا نہ ہو کہ آپ جا کر کسی بلامین مبتلا ہو جائیے زلفین نے کہا کہ میں بھی یہی عرض کرتی ہوں
 کہ اتنا نال کیجیے کہ طلسم کشا کو لوح مل جائے امید ہو کہ طلسم فتح ہو گا جب تک مرحلہ جات
 نہ ٹوٹیں گے تب تک کچھ نہ ہو گا جمشید بڑے بڑے فتور کر گیا اسکا سحر آفت ہو قاسم نے کہا
 کہ اے ملکہ عالم ہم لوگ مدد پروردگار کے خواہاں ہیں اگر مین لوح پا گیا تو فوراً جمشید ثانی
 کو قتل کروں گا اسلم جادو قاسم سے یہ کہہ کر رخصت ہوا کہ غلام اب جاتا ہوا اپنی فوج لاؤے
 اور اسباب سحر جمع کر کے آؤے زلفین نے کہا کہ اے اسلم جلد آنا یہ سن کر اسلم اس وقت قاسم
 سے رخصت ہوا اول قصر ہفت رنگ میں آیا جمشید کو سجدہ کیا دیکھا جمشید تخت پر بیٹھا ہوا
 جمشید و وزیر جمع ہیں یہی ذکر ہو رہا ہو کہ لوح کی حفاظت کرو اکثر ساحروں کو روانہ کیا کہ جاؤ
 اور لوح کی حفاظت کرو چند ساحر روانہ ہوئے مگر اسلم گھبرا یا ہوا ہوا چاہتا ہو کہ اسباب سحر
 جمع کر لوں اور خدمت میں آقا کی پہونچون جمشید نے جو اسکو بدحواس دیکھا پوچھا اے اسلم جادو
 آج صبح سے کہاں گیا تھا کس فکر میں ہوا اسلم کے منہ سے نکلا کہ برائے سیر گیا تھا اس فکر میں ہوں

کہ کسی مسلمان کو گرفتار کر لوں کیوں یا خداوند یہ کیسی تقدیر کی کہ جس دن سے بادشاہ اسلام سہا
 طلسم میں آئے ہزار ہا جادوگر نامی و گرامی ارے گئے کوئی مسلمان آج تک قتل نہیں ہوا میں
 چاہتا ہوں کہ کسی کو گرفتار کر لاؤں جمشید نے کہا کہ ذرا کتاب سوا سناخت تو اٹھا لو چند باب
 منسوخ کروں اول ٹوٹنا طلسم کا موقوف رہے لوح طلسمی نہ ملے مسلمان آپس میں لڑیں ایک
 کا ایک دشمن ہو جائے طلسم سے ہاتھ اٹھائیں سب مسلمان کل جائیں اسلم جا کر کتاب اٹھا کے
 لایا ہاتھ میں جمشید کے دی جمشید نے جو کھولا پہلے ہی یہ مضمون نکلا کہ بروز چہار شنبہ اسلم جادو
 خدمتگار خداوند مطیع اسلام ہو گا جمشید نے ہاتھ اسلم کا تھام لیا کہا امیر اسلم صاف بتاؤ
 کہ تم پر کیا معرکہ گذرا اسلم نے عرض کی کہ میں تو کہ چکا کہ برائے گرفتاری مسلمانان جانا ہوں
 کسی پسر حمزہ کو گرفتار کر کے لانا ہوں جمشید نے کہا کہ میں یہ نہیں پوچھتا میں یہ دریافت کرتا ہوں
 کہ تو آج صبح سے کہاں گیا تھا اسلم نے عرض کی کہ صحرائین پھر کر چلا آیا کسی کا لشکر نہیں ملا مگر
 ایک گائون میں جو بہو بچا تو گنواروں نے نشان بتایا کہ برابر کوہ مقناطیس کے لشکر قائم
 فروکش ہو رہا ہے جاؤنگا اور گرفتار کر کے قاسم کو لاؤنگا جمشید نے اور عبارت پڑھی سحر
 سے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ اسلم مطیع اسلام ہو گیا ہر چند اسلم نے عذر کیا مگر جمشید
 نے نہ مانا زبان میں سوزن دے کر چند ساحروں کو حکم دیا کہ یہاں سے بارہ کوس پر ایک
 قلعہ ہو کہ قلعہ آفتاب تھا اسکا نام ہو آفتاب جادو دہانکی حاکم ہو اسلم کی قید اس کے
 سپرد کرنا ہر چند اسلم صیحا پٹا عذر بھی کیا مگر جمشید نے نہ مانا ساحر لیکر اسلم کو چلے قلعہ کا
 خواجہ عمرو لشکر صاحبقران سے میراے بالا دوی نکلے تھے دور سے دیکھا کہ بارہ جادوگر
 مسلح و مکمل ایک ساحر کو گرفتار کیے ہوئے لیے جاتے ہیں خواجہ عمرو نے آکر رنگ و روغن
 عیاری کا لگا یا ایک سر موم کا بنایا سراصلی پر اس سر کو قائم کیا کئی ہاتھ شائون پر آراستہ
 کیے ایک نخل پر چڑھے جب قید اسلم زیر نخل پہونچی تب خواجہ نخل سے کودے اور بھار کر
 آواز دی کہ تم ملک الموت قدرت خداوند جمشید ثانی ساحروں نے جو عمرو کو دیکھا سب
 جھٹک کر سلام کرنے لگے پوچھا ای ملک الموت کسکی فکر میں نکلے ہو عمرو نے کہا کہ تم سب کی
 ریح قبض کرتے کا حکم ہو خداوند جمشید نے فرمایا ہو کہ سب کی روح قبض کر کے اسلم کو

رہا کرو اگر میں اس کے خلاف کروں گا تو خود سزا پاؤں گا یہ سن کر سب کانپنے لگے مشہور جادو کے سب کا
 افسر تھا قدموں پر گر پڑا کہا ای ملک الموت ہم کو اتنی مہلت دو کہ والدین سے مل لیوں گھر کا
 کچھ بندوبست کر دین عمرو نے کہا کہ حکم خداوندین درمیان ہوئی منہ کھول کر بیٹھو میں تمہاری
 روح قبض کروں یا اور بھی فرشتے میرے ساتھ ہیں کچھ رشوت دو تو سوچا پس برس کی مہلت ملے
 یہ مضمون سن کر سب جادو گر خوش ہوئے اپنے پاس سے روپیہ نکال کر رکھا سوچا پس روپے
 جمع ہو گئے عمرو نے کہا اس میں کیا ہونا ہو گا ہر ملکہ پانٹ لیں گے مجھے نہیں ہو سکتا تم سب
 منہ کھول کر بیٹھو ہم روح قبض کریں پھر یکدم نکالی اور کہا دیکھو یہ آلہ روح قبض کرنے کا
 جو جادو گروں نے بخوف جان کرے چاندی کے ہاتھ سے اُتارے زنجیریں کر سے کھولیں عمرو
 نے ایک سیب نکالا اور اُس کے بارہ ٹکڑے کیے کہا ایک ایک بھانا سب مل کر کھاؤ سو
 برس کی عمر بڑھ جائیگی اسلم جادو دیکھ رہا ہو مگر دل میں کہتا ہو کہ یہ کون شخص ہو کہ جس کو
 مارنے جلانے کا اختیار ہو سب کی بھانکیں سب نے خوشی خوشی کھا لیں بھانکیں کھا کر سب
 جادو گر مہوش ہوئے عمرو نے سب کو قتل کیا کپڑے بھی سب کے اُتار لیے اسلم سے پوچھا
 کہ کیوں ای برادر تم کس جرم پر قید ہوئے صاف صاف بتاؤ اسلم رونے لگا کہا اے معین و
 مددگار میں نے قاسم کی اطاعت کی جمشید کو معلوم ہو گیا اُس نے مجھ کو قید کر کے طرف قلعہ
 آفتاب نما کے روانہ کیا تھا تم نے مہربانی فرائی عمرو نے زبان سے سوزن نکالی اسلم کو
 رہا کر کے حکم دیا کہ پاس قاسم کے جادو اسلم وہاں سے رہائی پا کر اپنے بلغم میں آیا دو ہزار
 جادو گر وہاں موجود تھے ان کو ساتھ لے کر روانہ ہوا یہی آئندہ ہو کہ خدمت میں قاسم کی پہنچ
 اسلم تو اس طرف سے جاتا ہو مگر جمشید ثانی کہ قصر ہفت رنگ میں بیٹھا تھا بیٹھے بیٹھے ہنسا
 مشیرون وزیروں نے پوچھا کہ یا خداوند خیر تو جو جمشید نے کہا ساربان نہ اُسے نے عجیب فقرہ
 کیا بارہ جادو گروں کو قتل کر ڈالا اب میان اسلم خدمت قاسم میں نہ اُسے ہونے کوئی سب
 ہو کہ قاسم کو جا کر گرفتار کر لائے زلفین و قاسم بارغ میں بیٹھے ہیں جام چل رہا ہے ہنگام میں
 و نشاط گرم ہو قاسم نے باتوں میں زلفین سے نہیب کا سوال کیا زلفین نے اطاعت اختیار
 کی مگر جمشید ثانی نے جو آواز دی ولیم گر مخا اپنے دنگل سے اُٹھا کہا یا خداوند مجھ کو حکم ہو تو میں

جاؤں اور قاسم کو گرفتار کر لائے۔ جمشید نے حکم دیا دلیم جا دو اڑتا ہوا چلا اُس وقت پہونچا کہ قاسم زلفین سند سے اٹھے ہیں روشن پر پھر رہے ہیں کہ آسمان سے آواز آئی کہ ارے اوشوخ دیدہ و گیسو بریدہ تیرے لیے سرکار خداوند سے حکم ہوا ہے کہ گرفتار کر کے لاؤ زلفین نے سر اٹھایا دلیم کو دیکھ کر نعرہ کیا کہ اوجیا میں کیا تیرے خداوند کی کنیز ہوں جو تجھے ہو سکے اُس میں تصور نہ کر دلیم تڑپ کر گر اس طرح کا سحر کیا کہ زلفین پریشان و خاموش ہو کر کھڑی ہو گئی دلیم نے زلفین کو اٹھالیا اور کہہ گیا کہ اوجوان اسکو قید کر آؤں تو آتا ہوں تجھے بھی لیجاؤنگا دونوں کے سر خدمت خداوند میں پہونچاؤنگا قاسم تڑپ کر رہ گئے مگر دلیم روانہ ہوا سیارہ نے عرض کی کہ غلام جانا ہو جا کر ابھی خبر لاتا ہوں یہ کہ کرسیارہ جلا قاسم سے کہہ گیا کہ آپ تشریف نہ لائیے گا میں جا کر تدبیر کرتا ہوں مگر دلیم زلفین کو لیے ہوئے قلعے میں آیا ایک گوشے میں زلفین کو بٹھا دیا خود بالائے قلعہ ٹھل رہا ہوا راہ دہری کہ برائے گرفتاری قاسم جاؤں کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آتا ہوا دلیم نے پکار کر پوچھا کہ کیوں اوساحر کیا خبر ہے سیارہ نے پکار کر کہا کہ میں خبر لے کر آیا ہوں قریب پہونچوں تو عرض کروں یہ کہتا ہوا بالائے قلعہ آیا پوچھا آپ نے ملکہ کو کیا کیا دلیم نے کہا کہ وہ سامنے بیٹھی ہر اس قدر بمقام ہو کہ رو رہی ہو اپنے حال زار پر افسوس کر رہی ہے ہر کارے نے عرض کی کہ وہاں سے عیار دعویٰ کیے چلائی کہ زلفین کو چھڑا لاؤنگا دلیم نے کہا محال ہو کہ پندہ یہاں پر مار سکے اور دونہ کی تو کیا لیتا ہے کہ میرے قلعے تک آسکے یا زبان ہلا سکے ہر کارے نے عرض کی کہ میں ذرا جا کر اُس سے باتیں کروں دیکھوں تو کیا کہتی ہے دلیم نے ہنس کر کہا کہ میرے وصل پر اسکو راضی کرو تو میں خداوند سے اسکی خطا معاف کرادوں ہر کارہ نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں خوشخبری سنائوں کہ دلیم کو قبول کر دو تو قید سے رہائی ملے دلیم نے کہا کہ خوب محبت سے سمجھانا میں قید اسکی نہ لیجاؤنگا بلکہ مرتبہ اسکا بڑھاؤنگا یقین ہو کہ بہت خوش ہوگی ہر کارہ دلیم سے حکم لیکر قریب زلفین آیا ساحروں سے کہا کہ ہٹ جاؤ میں ملکہ سے کچھ باتیں کرونگا جب نگہبان ہٹ گئے تو ہر کارے نے کہا کہ ای ملکہ عالم غلام کو اپنے بچانا سنم سیارہ بن عمر و سوزن نکالتا ہوں ایسا نہ ہو کہ پھر تم پر کوئی افتاد پڑے زلفین نے کہا کہ ای سیارہ میں تڑپ کر نکل جاؤنگی اس بچا کے

روکے سے نہ روکنی سیارہ نے سوزن زبان سے نکالی آپ تو کو دکر ایک جانب بھاگا زلفین جو کڑکی چند دانے ماش کے پھینکے کئی سو سا حرجل گئے ولیم نے پکار کر آواز دی کہ ہاں یار واسکو گرفتار کر لو اگر نکل جائیگی تو بڑا فتور سربا کر لیگی نمک ریز چادو کہ منظم کل لشکر ہو کل فوج کو لیکر لٹھا سب نے مل کر حریکے زلفین زمین پر آئی لڑتی بھڑتی چلی نمک ریز چادو سے سامنا ہوا اسنے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم اب کیا ارادہ ہو میں آپ کی خدمت کو حاضر ہوں زلفین نے گوکہ مارا نمک ریز نے کاٹا سحر کو دفع کر کے ایک دو ہتھکڑ زمین پر مارا ایسی گرد اڑی کہ زلفین خاموش ہو گئی نمک ریز نے زلفین کو گرفتار کیا اور لیکر بھاگا پہلوے کوہ میں آیا ایک تختہ سنگ پر بٹھا دیا اور کہا کہ کیوں ای زلفین اس وقت کی خبر نہ تھی اگر وصل ولیم کا قبول کرو تو صورت رہائی کی ہو زلفین نے کچھ جواب نہ دیا آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے دعا میں مانگا رہی ہو غرض کر رہی ہو کہ ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی اس آفت سے بچالے نظم

چرا نہ بندہ کند بر جبین عنایت ناز	کہ حق قبول کند ناز جملہ را بہ نیاز
نوشت کاتب قدرت بنامہ اعجاز	جدید صورت و شکل جدید تازہ طراز
ز نور حسن بہر دیدہ میرسد جلوہ *	ز سوز عشق بہر گوش میرسد آواز
خبر ز وحدت حق بے خبر نمیدارد	کہ ہست و اقصا این رمز نکتہ دان را
بہ بند بندگی حق نباشد آن بندہ *	کہ مبتلا سے ہوا باشد و مقید آرز
غریب و عاجز و مسکین بندہ خلکی	بدار و ہر کند بر کہ ام عورت ناز
ہلک ہند ازین نظم فارسی ہندی	نمود تازہ سخن را چو بیل شیراز

نمک ریز چاہتا ہو کہ زلفین کو قتل کر دین خیر پیسے ہوئے درار ہا ہو کہ رہا ہو کہ ای زلفین وصل ولیم قبول کرو ورنہ تم کو قتل کرونگا خیال تو کرو کہ تم نے مسلمان سے میل کیا اور ولیم کے وصل پر قدرت بھی تم سے خوش ہوئے اور تمہاری خطا معاف کریں گے زلفین جواب دیتی ہو کہ جو کیا وہ کیا ان کا قاتل بھی آتا ہی اگر ہم نہ ہونگے تو کیا ہوگا جو تیرے مزاج میں آئے وہ کرین ولیم کو نہ قبول کرونگی اسی وجہ میں میں جان دوں گی نمک ریز نے خیر کھینچا کہ زلفین کو قتل کر دین کہ پہلو سے آواز آئی کہ اونمک ریز کیا کرتا ہو خبردار خبر نہ مارتا تجھ کو پیغام آچکا

کہ زلفین مجھے راضی ہوئے انکار ظاہر کیا ہر کار کا ہر کنیزوں سے کہ آئی کہ میں زریچم و یلم ہوں کسی امر سے
 مجھ کو انکار نہیں نکم ریز نے پلٹ کر دیکھا کہ دلیلم غور و خراہو آتا ہے جھپٹ کر قریب نکم ریز کے
 پہونچا کہا اے نکم ریز وہ دیکھو ابر تیرہ و ناراٹھا ہے شاید خداوند آتے ہیں جیسے ہی نکم ریز
 پلٹا سیارہ نے خنجر مارا کہ نکم ریز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا زبان سے زلفین کی سوزن
 نکالی زلفین تڑپ کر اٹھی سیارہ کی تعریفیں کرنے لگی کہا اے سیارہ کیا کہنا کیا وقت پر پہونچے
 بیان و دلیلم نکل جانے سے زلفین کے کہ رہا ہے نکم ریز زلفین کو کہاں لے گیا کہ زلفین اگر آسمان
 پر چکی ماش کے دانے لشکر پر مارے دلیلم ہر طرف دوڑتا پھرتا ہوا اپنے ساحرون کو ہر چند بجاتا ہر
 مگر جس پر دانہ ماش کا پڑا وہ جل کر رہ گیا کہ صحرا سے گرد اڑی قاسم بھی آکر پہونچے نعرہ کر کے لشکر پر
 گرے نعرہ قاسم ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ بہ زخم تیغ برابرو نیزہ بہ ماہ بہ تر آب دم
 تیغ شستم زمین ہمہ باختر شد بہ زریچم اب جو قاسم آکر گرے فوج کو دہم دہم کر دیا مگر
 زلفین آنے سے قاسم کے گھبرا گئی حیران تھی کہ ایسا نہ ہو کہ قاسم کسی کے سحر میں پھنس جائیں یہ
 سوچ کر تڑپ کر گری قاسم کے گلے میں ایک موتیوں کا مالا بچھا دیا اور کہا کہ اب آپ پر کسی کا
 سحر تاثیر نہ کر سکا لڑتے بھڑتے نکل چلیے قاسم نے جم کر دو حملے کیے اور زلفین کو ساتھ لیا طرف
 صحرا کے محل گئے دلیلم نے پلٹ کر دیکھا کہ کئی ہزار ساحر مارے گئے اور زلفین نکل گئی حیران
 حیران دیکھ رہا تھا کہ ہر کاروں نے خیر دی کہ قاسم زلفین کو نکال لے گئے دلیلم نے کہا بھیر
 سمجھ لو نکال پلٹ کر قلعے میں آیا فوج کا انتظام کیا مگر قاسم زلفین جو چلے تھے اُسی بارغ میں آکر
 پہونچے کہ جس بلغ کو رنگین حصار کتنے ہیں رنگین جاو اب زلفین کا بارغ سے ملک ایک
 قلعہ ہو اُس میں رہتا ہے ہر کاروں نے اُسکو خیر دی کہ دختر آپ کی قاسم پر عاشق ہوئی
 ہو دلیلم جاو کو حکم خداوندی ملا تھا وہ گرفتار کر کے لے گیا تھا مگر قاسم اُسکو لڑ بھڑکے
 لاسے ہیں بارغ میں بیٹھے ہیں رنگین جاو یہ خبر سن کر بہت جھلایا کہتا تھا کہ قدرت نے یہ کیا
 کیا دلیلم کو کیوں حکم دیا وہ تو ہمیشہ سے میرا دشمن ہو میں سمجھ لیتا اگر میرے نام حکم آتا تو میں
 زلفین کو گرفتار کر کے روانہ کر دیتا قدرت کو تکلیف نہ ہوتی یہ کہ رہا ہے بالاسے قلعہ
 بیٹھا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ دلیلم جاو مع فوج کہیں جاتا ہے ہر کاروں سے

کہا دریافت تو کرو کہ یہ کہاں جاتا ہو پرکار سے گئے اور خبر لیکر آئے کہ یہ سر باغ رنگین حصار جاتا ہو رنگین جادو دس ہزار فوج لیکر قلعے سے نکلا راستہ روک کر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ اے دیلم آگے نہ بڑھنا ہر چند کہ اُس کیسو بریدہ نے حرکت خلافت کی مگر میں اُسکو سزا دے لوں گا دیلم نے پکار کر کہا کہ اے برا درناحق بزم ہوتے ہو مجکو قدرت نے حکم دیا ہو رنگین جادو نے کہا کہ میرے پاس کیوں نہ خبر بھیجی میں سمجھ لیتا دیلم مقابلہ رنگین میں اُتر پڑا جانبین میں طبل جنگی بجے جب دونوں لشکروں میں طبل جنگی بج گئے نو تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تہ اپنے اپنے سحر تیار کر رہے ہیں مگر ملازمان دیلم سحر درست کر رہے ہیں تیر و کمان دوش پر ڈالتے ہیں ہر ایک کا یہی قصد ہو کہ کل لشکر رنگین کو لوٹ لیں گے ایک کو زندہ نہ چھوڑیں گے کیا سمجھ کے قلعے سے نکلا ہو ہمارے مالک سے کب مقابلہ کر سکتا ہو دیلم کا وہ سحر ہو کہ زمین کو ہلا دینا قلعے میں کھس چلین گئے قلعہ بھی لوٹ لیں گے جانبین میں یہی ہنگامے ہیں کہ چار پہر ت گزر کر وہ وقت آیا نظم رخ شمع مائل بہ زردی ہوا ہلباس فلک لاجوردی ہوا ہموذن اذان سے ہوئے پہرہ مند ہوئی بانگ امداد کیر بلند ہو گئے ہونے آتھوں سے تارے نہان اٹھے لوگ لے لے کے انگڑیاں جب دونوں لشکر میدان میں آئے دیلم نے گیت اٹھالا اور پکار کر آواز دی کہ اے رنگین جادو اب ہم کو ثابت ہوا کہ تمھاری بیٹی نے جو قائم سے مل کیا ہو تو تم بھی اس فعل پر راضی ہو اب مقابلے میں آؤ رنگین جادو نے ایک ہزبر آتشیں طلب کیا اُسپر سوار ہو کر مقابلہ دیلم سے کیا آپس میں سحر چلنے لگے آخر دونوں لشکر آپس میں مل گئے مفلوب ہوئی اگرچہ دیلم لڑتا بھڑتا ہر مرتبہ مقابلہ رنگین میں آتا ہو لیکن ساحزج میں آجاتے ہیں مقابلہ نہیں ہوتا دونوں کو یہی ہوس ہو کہ کسی طرف مقابلہ ہو دیلم یہ جانتا ہو کہ میں رنگین کو مار لوں گا اور رنگین کو یہ خواہش ہو کہ میں دیلم کو قتل کر لوں گا ہر مرتبہ دو دو سحر چلے اور پھر الگ ہو گئے ایک مقام پر دیلم لڑ رہا ہو رنگین نے پشت پر سے آکر ہاتھ ہلایا برق تڑپ کر گری کہ خرم حیات دیلم کو جلادیا جب لشکر بے سردار ہوا تو رنگین نے سب کو شکست دی کچھ سا قتل ہوئے اور کچھ بھاگ گئے اور بعض نے اطاعت رنگین کی رنگین نے لاشے پڑے رہنے دیے بفتح و فیروزی پلاٹا قلعے میں آکر بیٹھا مصاحبوں سے صلاح کرنے لگا کہ یارو تم سب کی اب کیا

ارے ہوزلفین کو ایک نامہ لکھوں اگر وہ چلی آئے تو بہتر ہو سب نے کہا کہ وہ عشق میں قاسم کے
میسوت ہو رہی ہیں مناسب یہ ہو کہ چل کر گھیر لیجیے جب دباؤ پڑے گا تو ضرور اطاعت کرینگی اور
اگر نامہ لکھے گا تو آپ کا قول ضائع ہو گا لشکر لیکر چلے لشکر باغ کو گھیر لے گا آپ تنہا بیٹی کے پاس
جائے گا اور سمجھائے گا کیا تعجب ہو کہ آپ کی اطاعت کریں جب رنگین جادو نے مصاحبوں
سے یہ سنا فوج کو آراستہ کیا مگر پہلے نامہ بر کو بھی نامہ دیکر روانہ کیا اور اس سے کہا کہ اے نامہ ہرزیا
بھی کہنا کہ باپ نے تمہارے دلیلم کو قتل کیا اب مجھے خوف نہ کرو میرے پاس چلی آؤ نامہ دار ادر
چلا رنگین جادو نے لشکر تیار کیا اور تخت پر سوار ہوا یہاں زلفین جادو نہایت خوش اور
محفوظ ہو کہ ہر کاروں نے خبر دی کہ دلیلم ہاتھ سے رنگین کے مارا گیا اب رنگین لشکر لیکر آتا
ہو زلفین نے قاسم سے کہا کہ آپ تو مخفی ہو جائیں میں طریقے سے جنگ کرونگی قاسم نے کہا کہ
اے ملکہ عالم مردی سے یہ بعید ہو کہ ہم تو کنارے بیٹھیں اور تم برابر سے مقابلہ جاؤ قاسم نے نہ
قبول کیا تلوار ٹیک کر اٹھتے چاہتے تھے باہر جادین کہ آسمان سے ایک ساحر اُترا اُسے آکر نامہ
زلفین کے ہاتھ میں دیا نامے کو پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر زلفین نے نامہ دار کو جواب دیا
کہ ہمارے والد نامہ دار سے کہہ دینا کہ بہتر اسی میں ہو کہ قاسم کی شرکت کیجیے کتاب سوانحات
کو ملاحظہ فرمائیے کہ خود قدرت صاف صاف لکھ چکے ہیں کہ فلان سنہ میں زوال علمداری
قدرت ہو اور میں یہ ہرگز نہ مانونگی جو اُسے ہو سکے قصور نہ کریں نامہ دار نے دیر تک ٹکے
کو سمجھایا کہ ملکہ باپ سے سرکشی نہ کرو تمہاری حفاظت کے واسطے دلیلم کو مارا زلفین نے کہا کہ
اے نامہ دار زیادہ زبان درازی نہ کر جا کر جواب دے دے اگر چہاری موت اُن کے ہاتھ سے
ہو تو کیا چارہ اور اگر موت نہیں ہو تو کون ہم کو قتل کر سکتا ہو نامہ دار پلٹ گیا قاسم گھوڑے
پر سوار ہوئے زلفین دریائے سحر میں غوطہ مار کر مع کثیر دن کے باغ سے نکلی صفین جمائے
کھڑی ہوئی کہ صحرا سے گرد آڑی رنگین جادو آگے آگے پشت پر دس ہزار فوج آیا دور سے دیکھا
کہ قاسم مرکب پر سوار ہیں زلفین جادو مع چند کثیر ذکے سینہ سپر کیے ہوئے کھڑی ہو چاہتی ہو
کہ جنگ شروع ہو تو سحر کون قاسم قبضے پر ہاتھ ڈالے کھڑے ہیں مگر زلفین نے باپ کے سامنے
موتیوں کا مال لگے سے اُتار لگے میں قاسم سے پہنا دیا اور کہا اے شہر یار کسی کا سحر آپ پر ناخیر

نہ کیگا رنگین نے ساتھ والوں سے کہا کہ یارو تم نے دیکھا کہ اس کیسو بریدہ نے وہ مالا گلے میں
 قاسم کے ہنسا دیا کہ سامری بنا کر ہمارے خاندان کے سپرد کر گئے تھے کہ جب اسکو گلے میں ڈالو
 تو کسی کا سحر تاثر نہ کیگا مگر چار جانب سے گھیر کر ان دونوں کو گرفتار کر لو چار طرف سے فوج لینا
 لینا کہ چلی قاسم مرکب بڑھا کر آپٹے پلارک افراسیابی سے قتل کرنے لگے زلفین نے
 وہ سحر کیا کہ ابر تیرہ وتار آسمان پر آیا آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جل کر خاک ہوا تھوڑے
 عرصے میں لشکر رنگین نصف رہ گیا کنیزوں نے وہ سحر کیے کہ ہزاروں قتل ہوئے مگر قاسم لڑتے
 بھڑتے سامنے رنگین کے پہونچے رنگین نے کئی سحر کیے قاسم پر آگ برسائی مگر کوئی شعلہ لگنے
 قریب نہیں آیا مرکب اڑاتے ہوئے سامنے رنگین کے آئے رنگین نے جو قریب دیکھا ہاتھ تلوار
 کا مارا قاسم نے پلارک پر روکا اور اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر تلوار لگائی برق تڑپ کر گری
 کہ رنگین کا سر زخمی ہوا قاسم نے چاہا سر کاٹ لوں رنگین نے گھوڑا بھگایا اہل فوج بیچ میں
 آپٹے کئی سوجوان ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے رنگین آخر کار شکست کھا کر بھاگا زلفین
 نے ایک کنیز کو نامہ دیکر بھیجا کہا جا کر باوا جان کو سمجھانا کہ بہتر اسی میں ہو کہ ہماری شرکت کیجیے
 جو ساحر کہ جمشید کا ساتھ دیکھا وہ مارا جائیگا اور جو شریک مسلمانان ہوگا وہ عمدہ جلیل
 پائیگا اگر مناسب ہو تو چلے آئیے بصدق دل اطاعت کیجیے کنیز کو روانہ کیا کنیز نامہ لے کر
 چلی بیان رنگین جو شکست خوردہ آیا قلعے میں بیٹھا ہو مگر افسوس کر رہا ہو کہ یارو میں نے
 شکست کھائی بیٹی کے ہاتھ سے یہ ذلت اٹھائی اب کیا تدبیر کروں مصاحب کہ مدد ہے میں
 کہ پھر لشکر کشی کیجیے ایک مرتب جان دین گے مگر قدم نہ ہٹائیں گے اُن کو بھی معلوم ہووے کہ
 جنگ کرنے والے ایسے ہوتے ہیں یہ صلاحین ہو رہی ہیں کہ عرض ہوئی گلبدن نامے
 ایک کنیز ملکہ کی بھیجی ہوئی آئی ہو رنگین نے کنیز کو سامنے بلوایا نامہ لیکر پڑھا مضمون سے
 آگاہ ہو کر ساتھ والوں سے کہا کہ یارو بڑی شرم کی بات ہو کہ بیٹی سمجھاتی ہو میں اُسکا کہا
 قبول نہ کروں گا اُسکو گرفتار کر کے لاؤں گا تب اُسکو اختیار ہوگا اگر اطاعت قبول کی تو فیہا ورنہ
 اُسے قتل کروں گا سب نے کہا سرکار کو اختیار تو اسنے کنیز سے کہا کہ کہدینا اور نظر جو تھنے
 کیا وہ بہت خوب کیا میں تمھاری اطاعت نہ کروں گا کنیز روانہ ہو گئی مگر رنگین جادو تمام

دن سوچا کیا شام کو اپنے مقام سے اٹھا طرف باغ زلفین کے چلا یہاں وہ وقت ہو کہ قاسم مین
پر بیٹھے ہیں کنیزین وغیرہ پشت پر بیٹھی ہیں ایک کنیز گل رنگ نامی یہ اشعار بیٹھی گارہی ہر نظم

دے کہ بہر حسینان عدوے ما گرد	چسان بمر دم بیگانہ آشنا گرد
بہر دیار کہ گرد بلا بہر انگیزد	مرا بدیدہ امید تو تیا گرد
لکن تکبر دولت مناز بہر حشمت	کہ از ادا سے مخالفت غنی گدا گرد
ز دلغ درد جدائی دل فلک سوزد	دران زمان کہ دے از دلی جلا گرد
امن و محبت و در سر ہوا سے سودایش	کہ سایہ اش بسم سایہ ہما گرد

قاسم نے موتیوں کا مالا اُتار کر رکھ دیا ہو زلفین تو غافل بیٹھی ہو کہ آسمان سے نعرے کی آواز
آئی کہ منم رنگین جادو زلفین حیران ہو کر کہی قاسم کے پاؤں زمین نے تمام لیے سبارہ
نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ رنگین آسمان سے اتر آ کر زمینی کی کمر میں نیچہ دیا چاہا لے اُڑوں کہ پہلو سے
آواز آئی ہان ہان صاحب ذرا اٹھ جاؤ میری سُن لو خیر دار پر پرواز پیدا نہ کرنا ورنہ بہت
خلاف گذرے گا یہ کہ کرجست کر کے قریب آیا رنگین نے دیکھا ایک کنیز نو جوان ہنستی ہوئی آئی
ہو کہتی ہوئی کہ سامری کی عنایت خداوند جمشید ثانی ہر مقام پر مدد کرتے ہیں اس وقت میرے
ہوش و حواس مطلق درست نہیں ہیں ای رنگین مجھ کو بچالے عیار نے آکر مجھ کو حیران کیا مگر میں نے
اپنے کو بچایا تم میرے ساتھ چلو تو میں عیار کو گرفتار کر دوں رنگین ہنستا ہوا ہمراہ ہوا
راہ میں کنیز نے کہا کہ ای رنگین جادو جب وہ عیار نگوڑا مجھ کو ملا تو ہنس ہنس کے باتیں کرنے لگا
میں نے انکار کیا تب اُس نے نیچہ مارا شانہ میرا زخمی ہوا اب میں دل میں سوچی کہ چل کر رنگین جادو
سے اطلاع کروں میں نے تم سے آکر فریاد کی ہو چلو بتا دوں تم اُسے گرفتار کر لو ایسا نہ ہو وہ
بھاگ جائے رنگین کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کے قریب آکر کنیز نے کہا صاحب دیکھو وہ
سامنے بیٹھا ہوا زانے کپڑے پہن رہا ہو رنگین نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا کنیز نے ہنسر
کہا کہ آنکھوں کے آگے ناک سو جھکے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو تم سحر کرو زمین اُس کے پاؤں
تھام لے گی پھر تم کو دکھا دیں گے نگوڑے کو گرفتار کر کے قتل کر دین نیچہ مارنے کا بدلہ ملے تب
ثابت ہو کہ انجام کیا ہوا رنگین نے گولہ کمر سے نکالا اسم سحر پڑھ کے پھینکا کنیز نے حلقے کند

کے گلے میں ڈال دیے جھٹکا مارا اور حجاب مار کر بیہوش کیا پستارہ باندھ کر محفل میں لایا قاسم اپنے مقام پر بیٹھے ہیں زلفین جادو خاموش ہو کر فراموش ہو گیا رہے رنگین کو ایک نخل سے باندھا ہوا کیا کیا کیا کیوں کی رنگین قدرت پروردگار کو دیکھا کہ تم کو گرفتار کر دیا اب بہتر یہی ہو کہ اطاعت اسلام کرو ورنہ اب نہ چھوڑو گے ابھی قتل کرونگا رنگین سوچا کہ کئی نے سچ کہا تھا کہ زمانہ انقلاب آگیا خداوند چلا تبدیل کرنے کو ہیں انھیں کی اطاعت کرو تو جانا بچگی ورنہ نہیں معلوم فلک کیا رنگ دکھائے گا اپنا کیا ہوا آگے آئیگا اشارہ کیا کہ میں اطاعت کرتا ہوں سیارہ نے اُسکو گھول لایا زبان سے سوزن نکالی رنگین قدموں پر قائم کے گرا اطاعت اسلام قبول کی بیٹی سے کہا کہ اب قلعے میں چلو یہاں رہنا کیا ضرور ہو بیٹی اور قاسم کو ساتھ لیکر قلعے میں آیا سامان دعوت سمیٹا کیا ورجام بے اندیشہ انجام چلتے لگا ساقیان سین بلاق و مطریان خوش آواز جمع ہیں ناچ گانا ہو رہا ہو ایک نازنین خوش آواز بعد ناز وادایہ اشعار عاشقانہ بتاتا کر گار بھی ہو نظم

در دلم تا کی خیال خام دنیا بگذرد +	بر سرم تا چندان آشوب سودا بگذرد
بگذرد ہر گہ خیال عافیت در خاطر +	شعلہ آہ دلم از سقفت مینا بگذرد +
او محبت میفرزاید در سر بازار عشق +	بر سر عاشق ز رسوائی جو غوغا بگذرد
شب شود دہر روز بر امید فردا روز +	حیث این عمرے کہ بر امید فردا بگذرد
بعد ازین مخفی من و پاس دل فایغ زغم +	تا بہ کی عمر گرامی در تمنّا بگذرد +

قاسم خوش بیٹھے ہیں زلفین پہلو میں رنگین جادو تخت پر بیٹھا ہو کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا محفل کو دیکھ کر بھاگا رنگین نے گھبرا کر کہا کہ ای رنگین تنے دیکھا یہ طائر واسطے خبر کے یہاں آیا تھا رنگین نے کہا کہ سمجھا جائیگا مگر وہ طائر اڑتا ہوا سامنے جمشید ثانی کے پہونچا کچھ زمزمہ سرائی کی جمشید نے کہا اے غضب ہوا رنگین جادو بھی مطیع ہوا سب ساحر حکمرامی اپنی طاہر کر رہے ہیں مگر جسد بگڑو نگا سب کو قتل کر ڈالو نگا یہ بہ کر حکم دیا کہ کوئی ساحر تم میں سے ایسا جاسے کہ زلفین و رنگین و قاسم کو گرفتار کر کے لائے قاسم جادو اپنے مقام سے یہ کہہ کر اٹھا کہ ابھی سب کو لاتا ہوں یہ کہہ کے روانہ ہوا مگر پچاس ہزار فوج لیکر چلا آیا

رات بھر جلسہ رہا صبح کو سب سو گئے حسام اگر گرا فوج رنگین کو قتل کرنے لگا ہلڑ جو ہوا قاسم اپنے مقام سے اٹھے مرکب پر سوار ہوئے فوج سے لڑنے لگے مگر زلفین جو گھبرا کر اٹھی دیکھا کہ موتیوں کا مالا گھونٹی پر لٹکا ہی گھبرا کر کہا کہ ای شہر یا آپ غضب کرتے ہیں یہ تحفہ نایاب جبکو دستیاب ہو وہ اُسکی قدر نہ کرے جوش جبرأت میں جا پڑے اگر باپ کو اٹھایا رنگین جا دو سحر کرتا ہوا نکلا زلفین نے دیکھا قاسم جمع میں لڑ رہے ہیں حسام نے سحر کیا گھوڑا چلتے چلتے گر کا ہاتھ بھیڑ کر گیا حسام نے دور سے دیکھا کہ قاسم لڑتے لڑتے رُک گئے زلفین چھپ کر بلند ہوئی اُترتے اُترتے مالا پھنایا قاسم کے گلے میں جو مالا آیا جوش جبرأت زیادہ ہوا حسام نے اگر ہاتھ تلوار کا مارا سمجھا تھا کہ میرے سحر میں مبتلا ہیں قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاؤ سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا تلوار چپک کر گری سپر کو کاٹ کر سر حسام زخمی کیا حسام نے پکار کر آواز دی کہ یارو ما بدولت زخما رہوے تم سب مل کر اس جوان پر ٹوٹ پڑو گرفتار کر لو فوج نے بلوہ کیا ہر چند کہ قاسم شیرانہ لڑ رہے ہیں مگر پچاس ہزار ساحرون نے بلوہ کیا ہی کس کس کو قتل کریں زلفین نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم گھرے ہوئے ہیں مگر شتانہ لڑ رہے ہیں کئی سولائش گرد مرکب کے پڑا ہی قاسم کس دھوم سے لڑ رہے ہیں بقول شاعر فردرک خجودا گروہوں ہر دم از چرخ برین + رزم او میدید و میگفت آفرین صدا فرین + جی میں کہتی ہی ای زلفین جبرأت ان لوگوں پر ختم ہو کس دھوم سے لڑ رہے ہیں وہ علما و فوج کو مارا مگر فوج کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی ہر طرف سے ساحر سمٹ کر آ گئے ہیں بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگی کہ ای رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر لے

ہر کہ گرد از مال دنیا احتراز	بر رخش باب سعادت گشت باز
آدمی دارد بد نیاسے دنی +	عمر خود کوتاہ و امید دراز
صاف دارند از کدورت آئینہ	بندگان نیک سیرت پاک باز
زندگانی کن بسر ای زندہ دل	روز و شب در طاعت و عجز و نیاز
بندہ شوالی مالک ملک و منال	سر بند در سجدہ ای گزند فرار

بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہوتی مراد پر ہو چکا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل

از پردہ بیا بان گروے ہر خاست زلفین دیکھنے لگی سمجھی کہ حسام کا کوئی معین اور آیا سامنے آ کے
دامنہ گرد کا شگافہ ہوا دیکھا کہ ایک جادوگر گھوڑے پر سوار بارہ ہزار ساحران غدار شہت
پر بیٹے کروفر سے آتا ہوا قاسم کو جو لڑتے ہوئے دیکھا فوج سے اشارہ کیا کہ ان دشمنوں کو
مار لو آقاے نامدار لڑ رہے ہیں یہ کہہ کر اپنا گھوڑا بڑھایا لغرہ کیا کہ منہ اسلم جادو ایک طرف
سے آ کر جم کر جو سحر کیا آگ برسنے لگی حسام نے چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤں ایک طرف سے زلفین
نے آگ میرا دی ہو اور ایک طرف سے قاسم لڑ رہے ہیں ایک طرف سے اسلم نے وہ
سحر کیا کہ کچھ طائر پیدا ہوئے سروں پر چرخ مارنے لگے کچھ شیران صحرا کچھ ہننگان دریا
پیدا ہوئے انھوں نے ساحروں کو کھایا چیر چیر کھینک دیا مگر اسلم لڑتا بھڑتا قریب
قاسم کے آیا آ کے قدموں کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ ای آقاے نامدار وای مولائے قدوس کا
اکٹی دن سے آپ کو تلاش کر رہا تھا شکر ہو کہ خیر و عافیت سے آپ کو پایا یہ ساحر کون ہو
جو آپ سے جنگ کر رہا ہو قاسم نے یہ سب حال بیان کیا اسلم جادو نے جو زلفین و نگین
کو دیکھا کہا اے شہریار یہ ساحران زبردست آپ کو ملے ہیں اب میں جا کر حسام کو ماروں کہ
آپ کو ملت بلے یہ کہہ کے چھٹا سامنے حسام کے پہونچا سحر کر کے اُس کو ہٹایا ادھر سے حسام
آتا تھا ادھر سے قاسم پہونچے حسام نے جو قاسم کو دیکھا سحر کرنے لگا جب سحر کی تاثیر کچھ
نہ ہوئی تب اسنے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے خالی دے کر جواب میں ہاتھ تیغے کا مارا تیغہ جو
تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر تاج گرگا پہونچا حسام کے مرتے ہی فوج والے بھاگے لاشہ حسام کا
اٹھالے گئے دامن صحرا کو مثل دامن مادر جان کر درہ ہائے کوہ میں نچفی ہوئے قاسم بفتح و
فیر دزی پلٹے زلفین نے جو اسلم جادو کو ہرا مارا دیکھا بڑھ کر پوچھا کہ اے شہریار یہ تو
اسلم جادو ہو یہ تو اس طریقے سے آیا کہ میں نے اسکو نہ پہچانا خوب وقت پر آیا قاسم نے کہا یہ دل
سے مطیع ہو چکا ہو نہ زلفین نے کہا اب فوج معقول آپ کو ممکن ہوئی اب کوچ فرمائیے اور طرین
قصر ہفت رنگ کے چلیے یقین ہو کہ لڑائی پڑے اور جمشید کو بھی معلوم ہو کہ کسی سے مقابلہ
پڑا اپنی جان سے عاجز ہوگا قاسم سب لشکر کو لیکر قلعے میں آئے زنگین نے بڑی دھوم سے اسلم
کی دعوت کی جلسہ آراستہ ہوا تین دن لشکر اس مقام پر رہا تین دن کے بعد قاسم نے ان سب کو

ساتھ لیکر کوچ کیا باقی لشکر جو اور مقام پر تھا اسکو بھی ساتھ لیا بشوکت تمام طرف قہر ہفت رنگ کے چلے کہ پہونچنا ان کا گزارش ہو گا قاسم نے اپنے لشکر کا یہ انتظام کیا کہ تخت پر رنگین جادو کو سوار کیا ہر اور سپہ سالار اسلم جادو کو قرار دیا ہر اس شوکت و حشمت سے جاتے ہیں

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ اسلام کہ بشوکت تمام طرف جزیرہ بلاخیز کے جاتے ہیں پہونچنا ان کا تابہ جزیرہ مذکور اور حالات راہ وغیرہ و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا۔ وساقی نامہ تو تصنیف مصنف

پلا سا قیا اپنے خم سے وہ جام کہ جاتی ہی بلبل بھی گلزار میں کہ سب رنڈیخوار آباد ہوں کہ ہو میکہ میں خوشی کا سماں کہ آمد ہو ساقی میخوار کی مری طبع کو صاف یہ کھل گیا خوشی کا ہر اک سمت سامان ہو صدائیں خوشی کی نکلنے لگیں کیا میخوچون نے بھی آکر ہجوم ہر اک غنچہ گل کی شوکت ہوئی قمر رنگ محفل دگرگون ہوا	کہ ظاہر ہو میخوار پر یہ تمام بہم میکہ میں ہر اک شور و شر پہن کر و مسرور و دلشاد ہوں کسی سمت میخواروں کا ہی ہجوم خوشی جا کے بلبل نے اظہار کی کہ ساقی کی آمد ہی با صد خوشی مگر زلف دشمن پریشان ہو ہوا شور لو آگیا سا قیا ہوئی میکہ میں مبارک کی دھوم توانے یہ بلبل کے ظاہر ہوئے کہ ہر وقت تحریر عشرت فزا	کہ ساقی کی آمد ہو دربار میں کہ ساقی کو ہوئے نہ غم کی خبر کسی سمت ہوا ہر گوہر نشان کہ ہو میکہ میں خوشی کی یہ دھوم گلوں کو خوشی کا ہو سامان ملا کہ میخوار ملتے ہیں آکر سبھی ہوا کین فرح خیز چلنے لگیں ہر اک رنڈیخوار بھی خوش ہوا تہاں گلستان کو فرحت ہوئی کہ گلچین و صیاد حاضر ہوئے چہرہ گلچینان دوحہ تحریر و
---	--	---

تقریر و باغبانان گلستان جنت نظیر اس داستان شوکت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں مصنف
مرصع نگار فصاحت و ادب چنن مینگار دز کھاک و فادہ تحریر ہوتا ہو کہ بادشاہ با لشکر کثیر و جم غفیر
زندگدان دیر گاہ سے رہائی پاکر طرف جزیرہ بلاخیز کے جاتے ہیں لشکر ساحران وغیرہ ساحران ہوا
ہو بشوکت تمام صحرا سے رشک بہار میں پہونچے دیکھا کہ عجب طرح کا صحرا ہر گونے میں یہ ثابت
ہو تا ہو کہ درخت سرسبز و شاداب ہیں نہرین جا بجا لاجواب ہیں طائران زمزمہ سرا بخوش الحانی

صحرا میں اُتر رہے ہیں آہوان صحرائی گوشوں سے نکل نکل کر جنگل میں جست و خیز کرتے پھرتے ہیں ایک طرف کچھار ہر شیران فیلدر دھڑو کے لگا رہے ہیں کچھ پڑے سو رہے ہیں پھولوں کا زیر شجر انبار نئے طور کی بہار طائروں کی زمزمون میں پکار صاف ثابت ہوتا ہے کہ میخوار ٹپل رہے ہیں کسی جانب نخل ہائے موزوں سنبل بیچان مثل زلف مہوشان کسی جانب نرگس شہلا مثل دیدہ مہلقا ہر چمن میں مصروف ہے کسی جانب عشق بیچان کہ جسکا حال نہماں و عیان ظاہر ہے کہ بیچ و خم ہر کارنگ زلف مہوشان مٹاتا ہے کبھی بلبلوں کی زبان پر یہ ترانہ آتا ہے نظم

<p>پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پلے عندلیب سامنے آنکھوں کے گلچین نے اُجاڑا آشیان سیر کرنے کو اگر جائے ہمارا نازنین + قید سے کر دے رہا صیاد کو آجائے رحم فضل گل آئی ہو مجکو ای ستگر چھوڑ دے دیکھ لے یہ قد جو بوٹا سا ترا اوشع رو + صحن گلشن میں وہ رشک گل ہو محو خواب ناز روضہ شیر بھی سطوت ہر اک باغ بہشت</p>	<p>چھوڑ کر گلشن ترے کوچے میں آے عندلیب کس طرح غم سے نہ سرسرخا اُڑاے عندلیب توڑ کر گل صحن گلشن میں بچاے عندلیب داستان غم اگر دم بھر مٹناے عندلیب روز و صیاد سے یہ التجاے عندلیب بنکے پروانہ تری مغل میں آے عندلیب کوئی یہ کہہ دے نہ اتنا غل مجاے عندلیب نالہ ہر زائر کا ہو گویا صداے عندلیب</p>
--	--

بادشاہ حجاجہ نے جو وہ صحراے جنت نشان دیکھا شگفتہ ہو گئے فرمایا کہ ای قیروزہ آج لشکر اسی مقام پر اُترے کیونکہ آج کسی دن کے بعد یہ صحراے پُر فضا ملا ہو یقین ہے کہ فرحت تازہ ملے سرداروں کو قیروزہ نے روکا لشکر اُترنے لگا ایک طرف بارگاہ بادشاہ حجاجہ استاد ہوئی بادشاہ آکر تخت پر بیٹھے تاجداران عالی نژاد و سرداران والا نہاد گرد آکر بیٹھے ایک طرف میثاق کوہ گردان و خوشخوار بلند بالا وغیرہ ایک سمت شاہزادیاں کہ سحر و ساحری میں منہیز ہیں مثل ملکہ لالہ زار و ملکہ دریائے نوش و قمر عذار وغیرہ و ملکہ بحرین کہ جو منظور نظر میثاق ہی سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں گلچینی جمال بادشاہ حجاجہ کر رہے ہیں مگر اس صحرا کی حاکم و ناظم ملکہ گلنوش نرگسی چشم دربار جمشید میں حاضر ہے کہ بیٹھے جمشید تانی کو ملکہ یاسمن اور عنبر افشان یاد آئیں کہا کیوں صاحبو ہم نے یاسمن و عنبر افشان کو قید کیا ای گلنوش تم

جا کر سمجھاؤ گلنوش اٹھی مگرے میں آکر دونوں کو سمجھانے لگی دونوں مبہوت ہو رہی ہیں غصے سے جواب دیا کہ کیا بیہودہ کبتی ہے جمشید سے کہ کہ اپنی صورت بنو اے ہم سے پیغام نہ کرے گلنوش اگر جمشید سے کہنے کو تھی کہ آسمان پر برق چکی چند جادو گر نیاں تخت لالہ خونریز حاکم زندان دیر گاہ دوش پر اٹھائے ہوئے ہیں مگر ملکہ فراق میں بادشاہ کے تڑپ رہی ہو رات میں ہجر کی کس مشکل سے کاٹی ہیں سانسے جمشید ثانی کے آئی اس ادا سے سجدہ کیا کہ جمشید بقیار ہو گیا پوچھا کہ کیوں ای لالہ خونریز اس وقت کس مقام سے آنا ہوا لالہ خونریز نے عرض کی کہ زندان دیر گاہ ٹوٹ گیا ہر ایک قیدی چھوٹ گیا میں عرض کرنے کو آئی ہوں کہ وہ جو طریقہ تھا مٹا کہ گلنوش نے آگے خبر دی کہ یاسمن وغیرہ افشان انکار کرتی ہیں لالہ خونریز نے پوچھا کہ یا خداوند وہ شاہزادیاں کون ہیں گلنوش نے کہا کہ عاشق جمال بادشاہ حجابہ خداوندان کو گرفتار کر لائے ہیں چاہتے ہیں کہ اپنے قبضے میں کرین وصل حاصل ہو لالہ خونریز کا یہ حال سن کر ذل کا نپ گیا کہ خود مبتلا فراق ہی بادشاہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہو کر آیا خداوند میرے ہمراہ ان کو کر دیکھے میں انکو سمجھا کر راضی کر دوں گی اور تیور جو جمشید کے دیکھے کہ مجھ کو دیکھ کر بقیار ہو رہا ہے اشارے سے کہا کہ میں بھی حاضر ہوئی اور ان کو بھی سمجھا کر لاؤنگی جمشید یہ سن کر خوش ہو گیا کہا اے گلنوش ان دونوں شاہزادوں کو اور لالہ خونریز کو اپنے کوہ پر لجاؤ لالہ خونریز اقرار کرتی ہو کہ میں ان کو سمجھا کر حاضر خدمت مابعد دولت کر دوں گی تم بھی شرکت کرنا شاید وہ راہ پر آویں گلنوش نے ایک تخت تیار کیا لالہ خونریز تخت پر سوار ہوئی دونوں نفس بھی برابر رکھ کر یہ اشارے سے کہا یو اے گھبراہٹ میں تمھاری اعانت کر دوں گی بادشاہ سے ملاؤنگی مگر میرا بھی خیال رہے دونوں نے کہا کہ اے ملکہ عالم ہم جان و دل سے حاضر ہیں کئی مہینے سے قید ہیں تڑپ رہے ہیں دیدار شاہ سے محروم ہیں گلنوش تخت اُڑاتی ہوئی چلی جب گلنوش جا چکی تو چند طائر سانسے جمشید کے آگے کچھ زمزمہ سرائی کرنے لگے جمشید نے برہم ہو کر کہا کہ لو غضب ہو جس صحرا میں گلنوش گئی ہیں اسی صحرا میں لشکر بادشاہ فروکش ہو کوئی جلسے اور جا کر گلنوش سے کہے کہ اس صحرا سے چلی آؤ ایسا نہ ہو گلنوش بھی مبہوت ہو جلسے جمال بادشاہ نمودار ہوئے سحر ہر چند کنیز چلین کہ جا کر گلنوش کو خبر کریں مگر گلنوش لالہ خونریز وغیرہ کو لیے ہوئے برسر کوہ پہنچی دیکھا کہ

صحرایں روشنی ہو در یافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر سعد بن قباذ فروکش ہو فرشتہ بھجوا یا لالہ خونریز
 آکر بیٹھیں دونوں قفس سامنے رکھ لیے سمجھانے لگیں سمجھاتے سمجھاتے دونوں کی زبانوں سے سوزن
 نکالی دونوں تڑپ کر اٹھیں سحر کرنے لگیں ہنگامہ جنگ گرم ہوا گلنوش بدحواس ہو کہ یہ کیسا ہنگامہ
 ہوا اقتضائے کار سعد شہر یار بارگاہ میں اپنی بیٹھی تھے کہ دیکھا بالائے کوہ ہنگامہ ہوا شعلے بھڑکنے
 لگے آگ بر سر رہی ہو میثاق سے فرمایا ای میثاق ذرا خبر تو لو کہ بالائے کوہ یہ کیسا ہنگامہ
 ہو سب کے پہلے فیروزہ بن عمرو چلا بالائے کوہ پہونچا دیکھا کہ یاسمن اور عنبر افشان بڑے
 ترور و شور سے لڑ رہی ہیں چاہتی ہیں کہ لالہ خونریز کو بھی لے اڑیں مگر گلنوش بڑھنے نہیں دیتی
 فیروزہ کو یاد آیا کہ یہ وہی شاہزادیان ہیں کہ جنگ و جمشید گرفتار کر کے لے گیا تھا فیروزہ
 وہاں سے اتر خدمت شاہ میں آیا شاہ فوراً سوار ہوئے میثاق کوہ گردان اسوقت پہونچا
 کہ آسمان سے دیکھا کہ یاسمن و عنبر افشان گھری ہوئی ہیں گلنوش سحر کر رہی ہو لالہ خونریز
 سحر و ساحری سے ناواقف چہرہ اُداس ہو عالم یاس ہو دعائیں مانگ رہی ہو کہ ای مالک
 میرے رحم اپنا شریک کر مجھ کو اس بلا سے نجات دے دیدار فرحت آثار بادشاہ اسلام دکھائے ظلم

انتہارا انتہا غیر از تو نیست +	ابتدرا ابتدا غیر از تو نیست
صاحب صدق و صفا غیر از تو نیست	دوستان ہنگام مطلب دوست اند
مالک و حاجت روا غیر از تو نیست	وقت حاجت بندہ محتاج را +
چارہ ساز لاد و غیر از تو نیست	نیمست جز تو رافع درد جگر +
صاحب حمد و سخا غیر از تو نیست	از کہ جویدہ عاہل سوال +
در جہان فرمان روا غیر از تو نیست	در زمان حاکم بجز تو نیست کس
در خدائی اے خدا غیر از تو نیست	خالق و زراق و رب العالمین
دوست ہنگام بلا غیر از تو نیست	نیمست غیر از تو بہ غربت آشنا
بر کمال فضل تو امید واپہ +	ہست ہندی عاجز و زار و نزار +

اس بیقرا ری میں دعائیں کر رہی تھی کہ نعرۂ سعد شہر یار کی آواز آئی لالہ خونریز نے جو سر
 اٹھا کر دیکھا کہ بادشاہ جمچاہ لڑتے ہوئے آتے ہیں کھڑی ہو گئی بیتابی و بیقرا ری جو حد سے زیادہ

بڑھی دور سے بلائیں لینے لگی مگر میثاق جو چلا تھا اس وقت پہونچا کہ دونوں شاہزادیاں گھری ہوئی ہیں مگر ان پر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا اب تک لڑ بھڑک کر نکل جاتیں مگر چونکہ لالہ خونریز سر پہ لایا ہو کہ اگر ہم نکل گئے تو اس شاہزادی کے واسطے باعث خرابی ہو اگر سحر و ساحری جاتی ہوتی تو لڑ بھڑک کر نکل جاتی میثاق نے آتے ہی ایک گولہ مارا کہ آگ برسنے لگی مگر گلنوش نے جو نعرہ شاہ کی صدا سنی اور لالہ خونریز نے گھبرا کر کہا کہ لو بوا تمہارے مطلوب آگے گلنوش نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جہاں صدف شکن تیغوں جبری و بہادر صفوں کو درہم برہم کرتا ہوا آتا ہوا درجو مقابلے میں پہونچا علت شمشیر آبدار ہوا گلنوش نے بنگاہ غور چہرہ بے نظیر کو دیکھا جی میں کتنی ہر کہ یا سمن و عنبر افشان کی بقراری جیسے تھی ایسے آفتاب عالم تاب سے کیونکر روگردانی کریں اگر گلنوش انصاف شرط ہو مگر میثاق دوچار گولے پھینک کر قریب عنبر افشان آیا کہا لڑتی بھڑتی نکل چلو عنبر افشان نے کہا کہ اے میثاق عجب مشکل کا مقام ہو لالہ خونریز کہ مہتمم زندان ویر گاہ کی تھیں آخر وہ شعبہ مٹا گیا اور بوجہ کوشش خونریز ہم لوگوں نے رہائی پائی چونکہ وہ سحر نہیں جانتی ہیں تو کیونکر ہو سکتا ہو کہ ان کو دشمنوں سے چھوڑ دیں کنیز ان گلنوش بلوہ کر رہی ہیں ہم کو بھی خوف ہو کہ ایسا نہ ہو انہ کوئی زوال آجائے انھیں کی مہربانی سے ہم نے رہائی پائی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے سرداران بادشاہ حجاز لڑتے بھڑتے پہاڑ پر چڑھ آئے میثاق نے لالہ خونریز کو بچے میں دبا یا گلنوش نے ہر چند چاہا کہ میثاق کو روکوں مگر میثاق بلاے روزگار ہی ان ایسوں کے سحر کو کب مانتا ہو دو گولے ایسے مارے کہ زمین تھرا گئی گلنوش نے جو مجمع عظیم دیکھا گھبرا گئی اپنی جان کے خوف سے طبل باز گشت بجا و یا سرداران نامی نے جو صدائے طبل باز گشت سنی عنبر افشان و یا سمن کو بچ میں لیا لڑتے بھڑتے کوہ سے اترے بادشاہ تو اپنی بارگاہ میں آئے عنبر افشان و یا سمن کو جو شاہزادیوں نے دیکھا سب کی سب خوش ہو گئیں شاہ نے پوچھا کہ اے عنبر افشان و یا سمن اس قید میں بڑے صدمے اٹھائے دونوں نے عرض کی کہ لونڈیاں ہر وقت اسی خیال میں تھیں کہ شہنشاہ ہماری مدد کرے شکر کرتے ہیں کہ آپ ہی کی مدد سے رہائی پائی کہ بادشاہ نے گھبرا کر کہا کہ کیوں اے عنبر افشان لالہ خونریز پر کیا گذری شاہزادیوں نے عرض کی کہ میثاق اٹکواٹھا کر

لے گیا ہر جب تو ہم لوگ لڑتے بھڑتے نکل آئے اُنھیں کے سبب سے ہم لوگوں نے رہائی پائی جسوقت
 کہ میثاق نے اُن کو اٹھالیا تو ہم لوگ مطمئن ہوئے یہ ذکر تھا کہ میثاق آکر پہونچا لالہ خورشید کو اپنے
 ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے راہ میں جو ملکہ نے کہا کہ میں عاشق جمال شہریار ہوں میثاق نے
 کمال عزت و آبرو سے لالہ خورشید کو لیا خدمت میں پہونچایا شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ بارگاہ میں
 جا کر بیٹھو اور شاہزادوں کو حکم دیا کہ چند کنیزیں براے خدمت ملکہ عالم روانہ کر دو کئی کنیزیں
 کہ ہمراہ ہیں براے خدمت گزار می خدمت لالہ خورشید میں آئیں ملکہ بہ اطمینان فروکش ہوئیں
 مگر کنیزوں سے کہا کہ جا کر شہریار سے عرض کرو کہ ذرا آپ بھی تشریف لائیے میں مدت سے فراق
 دیدہ و بھران کشیدہ ہوں جمال جان آرا میرے ہر دھڑکنے میں کنیزوں نے جا کر سعد شہریار سے اطلاع
 کی سعد شہریار تشریف لائے لالہ خورشید سے حکایت و شکایت ہوئی ملکہ نے بہت شکوہ کیا
 کہ ای شہریار آپ نے ہماری خبر بھی نہ لی سعد نے فرمایا اُس روز سے آج تک ایک ساعت کی
 مہلت نہیں پائی تدبیر فتح طلسم میں مصروف ہوں دشمنوں کے زور و فوج کا آنا آٹھ پہر لڑائی
 رہتی ہو مجھے ایک لمحہ راحت نہیں پائی مگر اکثر تمہارا خیال آتا تھا کئی مرتبہ فیروزہ سے کہا کہ
 ملکہ عالم کا پتہ لگاؤ فیروزہ نے کہا کہ میں نے بہت جستجو کی مگر کہیں نشان نہیں ملا تب میں ناچار
 ہوا یہاں تو یہ کیفیت ہو مگر گلنوش جو بلٹی آکر شمار کیا تو معلوم ہوا کہ کئی ہزار کنیزیں قتل ہو گئیں
 مگر ہر مکان بادشاہ دل میں پیوستہ ہیں پریشان مٹی ہوئی کنیزوں سے کہ رہی ہو کہ کیوں حجاب
 اب کیا ہوگا میرا تو عجب حال ہو کنیزیں سمجھا رہی ہیں کہ داری ایسا نہ کیے شاید قدرت کو خبر ہو جا
 گلنوش نے کہا کہ قدرت کے اختیارات دیکھے آٹھ پہر خوف کرتے رہتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا
 کچھ اختیار رکھتے ہوتے تو معشوق کو اپنی میر سے ہمراہ کیوں کرتے مگر لالہ خورشید نے خوب ہی
 کمال کیا یہ ہر ایک کنیز کو حکم دیا جا کر دریافت تو کرو کہ ملکہ کیا کر رہی ہیں کنیز گئی تھوڑی دیر میں ہلکے
 آئی خبر دی کہ ملکہ لالہ خورشید نے سعد شہریار کو بلوایا ہر اُنھنے حکایت و شکایت ہو رہی ہو
 یہ سنکر ملکہ گلنوش اُنھیں کہا میں جاتی ہوں عرض کرونگی کہ مجھ کشتہ تیج حسرت کا علاج آپ نے
 نہ کیا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا تھیں پھر تمام کوہ پر گشت کی اور پلٹ گیا گلنوش نے کہا کہ خدا
 خیر کرے طائر نے چرخ مار کر ہوش اُڑا دیے مگر وہ طائر اُڑتا ہوا قصر مفت رنگ میں آیا اور

روز سرائی کرنے لگا جمشید نے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبہ غضب ہوا وہ جو میں نے جانتا تھا کہ افتاد
 چڑگی وہ ہی ہوا لڑائی پڑی گلنوش کو شکست حاصل ہوئی اب تدبیر ہو ہی ہو کہ میں بھی نکل جاؤں گوی
 ایسا ہو کہ جا کر اُسکو روکے اور گرفتار کر کے یہاں لائے یہ ہو کہ امشیر دن میں سے اسکے ایک پہلوان
 اٹھا کہ ساحر بھی ہے نظیر ہزار در زور میں بھی زیر دست ہو نام اسکا طویلاب خارہ سنگن ہر شے
 دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو گلنوش کو کشان کشان لاؤں جمشید ثانی نے حکم
 دیا کہ طویلاب جلدی کرنا لشکر بادشاہ زیر کوہ اُترا ہو طویلاب نے عرض کی کہ جلتے ہی ہوں
 گرفتار کرونگا اور لشکر سے بادشاہ کے لیکر آؤنگا ایسے ایسے لان و گزان کر کے طویلاب
 روانہ ہوا یہاں گلنوش مکر رہی ہو کنیزوں سے کہ رہی ہو کہ تم میں کوئی ایسا ہو کہ خدمت میں
 شاہ کی جائے اور میرا حال عرض کرے چند کنیزیں عرض کر رہی ہیں کہ واری ہم جائیں بادشاہ
 کو جا کر سمجھا دیں یقین ہو کہ خود تشریف لا دیں آپ کو بہ اعزاز لیجا دیں یہ ذکر تھا کہ طویلاب
 آکر پہونچا پہاڑ پر چڑھ آیا کنیزوں سے دریافت کیا کہ ملکہ عالم کہاں ہیں کنیزوں نے عرض کی کہ
 سامنے جو قصر ہو اُس میں تشریف رکھتی ہیں طویلاب اندر آیا آتے ہی گلنوش کا ہاتھ تھام لیا
 کہا امی ملکہ چلو تم کو خداوند نے بلایا ہو گلنوش کا چہرہ زرد ہو گیا کنیز جو سامنے کھڑی ہوئی تھی
 اُسکو اشارہ کیا کہ خدمت شاہ میں جا کر حاضر ہو اس معاملے کو بیان کرنا وہ کنیز بھاگی لیکن
 طویلاب ہاتھ ملکہ کا نہیں چھوڑتا دمدم بھی کہتا ہو کہ بہتر اسی میں ہو کہ چلی چلیے ایسا نہ ہو کہ
 آپ کو ملال ہو چنے گلنوش کہتی ہو کہ میں نے خطا کیا کی کہ جو مجھ پر بدعت ہو طویلاب نے کہا کہ ہم
 نہیں جانتے ہم کو حکم خداوند لا ہو کہ گلنوش کو گرفتار کر لاؤ گلنوش نے کہا کہ ہاتھ چھوڑ دو میں
 درباری کپڑے پہن لوں تب تمہارے ساتھ چلوں طویلاب کہتا ہو میں ہاتھ نہ چھوڑوں گا
 تخت سحر میرے ساتھ ہو اُسپر سوار ہو جب ہاتھ چھوڑونگا سامنے خداوند کے پہونچ کر عذر کر لینا
 اُن کو اختیار ہو جو مناسب جائیں گے وہ کریں گے طویلاب نہیں مانتا مگر کنیز گلنوش خدمت
 سعد شہر یار میں پہونچی بادشاہ لالہ خونریز سے باتیں کر رہے تھے اور فرماتے تھے کہ امی
 ملکہ عالم ایک سر ہزار سو دے ہیں کہ اُس کنیز نے آکر سلام کیا بادشاہ نے پوچھا تو کون ہو
 کنیز نے عرض کی کہ مجھ کو ملکہ گلنوش نے بھیجا ہو اور آپ کی خدمت میں عرض کی ہو کہ ایک پہلوان

از جانب جمشید ثانی میری گرفتاری کو آیا ہو چکا ہو اسکی بدعت سے بچائیے یہ شکر بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ مرکب تیار کرو فیروزہ فوراً مرکب لیکر حاضر ہوا بادشاہ سوار ہوئے اکیلے طرف پہاڑ کے چلے میثاق کوہ گردان کو ہر کاروں نے خبر دی کہ بادشاہ اکیلے جاتے ہیں میثاق اپنی بارگاہ سے نکل آیا پکار کر کہا کہ امی شہر یا ر آپ کہاں جاتے ہیں بادشاہ نے فرمایا ٹھہرو میں آتا ہوں میثاق نے کہا میں نہ مانو نگاہ میں ہمارا رکاب فیض انتساب رہو نگاہ غلام کی یہ مجال ہو کہ حضور کو اکیلے جانے دے اس عمرے میں اور شاہزادیاں بھی آئیں عنبر افشان نے آکر قدیون کو بوسہ دیا بحرین گرد پھرنے لگی عرض کی ہم ساتھ چلیں گے بادشاہ مجبور ہوئے فرمایا میں ناچار ہوں تم لوگ فرداً فرداً آنا سب سردار الگ ہوئے مگر میثاق سب کے آگے چلا گلغلو شہر اندر کر رہی ہو طولاب نہ مرتبہ ساتھ والوں سے کہتا ہو کہ ہتھکڑیاں بٹیریاں لاؤ گلغلو شہر کہتی ہو کہ امی طولاب ناحق مجھ کو قدرت ذلیل کرتے ہیں میں باغی نہیں ہوں قدرت سے بغاوت کر کے کہاں جاؤنگی جیسا حکم دو وہ بجلاؤں کہ میثاق آکر پہونچا برابر طولاب کے بیٹھ گیا کہا امی طولاب ہاتھ گلغلو شہر کا چھوڑ دو زبان کا کلام کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہو یہ زمین میں نہ سمجھو کہ زمین کو سحر آتا ہو اور کبھی کسی نے سحر سیکھا ہو طولاب تھرا گیا یا تم چھوڑ دیا کہا امی میثاق تھے یہ امید نہ تھی کہ جیسے ایسے کلام کرو گے میثاق نے کہا کہ ہم غلام بادشاہ حمجاہ ہیں ممکن نہیں کہ تم ان کو یہاں سے بچاؤ ہم نہ جانے دیں گے یہ ذکر تھا کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی کہ امی ملکہ عالم بادشاہ آگئے گلغلو شہر کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا کہ بادشاہ پردہ اٹھا کر اندر آئے قریب طولاب کے آکر کہا کہ امی طولاب تم کس وجہ سے آئے ہو طولاب نے کہا کہ حکم خداوند ہوا کہ ملکہ گلغلو شہر کو گرفتار کر لاؤ میں اسکے خلاف نہ کروں گا میثاق تھلتا ہوا قریب طولاب کے آیا گلغلو شہر سے اشارہ کیا کہ اٹھ آؤ ایک بات میں لو گلغلو شہر اٹھنی طولاب نے کہا کہ امی ملکہ کہاں چلیں بادشاہ نے طولاب کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا فرمایا امی طولاب ہم کو روکو عورت پر کیا دست انداز ہوتے ہو یہ بات مردی سے بعید ہو طولاب نے جھلکا کر کہا کہ امی بادشاہ حمجاہ آپ مجھ کو کیا سمجھے ہیں اگر بگڑ جاؤنگا تو سنبھالنا مشکل ہو گا بادشاہ نے فرمایا آپ بگڑ جائے ہم سنبھال لیں گے طولاب اپنے مقام سے بٹھا بادشاہ سے زور کرنے لگا بادشاہ نے کمر میں

ہاتھ ڈالا آپس میں کشتی ہونے لگی طولاب ہر چند چاہتا ہو کہ بزور قوت بادشاہ کو پکڑ لائے مگر
 پنجہ قابض نہیں ہوتا بادشاہ کئی مرتبہ طولاب کو پکڑ لائے مگر حجت کرنے کا ارادہ نہیں کیا مگر
 پھر ہاتھ رکھ کے دو تین گئے ایسے مارے کہ طولاب اپنی جان سے بیزار ہو گیا بمشکل نکلا دو چار
 مرتبہ بادشاہ جو طولاب کو پکڑ لائے میثاق وغیرہ کھڑے ہیں طولاب نے بدحواس ہو کر
 کہا کہ اے شہر یار ٹھہر جائیے میں باہر سے ہو کر آتا ہوں ذرا ہوا کھا آؤں بادشاہ نے چھوڑ دیا
 طولاب باہر نکلا دیکھا لشکر سے بادشاہ کے سرداروں کا تانتا بندھا ہوا ہو طولاب گھبرا
 افسران فرج سے کہا کہ اگر ہو سکے تو پہاڑ پر تم بلوہ کرو صرف بادشاہ کو بلوہ کر کے گرفتار کر لو باقی
 میں سب سے سمجھ لو نگاہ بادشاہ کے لشکر میں دو ساحر زبردست ہیں خوشخوار و میثاق ان کو
 بہ مکر گرفتار کر لو نگاہ اور سب کو بجز اُن تیر کر دو نگاہ یہ سن کر فرج نے بلوہ کیا بادشاہ نے جو ہرٹنا
 فرمایا کہ اے میثاق دیکھو تو یہ کیسا ہنگامہ ہے میثاق نے باہر آ کر دیکھا کہ طولاب نے بلوہ
 کر دیا ہو پہاڑ پر سرداران نامی سے تلوار چل رہی ہو میثاق آ کر پہونچا اور آواز دی کہ
 اے طولاب یہ تم نے کیا حرکت کی کہ فقرے سے باہر آئے اور یہاں آ کر بلوہ کر دیا معلوم ہوتا
 ہو کہ تم اپنی جان مفت دو گے طولاب نے میثاق کو لٹکا کر کہ اے میثاق تجھ کو ہمارے فعل
 میں کیا دخل ہو ہم کو جو قدرت نے حکم دیا ہو وہ بجالا دیں گے جس طرح ہو سکیا کہ وہ کو شش
 کر گیا کیا تو مجھ کو صرف پہلوان جانتا ہو میں پہلوان بھی ہوں اور سحر و ساحری میں بھی معید و
 بے نظیر ہوں میثاق نے کہا کہ کوئی بھڑک رہا ہے بھی ذرا حجاب و غرائب دیکھیں جس کام کو تم آئے
 وہ کام تو تمہارا نہ نکلا گلنوش کو نہ لے جا سکے اب گلنوش بخدمت شاہ حاضر ہو اگر خود جمہیدی
 بھی اپنے مقام سے آئے تو اُس پر قابض ہو طولاب نے میثاق پر گولہ مارا میثاق نے گولہ کاٹا
 اور ایک دو ہتھکڑی زمین پر مار دیا زمین تھرائی ایک آواز آئی کہ اے میثاق میں حاضر ہوں
 میثاق نے جواب دیا یہ تمہارا ہی کام ہو انھیں شعبہ وں میں نام ہو کہ صحرا سے گرد اڑی
 اور ایک آواز معقول آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گارہا ہوں

اے صنم لطف تجھ پر دے کی ملاقات میں کیا
 شک ہو اے نالہ دل تیری کرامات میں کیا

جیکہ رسوا ہوے انکار ہی سچ بات میں کیا
 یا سنے وعدہ فردا سے قیامت تو کیا ہو

کوئی تنجانے کو جانا ہی کوئی کہنے کو ۰ ۰	پھر رسہ گہر و مسلمان ہیں تری گھات میں کیا
اک مدت سے ہوں سائل تیرے دروازے پر	یوسہ یا گالی ملیگی تری خیرات میں کیا
دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف	ایسا پلٹنا تھا خلل یار کی اوقات میں کیا
پرٹھ کے خط اور بھی مایوس ہوئے وصل سے ہم	یار نے بھی اس سفر سے ہمیں سوغات میں کیا
آتش مست جو مل جائے تو پوچھوں اُس سے	تو نے کیفت اٹھائی ہو خرابات میں کیا

اُس نازنین نے اگر طولاب کا ہاتھ تھام لیا کہ صاحب باغ فرح افزا میں چلو وہاں تک گل بوٹے
 تھمارے مشتاق ہیں ذرا تھک چکی تو معلوم ہو کہ میں کیا تکلیف اٹھا کر آئی تھا کہ طولاب بگڑا ہوا ہو
 میں نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو دشمنوں سے جنگ ہو جائے تو باعث خرابی ہو عاشق کو سب طرح
 مشکل ہو طولاب اُس نازنین کے ساتھ روانہ ہوا مشتاق نے اگر گلنوش سے کہا کہ ملکہ تم کو وہ
 سے ہمراہ شہر یار اتر چلو بعد ٹھوڑی دیر کے وہ پلٹے گا اب جو آئیگا تو اور رنگ میں ہو گا ملکہ
 گلنوش نے اُسی وقت کنیزوں کو ساتھ لیا اسباب وغیرہ بار کر کے ہمراہ بادشاہ کے کوہ سے
 اُتر آئی لشکر میں بادشاہ کے بعیش و فرحت رہنے لگی مگر وہ نازنین طولاب کو ساتھ لے کر
 صحرا میں آئی کہا آگے جاؤ دروازہ باغ فرح افزا کا ملیگا وہاں ٹھہرو میں بھی آتی ہوں یہ کہہ کے
 وہ نازنین رخصت ہوئی طولاب حیران و پریشان و سرگردان اُس صحرا سے نکلا سامنے سے
 دروازہ باغ کا دکھائی دیا چاہا کہ بلغ میں جاؤں دروازہ باغ کا بند ہو گیا طولاب دروازے
 پر کھڑا ہوا سر ٹکرا رہا ہوا اور دم بندم پکارتا ہو کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تم
 کہاں چلی گئیں دروازہ باغ کا کھولو تو میں باغ میں داخل ہوں کہ ایک طاہر ز فیلمین ہا تھا ہوا
 آیا اگر دسر طولاب چرخ مارا اور چلا گیا طولاب کو ہوش آیا حیران تھا کہ میں یہاں کیوں کر
 پہونچا کہ صحرا سے گرد آؤی لشکر اسکا شدت تشکی سے بیقرار و پریشان و حیران آکر پہونچا طولاب
 نے لشکر کو ساتھ لیا بغیظ و غضب تمام پلٹا بادشاہ بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ طولاب با فوج گراں
 مقابلے میں آکر اُترا پہاڑ کو ویران پایا خبر سنی کہ ملکہ گلنوش داخل لشکر بادشاہ ہیں ایک
 نامہ لکھا کہ ای بادشاہ حجاجہ میں گلنوش کو لینے آیا تھا گلنوش آپ کے لشکر میں چلی آئیں
 ان کو روانہ کر دیجیے ورنہ قیامت برپا کرونگا بادشاہ نے اُلچی کو جواب دیا کہ جا کر اپنے مالک سے

کہو کہ جو کچھ ہوسکے قصور نہ کر و طولاب نے جو یہ خبر سنی طبل جنگی بجوا دیا تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گزر کر وہ وقت آیا الطم یکا یک ہوا ان سحر کا ظہور ہوا اڑا اشیاء نے سے طاؤس نور ہ وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ بہت گر بخوار روشن نگاہ سپہ کی علامت سپیدہ ہوا نشان آگے آگے خط صبح کا کیا بد بخلق پیر آشکار کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بادشاہ کے ساتھ ساحرون کا جماد و ہر شاہزادیاں طاؤسان زرین بال پر سوا گلنوش سب کے ساتھ ساتھ ہو کبھی رکاب بادشاہ پر ہاتھ رکھ دیتی ہو گری میثاق کوہ گردان سکے آگے بڑھا ہوا اکل لشکر کا انتظام کرتا ہوا آتا ہوا دھڑ سے طولاب آکر پہونچا گینڈا میدان میں کیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلتے اور آکر مقابلہ کرے میثاق گھوڑے کے بڑھا کر خدمت شاہ میں آیا عرض کی غلام کو خست ملے کہ جا کر اس مغرور کو سمجھا دوں اگلے ایسے کے ساتھ کروں کہ اپنی جان دے میں جانتا تھا کہ یہ لپٹ کر نہ آئیگا مگر جہشید کو معلوم ہوا اُس نے طائر سحر کو روانہ کیا اُس نے جا کر سحر اتار دیا تب یہ بہانہ نکال پھر آیا میثاق یہ کہہ کر مقابلہ طولاب میں پہونچا طولاب نے دیکھتے ہی گولہ مارا میثاق نے گولہ کاٹ دیا جو سحر طولاب نے کیا میثاق نے اُسکو یہ آسانی دے کر دیا کہ طولاب نے جب پانچ چار سحر کیے تو میثاق نے طرف صحرا کے دیکھا اور پکار کر آواز دی کہ ای نگہبان ظلمات جلد آؤ اس مغرور سے آکر مقابلہ کر دیہ جو پکار کر میثاق نے کہا دیکھا جنگل سے ایک زنگی قومی تن و قوی من سلاح جسم پر آراستہ اکڑتا ہوا آتا ہوتا ہے ہی پکار کر آواز دی کہ ای وزیر اعظم کیا حکم ہوتا ہے میثاق نے پکار کر آواز دی تمکو تکلیف دی ہو کہ طولاب سے مقابلہ کرو مگر غوب سمجھ کر لڑنا یہ ساحر مغرور ہو عقل و فراست سے بہت دور ہو کسی فن میں کمی نہ کرنا زنگی نے عرض کی اس طور سے مقابلہ کروں کہ اُسکو یہی گمان ہو کہ پہلوان سے لڑ رہا ہوں یہ کہہ کر وہ زنگی ٹہلتا ہوا سامنے طولاب کے آیا پکار کر آواز دی کہ او نامر و فر و بیار انچہ داری زمر دی نشان بہ کمان کیانی و گر زگران ہ طولاب نے نیزہ مارا زنگی نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی زنگی لطف سے لڑ رہا ہو بعد ٹھوڑی دیر کے زنگی نے گلو گاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ طولاب کا توڑ کر پھینکا طولاب نے دیکھا کہ نیزہ ٹوٹا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خیر دار خبردار کہہ کر ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے سپر پر گناٹھا

اُلجھا دے ہاتھ نکال کر خیردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا طولاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیرے
 ترپ کر کر اسپر کو کاٹا سر پر گرا جگر گاہ تک تلوار پہنچی صندوق سینہ کھل گیا طولاب گینڈے سے
 گرا مگر صندوق سینہ سے ایک طاووس نکلا اڑتا ہوا وطن جمشید کے چلا میثاق میدان کارزار میں
 جھوم رہا تھا کہ پکار کر آواز دی اور جمشید پرستان اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے میں
 آئے بھائی طولاب کا بیتاب جادو کہ صفت پر کھڑا تھا گھوڑے کو اڑاتا ہوا میدان میں آیا
 پکار کر آواز دی کہ امیر شہنشاہ ساحران سحر کیجیے میثاق نے کہا کہ یہی زندگی تمہارے مقابلے
 کو کافی ہے بیتاب نے پیشانی پر نشتر مارا خون چلو میں لیکر زندگی پر کھینچ مارا زندگی کے بدن سے
 آگ نکلی جل جل کر خاک ہوا باقی خون لیکر میثاق پر پھینکا میثاق نے کچھ اسم سحر پڑھ کر خون کو پلٹایا
 وہ خون پلٹ کر جسم بیتاب پر پڑا کہ چند آبلے پڑ گئے بیتاب بہت بیقرار ہوا کہ سارے جسم میں
 ایک آگ لگی ہوئی ہو میثاق نے اشارہ کیا کہ کیوں بیتاب اسی سحر پر خاتمہ ہے بیتاب نے کہا
 کہ امیر وزیر اعظم تھے بڑی شکوہ کی کہ قدرت سے جدا ہو کر شریک مسلمان ہوئے اب تم ہی
 سوچو کہ اگر تم نہ شریک ہوتے تو تیرے ہائے جلیل ملتے میثاق نے جواب دیا ادنا مینا آنکھیں اپنی
 گھول کر خیال تو کر کہ جمشید تانی گندہ جہنم ہو کو نسا فخر اُس میں پایا جاتا ہے اپنے سحر پر اسکو دھونڈ
 ہو تم بھی سحر جانتے ہو میں کبھی سحر جانتا ہوں خدا وہ ہے کہ جسکا کوئی شریک نہیں بقول شاعر فرد
 ہر گیا ہے کہ ہر زمین رویدہ وحدہ لا شریک لہ گویدہ امی بیتاب میں سب کو ہٹا دوں حضرت
 میرے تیرے مقابلے ہو تو جمشید کو پکار میں وحدہ لا شریک سے عرض کروں دیکھ تو کسکی مراد حاصل
 ہوئی ہر سب حال کھل جائیگا میں کر طولاب نے ایک کور اگھڑا اٹھا لیا اسکو چرخ دیکر طرف
 میثاق کے پھینکا میثاق نے یا رحیم و یا کریم کہہ کر اسی گھڑے پر گولہ مارا کہ گھڑا ٹوٹ گیا گھڑے
 کے ٹوٹنے سے بیتاب کے منہ پر ہوا میاں اُڑنے لگیں ہاتھ پائوں میں رعشہ آگیا میثاق نے
 وہ گھڑا توڑ کر آواز دی کہ امی طاووس سامری اپنا رنگ دکھا گھڑے کے ٹکڑے جو پڑے تھے اُٹکو جنبش
 ہوئی ایک طاووس نکلا گرد بیتاب چرخ مار کر اڑتا ہوا وطن جمشید کے چلا بیتاب نے گھوڑا
 مہمیز کیا طرف اُس طاووس کے چلا تیر و کمان ہاتھ میں رہن جو میں طاووس کی جاتا ہے میثاق نے
 پکار کر آواز دی کہ امی بیتاب اب نہ آنا مگر طاووس جا کر ایک نخل پر بیٹھا بیتاب نے تیرا راہ

تیر بہشت کو طائوس کی توڑ کر پار گذرا طائوس زمین پر گر کر جل جل کر خاک ہوا بعد اُس طائوس کے دوسرا طائر آ کر نخل پر بیٹھا نہ مرسہ سرائی کرنے لگا بیتاب کو بہت ناگوار ہوا پھر تیر تر کش سے نکالا پھر کمان میں پیوست کر کے اُس طائر کو چار طائرس کے کرتے ہی بیتاب نے اُسکو ذبح کیا کباب لگا سے بیٹھ کر زیر نخل کھائے کباب کھا کر ایک جوش و خروش ہوا طرف صحرائے چلا اکڑتا ہوا مونچھون پر تانہ پھینتا ہوا تختہ راز راستہ طے کیا تھا کہ ایک باغ دکھائی دیا جیسے ہی قریب پہونچا دروازہ باغ کا بنے ہو گیا بیتاب بہشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھا دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہو وسط باغ میں فرش بچھا ہوا اسپر ایک مہر جبین دوازدہ سالہ بیٹھی ہو صد ہا کنیزین عمدے ہاتھوں میں بیہ گرد اُس نازنین کے بیٹھی ہیں مگر بیتاب نے جو اُس مہر جبین کو دیکھا سینے سینے ہو گیا چاہتا ہو کہ جا کر قدموں پر گر کر گرد پھرون دیوار سے اُتر آسانے اُس نازنین کے آیا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا اُس جبین نے پوچھا کہ کیوں خیر تو ہو امی شخص کیا چاہتا ہو بیتاب نے کہا کہ امی جان جہان دایہ آرام دل مشتاقان میری جان تمہر جاتی ہو اُس ازنین نے کہا اُو بیٹھو بیتاب پہلو میں بیٹھا چاہا گلے میں ہاتھ ڈال دیا اُس نازنین نے ایک تماخیر مارا اور کہا کہ او بیتاب کیون اسقدر بیقرار ہو تا کہ اول تو کئی شرطیں باقی ہیں ایک شرط کو بھی اُن دین سے پورا کر تو وصل تیر اختیار کر دوں بیتاب نے کہا کہ آپ شرط بتائیے اگر کہیے تو آسمان سے تارے توڑ لاؤں پلکوں سے جاروب کشی کر دوں تم کو سر پر بٹھاؤں اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ امی بیتاب ہم تو تم سے راضی ہیں مگر جمشید ثانی منع کرتا ہو اگر تم سے ہو سکے تو قصر ہفت رنگت میں جاؤ اور جمشید کا سر لاؤ تو میری تمھاری شادی ہو جائے بیتاب نے کہا ابھی جا کر اسکا سر لا تا ہوں مگر کیوں صاحب وہ کیوں منع کرتا ہو اُس نازنین نے مسکرا کر کہا وہ بھی مجھ کو چاہتے ہیں اکثر پیغام بھیجا کہ ہم بھی مرتے ہیں مگر تمہیں کیا چاہنے والا جب مجھ کو ملے تو میں اُس نگوڑے کو کب قبول کر دوں گی تم ایسا عاشق مجھ کو کاسے کو لے گیا میں ہر وقت خدمت میں رہوں گی جفا میں تمھاری سمونگی بیتاب بیقرار ہو کر چہار جانب دیکھا ہو کبھی چار اٹھتا ہو کہ یا خداوند جمشید ثانی ظلم و بدعت کے بانی کیا کیا رنگ دکھاتا ہو کس کس صورت میں سامنے آتا ہو دل بیقرار ہوا بابتا ہو یہی چی چاہتا ہو کہ خاک پالیکر تو تیلے چشم بنائیں گرد پھرون تصدق و نثار ہوں یہ کہتا ہوا نخل کے سائے سے نکلا ایک طائر فقیر شاخ نخل پر بیٹھا تھا

چکار اٹھا کہ ای بادی پہلے یاس و حسرت و ایزرہ و جادہ اندوہ و مصیبت تم کو مناسب یہ ہو کہ بھائی سیر کر کے قصر ہفت رنگ میں جاؤ اور جا کر جمشید ثانی کا سر کاٹ لاؤ یہ جو آواز کان میں بیتاب کے آئی اب تو تیغہ تولتا ہوا دوڑا نٹتا ہوا جاتا ہوا در سحر اپنا خوب یاد کر کے ایک ابر بنایا اور اُس میں ہزار ہا تیر و خجرو سان ہلے نیزہ و پیکان تیر و گرز وغیرہ انسان کے ہلاک کرنے والے آئے بھر کر آسمان پر اڑا دیا اور پکار کر آواز دی کہ وقت کا انتظار رہے ابر سے جواب میں صدا آئی کہ بہت بہترین ہر وقت حاضر ہوں یہ سُکر اور زیادہ خوش ہو جاؤ طرہ قصر ہفت رنگ کے چلا اور یوں کہی سر شاہانِ طلیل دربار میں جمشید ثانی کے حاضر ہون اور جمشید تخت پر بیٹھا ہو یہی ذکر ہو رہا ہو جمشید کہتا ہو کہ بیتاب کی فکر نے بیقرار کیا ہے تو اول اُسکے بھائی کی اُلٹ پھیر میں رہا چونکہ وہ مارا گیا اب اسکی فکر و انگیر ہوئی ہو دیکھیے کیا رنگ لاتا ہو لیکن ساحر ہوشیار ہو کر ہمیشہ بڑا کار گزار ہو سحر مضبوط کرے گا ورنہ چاہتے تھے کہ کچھ جواب میں عرض کریں کہ یکا یک لشکر میں بڑھو اتلو اور تیر و خجرو سمون پر برسنے لگے جسکے سر پر پڑا وہ ہلاک ہوا بڑے بڑے ساحران نامی کا قصہ پاک ہوا کہ چو بدار نے بڑھ کر عرض کی کہ بیتاب جو ہمراہ طولاب کے براے گرفتاری گلتوش گیا تھا طولاب تو آرا گیا اب بیتاب بھائی اُسکا مسخ ہو کر آیا ہو گئی سو جادو گر اُس کے ہاتھ سے مارے گئے اب وہ آپ کے لشکر پر آ پڑا ہو اور ایک ابر اُسکے ساتھ ہو اُسہیں سے تیر و خجرو تیر و نیزہ برستے ہیں جسکے سبب سے بہت سے آدمی ہلاک ہوئے اور تمام لشکر خداوندی تباہ ہو رہا ہو جمشید نے جھولی سے ایک کاغذ نکالا اُسکو چاک کیا یہاں بیتاب کے سر پر جو ابر سیاہ تھا وہ غائب ہوا چند روئی کے گالے سیاہ بنے پھر وہ گالے آسمان سے زمین پر گرے بیتاب بہت گھبرا یا پکار کر جمشید ثانی کو گالیان دینے لگا الفاظِ شانِ خداوندی کے جمشید نے جو یہ آواز سنی اور اسے جو جمشید کو دیکھا تیغ کھینچ کر دوڑا آتا ہوا کہ سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ کر خدمتِ معشوق میں لیجاؤں جمشید ثانی نے کہا بچہ آؤ تو بیتاب نے قریب آکر تلوار کا ہاتھ مارا جمشید ثانی نے باڑھ بچا کر کلانی پر ہاتھ ڈال دیا داسے ہاتھ سے تانچہ مارا کہ سر بیتاب کا اُڑ گیا اندھیرا ہوا صدائیں مہیب آنے لگیں آواز آئی کشتی مرا

نام من بیتاب جادو بود جمشید تو خاموش ہو کر بیٹھا لیکن میثاق کوہ گردان کہ خدمت شاہین حاضر ہو وہاں جسوقت بیتاب مرا اور ہر ہر راہ عدم و شعلہ افروز نار جنم ہوا میثاق ہنسا سرداروان نے پوچھا کہ ای وزیر اعظم بے وجہ کس لیے ہنستے ہو کوئی وجہ ہوگی میثاق نے کہا بآپ یہ ہوا کہ بیتاب کو جمشید ثانی نے مارا اور پھر بیتاب کی لاش پر بیتاب ہوتا تھا ڈاٹھین مار مار کر روتا تھا سب خاموش ہو رہے مگر یہاں فوج پر طولاب کے یہ معرکہ گذرا کہ جب طولاب مارا گیا اور بیتاب اسکا بھائی مسخو ہو کر طرف جنگل کے روانہ ہوا تو افسران فوج نے طبل باز گشت بجا دیا اپنی اپنی بارگاہوں میں داخل ہوئے دونوں لشکر جانین کے اترے ہوئے ہن جمشید نے بعد مارے جانے بیتاب کے حکم دیا کہ آیا کوئی تم میں سے ایسا ہو کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے اور خون طولاب و بیتاب کا بدلہ لے شیخیم جادو زمرہ مصاحبوں سے اٹھا سامنے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو میں طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤں یہ کہ کر شیخیم جادو تخت پر سوار ہوا تخت اڑا تا ہوا باہر نکلا کئی بادشاہ طبل با فوج قاہرہ آئے ہن اور گرد قصر ہفت رنگ اترے ہوئے ہن طلائیہ دے رہے ہن لیکن کاؤس تاجدار کہ بڑا بہادر شاہ ہو مرکب عربی پر سوار تاج سر پر رکھے ہوئے بازار دن کا انتظام کرتا پھر تاہو کاؤس تاجدار انتظام کر کے ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرا سنے دیکھا کہ جانب تھر ہفت رنگ سے گرد اڑی کاؤس نے حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ یہ فوج ساحران کیوں آتی ہوا اور کہاں جا ئیگی عیار اس کا طاؤس تیز رو برائے خبر گیا اور ٹھوڑی دیر میں واپس آیا اسے عرض کی کہ شیخیم جادو مصاحب خداوند جمشید ثانی ہو قصر ہفت رنگ سے برائے گرفتاری طلسم کشا نکلا ہو کاؤس کھڑا دیکھا کیا جب وہ لشکر سائے سے گزرا تو سوچا کہ ان کو قتل کروں قدرت نے میرے آنے کو کیا سمجھا کہ اور ساحرون کو روانہ کیا مجھے کیوں نہ اطلاع کی کہ میں جا کر سب کو ایک آن واحد میں گرفتار کر لاتا یہ سوچ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک سیاہ کپڑا نکالا اس کو سحر کر کے اڑایا پھر کچھ سحر کیا وہ لکھتا ہر بن کر نیا ہوا ابرو ہواں دھار رعد کی گرج برقی کی چمک وہ اگر لشکر شیخیم پر چھا یا اور اسیں سے بوندیان پڑنے لگیں جسپر قطرہ پڑا وہ مثل قطرہ آب زمیں میں جذب ہو گیا اسی طرح پھر

ہزار ہا جادوگر لشکر شخیم کے مارے گئے جب شخیم نے دیکھا کہ آسمان سے پانی برس رہا ہو اور ایک
ابر تیرہ دوتا ر لشکر پر چھایا ہوا ہو گویا اٹھا کر ابر پر مارا کہ ابر کو توڑ کر گولہ پار گزرا پھر گولے نے قصد
کیا تھا کہ تڑپ کر گر دن کہ ایک نہرہ پنجہ پیدا ہوا گولے کو پکڑ کر لے گیا اور آواز دے گیا کہ دیکھ
مجھے لکڑی سب سحر ہمارے دیکھے ہوئے ہیں شخیم جادو نے دیکھا کہ گولہ میرا غائب ہو گیا قصد
کیا کہ اور گولہ نکالوں کہ یکایک آواز آئی کہ ای حریق آتش اشتیاق و ای غریق لمحہ فراق
کیون کہ رو کاوش کرتا ہو سحر تیرا تاثیر نہ کریگا شخیم رکا اور یہ آواز سن کر بہت گھبرایا جھولی سے
ایک بتی سنہری نکالی اُس سے پوچھا کہ مجھے کون روک رہا ہو بتی نے کہا میرا ہلا یہ کاؤس تاجدار
کہ بادشاہ جلیل ہو وہ تمہارے لشکر پر سحر کر رہا ہو اُسکو ناگوار گزرا کہ شخیم کیون جاتا ہو خداوند
نے مجھ کو کیون نہ روانہ کیا شخیم نے اسی بتی کو اڑایا وہ جا کر ابر میں ڈوبی ابر کے ٹکڑے ٹکڑے
کر دیے ابر کو توڑ کر شخیم جادو طرف لشکر طلسم کشا کے چلا ہر کار دن نے اُسکو خبر دی کہ لشکر
بادشاہ حمجاہ آگے بڑھ کر ملیگا ر واری کرتا ہوا جاتا ہو مگر ساتھ والوں سے کہ رہا ہو کہ میں
قدرت سے کاؤس کی شکایت کرونگا کہ اُس نے مجھ کو بے وجہ روکا راستے کو طرہ دہی کرتا ہوا رہا
کو قریب لشکر بادشاہ حمجاہ پہونچا افسران لشکر طولاب نے جو اس لشکر کو دیکھا سب کے سب
دوڑے اور آکر شخیم سے ملے اور سب احوال شکست بیان کیا کہ ہمارا افسر مارا گیا اور اُسکا
بھائی بیتاب مسحور ہو کر طرف صحرا کے نکل گیا نہیں معلوم اُسپر کیا گذری شخیم نے کہا وہ قدرت
کے ہاتھ سے مارا گیا کلمات ناشائستہ شان میں قدرت کے کہتا تھا اب قدرت نے واسطے
مدد تم لوگوں کے مجھ کو روانہ کیا ہو شخیم نے جو اُن سب کو تسکین دی وہ سب اسی کے ساتھ ہو
چاہا کہ لشکر طلسم کشا پر جا بیڑوں مگر میثاق کوہ گردان کہ لشکر شاہ کا طلایہ دار ہو اسے جو
دیکھا کہ ایک لشکر گران سامنے آکر کھڑا ہوا اور ارادہ یہ رکھتے ہیں کہ لشکر پر آپرین میثاق نے
ہر کارے کو روانہ کیا کہ دیکھو یہ لشکر کسکا ہو ہر کارے نے آکر خبر دی کہ شخیم جادو طرف سے
جمشید کے آیا ہو اور لشکر طولاب نے اُسکا ساتھ دیا اب جمعیت بڑھ گئی اُسکا ارادہ ہو کہ
آپ کے لشکر پر آپرے میثاق آگے بڑھ کر کھڑا ہوا کہ شخیم نے فوج کو اشارہ کیا فوج والوں
نے کچھ گولے کچھ ماش کے دانے طرف لشکر اسلام کے پھینکے دو چار سرجوان قتل ہوئے

کچھ تلواریں گرین کسی کے سحر سے مینہ برسا میثاق نے ہاتھ ہلا دیا کہ آگ برسا موقوف ہوا اور
 بڑھ کر لٹکارا کہ اوشحیم جادو میرے مقابلے میں آگیا چھپ چھپ کر سحر کرتا اوشحیم گھوڑا بڑھا کے
 سامنے میثاق کے آگیا پکار کر آواز دی کہ اوشحیم میثاق میں تمہارا حال سن چکا اتنے ٹک حرامی پر
 کمر باندھی ہو بہتر یہ ہو کہ ہاتھ باندھ کر میرے سامنے چلے آؤ میں قدرت سے تمہاری خطا مٹا
 کر ادو گنا میثاق نے پکار کر آواز دی کہ اوشحیم میں آتا ہوں خبردار رہنا میثاق نے
 چند دانے اش کے طرف صحرا کے پھینکے کہ ایک آواز ہستناک آئی شحیم نے دیکھا کہ صحرا سے
 چند شیر و گرگدن سوار نیزے ہاتھوں میں لیے ہوئے آتے ہیں شحیم نے چاہا کہ ان سے کوئی فوج کرو
 ہر چند گولے مارے اور سحر بھی کیا مگر وہ آنے والے نہ رُکے اگر لشکر شحیم پر گرے لشکر شحیم
 قتل ہونے لگا ہمارا ہیان طولاب نے بڑھ کر کہا کہ اوشحیم شاہ ساحران یہ سحر میثاق کا ہے
 یون نہ رُکے گا لشکر کو تمہارے تباہ کر دیگا شحیم نے بڑھ کر ایک نیزہ ڈار سے مقابلہ کیا اُس نے
 نیزہ مارا شحیم نے نیزہ توڑ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا جیسے ہی تلوار پڑی اُس جوان نے سر آگے
 کر دیا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے شحیم پٹاکا دوسرے پر جا پڑوں کہ دیکھا وہ ایک جوان
 کے دو جوان بن کر تیار ہوئے اور فوج سے لڑنے لگے یہاں تک تلوار چلی کہ کئی ہزار سحر
 لشکر شحیم کے مارے گئے شحیم نے عاجز ہو کر گھوڑا اپنا بڑھایا اور لٹکار کر آواز دی کہ اوشحیم
 بے غریب ناحق قتل ہو رہے ہیں میرے تمہارے سامنا ہو تو احوال کھلے میثاق نے پکار کر کہا
 کہ اوشحیم شحیم کو آکر لیجا باغ پر بہار کی سپر کر اسکو بڑا گھنٹہ ہو یہ بھی آگاہ ہو کہ سحر کیا
 بیڑ ہو یہ جو پکار کر کہا صحرا سے ایک آواز آئی شحیم نے کان لگائے تو طریقے سے معلوم ہوا کہ
 جیسے کوئی خوش آواز بعد خوش الحانی یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہر دل کو لبھارہا ہو نظم

و کہ ہن اور بھی معشوقہ کے پیار سے انداز	نہ تمہاری سی ادا میں نہ تمہارے انداز
بکیتے ہو بہت آئینے میں ہمارے انداز	تکود دیوانہ بنادین نہ تمہارے انداز
لس سے پوچھتے ہیں اپنے وہ آئینے میں	آگے تجھ میں کہاں سے یہ ہمارے انداز
یاد دل جسکے یہ سب تیری طرف سے خواہاں	نازا غمازا داغ غمزے اشارے انداز
ات کو زیر فلک بیٹھ کے افشان نہ چنوب	سکھ جائیں گے چلنے کا ستارے انداز

میری خاموشیوں کے آپ پکارے انداز سہی پیدا نہ کریں دل کے شرارے انداز سیرے دل میں بھی ہیں دلبری کے سارے انداز ابتو کجھت نے سیکھے ہیں ہمارے انداز	کرا زلفت نہ کسی طرح چھپا یاروں میں + گر میان اپنی ندامتی برقی تجلی دکھلا + وہی شوخی وہی دامنستہ شرارت وہی چھپڑ باز اس شوخ کے دشمن بھی اٹھانا ہو جلال
--	---

دیکھا غول کے غول نازنینان مہجین و مہجینان مہرنگین جوڑے بھاری پہنے ہوئے کلتی بجلی
آتی ہیں شحیم نے جو ان معشوقوں کو دیکھا سب کے آگے بڑھی ہوئی ایک جان نہایت شوخ و شنگ
ناز و کرشمے سے معمور مسکراتی ہوئی سامنے شحیم کے آئی اور ہاتھ تمام کر کہا کہ کیوں صاحب ہم
تو ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور تم یہاں آکر ٹھہرے ہو آج کل باغ پر بہار ہو وہاں چل کر ٹھہرو
کہ تم کو ثابت ہو کہ ہمیں کس درجہ تم سے عشق ہے شحیم نہال ہو گیا اس نازنین سے لپٹنے لگا اس
نازنین نے جھلا کر جواب دیا کہ اے دیوانے میں تو تیرے پاس آئی ہوں کیوں جلدی کرتا
ہر باغ میں چل و بان تنہا کسی ہر ہم تم مود مول ہونگے یہ سن کر شحیم گرد آسکے پھرنے لگا کہا
میں تو تا بعد از ہوں جہاں کو وہاں چلوں اس نازنین نے کہا چلو یہ کہہ کر اور شحیم کو ساتھ
لیکر چلی جیسے ہی یہ ساتھ ہوا ملازمتان طوالب نے سامنے آکر کہا کہ ابی شحیم اس ظالم کے ساتھ
نہ جاؤ اسی نے بیتاب کو بیتاب کیا اسی کی محبت میں وہ قتل ہوا شحیم نے جھپٹ کر دیا کہا
صاحبو تمہیں کیا دخل ہے میرے اشتیاق میں وہ تو کوسوں سے آئی اور میں بے اعتدالی
کروں تم لوگ ٹھہرو میں اٹھاتا ہوں یہ کہہ کر اس نازنین کے ساتھ چلا وہ نازنین ناراض ہو
کرتی ہوئی شحیم کو لے چلی شحیم نے زچہ زار راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد آڑی دیکھا کہ ایک
آہو جوت و خیز کرتا ہوا اتار ہی اس نازنین نے کہا صاحب اسے شکار کر لے شحیم نے تیر مارا کہ
وہ آہو گر اُکھڑا کر آہو کو زچہ کیا کیا اب لگا ہے چند کباب اس نازنین کو دیے اس نے
کہا تم نوش کرو خاص تمہارے ہی واسطے کہا تھا شحیم نے دہ کباب کھائے کباب کھا کر اور زیادہ
بیقرار ہوا نازنین نے کہا صاحب گھر آؤ نہیں بلغ قریب ہے وہ بلغ میں اسی واسطے بنایا ہے کہ
ہم تمہیں ان میٹھین تم گلچینی گلشن جمال کی کرنا اورین بلغ کا تماشہ دیکھو گلی تب تم کو کیفیت ملے گی خبر دا
خبر دار اب راہ میں مجھ کو ہاتھ نہ لگانا اس صحرا میں سب میرے عزیز رہتے ہیں اگر ان کو خبر ہوگی تو

وہ آکر تمہیں آزار پہنچا دین کے شجیم خاموش ہوا تھوڑی دیر چلا تھا کہ باغ دکھائی دیا نازنین نے کہا کہ لو صاحب ناحق کی گھبراہٹ تھی بلغ کے قریب آگئے اب تمہیں اختیار ہو میں انکار نہ کروں گی مگر میرے طالب بہت ہیں یہی چاہتے ہیں کہ میں تم سے نہ ملوں اور مجھے تم پر توجہ ہو بھی ایسا نہ ہوگا کہ میں تمہارا ساتھ چھوڑوں یا تمہارے حکم سے انکار کروں یہ کہہ کر اُس نازنین نے شجیم کا ہاتھ تھام لیا اور باغ میں داخل ہوئی جیسے ہی یہ دونوں بلغ میں پہنچے ایک آواز آئی کہ کیوں اوگیسو بریدہ و شترخ دیدہ تو پھر اسکو لائی اُس نازنین نے تھرا کر کہا کہ لو صاحب غضب ہو کہ میرا طالب آگیا شجیم نے کہا کہ میں کیا کسی سے باہر ہوں کہ گوشہ باغ سے ایک زنگی میری رو تیفہ برہنہ کھینچے ہو آیا شجیم سے تلوار چلنے لگی وہ نازنین کہتی جاتی ہو کہ اوزنگی کیوں بدعت کرتا ہر تیرے وقت پر تیرے پاس آؤنگی تو کیوں اسقدر بگڑتا ہو یہ ایسا طالب ہو کہ تیرے سامنے کچھ نہ کہیگا میں اسکو لشکر سے لائی ہوں اسنے بڑا کام کیا کہ آہو کو میرے واسطے شکار کیا اور اُسکے کباب مجکو کھلاے اور آپ بھی کھلاے اب کوئی بات باقی نہیں ہو زنگی کہتا جاتا ہو کہ اوگیسو بریدہ اسکو سمجھا دوں تو تجھے سمجھو نگا رے یار و کیوں تال کرتے ہو یہ جو کہ گوشہ باغ سے چند زنگی اور پیدا ہوئے شجیم پر جھکے ایسا اسکو پرانندہ کیا کہ چار طرف سے تلوار بن پڑ رہی ہیں اور یہ بیچ میں کھڑا ہو کر تلوار بن روک رہا ہو کہتا جاتا ہو کہ ای جان جہان دیکھو یہ لوگ ناحق مجکو ذلیل کرنے ہیں میں ابھی تک حکم کے خلاف نہیں کیا ایک سحر میں ان سب کو قتل کر دوں گا ایک زنگی نے سر کو تیا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ شجیم کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی شجیم کے اُس زنگی نے اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا کہا گوشے میں چلو یہاں لشکر شجیم حیران و پریشان کھڑا تھا سب کہتے تھے کہ یارو کیا غضب کیا ہوا کہ وہ ہی نازنین جو آکر بیتاب کو لے گئی تھی وہ ہی شجیم کو بھی لے گئی اب اُن کا زندہ رہنا دشوار ہو نہیں معلوم جا کر کس بلا میں پھنسے ہوں ایسا نہ ہو کہ کسی آفت میں مبتلا ہو جاؤں کہ ان میں آواز آئی کشتی مرانام من شجیم جا دو صاحب خداوند جمشید ثانی بود فوج والوں نے جو یہ آواز سنی کہا لو صاحب جو غضب ہو آ شجیم بھی مارا گیا ادھر میشاق نے جو صدامنی کہ شجیم کا خاتمہ ہوا دو چار سحر فوج پر کیے آگ ہر سائی تلوار بن گرائیں چند لوگ قتل ہوئے آخر کو سب مل کر بھاگے یہ صلاح ہوئی کہ چل کر خداوند سے اطلاع کریں کہ شجیم بھی مارا گیا کچھ حال نہ کھلا کہ کیونکر قتل ہوا

اتنا تو ہم لوگوں نے دیکھا تھا کہ وہ نازنین اُسکو لے گئی اُسی کی ذات سے کچھ فتور برپا ہوا وہ سحر
میشاق کوہ گردان کا تھا وہ بھلا کب کی کرتا ہو یہ کہتے ہوئے طوت قصر ہفت رنگ کے چلے
سیان وہ وقت ہو کہ جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہو کہ نہیں معلوم مجھ جاوہر کیا
گذری سردار عرض کر رہے ہیں کہ خداوند اگرچہ یہ بہت بڑے ساحر ہیں مگر وزیر اعظم خداوند
کا میثاق کوہ گردان بلاے، وزگار و شعبہ باز و سحر ساز ہو کیونکہ ہم امین کہ اُس پر یہ فوج پادریگے
شرمندہ ہو کر لپٹ آویں گے یہ ذکر تھا کہ شور و فریاد و زاری بلند ہو جمشید نے کہا درخت
تو کرو یہ کون روتا ہو ہر کاروں نے خیر ہو بخائی کہ ملازمان طولاب و شجیم گریان و نالان
اے ہیں یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ کئی افسران فوج آکر قدموں پر گرے جمشید کو سجدہ کیا عرض کی
کہ یا خداوند آپ نے بقدرہ شجیم تقدیر کی تھی کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے تیری فضا نہیں ہو
تجگو ہاتھوں ہاتھ بکینٹھ بھیجیں گے لیکن میثاق نے وہ سحر کیا کہ ایک نازنین پیدا ہوئی شجیم
کو لگا کر لے گئی ہم لوگ حیران و پریشان کھڑے رہے کہ میثاق نے آگ برسانی آخر ہم لوگ
تاب نہ لاسکے قرار پر فرار اختیار کیا خدمت میں آکر پہونچے جمشید یہ خبر سنکر بہت جھلایا کہا
یارو مقام افسوس ہو کہ کوئی ایسا نہیں کہ جا کر میثاق کو ٹوٹے اور اُسکو گرفتار کر کے
لاے وعدہ کرتا ہوں کہ فوراً قتل کرونگا یہ کہہ رہا تھا کہ آسمان پر لکھ ابر کلنا نظر آیا اور
ہزار ہا طائر زیر ابر زمرہ سرائی کرتے ہوئے یہ اشعار عاشقانہ زبان پر چلے آتے ہیں نظم

عشق پیچان بن گیا طغراے فرمان بہار	حکمرانی پر ہوا میل سلیمان بہار ۱۰
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار ۲۰	زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانے
نر سواران چمن سے مرد میدان بہار	شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا ۲۰
کھیت ہر تلوار کا یا رب کہ میدان بہار	چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہو
لالہ آتش زبان ہر شمع ابوان بہار	روشنی ہوئے جو آنکھوں میں تو سیر باغ کر
جلنے سے تیرے نکل سی جاتی ہو جان بہار ۲۰	جان تازہ آتی ہو آتے ہی تیرے بلغ میں
ہر سزاوار خزان آتش نہ شایان بہار	نخل ماتم کی طرح ہوں بوستان دہریں

کچھ کنیزیں حسین و جمیل گلہ سہاے گل ہاتھ میں لیے ہوئے آگے آگے ابر کے آتی ہیں کہ وہ

ابرقریب آکر پھٹا ایک ضعیفہ یادو کرنی کو دیکھا کہ جبریاں چہرے پر پڑی ہوئیں ہوئے سرسبب
کبر سنی کے گر گئے ہیں اسپر تل ملا ہوا نیلے کپڑے پہنے ہوئے ایک عجوبی بائیں ہاتھ میں ڈالے ہوئے
جیسے ہی جمشید نے اسکو دیکھا بے اختیار ہنسنے لگا ساتھ والوں سے کہا کہ قدرت سوچ رہی
نکھے کہ کیا تقدیر کروں مگر خود بخود تقدیر ہو گئی ملکہ طمانہ گوشہ نشین آپہنچیں ان کے سامنے
میشاق کی کیا حقیقت ہو کہ تھر کرے اسی کے سامنے پیدا ہوا کچھ کچھ اسنے بھی سکھایا پھر چون
ہو کر ملکوں میں گیا اور وہاں سے سحر سیکھ کر آیا قدرت نے اپنا وزیر کیا اب اسکو یہ نور ہر
کہ مجھے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور یہ ظمانہ چادو وہ ساحرہ ہو کہ خدمت سامری میں رہی
قدرت کو پانی پلاتی تھی روزگنا جلی لاتی تھی اسنے سحر اسنے سیکھے ہیں سامری اسپر بہرہ
تھے بوا کہ کر پکارتے تھے ایجاد کرنا سحر کا اسکو بتایا ہوا تھے عرصے میں وہ ابر پورا پھٹا پشت
پر تخت ظمانہ کے ایک اونخت یا قوت احمر کا نمایاں ہوا ایک نازنین سمن بروغچہ دین و
سیمین بدن نور رشاک نسرين و نستر ن ایک تاج بے بہا پہنے ہوئے وہ کنیز ان حسین و
جمیل جٹکے ہاتھ میں گلہ سے ہیں وہ سب اسکو گھیرے ہوئے گڑیاں سامنے رکھی ہیں دھلا
دلہن بنے بیٹھیں اور وہ نازنین گڑیاں کھیل رہی ہو ایک ہلڑی کہ سجان اللہ سر مرتبہ کنیز
پھول نثار کرتی ہیں وہ نازنین ہنس دیتی ہو جہان غنچہ دین و اہوا غنچہ دین سے پھول کرتے
ہیں آنکھیں نہ گرس شہلا گیسو سنبل سیان بھاری اوڑھنی اوڑھے ہوئے تخت پر بیٹھی ہو ظمانہ
کا تخت زمین پر آیا ظمانہ نے آتے ہی سجدہ کیا جمشید نے سر سینے سے لگا لیا دست شفقت
پشت پر رکھا پوچھا کہ ای ظمانہ کہاں سے آتی ہو اور یہ نازنین کون ہو ظمانہ نے کہا بیٹا
سجدہ کرو اس نازنین نے ہنس کر کہا کہ میں تو بوڑھے ریح کو سجدہ نہ کرونگی جمشید نے
کہا کہ ای ظمانہ زیادہ نہ کہو کم سن ہو ایسا نہ ہو رنجیدہ ہو جاے ظمانہ کو منع کر کے جمشید
نے ہنس کر پوچھا کہ ای ملکہ عالم وای فخر معشوقان جہان وای آفتاب تابان تمہارا نام
کیا ہو اس نازنین نے تو سر جھکا لیا ظمانہ نے کہا ہمارا عجائب نام کا نام ہو بہت خوب
سحر کرتی ہیں جمشید ظمانہ ہمارا عجائب کو ساتھ لیکر انداز بارگاہ میں آیا آخر وہاں سے
پہٹا پہلا دین دنگل تھا پھر جمانہ کو جگہ دی ہمارا عجائب کو پہلو میں بٹھا لیا ملکہ ہمارا

جمشید کو دیکھ کر ایسا شرمائی ہو کہ سر نہین اٹھائی سر جھکے بیٹھی ہو جمشید نے کہا کہ اے بہا
 کچھ باتیں کرو بہار نے جھلا کر گریبان بھی اٹھا ڈالین ایک پٹاری تخت پر رکھی تھی اُس میں
 سب گڑبوں کو رکھ دیا جب جمشید نے بہت سا چھڑا تب بہار نے ہنس کر کہا کہ کیوں
 یا خداوند آپ نے سب کو پیدا کیا کیسے کیسے خوبصورت بنائے اپنی صورت ایسی بھونڈی
 بنائی یہ ریش نش ہو کہ جیسے چھپر کے تنکے آنکھیں زرد کہ جسکو دیکھ عارضہ بیرقان یا دآے قد
 ہو کہ ساکھو کا لٹھا ہاتھ پاتوں ٹہنے درخت کے موٹھیں کہ بالوں کی چوٹری بعضوں نے
 پھپھتی کہی کہ کوئی جانور نکل گیا ہو اسکی دم باہر نکلی ہوئی ہو میری مجال نہیں کہ سراپاے خداوند
 میں کلام کروں مگر یہ اعتراض البتہ ذہن میں آیا ہو کہ اپنی صورت سب سے بہتر بنائی
 ہوتی کہ جو کوئی دیکھنا بے ساختہ تعریف کرتا نہ کہ صورت دیکھ کر خوف آتا ہو کہ قدرت
 کاٹ نہ کھائیں جمشید ان باتوں پر ہنستا ہو کہا اے ظلمانہ میثاق کوہ گردان کا تم کو
 بچپن یاد ہو ظلمانہ نے کہا کہ کسنی تو نہیں مجھ کو اسکی مان کا بیقرار ہونا یاد آتا ہو جب شادی
 کے بعد کئی سال لڑکانہ ہوا تو روتی ہوئی مان اسکی سامری کے پاس آئی سامری اُسوقت
 خوش بیٹھے تھے پوچھا کہ کیوں کیا مطلب ہو وہ قدموں سے لپٹ گئی اور عرض کی کہ یا خداوند
 میں بدنام ہوتی ہوں آرزویہ ہو کہ مجھ کو فرزند عطا فرمائیے سامری نے پیٹ پر ہاتھ رکھ دیا اور
 فرمایا کہ جاتیرے یہاں اولاد ہوگی غرض اُسی مہینے میں وہ حاملہ ہوئی سات دن برابر آنے
 دروزہ اٹھائے بہ ہزار خرابی یہ نگوڑا پیدا ہوا اسکے پیدا ہوتے ہی وہ مر گئی یہ بد نصیب
 پرورش پانے لگا میں نے بہت سحر اسکو سکھایا اس وجہ سے کہ بے مان کا بچہ تھا اگر نہ
 سکھاتی تو لوگ کہتے کہ اگر اپنی اولاد ہوتی تو اسکو ظلمانہ خوب سکھاتی اس وجہ سے میں نے
 تعلیم سحر اس مردے کو خوب کی جب جوان ہوا تو یہ غار افراسیاب میں گیا وہاں سے
 جا کر سند لایا اب اسکو غرور ہو کہ میرا ہمسر کون ہو جمشید نے کہا کہ قدرت کو بڑے ملال
 ہو پچلے ہیں جا کر شریک مسلمانان ہوا کئی ساحرون کو دیوانہ کہہ کے مارا جمشید نے کہا کہ
 اے ظلمانہ اگر مناسب ہو تو تم جاؤ جس طرح ہو سکے میثاق کو گرفتار کر کے لاؤ ظلمانہ نے
 کہا کہ اے شہریار میں ابھی جاتی ہوں کہ اُس معشوقہ نے ہنس کر کہا کہ نانی امان ہم بھی چٹنگے

جنگ کا تا شا کرین ظلمانہ نے کہا کہ اے نور نظر جو سحر جنگ میں ہوتے ہیں دو تھے ابھی تک نہیں دیکھے میں جا کر میثاق کو کان پکڑ کے لے آؤنگی قدرت سے کہو نگی اسکی خطا معاف کیجیے اور قدرت گلے سے لگا لین گے میثاق مجھی سے اشارہ کریگا کہ صفائی کرا دیجیے میں ضرور ضرور صفائی کراؤنگی اور وہ ہی عہدہ قدیم دلاؤنگی اسلیے کہ مجھے بھی اُس سے ایک محبت ہو چکی ہے سے گودیوں میں پالا ہمیشہ نذر سامری دلائی تب اُسکو نئی چیز کھلائی اُم کی فصل میں اگر خند کرتا تھا میں باغ سے منگادیتی تھی اُسکی کیا حقیقت ہو کہ میرے سامنے سحر کرے جمشید نے کہا یہ تو ظاہر ہو کہ تم سے مقابلہ نہیں کر سکتا اسی لیے تم کو تجویز کیا ہو ظلمانہ نے کہا کہ اے وہاں تم تو یہاں خدمت خداوند میں رہو میں جا کر میثاق کو لاؤں اُسی کے ہاتھ سے کل کام کراؤں گی طلسم کشا کو پکڑ لائیگا لوح کو چھپا دیگا کسکی مجال ہو کہ میرے سحر کو دور کرے جمشید نے کہا کہ اے ظلمانہ تمھارے آنے سے دل کو قوت ہو گئی روح کو راحت ہوئی اب اگر تم تدبیر کرو گی تو مقدمہ بن پڑیگا آج تک تو یہی تاننا رہا کہ جو ساحر گیا وہ ہاتھ سے مسلمانوں کے قتل ہوا پھر پلٹ کر زندہ نہ آیا ظلمانہ نے کہا کہ جن ساحروں کو تھے بھیجا وہ سحر نہ جانتے تھے ورنہ اس طرح ذلیل و زبون نہ ہوتے سحر وہ چیز ہو کہ انسان اپنے ہوش میں نہیں رہتا میثاق کی کیا قیادت ہو کہ قدرت کے ساتھ برائی کرے بہا رہنے جو یہ سنا آکھوں میں آنسو بھر لائی کہا ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ آپ ہم کو صدمہ دینے کو لائی ہیں ہم بدوں آپ کے یہاں کیونکر رہ سکیں گے خدمت خداوندی میں ہر چند کہ صد ہا شہزادیاں ہیں مگر میری بس نہ ہو گی ظلمانہ نے کہا اچھا اے نور نظر میں اپنے ساتھ تو تمکو نہ لیجاؤنگی خدمت خداوند میں رہنے سے انکار کرتی ہو تو ایک باغ تمکو ایسا بتاؤں کہ اُس میں ہر وقت تمھارا دل پہلے وہاں ہر وقت طاثران چین نعمہ زن رہینگے نہرین آب صاف و شفاف سے مملو ہو گئی ببل کو وصل گل کا لطف اٹھانا زارغ و زغن کی مجال نہیں کہ اُس باغ میں قدم رکھیں سیکڑوں تکلف ایسے بناؤں کہ تمھارا دل لگے بہا را عجز کرنے ہنس کر کہانا فی امان جان رکھو گی وہاں رہو نگی مگر یہاں قدرت کے پاس نہ رہو نگی یہ سن کر ظلمانہ کہ سامنے ایک صحرا ہے سبزہ زار تھا اسپر نگاہ ڈالنے لگی کبھی ہنستی ہو کبھی ہاتھوں سے اشارہ کرتی ہو کبھی مثل لڑکوں کے دوڑی دوڑی پھرتی ہو کہ ایک آندھی سیاہ چلی تمام صحرا پر آشوب ہو گیا

گرد آؤنے لگی تمام صحرائنگاہوں سے چھپ گیا بعد ٹھوڑی دیر کے وہ گرد و غبار ہٹا جمشید نے
 دیکھا کہ ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہو ظلمانہ نے بہار کو اشارہ کیا کہ بونی بل
 تمھارے رہنے کا یہ مقام ہو اور ہاتھ پکڑ کر باغ میں لائی بہار نے دیکھا کہ تمام باغ سرسبز و
 شاداب ہو عمارتیں الما جواب نہر میں ہزار آب چھو لون میں بھینی بھینی خوشبو ہو عندلیبان
 چین کو پہلوئے گل میں پھول کے بیٹھنے کی آرزو ہو اسے سر دھل رہی ہو طائران زمزمہ سرا
 مصر و زمزمہ سرائی ہیں بہار باغ کو دیکھ کر خوش ہو گئی بارہ درمی میں آکر دیکھا جا بجا سامان
 دل لگی مہیا ہو ایک طرف ایک تخت پر فرش بچھا ہوا ہو گڑیاں رکھی ہیں ایک طرف گنجیفہ وغیرہ
 رکھا ہو ایک طرف چند کتابیں علم تاریخ کی الماریوں میں رکھی ہوئی ہیں تمام بارہ درمی
 اسباب عیش و نشاط سے مملو ہو بہار منسنے لگی کہ نانی امان آپ نے کوئی شہر نہیں چھوڑی کہا
 اے نور نظر یہ سحر دست برداشتہ ہیں اگر جم کر سحر کروں تو آسمان کو زمین پر پہونچا دوں ماہ تابان
 و مہر درخشان و ثوابت و سیارگان سب اُس میں موجود ہوں یہ مقام تو تمھاری دل لگی کے
 واسطے بنا دیا یہ کہ کھلے سے ایک موتیوں کا مالا اتارا کہا بیٹا کسی مجال ہو کہ مجھے نگاہ
 ملا سکے مگر تمھارے اطمینان کے لیے یہ سامان بھی بنا دیا اس مالے میں جو مردارید کلان
 ہو جب اسپر کوئی زوال آئے اور یہ موتی ٹوٹ جائے تو جان لینا کہ ظلمانہ قتل ہوئی
 پھر تمھیں اختیار ہو بہار نے کہا کہ نانی امان ایسا کلمہ نہ فرمائیے آپ نہ ہوں اور میں زندہ
 رہوں مجھ کو دنیا اندھیر ہو جائیگی طبیعت کیونکر تسکین پائیگی ظلمانہ نے گلے سے لگا لیا کہا کہ
 اے نور نظر طائر بھی آیا کرے گا وہ دم بہم میری خبر پہونچائیگا جب تم بہت گھبراتا تو میرے پاس
 چلی آنا میں اپنا حال تم سے کہوں گی دیکھو تو کیا تم ہو کہ جو جاتا ہو وہ پلٹ کر نہیں آتا کیا
 شہر خموشان ہو کہ ساحر جا کر سحر بھول جاتا ہو مسلمان اُسکو مار لیتے ہیں یہ کہ کر کنیز دن سے
 کہا کہ دیکھو صاحبو خبردار کھیل کود میں اس کا دل ہلانا کسی وقت اکیلا نہ چھوڑنا اگر میرے
 لیے روئے تو آکر خبر لیجنا بخوبی سمجھا کر گھبرا کر کو تو اس باغ میں ساکن کیا جس باغ میں
 بہار ہو اُسکی رعنائی کا کیا ذکر بہار تخت پر آکر بیٹھی مگر ظلمانہ گوشہ نشین باغ سے نکلی سامنے
 جمشید کے آئی کہا باخداوند جاتی ہوں خالی میثاق کو لاؤں یا طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لون

جاتے ہی میثاق کو لگا کر دنگی دیکھو تو کیسا سحر سیکھا ہوا ہے تو سحر اسکا کمال پہنچ کر دیکھو تو مجھے کیونکر مقابلہ کرتا ہو مگر یا خداوند دلہی کا اپنی کنیر کے خیال رہے جب گھبرا ئے گا باغ میں چلے جائیے گا بہار سے ملاقات ہوئی وہ آپ کی بڑی خاطر کر لگی اور یہ کلمات جو اُس نے کہے کہ بوڑھے ریچھ کو کیا سجدہ کروں یہ باعث یحییٰ ہوا بھی گوٹری رو کر روٹی مانگتی ہو جس دن سے اسکی مان مری میں نے سینے پر لٹاکے پرورش کیا دم بھر اس سے جدا نہیں ہوئی اب اُس سے جدا ہوتی ہوں آٹھ پہر بھی کو ڈھونڈنے کی میں بھی اسکے واسطے تڑپو لگی مگر تین دن کا اقرار کرتی ہوں کہ تین دن میں خاتمہ کر دوں گی جو در بندہ تسخیر ہو گئے ہیں اُن سب کو آباد کر دوں گی اور مسلمانوں کو جا بجا سے گرفتار کر لوں گی ہمیشہ نے کہا کہ اپنے یہ قدرت کے تم کو سپرد کیا ایہ ظلمانہ بہت ہوشیار رہنا عیار و بان بلا کے ہیں عمر و میرے قصر میں آکر عیاری کر گیا اور کسی سے کچھ نہ ہو سکا ہمیشہ کو سمجھا اچھا کہ ظلمانہ چلی یہاں لشکر یا دشاہ صحرا سے سبزہ زار میں فروکش ہو میثاق کو وہ گردان منتظم لشکر ہوا اور شاہزادیاں بھی انتظام میں مصروف رہتی ہیں میثاق کو وہ گردان کنارے پر لشکر کے کھڑا ہوا شاہزادیاں بھی گرد جمع ہیں رات کا ذکر کر رہا ہو کہ صاحبو میں طلا یہ پھرتے پھرتے ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرا ہوا جو ٹھنڈی چلی آنکھ بند ہو گئی عالم خواب میں دیکھا کہ مجھ کو کوئی گرفتار کر کے لے چلا ایک قفس میں بند ہو کے سامنے ہمیشہ کے پہونچا ہمیشہ نے حکم دیا کہ اس قفس کو لٹکا دو پھر میں کیا بیان کروں کہ جو کچھ ہنگامے دیکھے بعد مشکل بسیار قید سے رہائی پائی بلا کی نروائی پڑی شاہزادیاں کہہ رہی ہیں اے وزیر اعظم کسکی مجال ہو کہ تم کو قید کر سکے میثاق کہتا ہو صاحبو تم کیا جانو اس طلسم میں بڑے بڑے مقام ہیں بڑی بڑی جادو گر نیاں ہیں کہ ابھی وہ اپنے مقام سے نہیں نکلیں میری کیا حقیقت ہو ہمیشہ ثانی سے مقابلے کا ارادہ رکھتی ہیں اگر وہ جادو گر نیاں مقابلہ ہمیشہ میں آجاوین تو قدرت کو مشکل پڑے اُنکے سحر نمونہ سحر سامی ہیں شاہزادیاں ہنس رہی ہیں مگر میثاق خاموش کھڑا ہو کہ صحرا سے گمراہی ایک ابر تیرہ و تار کرکٹا ہوا سامنے سے پیدا ہوا میثاق نے ہر کاروں کو اشارہ کیا کہ جا کر دریافت تو کرو یہ کون آیا ہو ہر کارے دوڑ کر گئے تھوڑے عرصے میں پلٹ کر آئے عرض کی

کہ امیر عظیم ملک ظلمانہ گوشہ نشین آپ کی فکر میں آئی ہیں نام ظلمانہ سن کر میثاق کے
 منہ پر ہوا ایمان اڑنے لگے کہ اے لوصاحبو جنکا ذکر کر رہا تھا ان میں سے یہ ایک آئی ہو آپ لوگ
 ہوشیار رہیں وہ ابر آکر پھٹا دیکھا ظلمانہ تخت پر سوار بال سر کے کھلے ہوئے منہ سے رال
 ٹپک رہی ہو جب جنگھاڑتی ہو تو صحرا ہل جاتا ہو نخل کا پتہ رہے ہیں طائر اڑے ہو
 جاتے ہیں ظلمانہ تخت سے کودی سامنے جو میثاق کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اوچھو کرے
 تو نے قدرت کو بڑے رنج پہنچائے اب انتظام کر کے کھڑا ہوا ہو میرے پاس آکر میں
 شجہ خدمت خداوندین روانہ کروں یہ سنتے ہی میثاق نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر
 طرف ظلمانہ کے پھینکا ظلمانہ نے گولے پر ہاتھ مار دیا گولہ پھٹا صحرا میں جا کر گرا صحرا سے
 آواز آئی کہ امیر ملک ظلمانہ گوشہ نشین میں حاضر ہوتی ہوں دشمن کی تدبیر کو لنگی ظلمانہ
 تو خاموش ہوئی مگر میثاق سامنے کھڑا ہوا سماے سحر پڑھ رہا ہو مگر دمبدم کہتا ہو کہ یہ سحر
 کچھ تاثیر نہ کرے گا کہ ظلمانہ نے طرف صحرائے دیکھا اور پکار کر آواز دی کہ کیوں اے گلشن آرا
 دیر کیوں لگائی جلد آؤ میثاق کو میرے پاس لاؤ حقیقت میں مشکل ہوا اب دیر نہ کرو یہ جو
 ظلمانہ نے کہا ہر چند کہ میثاق نے بہت سحر کیے ہیں اپنے گرد حصار بھی کیا ہو مگر شاہزادیاں
 دیکھتی ہیں کہ رنگ و متغیر و مترد و تغیر ہو دمبدم سحر پڑھتا ہو اور ظلمانہ کو دیکھ کر کانپ رہا
 ہو کہ صحرا سے ایک آواز آئی مگر خوش آواز ٹھوڑی دیر میں صحرا سے گرد اڑی دیکھا آگے آگے
 ایک مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی چلی آتی ہو لطم

تغ جلا د تو شہد گ مری گردن میں نہیں
 سیکڑون کو س پتا وادی امین میں نہیں
 میری تقدیر کے سے بل تری چوں میں نہیں
 ایسے ذرے تری دیوار کے روزن میں نہیں
 کہ یہ وہ تخبہ سوسن ہو جو گلشن میں نہیں
 چھینٹ تک میرے لہو کی ترے دامن میں نہیں
 رنگ تاثیر ازل سے مرے گلشن میں نہیں

فرق دوری سے تری دوست میں دشمن نہیں
 لیگی ہوش یہ موسیٰ کی تجلی تیری نہیں
 جب زمانے نے کجی کی یہ نکل جاوینگے
 آنکھ خورشید قیامت سے بھی جھپکے انکی
 دیکھ لو داغ کبود آگے مرے سینے پر
 خون ناحق سے بچا یا تجھے کیسا دم ذبح
 اشک غونی نہ موثر ہوے الفت میں کبھی

کیا اگر دل سے نکالا کبھی اشکون نے غبار	خاک اُڑنے کا تکلف کوئی سداون میں نہیں
تیغ قاتل نے کیا فیصلہ کیا خوب جلال	ایک جھگڑا بھی پس قتل سرورتن میں نہیں

وہ نازنین گاتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی لفظوں کو بتاتی ہوئی سانسے میثاق کے پہونچی میثاق نے اپنا منہ پھیر لیا اُس نازنین نے قریب آکر ہاتھ بڑھا کر کہا کہ کیوں اے وزیر اعظم مجھے تمہاری کیا خطا کی جو ہم سے روگردانی کرتے ہو بہتر یہ ہو کہ باغ رنگین حصار میں چلو وہاں ہم تم تنہا ہونگے راز و نیازی باتیں ہونگی وصل کی گھاتیں ہونگی ہمیشہ تمہاری دلہن ہی کرتی رہونگی اٹھ پھر تمہاری خوشی کا خیال رہیگا جس وقت جو چاہو وہ کرو کوئی عذر نہ کرونگی میثاق نے سر جھکا لیا اور سقم ساتھ اُس نازنین کے چلے وہ نازنین میثاق کو لیے ہوئے سانسے ظلمانہ کے آئی ظلمانہ نے اُس نازنین سے اشارہ کیا کہ اسکی زبان میں سوزن دے کہ سحر نہ کر سکے اُس نازنین نے میثاق سے کہا کہ ذرا زبان تو نکالو میثاق چونکہ مبہوت ہو رہا ہوا زبان نکال دی اُس نازنین نے سوزن دی جب زبان میں سوزن آچکی تب میثاق کو ہوش آیا طرف نازنین کے متوجہ ہوا کہا کہ اے نازنین یہ کیا ظلم کیا کہ میں سحر سے ناچار ہوا ظلمانہ نے حکم دیا کہ نفس آہنی لاؤ کنیزین نفس لائیں نفس میں میثاق کو بند کیا تفل لگا کر ایک کنیز کو چکارا کر اسی گل سپر پہن لے اُس کو تو خدمت خداوند میں لیجا اور عرض کرنا کہ یہ گنہگار آپ کا حاضر ہوا اور سبھوں کی بھی تدبیر کرتی ہوں سبھو گرفتار کر لاؤن طلمس کشا کو بھی لے لوں آج کے تیسرے دن حاضر ہونگی وہ کنیز نفس لیکر چلی گلگونہ نے دیکھا کہ میثاق گرفتار ہوئے نفس میں بند ہو کر جلتے ہیں مقرر ہو گئی اور یہ بھی دیکھا کہ ایک کنیز نفس لیے جاتی ہو لشکر سے نکلی تلاش میں اُس کنیز کے چلی ادھر بادشاہ حجابہ نے جو خبر سنی اُسی وقت فیروزہ کو حکم دیا کہ جس طرح بنے میثاق کو رہا کر و فیروزہ بھی چلا مگر گلگونہ نے صحرا میں آکر اُس کنیز کو گھیرا وہ کنیز گھبرا گئی گلگونہ سحر کرتی ہوئی قریب آئی اُس نازنین نے نفس رکھ دیا اور پکار کر کہا کہ یہ قیدی حاضر ہو میں آپ سے مقابلہ نہیں کر سکتی گلگونہ نے ہاتھ پلا دیا ایک برق کڑک کر گری کنیز کے دو ٹکڑے ہوئے اب گلگونہ نے چاہا کہ میثاق کو رہا کر لے پہلو سے آواز آئی کہ اوگیسو بریدہ دشوخ دیدہ خبردار قیدی کو ہاتھ نہ لگانا منم ظلمانہ جاو میں جانتی تھی کہ تو بیچا کرنگی اسی وجہ سے مخفی ہو کر آئی تو جانتی ہو کہ میں نے گل سپر پہن کو مارا

یہ زندہ ہو کر کہا کہ اگر گل پیر میں اٹھ بیٹھ کہاں تک سوئیگی گل پیر میں نہستی ہوئی اٹھی کہا واری
میں ہو گئی تھی عجب عجب خواب پریشان دیکھے ظلمانہ نے پکار کر کہا کہ ای گلگونہ تھیں میثاق سے
بڑی محبت ہو اسی کے ساتھ جاؤ گی اگر گل پیر میں زبان میں اسکے بھی سوزن دے دے گل پیر میں
قریب گلگونہ کے آکر کہا کہ بی بی منہ کھولو زبان نکالو گلگونہ نے زبان نکال دی گل پیر میں نے
زبان میں گلگونہ کے سوزن دی تب گلگونہ کو ہوش آیا گھبرا گئی ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ اگر
یہ کیا معرکہ ہو میرے سحر نے تجکو خبر دی تھی کہ دو شخص تلاش میں گل پیر میں کے نکلے ہیں ایک جہا
تو ظاہر ہوئیں دوسرے کا ابھی پتہ نہیں لگا ہوا اسرار جادو و جکوجبر دے کہ دوسرا کون شخص
ہو سامنے سے ایک زاغ سیاہ آیا اس نے کچھ کاؤن کاؤن کی ظلمانہ نے ہنس کر کہا کہ اب تم
جاؤ میں سمجھ گئی یہ کہہ کر ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای فیروزہ جلد حاضر ہو اسی میں
ہتری ہو فیروزہ جو ایک گوشے میں چھپا کھڑا تھا اسکو یہ معلوم ہوا کہ تین طرف سے شیر آتے ہیں
جس طرف ظلمانہ کھڑی ہو وہ ہی راستہ کھلا ہو اسی طرف بھاگا جیسے ہی ظلمانہ کے سامنے
ہو بچا ظلمانہ نے آواز دی کہ ای فیروزہ کیوں بھاگا جاتا ہو مجھے تجھے کچھ کہنا ہو فیروزہ یہ
آواز سن کر ٹھہر گیا کہا ملک عالم فرمائیے جو ارشاد کیجیے وہ بجا لاؤن ظلمانہ نے آواز دی کہ اگر
گل پیر میں ان کو بھی تو فیروزہ ایسا طرار و فرار کر خاموش کھڑا ہو گل پیر میں نے آکے ہاتھ
ستھام لیا گلگونہ و فیروزہ کو بھی اسی قفس میں بند کیا ظلمانہ نے کہا کہ اب یہ قفس بجاؤ
قدرت سے کہنا کہ یہ تینوں گنہگار تو حاضر ہیں اب طلسم کشا کو بھی روانہ کر دینی گل پیر میں قفس
کو لیکر روانہ ہو گئی فیروزہ گلگونہ سے کہہ رہا ہو کہ میں اپنی عقل پر حیران ہوں کہ جب خیر
کہتا ہوا جاتا تھا اسکے کہنے سے کیوں ٹھہر گیا ایک عورت نے ہاتھ تھا ماتھا ایک خچر مار کے
نکل جاتا گلگونہ نے کہا کہ ای فیروزہ یہ باعث سحر ظلمانہ تھا فیروزہ نے کہا یہ تو ظاہر ترین
طرف سے تین شیروں نے گھیرا آخر اس طرف بھاگا ظلمانہ نے گرفتار کیا میثاق اشارہ کرتا ہر
کہ اگر میں ایسا سمجھتا تو اس بے حیا کا سامنا نہ کرتا خدا اسکے شر سے اہل اسلام کو بچائے وہ
ساحرہ ہو کہ آنکھیں سامری کی دیکھیں انکی خدمت میں حاضر رہتی تھی آخر اس مرتبے کو پہنچی
آج اسکا کیا کوئی مثل و نظیر ہو افسوس یہ کرتا ہوں کہ اگر اسکے دام مکر میں نہ پھنستا تو بادشاہ

جمجاہ کو ہر آفت سے بچاتا اب دیکھیے اُن کے ساتھ کیا فتور کرتی ہو کچھ بن نہیں پڑتا کہ کیا کروں افسوس ہو کہ میں اس آفت میں بھنس گیا اب پروردگار شاہ کو ہر بلا سے محفوظ رکھے ہر چند کہ کتاب سو ابحاث میں مرقوم ہو کہ طلسم کشاکش کا کوئی کچھ کر نہیں سکتا ہر مقام سے مدد پیدا ہوگی انکی جان بچگی قیدی آپس میں یہ باتیں کر رہے ہیں اور گل پیر ہن یہ قفس لیے جاتی ہو مگر جمشید ثانی اپنے دربار میں بیٹھا ہوا ظلمانہ کا ذکر کر رہا ہو کہ میری قوت بازو وزیرت پہلو گئی ہو ابھی تک اُسے کوئی قیدی نہیں روانہ کیا میں یقین کرتا ہوں کہ پہلے وہ میثاق کی گردن لیگی اور جو سامنے آجائیگا وہ گرفتار بلا ہوگا ارے یار و خبر تو منگاؤ کہ ظلمانہ نے کیا کیا یہ ذکر تھا کہ گل پیر ہن اگر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا قفس آگے رکھ دیا کہ ایجی میثاق وہی گلگونہ اور یہ عیار تو حاضر ہیں اور ملکہ عالم طلسم کشاکش کی فکر میں تشریف لے گئی ہن جمشید یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ کیوں اے میثاق مجھ کو سجدہ نہ کرو گے ایسے بیزار ہو کیوں بی گلگونہ تم کیا کہتی ہو جس وقت لالہ خونریز آئی ہو اور اُس نے یہ کہا کہ قدرت ان دونوں ہر جینوں کو میرے سپرد کر دیجیے تو میں بلع گلگونہ میں جا کر ان دونوں کو آپ کے وصل پر راضی کر دوں تب میں نے قفس یا سمن و عنبر و شان تمہارے سپرد کیا مگر او گلگونہ تم بھی جا کر اہل طلسم کشا ہو میں اب تم کو کیا سزا دوں خیر جو کچھ ہوا سو ہو اب بہتر یہ ہو کہ مابعد ولت کو سجدہ کرو ورنہ اس زلت سے قتل کرونگا کہ تمام اہل طلسم بھین اور افسوس کریں اور مجھ کو ترس نہ آئے گلگونہ نے کچھ جواب نہ دیا میثاق بھی سر جھکائے بیٹھا ہو کچھ جواب نہیں دیتا جمشید نے حکم دیا کہ اس قفس کو لیجا کر لٹکا دو ان گنہگاروں سے سمجھا جائیگا یہ تو تینوں قید ہوئے اُدھر ظلمانہ جادو مقابلہ شاہ میں آکر اُتری اور سعد شہر یار کو ہر کار و نالے آکر خبر دی کہ میثاق و گلگونہ و فیر و زہ قید ہو گئے شاہ کو نہایت افسوس ہوا مگر کچھ جواب نہ دیا کہ شام کو ظلمانہ نے طبل جنگی بجوایا ہر کاروں نے بادشاہ کو خبر دی کہ ظلمانہ نے طبل جنگی بجوایا ہو بادشاہ نے بھی نوازش طبل جنگی کا حکم دیا یہاں بھی طبل جنگی بجا تیاریاں ہونے لگیں لشکر میں شاہ کے ہنگامہ ہو کہ ظلمانہ کو کون جواب دے گا میثاق ایسے ساحر کو ایک اشارے میں گرفتار کر کے لے گئی اب کون سامنا کرے گا چار پہر رات تیار می ہوئی اب وہ وقت آیا کہ شاہ خورشید زرین خلوت سراے مشرق سے بصدآب و تاب نیزہ خطوط شعاعی کو ہاتھ میں لیے تھوڑے

حائل کر کے تو سن فلک پر جلوہ فرما ہوا اور ظلمانہ جادو با فوج گران میدان میں آکر پہنچے سب کے آگے کھڑی ہوئی مثل فیل مست مجھوم رہی ہر دوسری طرف سے گرد اڑی بادشاہ جمپاہ بانوبت و نقارہ آکر پہنچے سب سے زیادہ گنگو نہ کے واسطے بحرین بیکر رہ کر کھڑی ہوئی آتی ہو کر مقام افسوس ہو کر گنگو نہ گرفتار ہو گئی میں آج میدان میں ظلمانہ سے سمجھو گئی بادشاہ فراتے ہیں کہ ای بحرین تم نہ ٹھکانا میں جا کر اس بجیا سے مقابلہ کرو نگاہ فراتے ہوئے لشکر کو لیکر میدان میں آئے کہ ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ لشکر اسلام اپنے کو مجھ سے بچاؤ ورنہ سب کا خاتمہ کر دوں گی کوئی زندہ نہ بچے گا بادشاہ نے جواب دیا کہ او ظلمانہ اس قدر غرور نہ کر پروردگار مالک ہوا اگر اسے چاہا تو ابھی قتل ہو گی ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ کسی کو میرے مقابلے میں بھیجے بحرین نے طاؤس بڑھایا بادشاہ سے رخصت ہو کر طرف میدان کے چلی جیسے ہی سامنے ظلمانہ کے پہنچے ظلمانہ تعقہ مار کر ہنسی اور پکار کر آواز دی کہ واہ خداوند سامری میرے مقابلے میں بی بحرین آتی ہیں اگر سحر کروں تو زمین تھرا جائے مہر فلک کے جسم میں تھرتھری بڑے لشکر بحرین نے آواز دی کہ او غرور سحر تو کر ہم تیرا سحر تو دیکھیں ظلمانہ نے ہاتھ ہلایا کہ بحرین پرانے برسنے لگی بحرین نے ایک دو تھوڑے زمین پر مارا کہ ایک دریائے قمار پیدا ہوا موج بلند ہوا صد ہا پھلیان تڑپ رہی ہیں ان کی ماہیت سے کون آگاہ ہو گا یہ حال یہ ہو کر سب اس کے سحر کے بیرہن ہی چاہتے ہیں کہ جو دریا میں قدم رکھے اُس کو ہلاک کر میں مگر ظلمانہ نے جو دیکھا کہ دریاے موج خیز و آفت انگیز جوش مارتا ہوا طرف لشکر کے آتا ہو چند دانے ماش کے پھینکے سب پھلیان مر گئیں نہنگان خون آشام اٹھے بڑے ہوئے بے جاتے ہیں کسی میں دم نہیں یہ سحر کر کے ظلمانہ نے چند دانے ماش کے اور مارے اب دریا خشک ہونے لگا تھوڑی دیر میں دریا خشک ہو گیا وہاں خاک اڑنے لگی تھوڑے عرصے میں سب زمین صاف و شفاف ہو گئی ظلمانہ نے آواز دی کہ او قمر عذار جلد آؤ بحرین کو لیجاؤ دریا کی سیر کر اؤ کہ صحرا سے ایک آواز آئی دیکھا کہ ایک نازنین بصدنا زوادیہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہو لطم

زاد بھی مجھوم مجھوم کے تو بہ شکن ہوا +
کتا ہر شیخ آج سے میں برہمن ہوا +

مستی میں میں ہوشکل قدح خذہ زن ہوا +
زاہد یہ بت پرست پہ کیا طعنے زن ہوا +

<p>گردش میں آئے نعت غریب الوطن ہوا صدقے غبار دشت پہ رنگ چین ہوا میں رنگ ہو کے آئینہ انجمن ہوا کچھ حسرتیں غریب تھیں اُن کا وطن ہوا کچھ سائبان گور ہوا کچھ کفن ہوا کبے چلا تو ساتھ مرے برہمن ہوا مطبوع اہل بزم یہ رنگ سخن ہوا</p>	<p>مچھیر نیاستم تج چرخ کسں ہوا صحرا نور د کون ہو آئی بہار گل جو ہو وہ دیکھتا ہو سجھے بزم میں تری جسمین خوشی کے قافلے رہتے تھے اب وہ دل نجات سیہ کا سایہ غنیمت تھا بعد مرگ اسد ان بتوں کی یہ کچھ بد گمانیاں اور اک غزل جلالی پڑھو اپنے رنگ کی</p>
---	--

اُس نازنین نے آتے ہی ظلمانہ کو سلام کیا پوچھا کہ داری کیا حکم ہوتا ہو ظلمانہ نے کہا کہ جلد بھرن کو لیجاؤ ان کو صحرا نور د کو ظلمانہ نے جو اشارہ کیا وہ نازنین قریب بھرن آئی ہاتھ تھام کر کہ بڑا کیوں رد و قدح کر رہی ہو تم صحراے مشک فام میں چلو وہاں بہت آرام لیگا تمام دل سیر کرو شب کو آرام کرو دسبدم راحت ملیگی کھلی آزد کی کھلے گی بھرن نے اُس نازنین کا ہاتھ دیا نازنین جب لیکر چلی تو بھرن حیران حیران چار جانب دیکھ رہی تھی عنبر افشان نے جو بھرن کا یہ حال دیکھا کلیجہ تھرا گیا بادشاہ سے عرض کی کہ مقام تاسف ہو کہ بھرن گرفتار ہو کر جاتی ہو اگر حکم ہو تو رہا کر لوں بادشاہ خاموش کھڑے تھے کچھ جواب نہ دیا عنبر افشان نے اسباب سحر جھولی سے نکالا کچھ سحر کر کے کڑکی اور گرجی اُس نازنین پر گری اُسکے دو کمرے ہوئے اُسکو مار کے بھرن کا ہاتھ تھام لیا کہا ای بھرن کہاں جاتی ہو گرفتار ہو جاؤ گی بدعت سے اس بلوچ کی حملت نہ پاؤ گی بھرن ہوش میں نہیں ہو کہہ اے عنبر افشان تم ہمارے مقدمے میں دخل نہ دینے اُسکو کیوں مارا ہم اسکے خون کا بدلہ لین گے عنبر افشان نے کہا واہ بواہ بھنے تو خیر خواہی کی تم اُس خیرا ہی کو بُرائی بتاتی ہو عنبر افشان و بھرن سے ٹکرا رہے تھے لگی ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای قمر عذار اٹھو کہاں تک سوؤ گی یہ جو آواز دی وہ نازنین اٹھی بھرن سے کہا بوا چلو عنبر افشان نے کہا کہ میں تو نہ جانے دوں گی بھرن نے کہا کہ مجھ کو کوئی نہیں روک سکتا میں کسی کی لونڈی نہیں ہوں ہر چند عنبر افشان سمجھاتی ہو مگر بھرن کو جوش و خروش ہی چاہتی ہو کہ میں قمر عذار کے ساتھ جاؤں جو یہ کہہ دے وہ ہی کروں شاید کوئی مطلب حاصل ہو کہ

طلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ اے قمر عذار دونوں کو لیجاؤ اور قید کر کے بھیج دو کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ
 سحر اسکا نام ہے قمر عذار نے کہا کہ اے عنبر افشان تمھاری پشت پر کون کھڑا ہے عنبر افشان
 جیسے ہی بٹٹی اُس نازنین نے حلقہ ہائے کندر گلے میں عنبر افشان کے ڈال دیے بھجرین نے زبان
 میں عنبر افشان کی سوزن دی قمر عذار نے کہا کہ اے بھجرین تم بھی زبان کھولو کہ ہم تمھاری
 سبھی زبان میں سوزن دیں بھجرین نے منہ آگے کر دیا اُسے سوزن دیکھے دونوں کو اپنے ساتھ لیا
 اور طرف صحرا کے روانہ ہو گئی تھوڑی دیر میں دیکھا کہ ایک رنگی سیر رو وتیرہ درون تیغہ
 کھینچے ہوئے آیا بھجرین و عنبر افشان کو کھینچتا ہوا سامنے طلمانہ کے لایا طلمانہ نے کہا کہ
 ان دونوں کو بھی دربار خداوندی میں لیجاؤ ایک کنیز عنبر افشان و بھجرین کو ساتھ لیکر
 طرف دربار حبشید کے روانہ ہوئی اسنے پکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ اب آج چلے جاؤ تھوڑے
 دن اور صبح کو سب کو اسی طرح مٹاؤنگی اور گرفتار کر کے لیجاؤنگی مگر عنبر افشان و بھجرین
 کو وہ کنیز لے ہوئے مقام قصر ہفت رنگ پر آئی اندر داخل ہوئی حبشید کو سجدہ کیا کہا
 یا خداوندیہ دونوں قیدی حاضر ہیں طلمانہ نے عرض کی ہو کہ دو چار دن میں بادشاہ کو بھی
 روانہ کرتی ہوں نردنہ فرمائیے گا حبشید طلمانہ کی تعریفیں کرنے لگا کہا صاحبو تم نے دیکھا
 کہ طلمانہ نے جا کر کیا کیا بڑا قیدی تو اس میں میثاق کوہ گردان ہو کہ جسکے سحر پر طلسم کشا
 کو بھی ناز تھا آخر سب ناز نکل گیا دربار شاہی میں تو غم ہو رہا ہو مگر حبشید ثانی مونچھوں
 پر تانہ پھیر رہا ہو کہتا ہے یارو یہ وہ شاہزادیاں ہیں کہ میں نے انکے ہمیشہ ناز اٹھائے اب
 یہ قید ہوئیں تو مجھ کو لال ہو ہر وقت یہی خیال ہو کہ ان کو قید سے رہا کروں اور عمدہ ہا
 جلیل پر پھر ممتاز و سرفراز کروں مگر یہ شاہزادیاں کب مانینگے عاشق جمال بادشاہ حجابہ
 آخر حبشید ثانی نے حکم دیا کہ ان کو لیجا کر کوئی سمجھائے اور راہ پر لائے ایسا نہ ہو کہ قدر
 کو غصہ آجائے تو پھر یہ جانبر نہ ہونگی جس کمرے میں میثاق قید تھا اُسی کمرے میں انکو بھی
 قید کیا ایران بادشاہ حجابہ دربار میں جلوہ فرما ہیں ذکر بدعت طلمانہ ہو رہا ہے بادشاہ حجابہ
 فرماتے ہیں پروردگار اسکی بدعت سے بچائے رحم اپنا شریک کرے وہ کریم و رحیم ہو بادشاہ
 یہ فرما رہے ہیں سب ہم دا عرض کرتے ہیں کہ پروردگار مالک و حاکم ہو کوئی سبب ضرور

پیدا کرے گا کہ رنگ کی آواز کان میں آئی بادشاہ نے دیکھا کہ ہر سپہ عیاری و قلعہ ملک خنجر گرامی
 شاہ عیاران عیار خواجہ عمر و نامدار لشکر شاہ میں آئے پردہ اٹھا کر اندر پہنچے بادشاہ برآ
 تعلیم اٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ کو عمر و نے سلام کیا بادشاہ نے خواجہ عمر و کو گلے لگا لیا عمر و
 نے کہا کہ یہ خالی خالی اعزاز و اکرام مجھ کو اچھا نہیں معلوم ہوتا امی شہنشاہ اتنے تاجدار
 ساتھ ہیں اگر دس دس روپے دین تو کئی ہزار ہو جائیں آپ آگاہ ہونگے اور خبر سنی ہوگی
 کہ مہاجنون کا آج کل پرورش ہوا بکے مہینے میں ہو رہی نہیں پہنچا بادشاہ نے فرمایا کہ ای خواجہ
 تمہیں سنا کہ ظلمانہ گوشہ نشین آئی ہوئی ہو اسنے بڑی برعت کر رکھی ہو اول میثاق کوہ گردان
 گرفتار ہوا بعد اُسکے کلکو نہ اسیر ہوئی پھر فیروزہ واسطے عیاری کے گیا وہ بھی مبتلا ہے
 آفت ہوا بعد ازاں اُسنے جبل جنگی بجوایا دونوں لشکر میدان میں آئے بحرین فراق میں میثاق
 کے بیکار ہو رہے تھے وہ ظلمانہ ہر جا پڑیں چند سحر آپس میں رو و قحج کے ہوئے تھے کہ ظلمانہ
 تو بلاے روزگار ہو بحرین کو کبھی گرفتار کر لیا پھر عنبر افشان نے بحرین کا یہ حال دیکھا اُسے
 بھی سحر کیا یہ بیچاری بھی گرفتار نہ ہو سکتی ہوئی پانچ آدمی گرفتار ہوئے کے دربار حبشید ثانی میں
 جا چکے ہیں نہیں معلوم اُن بیچاروں پر کیا آفت گزری اور اُس مردود نے کیا برعت کی ہو
 خداوند عالم اُن بیچاروں کو اُسکے شر سے محفوظ رکھے ای عمر و نامدار کوئی تدبیر ایسی فرمائیے
 کہ ظلمانہ خواہ گرفتار ہو کر اطاعت کرے یا قتل ہو اور یہ پانچوں آدمی رہائی پاویں تو بیشک
 آپ کا بھی فائدہ ہو خواجہ نے کہا کہ ای فرزند تم میرے افلاس سے بخوبی واقف ہو اسقدر
 خرچ ہو کہ جسکا بیان نہیں ہو اور جو کچھ کہ تمہارے دادا جان دیتے ہیں اُس سے بھی آگاہ ہو
 بظاہر اور کوئی آمدنی نہیں اب یہ نوبت ہو کہ مہاجنون نے قرض دینا موقوف کر دیا ہو میرا
 یا ہر نکلتا مشکل ہو اُن کے ملازم لوگ میری فکر میں رہتے ہیں کہ جہاں کہیں میں ملجاؤں مجھ کو
 گرفتار کر کے اپنے مالک کے پاس لیجاویں تو ای نور نظر میں نے باہر نکلتا بالکل چھوڑ دیا اور
 ایسے ایسے گلی کو چن سے راستہ چلتا ہوں کہ انسان کا تو لیا ذکر جا تو رہتا اب اس راہ سے
 نہیں گذرتے البتہ کوئی ایسی فکر کرو کہ اصل کا ادا ہونا تو درکنار صرف ایک یاد دہینے
 کا سود مہاجنون کو پہنچ جائے تو ایک آدمی جینے کی فرصت ہو جائے شاید کوئی ترکیب

ہن پڑے بادشاہ اگر چہ شکستہ دل ہو رہے تھے مگر خواجہ کی اس تقریر سے مسکرائے اور کہا
 اے عمر نامہ دار ہمیشہ آپ کی یہی حالت رہتی رہے گی آپ کو خوش نہ دیکھا خواجہ نے کہا کہ ہاں بٹلراج
 کہتے ہو جس پر پڑتی ہو وہ بھی خوب جانتا ہو بادشاہ نے بچپن تو پڑے منگو اکڑ ساٹھے رکھے عمرو
 نے کہا کہ اے فرزند یہ تو اُسکے ایک غلام کی رشوت ہو جب اُسکے مصاحبوں کو ملاؤنگاہت
 کہیں مطلب نکلیگا بادشاہ نے مسکرا کر اور دو تو پڑے منگو ادبے عمرو نے وہ سب روپیہ لیکر
 نذر زنبیل کیا اور کہا کہ اے نور نظر صاحبقران اس زمانے میں صحراے جہان پیامین اُترے
 ہوئے ہیں اُنھوں نے مجھ کو واسطے تمھاری خیر و عافیت کے روانہ کیا تھا تم کو مناسب ہو کہ
 ایک عرضی بنام صاحبقران اس واقعہ کی لکھو وہ بھی ضرور تشریف لا دیں گے اور ایک
 ساحر زبردست مطلع ہو اے میہوت کار گر اگر نائے کہ جو جمشید ثانی کے مقابلے کے لائق
 ہو اور یہ ساحرہ بھلا اُس سے کیا مقابلہ کر سکتی ہو بادشاہ نے اُسی وقت ایک عرضی بنام
 صاحبقران روانہ کی مضمون جس کا یہ تھا کہ اے ولی نعمت جمشید ثانی نے ظلمانہ گوشہ نشین
 کو طلب کیا ہو اور وہ میرے مقابلے میں آئی ہوئی ہو کہ جسکی یدعت سے اس وقت تک پانچ آدمی
 گرفتار ہو چکے ہیں اور اب خواجہ نامہ دار بھی تشریف لائے ہیں حضور کو مناسب ہو کہ بلا حائل
 عرضی ہذا بہت جلد تشریف لائیے تاکہ قوت فدوی کی زیادہ ہو و واجب جانکر عرض کیا۔
 اور اُسکو ملفوف کر کے طرف خوشخوار بلندہ بالاکے متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے خوشخوار
 کسی طرح اس عرضی کو صاحبقران کے پاس بھیجاؤ خوشخوار نے اُسی وقت ایک طائر
 سفید رنگ چھوٹی سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر وہ عرضی گلے میں اُس طائر کے ڈالی دی
 وہ طائر زنبیل مار کر طرف صاحبقران کے روانہ ہوا کہ پہونچنا طائر کا اور آنا صاحبقران
 کا عین وقت پر آئندہ لکھو نگاہان خواجہ عمرو اُسی وقت بانہ ہائے عیاری سے آ رہے
 ہو کہ طرف لشکر ظلمانہ کے روانہ ہوئے لشکر میں ایک فقیر بن کر دریافت کیا کہ ملکہ عالم کیا
 کر رہی ہیں جادو گردوں نے بیان کیا کہ بادشاہ حجاز سے مقابلہ ہو دیکھیں کیا تہ بیر ہو ظلمانہ
 جادو سحر تیار کر رہی ہیں خواجہ نے پشت پر اُس خیمے کے آکر نقب لگائی مہرہ نقب کا سامنے
 ظلمانہ کے ٹوٹا ظلمانہ نے دیکھا کہ زمین سے کوئی شخص نکلتا ہو اس طرح جست کر کے خواجہ نکلا

کہ ظلمانہ سمجھی کوئی ساحر زبردست ہو خواجہ نے بکار کر آواز دی کہ منم فرستادہ خداوند جمشید ثانی
 ظلمانہ نے جو اس ساحر کو دیکھا اور نام جمشید سنا شکر اٹھ کھڑی ہوئی کہا ایسا ساحر زبردست تیرا
 کیا نام ہو اور اس طرح کیوں آئے خواجہ نے دست بستہ عرض کی کہ قدرت نے فرمایا تھا
 کہ ساحران جلیل لشکر اسلام کے گرفتار ہو چکے ہیں عیار بھی بادشاہ کا گرفتار ہو گیا شاگرد
 وغیرہ اسکے پھر رہے ہیں کہ جہاں جادو گر کو پاؤں مار ڈالیں مجھ کو حکم ہوا کہ زمین کے اندر سے
 جاؤ اور اس خیمے کا پتہ دیا تھا کہ ملکہ وہاں ملین کی ظلمانہ نے کہا خیر تو ہی ساحر نے عرض کی کہ
 ای ملکہ عالم ظاہر میں تو خیر و عافیت ہو باطن کا حال نہیں معلوم نامے میں سب کچھ لکھا ہو ملاحظہ
 فرمایا لیجئے آپ پر سب ظاہر ہو جائیگا ظلمانہ نے نامہ ہاتھ میں لیا چاہتی ہو کہ بیڑھوں کے آسمان پر
 تارہ چمکا ظلمانہ حیران ہو گئی کہ دن دہاڑے تارہ کہاں سے آیا بکار کر آواز دی کہ ایسی تارہ
 جادو خیر تو یہ وہ ستارہ ٹوٹ کر گر آیا ایک ساحر مسیب ظاہر ہوا کہا کہ ای ملکہ عالم اپنے کو بچائیے
 یہ عیار مسلمانان ہو ظلمانہ نے ہاتھ بڑھایا اور قصد کیا کہ عمر کو گرفتار کر لیں خواجہ نے خنجر اسکے
 ہاتھ پر مارا کہ ظلمانہ کا ہاتھ زخمی ہوا چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤں ظلمانہ نے آواز دی کہ اس
 لینا یہ جانے نہ پائے گوشہ ہائے باغ سے چند رنگی پیدا ہوئے راستہ عمر کو روک دیا ایک
 رنگی نے عمر کو پکڑ لیا اور کشان کشان سامنے ظلمانہ کے لایا عمر نے جھک کر ظلمانہ کو سلام کیا
 اور کہا ای ملکہ عالم میں مدت سے ملاقات کا طالب تھا کوئی ذریعہ نہ نکلتا تھا لہذا حاضر ہوا کہ
 آپ کا امتحان کروں ظلمانہ نے کہا کہ او مکار تو نے ملک کے ملک ساحرون کے تباہ کر دیے
 میں بھلا تیری بات کا یقین مانوں گی ای شمشیر جادو جلد حاضر ہوا ایک کنیز بڑی سو رہی تھی
 آنکھیں ملتی ہوئی اٹھی ظلمانہ نے ہنس کر کہا کہ ای شمشیر تو نے سنا نکوڑا ساربان زادہ میری
 فکر میں آیا تھا مگر میں نے گرفتار کیا اسکو لیجاؤ خداوند کے جاکر سپرد کرو کہنا اور وں کا تو
 آپ کو اختیار ہو اگر آپ نے اسکو قتل کیا تو لشکر اسلام کا خاتمہ ہو یہ کلیہ عقل مسلمانان ہو
 شمشیر نے یہ سن کر عمر کو باندھ لیا فوراً روانہ ہوئی مگر ظلمانہ عمر کو روانہ کر کے لیٹ رہی
 سو گئی عالم خواب میں ایک خواب عجیب پریشان دیکھا کہ آواز آئی کشتی مرا نام من شمشیر جادو
 ہو دایک ساحر سامنے کھڑا کہ رہا ہو کہ ای ظلمانہ ہو شیار ہو ایسا نہ ہو کہ اب آکر وہ عیار

تیمبر حاکم نے ظلمانہ گھبرا کر اٹھی مگر شمشیر جادو جو خواجہ عمرو کو لیکر چلی راہ میں خواجہ رونے لگے
 شمشیر نے پوچھا کہ خواجہ کیوں روتے ہو پہلے نہ سمجھے کہ یہ ساحرہ بلاے روزگار ہی ہم اس پر عیاری
 کرتے ہیں عمرو نے کہا کہ ای ملک عالم اس بد نصیب کی تقدیر کو روتا ہوں کہ کیا کم نصیب ہو کہ جب
 سامان ہوا کوئی نہ کوئی فتور پڑ گیا آج روپیہ لیکر نکلا کہ اسباب شادی خریدوں کہ یہ اتفاق ہوا
 میں گرفتار ہو گیا شمشیر نے پوچھا کہ وہ کون ہو عمرو نے کہا کہ وہ تو اسی میری ہو اسکا کوئی والی
 وارث نہیں ہو میں نے اسے پرورش کیا جا بجا سے بھیک مانگ کر کچھ روپیہ جمع کیا کہ اسکی شادی
 کر دوں وہ روپیہ لے لیجیے مگر میری سفارش خداوند سے کیجیے شمشیر سوچی کہ قیدی کے کہنے کا
 کون اعتبار کرے گا روپیہ لیلو عمرو سے کہا کہ اسقدر روپیہ ہو عمرو نے کہا کہ بہت کچھ ہو ایک رومال
 نکال کر دیا کہا دیکھیے اسقدر تو یہ ہو شمشیر نے رومال کو کھولا جیسے ہی رومال کھولا دیکھا اس میں
 اشرفیان اور روپے بندھے ہوئے ہیں شمشیر خوش ہو گئی دو تین پوٹے خواجہ نے دیکر ایک ڈبیا
 نکالی کہا ای ملک عالم اس بہر میری روح ہو یہی ڈبیا باعث زندگی ہو مگر تم کو دیتا ہوں کہ میری جگہ
 خداوند سے سفارش کرنا شمشیر نے کہا کہ کیوں شامتین آئی ہیں فوراً قتل کیے جاؤ گے ملک ظلمانہ
 نے نامے میں لکھ دیا ہو جلا میری سفارش کیا کارگر ہوگی اسلیے کہ انھوں نے نامے میں یہ لکھ دیا ہو
 کہ ان قیدیوں کو تو قید رکھنا مگر خواجہ کو بہت جلد قتل کرنا ای عمرو یہ بتا دے کہ اس ڈبیا میں کیا
 ہو عمرو نے کہا کہ تم کھول کر دیکھ لو میں زبان سے نام نہ لوں گا خداوند لقا جو ہیں ان کے بیان لو میں
 یہ ڈبیا بھی پائی تھی اس پر نوشتہ لگا تھا اس میں لکھا تھا کہ ای باشندگان باختر اس ڈبیا میں دہش رکھی
 ہو کہ جہنم فلک نے نہ دیکھی ہوگی میں نے کھول کر نہیں دیکھا سمجھ لیا کہ اس میں جو اہرات ہو اب تمھاری
 تقدیر کا جو کچھ ہو شمشیر نے ڈبیا کو کھولا ڈبیا سے دھواں نکلا داغ پر پہنچا اگر کر بیوش ہوئی خواجہ
 نے خنجر سے اسکو قتل کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر شمشیر کی شکل بنے اور طرف لشکر ظلمانہ کے
 روانہ ہوئے روپیہ اپنا لیکر زینیل میں رکھ لیا جب لشکر میں آئے کنارے پر لشکر کے خمیہ ملا کہ اس میں
 سے گانے کی آواز آرہی ہو کہ جیسے کوئی خوش آواز بطن داؤدی یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہو نظم

شوخیوں نے تری کچھ کام نکلنے نہ دیا	رنگ حیرت سے زمانے کو بدلتے نہ دیا
لاکھ احسان جنازے پہ گران باری کے	دو قدم کو چہ محبوب سے چلنے نہ دیا

کچھ نہ معلوم ہوا خواب میں دیکھا کسکو
کبک و طاووس میں تلوار مقرر چلتی ہے
کبھی نالے نے دکھائی نہ بہا رتا شیر
تھی جدھر نرم میں آنکھ اُسکی اُدھر سے بھی
مل گئے خاک میں ہر چند اُٹھے اُٹھ نہ سکے
ہم پر آئے تھے وہ ہم بھی وہیں ہوتے جلا

نیز بخت نے آنکھوں ہی کو ملنے نہ دیا
ناز کی نے اُسے گلشن میں ٹہلنے نہ دیا
شجرِ اُمرِ عشق دیا بچھو لئے پھلنے نہ دیا
بخت نے گردش ساغر کو بدلنے نہ دیا
تیری ٹھوکر نے قیامت کو سنہلنے نہ دیا
رگمئی کچھ مپش شوق اُچھلنے نہ دیا

خواجہ یہ آواز سن کر اُس خیمے میں آئے دیکھا چند کنیزیں خوشیاں کر رہی ہیں خواجہ سلام کر کے
بیٹھے ایک کنیز سے کہا کہ بوا میں بھی کچھ گاؤں یہ مکہ عمر و نے ڈھول لیکر بچایا اور چند اشعار گائے
کنیزیں خوش ہو گئیں کہا کہ اے شمشیر تم تو بڑی خوش آواز ہو راگ و راگنی میں بھی دخل کھتی ہو
عمر و نے کہا کہ میں ساربان زار اے کو لیکر گئی تھی راہ میں اُسے فیل کیے جھلا کر تین نے ایک
ٹھوکر مار دی کہ منہ کے بھل زمین پر گرا اور اس قدر منہ سے خون جاری ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ
اس مقام پر ڈوبے بھرے ہوئے ہیں تو پھر اُسکا دم نکل گیا میں نے لاشہ اُسکا جگل میں پھینک دیا
میں ادھر لپٹی اور وہ اُٹھ کر بھاگا ہر چند دوڑی پھر اُسکو نہ پایا آواز جیسی کہ ہماری بہن گائے
ہیں میں بھی شریک ہو گئی یہ کہہ کر ایک کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا بوا کنارے چلو تو اور ایک سطل
بیان کروں محمودہ کو ساتھ لیکر ایک گوشے میں آئے کہا دیکھو وہ سناٹے مقام پر کہ جہاں
لاشہ عمر و کا میں نے پھینکا تھا محمودہ لپٹی کہ اُس طرف دیکھے خواجہ نے کندہ مار کر جلدی سے
حباب مار دیا کہ محمودہ بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو تو کنارے ڈال دیا اب اُسکی شکل بن کر
کنیزوں میں آئے اور پھر کنیزوں سے رخصت ہو کر طرفِ ظلمانہ کے چلے یہاں ظلمانہ کہہ رہی تھی
کہ نہیں معلوم شمشیر جا دو پر کیا گذری کہ محمودہ نے آکر سلام کیا اور کہا کہ حضور نے شمشیر
کو عمر و قتل کر کے نکل گیا میں نے بچا کیا آخر نہ پایا بھاگ کر وہ نکل گیا ظلمانہ نے کہا کہ اے محمودہ
میں نے ابھی خواب میں بھی دیکھا کہ شمشیر قتل ہو گئی مگر تم وہاں کہاں گئی تھیں عمر و نے کہا کہ
اتفاق سے نکل گئی وہاں جا کر یہ معاملہ دیکھا حضور بخوبی آگاہ ہیں کہ مجھے شمشیر سے بڑی محبت تھی
ظلمانہ نے کہا کہ جاؤ جا کر بیٹھو اس مقدمے میں دخل نہ دو میں تدبیر کروں گی عمر و نے کہا کہ اے ملازم

میں دیکھتی ہوں کہ آپ اُداس بیٹھی ہیں شراب پلاؤں کوئی ساز بجاؤں ابھی آپ کو خوش مزاج کروں
 ظلمانہ نے کہا کہ ارسی کیا شراب پیے گی محمودہ نقلی نے سر ہلا کر کہا کہ اگر آپ کی خوشی ہو یہ کہہ کر
 جام لبریز کیا کمانوش فرمایے ظلمانہ نے جام ہاتھ میں لیا شراب چرخ مارنے لگی ظلمانہ نے
 کہا کہ یہ کیا ہوا اگر میں ابھی دریافت کرتی ہوں یہ کہہ کر ایک دستک دی گوشہ خمیہ سے ایک ساحر
 پیدا ہوا ظلمانہ سے اُکر کہا کہ اے ملکہ عالم یہ عمرو عیار ہوا سکو گرفتار کر لیجیے ظلمانہ نے کہا کہ پڑ
 خواجہ عمرو نے قصد کیا تھا کہ محل جاؤں مگر اُس ساحر نے اُکر ہاتھ پکڑ لیا عمرو نے کہا کہ کیوں
 میں نے کیا کیا اُس ساحر نے کہا کہ ملکہ ظلمانہ کامل واکمل ہیں میں اُنکا بیر ہوں تجھ کو گرفتار کر کے
 بچلو نگا محمودہ نقلی نے کہا کہ میں حاضر ہوں مگر پشت پر آپ کی کون کھڑا ہو جیسے ہی وہ بیر پلٹا
 عمرو نے لپٹ کر ایک خنجر مار دیا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا اور آپ جست کر کے بھاگے ظلمانہ نے
 دیکھا کہ عمرو عیار محل گیا اور بیر میرا مارا گیا اپنے مقام سے اُٹھی جھومتی ہوئی باہر آئی پکار کر
 آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہو کنیز میں حاضر حاضر کہہ کر دوڑیں ایک کنیز سے کہا کہ چھپ کر
 صحرا میں جا عمرو عیار جاتا ہو اُسے گرفتار کر لا مگر خیر دار زبان سے کچھ نہ نکالنا کہ میں نے عمرو
 عیار کو پکڑا ہوا یہ دیکھا اجلاساز ہو وہ کنیز موسوم بہ گلچہرہ صحرا کی طرف روانہ ہوئی جنگل میں اُکر
 دیکھنے لگی پھر جانب دیکھا جب کہ میں عمرو کا پتہ نہ ملا تو دیکھا ایک جھاڑی تل رہی یہی جھانک کر
 وہ سے دیکھا کہ عمرو جھاڑی میں چھپا بیٹھا ہے مگر لباس بدل رہا ہو اُس کنیز نے جھولی سے ایک
 ٹولہ فولاد دی نکالا چاہا کہ بڑھ کر گولہ ماروں کہ پشت پر سے آواز آئی کہ اے گلچہرہ خبردار بے ادبی
 نہ کرنا یہ مقدمہ عمرو عیار ہی گلچہرہ نے چاہا کہ پلٹوں کسی نے حلقہ کمند کے گلے میں ڈال دیے اور
 جھٹکا مار کر حباب مار دیا بیہوش کر کے ایک غار میں پھینک دیا اور گلچہرہ کی شکل بن کر چلے لشکر
 جو آئے جسے پوچھا کہا اب وہ جھلا وہ ہو اُسے بھی آگے چلتا ہوا اسی وجہ سے میں نے اُسکا بچھا
 نہیں کیا کہ بھاگتے کا زیادہ بچھانہ کرنا چاہیے آخر اُسی کی شکل بنے ہوئے پھر اسے ظلمانہ کے آسے
 کہا اے ملکہ میں اپنی جان کے خوف سے بھاگ آئی ظلمانہ نے کہا کہ جاؤ جا کر بیٹھو جب ہم بلا میں
 تب آنا اگر نہ بلاؤں تو نہ آنا خواجہ ناچار ہو کر لپٹ آئے ظلمانہ گروخیے کے حصار کر کے بیٹھی
 اور پکار کر آواز دی کہ اے بی گلچہرہ او گلچہرہ اٹھ کر سنے آئی ظلمانہ نے کہا کہ اے گلچہرہ مجھے بچھو

شک ہو تا ہو خواجہ نے گھبرا کر کہا میں تو مجبور و ناچار ہوں ظلمانہ نے کہا کہ اگر کلچرہ شمشیر ایسی
 ساحرہ کا قتل ہوتا میرے کلیجے پر تلوار چھڑکوا مدت کی ملازم سحرین طاق شہرہ آفاق تھی آج اُنکو
 ساربان زادے نے مارا اُسکے عزیز و اقارب جو بچھین گئے تو میں اُنکو کیا جواب دوں گی جب سے جھکو
 بڑا افسوس ہو میں نے خواب میں بھی دیکھا تھا کہ ایک شخص کھڑا کہ رہا ہو کہ عمرو نے شمشیر جادو
 کو مارا وہ خواب سچا ہوا کلچرہ نقلی نے کہا کہ حقیقت میں عمرو کا گرفتار ہونا دشوار ہو وہ بلا کا عیا
 ہرین جاکر پھر تلاش کرتی ہوں ظلمانہ نے سر ملا دیا خواجہ یہ فقرے بنا کر بہ ہزار خرابی سامنے
 سے ظلمانہ کے ہٹے عمرو بشکل کلچرہ بھاگ کر نکل گیا جب ظلمانہ نے دیکھا کہ کلچرہ نکل گئی چھولی سے
 کاغذ نکالا اُس میں دیکھ کر زانو پر ہاتھ مارا دوسری کنیز جو کڑی تھی اُس نے پوچھا کہ واری کیا ہوا
 ظلمانہ نے کہا کہ بشکل کلچرہ عمرو عیار آیا تھا میں نے دھوکا کھایا اُس ظالم کو نہ پہچانا سانسے
 آکر نکل گیا سب نے کہا کہ جب آپ سے عمرو کا یہ حال ہو تو ہمارا کیا ذکر سنو دھوکے عمرو کے ہاتھ
 سے کھاوین گے ظلمانہ نے کہا کہ جس دن قصد کرونگی اگر سو پر دے میں ہو گا فوراً گرفتار کر لاؤنگی
 یہ کہہ کر حکم دیا کہ چند کنیزین واسطے گرفتاری عمرو کے جاوین اور ڈھونڈ کر ساربان زادے کو
 لاوین کنیزین برائے تلاش عمرو نکلیں انہیں سے ایک کنیز شمعون بلا خواہ رانے کا ایک صحرا میں گذر
 ہوا خواجہ سے سامنا ہوا شمعون نے پکار کر کہا کہ خواجہ ٹھہر جاؤ اب آگے نہ بڑھنا اسی میں
 خیر ہو میں ابہو بچی عمرو نے جو شمعون کی آواز سنی بے خوف ٹھہر گئے شمعون دوڑ کر قریب آئی
 اور کہا کہ کیوں خواجہ اب کہو تمہارا کیا حال کروں خواجہ نے کہا وہ عمرو سامنے چھپا ہوا
 بیٹھا ہو دیکھو کپڑے بدل رہا ہو شمعون تو ادھر بیٹھی عمرو نے حلقہ ہائے کندگی میں ڈال دیے
 خواجہ نے قصد کیا کہ اسکو سیووش کروں کہ درخت پر ایک طائر ٹھاہر ہوا آواز دی کہ اڑ
 شمعون عمرو کو پاگئیں اب نہ چھوڑنا طائر نے جو یہ آواز دی شمعون نے چاہا کلائی پر
 ہاتھ ڈال دوں عمرو نے خبر مارا کہ ہاتھ شمعون کا اڑ گیا شمعون کا ہاتھ کاٹ کر خواجہ عمرو
 بھاگے شمعون ہاتھ کو پکڑے تڑپ رہی ہو کہ ظلمانہ مع چند کنیزوں کے اگر سیو بچی ظلمانہ
 نے کہا کہ اے شمعون کیا معرکہ ہو شمعون نے کہا عجب اتفاق ہوا میں نے چاہا اسکو کپڑوں
 اُسے خبر مار دیا کہ میرا دہنا ہاتھ اڑ گیا ظلمانہ نے جھلا کر کہا کہ اے شمعون تم جا کر بیٹھو

اب میں خود ساربان زارے کو لاتی ہوں اس ہاتھ کاٹنے کی وہ سزا دوں کہ عمر بھر یاد کرے یہ کہہ کر اڑتی ہوئی چلی لیکن خواجہ ایک نخل کے سائے میں آکر پہنچے ایک گوشے میں چپ کر بیٹھ کر دو آنکھیں گھول دی ہیں کہ دیکھا صحرا کی طرف سے گرد اڑی کئی لاکھ جادو گر نمایاں ہوئے ظلمانہ کا بھی اتفاقاً اسی طرف گذر ہوا اسنے دیکھا کہ سرسام جادو و شیر جمشید مع کئی لاکھ جادو گردوں کے آکر پہنچا ظلمانہ اتر کر پہنچے آئی کہا بھائی صاحب عجب بات ہو ساربان زارے نے مجکو حیران کر رکھا ہو کہ میں اُسکا پتہ نہیں ملتا میں نے بڑی بڑی کوشش کی سرسام نے کہا کہ آپ چلکر خیمے میں تشریف رکھیے میں اُسکو ابھی لاتا ہوں یہ کہہ کر ظلمانہ کو واپس کیا اور آپ تلاش میں عمرو کی روانہ ہوا یہاں خواجہ عمرو جا بجا چھتے پھرتے ہیں اور اسی خیال میں ہیں کہ جس طرح بنے ظلمانہ کو قتل کروں لیکن سرسام خواجہ کو ڈھونڈ رہا ہوا ایک صحرا میں گذر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت کم سن چالاک و چست جنگل میں پھر رہی ہو اور یہ اشعار زبان پر ہیں لطم

وہ پھر کے آپ تو آتا اگر جواب نہ تھا ارادہ کرتی تو جان حشر میں نکلیاتی یہ گم ہوا تھا سیاہی میں شامِ فرقت کی اٹھا کے رنج پکارا یہ کوئے یار میں دل تمہارے حسن کا شوقی نے پردہ فاش کیا اٹھا دیا جو خرابا تیوں نے محفل سے گناہ بوسے جو گھبرا گیا میں روزِ حساب نگاہِ یار ہی پہچاننا تو مشکل ہو	پیا مبر تھا اتھی مرا شباب نہ تھا ہجومِ غم شبِ فرقت میں سدِ باب نہ تھا کہ صبح ہو گئی تھی اور آفتاب نہ تھا بہشت میں تو اتھی کوئی عذاب نہ تھا یہ رنگ چھپنے ہی والا تھا نقاب نہ تھا خدا نخواستہ میں تارکِ شراب نہ تھا ابھی تو پرستش اعمال تھی حساب نہ تھا جلالِ لطف سے خالی کبھی عتاب نہ تھا
--	---

سرسام نے جو اُس مہجین کو دیکھا گھبرا گیا دل سے کہتا تھا کہ یہ مہجین اور یہ مقام ہولناک معلوم ہوتا ہو دیوانی ہو گئی اپنے گھر سے نکل آئی اُسکو سمجھا کر قبضہ میں کر دیا یہ سوچ کر آسمان پر سے اتر آیا قریب آکر کہا کہ او مہجین یہ کیا معرکہ ہو کیوں پریشان پھر رہی ہو اُس نازنین نے صورتِ سرسام کی دیکھی اور ایک جج مار کے گرمی دانت وغیرہ میٹھ گئے اور بیہوش ہو گئی اتار موت چہرے سے غاہر ہوئے سرسام رونے لگا جی میں کہتا ہو کہ کیا غضب ہوا میری شکل میں کیا تھا

کہ مجھ کو دیکھ کر مہوش ہو گئی یا خداوند جمشید ثانی اسکی جان بچا لیجیے یہ کہ کر قریب آکر دیکھا کہ بغل میں ایک
کاغذ تھا وہ زمین پر پڑا ہوا سرسرام نے جو اُسے اٹھا کر دیکھا اُس کاغذ میں اپنی تصویر پائی تھی میں
کہتا ہوں کہ میری تصویر پر یہ عاشق ہوئی اب راضی کرنا کتنی بڑی بات یہ قریب بیٹھ گیا سرسرام
نازنین کا سینے سے لگا یا پانی چھڑکا اُس نازنین کو ہوش آیا سرسرام نے اُس پر سرسرام کے پایا تیا۔
وہ بیکرا رہ کر آواز دی کہ او ظالم آج میرے ہون پھرے کہ تو نے میرا سر انا پر رکھا مجھ کو یقین ہوا
کہ عشق نے اپنا رنگ دکھایا سنا کرتے تھے کہ عشق میں بڑے فتور ہیں اب آج یقین ہوا کہ عشق
تا شیردار چیز ہو کہ میں بیکرا رہ کر گھر سے نکلی اُس کا انجام بخیر ہوا کہ تمہے تک پہنچی تیری تصویر
ایک سوداگر فروخت کرتا تھا ایک صند و قچے میں رکھی تھی میں نے اس تصویر کو دوسرے روپے
کو خرید کیا جس وقت سے تصویر دیکھی اپنے آپ میں نہیں رہی آخر گھر سے نکل آئی یاد آیا کہ
مجنون دلربیش عشق لیلی میں کیسا بیکرا تھا ایک دن لیلی جو اونٹ پر سوار ہوتی ہانکنے والا
سوار ہوا اونٹ بھرتا ہوا دشت نجد میں لایا لیلی سے مجنون ملے اپنی جفا میں بیان کیں لیلی نے کہا کہ
میں موجود ہوں جو تیری خواہش ہو وہ پوری کر گئے مجنون تو پاک اعتقاد تھا اُس نے کہا کہ اب تو
سوار ہو جاؤ پھر جب ملو گی اُس وقت مطلب دلی حاصل ہو گا وہ اُسی وقت سوار ہو گئی شاید
مجھ کو بھی عشق تا شیر دکھائے معشوق کسی مقام پہل جائے تو وہ امید اب پوری ہوئی اب مجھے
بیچلو جہان کہو وہاں رہوں گر تم سے جدا نہ ہوں یہ کہ کر اپنا سر پیٹنے لگی سرسرام نے ہاتھ تھام لیا
کہا کیوں ملکہ عالم کا ہے کو سر پیٹتی ہو مجھے کبھی خطا نہ ہو گی ہمیشہ خدمتگزاری کروں گا کوئی ذمہ
خدمت کا اٹھانہ رکھو نہ گا اُس نازنین نے پٹے پکڑ کے دو تھامے اُسے کہا او ظالم ہمارا خیال کچھ
بالکل نہیں اگر محتاج ہو تو زیور حاضر ہو اسکو فروخت کر اپنا مطلب نکال کہ میری آرزوے دل
پوری ہو اور اگر صاحب مال ہو تو خیر زیور رہتے دے جس وقت تجھ کو خواہش ہو گی سب
اسباب لے لینا میں ہرگز غدر نہ کروں گی یہ سن کر سرسرام ہنسنے لگا کہتنا تھا کہ اے ملکہ عالم میں کیسی طرح
خدمت سے باز نہیں ہوں اُس ہرجب میں نے جیب میں سرسرام کی ہاتھ ڈالا ڈبیا گلو یہوئی
نکال لی ایک گلو رہی آپ کھائی اور ایک سرسرام کو دی سرسرام خوشی خوشی کھا گیا نازنین نے
ہاتھ تھام لیا کہا کیوں صاحب یہ برکت کیا ضرور ہو مجھ کو اسی جنگل میں رہتے دو مجھے یہ دیرانہ

بہت ہی دل بہت درد مند ہو علاوہ اسکے میرا باپ صاحب مال و دولت ہو جو مانگو گے وہ پیش
 کرونگی میں محتاج کے گھر کی بنین ہوں سرسام کو وہ گلدی کھنا کر بقراری ہوئی کہا صاحب
 میرے کلبجے میں آگ لگ گئی پڑیاں جل رہی ہیں نازنین نے کہا معلوم ہوتا ہے تمباکو زیادہ تھا اسی
 کی وجہ سے یہ بقراری ہو ذرا اٹھ کر ٹھلو کہ تاثیر تمباکو کی موقوف ہو یہ سنکر سرسام اٹھا جا ہاٹھان
 بیہوشی نے تانچہ مارا لڑکھڑا کر اگر اُس نازنین نے خبر کھینچا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کمر و
 مردم کہ کلاہ از سر قصر برم رنگ از رخ بختک بد اختر برم در مجلس خسروان چکر دم
 ساقی تیغ و سپر و سپر و ساغر برم نعرہ کر کے خبر مارا کہ شکم چاک و قصہ پاک ہو اُٹھو نے کپڑے
 اسکے اُتار لیے چاہا کہ بھاگوں کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ آیا سامنے ایک غار تھا خواجہ اُس میں
 کو دپڑے بہ نگاہ غور دیکھا کہ وہ ابر آکر پھٹا ظلمانہ جادو لاش پر سرسام کی آئی بھائی بھائی
 کہ کر بیٹھے لگی چند کنیزیں جو ساتھ تھیں انھوں نے لاش اٹھایا ظلمانہ نے لاش سرسام کا لیجا کر حرا
 میں جلایا لیکن خواجہ عمرو حیران ہیں کہ میں کیا کروں کیونکہ اسکو لون کسی طرح ظلمانہ پر خجہ
 قابض ہو تو مزہ ہو میں اگر غار میں نہ کو دپڑتا تو یہ گرفتار کر لیتی ایسی جست و چالاک ہو کہ ہر وقت
 خیال رکھتی ہو یہ سوچ کر غار سے نکلے صورت ایک طفل کی بنائی دوڑ کر ظلمانہ سے لپٹ گئے کہا
 کیونانی امان اپنے بچوں فراموش کیا کہ جنگل میں مارا مارا پھرتا ہوں اگر کوئی سن پائے کہ صاحبزادہ
 اس جنگل میں پھر رہے ہیں تو آپ پر کیا طعن و تشنیع کرے میری اچھی نانی امان مجھے ساتھ لے لیا ظلمانہ
 نے اُسی وقت عمرو کو ہاتھ پکڑ کے ابر پر بٹھالیا جا اپنے ساتھ لے لیا اُس طفل نے اپنے تئیں ابر
 سے گرادیا اور زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگا کہتنا تھا کہ ای فلک کج رفتار و ای گردون خدا رکھنا تک
 میرے ساتھ کج روی کرے گا میں یہاں سے نہ جاؤنگا اسی جنگل میں پھر ونگا ظلمانہ نے ہاتھ تھام کر کہا
 کہ ای نور نظر میں نہیں چاہتی کہ تمکو ملال پہونچے ایسے مقام پر تمکو رکھوں کہ سب کو رشک ہو عمرو نے
 کہا کہ بیٹھ جائیے جو میرے حق میں بہتر ہو وہ فرمائیے ظلمانہ نے کہا کہ ای فرزند میں نہیں چاہتی
 کہ تمکو رنج پہونچے باغ میں لیجا کر رکھوں گی کنیزیں برائے خدمتگذاری مقرر کرونگی ہر وقت اُن سے
 کھیلنا کر ناب خواجہ حیران ہیں کہ کس طرح اسکو ماروں ناگاہ ایک طاثر ایک نخل پر اکر بیٹھا کچھ
 زرمہ سرائی کر کے چلا گیا ظلمانہ تو پاس کھڑی تھی ہاتھ عمرو کا تھام لیا کہا ادسار بان زادے

میرے سحر نے مجھ کو خبر دی ورنہ تو نے تو دردم کمر میں پھنسا یا تھا اب بھلا میرے قبضے سے کہاں جائیگا
 عمرو نے چاہا کہ ہاتھ چھڑا کر بھاگوں خیال کیا کہ زمین پائون پکڑے ہوئے ہو مگر ظلمانہ نے عمرو کو
 گرفتار کیا اور کشان کشان لے چلی خواجہ کہتے ہوئے جاتے ہیں کہ اے ملک عالم میں عمرو عیار
 نہیں ہوں ایک صحرا نور ہوں مجھ کو مصیبت میں نہ پھنساؤ ورنہ میری جان جاگی آپ کو کیا ہاتھ
 آئیگا ظلمانہ نے منہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اڑ گیا صورت اصلی
 نکل آئی ظلمانہ نے کہا کہ او ظالم اب تو مفصل معلوم ہو گیا کہ تو وہ ہی ساربان زادہ ہو میں
 کیا تجھے زندہ چھوڑ دوں گی ابھی چل کر قتل کروں گی خواجہ ناچار ہوئے کہا اے ملک عالم میں تمھاری
 ملازمت چاہتا ہوں حمزہ کی نوکری سے بیزار ہوں صرف تین روپے مہیت ملتا ہوا میں بھی
 غیر حاضریان کاٹ لیتے ہیں اگر تم مجھ کو ملازم کرو تو میں سب کو مار کر تم کو بادشاہ کروں اور
 جمشید ثانی کو بھی قتل کر ڈالوں ظلمانہ نے کہا کہ او عمرو تو نے بڑی خلافت و سرریاں کیں اب
 تیری بات کا اعتبار نہیں آتا مرنے کا آپ بھی ایک مرتبہ امتحان کر لیجیے اگر خلاف مرضی کچھ
 کام کروں تو جو دل چاہے سزا دیجیے گا عمرو ہر چند تڑپا پھڑکا مگر ظلمانہ نے کچھ اسکا کہنا نہ
 قبول کیا اور گرفتار کر کے لے چلی اول اپنے لشکر میں آئی سرداروں سے کہا کہ صاحبو سرسام
 بھائی میرا اسکے ہاتھ سے مارا گیا مگر میں نے کہہ رکھا تھا میں وقت پر پہونچ گئی اب اس ظالم کو
 گرفتار کیا ہو بخیرمت خداوند جمشید لیے جاتی ہوں تم لوگ گھبرا نا میں میں پٹ کر آتی ہوں
 لشکر والوں کو سمجھا کر روانہ ہوئی جمشید ثانی کہ قصر مہمت رنگ میں بیٹھا ہی رہی ذکر کر رہا
 ہو کہ نہیں معلوم ظلمانہ پر کیا گزری کہ لوگوں نے عرض کی کہ ملک ظلمانہ آتی ہیں جمشید نے
 سرداروں کو اشارہ کیا کہ استقبال کر کے لاؤ ظلمانہ سامنے آئی کہ یا خداوند آج میں نے
 بڑا کارٹایاں کیا ہی ہر چند کہ بھائی قتل ہو گیا مگر خیر کیا نقصان ہی اسکا جام عمر لمبر ہو گیا تھا
 مگر یہ ساربان زادہ تو میرے ہاتھ سے گرفتار ہوا جس نے ملک کے ملک مٹا دیے دامہ ایسی
 ساحرہ کو مارا ساحر شمش کہ خداوند ساحران کہلاتا تھا اسکو دریاے قلم زمین جا کر مارا
 جمشید عمرو کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کہا اے ظلمانہ تم جا کر طلسم کشا کے لانے کی تدبیر کرو میں
 کل میدان غنی کی تدبیر کرونگا سر میدان اسکو قتل کرونگا ظلمانہ نے عمرو کو دیکر جمشید سے

کہا با خداوند قتل میں عمرو کے زیادہ دیر نہ کیجیے گا جمشید ثانی نے کہا کہ آج نائے ہر طرف روانہ کرتا ہوں رات بھر تیری ہونگی صبح کو اسکو قتل کرونگا بس رات بھر کا یہ تھاں ہوا اسکو قتل کر کے سرا سکا خدمت حمزہ میں روانہ کرونگا اسکے قتل ہوتے ہی مسلمان بھاگ جاویں گے کبھی نہ ٹھہریں گے جو بڑے بڑے جادو گر تھے وہ اسی کے ہاتھ سے مارے گئے یہ کہہ کر ایک قفس میں عمرو کو بند کیا کہا اسی کمرے میں جا کر قید کرو جہاں میثاق وغیرہ قید ہیں وہاں سبھوں نے عمرو کو لیا کر قید کیا سیلاب جادو ایک جادو گر نے ہوا اسکو نگہبانی کا حکم ہوا سیلاب نے باہر کمرے کے چند جادو گر نیاں مقرر کیں کہ نگہبانی کرو مگر میثاق وغیرہ نے جو عمرو کو دیکھا سب کے جی چھوٹ گئے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ اب تک تو امید تھی کہ خواجہ تم ظلمانہ کو قتل کر دے مگر خواجہ تمھارے گرفتار ہونے سے بڑا انتشار ہوا یہ تو بتاؤ کہ تم کیوں کر آگے عمرو نے کہا کہ میں براے سیر نکلا تھا لشکر سعد بن ابی اسعد نے حکم دیا کہ ظلمانہ آئی ہوئی ہو اگر اسکو قتل کرو تو ہم تمھیں کچھ دین گے آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں قرضدار ہوں لالچ میں آکر اس بلا میں پھنس گیا آخر گرفتار ہوا مگر لوگوں کی رہائی کا وقت قریب آیا کہ مجھ کو فلک نے یہاں بھیجا اب انشاء اللہ تم سب کو رہا کرونگا خون میں جادو گروں کے ہاتھ بھر دینگا سب عمرو کو دعائیں دینے لگے کہ عرض کرتے ہیں کہ امی کریم کار ساز وایرت بے نیاز اس مشکل کو آسان کر کہ خواجہ رہائی پاوین تاکہ ہم لوگ بھی اس قید نصیب سے نجات پاوین لطم

بکن بدر گہ سلطان جان و دل فریاد +	کہ وقت رنج و غم آن داد گریہ بخشہ داد +
خدا یوقت مرد بندہ را دہداد +	خدا مراد بہ بخشہ بطلایان مراد +
بچار سوے زمانہ بکار سر گرم اند +	بحکم حضرت حق آب و خاک و آتش و باد +
صدا از عرش بر آید کہ مرخبا عبدے +	کند چو بندہ بشام و سحر خدا را یاد +
متاب گردن تسلیم از اطاعت حق +	مطیع حکم شو و سر بیج از ارشاد +
بہ گل مراد تعلق ز خار دامن کش +	بوستان جان مثل سرو باش آزاد +
چو هست طینت تو مشت خاک ای خاکی +	چرا تو آبر و خاک میکنی برباد +

پانچون آدمی بلک رہے ہیں دعائیں پروردگار سے کر رہے ہیں عمرو نے سب سے کہا کہ اب

خاک میں

خاموش رہو کیون ترپتے ہو مگر سیلاب جادو کنیزوں کو باہر بٹھا کر اندر آئی کہا کیوں خوجہ
کس فکر میں بیٹھ ہو تمہارے قتل کی تدبیریں ہو رہی ہیں نامے لگے ہیں سب سردار کل جمع ہو
تم دار پر کھینچے جاؤ گے خواجہ رونے لگے کہا کہ ای ملکہ عالم مجھ کو کسی طور سے بچالو تو میں کچھ
خدمت میں حاضر کروں سیلاب نے کہا کہ خواجہ سفارش کرنا تو میرا کام ہی آئندہ قبول
وعدم قبول کا خداوند کو اختیار ہو عمرو نے کہا کہ ذرا بیٹھ جاؤ مجھ کو قفس سے نکالو تو میں سب
حال اپنا بیان کروں سیلاب نے لالچ میں روپے کی عمرو کو قفس سے نکالا عمرو نے قدیوں
کو بوسہ دیا اور حبس میں ہاتھ ڈال کر ایک پوٹلہ روپیوں کا نکالا سیلاب کو دیا کہا کہ ای
ملکہ عالم اور بھی کچھ حاضر کرونگا سیلاب نے کہا کہ خواجہ جو دینا ہو وہ دیدو میں اور بھی
سرداروں کو ملاؤنگی کیا مجھ اکیلی کو مضمر ہوگا اور صاحب بھی میری بات میں دخل دیں گے
عمرو نے ایک ڈبا نکالا کہا لو ملکہ عالم اس میں اس قدر جو اہر ہو کہ مصاحبوں کو بھی ملاو مجھ کو
روگی وہ خوش ہو جائیگا سیلاب نے کہا کہ میں اسے کھول کر دیکھوں عمرو نے کہا کہ میرے
سامنے نہ کھولو دل کو قلق ہوگا کہ ہم نے کس مشقت سے جمع کیا اور تم اس کو لیے جاتی ہو دل
کانپ رہا ہو سیلاب نے کہا کہ میں تو ضرور دیکھوں گی خواجہ ہاں ہاں کہتے رہے مگر سیلاب نے
وہ ڈبا کھولا اس میں سے بیہوشی اڑی سیلاب بیہوش ہوئی خواجہ نے سیلاب کو اپنی صوٹ
بنایا اور زبان میں سوزن دے دی گلے میں ایک گیند ٹھونس دیا سیلاب کو قفس میں بند کیا
آپ سیلاب کی شکل بن کر باہر نکلے کنیزوں سے کہا کہ ہوشیار رہنا میں جا کر آرام کرتی ہوں
خواجہ دربار میں آئے ہر مقام پر پہنچے کل خیموں میں گشت کی مال بھی وہاں کا اٹھا لیا اپنی
صحیحی میں آکر آرام کیا رات بھر نوبت و نقارے بجے ہیں بڑے بڑے شاہان و حاکمان در بند
مع فوج آکر پہنچے ہیں اترتے جاتے ہیں اس قدر رات بھر جھجھکاؤ ہوا کہ تمام صحرا فوج سے ملو
ہو گیا صبح کو خواجہ اٹھے سامنے جمشید کے آئے کہا یا خداوند رات بھر جاگی ہوں حفاظت
کرتی رہی مگر آپ کا شکر یہ ادا کرتی ہوں کہ خیر و عافیت سے رات گزری ابھی تک تو سب
قیدی موجود ہیں جمشید نے حکم دیا فقط عمرو کو لاؤ وہ تو سب میرے ملازم ہیں ایک فیروزہ
عیار غیر بے بعد قتل عمرو وہ سب اطاعت کریں گے سیلاب نقلی نے کہا کہ یا خداوند خوب

تجویز کیا حقیقت میں یہی ہو گا خواجہ جاکر قفس سیلاب اٹھالائے سامنے جمشید کے آئے عرض
کی کہ اسکو دار پر کھینچ دوں کئی سرتاجدار کھڑے ہیں اہالی در بند مشتاق قتل عمرو ہیں ہر ایک کا
یہی قول ہو کہ وہ کار نمایاں کرو کہ قدرت خوش ہوں نوبت و نقارے تیار ہیں کہ جب عمرو مارا جا
تو کل نقاروں پر چوب پڑے خواجہ نے قید خانے میں آکر سب کی زبانوں سے سوزن کا لہری
فیروزہ سے کہا کہ تم تو کل جاؤ الگ سے تماشا دیکھو کہ کیا معاملہ ہوتا ہو فیروزہ ایک جادوگر
کی شکل بنا کر مارے کھڑا دیکھ رہا ہو کہ عمرو نے سیلاب کے پائون میں زنجیر باندھی سیلاب کی
آنکھ کھلی دیکھا کہ میری شکل کی ایک عورت مجھ کو دار پر کھینچ رہی ہو غین غین کرنے لگی کبھی کیزون کی
طرف دیکھتی ہو کبھی جمشید کو اشارے کرتی ہو عمرو نے بڑھ کر ایک تمانچہ مارا کہا اوسا بان زاد
اب تیرا وقت رحلت قریب ہو یہ وہ مقام ہو کہ جہان کی خدائی خداوند جمشید ثانی کے سپرد کر
اب امروز فردا میں بادشاہ اسلام بھی گرفتار ہو کر آویں گے وہ بھی اسی طرح سے دار پر
کھینچے جاویں گے اور جو بھاگ گئے تو طمانہ وہ ساحرہ ہو کہ کسی کو جانے نہ دیگی سبکو روک لیگی
سیلاب خاموش ہو رہی عمرو نے جلا د کو اشارہ کیا اور جمشید سے کہا کہ تیرا کمان ہاتھ میں
لیجیے سب سردار ایک ایک تیر لگائیں کہ اس ساربان زادے کو بھی معلوم ہو کہ کوئی صدمہ
پہونچا سب تاجداروں نے کمانیں کا ندھے سے اُتاریں جمشید نے بھی کمان کیانی ہاتھ میں لی
تین پھال کا تیرا میں پوست کیا جس وقت جمشید نے تیر کو رہا کیا کئی ہزار تیر عمرو پر چلے
نوبت و نقارے بجنے لگے وہ ہنگامہ بلند ہوا کہ گوش گردوں کو ہو گیا مگر کئی ہزار تیر جو سیلاب پر
پڑے جسم تمام غریب ہو گیا چونکہ نوبت و نقارے بج رہے ہیں ہر چند کہ صدا بلند ہوئی کہ کشتی مرا
نام من سیلاب جادو بود مگر نوبت و نقارے کے ہنگامے میں کسی نے آواز نہ سنی سب آپس میں
بغلگیر ہو رہے ہیں جمشید ثانی بہت خوش ہو سرداروں کو گلے سے لگا رہا تیر کتا ہو آج وہ شخص
مرا کہ جس کا مکاری میں مثل نہ تھا جمشید تخت پر سوار ہو کر سردار گھیر ہوے کھڑے ہیں کہ میثاق
قید خانے سے نکلا بہشت پر مینوں شاہزادیاں اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے میثاق آکر آسمان پر چکا
مینوں شاہزادیاں آباد ہو سحر میں میثاق نے نفرہ کیا کہ او جمشید منم میثاق کوہ گردان پیکر
گو کہ مارا مینوں شاہزادیوں نے ماش کے دالے پھینکے آگ برسنے لگی کسی کے سحر سے تلواریں برسن

ہر طرف کے لشکر تباہ ہونے لگے ٹھوڑے ہی عرصے میں کئی ہزار ساحر و اصل جنم ہوئے جمشید نے
 قصد کیا کہ میثاق پر جا پڑوں عمرو نے حقہ آتش بازی مارا کہ جمشید کے سینے پر بڑا تمام لباس چلنے لگا
 ایک طرف سے فیروزہ نے چند حقے مارے کہ تمام میدان دھواں دھار ہو گیا جمشید ثانی سر
 پیٹ رہا ہوا اور کہتا ہو کہ یارو یہ کیا معرکہ ہوا سر دھڑا دھڑا گر رہے ہیں دریا کی طغیانی ایک
 طرف آگ برس رہی ہو ایک طرف موج زن پانی بحرین نے دریائے سحر جاری کیا میثاق نے
 زمین ہلادی عمرو نے آواز دی کہ ارے اب نکل جاؤ ایسا نہ ہو کہ جمشید آپڑے وہ عاجز ہو رہا
 ہو یہ نہ ہو کہ کسی کو گرفتار کر لے میثاق خود آمادہ تھا یہی اس کو خیال تھا کہ کہیں کوئی شاہزادی
 نہ پھنس جائے تو میں شہر یار کو کیا منہ دکھاؤنگا ادھر عمرو کی آواز جو کان میں آئی کہ اب نکل چلو
 میثاق نے شاہزادیوں کو اشارہ کیا شاہزادیوں نے چلتے چلتے موتیوں کے ہالے پھینکے کسی
 نے کان سے بجلی نکال کر پھینکی کسی نے انگوٹھی پھینک ماری اُستاد ان سخنور پھر فرماتے ہیں
 کہ ان ساحروں کے سحر سے لاکھ ساحران نامی فوج جمشید کے مارے گئے مگر تاجداران جلیل
 بھی زخمی ہوئے تھے چاہتے تھے بھاگ کر نکلیں ادھر ٹھوڑے ہی عرصے میں جمشید نے وہ ابرمٹا
 پانی کو خشک کیا آگ کو بجھایا دیکھا کہ وہ لوگ چلے گئے کہا صاحبو دیکھو میں نے کسے قتل کیا کہو
 دار پر کھینچا عین گرمی جنگ میں عمرو کے نعرے کی آواز آتی تھی صاف ظاہر ہو کہ عمرو نہیں
 مارا گیا کسی طرف نکل گیا مگر ان سب کی زبان سے سوزن کسنے نکالی سب نے عرض کی یا خداوند
 یہ کیا مشکل تھا جب عمرو چھوٹا تو اُس نے سب کی زبان سے سوزن نکالی بعد اُسکے جانے کے اُن
 سب نے آکر سحر کیا جمشید نے کہا کہ سیلاب کو تو دیکھو کہ وہ کہاں ہو جب سب جگہ ڈھونڈھا
 اور کہیں نہ پایا جا کر دیکھا کہ دار پر لاشہ لٹکا ہو لاکر جمشید کو دکھایا جمشید نے کہا کہ یار درمقام
 افسوس ہو کہ اتنی بڑی جادوگری قتل ہوا اور سیروں نے آواز نہ دی سب نے کہا کہ بروقت
 قتل نہ ہو بت و نقارے اس قدر بچے کہ اُس ہلڑ میں آواز نہ سنی اس میں مقام تردد کیا ہو جمشید
 ہر وجہ کو قبول کرتا جاتا ہو مگر پریشان ہو کہتا ہو کہ ظلمات کو ایک نامہ لکھو اُسکا مضمون یہ ہو
 کہ عمرو قید سے چھوٹ گیا اب جو عمرو کو پانا تو یہاں نہ لانا سزا ہی روانہ کرنا سب نے عرض کی
 ابھی نامہ روانہ کرتے ہیں یہاں تو یہ پریشانیاں ہو رہی ہیں مگر راوین خواجہ عمر و نے جانے

فیروزہ سے ملاقات کی میثاق وغیرہ سے کہا کہ آپ لوگ لشکر میں چلین ہم آتے ہیں تینوں شاہزادیاں و میثاق کوہ گردان طرف لشکر کے روانہ ہوئے اور خواجہ نے کچھ باتیں فیروزہ کو سکھائیں اور کان پکڑ کے کہتا تو سچہ ہر دیکھ یوں کام کرتے ہیں اور انالائق میں سمجھتے سمجھاتے عاجز ہو گیا فیروزہ بہت خوب کہ کے پیچھے رہ گیا خواجہ آگے چلے مگر ظلمانہ جو عمر و کوروانہ کر کے آئی سحر کیا کہ گرد لشکر اسلام آگ روشن ہو گئی آسمان پر ابر چھایا ہوا ہر رعد گرج رہا ہر برق چمک رہی ہو ظلمانہ اگر اپنی بارگاہ میں بیٹھی جشن کر رہی ہو سب سرداروں کو جمع کیا ہو شراب چل رہی ہو سابقان سبیں ساق و مطربان خوش آواز مصروف نغمہ سرائی ہیں ظلمانہ مست بیٹھی ہو کہہ رہی ہو کہ میں نے خدائی خداوند کی بچائی ورنہ مسلمانوں نے خاتمہ کر دیا تھا اب مجھ کو خداوند خلعت نیابت عطا کریں گے تب میں راضی ہوں گی ورنہ خداوند سے ناراض رہوں گی ہمیشہ مقدمات خدائی میں رخنہ ڈالوں گی کہ خبر پہنچی سیلاب جادو نامہ لیکر آئی ہو مگر بہت خوش ہو ظلمانہ نے کہا کہ ارے اُسے بلا لو خواجہ بصورت سیلاب سامنے آئے ایک کشتی ہاتھ میں اُس میں بچوں کوں کے ہار رکھے ہوئے چند گلو ریاں بھی رکھی ہوئیں سامنے آتے ہی سلام کیا کیا اور ملکہ عالم قدرت نے تم کو طرہ پیغمبری دیا ہو یہ کہ کمر ہار گلے میں بٹھا دیا ایک دو گلو ریاں اٹھا کر منہ میں دین اور کان میں طرہ لگا دیا کہ یہ طرہ پیغمبری ہو قدرت نے عمرو کو قتل کیا جو خوشی ہوئے وہ کرواب کل میثاق کو بھی قتل کریں گے یہ کہ کے عرض کی کہ مجھے بھی بڑی خوشی ہو گھروں میں سب خوشیاں کر رہے ہیں تمہیں سب دعائیں دے رہے ہیں اگر حکم ہو تو میں سب کو شراب پلاؤں ظلمانہ نے کہا کہ اے سیلاب تین دن یہاں رہو بعد تین دن کے مزدہ لیکر جاؤ کہ کل اہل اسلام کا خاتمہ ہو اتین دن میں سب جگہ پھراؤنگی ان سامنے والوں کا تو میں نے خاتمہ کر دیا سب لشکر محاصرہ سحر میں محصور ہو آسمان سے آگ برس رہی ہو فریاد فریاد کی آواز آتی ہو مگر حصار سے نکل نہیں سکتے اے سیلاب سب کو شراب پلاؤ تم بھی خوشی کرو یہ مجال ہو کہ جس بات کا ارادہ کروں وہ رہ جائے سیلاب نقلی نے جام لبریز کیا اور سر پر رکھا ٹھوکرین لیتی ہوئی سامنے ظلمانہ کے آئی کہا ایسوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے اور یہ اشعار گاتی تھی نظم

تم رہو آگے یہ همان رہے یا نہ رہے	تمسے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے
----------------------------------	-----------------------------------

دھونڈھنا تھا دلی گم گشتہ کو بس ٹھونڈھ چکے بندہ عشق ہوں اسد سے کوتاہوں یہی میری حیرت کو نہ پہونچیکا تھا رے آگے کنگھی زلفوں میں کرو کیا دلی عشاق سے کام سجدہ جسدن سے کیا اک بت کا فر کو جلال	اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے بت سلامت رہیں ایمان رہے یا نہ رہے آئینہ بزم میں حیران رہے یا نہ رہے ایسے دو چار پریشان رہے یا نہ رہے شک ہو چکو کہ مسلمان رہے یا نہ رہے
--	---

طلمانہ کو جام پلا کر سب کو شراب پلا رہی ہو محفل طلمانہ میں ایک ہنگامہ ہو دست درازیاں
ہو رہی ہیں کوئی کتنا ہو خداوند آتے ہیں کوئی اچھلتا ہو کوئی کودتا ہو کوئی گانے والی ہے
پیشا جاتا ہو کوئی گانے والی کی ناگہ پر نگاہ ڈالتا ہو کتنا ہو کہ ای جان جہان وای آرام دل
مشاقان خوب نوچی تیار کی ہو کیا رنگ بندھا ہوا ہو دیکھو تو پونے دوسری خداوند آتے ہیں
کہ طلمانہ اپنے مقام سے یہ کتنی ہوئی اٹھی کہ صاجو کیا محفل کو بازار مقرر کیا ہو اس قدر بڑا
نکرو اٹھتے ہی گری سب لینا لینا کہ کراٹھے جو اٹھا وہ جان سے اٹھا سب برب فرش فرش ہو
خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمر و سہ عمر و ہون میں عیار صاحبقران + مرے
مکر سے کانپتا ہو جان + تراشندہ ریش کفار ہون + زلمے کا مکار و غدار ہون + مرا تیز نفا
ہو گر قدم + صبا ٹھو کرین کھاسے ہر ہر قدم + اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو + نہ پہونچے
مری گرد پا پوش کو + دوندہ جہانگرد طرار ہون + جہانگیر عالم کا عیار ہون + نیچے پکر کے طرف
طلمانہ کے چلا کہ یکایک زمین شق ہوئی اور طلمانہ غرق زمین ہو گئی اب تو عمر و گھبرا یا اور دن
کو قتل کرنے لگا سب کو برہنہ کر ڈالا کپڑے سب کے لیکر داخل زنبیل کیے مگر جب طلمانہ غرق
زمین ہوئی اور طبیعت کی تڑپ پہونچی تو ایک تیلہ فولادی پیدا ہوا اسے طلمانہ کو ہوشیار کیا کہا
ای طلمانہ جلد جاو سب سرداروں کا خاتمہ ہوتا ہو خواجہ عمر و ہر چند کہ لوٹ رہے ہیں
مگر چہرہ جانب نگاہ ہو کہ ایک گوشے سے دھوان نکلا عمر و حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یکایک
طلمانہ نے سبز نکالا عمر و کو دکر بھاگا ادھر طلمانہ نے نکلتے ہی دیکھا کہ تمام بارگاہ منزلہ قضا
بنی ہوئی ہو باہر بڑے بڑے جادوگر برہنہ دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں چہرہ بے اختیار وغیرہ جو دروازے
پر بیٹھے ہیں وہ اس حال سے ہیں کہ عصبہ وغیرہ نادر دسر برہنہ چوب نیب کے عصبہ بنے ہوئے

ہاتھوں میں پیشانی پر سب کی یہ شعر لکھا ہر فرد اگر شیطان ہر روس زمین ست و زمین ست
 ہمیں ست و ہمیں ست ہاتھ لمانہ نے منہ پیٹ لیا اور سب پر باران سحر برسا یا جسیر قطرہ گرا
 وہ ہوشیار ہوا سب کو ہوشیار کر کے بیرون بارگاہ آئی مگر میثاق کوہ گردان جب قریب لشکر
 اسلام پہنچا تو دیکھا کہ آگ بریں رہی ہو کہا ای عزیز افشان بڑا غضب ہوا لشکر پر آستے سحر
 کر دیا تمام لشکر بلا میں مبتلا ہو میں اب جا کر ابر کو توڑتا ہوں تم لوگ سحر کر کے دھوان وغیرہ مٹاؤ
 عنبر افشان و گلگونہ و بحرین بڑھ کر حصار شکست کرنے لگیں مگر میثاق جو ابر پر گرا ابر کے
 ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے جو لوگ بیہوش پڑے تھے اُن کو ہوشیار کیا بارگاہ شاہ میں آیا دیکھا کہ
 بادشاہ بیہوش بیٹھے ہیں سب سردار خاموش مجھوم رہے ہیں میثاق نے آکر ایک اسم سحر پڑھا
 سب پر پانی برسا یا سب اس آفت سے نکلے جسیر قطرہ گرا وہ ہوش میں آیا مگر بادشاہ جمجھاہ
 خاموش بیٹھے ہیں میثاق نے بادشاہ کا بھی منہ دھلایا لوح محفوظ کو چمکایا بادشاہ کے ہوش
 درست ہوئے عنبر افشان و گلگونہ و بحرین نے سحر کر کے حصار توڑا سب سحر مٹایا اب لشکر
 میں چل پھل ہونے لگی سب اہل اسلام خوشیاں کرنے لگے ہار ہو گیا کہ میثاق کوہ گردان
 و عنبر افشان و بحرین و گلگونہ قید سے رہا ہو کر آگے میثاق سب سے مل رہا ہو کر خواجہ
 آکر پہنچے کہا ای میثاق ایک بڑے غضب کی بات ہو کہ جب ظلمانہ بیہوش ہوئی میں نے
 چاہا قتل کروں کہ غرق زمین ہو گئی میں ناچار ہوا خیال یہ تھا کہ دو چار کوڑی کاروزگار تو
 کروں میں لوٹ رہا تھا کہ اُسے سر نکالیں اُسکو دیکھ کر بھاگا باہر آگے اپنے کو درست کیا
 بھاگ کر نکل آیا مگر ظلمانہ کو بڑا قلق ہوا میری تلاش میں ہر میثاق نے کہا کہ خواجہ یہ خیال
 رہے کہ یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو کہ اُس قلعے کو تراب آباد کہتے ہیں تراب جادو
 وہاں رہتی رہی اور وہ اُس قلعے کی حاکم ہو اُسکو لا کر قتل کیجیے تو یہ بات موقوف ہو اگر آپ نے
 اُسکو مار لیا تو گویا نصف ظلم فتح ہو گیا میں پہلے جو اسکے سحر میں پھنس گیا وہ باعث غفلت
 تھا اب مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی میں جب قید سے چھوٹا تو راہ میں دیر عنبر فام ملا میں اُس میں
 گیا اندر جا کے یہ تماشا دیکھا کہ ایک پتلہ رکھا ہو کر دبر میں بیٹھے ہیں پو جا پاٹ کر رہے ہیں میں نے
 سحر کو منبوط کیا برہمنوں کو مارا دیر کو گرا دیا اب ظلمانہ کی مجال نہیں ہو کہ مجھ پر ہاتھ ڈالے

اور بڑے بڑے شخص میرے پاس ہیں اب یہ مجال نہیں ہو کہ مجھ کو یکا یک گرفتار کر لے بڑی مشکل پڑ گئی
خدا چاہے تو یا دکرے آپ تو قلعہ تراب کی طرف جائیے میں لشکر کی نگہبانی کر رہا ہوں خواجہ
تو طرف قلعہ تراب کے چلے یہاں میں شاق گرد لشکر بھر رہا ہوں اور وہ سحر کیے میں کہ لکھ ہاے ایر آسمان
پر چھائے ہوئے ہیں ایک ایر گلنار اس طور سے چھایا ہو کہ اُس سے پھول برس رہے ہیں جیسے ہوا
اہل اسلام نے ملال اٹھائے تھے ویسے ہی خوش ہو رہے ہیں ہر شے کے سامنے بھولوں کے ہونا
لگے ہوئے ہیں طائر و خوں پر زمرہ سرائی کر رہے ہیں سب اہل اسلام خوش بیٹھے ہیں ظلمانہ
جو باہر نکلتی اس نے نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ ایر کا تو نشان نہیں دھواں وغیرہ سب غائب ہو اگل لشکر
اسلام ایک بلخ پر بہار میں اُترا ہوا ہو طائروں کی زمرہ سرائی بھولوں کی رعنائی پلٹ کے
ہر کاروں سے کہا کہ ارے خبر تو لاؤ ہر کار سے گئے اور پلٹ کر آئے بعد ہر دن کے عذر نہ کرنے لگے
کہ میں شاق کو ہ گردان و عنبر افشان و بکھرین و گلگونہ نے اس طرح کا حکم کیا کہ جسکا نمونہ
یہ ہو ظلمانہ یہ کہ کر بیٹی کہ کل سب کو مٹا دو گی مگر خواجہ ہر دی کرتے ہوئے سامنے قلعہ تراب
کے پہونچے دیکھا کہ پچھانک لگھلا ہوا ہوا آمد و رفت کا کوئی روکنے والا نہیں ہو گا نہ ہن اور
ہیزم فروش اندر قلعے کے جاتے ہیں بعض اندر سے نکل رہے ہیں خواجہ نے رنگ و روشن عیار
کا لگایا اور بیرون قلعہ سے اندر قلعے کے داخل ہوئے ایک بڑھے کو سیے کی شکل بنکر بازار میں
پہونچے وہاں بیٹھ کے طنبورہ چھیڑا اور پھر چند اشعار عاشقانہ گائے قضاے کار تراب جادو
بارگاہ سے اپنی نکل کر طرف اپنے مکان کے جاتی ہو بازار میں جو آئی تو دیکھا کہ ایک ہنگامہ تر
ہزار ہا آدمی جمع ہو گئے ہیں اور بڑھے کا گانا سن رہے ہیں تراب بھی ٹہلنی ہوئی آئی اور
گانا سننے لگی جب دو چار اشعار سنے تو پلٹ کر چہ دار سے کہا کہ تم دسی مقام پر ٹھہرو بڑھے
کو سمجھا کر میرے سامنے بے آنا یہ سمجھا کہ تراب جادو چلی گئی چہ دار نے اگر خواجہ سے کہا
کہ بڑھے میان صاحب تمھاری تقدیر نے رسائی کی کہ بادشاہ قلعے نے یاد کیا ہو خواجہ
چہ دار کے ساتھ ہو رہے جب بارگاہ میں تراب کی آئے دیکھا کہ مکان وسیع ہو تراب
جادو تخت پر بیٹھی ہو گرد سب سردار و مصاحب وغیرہ بیٹھے ہیں اور یہی ذکر ہو رہا ہو کہ آج
آج کل ہماری مالک ملکہ ظلمانہ جادو اہل اسلام سے لڑ رہی ہیں تراب جادو نے

خواجہ عمر کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ بڑے میان بیٹھ جاؤ خواجہ دعائیں دینے لگے سلام کر کے بیٹھ گئے طنبورہ چھیڑ کر یہاں شعرا عاشقانہ شروع کیے لطم

در خون نشسته ام ہمہ از آرزوے دل از بس زور دو محنت بجران گریستم گشتم چنان ضعیف کہ در تن نشان نیافت بس مرغ دل بگریه بجز تو خو گرفت جانان بیزم بادہ دہنگامہ بار قیب	دارم آب دیدہ ہمہ شست و شوے دل یک قطرہ خون نماند مراد رسوے دل چند آنکہ کرد یک غمت جستجوے دل خواہم کہ روے دیدہ گزاردم بروے دل محقق و در عشق وہمان گفتگوے دل
--	---

کہ یکا یک سامنے سے ایک گائے آئی پکار کر آواز دی کہ میان گوئیے صاحب آپ خوب کار ہے ہین اور کیا خوب بتا رہے ہین خواجہ نے سلام کر کے سر جھکا لیا تراب جادو نے کہا بڑے میان حقیقت میں روح سامری کو شاد کرتے ہو کیا خوب گاتے ہو اور کس حسن سے بتاتے ہو عمر و نے کہا کہ امی ملکہ عالم ایک کمال اور رکھتا ہوں کہ آپ کو بڑی حیرت ہو تراب جادو نے کہا کہ بڑے میان وہ کیا بات ہو عمر و نے کہا کہ میں ساقی گری خوب کرتا ہوں سر سے شراب پلاؤ محفل کارنگ دگر گون ہو بقول آپ کے روح سامری و جمشید رضامند ہو اور آپ کو بھی یقین ہو کہ ایسا کمال ہر کس و ناکس نہیں کر سکتا یہ کہ خواجہ نے کبھی مینا نے کی لی اور مینا نے میں پہونچے پکار کر آواز دی کہ ہاں یارو آؤ آج جہان تک دل چاہے شراب پیو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا خادم وغیرہ یہ صدائیں سنکر دوڑے شراب اٹھا اٹھا کر بیچانے لگے خواجہ نے چند گلابیان آراستہ کین ایک کشتی میں لگا کر بارگاہ میں لائے سرداروں نے شراب جادو سے کہا کہ کس سلیقے سے شراب لایا ہو کہ اگر زائد صد سالہ دیکھے تو رال ٹپک پڑے خواجہ عمر و نے آکر گھنگر دیا تو نون میں باندھے پہلے تو گت نہ چے جھاک کر جام لبریز کیا سر پر دکھا گاتے ہوے اور منافع شراب بتاتے ہوے سامنے تراب جادو کے پہونچے سر جھکا کے کہا کہ ایسی ایسی شاہزادیوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے کہ معلوم ہو کہ کمال ایسے ہوتے ہین تراب جادو نے دیون ہاتھ بڑھا دیے اور جام پیا اب تو عمر و نے دورہ باندھ دیا تھوڑے ہی عرصے میں سکو شراب پلائی درست دریاں ہونے لگیں تراب جادو خاموش بیٹھی ہو کر نگ محفل دیکھ رہی تھی

کچھ سمجھ میں نہیں آتا پہلو میں دزر بیٹھے ہیں اُن سے چپکے چپکے کہتی جاتی ہو کہ صاحبو عجیب رنگ محفل ہو کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا آخر تراب جادو نے حکم دیا کہ ارے دوشالہ لاؤ جیسے ہی دوشالہ آیا اور تراب جادو اٹھی کہ ساقی کو خلعت دوں بے ہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گر پڑی بیہوش ہوئی لینا لینا کہہ کر سب اٹھے وہ بھی مثل اسکے بیہوش ہوئے ساری محفل کی محفل درہم و برہم ہوئی سب بیہوش پڑے ہوئے ہیں کہ خواجہ نے خبر کھینچا جب قریب تراب جادو بیوی کے تو زمین کا پھنسے لگی اور آواز آئی کہ او ساربان زار دے کیا کرتا ہوا بھی تراب کا کیا سن ہو فغان سائنہ سر کاسن ہوا سننے دنیا کا کیا حال دیکھا خیر دار ہاتھ نہ اٹھا نا خواجہ کب سنتے میں اپنے دل میں سمجھ گئے کہ نگہبان اسنے مقرر کیے ہیں وہ ہی غل چار سپہ ہیں ایسا کچھ سوچ کر خنجر مار دیا کہ تراب جادو کا شکم چاک وقفہ پاک ہوا اب اور جادو گروں کی طرف عمر و متوجہ ہوا کسی کو خنجر مار دیا کوئی جادو گر چاہتا ہو کہ اٹھوں مگر بیہوشی اٹھنے نہیں دیتی زمین پر پڑے برار رہے ہیں خواجہ عمر و سب کے سر کاٹ کر طرف بادشاہ سعد کے روانہ ہوئے اور اگر کل حال کہا بادشاہ نے فرمایا خواجہ یہ تم نے بڑا کارناما کیا عمر و نے کہا کہ کیسی ہی جان بازی کرو مگر سوائے تعریف کے کچھ اصل مطلب نہیں نکلتا کیا میرا تعریف سے پیٹ بھرتا ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای ہر سپہ رعاری دای قطب فلک خنجر گزاری ابھی پچیس ہزار روپے لے چکے ہو اب انشاء اللہ جس وقت ظلمات کو قتل کرو گے یا گرفتار کر کے لاؤ گے اُس وقت زر کثیر دینگا خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر سچ کہتے ہو تم دو گے مجھ کو یقین ہو مگر اس وقت میں خرچ کھانے کروں تم نے جو پچیس ہزار روپیہ دیا تھا وہ میں نے نہا جنوں کو دے دیا پچاس ہزار روپیہ اُن سے اور قرض لیا جس کا تمسک اُن کو لکھ دیا ہو وہ سب روپیہ میان میثاق کی رہا وغیرہ میں صرف ہوا کہ پانچ آدمیوں کو رہا کیا اور اب جا کر تراب جادو کو مارا آخر یہاں بھی کچھ صرف ہوا میثاق نے جو یہ کلمہ خواجہ سے سنا اپنے دنگل سے اٹھا کہا ای خواجہ میں آپ کی خدمت کو بدل موجود ہوں خواجہ نے کہا کہ سن منہ سے کہہ دیا میثاق ہنسے لگا بحرین کی طرف متوجہ ہوا کہا صاحب خواجہ کو کچھ نہ کچھ ضرور دینا چاہیے ملکہ بحرین اور میثاق نے پانچ پانچ ہزار روپیہ دیا ملکہ گلگونہ وغیرہ افشان نے آٹھ ہزار روپیہ دیا

اب خواجہ عمر وادرسرداروں کی طرف متوجہ ہوئے سب سرداروں نے موافق اپنی اپنی حیثیت کے خواجہ کو دیا کہ عمرو کے آگے زرکشیر جمع ہو گیا خواجہ نے سب روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور طرہ سعد کے متوجہ ہو کر کہا کہ اب میں فکر میں ظلمانہ کی جاتا ہوں یہ کہ خواجہ تو تلاش میں ظلمانہ کی نکلے مگر ظلمانہ بارگاہ میں بیٹھی تھی تمام افسر گرد بیٹھے ہیں اُن سے صلاح کر رہی ہو کہ مجھے تو کوئی نہیں مار سکتا کوئی ساحر ایسا ہو کہ جا کر عمرو کو گرفتار کر لے میں بختہ وعدہ کرتی ہوں کہ اب کی مرتبہ جو عمرو گرفتار ہو کر آیا تو قتل کرونگی اب زندہ نہ چھوڑونگی مگر بادشاہ حمجاہ نے جو صاحبقران زمان کو نامہ لکھا تھا وہ طائر نامہ لیکر بخرمت صاحبقران پہونچا قریب آ کے وہ نامہ ڈال دیا صاحبقران زمان نے وہ نامہ پڑھا مضمون سے ماہر ہو کر پشت پر جواب لکھا کہ امی نور نظر قیلاب خارہ شکن نامے پہلوان میرے مقابلے میں ہو میں نہیں آ سکتا انشاء اللہ بعد فتح مقدمہ جنگ قیلاب ضرور آنیکا قصد کرونگا آب و دانے پر اختیار ہے یہ جواب لکھ کر طائر کے گلے میں ڈال دیا وہ طائر نامہ لیکر روانہ ہو گیا مگر صاحبقران کو بڑا تردد ہوا یہی انتشار ہے کہ مقام افسوس ہے کہ خواجہ عمر وکئی دن سے وہاں موجود ہیں لیکن انھوں نے کچھ انتظام نہ کیا چالاک سامنے کھڑا تھا فرمایا کہ او چالاک اگر بن پڑے اور موقع ہو تو تاجہ لشکر بادشاہ جاؤ اور اپنے قبیلہ و کعبہ کی خبر لاؤ سعد شہریار کو نہایت انتشار ہو جا کر اُن کا انتشار دفع کرو برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا عرض کی کہ یا صاحبقران زمان اگر حکم ہو تو جا کر تملک ڈالو دن اور اُستاد کو بلا کر لاؤں صاحبقران نے فرمایا کہ امی برق فرنگی اگر اُستاد میں خواجہ کی کمک کرو اور ظلمانہ جادو کو مار لو تو بڑا کمال کرو چکو بڑا انتشار ہو ظلمانہ بڑی بے مثل ساحرہ ہی پروردگار بہتری کرے انجام بخیر ہو کہ بادشاہ کا انتشار دفع ہو جائے برق تڑپتا ہوا چلا جب سامنے لشکر بادشاہ کے پہونچا ایک طرف لشکر ظلمانہ کو دیکھا کہ بڑے بڑے ساحر انتظام کر رہے ہیں ہر ایک کا یہ قول ہے کہ بادشاہ حمجاہ سے مقابلہ ہو دیکھیں کیا انجام ہو ظلمانہ نے کہا کہ میں ابھی جا کر عمرو کو لاتی ہوں یہ کہ کرا اپنے مقام سے اُٹھی یہاں برق ایک ساحرہ کی شکل بنا ہوا زیر نخل کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے حیران تھا کہ کس تدبیر سے جاؤں اور کیونکر ظلمانہ سے ملاقات کروں کہ ظلمانہ اُٹنی ہوئی آسمان پر آئی دیکھا کہ ایک نخل کے سائے میں

ایک ساحرہ کھڑی ہر شاخ پر آکر بیٹھی پکار کر آواز دی کہ کیوں ساحرہ کہا ہے آتی ہو اور کہاں جاؤ گی ساحرہ نے کہا کہ حضور میرا پوتا لشکر اسلام میں ملازم ہو میں اُسکو دیکھنے لگی تھی وہیں بیٹھی ہوں ظلمانہ نے کہا کہ کیوں بڑی بی صاحب جب لشکر میں گئی ہو گی تو سب کو دیکھا ہو گا کچھ یہ بھی ظاہر ہو کہ عمر و عیار کہاں ہو ساحرہ نے جواب دیا کہ جب میں اپنے پوتے سے باتیں کر رہی تھی تو عمر و گھبرا ہوا آیا مجھ سے پوچھنے لگا کہ تم کون ہو اور ملازم سے اپنے کہا کہ کسی غیر کو نہ آنے دینا میں ظلمانہ کی فکر میں جاتا ہوں میرے سامنے وہ اس شکل میں آیا سامنے جو جھاڑی ہو اُس میں چھپا بیٹھا ہوجی چلے تو اُسے گرفتار کر لو مجھے بھی کچھ دینا کہ میرے پوتے نے یہ جواب دیا کہ ابھی خواہ نہیں بی بی میں خالی ہاتھ گھر جاتی ہوں جب آتی تھی روپیہ دو روپیہ دے دیتا تھا بلا سے مخبری کروں وہ گرفتار ہو گا تو میرا کیا نقصان ہو گا ظلمانہ یہ فزہ سُنا کر نعل سے اُتر آئی مگر برق ظلمانہ کو لگا کر لپٹا کہتا جاتا ہو کہ عمر و کو آگاہ کر دوں کہ بھاگ جا ظلمانہ کہتی ہو کہ خیر دار یہ ارادہ نہ کرنا میں دس بیس روپے تجھ کو دوں گی برق پیچے ہٹا کہا لو ملکہ قریب آگئیں وہ سامنے عمر و بیٹھا ہو ظلمانہ نے کہا کہ مجھ کو تو نہیں معلوم ہوتا برق نے ہنس کر کہا کہ ایک گولہ اسم سحر پڑھ کر پھینکیے کہ پانوں اُسکے زمین تھام لے بس پھر گرفتار کر لیجیے گا مگر مجھ کو نہ دیکھیے ورنہ میرے پوتے پر دباؤ ڈالیں گے بھی چاہتی ہوں کہ عمر و گرفتار ہو جائے میرا پوتا جب تنخواہ لاتا تھا تو یہ ظالم روپیہ چھین لیتا تھا مجھے بھی اُس سے دشمنی ہو ظلمانہ نے گولہ جھولی سے نکالا چاہا پھینکوں برق نے حلقہ ہائے کند گلی میں ظلمانہ کے ڈال دیے جھٹکا مارا کہ ظلمانہ گری گرتے ہی حباب مار کر بیہوش کیا خنجر لیکر چلا کہ عمر و ظلمانہ کا کاٹ لون کہ پہلو سے آواز آئی کہ او بھورے یہ کیا کرتا ہو خیر دار اسکو قتل نہ کرنا برق نے پلٹ کر دیکھا کہ اُستاد آتے ہیں کہا اُستاد دیکھیے میں نے جھٹ پٹ اسکو گرفتار کر لیا اب جو مناسب چاہیے وہ کیجیے عمر و نے قریب آکر اول سوزن زبان میں ظلمانہ کی دی اور پشتارہ باندھانے اور اُسکا اُتارنے لگے برق نے چند انگوٹھیاں اُسکی اُتار لیں اور منہ میں رکھ لیں عمر و نے ایک تانچہ مارا برق کے منہ سے انگوٹھیاں گریں مگر برق نے پھر اُٹھا لیں ہر چند کہ مار بھی کھائی مگر انگوٹھیاں نہ چھوڑیں برق تو سامنے سے بھاگ گیا خواجہ جیتے رہتے کہ ارے انگوٹھیاں دیتا جا برق نے کہا کہ اُستاد کچھ میرا بھی حق ہو خواجہ نے کہا کہ ارے احمق میں خود پریشان ہوں

اچھے جینے میں مہاجنون کا سود بھی نہیں پہنچا سب میری تلاش میں پھر رہے ہیں مگر برق فرنگی
 بھاگ کر نکل گیا خواجہ نے ظلمانہ کا پشتارہ باندھا سوچے کہ میں شراب جادو کو قتل کر آیا اسی
 وجہ سے تپلا نہیں آیا وہ جو میثاق نے کہا تھا پیش آیا پشتارہ لیے ہوئے خواجہ جلتے تین
 کہ سامنے سے ایک ساحر آیا اُسے پکار کر کہا کہ اوساربان زادے کہاں جاتا ہو اور یہ
 پشتارہ کسکا ہے خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہ کر اُسے سحر کیا خواجہ گرے وہ ساحر قریب آیا چاہا
 کہ ظلمانہ کو اٹھا لون خواجہ نے کہا کہ ای بھائی یہ کیا کرتے ہو پشت پر تمھاری کون کھڑا ہو
 جیسے ہی وہ ساحر بٹا عمر و نے طعنے کمنہ کے مارے حباب مار دیا کہ وہ ساحر گرا گرتے ہی
 بیہوش ہوا عمر و نے کھسک کر سر کاٹا اور پشتارہ لیکر بھاگے لشکر میں آئے بارگاہ سعد میں
 پہنچے سعد شہر یا تخت پر بیٹھے تھے کل سردار جمع ہیں میثاق وغیرہ بیٹھے ہیں یہی ذکر ہو رہا
 ہو کہ دیکھیں خواجہ کیا کرتے ہیں میثاق کہتا ہو کہ ظلمانہ وہ بلاے روزگار ہو کہ جس کا
 گرفتار ہونا دشوار ہو کہ خواجہ پشتارہ لیے ہوئے آئے میثاق نے جو دیکھا کہ خواجہ عمر و
 پشتارہ لائے اور پکار کر کہا کہ میں ظلمانہ کو لایا میثاق نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری
 یہ ظلمانہ جادو ہی بہت سمجھ بوجھ کر اس سے کلام کرنا مجھ کو ڈر ہو کہ ایسا نہ ہو آپ کو لے جائے
 عمر و نے کہا کہ زبان میں سوزن تو میں نے دے دی ہو آئندہ خدا کو اختیار ہو بادشاہ نے
 اشارہ جو کیا ایک ستون سے ظلمانہ کو باندھ دیا ہوشیار کیا ظلمانہ کی جو آنکھ کھلی اپنے
 کو دربار شاہ میں پایا اور زبان میں سوزن دی ہوئی ہے حیران حیران دیکھنے لگی خواجہ نے
 پکار کر کہا کہ ای ظلمانہ جادو خدا کی قدرت کو تنے دیکھا کہ ایک شاگرد میرا مہر برق فرنگی
 اُسے کیسا فقرہ دیا کہ تم بھنس گئیں اب بہتر یہ ہو کہ جمشید ثانی پر لعنت کرو ظلمانہ کچھ جواب
 نہیں دیتی ہاتھ بندھے ہیں زبان میں سوزن ہو کچھ بول نہیں سکتی کہ زمین شق ہوئی اور ایک
 عقاب زمین سے نکلا تڑپ کر ظلمانہ پر گرا اس طرح منقار ماری کہ کمنہ میں کٹ گئیں کمر میں نیچے
 دے کر لے اڑا فقرہ کرتا ہوا چلا کہ منہ عقاب جادو نگہبان ظلمانہ ای مسلمانو تمھاری کیا بجا
 ہو کہ ظلمانہ کو قتل کرو میثاق نے چاہا کہ عقاب جادو کو روکوں مگر وہ تیز بہر تھا ستا ہاتھ بھر کے
 نکل گیا خواجہ بھی چپٹے ایک صحرا میں عقاب نے ظلمانہ کو اتار زبان سے سوزن نکالی

ظلمانہ نے عقاب کی پشت پر ہاتھ بھیرا اور کہا کہ اے فرزند خوب وقت پر پہنچے ہو بکو پناہ
یہ ہو کہ فولادی پتیلہ کیون نہیں آیا عقاب جادو نے کہا کہ پتیلے کا سر پرست زندہ نہیں رہی
عمر و نے جا کر تراب جادو کو ارا میں اُس جیسے میں نہ تھا بد اسے شکار کیا تھا جب پٹ کر
آیا تو دیکھا کہ تراب جادو کا لاشہ بے سر پڑا ہو محفل سامری درہم و برہم ہو گھبرا کے کھلا کہ
آپ سے اطلاع کروں لشکر میں آیا آپ کو نہ پایا جنگل میں اگر خبر سنی کہ ظلمانہ کو عمر و اگر
گرفتار کر لے گیا یہ خبر وحشت اثر سن کر میں دربار بادشاہ اسلام میں پہنچا آپ کو گرفتار پایا
گو کہ جانتا تھا کہ میثاق وغیرہ بیٹھے ہیں مگر جی داری کر کے آپ کو لے بھاگا بارے بھاگے کسی نے
نہ پایا میثاق نے کئی سحر کیے مگر مجھ تک نہ پہنچے یہ کہ کہ عقاب جادو تو رخصت ہوا مگر
ظلمانہ جادو ایک سچ نخل پر بیٹھی رہی سوچ رہی ہو کہ گرفتاری عمر و کی کیا تدبیر کروں کہ پہلو
سے رونے کی آواز آئی ظلمانہ کے کان کھڑے ہوئے جی میں کہتی ہو کہ معلوم ہوتا ہو پھر
عمر و آگیا منہ پھیر کر دیکھا کہ زرغہ نخلستان میں ایک جوان نہایت شکیل بیٹھا ہوا رو رہا ہو
ظلمانہ سوچی کہ عیار کی یہ صورت کہاں یہ تو کوئی شاہزادہ ہو اگر سامری و جمشید اپنا
فضل کریں تو اس سے وصل حاصل کروں یہ سوچ کر قریب آئی کہا اے جوان کیوں روتا
ہو اُس جوان نے جو صورت ظلمانہ کی دیکھی اور زیادہ خوف سے کانپنے لگا ظلمانہ نے
قریب آکر پوچھا کہ اے جوان تو کون ہو اور کیا سانحہ تجھ پر گذرا جو ان نے کہا کہ اے ملکہ عالم
ہم پر مشکل ہو ظلمانہ نے کہا کہ میں نام و نشان پوچھتی ہوں اُس جوان نے کہا کہ مجھ پر نصیب
کار فقیق تاجدار نام ہو یہاں سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہو وہاں کا حاکم ہوں قدرت
سامری و جمشید کہ اس صحرا سے نکلا قزاقوں نے کل مال لوٹ لیا میں نکل کر بھاگا انھیں
قزاقوں کے خوف سے یہاں چھپا ہوا بیٹھا ہوں اب اتنی مہربانی کرو کہ مجھ کو تاجہ قلعہ پہنچاؤ
عمر بھرا احسان مانو نگا ظلمانہ سوچی کہ ابھی یہ فوجاں ہو اگر اسکو صورت اچھی بنا کر دکھاؤ گی
تو یہ تاجدار ہو جائیگا لطف دنیا اٹھیں گے یہ سوچ کر کہا کہ اے رفیق تاجدار میرے ساتھ چل
میں تیرا وہ مرتبہ کرو گی کہ دیکھنے والے رشک کریں وہ جوان اپنے مقام سے اٹھا کہا حضور
چلیے ہر چند کہ آپ کو تکلیف ہو گی لیکن جو کچھ چھپے آتش اس ذرہ بے مقدار کو میسر ہو اول

اسکو نوش فرمائیے پھر یہ فردوسی آپ کے ہمراہ رہیگا ظلمانہ راضی ہوئی اُس جوان کا ہاتھ تھا
 ہوئے ہوا اور وہ جوان بھی لگاؤ کی باتیں کر رہا ہو ظلمانہ کو ہمراہ لیکر چلا تھا کہ ایک مقام پر وہ
 جوان آکر گرکا کہا لو ملکہ اور غضب دیکھو کہ ایک شخص دیلا پتلا تانتیا زرغہ نخلستان میں بیٹھا ہوتا
 صاف کر رہا ہو عجیبہ آنکھ ملتا ہوا ای ملکہ عالم یہ کون شخص ہو ظلمانہ نے کہا کہ خاموش رہو
 عمرو عیار ہوگا جوان نے کہا کہ عمرو عیار کون شخص ہو ظلمانہ نے کہا کہ وہ میرا دشمن ہو میں اُسکی
 دشمن ہوں وہ میری فکر میں ہوا اور میں اُسکی فکر میں رہتی ہوں اگر میں نے عمرو کو مارا تو میرا
 نام ہوگا اگر میری قضا اُسکے ہاتھ سے ہو تو جو حکم سامری و جمشید مگر مجھ کو معلوم نہیں ہوتا
 جوان نے کہا کہ چھاپڑی گنجان ہوتے بڑے بڑے ہیں آپ گولہ پھینک مارے اور آواز گرے گی
 کہ زمین اُسکے پاؤں چننا ہے پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہو یہ کہ کر ظلمانہ سے اشارہ کیا کہ
 وہ سامنے بیٹھا ہو ظلمانہ نے گولہ مارا خواجہ عمرو تو بصورت رفیق بشت پر تھے حلقے کند
 کے گلے میں ڈال دیے جاب مار کر بیہوش کیا ایشمارہ لے بھاگے دربار سعد میں آئے سعد نے
 کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری بہت جلد کام کیا اب جو ایشمارہ آیا میثاق کھڑا ہو کے
 ٹٹلنے لگا جادوگریوں نے کچھ ناش کے دانے اسم سحر پڑھ کر پھینک مارے کہ زمین کا بھی
 انتظام ہو گیا میثاق نے کہا کہ اب اسکو ہوشیار کیجیے خواجہ نے ستون سے باندھ کے
 ظلمانہ کہ یہ ہوشیار کیا ظلمانہ کی جوتا کٹھنکھلی اپنے کو دربار میں سعد کے پایا شاہزادیاں ہمارے
 سحر پڑھ رہی ہیں زمین کو بھی سنگ لالچ کر دیا ہو بادشاہ نے نیچہ کھینچا فرمایا کہ ای ظلمانہ آپ
 بہتر اسی میں ہو کہ خدائے حقیقی کو سجدہ کرو سامری و جمشید پر لعنت کرو اگر اسکے خلاف
 کرو گی تو ابھی قتل کرونگا اور بخوبی جانتی ہو کہ عمر طلسم تمام ہو چکی بہ عنایت پروردگار لوح
 طلسم بھی بلیگی جزیرہ بلا خیز کو جاتے ہیں لوح کی تدبیر ہو جائیگی جو ہماری اطاعت کرے گا وہ
 عمدہ جلیل پائیگا اور زمین تو جمشید کی محبت میں جان جائیگی ظلمانہ سوچی کہ میثاق نے
 انتظام کر لیا شاہزادیوں نے زمین کا راستہ روکا تراب جادو زندہ نہیں اب کمر سے
 اپنی جان بچاؤ یہ سوچ کر جواب دیا کہ ای شہریار میں اطاعت کو موجود ہوں مثل میثاق کے
 خدمت میں رہوں گی جزیرہ بلا خیز میں چل کر لوح دلوادونگی جمشید سے مقابلے پڑینگے کیا میں

اُس سے بچھ پھیر دئی بادشاہ نے تو بہتر کہا مگر عمر و سب دیا کہ امیر طلمانہ ابھی تمہارا
 قلاب عیادت نہیں ہو گا ہر مین کتنی یہ طلمانہ کے ہوش اُٹھ گئے کہ جو سیرے دل میں ہو وہی
 ظالم بیان کرتا ہو کہا اس شاہ عیاران عیار ملک کو کیونکر معلوم ہوا کہ مین نے دل سے اطاعت
 نہیں کی طلمس کشاکش کے خلق نے بندہ بے زربنایا ہوان کی اطاعت سے انکار نہیں کر دئی
 بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھا خواجہ نے اشارہ کیا کہ نہیں مگر میثاق نے قریب آکر
 کہا کہ امیر طلمانہ سوچو تو اپنی جان کا بچنا مقدم ہے اسی وجہ سے مین نے اطاعت کی ورنہ
 میں جانتا تھا کہ سحر میں سوائے جمشید ثانی کے اور کسی سے نہ دلوں گا لیکن تمہارے مقابلے
 میں ایسا مبہوت ہوا کہ گرفتار ہو گیا مگر خدا خواجہ کو سلامت رکھے کہ انھوں نے جا کے
 کس لطف سے ہا کیا طلمانہ سوچی کہ دل کو صاف کر دیا اطاعت کر کے رہو پھر سمجھا جائے گا
 اسنے کہا کہ امیر شہنشاہ میں بصدق دل اطاعت کرتی ہوں چاہتی ہوں کہ خدمت میں
 رہوں بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھا خواجہ نے پھر منع کیا بادشاہ نے زبان سے طلمانہ کی
 سوزن نکال طلمانہ نے بادشاہ کے قدموں کو بوسہ دیا اور قدموں پر گری بادشاہ نے سر
 اسکا سینے سے لگا لیا خلعت بہت بھاری منگا کر دیا مگر طلمانہ سوچ رہی ہو کہ کیا تیرے کرو
 عمر و کو لے بھاگوں یا طلمس کشاکش کو لون آخر ایک کمرسی پر آکر بیٹھی خواجہ نے بادشاہ سے
 کہا کہ اب غلام کو کچھ عنایت ہو کہ میں رخصت ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی اور ایک دو
 روز توقف فرمائے ضرور خدمت گزار رہی کروں گا مجھے کیا آپ سے انکار ہو مگر طلمانہ جادو
 شاہزادیوں سے گھل مل کر بیٹھی سب سے باتیں خلق و محبت کی کر رہی ہو دن تمام ہوا شام
 کو میثاق تو طلالے پر آیا بادشاہ بارگاہ میں بیٹھے رہے دس گیارہ بجے دربار بزرگست
 کیا آکر آرام فرمایا مگر طلمانہ شب کو اپنے مقام سے اٹھی اُس مقام پر آئی کہ جہان بادشاہ
 آرام فرما رہے ہیں دیکھا کہ لوح محفوظ مثل جبرم قر کے چمک رہی ہو گلے میں بادشاہ کے
 پڑی ہو سرھانے مونڈھا رکھا ہو اُس پر تمام سلاح جنگی رکھے ہیں ہر چند کہ طلمانہ جادو
 کا اپنے لگی مگر قریب آکر اول لوح محفوظ کو ڈورا کاٹ کر اُتار لیا اب بادشاہ حجابہ پر
 سحر کیا ہاتھ پاؤں بادشاہ کے بیکار ہوئے نیند کا جو زیادہ غلبہ ہوا اور غافل ہوئے

سو گئے ظلمانہ نے کمر میں پنجہ دیا لوح محفوظ کو جھوٹی میں رکھا اور لے بھاگی یہ تو اُدھر پہنچ جاتی
ہو مگر دل پر خوف طاری ہو کہ جہان کہیں پتا کھوٹکا اور یہ وہاں سے سر کی کوئی دو کو س راستہ
طرح کیا تھا کہ ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہری سوچ رہی ہو کہ دربار جمشید ثانی میں لیجاؤن
یا اپنے لشکر میں لیجا کر قید کروں کہ صحرا کی طرف سے گرد اُڑی ابرہے تیرہ و تار چھائے ہو
ہزار ہا طاؤس زیر ابر زمرہ سرائی کرتے ہوئے اور بوے خوش اُس ابر سے آتی ہوئی ظلمانہ
اُس ابر کا تماشا دیکھنے لگی حیران تھی کہ یہ کسکی آمد ہو وہ ابر سامنے آکر پھٹا دیکھا کہ ایک بادشاہ
جلیل تخت یا قوت احمد پر سوار تاج شاہی بر سر جارق شبہ نشا ہی دربر اس علم و شان سے یہ
ابر آتا ہو کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کسکی آمد ہو اور یہ کون شخص ہی مگر اُس تاجدار نے دیکھا
کہ ایک جادوگر نے ایک نوجوان کو گرفتار کیے ہوئے لیے جاتی ہو ملازم جو بر ابر تخت کے تھا
اُس سے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ یہ جادوگر نے کون ہو اور کس کو لیے جاتی ہو ظلمانہ تو حیران
ہو کر دیکھ رہی ہو کہ ملازم نے آکر سلام کیا کہا اے ملکہ عالم آپ کا نام نامی کیا ہو اور اس گنگا
نے کیا خطا کی کہ اسکو گرفتار کیا ہو ظلمانہ سوچی کہ جمشید کا کوئی دوست ہو گا اکثر ساحر ایسے
ایسے ہیں کہ ہم نے نہیں دیکھے حقیقت میں طلسم نوخیز جمشیدی بہت وسیع ہوسات سولک
قبضہ میں ہیں ہنس کر جواب دیا کہ ظلمانہ جادو میرا نام ہو بادشاہ لشکر اسلام کو گرفتار کر کے
لیے جاتی ہوں ملازم نے جا کر اُس تاجدار سے حال بیان کیا اُس تاجدار نے ظلمانہ کو قریب
بلایا کہا اے ظلمانہ تم بھی نہیں مہبوت کا رگزار طبع پروردگار کب گوارا کروں گا کہ
تم روح روان صاحبقران کو لیجاؤ میں واسطے شکار کے نکلا تھا پروردگار نے خوب
میرا تمھارا سامنا کیا ظلمانہ نے کہا کہ اے مہبوت میں وہ بلاے روزگار ہوں کہ کسی سحر
میں بند نہیں ہوں مہبوت نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا پشدارہ تو رکھ دو ظلمانہ سوچی کہ اگر
پشدارہ نہ رکھو گی تو یہ ہاتھ تلوار کا مار دیگا پشدارہ پھر چھین لو گی وہ وہ سحر کرو گی کہ اسکو
بھاگتے راستہ نہ ملیگا پشدارہ رکھ کر تڑپی ایک گولہ مارا کہ تخت مہبوت کھڑے کھڑے ہوا
قریب تھا کہ مہبوت تخت سے گرے مہبوت نے اپنے کو سنبھالا ملازموں سے کہا کہ اس شریا
کو تو لیجاؤ میں اس سے سمجھ لو نگاہ کہ کر تخت سے الگ ہوا کہا اے ظلمانہ اب تو سحر کر دیکھ تیرا سحر

تیرے ہی گلے میں پڑیگا طلما نہ نے کار دسحر کھینچ ماری مہموت کے شانے پر پڑی مگر تاثیر نہ
 کی مہموت نے وہ ہی کار د اٹھا کر اسم سحر پڑھا کہا او طلما نہ لے اس زور سے پھینکا کہ وہ
 کار د ٹپڑتی ہوئی قریب طلما نہ پہونچی طلما نہ نے چند قطرے خون کے اُس کار د کے سانے
 پیش کیے کار د گر کر غرق زمین ہوئی دونوں میں سحر چل رہے ہیں دس بیس ملازم بھی مہموت
 کے قتل ہوئے مہموت نے زمین ہلا دی طلما نہ عاجز ہو رہی ہو مگر سحر کر رہی ہی قضا نے کار
 د ہر سپہ عیاری جو صبح کو سو کر اٹھے اور خبر سنی کہ طلما نہ بادشاہ کو لیکنی تلاش میں نکلے صحرائین اگر
 دیکھا کہ آگ برس رہی ہو دریاے سحر جاری ہو مہموت سے اور طلما نہ سے سحر چل رہا ہو بس عمرو
 نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ساحر کی شکل بنائی اور گولہ ہاتھ میں لیا پکار کر آوازی
 کہ او طلما نہ نہ گھبرا نا تم دشت نور و قدرت نے بھیجا ہو کہ جا کر طلما نہ کی مدد کرو ہاتھ سے
 مہموت کے بجالو طلما نہ خوش ہو گئی وہ ساحر جست کر کے قریب آیا اور وہ گولہ طلما نہ کی طرف
 پھینکا مراد یہ تھی کہ یہ گولہ لیکر سحر کرو مہموت بیہوش ہو جائیگا طلما نہ نے اُسے روکا گولہ ہاتھ
 میں آتے ہی پھٹا گولے سے دھواں نکلا طلما نہ بیہوش ہو کر لڑی خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا
 نعرہ عمرو وہ کزان استاد عیاران عالم، سراپا دانش عقل مجسم، باغ دین زمر کش آبیاری
 جہان سر ہنگ درخیز گزاری، بہر کشور بلائے جان کفار، عمرو آن شاہ عیاران عیار،
 مہموت نے جو خواجہ کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ عیاران اس وقت تو آپ نے
 کار نمایاں کیا میں ناچار ہو رہا تھا جو سحر کیا اُسکا اس معونے نے توڑ کیا آپ نے خوب گرفتار کیا
 لیجائیے خدا حافظ اگر حکم ہو تو میں حاضر ہوں عمرو نے کہا کہ تمھاری کوئی ضرورت نہیں پر مجھ
 صاحبقران جاؤ میں اسکو پہونچا کر آتا ہوں خواجہ پشتارہ بانہ کر لے چلے مہموت طرف
 لشکر صاحبقران کے گیا میلان دربار شاہ جمع ہو رہا ہو میثاق کو رہا ہو خدا اپنا فضل کرے
 کہ طلما نہ بادشاہ جمجاہ کو لے گئی دیکھیے کیا ہو خواجہ نے کہا تھا کہ یہ بصدق دل مسلمان
 نہیں ہوئی اسکا دھوکا نہ کھاؤ بادشاہ نے نہانا اب دربار میں جمشید کے تلوار چلیگی ایسا
 ہو سکتا ہو کہ ہم لوگ بیٹھے رہاؤ میں اور بادشاہ گرفتار ہوں ہمارا قلب نہ گوارا کرے گا
 اتنے میں خبر پہونچی کہ بادشاہ آتے ہیں سب سردار خوش ہو گئے براے استقبال دوڑے راہ

میں حال پوچھا بادشاہ نے سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ صاحبِ قہران عالی شان کے ساتھ
 مہموت کار گزار رہنے والا جزیرہ گوہر بار کاہی راہ میں آگیا پشتارہ ظلمانہ سے چھین لیا
 اب دونوں لڑ رہے ہیں دیکھیں کون غالب ہو میثاق نے کہا میں ابھی جاتا ہوں جا کر
 اسے گرفتار کر آئے دیتا ہوں یکا یک رنگ کی آواز بلند ہوئی دیکھا کہ خواجہ عمر و پشتارہ
 بدوش آتے ہیں میثاق نے بڑھ کر خواجہ کو سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری خدا
 نے بڑا فضل کیا کہ بادشاہ رہا ہو گئے ورنہ ظلمانہ بڑا مکر کر کے لے چلی تھی خدا نے وقت پر
 مہموت کو پہونچایا کہ بادشاہ کو اسے رہا کیا عمرو نے کہا کہ میں ظلمانہ کو بھی لایا میثاق
 نے کہا کہ یہ کبھی بصدق دل مسلمان نہ ہوگی اسکو قتل کر ڈالو عمرو نے کہا کہ یہ راسے پر بادشاہ کی
 موقوف ہو غرض پشتارہ لیے ہوئے خواجہ دربار میں آئے ظلمانہ کو زبان میں سوزن دیکر ستون
 سے بانہ دیا سب سردار بیٹھے ہیں بادشاہ سمجھا رہے ہیں مگر ظلمانہ کچھ جواب نہیں دیتی
 خاموش کھڑی ہو کر حالِ جمشید ثانی سننے لگی کہ جس دن سے ظلمانہ اس طرف آئی ہو اور اپنی
 نو اسی کو باغِ سخن میں ٹھہرا آئی ہو جمشید ثانی دونوں وقت جانتا ہو چاہتا ہو کہ اسکو تیر کر لے
 ایک دن ہنس ہنس کر باتیں کر رہا ہو لیکن بہار خاموش بیٹھی ہو کچھ جواب نہیں دیتی جب بہت کہا
 تو بہار رونے لگی کہا یا خداوند آپ جب آتے ہیں نیا جھگڑا پھیلانے ہیں یہ تو بتائیے کہ
 نانی امان پر کیا گزری کوئی تو بیاعث ایسا ہوا کہ وہ پلٹ کر نہیں آئیں تین دن کا وعدہ وہ
 کر گئی تھیں جسکے پانچ چہرے روز گزر چکے جمشید نے پکار کر آواز دی کہ ای طاہر اسرار
 اگر حاضر ہو ایک طاہر اُڑتا ہوا آیا جمشید نے پوچھا کہ ظلمانہ کیا کر رہی ہو اس طاہر نے
 مثل انسان کے آواز دی کہ ظلمانہ گرفتار ہو گئی دربار بادشاہ اسلام میں بند ہی ہو
 بادشاہ سمجھا رہے ہیں مگر ظلمانہ آپ کی دوست ہو ہی چاہتی ہو کہ خدمتِ خداوند میں پہونچ
 جمشید نے سب حال بہار سے بیان کیا بہار روتی ہوئی اٹھی ہر چند کہ جمشید نے کہا
 کہ صاحب تم نہ جاؤ میں خود جاتا ہوں اور ظلمانہ کو رہا کر کے ابھی لاتا ہوں مگر بہار نے
 نہ مانا یہ کہتی ہوئی اٹھی کہ نانی امان نے ہمیں کس دن کے لیے یہ سحر سکھایا ہو ایسے وقت میں
 مدد نہ کروں تڑپ کر بلند ہوئی جمشید بھی پیچھے پیچھے چلا یہاں جب بادشاہ نے بہت سمجھایا

اور ظلمانہ کچھ نہ بولی تب جھلا کر فرمایا کہ ای ظلمانہ تمھارے قتل کا اب ہم حکم دیتے ہیں ظلمانہ
 اسپر بھی نہ بولی بادشاہ نے فرمایا جلا دو کو بلاؤ جلا دو حاضر ہوا خیر برہنہ ہاتھ میں لیے ہو
 شلنگین لگاتا ہوا آواز دیتا ہو فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلا د چسیت، مرغ را
 دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چسیت، ای شہنشاہ گیتی ستان خجرا آیدار و بازو پر قوت رکھتا ہوں
 ایک ہاتھ میں سر کو تن سے قلم کرتا ہوں لیکن یہ بلا کی ساحرہ ہو حکم اول ہو سمجھ کر دیکھیے گا
 قتل کرنا میرا کام ہو جلا نہیں سکتا بادشاہ نے فرمایا تجھ کو کیا دخل ہو ہزار حکم کا ایک حکم
 دیتا ہوں کہ سراسر اس کا قلم کر جلا د ظلمانہ کو کھینچ کر وسط بارگاہ میں لایا گردن پر کوٹے کا
 خط دیا بادشاہ سے آنکھیں ملائے ہوئے کہ رہا ہو کہ حضور حکم ثانی دین بادشاہ نے فرمایا جلا
 قتل کر کہ آسمان سے ایک گلدستہ گرا زمین پر گر کر کھٹکھٹا دہوے خوش آئی کہ سب جھجھو منے لگے
 میثاق ایسا کامل و اکمل پھول اٹھا اٹھا کر سونگھ رہا ہو کہ لڑک کر بہار گری میثاق نے
 سحر کیا کہ اسکو رو کون بہار نے کھڑے ہو کر ظلمانہ کی زبان سے سوزن نکالی ظلمانہ کی زبان
 سے جو سوزن نکلی تو پ کر کٹھی ایک گولہ مارا کہ بارگاہ میں اندھیرا ہو گیا بہار نے کہا
 کہ نانی امان اب نکل چلو یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں ہو مگر جمال بادشاہ دیکھ کر بہار کو پسینہ
 آگیا یہ نگاہ غور دیکھا کی تاج کی خوشنمائی لوح محفوظ کی زیبائی سپر و شمشیر سامنے رکھی ہوئی
 ہو سر داروں سے باتیں کر رہے ہیں بہار نے اس طرح بادشاہ سے نگاہ لڑائی کہ تیر مڑ گا
 نے دل بادشاہ کو بھی مشک کیا آخر بہار نے کہا کہ سامری و جمشید کی کیا قدرت ہو کہ یہاں
 نانی امان تھے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام کیا حسین و جمیل ہیں ظلمانہ نے کہا کہ ای نور نظر
 وای پارہ جگر اس جمال کو نہ دیکھو سمجھ لو کہ یہ عابد کش و زائد فریب ہو کون ایسا ہو کہ اس
 جمال کو دیکھ کر اپنے آپ میں رہے دیکھو یہ شاہزادیاں اپنے اپنے گھر ویران کر کے آئی ہیں
 جفا میں اٹھتا رہی ہیں بہار نے کہا کہ آج تو تکلیف ہو کل ان کے واسطے راحت ہوگی
 یہ شاہزادیاں عہدہ ہائے جلیل پر قابض ہو نگلی سحر میں طاق حسن و جمال میں شہرہ آفاق
 ہیں بادشاہ بھی انکو بہ نگاہ محبت دیکھتے ہیں دیکھو عنبر افشان کی کمر سی قریب تخت بھی ہو
 ہاتھ شہریار کے زانو پر رکھے ہوئے ہو ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہو نانی امان محبت کا

یہی مزہ ہو کہ مثل جمشید ثانی جس دن سے تم اس طرف آئیں دونوں وقت آتا تھا اپنی ہی
 کہتا تھا اس وقت بھی اپنی خواہش بیان کر رہا تھا کہ میں نے تمہارا حال دریافت کیا اُس
 ظالم سر کو بٹا کر چال بتا دیا کہ ظلمانہ دربار میں بادشاہ اسلام کے قتل ہوا چاہتی ہو میں
 فوراً اس کو رہا کر آئی شکر کرتی ہوں سامری و جمشید کا کہ آپ کو زندہ پایا مگر ظلمانہ نے
 قصد کیا ہوا میثاق کو لیتی چلوں کوئی تو ساحر کم ہو میرے لڑائی میں کون کون سے ساحر
 مارے گئے ہم نے آج تک کسی کو قتل نہیں کیا ایک شخص کو تو ہم بھی قتل کر رہے ہیں چھٹی کہ میثاق
 پر جا پڑوں میثاق نے ایک گولہ مارا وہ گولہ قریب ظلمانہ آکر پھٹا ظلمانہ نے کچھ اسم سحر
 پڑھا گولہ بلند ہو کے پھٹا ایک گنبد شیشے کا آسمان سے اُتر اظلمانہ اُس میں بند ہو گئی لاکھ
 لاکھ ترپتی ہو مگر نکل نہیں سکتی میثاق نے چاہا اسکو بیہوش کر کے پکڑ لوں کہ بہار نے ایک
 دستک دی ہار جو گلے میں پڑے ہوئے تھے وہ توڑ کر پھینکے جیسے ہی وہ ہار پھینکے پھولوں کا
 بارگاہ میں انبار ہو گیا وہ خوشبو مست و دلغریب آئی کہ جادو گر ٹھوٹے گئے بادشاہ حجاز
 قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھنے لگے بہار نے وہ گنبد توڑا بادشاہ نے جو قصد کیا بہار نے
 مسکرا کر کہا کہ اے شہریار آپ نہ اُٹھیں آپ کو تکلیف ہوگی یہ جو مسکرا کر کہا سپیدی و براقی
 دانتوں کی مثل گوہر آبدار کے جو چمکی خرمین ہوش و حواس بادشاہ کو جلا دیا بادشاہ بھی
 یہ نگاہ محبت دیکھنے لگے دونوں جانب سے تیرمژگان چل رہے ہیں لیکن ملکہ بہار جمال
 بادشاہ دیکھ کر اس طرح مبہوت ہوئی کہ نگاہ آئینہ جمال سے نہیں پھرتی مگر ظلمانہ جو
 رہا ہوئی کہا بیٹا تم نے کیوں تکلیف فرمائی مجھے کون قتل کر سکتا ہو یہ سُکر بہار نے کہا
 نانی امان بڑی مشکل کی بات ہو کہ جس دن سے آپ تشریف لائیں قدرت برابر تشریف
 لاتے ہیں جب آتے ہیں تو اپنی ہی سکتے ہیں مگر آج تک اس کنیز نے ارشاد اُچھا قبول
 نہیں کیا آج نیا سامان تقدیر نے دکھایا مگر نانی امان اب نکل چلیے ایسا نہ ہو کہ دشمن روئیں
 تو کس کس کو جواب دیا جائیگا میثاق جادو عقب تخت بادشاہ کھڑا ہو دبدبم سحر کرتا ہو
 بہار ہنس دیتی ہو وہ سحر دفع ہو جاتا ہو تھوڑے عرصے میں بہار نے سب سحر مٹائے
 بادشاہ سے آنکھیں ملا کر کہا کہ ظاہر ہوا آپ صاحب اقبال ہیں ورنہ اب کی تدبیر ہو جاتی

یہ کہ کر شلمانہ کا ہاتھ تھا اطمینان نہ جاتی تھی کہتی تھی بی بی تم جاؤ دیکھو تو مجھے کون روکتا ہو میثاق کے دل میں جو صلہ نہ رہے سب کمال اپنے صرف کر لے مگر بہار نے نہ مانا کہا نانی امان چلو کیکر کچھ اشارہ کیا زمین سے پائون بلند ہوئے جس طرح پر کوئی راستہ چلتا ہو اس طرح یہ دونوں اڑتی ہوئیں روانہ ہوئیں میثاق نے بڑھ کر گولہ مارا پہلو سے آواز آئی کہ منہم جمشید ثانی اور گولے پر ہاتھ مار دیا گولہ پھٹ کر گرا اطمینان نہ کہا کہ یا خداوند آپ نے کیوں تکلیف فرمائی یہ چھو کر ہی بلاے روزگار ہو اسکو کون روک سکتا ہو میثاق وہ بھی شخص ہر کہ اسکو ہم تعلیم کیا کرتے تھے آج ہم سے مقابلہ کرتا ہو اسکا سحر کیا ہم سے دفع نہ ہو گا اسی میثاق اب گوشے میں جا کر بیٹھو جمشید کو دیکھ کر میثاق کے ہاتھ پائون میں رعشہ آگیا مگر بادشاہ کی تصویر کے خاموش بیٹھے ہیں جمال بہار کو دیکھ رہے ہیں اشاروں سے کچھ باتیں بھی ہوئیں انھیں اشاروں سے وعدہ کر گئی کہ اگر ضبط نہ ہو سکیگا تو ہم آدھین گے ایسا نہ ہو کہ آپکو انتشار رہے بادشاہ نے بھی آنکھ کے اشاروں سے جواب دیا کہ ہم مشتاق رہیں گے اور انتظار کریں گے جمشید دونوں کو ساتھ لیکر روانہ ہوا جمشید نے جو لشکر بادشاہ جمجاہ دیکھا منظور ہوا کہ آگ برسا دون بہار نے ہان ہان کہہ کر ہاتھ تھام لیا کہا یا خداوند ان غریب کے قتل کرنے سے کیا نفع پس اب چلیے جمشید نے سر جھکا لیا اسباب سحر ہاتھ سے پھینک دیا بہار ہاتھ نہیں چھوڑتی جمشید نے کہا کہ بی بی میں سحر کرنے سے باز آیا بقول تمہارے ان غریب پر سحر کرنے سے کیا نفع میں نے قبول کیا اگر کو تو بادشاہ کو گرفتار کر لوں اگر اے ملکہ مجھے رہ رہ کے یہی خیال آتا ہو کہ ایسا نہ ہو کوئی خرابی پڑ جائے بہار نے کہا کہ بادشاہ صاحب لوح محفوظ ہیں اگر انکی گرفتاری کا ارادہ کیجیے گا تو خوف ہو تو رسے انکے ثابت ہوتا ہو کہ کسی امر میں عاجز نہیں ہیں اگر رستم ہو تو اُسپر بھی چا پڑیں پس اب چلیے ہر چند کہ پانچ چھ لاکھ ساحر مقابلے میں اترے ہیں لیکن بادشاہ کو وہ ہی اطمینان ہوتا نانی امان سے وہ فراغت پائیں تو جبر سر ہلا خیز میں جائیں اگرچہ میں سن بھی ہوں کہ لوح طلسمی ایسے مقام پر ہو کہ کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکیگا مگر طلسم کشا کہ جسکے نام پر فتاحی طلسم مرقوم ہو اس خوف ہو جمشید درست درست کہتا ہوا چلا جاتا ہو جی میں کہہ رہا ہو کہ سبحان اللہ کس

زور و شور سے بہار نے آکر طلما نہ کو رہا کر لیا بس مناسب یہی ہو کہ اب نہ ٹھہرین جمشید آتے
 آتے ایک مقام پر رہا بہار نے پوچھا کہ کیوں خیر تو میری یاد داند کیوں رُکے جمشید ثانی نے
 جواب دیا سنا ہے کوہ رنگارنگ ہو ملکہ رنگین ادا بالائے کوہ میٹھی ہین ذرا یہاں بھی ٹھہر جائے
 مطمئن ہو کر چلین گے بہار نے کہا بہتر ہو مگر رنگین ادا نے جو جمشید ثانی کو آتے ہوئے دیکھا
 اپنے مقام سے اٹھی واسطے مسجد کے ٹھکی اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کہاں سے
 آتے ہیں مگر بہار جو سامنے آئی رنگین ادا نے شرما کر سر جھکا لیا جی میں کہتی ہو کیا حسن و جمال
 ہو کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی معلوم ہوتا ہو قدرت اس پر عاشق ہوئے اس طرح ساتھ ہین کہ جیسے
 ملازم ساتھ ہوتا ہو آخر جمشید کو لا کر تخت پر بٹھایا طلما نہ پشت پر کھڑی ہوئی بہار اگر پہلو
 تخت پر بیٹھی مگر رنگین ادا نے گلابی اپنے ہاتھ سے اٹھائی جام لبریز کر کے اول جمشید کو
 دیا جمشید پی گیا دوسرا جام طلما نہ کو دیا یہ بھی پی گئی تیسرا جام لبریز کر کے سامنے بہار کے
 آئی بہار نے انکار کیا رنگین ادا نے دست بستہ عرض کی کہ اے بہار حقیقت میں تمہارا حسن
 عابد کش و زاہد فریب ہو لیکن اب ہم کو سرفراز کیا ہو تو جام بھی نوش کرو اتفاق کی بات ہو کہ
 تمہارا آنا ایسے وقت پر ہو کہ قدرت بھی ہمراہ ہین اب مہربانی کرو جام نوش کرنے سے
 انکار نہ کرو بہار نے جام کو اٹھا لیا چند قطرے پیئے اور جام واپس دیا جمشید ثانی یہ
 دیکھ رہا ہو اگر چہ حسن پر رنگین ادا کے ہمیشہ سے مائل تھا مگر آج سامنے آفتاب حسن بہار کے
 حسن اسکا ذرہ معلوم ہوتا ہو جب ایک ایک جام پی لوگ پی چکے تو رنگین ادا نے اشارہ
 کیا ایک نازنین مہجبین باناز و کرشمہ آکر بیٹھی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی لفظ

آج کچھ سمجھا رہے ہین اور ہی تیرے آپ
 داد اسکی ہم سے لین یا داد و محشر سے آپ
 دیکھ لے دشمن نکلتے ہوں ہمارے گھر سے آپ
 چھپے ہیں آگے میرے دلیں کسے ڈرے آپ
 پوچھیے تو رک کے چلنے کا سبب خنجر سے آپ
 چھیڑ دینے کو کسی کے کم نہیں نشتر سے آپ

مل گئے کیا حضرت ناصح مرے دلبر سے آپ
 زندہ کرتے ہین دل مردہ کو اک ٹھوکرے آپ
 آرزو ہو اسکی بھی ہلکو کسی شب کی جو صبح
 آنکھ دشمن نے تو دکھائی نہیں کہہ دیجیے
 دلیں کچھ حسرت گاہ کٹوانے والوں کے نہ ہو
 آگے کی طرح کیا کیا چھوٹ کر روئے ہین ہم

کام از خود رفتگی نے اپنی قاصد کا کیا	ہم کو کتنا تھا جو کچھ کہ آئی وہ دلبر سے آپ
وہ نہ جاگ اٹھے جو اک شب عمر بھر سو یا نہیں	یہ ذرا کمد بھیجے گا فتنہ محشر سے آپ
وصل میں بھی جب نہ نکلے اپنے ارمان ای حلال	تنگ ہو کر سب نکل آئے دل مضطر سے آپ

اُس وقت کوہ رنگین پر ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہو جمشید مہبوت مٹھا ہوا اور بہار نے جو یہ اشعار گائیں سے سُننے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تصویر خیالی بادشاہ حجاز آٹکھون کے نیچے پھر رہی ہو مگر رنگین ادا کام کاج میں مصروف ہو جب سامنے جمشید کے آتی ہو جمشید کہتا ہوا آؤ بیٹھ جاؤ مگر خواجہ نے چاہا تھا کہ اپنے کوتاہ رنگین ادا پہونچاؤن مگر نہ ہو سکا زیر کوہ آکے ٹھہرے دیکھا کہ جمشید خوش و خرم بیٹھا ہوا و جد کر رہا ہو آخر خواجہ نے دیکھا کہ موقع نہیں بن پڑیگا اب ان کو جانے دو خواجہ تو پلٹ آئے مگر سب فرنگی کہ بلاے روزگار ہوا ایک گنیز کی شکل بن کر بر سر کوہ آیا رنگین ادا نے اسکو چیل کنیز بہار جانکر بٹھایا برق نے بیٹھے ہی ملکہ سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں بھی کچھ گاؤں کل سے میرا حوصلہ کھلا ہو حقیقت میں علم موسیقی عجب علم ہو بقول اُن صاحبوں کہ جو یہ پیشہ کرتے ہیں ہر چند کہ میں نے اسکو سیکھا نہیں مگر محلو یہ کمال قدرت نے عطا فرمایا ہو رنگین ادا نے کہا کہ بوا چیل چین سے بیٹھو اپنی صورت پر گھنٹہ نہ کرو ایسا نہ ہو کہ قدرت پسند فرمالین تو مشکل ہوگی مگر تمھاری خوشی چند اشعار گالو یہ سُن کر برق نے بایاں کھینچا سیدھا سبھا ٹھیکہ سجا کر چند اشعار گلے اس طور سے برق نے جانین مارین کہ رنگین ادا نے بہت تعریفیں کیں کہا بوا چیل کیا کہنا ہم تو تمھارے گلے پر بہت خوش ہوے برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای ملکہ عالم بہتر یہ ہو کہ ساقی گری کروں تو اور نہ یادہ لطف ملے جمشید نے جو نام ساقی گری کا سنا فوراً اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای رنگین ادا جلتے ہیں رنگین ادا نے عرض کی بعد مدت کے آج آپ تشریف لائے ہیں پہر چار گھنٹی تو تشریف رکھیے جمشید نے کہا کہ ای رنگین ادا چیل نے ایسا فقرہ کہا کہ دل پر چوٹ لگی ہے مگر رنگین ادا نے کہا کہ اسکا گانا موقوف ہو جائے جمشید نے کہا نام جو اسنے ساقی گری کا لیا محلو ساربان زادہ یاد آگیا اسی فقرے پر اُسنے تمام محفل کو بیہوش کیا جب تک زندہ رہوں گا اور چوہ نہ تبدیل کرونگا جب تک یہ فقرہ یاد رہیگا برق نے بہت باتوں میں اُلجھایا رنگین

سہنے بھی بہت کہا مگر جمشید نے ٹھہرا چنچل کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا تو برق نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو یہ
 پچھارنگ و دروغن چہرے کا اڑا دے اور صورت اصلی میں آسے پیچھے ہٹ گیا جمشید نے تانی سے
 ہمارے سے کہا کہ چلو ہمارا جو اٹھی طلما نہ جادو بھی ساتھ اٹھی اور طرف باغ ہمارے چلی
 ٹھوڑے عرصے میں باغ سامنے سے معلوم ہوا ہمارے نے کہا بھی کہ یا خدا وند اب جائے
 ہم اپنے باغ میں جا کر ٹھہریں گے جمشید نے کہا کہ کیوں صاحب ہمارا چانا ٹکون ناگوار
 ہو بہار خاموش ہو رہی باغ میں آکر بیٹھی جمشید کو تخت پر جگہ دی جمشید نے بیٹھتے ہی کہا
 کہ اے طلما نہ جادو جو تم کہو وہ ہم ٹکودین مگر بہار کا وصل حاصل ہوا ایک ہفتہ گزرا تو کہ
 آٹھ پر تو پتا ہوں بیقرار رہتا ہوں میں نے اپنے کو بمشکل سنبھالا طلما نہ نے سر جھکا لیا
 کہا اے بہار سنتی ہو قدرت کیا ارشاد فرماتے ہیں ہمارے نے کہا کہ قدرت کو ناخن کا ملال
 ہو یہاں اور ہی کچھ میرے دل میں خیال ہوا مناسب یہ ہو کہ قدرت اس خیال کو دل سے
 دور کریں ایسا نہ ہو کہ قدرت کو ملال ہو نیچے جمشید خاموش ہو رہا اور کہا کہ اب میں
 جانا ہوں مگر تڑپتا ہوں باعث یہ ہوا کہ رنگین ادا کو سمجھتا تھا کہ یہ سب سے زیادہ خوبصورت
 ہو مگر بہار کے سامنے جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ آفتاب کے سامنے چراغ جلا یا دل سے
 وہ اتر گئی جمشید تو چلا گیا مگر بہار نے طلما نہ سے کہا کہ نانی امان آپ سمجھیں کہ قدرت کا
 کیا منشا ہو طلما نہ نے کہا کہ بیٹا وہ تمہیں عاشق ہیں یہاں سے کہا کہ پھر میں کیا کروں ہرگز اس
 امر کو قبول نہ کرونگی قدرت بھی فرماتے ہیں طلما نہ نے کہا کہ بیٹی یہ مقام فخر ہو کہ خدائی سب
 کہیں گے اور تم کو سجدہ کریں گے طلما نہ نے ہر چند سمجھا یا مگر بہار اپنی ہی کہے گئی تصویر
 بادشاہ حجابہ اسکی آنکھوں کے نیچے پھر رہی تھی اور بادشاہ کا نا چاری سے دیکھنا بخوبی
 یاد ہی تھی باعث فریاد ہو طلما نہ نے کہا کہ یہاں سے مقابلہ بادشاہ جاتی ہوں ہمارے نے کہا
 کہ نانی امان اب آٹھ پر تمہارا خیال رکھو گئی ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جاؤ ابھی طبل جنگی نہ
 بجوانا جب میں کہوں تب مقابلہ کرنا ہم اور تم شریک ہو کر کھڑے رہیں گے مگر طلما نہ جو اپنے لشکر
 میں آئی سرداروں سے اپنے صلاح کی کہ میری نواسی نے آج منع کیا ہو میں طبل جنگی نہ
 بجو اونگی سرداروں نے عرض کی کہ کوئی سبب بھی بتایا ہو طلما نہ نے کہا کہ شام کو کوئی سحر

تیار کر گئی اس وجہ سے منع کیا ہو کہ طبل جنگی ابھی نہ بجوانا آج رات کو ایسا سحر تیار کر گئی کہ بادشاہ
 بیکار ہو جاوین ظلمانہ جادو تو انہی محفل میں یہ ذکر کر رہی ہو مگر بادشاہ نے شام کو بارگاہ کنار
 پر لشکر کے اسناد کرائی اُس میں آکر بیٹھے فقط فیروزہ پاس ہو مگر ملکہ بہار شام کو بیٹھے بیٹھے
 گھبراہٹ لاکھ لاکھ ضبط کیا مگر نہ ہو سکا آخر اپنے مقام سے اٹھی گلہ بستہ ہاتھ میں لیکر اچھالا ایک
 مادیان مسکین پر ند پیدا ہوئی اُس پر سوار ہو کر چلی آئے آتے ظلمانہ کے لشکر کی طرف سے
 گزری ظلمانہ نے دور سے دیکھا کہ بہار جاتی ہو خاموش ہو رہی بعد ٹھوٹری دیر کے خود
 بھی چلی یہاں بہار بخد مت بادشاہ آئی پردہ اٹھا کر اندر گئی بادشاہ ملکہ بہار کو دیکھ کر
 اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کہ آؤ ایشمنشاہ ملک خوبی وای سرور و ان باغ محبوبی تھا کہ
 انتظار میں بیٹھا ہوا تھا بہار نے عرض کی کہ ایشمنشاہ والا قدر آپ آفتاب عالم تاب ہیں
 آپ کا اشتیاق ایسا نہیں ہو کہ کوئی فراموش کرے بادشاہ نے کہا جسے تم کہتیں تمہاری تصویر
 آنکھوں کے نیچے پھر رہی تھی بہار نے کہا کہ یہی کیفیت میری بھی تھی چند باتیں ہونے پائی ہیں
 کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی بہار نے گھبرا کر کہا کہ لو شہر یا غضب ہوا ملک ظلمانہ آتی ہیں یہ
 شہر بادشاہ نے فرمایا کہ اب کیا ہو گا بہار نے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو اُسکو بھی آپ کے
 قدموں پر گر اؤنگی بادشاہ حجابہ نے لوح محفوظ پر ہاتھ ڈالا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ
 رکھا کہ آندھی شق ہوئی ظلمانہ جادو دربار گاہ پر آکر کودی پکار کر آواز دی کہ او
 بہار یہ تو نے کیا ستم کیا کہ دشمن کے پہلو میں آکر بیٹھی میں تجھے قتل کر ڈالونگی ہاے
 کیا ستم ہو ا قدرت تیرے وصل کی خواہش کرتے تھے کیا تو نے اسی وجہ سے انکار کیا تھا
 افسوس میں یہ سوچی تھی کہ اگر قدرت سے یہ بیوند قرار پا جائے تو باعث خوشی کا ہو تو نے سر
 خلافت کیا ہو شرط تجکو ابھی قتل کر دن ہر چند کہ تو سحر میں ہمسرہ ہو گئی ہو وہ وہ نازک سحر کرتی
 ہو کہ ہم عاجز ہوتے ہیں مگر خیر سمجھا جائیگا بہار نے پیچھے ہٹ کر اشارہ کیا کہ ایشمنشاہ
 گھبرائیے گا مگر ظلمانہ دیر تک سامنے کھڑی رہی اور قصد کیا کہ سحر کر دن مگر وصل نہ پڑا
 یہی خیال تھا کہ جو سحر کر دنگی یہ اُسکا دفعیہ کر دنگی آخر ناچار ہو کر چلی گئی بعد جانے
 ظلمانہ کے بہار نے کہا کہ ایشمنشاہ اب آفت بر پا ہوگی ہر چند کہ ظلمانہ مجھ کو بہت پاتا

ہو کر اس مقدمہ خاص کو صاف صاف سامنے خداوند کے بیان کر گئی اب اسکی تدریس جواب
 دلازم ہو چند ساعت بیٹھ کر بہار رخصت ہوئی ایک ابر آتش فشان پر بیٹھ کر چلی مگر ظلمانہ غام
 میں چلی گئی تھی باطن میں یہ فتور کیا کہ ایک گوشے میں چھپ کر بیٹھی جب دیکھا کہ بہار برابر سوا
 جاتی ہو پشت پر سے آکر حلقہ ہائے کند مارے بہار غافل تھی گلا بچھنس گیا ظلمانہ نے سحر کیا
 کہ بہار بیہوش ہو گئی زبان میں سوزن دے کر لے چلی ہر قدم پر سہی کنتی تھی کہ اوشوخ دیدہ و
 گیسو بریدہ و بد نصیب و ننگ خاندان تو نے غضب کیا کہ دشمن خداوند سے میل کر لیا اور
 قدرت سے انکار کر لیا شہزادیوں نے اپنے اپنے گھر مٹائے پہلوے غیر کو آباد کیا اپنے کو برباد کیا
 ہر چند کہ محبت میری تھی سے از حد ہو مگر اب تیرے قتل کی کدہری اس طرح نچکو قتل کروں اور نام
 تیرا مٹاؤں کہ جو سنے اسکو افسوس آے اور مجھ کو خیال بھی نہ ہو ایسے کلمات کہتی ہوئی بہار
 کو لیے جاتی ہو مگر جب بہار بادشاہ سے رخصت ہوئی تھی بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا تھا
 کہ ذرا بطورہ کر خیر تو فیروزہ بھاگا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ ظلمانہ نے بہار کو گرفتار کر لیا
 اور لیکر چلی فیروزہ نے رنگ دروغ عیاری کا لگا پارنگین ادا کی شکل بنا باعث یہ ہوا تھا
 کہ برق فرنگی نے فیروزہ سے رنگین ادا کا بخوبی حلیہ بیان کر دیا تھا اس خیال سے
 فیروزہ بصورت رنگین ادا بنا جنگل میں کھڑے ہو کر پکارنا شروع کیا کہ اے ظلمانہ اس
 گیسو بریدہ نے بڑا تم کیا حقیقت میں تم کو بڑا صدمہ ہوا مگر ٹھہر جاؤ اسکو سمجھا بھاکر تھاری اعات
 کرو انکی مجھ کو بہت مانتی ہو بیٹھے بیٹھے مجھ کو معلوم ہوا کہ ظلمانہ نے بہار کو گرفتار کر لیا
 جب آگے میں نے دیکھا تو مجھ کو خیال ہوا کہ سحر نے مجھ کو معقول خبر دی ظلمانہ جادو
 رنگین ادا کو دیکھ کر اتر آئی کہا اے رنگین ادا میں اس حال کو نہ جانتی تھی آپس میں رد و قح
 ہونے لگی رنگین ادا تو کہتی ہو کہ اسکی قید میرے حوالے کرو ظلمانہ کہتی ہو کہ میں قیدی کو نہیں
 دوں گی دونوں میں یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ رنگین ادا نے کہا وہ سانسے دیکھو جھاڑی
 میں کون بیٹھا ہو جیسے ہی ظلمانہ بیٹھی فیروزہ نے حلقہ ہائے کند گلے میں ڈال کر حجاب
 مار دیا ظلمانہ بیہوش ہوئی فیروزہ نے بہار کی زبان سے سوزن نکالی بہار جو ہوشیار ہوئی
 یہ نہ سمجھی کہ عیاری ہوئی ہو رنگین ادا کو دیکھ کر پوچھا کہ کیوں بوا تمہارے آنے کا کیا باعث ہوا

فیروزہ نے کہا کہ حضور نے مجھ کو نہیں پہچانا شہر یار نے مجھ کو بھیجا تھا کہ دریا کر سیر تو کرو میں عین قوت پر آیا شکر ہو خدا کا کہ آپ کو اس ظالم کے پنجے سے رہا کیا اب جیسا کہ سے وہ بجالاؤن ظلمانہ کو بھی جاتا ہوں خدمت میں شاہ کی پہونچاؤن ہمارے کہہ کہ از فیروزہ کہہ دینا میں بھی حاضر ہوتی ہوں فیروزہ نے ظلمانہ کا پشتارہ باندھا ہمارے طرف بلوغ کے گئی مگر فیروزہ ظلمانہ جاو کا پشتارہ لیے ہوئے جب لشکر میں پہونچا شاگردوں نے پوچھا کہ اُستادو! لا نثار کہاں سے آئے ہو پشتارے میں کیا ہو فیروزہ نے کہا کہ میں ظلمانہ کو لایا ہوں ایک شاگرد نے کہا کہ پشتارہ میں دیکھے آپ پسینے پسینے ہو رہے ہیں فیروزہ نے پشتارہ دے دیا پشتارہ پاتے ہی وہ شاگرد بھاگا فیروزہ نے تپکار کر کہا کہ او مردو دکھان جاتا ہو شاگرد نے جواب دیا کہ او ناعیار غنیمت جان کہ تنجو ٹھوڑے جاتا ہوں متم طاؤس رازدان فیروزہ حیران ہو کر ٹھہر گیا زمین کچھ سوچ کر پھر چھٹا کہ جانے نہ دوں گا طاؤس رازدان نے اُسی وقت ظلمانہ کو ہوشیار کیا اور تپکار کر کہا کہ ای ملک سنھل کر اٹھنا ظلمانہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ فیروزہ بھاگا ہوا چلا آتا ہو اور میں اپنے ہوش میں ہوں چاہا فیروزہ کو پکڑ لوں فیروزہ نے اپنے تئیں ایک غار میں گرا دیا اس طرح مخفی ہوا کہ کوئی دیکھ نہ سکے ناچار ہو کر ظلمانہ رگہیں مگر طاؤس کی بڑی تعریف کی اور ٹھوولی سے کچھ نکال کر دیا اور کہا کہ ای طاؤس تو نے بڑا احسان کیا اگر تو نہ پہونچتا تو قید میری سامنے بادشاہ حجابہ کے پہونچ جاتی طاؤس کو رخصت کر کے ظلمانہ غصے میں چلی قصر ہفت رنگ میں آئی یہاں جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہو اور ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہو ذکر ہو رہا ہو دیکھیے اب ظلمانہ کیا کرتی ہو کہ ظلمانہ آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا اور سامنے جمشید کے رونے لگی کہتی تھی فرد شعلہ بھڑک کے اٹھنے لگے دل کے داغ سے آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے جمشید ثانی نے کہا کہ ای ظلمانہ خیر تو ہو ظلمانہ نے عرض کی کہ خداوند کیا کمون مجھ پر فلک بھٹ پڑا کہ بہار ایسی ساحرہ کیسی نازک مزاج ہو لیکن طلسم کشا کے پہلو میں جا کر بیٹھی مجھ پر ایسی افتادیں پڑیں کہ امید زندگی کی نہ تھی مگر آج تقدیر نے بچا لیا کہ وقت پر طاؤس رازدان پہونچ گیا اگر دس پانچ منٹ اور نہ آتا تو فیروزہ مجھ کو لے کر دربار شاہ میں پہونچ جاتا یا خداوند خیال کرتی ہوں کہ طلسم کشا کے ساتھ کیا کیا سامان ہوا

ہوتے جاتے ہیں جن ساحرون کا عدیل و نظیر نہیں وہ جا کر شریک ہوتے ہیں میثاق کوہ گردا
ایسا دیر اعظم یون شریک ہوا کہ ہر امر کا سحر اُس سے ہوتا ہو نگر بہار کی شرکت سے سب
ساحر اور زور کپڑوں کے جمشید نے یہ خبر وحشت اثر شن کر بڑا افسوس کیا کہا ای طلمانہ یہ
ہمیں امید نہ تھی ہر چند کہ تقدیر کر کے میں نے بہت سی تیری بُرائیاں مٹائیں لیکن وہ رنج
جو تقدیر میں لکھے ہیں وہ ضرور ادا ہوتے ہیں ہر چند تدبیر کر رہا ہوں مگر تقدیر سے ناچار ہوں
طلمانہ نے کہا کہ یا خداوند گرفتار کر کے بہار کو لاؤنگی آپ کے ہاتھ سے قتل کرونگی جمشید
نے کہا کہ ای طلمانہ میں ایسا دل کہاں سے لاؤں کہ جو بہار کے قتل کا حکم دوں مجھے ہرگز نہ دیکھا
جائے گا کہ بہار کا لاشہ خاک و خون میں غلطان ہو ای طلمانہ بہار پر میری جان جاتی رہی آخر کو
ناچار ہو کر یہ قصد کرونگا کہ بہار کو بلا کر وہ تقدیر بر جبت کروں کہ بادشاہ حجاجہ کو بھول جائے
میری محبت اُس کے دل میں جگہ پائے طلمانہ نے عرض کی کہ اب مجھ کو کیا حکم ہوتا ہے اُس کے سر پر
تو سودا سوار ہو میرا کہنا نہ مانگی سحر میں بے مثل و بے نظیر ہو میں نے سب کمال اُس کو تادیا
ہو جو سحر کرونگی اُس کا دفعیہ کر دیگی اسی سے حیران ہوں جمشید نے کہا کہ ای طلمانہ تم تو اب
فکر گرفتاری بادشاہ کرو میں بہار سے سمجھ لونگا طلمانہ نے کہا کہ آپ کو اختیار عزمین جا کے
بادشاہ کو لاتی ہوں ایسا سحر کروں کہ سب شاہزادیاں اور میثاق مہوت ہو کر میرے پاس
چلے آدین طلمانہ جمشید سے رد و قدح کر کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئی جمشید فکر میں
بہار کی بیٹھا ہو مگر بہار جا دو نے دن تو تڑپ تڑپ کر کاٹا شام کو صبر نہ ہو سکا دامن صبر سے
استقلال سے چھوٹا شیشہ دل بدعت سنگ محبت سے ٹوٹا تخت پر سوار ہو کر چلی قریب بارگاہ
بادشاہ آئی آواز سنی کہ فیروزہ بن عمرو یہ اشعار گارہا ہو نظم

سبزہ پر اُس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا
چشم موئے سے جو دیکھے گا اُسے غش آئیگا
میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئیگا
شہمت کو تنگ کر دیگا جو دل گہرا آئیگا
گورین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا

رشتک کے مارے زمر دغاگ میں مل جائیگا
حسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہیں
ایک عالم سے رسا سنتا ہوں میں مجنون
چار دیوار عناصر کی ہو وسعت کس قدر
بعد مردن بھی رہیگا زلف مشکین کا خیال

اپنی زلفوں کے اُبھنے سے خفا وہ شوخ ہو
یہ صدا آتی ہو مجھ دیوانے کی زنجیر سے
آستانِ یار سے اُٹھنے کا قصد آتش نہ کر
جس نے سیدھی بات کی اُلٹا اُسے اُلٹا کیا
امن چاہیے تہہ و بارہ سنجو دی، ہن، یا لنگا
چھوڑ کر اس در کو سردِ یوار سے سرِ ملکر لنگا

یہ اشعار سن کر بہارِ اندر آئی بادشاہِ حجاز نے جو بہار تو آتے ہوئے دیکھا ہے اختیار ہو کر
کھڑے ہو گئے فرمایا کہ اے ملکہِ عالم آؤ بقولِ شاعرِ فردِ رواقِ منظرِ چشمِ آشیانہ
تست، کرمِ نوا و فردا کہ خانہ خانہ تست بہار را کہ بھی بادشاہ سے باتیں ہوئے لگین
بہار نے کہا کہ اے شہرِ یار ظمانہ آپ کی فکر میں یہو ایسا نہ ہو کہ کسی دن گرفتار کر لیجائے
افضلے کا گلغزار جا دو ایک شاہزادہ ہو کہ نہ رت نہ دیر سے بہار پر عاشق ہو تخت
اُڑاے ہوے جاتا تھا نگاہ جو پڑی دیکھا کہ بہار پہلو میں بادشاہ کے بیٹھی ہو تخت اُتار کے
لایا کہا کہ کیوں اے بہار یہاں کہاں آئیں اُٹھو میرے ساتھ چلو بہار نے کہا کہ اے گلغزار تو
کہاں سے گھبرا ہوا آتا ہو گلغزار نے کہا کہ تمہیں کو دیکھنے آیا تھا مگر تلو میاں بادشاہ کے پہلو میں
بیٹھے پایا خیر اب اسی میں بہتری ہو کہ میرے ساتھ چلو بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کہ کہا کہ انھیں
تو کون ہو بادشاہ نے فرمایا کہ او بے حیا تو ہمارے گھر پر آیا ہو بس اب چلا جا اسی میں بہتر ہو
ایسا نہ ہو کہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گلغزار نے ہاتھ تلو ار کا مارا بادشاہ نے تلو ار کو تلو
پر رُکوا لٹھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا ہر چند کہ گلغزار نے سحر بھی کیا تلو ار میں برسینِ خنجر گرے
پیکانِ تیر چلے مگر بادشاہ پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی جب گلغزار مارا گیا بادشاہ نے فیروزہ
سے کہا کہ لاشہ اسکا پھینک دو کہ قدرِ سجیا کو سمجھایا مگر اسنے کہنا نہ مانا آخر مارا گیا فیروزہ نے
چاہا کہ لاشہ اسکا اٹھاؤں کہ رونے کی آواز آئی گلچہرہ اسکی بہن آسمان سے اُتری بھائی کا لاشہ
دیکھ کر بہت روتی پکار کر آواز دی کہ کیوں اونا زمین تو کون ہو کہ میرے بھائی کو قتل کر لیا
اور بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ کیوں اوجوان میرے بھائی کو کہنے قتل کیا بادشاہ نے
فرمایا کہ یہ ایسا گستاخ تھا کہ ہمارے سامنے آکر کلامِ سخت کیا ایسے شخص کا بھی جواب تھا
ساحرہ جھلا کر بڑھی کہ بادشاہِ حجاز کو پہنچے میں دبا کر اٹھاؤں پہاڑ نے لٹکاں کہ او بلو نہ بخود ار
قرب بادشاہ کے نہ آنا دور رہ یہ کہہ کر گورے گورے ہاتھ چھلانے تلو ار میں برسے لگین گم

گلچہرہ بہار کا سحر دفع کر کے پیچھے ہٹی بال گھول دیے سر ہالنے لگی صاف معلوم ہوتا تھا کہ گنوار وین
 جس طرح پیر آتے ہیں اُس طرح کھیلنے لگی مگر دور کھڑی ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای بہار! اسکو قریب
 آنے دو ایک ہاتھ اسپر بھی چھوڑ دون بھائی سے اپنے مل جاوے بہار نے کہا کہ حضور یہ بے ادب ہے
 قریب نہ رہا آنا اسکا بہتر نہیں دیکھیے میں سمجھ لے دیتی ہوں یہ کہ کر چھو لو نکلے گئے سے جو پہنچے تھی
 چند پھول توڑے اور پھینک مارے اُن پھولوں کے پھینکنے ہی اسقدر پھول برسے کہ گلچہرہ
 اُس میں مخفی ہو گئی بہار نے پکار کر آواز دی کہ اوستخ تو باغ بہار میں جا وہاں تیرا انجام ہو جائیگا
 یہ سنتے ہی گلچہرہ ہنسل کر بھاگی طرف بلغ بہار کے روانہ ہوئی سب نے دیکھا کہ گلچہرہ بدو
 روڑی ہوئی جاتی ہے اسقدر جوش و خروش ہے کہ کسی کے ٹھہرائے نہیں ٹھہرتی دو تین کوس رستہ
 ٹھوکر کے ایک بلغ ملا اُس میں داخل ہوئی ایک رنگی سانپ سے آیا اُس نے پکار کر کہا کہ صاحب
 ادھر آؤ گلچہرہ اُدھر متوجہ ہوئی تھی کہ دوسری طرف سے دوسرا رنگی پیدا ہوا پکارتا ہوا آیا
 کہ خبردار آگے نہ جانا اور رنگی سیر و میری معشوقہ کو بلاتا ہے دونوں رنگیوں میں تلوار چلنے لگی
 اول والا رنگی مارا گیا دوسرا رنگی اسکو مار کر قریب گلچہرہ کے آیا تلوار چمکا کر کہا کہ ارے تو میری
 زوجہ ہو کر یوں بازار میں پھرتی ہو گلچہرہ نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہے ہم لوگوں کا شوہر نہیں
 ہوتا حسن طلب کیا اُسکے پاس گئے اُس رنگی نے تلوار چمکا کر ہاتھ مارا گلچہرہ نے سرنگے کر دیا
 دھڑ سے سرگٹ کر کر گلچہرہ کو مار کر وہ رنگی تلوار پونچھتا ہوا گوشہ بلغ میں جا کر غائب ہوا یہاں
 فیروزہ نے گلغزار کا لاشہ ٹانگ پکڑ کر باہر پھینک دیا بہار نے عرض کی کہ وہ ساحرہ بھی
 قتل ہو گئی کیون شہر یار دیکھیے کیا کیا افتادیں پڑتی ہیں بس اب میں رخصت ہوتی ہوں
 بہار بادشاہ سے رخصت ہو کر جیسے ہی باہر نکلی جمشید ثانی کا غرہ ہوا کہ خبردار او گریو برید
 آگے نہ بڑھنا تو نے غضب کیا کہ بھائی بہن کو قتل کرایا اور بیٹی دیکھا کی تو نے منع نہ کیا اور
 بہن کو تو آپ قتل کیا نہیں معلوم تو کیا بھی ہو دیکھ اب تیرا کیا حال کرتا ہوں یہ کہ کے ارادہ کیا
 کہ سحر کروں بہار نے گلدستہ کھینچ مارا جمشید کے سینے پر پڑا سینے پر پڑتے ہی وہ گلدستہ پھٹا
 اسقدر پھول برسے کہ جمشید چھوٹنے لگا بہار نے گلے سے ہار اُٹا اُس میں سب قسم کے پھول
 گندھے ہوئے تھے چاہا کہ اسکو بھی پھینک ماروں جمشید خاموش کھڑا ہو گلدستے کے پھولوں کو

سو گئے۔ ہا ہو کہ ایک خائے گرد سر جمشید آ کر چرخ مارا جمشید ہوش میں آیا لالکارا کہ اوستوخ دیدہ
تو نے مابدولت پر سحر کیا ہو شرط کہ وہ تقدیر کروں کہ تو در بدر ماری ماری پھر بہا نے
و دہا رکھی پھینک مارا اور پھول برسے لگے اب جمشید دیکھ رہا ہو کچھ یونان کو لے کر سو گئے رہا ہو
کہ زمین شق ہوئی ایک جوان سیہ فام زمین سے پیدا ہوا جمشید کو اٹھا کر لیچلا یہ ہلڑ سن کر بادشاہ
بھی بارگاہ سے باہر نکل آئے جب وہ جوان سیہ روم جمشید کو لیچا تو بادشاہ نے تیر مارا پائون
جمشید کا زخمی ہوا مگر وہ جوان نہ رکھا جمشید کو لے گیا لاکر قصر ہفت رنگ میں اتارا اتار کر
غائب ہوا شاہزادیان دوڑ پڑیں عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ ہوا پاسے قدرت کسے زخمی
کیا جمشید نے کہا کہ میں تو طلسم کشا کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر افسوس یہ ہو کہ بہا نے میرا کچھ
خوف نہ کیا اب کی مرتبہ جو جادو نگاہ پہلے سے تدبیر کرونگا بہا کو پکڑ لاؤنگا سب شاہزادیوں نے
جمشید کا علاج کیا پائون میں جمشید کے ٹانگے لگے بڑی مرہم کی چڑھا لی گئی جمشید خاموش
بیٹھا ہو مگر غصہ میں جھلا جھلا کر رہا ہو کہ ایک ساحرہ کے مقدمے میں مابدولت زخمی ہو
افسوس ہو کہ بہا کا کچھ نہ کر سکے یہ ذکر تھا کہ ظلمانہ جادو آکر پہنچی ظلمانہ نے اگر جمشید
کا جو یہ حال دیکھا رونے لگی کہا یا خداوند یہی مجھ کو خوف ہو کہ وہ گیسو بریدہ بلاے روزگار
کہ قدرت کو زخمی کر یا اب آپ نہ ارادہ کریں میں سمجھ لوں گی بہا کو پکڑ لاؤں گی جمشید خاموش
ہو رہا ظلمانہ جمشید کو بخوبی سمجھا کر اپنے لشکر میں آئی سرداروں نے بوچھا کہ ای ملک عالم
کیا ہوا ظلمانہ نے بیان کیا کہ قدرت کا پائون زخمی ہوا ہر بادشاہ پر کسی کا سحر تاثیر نہیں کرتا
لوح محفوظ اُن کے گلے میں ہو جب لوح طلسمی لیگی تب مرحلہ جات پر جا دیں گے جب تک کہ
لوح نہیں ملتی ہو تب تک اُن کو مشکل ہو اب وہ تدبیر ہو کہ لوح کی حفاظت کیجائے اور کوئی
ایسا ہو کہ بادشاہ کو پکڑ لائے ایک سردار اسکا بہمن سیہ روا اپنے مقام سے یہ کہہ کر اٹھا کہ
اگر غلام کو حکم ہو تو مع بہا بادشاہ کو پکڑ لاؤں ظلمانہ نے کہا کہ ای بہمن تم نے بہت بڑا
دعویٰ کیا بادشاہ کا لانا بہت دشوار ہوا سنے کہا حضور حکم تو دین پھر میری کارگزاری دیکھیں
کہ دونوں کو کیونکر لاتا ہوں ظلمانہ نے حکم دیا کہ ای بہمن خوشی تمھاری مگر پہلے بہا کو لاؤ
غفلت میں جا کر سحر کرو مگر اُسکے سحر سے اپنے کو بچانا مجھ کو خوف ہو کہ ایسا نہ ہو بادشاہ اُس

مقام ہر آجائیں تو پھر کچھ بن نہ پڑیگا ہمیں سیر و طرف باغ بہار کے چلا قریب باغ جو پہونچا
دروازہ بلن کا بند پایا پشت بلن پر آیا دیوار پر چڑھا دور سے دیکھا کہ ملکہ بہار باغ میں ٹہل
رہی ہیں ہمیں نے پہلو پر سے آکر گولہ مارا گولہ جو پھٹا اس قدر دھواں نکلا کہ ملکہ دشوئیں میں
چھپ گئیں مگر ہاتھ ہلایا کچھ پانی برساکہ وہ دھواں بر طرف ہوا اور چند قطرات آب جو ہمیں
پر گرے ہمیں حیران ہو گیا ہوش و حواس پر اگندہ ہوئے چہرہ سیاہ حال تباہ ہوا ہاتھ
باندھنے لگا کتنا تھا جو فرمایے وہ بجلاؤں بہار نے کہا کہ ای ہمیں تم ایسے مقام پر جا کر
رہے ہو کہ وہاں کوئی جانہیں سکتا قصرِ مہفت رنگ میں جاؤ جمشید ثانی کا سر لاؤ
اسی میں تمہارا عشق پورا ہوگا میں تمہاری بدل و جان اطاعت کرونگی میرے ہاتھ سے کوئی زندہ
نہ بچے گا پھر بہار نے کہا اچھا جاؤ جو دلعین ہو وہ ہی کرنا ہمیں مجبور مٹا ہوا چلا بیرون بارگاہ آکر
گینٹے پر سواری ہوا طرف قصرِ مہفت رنگ کے چلا یہاں وہ وقت ہو کہ جمشید ثانی تخت پر
بیٹھا ہو اور کہہ رہا ہو کہ آج کئی دن گزرے کہ ہمیں ظلمانہ سے وعدہ کر کے گیا ہو لیٹ کر نہیں آیا
ظلمانہ بھی برائے صلاح آئی ہو بیٹھی ہوئی ہو جمشید سے صلاح کر رہی ہو کہتی ہو کہ یا خداوند
کیا تدبیر کروں کہ بہار میرے قبضے میں آئے راتوں کو روتی ہوں کہ جسکو چھ مینے کے بن سے
پرورش کیا ہو وہ اس طرح سے باغی ہو جائے کہ اُسکو میری صورت سے نفرت ہو گئی جس مسلمان
کیا سحر ہو کہ سب عیرون پر غالب آتا ہو کئی شاہزادیاں خدمت میں حاضر ہیں کبھی ہم لوگوں کا
نام نہیں یقین یہ ذکر تھا کہ لشکر میں ہنگامہ ہوا جمشید نے پوچھا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہو کہ ہر کار
نے آکر عرض کی کہ ہمیں سیر و دیوانہ دار و وحشی مثال آپ کے لشکر پر آکر گرا آگ برسا رہا ہو
کئی سی افسر قتل ہوئے چاہتا ہو کہ لڑ بھڑ کر بارگاہ میں آؤں ساحر اُسکو روک رہے ہیں جمشید
نے کہا کہ اے ظلمانہ دیکھو تو کہ ہمیں کس حال میں ہو ظلمانہ باہر گئی دیکھا لڑ رہا ہو خیمے گزرتا پھرتا ہو
ہاتھ میں چن پھول ہیں اُن کو سونگھے جاتا ہو ظلمانہ روتی ہوئی سامنے جمشید کے آئی کہا
یا خداوند یہ سحر میں بہار کے مبتلا ہو اگر حکم ہو تو گرفتار کر لاؤں یا قتل کروں جمشید نے کہا کہ لوگو
اختیار ہو یہ سنکر ظلمانہ نکلی مگر چلتے وقت جمشید نے یہ بھی کہہ دیا کہ اے ظلمانہ جان تک ہو سکے
اسے گرفتار کر لینا کیونکہ یہ اپنے ہوش میں نہیں ہو میں اسکو ہوش میں کر لوں گا ظلمانہ

بہت خوب کہ کربا ہر نکلی جیسے ہی ہمیں پر نگاہ بڑی ظلمانہ جاوے پکار کر آواز دی کہ اوسے رو
 تیرہ درون پہاڑ سے سر ٹکرا کر جان دے یہاں نہ آنا قدرت تجھ سے ناراض ہیں ہمیں نے کہا
 کہ اوس بیچیا میں تیری بات کو سمجھا اب ایک کوزندہ نہ چھوڑو نکا جمشید کا اور تیرا سر لیک جاؤ نکا
 ظلمانہ اور ہمیں سے بچنے لگا ہر چند ظلمانہ قصد کرتی رہی کہ میں اسکا سر کاٹ لوں مگر ہمیں سیر
 سحر دفع کر دیتا ہی اُنھیں پھولوں کو سونگھتا جاتا ہی ظلمانہ وہ وہ سحر کر رہی ہر کہ جسکا مثل نہیں مراد
 یہ ہو کہ پھول جو ہاتھ میں لیے ہو اُنکو پھینک دے تو میں اسکو مار لوں مگر ہمیں پھول نہیں پھینکنا
 دسیدم سونگھتا جاتا ہی جب پھول سونگھ کر بڑھتا ہی ظلمانہ کا سحر دفع کر دیتا ہی جب دو چار مرتبہ
 ایسا ہی اتفاق ہوا تو ظلمانہ نے آواز دی کہ اسی زراغ سیر و جلد اگر حاضر ہو پھول اس کے
 ہاتھ سے گرا دے کہ پہلوئے نخل سے ایک جوان سیر و قوی تن و قوی من یہ پکارتا ہوا پیدا ہوا
 کہ اوس ہمیں خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ قیامت برپا کر دو نکا مگر ہمیں کب سنتا ہی مبہوت ہو رہا ہو
 اُس جوان نے قریب آکر ہاتھ پر ایک تھیلی ماری کہ پھول ہاتھ سے گرے ہمیں نے چاہا کہ پھول
 پھراٹھاؤں مگر اُس جوان نے پاؤں سے پھول مل ڈالے اور غائب ہو گیا اُس وقت ہمیں
 بیقرار ہو گیا اُس جوان کو ڈھونڈنا پھرتا ہوا اور پکار رہا ہو کہ اوزراغ سیر و تو نے غضب کیا
 کہ میرا تحفہ مٹایا معشوق کی نشانی تھی ظلمانہ نے جو دیکھا کہ ہمیں کو اور زیادہ وحشت ہوئی
 ہاتھ ہلا دیا تلواریں ہمیں پر ہنسے لگیں دو چار تلواریں توڑیں ایک تلوار ایسے زور سے
 گری کہ ہمیں کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی ہمیں کے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز
 آئی کہ کشتی مرا نام من ہمیں جاوے جو بد جمشید نے جو یہ آواز سنی گھبرا کر باہر نکل آیا کہا اے ظلمانہ
 تم نے غضب کیا بے خطا کو مارا کچھ نیک و بد نہ سمجھا ظلمانہ نے عرض کی کہ یا خداوند بہت بہت
 تدبیریں کیں اور منتیں کرتی رہی کہ اے ہمیں سرکشی نہ کرو ورنہ میں قیامت برپا کر دوں گی مگر اُس نے
 نہ مانا آخر میرا سحر چل گیا گلوڑا قتل ہو اس سرکشی کا بھی انجام تھا کہ جو ہوا یا خداوند اب چل کر
 صلح کیجیے کہ لوح کسی طرح بچے اور بادشاہ وہاں تک نہ جاسکیں جمشید نے کہا کہ اے ظلمانہ
 میں سب تدبیریں کر چکا ہوں اور سب خبریں مجھ کو ملتی ہیں جمشید و ظلمانہ ہر اے صلاح ایک
 قصر میں داخل ہوئے کہ ذکر ان کا وقت پر ہو گا اور سعد بن قباد اپنی بارگاہ میں رہتے ہیں

بہار برابر آتی جاتی ہو لیکن کوئی خیال نہیں کرتا کہ لشکر کا کبارنگ ہر میثاق کوہ گردان کیسا
 سردار نامی ہر شاہزادیان اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین صلاحین ہو سہری ہین میثاق کہتا ہو کہ
 بادشاہ حجابہ کو تاہر ہیرہ بلاخیز لے چلو وہاں چل کر لوح کی فکر کرو سب نے قبول کیا قضا کا
 ایک طاٹر اڑتا ہوا آیا سب کے سروں پر چرخ مارا عنبر افشان نے سر اٹھا کر دیکھا کہ وہ طاٹر
 چرخ مار کر چلا گیا عنبر افشان نے کہا کہ امی ملکہ گلگونہ اگر تمھاری خوشی ہو تو تم بھی چلو ہم لشکر
 کی سیر کرنے جاتے ہیں گلگونہ نے کہا کہ میں خود تم سے کہنے کو تھی کہ صبح کا وقت ہو سیر سے فرت
 ہو گی ملکہ یا سمن نے کہا کہ میں بھی چلتی ہوں تینوں شاہزادیان اٹھیں بارگاہ سے باہر نکلیں کنیزوں
 سے کہا کہ ہم تو جاتے ہیں تم کو بلوالین گے تم بھی آنا اس بارگاہ میں رہنے سے کیا فائدہ کنیزوں کی
 مجال تھی کہ جواب دہن عرض کی کہ حضور کو اختیار ہو جہاں حضور بلا میں گی وہاں آدینکے
 تینوں شاہزادیان باتیں کرتی ہوئی چلیں کنیزیں بھاگی ہوئی بارگاہ میں آئیں میثاق سے عرض کی
 کہ تینوں شاہزادیان طرف قصر ہفت رنگ کے جاتی ہیں میثاق یہ کہہ کر اٹھا کہ میں ابھی جا
 پھیرے لاتا ہوں طاٹر کو دیکھ کر میرے ہوش اڑے مگر کچھ کہ نہ سکا دم بھر میں ان تینوں کا قلب
 اُلٹ گیا یہ کہہ کر میثاق بھی چلا لشکر مقابلے میں طلما نہ کا اُترا ہوا ہر طلما نہ بیرون بارگاہ کھڑے
 ہوئی کچھ اشارے کر رہی ہو کہ وہ طاٹر اڑتا ہوا آیا اُس طاٹر کو دیکھ کر طلما نہ نے کہا کہ ارے سکو
 لایا طاٹر نے سر ہلا دیا یہ اشارہ تھا کہ مطلب ہو گیا طلما نہ نے سرداروں سے کہا کہ جا کر کنار
 پر لشکر کے ٹھہرو جو کوئی آتا ہو اُسکا استقبال کرو بہ اعزاز لاؤ سردار جا کر کنارے پر لشکر کے
 کھڑے ہوئے دیکھا تینوں شاہزادیان باتیں کرتی ہوئی آتی ہیں ایک سے ایک کہتی ہوئی کہ بوا
 سمجھو تو طلما نہ ہم سب کی بزرگ ہو اُسکے پاس چلیں گے تو کیا حرج ہوگا اُسکی بات کا ماننا ہمارا
 واسطے بہتر ہو کہاں تاک خلاف اُسکے کریں کہ سرداروں نے بڑھ کر آواز دی کہ امی ملکہ عالم
 آئیے ملکہ طلما نہ آپ کو یاد کر رہی ہیں میثاق کوہ گردان سب کے پیچھے آواز دیتا ہوا آتا
 ہو کہ امی عنبر افشان ٹھہر جاؤ ہم آئیں تو چلو مگر سرداران طلما نہ نے بڑھ کر سب کو اپنے بیچ
 میں لیا میثاق نے جھلا کر کہا کہ کیوں امی عنبر افشان ہمارا کہنا نہ مانا ان سب کے ساتھ ہوئیں
 دیکھو ایسا نہ ہو کہ طہسم کشا کے خلاف ہو بڑی تلوار چلیگی مگر بادشاہ اسلام یعنی سعد شہر یار کو اگر

ہر کارون نے خبر دی کہ ملکہ عنبر افشان دگلگدہ نہ و ملکہ یاسمن و میثاق قریب بارگاہ ظلمانہ پہونچ چکے ہیں اور وہ بھی طاؤران سب کے سر پر سیاہ نلگن ہو گویا سبکیے جہاں ہر اور سرداران ظلمانہ ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں ظلمانہ بھی بارگاہ سے نکلی حیران کو اشارہ دین سے بلا رہی ہر بادشاہ اپنے سامنے اٹھنے فرمایا ہم تو سمجھ گئے تھے کہ یہ سحر ظلمانہ کا ہر چارون کو مبہوت کیا طاؤران لگا کر لنگیا یہ فرماتے ہوئے چلے سامنے پہونچے اور قریب بارگاہ ظلمانہ چارون پہونچ چکے ہیں کہ ایر گناہ سامنے سے اٹھا ملکہ بہار جادو تخت پر سوار طاہر ہوئی پکار کر آواز دی کہ او طاؤران کے سر پر سے ہٹ جایا تیری شامت آئی ہو عنبر افشان نے پلٹ کر آواز دی کہ ای ملکہ بہار تم اس مقدمے میں دخل نہ دو کنارے رہو مگر بہار نے ہاتھ ہلادیا ایک برق چمک کر گری کہ طاؤران کے دو ٹکڑے ہوئے خون اسکا ان سب پر گرا جس پر قطرہ ٹپکا اسکو ہوش آگیا سامنے سے ظلمانہ کے پلٹیں کما اسی میثاق ہم کہاں جاتے ہیں ہم کو پلاٹا لیچلو میثاق نے کہا کہ آپ بہر آئیے وہاں جانا بہتر نہیں ہو دیکھو طلسم کشا بھی آتے ہیں سحر ہم پر سے اتر گیا ملکہ بہار نے وقت پر اگر مدد کی ہم سبھوں کی آبرو بچالی نہیں معلوم ظلمانہ کس بدعت سے قید کرتی کیا ظلم کرتی ظلمانہ نے جو دیکھا کہ یہ لوگ آکر لپٹ چلے پکار کر آواز دی کہ ای بہار میں تیرا بڑا پاس کرتی ہوں ایسا نہ ہو کہ میرا سحر چل جائے بہار نے نگاہ سے نگاہ ملا کر آواز دی کہ نانی اما اب ہمارے تمھارے بھی سحر ہو گیا تم تجھکو قتل کرو یا میں تم کو قتل کروں تب یہ جھگڑائے گا مجھے یہ امر نہ دیکھا جائیگا کہ تم لشکر طلسم کشا کو برباد کرو اور حبشید کا لشکر آباد کرو ظلمانہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکائے اور بحسرت جواب دیا کہ کیوں بہار مجھے تم کو اسی لیے پرورش کیا تھا کہ دشمنوں سے میل کرو اور ہمارے سحر کا دفعیہ ہو میں کیا جانتی تھی ورنہ اس قدر نہ بتاتی بہار نے ہنس کر کہا کہ بڑی بی جاؤ بیٹھو قدر درویش بجان درویش اپنا غصہ اپنے ہی اوپر اتارو یہاں یہ چارون پلٹ کر چلے طلسم کشا کو جو آتے ہوئے دیکھا سب نے جھک کر سلام کیا میثاق نے بڑھ کر عرض کی کہ آپ نے کیوں تکلیف فرمائی بہار نے عین وقت پر اگر مدد کی آج ظلمانہ سے بڑی گفتگو ہوئی ملکہ بہار نے آج صاف صاف کہہ دیا کہ بدوان تمھارے مرے یہ جھگڑا پاک نہ ہو گا تب ظلمانہ جھلا کر لیٹی بادشاہ حجابہ نے سب پر اگر

لوح محفوظ کا عکس ڈالا سب ہوشیار ہوئے رکاب بادشاہ عجباہر ہاتھ رکھ کر پلٹ کر لشکر میں آئے بادشاہ سب کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ میں آئے اور سب سے پوچھا کہ تمہارے قلب کا کیا حال تھا سب نے کہا کہ یہی دل چاہتا تھا کہ جا کر ظلمانہ کے قدموں پر گرین جو وہ کہے وہ ہی کریں جس وقت طائر مارا گیا اُس وقت ہمارے ہوش درست ہوئے بادشاہ نے کہا کہ آج اگر تم لوگ نہ پلٹ آتے تو وہ تلوار طیتی کہ ظلمانہ کو بھی معلوم ہوتا کہ جنگ اسکا نام ہو میں جو پہونچا تو تم لوگ پلٹے ہوئے آتے تھے اور میں نے جلتے ہوئے ابر بہار کو دیکھا اُننے پلٹ کر اشارہ کیا کہ اپنے سرداروں کو لیجا ئیے آج ظلمانہ بہت بگڑی سامنے بہار کے روتی تھی میثاق نے عرض کی کہ جی ہاں بہت رنجیدہ ہوئی گئی تھی کہ ابر بہار ہم نے تم کو اسی دن کے لیے سپردش کیا تھا یہاں تو یہ ذکر ہو ہاں ظلمانہ جو پلٹ کر بارگاہ میں آئی سب سرداروں کو جمع کیا کہا صا جو تم نے دیکھا کہ آج بہار نے وقت پر آکر سرداروں کو روک لیا طائر قتل ہوا میں کیا سحر سے عاجز تھی اگر سحر کرتی تو بی بہار بھی عاجز ہوتا لیکن تم سب آمادہ رہو آج رات کو وہ سحر کروں کہ ملازمان بادشاہ اسلام سب اُن کے دشمن ہو جائیں آخر کس سے لڑیں گے سب سردار مل کر اُن کو مار لیں گے ایک جوان ایسا مقرر کروں کہ وہ طلسم کشا پر غالب آئے گرفتار کر کے لیجاے اور لیجا کر باغ سنسان میں قید کرے میں کہلا بھیجوں گی کہ سر بادشاہ لیکر آؤ کوئی گاہ بھی نہ ہو گا کہ کہاں مارے گئے کون بد کو اُن کی جائیگا باغ سنسان وہ مقام ہو کہ جہاں کوئی پہونچ نہ سکے بڑے بڑے ساحر دن کو میں نے اُس میں بسایا اور پھر مار لیا کسی کو خبر بھی نہ ہوئی اس سحر کا توڑ بی بہار کو نہیں بتایا دیکھو کیا کرتی ہیں یہ کہہ کر ایک خیمہ ہو مخا نے کا قرار دیا اور سب افسر بیرون بارگاہ آئے سب کو ظلمانہ نے حکم دیا کہ تیار رہو اگر لڑائی پڑے تو سحر کرنا کسی سے منہ نہ پھیرنا سب نے کہا کہ حضور ہم آپ کے تابعدار ہیں جو حکم دیجیے گا اُسے آٹھونے بجا لائیں گے لڑائی سے منہ نہ پھیرینگے سب افسروں نے چُپکے چُپکے جا کر لشکر تیار کیا اور ظلمانہ ہوتا میں بیٹھی سحر کر رہی ہوا ایک پتلہ ماش کے آٹے کا بنایا قطرے خون کے اپنے جسم سے لیکر اُسکے منہ میں ڈالے وہ زنگی بنکر اٹھا ظلمانہ نے کہا کہ امیزنگی قومی ترکیب تھیں اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا ذرا سمجھ کر لڑنا یہ کہہ کر حکم دیا کہ پھل جنگی بجے زنگی اُس خیمے سے نکلا طرف صحرانے روانہ ہو گیا یہاں

بادشاہ حجاز کو خبر پہنچی انھوں نے بھی طبل جنگی بجاو بادون لشکروں میں تیار رہے ہونے لگے۔ چار پہر رات اسی ہنگامے میں گزری جس وقت خبر ہوئی کہ فراش ہاستاب نے فرشتہ چاندنی لپیٹا اور خورشید خاوری بیرون تمام چرخ زہر جدی پر آیا بادون لشکر میدان میں پہنچے۔ نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکاکہ کرٹٹے ظلمانہ نے طرف صحرا کے کچھ ماش کے دانے پھینکے اور پھار کر آزدی کہ اے قاتل طلمس کشا جلد آؤ وقت میدان انداری ہو کہ صحرا سے گرد آری ایک زنگی کرگدن مست پر سوار تیغہ برہنہ ہاتھ میں لیے گینڈے کو اڑاتا ہوا سامنے ظلمانہ کے آیا ظلمانہ نے کہا کہ میدان کارزار میں جا اور طلمس کشا کو لٹکارے وہ زنگی جوشان و خروشان میدان میں آیا پھار کر آزدی کہ طلمس کشا کہاں ہیں میرے مقابلے میں آؤ میں تو حال معلوم ہو۔ میثاق نے قصد کیا تھا کہ میں مقابلے میں جاؤں مگر بادشاہ نے منع کیا فرمایا کہ اے میثاق میں تم کو کیونکر رخصت دوں وہ میرا نام لیکر پھارتا ہو دشمن ذکر کریں گے کہ ساحر کو مقابلے میں بھیجا میثاق نے ہر چند کہا کہ حضور یہ سحر کا بنا ہوا ہو مگر بادشاہ نے نہ مانا مقابلے میں اُس زنگی کے پہنچے اُس زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ زنگی لپٹ پڑا بادشاہ گھوڑے سے کودے کشتی ہوئے لگی ہر چند بادشاہ چاہتے ہیں کہ اسکو زیر کروں مگر ممکن نہیں ہوتا جب لوح محفوظ بل جاتی ہو تو جسم میں طاقت آتی ہو تمام دن اسی کشاکش میں گذرا ظلمانہ نے افسروں سے کہا کہ ہاے میں کیا کروں اگر طلمس کشا کے گلے میں لوح محفوظ نہ ہوتی تو اب تک یہ ایسے ایسے چار کو گرفتار کر کے لیجاتا مگر لوح محفوظ بچا رہی ہو اب وہ تدبیر کروں کہ لوح محفوظ سے کچھ مطلب نہ نکلے اور زنگی غالب آجائے ایک چوکی لاؤ اسپہا رہچھول رکھو تو میں سحر تیار کروں ملازموں نے چوکی لا کر رکھی اسپہا پھول وغیرہ رکھے ظلمانہ اچک کر بیٹھی مگر بادشاہ عاجز ہو رہے ہیں خوف ہو کہ ایسا نہ ہو یہ مجھے غالب آجائے بمقرر ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے خالق بے نیاز دے کریم کار ساز اس مشکل کو آسان کر لے

در دورنگی رنگ آن یک رنگ پہلن یا فتم
جنس مطلوبہ درین بازار ارزان یا فتم
مادرین ظلمت نشان آب حیوان یا فتم

ابر گریان یا فتم و برق خندان یا فتم
نقد جان از دست خود دایم جان یا فتم
در دل تاریک مدفون گنج عرفان یا فتم

<p>ظہرہ از فیضان جودش ابر فیضان یافتیم گنج گوہر در فیوض چشم گریان یافتیم مسکن محبوب نزدیک از رگ جان یافتیم علم و فضل و مال و جاہ و دین و ایمان یافتیم یا فقیہ اندر عبادت متعل و حش و طہور اشکر حق ہندی کہ در حمد خداوند کریم</p>	<p>ذرہ ز انوار رخس ہر درخشان یافتیم سینہ را روشن ز نور آہ سوزان یافتیم در میان جسم و جان انوار جان یافتیم انج حق بخشید در دنیا فسادان یافتیم خیم مجرب عبادت جن و انسان یافتیم در زبان پارسی این عمدہ دیوان یافتیم</p>
--	---

بادشاہ بمقام ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں اب وہ وقت ہو کہ ظلمانہ دوسرا سحر کیا جا رہی ہو کہ
ابر گلزار آسمان پر نمایاں ہوا چھو لون کی خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر و مغیر ہو گیا ابر آ کے پھٹا
اظلمانہ نے دیکھا کہ بہار بادو ایک طاؤس پر سوار تاج سر پر رکھے ہوئے حُسن کی چھوٹا پڑی
ہر جس طرف سے نکلتی ہو اُس طرف روشنی ہو جاتی ہو چہرے پر گمان ہو کہ آفتاب یا ماہتاب ہو
یا ستارہ سحری چمک رہا ہو آئے ہی آواز دی کہ ای شہر یار نہ گھبرائیے ایسے شعیبے بہت سے
ہو سکھ ہیں بہار سے ساتھ کیا کر سکتے ہیں یہ کہ کہ بہار نے طاؤس بڑھایا چند پھول سر پر زنگی
کے پھینکا جیسے ہی پھول سر پر زنگی کے پڑے زنگی کمزور ہونے لگا بادشاہ حجابہ نے جو زنگی
تو اپنے سے تر پایا ہے اسے تھام کر لے دوڑے چند قدم پر آکر کہہ مارا مگر بہار سحر کر رہی ہو
پھول پھینکے جاتی ہو گویا رنگ سحر دکھاتی ہو بادشاہ نے جو کہہ مارا دونوں گھٹنے زنگی کے
آشنا بہ زمین ہوئے بہار نے پکار کر آواز دی کہ ای شہر یار اب نہ پناہ دیجیے گا کہ میں ہاتھ
ڈال کر اٹھا لیجیے بادشاہ نے دست زبردست بڑھایا کمزور خیرین ہاتھ ڈال کر زور جو کیا
پہلے زور میں تا بہ زانو دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے اُس خود کو
بلند کیا ذرا فرق نہ ہوا چرخ دے کر زمین پر مارا عکس لوح محفوظ بھی پڑا دیکھا تو ماش
کے آئے کا پتہ نہ ہو ایک لات ماری کہ سر اُسکا پاش پاش ہو گیا بہار ہنسی اور پکار کر آواز دی
کہ ای شہر یار سجان اللہ ارے ظلمانہ کو خیر دو کہ اُس زنگی سیر کو طلسم کشا نے مار لیا اور کسی کو
بھیجے کہ وہ مقابلہ کرے ظلمانہ اپنے خیمے میں بیٹھی ہوئی تھی اُسکے کان میں جو یہ آواز پہنچی جھلا کر
تکلی آئی پکار کر آواز دی کہ اد شوخ دیدہ کہاں تک گستاخی کر لگی ایسا نہ ہو مجھ کو خیال جو تیرا ہو

وہ دل سے کل جاوے تو دم بھر میں پامال کر دوں گی بہار نے ہنس کر جواب دیا کہ نانی امان غصہ نہ کرو
اب شام ہوئی پلٹ جاؤ کل پھر میدان داری کرنا تمہارا سحر ایسا ہی کہ تاثیر نہ کرے کوئی بچ سکتا ہو
مگر میں تو جمشید پر نعت کر چکی وہ ہی کریم کار ساز ہر وقت مدد کرتا ہو یہ سن کر ظلمانہ جادو نے
طبل باز گشت بجا یا افسروں کو ساتھ لیکر پلٹی مگر کہتی ہوئی کہ صاجو بڑی شوخ دیدہ سے
سامنا ہو اس پر غالب ہونا دشوار ہو دیکھیے اس سے کیسی جنگ پڑے کل سحر میرے اسکو یاد
چین سب کا توڑ بھی یاد ہو وقت فریاد ہو اور بہار اب راہ پر آور نہ تیرا شباب خاک ہی میں
ملا دوں گی سر میدان قتل کروں گی میرا سات سو برس کا سن ہو ہزاروں معرکے دیکھے خیال تو کرے کہ
دامنہ جادو زرب جہنگار میں قتل ہوئی میں اپنی جان بچا کر نکل آئی مسمم مارا گیا دریاے قلم زم
مین اس پر آفت آئی یہاں بھی ہزار طرح کی آفت آئیگی میں اپنی جان بچا کر نکل جاؤں گی کوئی مجھ کو نہ
پائے گا ای بہار اپنی بہار نہ مٹاؤ اپنے ہوش درست کرو ایسا نہ ہو کہ میں تمکو قتل کر ڈالوں
یہ کہہ کر بال سر کے کھول دیے اور ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ اب رگلتا رگلتا رے ٹکڑے ہو گیا
اور بہار کے طاؤس کے بھی دو ٹکڑے ہوئے بہار زمین پر بیہوش ہو کے گری ظلمانہ نیچے پھینکا
بڑھی کہ بہار کو قتل کروں بادشاہ مرکب چمکا کر بڑھے اور لغز شیرانہ کیا میثاق وغیرہ نے
اگ برسادی مگر غبر افشان نے جھپٹ کر بہار کو ہوشیار کر دیا بہار جو اٹھی تو غصے میں کٹ
منہ سے جاری چہرہ سُرخ ہو رہا ہوا اٹھتے ہی سحر کیا کہ بھول برسنگے ایک آندھی اٹھی کہ تمام
صحرائے ایک ہو گیا ظلمانہ نے دیکھا کہ میں ایک بلغ میں کھڑی ہوں ایک نازنین حسین و جمیل
ایک گلہ ستہ لیے قریب کھڑی ہو ظلمانہ کو سٹکھا رہی ہو ظلمانہ گھبرا گھبرا کر منہ پھیرتی ہو گردہ نازنین
ہر طرف پھر رہی ہو اور گلہ ستہ تنھوں سے لگائے دیتی ہو کہ سامنے سے ملکہ بہار آئی اور پکار کے
آواز دی کہ کیوں نانی امان اب آپ کا کیا حال کروں آپ نے دیکھا کہ کیسا بلغ تیار ہو گیا
اب آپ کو طرف باغ ویران کے روانہ کروں او گلہ رنگ یہاں ان کو کہاں دوڑاتی پھرتی ہو
یہ تو بلغ چمبہ رضا ہو اگر یہاں رہی تو آرام پائیگی بلغ ویران میں اسکو جلد لیجا اُس نازنین
نے ہاتھ ظلمانہ کا ختم لیا اور کشان کشان لیجلی اُس وقت ظلمانہ کی ناچاری بال سر کے
کھلے ہجے نیلی چدریا سر سے ڈھلکی ہوئی لٹھکا لٹھون سے اونچا پہنے ہوئے پکار رہی ہو

کہ یا خداوند جمشید ثانی میری مدد کو آئیے جیسے ہی طلمانہ نے یہ کہہ کر پکارا جمشید ثانی گوشہ بلغ سے پیدا ہوا بہار جمشید کو دیکھ کر بھاگی جمشید نے اُس نازنین کو آواز دی کہ اوگیسو بریدہ و شوخ دیدہ طلمانہ کا ہاتھ چھوڑ دے اپنی جان کو غنیمت جان دیکھ اس باغ کو اکھی مٹاتا ہوں یہ کہہ کر دیوار پر ایک لات ماری دیوار بلغ گری دیوار گر کر طلمانہ کو نکال دیا کہا اپنے لشکر میں جاؤ اور طلمانہ سمجھ کر سحر کیا کہ تم نے بہار کو سب کچھ بتا دیا کچھ اپنے لیے نہ رکھا اگر میں آؤ تو تم گرفتار ہو جاتین یہ کہہ کر ہاتھ ہلایا آگ برسنے لگی تمام چمنستان کو جلادیا مگر طلمانہ جو باغ سے نکلی سیدھی اپنے لشکر کی طرف بھاگی بارگاہ میں جا کر چھپی پھر جمشید نے چند ساعت میں باغ کو جلادیا دیوار میں گرا دیں اور پکار کر آواز دی کہ اے بہار اس وقت تو تم بھاگ گئیں ابکی جو سامنا بیڑیگا تو ہرگز زندہ نہ چھوڑو نگاتھارے قتل سے ٹھنڈ نہ موڑو نگا آواز آئی کہ ابھڑو دروغ گو کس بات پر گھٹن کرنا ہر مین تجھے بھی باہر نہیں جب سحر چلیگا تو حال گھلیگا جمشید ثانی چار جانب دیکھنے لگا کہ یہ کدھر سے آواز آئی دیکھا کہ اُن گری ہوئی انیٹوں پر ایک زاغ سیاہ بیٹھا ہوا سخمندائے مذکور کہ رہا ہر جمشید نے ہاتھ ہلادیا کہ اُس زرغ کا سر اڑ گیا آواز آئی کہ او بے حیا میرے قتل سے تنگ کیا نفع ملا جمشید نے کچھ جواب نہ دیا لشکر بادشاہ کو دیکھتا ہوا طرف قصر مفت رنگ کے روانہ ہو گیا یہاں تمام شاہزادیاں اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہیں جب جمشید قصر میں داخل ہوا تو شاہزادیوں نے پوچھا کہ یا خداوند خیر تو ہر کس حال میں ہو جمشید نے جواب دیا کہ میں نے اس وقت جا کر تقدیر کر کے بلغ سحر بہار کو مٹایا اس وجہ سے بڑی تکلیف پہنچی تمام شاہزادیاں جمشید کی تسکین کرنے لگیں شراب وغیرہ پلائی جمشید مطمئن ہوا مگر طلمانہ گوشہ نشین چو لٹ کر اپنی بارگاہ میں آئی آتے ہی سرداروں سے کہا کہ صاجو یہ سحر تو میرا خالی گیا اب میں دوسرا سحر تیار کروں کسی طور سے سعد شہریار گرفتار ہوں سب نے عرض کی جو حکم دیجیے وہ بجالا دیں ایک پہلوان بیٹھا ہر کہ فولاد خار شکن اُس کا نام ہر طلمانہ نے کہا کہ اے فولادین تجھ پر سحر کرتی ہوں کل تو طلسم کشا سے مقابلہ کر لوں محفوظ کی تاثیر مٹاؤں کہ تنگ و ضرر نہ ہو اور سعد تجھ پر غالب نہ آوین تو بھی دل مضبوط رکھنا بس آٹھ پرکشتی رہیگی بعد آٹھ پہر کے اُن کا زور کم ہوگا تنہا زور زیادہ ہوگا تب سعد شہریار پر غالب آوے گا یوں کہ

رلا دے کہا کہ میں آپ کا حکم جان و دل سے مانوں گا بادشاہ کی تو کیا حقیقت ہو اگر آپ حکم دین تو
 صاحبقران سے لڑوں اور گرفتار کر لاؤں ظلمانہ نے اپنی گرتی اُتار کر فولاد کو پہنادی اور
 ٹیچ کر سحر کیا معلوم ہوتا تھا کہ زرہ پہنے ہوئے اسکے بعد ایک ہیکل سحر کی بنائی وہ بھی فولاد کو پہنادی
 ظلمانہ نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے یہاں بادشاہ بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ صدائے طبل جنگی
 ان میں آئی ہر کارون نے عرض کی کہ ظلمانہ نے پھر طبل جنگی بجوایا ہو کوئی پہلوان زبردست
 فولادخارہ شکن نامے ہو وہ کل حضور سے مقابلہ کریگا سعد شہر یار نے حکم دیا کہ ہمارے
 لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائیدر بانی طبل جنگی بجے دونوں لشکر دن میں نقارے گنگڑاٹے
 یاریاں ہونے لگیں چار پہر رات اسی ہنگامے میں گزری بوقت سحر دونوں لشکر میدان میں
 آئے صفیں جمیں نقیب نقابت کر کے بیٹھے کڑکیت کڑکا کہ چکے ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ اے
 فولادخارہ شکن اپنی فولادی طاہر کرو اب وہ وقت ہو کہ میدان میں جاؤ طلسم کشاکش کوٹو کو
 نہیں سے مقابلہ کرو فولادخارہ شکن نے گینڈا بڑھایا میدان کارزار میں آیا پکار کر آواز دیا
 کہ اے فرقہ خدایرستان و اے قوم زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے میں نکلے مگر سو
 بادشاہ اسلام کے کوئی میرے مقابلے میں نہ آئے یہ سنتے ہی بادشاہ اسلام نے مرکب بادرقتار
 کالاکھوڑا طرارے بھرتا ہوا میدان میں آیا فولاد نے جو بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا گینڈے کو
 بڑھا کر تنگ و رزن ہوا بعد تنگاور کے نیزہ مارا بادشاہ سے نیزہ بازی ہونے لگی دو گھڑی کامل
 فولاد سے نیزہ چلا بادشاہ نے ایک مقام پر نیزہ اُسکا گانٹھ کر تھپڑا جو مارا نیزہ ہاتھ سے فولاد
 کے نکل گیا فولاد نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو گردش دی باڑھ بجا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
 فولاد لپٹ پڑا دونوں جوان گینڈے اور گھوڑے سے کودے کشتی ہونے لگی مگر سب دیکھ رہے ہیں
 کہ بادشاہ ہر مقام پر زیادتی کرتے ہیں جب فولاد کو پکڑ لاتے ہیں ایسے دو چار گھسے مارتے ہیں
 کہ فولاد اپنی جان سے بیزار ہو جاتا ہر بمشکل نکلتا ہوا دن بھر اُلجھ اُلجھ کر لڑا جب دیکھا شام ہوتی کہ
 تو کہا اے شہر یار آپ مجھے خوب لڑے اب جا کر آرام فرمائیے کل پھر مقابلہ ہوگا بادشاہ نے فرمایا
 کہ یہ ہمارا دستور نہیں فولاد نے کہا کہ اے سعد شہر یار اگر ہم اور آپ رات کو جنگ کریں گے تو
 کون دیکھ گیا بادشاہ نے فرمایا روشنی کو حکم دو رات دن سے بہتر ہو جائیگا ہر چند فولاد نے کہا مگر بادشاہ

نے نہ مانا یہی فرما رہے ہیں کہ ای فولاد جنگ کا انتظام کر جب جنگ خاتمے پر ہر تہ میدان سے پلٹے جاتے ہو کسی فن میں تم مجھ پر غالب نہیں ہو یہ کہ کر ہاتھ پکڑ کے کھینچا فرمایا کہ ای فولاد مقابلہ کیے جا حال زیر و زبر کا معلوم ہو جائیگا بس اب طول کلام ہو چکا پھر فولاد اور بادشاہ سے کشتی ہوئی فولاد کیسے کیسے زور کر رہا ہے یہی چاہتا ہے کہ بادشاہ پر غالب ہوں مگر لوح محفوظ گلے میں بادشاہ کے بڑی ہرجب اسکا عکس پڑتا ہے چونکہ صیاجات ہر رات بھرا سی ہنگامے میں گذری مگر بادشاہ نے وہ گیسے مارے ایسا اٹھا اٹھا کے پٹکا کہ پڑیوں میں اسکی درد ہو رہا ہے چاہتا ہے جان بچا بھاگوں پھر کبھی ان کے مقابلے میں نہ آؤں بمشکل زور دکر رات کٹی اب صبح کو زور اس کا زیادہ ہونے لگا بادشاہ کے ہاتھ پائوں میں سنسناہٹ پیدا ہوئی فولاد بادشاہ کو پکڑ لایا چاہتا ہے گیسے دون مگر یہ بچیت ہیں اپنے کو بچا کر نکل آتے ہیں فولاد دنگ ہو جاتا ہے بادشاہ حجابہ بقرار ہو کر سرور دگار سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای خالق لیل و نہار اس بلاے ناگمانی سے بچاے اور مجھے اس پہلوان پر غالب کر میری آبرورکھ اور اس دشمن خدا کے ہاتھ سے نجات دے نظم

اکہی نرغریبان لطف فرما +	کرم بر بندگان کن بادشاہ +
اکہی چہرہ مقصود بنا +	بروے مادری از فیض کبشا
اکہی مرحمت کن بر گنہگار +	اکہی بر من عاصی بہ بخشا
اکہی دارم اندر ہر دو عالم	من بیکس بذات تو تو لا +
تو ستاری تو غفاری تو داور +	تو زراتی تو خلاقی تو مولا +

بادشاہ حجابہ نے بقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہوت مراد پر ہو چکا ملک بہار جادو باغ میں اپنے بیٹھی ہو صبح کا وقت ہو بلوغ کی رعنائی وزیبائی قطرات شبنم برگ ہارے درختان سے ٹپک رہے ہیں طائر نکل نکل کر آشیانوں سے شاخاں نخل پر بیٹھے مصروف زمزمہ سرائی ہیں کہ اسکا دل بیٹھے گھبرا گیا کیڑوں سے دیکھ کر آواز دی کہ خدا خیر کرے معلوم ہوتا ہے کہ ظلمانہ نے پھر کوئی مکر کیا ورنہ مجھے بچ و غم سے کیا کام کنیزوں نے عرض کی کہ واری خدا رنج و غم آپ کو نہ دکھائے اگر فرمائیے خبر لاؤں ملک نے اشارہ کیا کہ جھپٹ کر جاؤ اور جلد خبر لیکر آؤ ورنہ نہ کرنا وہ کنیز دوڑ کر چلی دو لون لشکروں کے درمیان میں آئی دیکھا کہ ایک ہنگامہ ہو رہا ہے کہ بادشاہ اسلام اور فولاد

سے مقابلہ ہوا یہ نوبت پہنچی ہو کہ فولاد خاں دشمن زیادتیان کرنے لگا ہر جب پکڑا تا ہو نکلنے نہیں
 دیتا بادشاہ چونکہ بحیثیت ہن ہزار شکل نکلتے ہن لشکر میں ظلمانہ کے ایک غریو بلند ہو ظلمانہ خیمے میں
 بیٹھی سحر کر رہی ہو کنیزین اسکو برابر خبریں دے رہی ہن کہ ای ملکہ عالم اب وہ جوان طلسم کشا پر
 غالب آیا گنڈیوں ایک مقام پر لڑ رہا ہو جب طلسم کشا کو پکڑا تا ہو تو طلسم کشا بمشکل نکلتے ہن جنہ
 چاہتے ہن کہ میں فولاد کو زیر کروں مگر ممکن نہیں دو چار پہرین یہ بات بھی موقوف ہو جاگی بلکہ
 یقین ہو کہ وہ زیر کرے یہ آوازیں سن کر وہ کنیز بیٹی باغ میں بہار کے پہنچی بہار نے پوچھا خیر تو
 ہو کنیز نے عرض کی کہ واری بڑی سختی ہو آٹھ پہرے ایک پہلوان لڑ رہا ہوا وہ زیادتیان
 کر رہا ہو روح پر ان کی صدمہ ہو ایسے بہادر کا ناچار ہو نامقام غیرت ہو بہار نے جو یہ سنا
 زانو پر ہاتھ مارا کہا صاحبو غضب ہو ابڑا سحر ظلمانہ نے تیار کیا فوراً اٹھی کہا طاؤس لاؤ ایک
 طاؤس آیا اسپر سوار ہو کر چلی اُس وقت پہنچی کہ دیکھا بادشاہ کے ساتھ فولاد زیادتیان
 کر رہا ہو اور ظلمانہ بارگاہ کے اندر بیٹھی دستکین دے رہی ہو یہی چاہتی ہو کہ فولاد بادشاہ
 کو زیر کر لے بہار نے آتے ہی کچھ پھول پھینکے وہ پھول جو فولاد پر گرے زرہ کی صورت تبدیل
 ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک کرتی پہنے ہوئے ہو بادشاہ تڑپ کر نیچے سے نکلے فولاد بدحواس ٹپکے
 بہار نے اور پھول پھینکے ایک ستانا ہوا بادشاہ بشوکت تمام لڑنے لگے فولاد کو ریل کر
 پندرہ قدم پر لائے وہاں پر لا کر کہہ مارا کہ دونوں گھٹنے فولاد کے آشنا بہ زمین ہوئے کمرین
 ہاتھ ڈال کر نعرہ کیا نعرہ بادشاہ حجابہ منم شاہ شاہان فریدون شہم بہار گلستان کاؤس جو
 منم شیر دل صفت شکن نوجوان نہال گلستان صاحبقران زور جو کیا فولاد کو اٹھا لیا چرخ
 دے کر زمین پر مارا کو دکر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ ادبے حیا شناخت میں پروردگار
 کی کیا کہتا ہو اُس نے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ جان میری نام پر جمشید ثانی کے تیار ہو بادشاہ
 نے سر فولاد کا کھینچ لیا لشکر میں ظلمانہ کے ایک غریو ہوا سب سردار لینا لینا کہہ کر بادشاہ پر آپڑے
 لڑنے لگے ادھر سے میثاق وغیرہ بھی پہنچے ان سب نے آگ بر سادی غریو جو ہو اظلمانہ جاو
 نکل آئی بہار کو دیکھا کہ آسمان پر سے سحر کر رہی ہو ٹپکا کر کہا کہ او گیسو بریدہ تو نے یہ سحر بھی
 سیراٹھا یا اب کہ کہ تیرا کیا حال کروں بہار نے جواب دیا کہ جو آپ سے ہو سکے وہ کیجیے

میں بھی اسی کی مشتاق ہوں کہ آپ سے فیصلہ ہو جائے روز کا جھگڑا اٹھے آپ بھیانک ٹھہو گئی
 ہر روز ایک نیا ڈھکوسلا نکالتی ہیں ظلمانہ نے گولہ مارا کہ طاؤس کا سراٹ کیا ہمارے غمخواری
 میثاق نے ہمارے گورو کا اور پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ ہوشیار ہو جیے دیکھیے حریت کا سحر حل ہوا
 بس پھر تو ہمارے سنبھلی تڑپ تڑپ کر گرنے لگی جس غول پر گری اُسکو تہ و بالا کر دیا بادشاہ عجبا
 شیرانہ ورتانہ لڑ رہے ہیں جس افسر کے سامنے پہنچے اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
 وار اُسکا روک کر ہاتھ مار دیا اُس افسر کے دو ٹکڑے ہوئے علمدار لشکر نے جو دور سے یہ
 معرکہ دیکھا ہاتھی بڑھا کر طرف بادشاہ کے چلا بادشاہ نے بڑھ کر علمدار کو مارا علم سرنگوں ہوا
 کفار پر علم ماتم گرا فوج ظلمانہ کو شکست ہونے لگی لاکھ لاکھ کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا آخر
 طبل باز گشت بجوا کر ظلمانہ بچے مگر ملول و حزن کستی ہوئی صاحبو تم نے دیکھا آج لڑائی کا کیا
 انجام ہوا اس شوخ دیدہ نے شکست دلوائی بڑا رونایہ ہے کہ قدرت بھی اُسپر جان دیتے ہیں یہی
 فکر ہو کہ وہ گرفتار ہو کر آئے تو اُسکو قبضے میں کر دے مگر اُس کجبت کی ضد میں بلا کی ہیں جو کہتی ہیں
 وہ بھی کرتی ہیں ہر چند کہ اُسکے عاشق بہت ہیں مگر قدرت کا عشق سب پر غالب ہے صاف صفا
 کستی تھی کہ میں نے جمشید ثانی پر لعنت کی اب میں اس مذہب میں نہ آؤنگی میں نے یہ افتاد
 کبھی نہیں دیکھی تھیں اگر ایک دو پہر اور نہ آتی تو فولاد بادشاہ کو زیر کر لیتا اسی سیرے
 سحر کی تاثیر ہوئی تھی کہ لوح محفوظ کچھ نہ کر سکی سحر ہمارے اُسکی تاثیر کو مٹایا صاحبو مجھ کو ہنسی آتی ہے
 کہ اس ظالم نے آتے ہی چند پھول پھینک دیے فوراً بادشاہ میں طاقت آگئی پھر فولاد کا زہر
 ہو جانا کتنی بڑی بات تھی لوح محفوظ بھی چکی آخر یہ انجام ہوا کہ علمدار تک مارا گیا میں نے
 جلدی کر کے طبل باز گشت بجوا دیا ورنہ آج یہی یقین تھا کہ کل لشکر فرار پر قرار لیتا یہ باتیں
 کر رہی تھی کہ آسمان پر لکھ ابر سفید نمایاں ہوا وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا تخت پر ایک
 شاہزادی نہایت حسین و جمیل لباس سفید پہنے ہوئے دریاے مردار میں اندر سرتاپا غرق
 ہو آتے ہی ظلمانہ کو سلام کیا ایک کاغذ ہاتھ میں دیا ظلمانہ نے دیکھا کہ وہ کاغذ فرستادہ جمشید
 ہے بڑھا تو اُس میں لکھا تھا کہ اے ظلمانہ آج کی بھی جنگ کا حال ہم پر ظاہر ہوا تم نے سحر کا مل کیا تھا
 لیکن معشوقہ قدرت نے بوجہ تاثیر تقدیر قدرت آکر سحر کو مٹا یا فولاد کو قتل کرایا تم طبلان

بھو اکر پٹن وہ لوگ بخیر و عافیت پٹ گئے اور بادشاہ بارگاہ میں بیٹھ ہی فیروزہ سے فرمایا کہ دریا
 تو کرو اب ظلمانہ نے کیا کیا دیکھیے اس بڑھیا سے کیونکر نجات ملے فیروزہ ایک غصیفہ کی صورت
 بنکر طرف بارگاہ ظلمانہ کے چلا اُس وقت آکر پہنچا کہ ظلمانہ دیکھا غصیفہ پر ہی اس مقام
 تک پہنچی ہو کہ کاغذ میں مرقوم ہو کہ ای ظلمانہ مروارید سفید پوشش کہ ساحرہ بے نظیر ہو
 وعدہ کرتی ہو کہ میں بہار کو پکڑ لاؤنگی اور ظلمانہ کے پاس قید کرونگی لہذا ملکہ مروارید آتی ہیں
 ظلمانہ یہ نامہ پڑھ کر طرف مروارید کے متوجہ ہوئی کہا کیوں بی بی اُس شوخ دیدہ کو کیونکر
 گرفتار کرونگی بہار وہ بلا سے روزگار ہو کہ تم کو دیوانہ کر دے گی مروارید نے جواب دیا کہ تبت
 پر میرے سحر کا حال کھلیگا میں بالا اعلان اُسکی بارگاہ میں جاؤنگی اور ٹوک کر گرفتار کرونگی
 ظلمانہ نے کہا کہ ای مروارید وہ تمہارے سحر کو نہ مانے گی مجھ کو ڈر یہ ہو کہ تم بھی میری دشمن نہ ہو جاؤ
 جو جو شاہزادیاں اس طلمس میں حسین و جمیل ہیں اُن کو قدرت کا حکم ہو جائے کہ وہ فرزدان
 حمزہ کو نہ دیکھیں جس نے اُن کا جمال دیکھا وہ یہ مبتلا ہوئی کہ اپنا گھر بار مٹایا اُن کا گھر آباد کیا
 اسکی ماں مری ہو تو یہ بد نصیب چھ جینے کی تھی میں نے بمشکل اسکو دودھ پلوا کر بالائے سحر سکھایا
 کوئی جملہ اٹھا نہیں رکھا یہ نہ جانتی تھی کہ میری ہی دشمن ہوگی اُسے تو وہ قیامت برپا کی کہ
 مجھے زندگی دشوار ہو گئی آج وہ سحر مٹایا ہو کہ کلچے پر سانپ لوٹ رہے ہیں اگر دو پہر اور
 وہ کھٹ نہ آتی تو فولا بادشاہ کو زیر کر لیتا لیکن ای مروارید اب تم اپنا انتظام کرو مروارید
 نے ایک ترنج ہاتھ میں لیا اور طاؤس سحر پر سوار ہوئی بہار جادو اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی
 ہو رہا ہو خادم و خدمتگار و کنیزین پشت پر کھڑی ہیں رومال ہلار ہی ہیں بہار کہہ رہی ہو
 کہ صاحبو میں نے توانی امان سے صاف صاف کہہ دیا کہ جو آپ سے ہو سکے وہ کیجیے میری
 بادشاہ پر جان جاتی ہو میرا دل نہ پھر گیا اور آٹھ پہر ہی خواہش ہو کہ بادشاہ ہر امر میں غائب
 رہیں اور ظلمانہ گرفتار ہو کر سزا پائے یا اگر اطاعت بادشاہ کرے تو فیما بین اُسی طرح انجی
 بزرگ تصور کرونگی خیر سمجھا جائیگا اب تو فساد پڑ گیا مگر مروارید سفید پوشش ترنج ہاتھ
 میں لیکر ظلمانہ سے رخصت ہوئی اُس وقت پہنچی کہ بہار مکہ رہی تھی سلسلے آکر مروارید
 نے نعرہ کیا کہ ای ملکہ بہار تمہاری بدعت کا شہرہ تاب خداوند پہنچا مجھ کو حکم ہو کہ تم کو

گرفتار کر کے لیجاؤں بہتر یہ ہو کہ اٹھو میں سامنے قدرت کے سچے چلون تم سجدہ کر کے فوراً چلی آنا
جو فرمائیں وہ بجالانا ایسا ہمارا سمجھو تو کہ سب بزرگ تمہارے جمشید ثانی کے پرستار اور زبردست
تھے اور ترقیان عہدوں کی پاتے تھے تم نے یکا یک یوں منہ پھیرا یہ تمہارے واسطے بہتر نہ ہوگا
ہمارے رنجیدہ بیٹھی تھی جواب دیا کہ اوہ یہودہ کیا بکتی ہو میں جمشید ثانی پر لعنت کر چکی یہ کیسا
خداوند ہو کہ اسکے کیے کچھ نہیں ہو سکتا جھگو دیوانہ کر دیا ہو تاجا جھپھر کوئی آفت نازل ہوتی
بادشاہ حجابہ اپنے دربار میں جھگو نہ آنے دیتے پھر یہ کیسا خداوند ہو کہ مسلمانوں سے درمند
ہو ای مروارید عقل کا سارا فتور ہو انسانیت سے بہت دور ہو کہ ایسے کو سجدہ کرے یہ سن کر
مروارید نے وہ ترنج جو ہاتھ میں تھا پھینکا اور پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ ہمارا مراد اس
سحر سے یہ ہو کہ خدمت خداوند میں چل کر حاضر ہوا اور جو سرکشی کی ہو اُسکا عذر کرو جیسے ہی
ترنج آکر پھٹا ہمارے گلدرست اٹھا کر پھینکا ترنج تو باطل ہوا اگر لاکر ان باغ نے اکر مروارید
کو گھیر لیا ہمارے اٹھ کر ایک دستک دی اور آواز دی کہ اے عندلیب خوشنوا اگر زمزمہ سرائی
تو کرو اس طرح اڑتی ہوئی آؤ کہ بی مروارید کے ہوش اڑا دو یہ جو پکار کر ہمارے کہا گوشہ
باغ سے ایک عندلیب خوشنوا چمکارتی ہوئی یہ اشعار پڑھتی ہوئی آئی نظم

بے وفائی کے چلن سیکھ لو اُستاد آیا +
منگلے بڑھ کے پکارے کہ وہ جلا دیا
میں لگی تیری تجھانے دلِ ناشاد آیا +
پھر کے ابتک نہ وہ آوارہ و برباد آیا
غلل ہوا صور سرافیل کا اُستاد آیا
میرے آڑے نجد عشق خدا داد آیا
شاکی عشق تھا جو صاحبِ فریاد آیا
بے ستون سے جو قدم لینے کو فریاد آیا

لو مبارک ہو کہ تم پر دلِ ناشاد آیا +
قتلِ عشاق کو جب وہ ستم ایجا د آیا
ایک آنسو نہ پکارا یہ شبِ فرقت میں
ہوش کو اُسکی خبر کے لیے بھیجا تھا کبھی +
نالہ اپنا سو محشر جو کہیں جا نکلا +
آفت روز قیامت سے بچا یا اُسے +
فاختہ باغ میں فی بزمِ بین دلِ سینے میں
کنے سرنگ دربار سے چھوڑا ہو جلال

اُس عندلیب نے سر پر مروارید کے چرخ مار کر یہ اشعار پڑھے کہ مروارید کا چہرہ یکایک
سرخ ہو گیا جھولی بائیں ہاتھ سے اُٹھا کر پھینکی اور پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم جو حکم ہو وہ بجالاؤ

ہمارے کہا کہ تمہارا یہی علاج ہو کہ جا کر ظلمانہ کا سر لاؤ یہ سن کر مروارید نے عرض کی کہ اے ملکہ عالم میں تو مدت سے خواہاں تھی کہ ظلمانہ سے مقابلہ پڑے اُس بڑھیا کو بڑا گھنڈہ ہو میں رخصت ہوتی ہوں ملکہ نے گلے سے اپنے ایک ہار اتار کر مروارید کے گلے میں پہنا دیا مروارید چھو متی ہوئی چلی باغ سے نکلی صحرا کو طح کرتی ہوئی جاتی ہو کوئی دو کوس راستہ طح کیا تھا کہ ایک بلندی سے دیکھا کہ ایک طرف لشکر بادشاہ حجابہ اور ایک جانب لشکر ظلمانہ اُترا ہوا ہو دونوں لشکر مثل دریائے قمار کے سج آ رہے ہیں قصائے کار خوشخوار بلند بالا کسی ضرورت میں لشکر بادشاہ سے نکلا ہو کنارے پر لشکر کے کھڑا ٹھل رہا ہو نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ ایک مہجبین بلندی پر کھڑی ہو لشکر ظلمانہ کو دیکھ دیکھ کر کلمات سخت کہہ رہی ہو خوشخوار حیران ہوا کہ یہ مہجبین کون ہو کہ جس پر یہ آفت پڑی کہ چہرہ سُرخ ہو رہا ہو گلے میں ہار پہنے ہوئے جو شان و خردشان قصہ کرتی ہو کہ لشکر ظلمانہ میں جاؤں اور جا کر آفت برپا کروں خوشخوار نے ہاتھ سے اشارہ کیا مروارید بلندی سے اُتر کر آگئی خوشخوار نے دیکھا کہ گلے میں ایک ہار پہنے ہوئے خوشخوار نے وہ ہار اتار لیا ہار اُترتے ہی ہوش مروارید کے درست ہوئے خوشخوار نے کہا کہ اے مہجبین کہاں چلی تھیں یہ ہار تھیں کسے پہنا دیا مروارید نے کہا کہ برائے گرفتاری بہار گئی تھی وہاں جا کر یہ ہار جیت حاصل ہوئی یہاں آ کے تم سے ملاقات ہوئی خوشخوار نے کہا کہ اب مجھے سرفراز کرو چل کر میری بارگاہ میں بیٹھو بہار تمہارے ساتھ بغاوت نہ کر گئی میں تمہارے اُن کے صفائی کر دوں گا ایک امر کا اور خیال رہے کہ اس طلمس کی عمر تمام ہو چکی ہو جو کوئی جمشید ثانی کا ساتھ دیکھا وہ مارا جائیگا آرام نہ پائیگا اور جس وقت ہمارے بادشاہ حجابہ طلمس کو فتح کریں گے تو ہم سب کو حمد و ہائے جلیل ملین گے اور ہمارا ملک ہم کو ملیگا اور علاوہ ملک کے اور بھی غنیمت آرزو کھلیں گے سو اس کے جمشید ثانی مثل ہمارے تمہارے با حریض خداوند کیسا چل کر پروردگار کو سجدہ کرو جس طرح ہم لوگ رہتے ہیں اُسی طرح تم بھی رہو اس فصاحت سے خوشخوار نے مروارید کو سمجھایا کہ مروارید کے ذہن میں آگیا خوشخوار کے ساتھ بارگاہ بادشاہ میں آئی بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ اے خوشخوار یہ کون ہیں خوشخوار نے عرض کی کہ یہ حکم جمشید بہار سے لڑنے گئی تھیں وہاں سے مہو ت ہو کر آئیں برائے قتل ظلمانہ جاتی تھیں غلام نے ان کو روک لیا اب یہ اطاعت منشا ہی کرتی ہیں چاہت ہیں

کہ ملخواران شاہی میں محسوب ہوں ہر چند کہ حضور جا . بین کہ غلام اس لائق ہو کہ ان کی خدمت بوجہ احسن کریگا مگر سرکار شاہی سے کچھ مقرر ہونا ضرور ہو بادشاہ نے کئی سو روپے ماہواری کی تنخواہ مروارید سفید پوش مقرر کی خوشخوار مروارید کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا مگر ہر کارے لشکر ظمانہ کے جو حاضر دربار تھے یہ خبر لیکر بھاگے سامنے ظمانہ کے آئے تمام کیفیت بیان کی کہ ای ملک عالم بی مروارید جو بڑا گھنڈ کر کے برائے گرفتاری ملکہ بہار گئی تھیں وہاں سے مہبوت ہو کر برائے بریادی لشکر حضور آئیں کہ خوشخوار سے نگاہ مل گئی خوشخوار نے سحر بہار اُتارا اور بنفصاحت سمجھا کر دربار شاہ میں لے گیا بادشاہ نے اُس کو اپنا ملازم قرار دیا اور اب وہ بارگاہ خوشخوار میں ہو جو خبر پائی تھی وہ غلاموں نے عرض کی اسٹھ پہر اسی واسطے حاضر رہتے ہیں مگر شہنشاہ اوج عیاری خواجہ عمر و بھی دربار میں حاضر ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ کیوں چھوٹے دادا جان ظمانہ کی کچھ فکر نہ کیجیے گا وہ روپیہ مفت میں آپ نے ہضم کیا اب مناسب یہ ہو کہ یا تو فکر کیجیے یا روپیہ واپس دیجیے عمر و نے رو کر کہا کہ ای شہنشاہ خدا آپ کو سلامت رکھے غریب کے پاس روپیہ کب رہتا ہے بقول شیخ سعدی فرد قرار در کھن آرزوگان نہ گیر مال نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غریب + بادشاہ ہنسنے لگے کہا چھوٹے دادا جان صاحب یہی تو مشکل ہو کہ آپ روپیہ لیکر باتیں بناتے ہیں اب یا روپیہ دیجیے یا کام میں بدلے کو شش فرمائیے عمر و نے کہا کہ اب تو میرے ہوش درست نہیں ہیں اس مینے ہا سودا د فرمائیے تو البتہ میں کچھ تدبیر کروں ورنہ اب رخصت ہوتا ہوں دادا جان تمہارے منتظر ہوں گے میری غیر حاضری لکھی جاتی ہوگی پوری تنخواہ بھی نہ رہیگی یہ کہہ کر اٹھے بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا کہا چھوٹے دادا جان میں آپ کو جانے نہ دوں گا عمر و نے کہا کہ میں آج ہی جاتا ہوں اگر بنتا ہو تو ظمانہ کو لاتا ہوں بادشاہ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ آپ کسی اور کو ظمانہ کی شکل بنا کر لے آویں تو کون پہچان سکیگا عمر و نے ہنس کر کہا کہ ایسا نہ تصور فرمائیے یہ باتیں اپنے حمزہ کے ساتھ کرتا ہوں بچوں کے ساتھ ایسی باتیں کرنا سراسر خلاف ہو یا ظمانہ کو لاؤنگایا اپنی جان دوں گا مگر سودا بکے فیضے کا حضور کے ذمے رہا بادشاہ نے سر جھکا لیا فرمایا چھوٹے دادا جان آپ میں یہ بڑا عیب ہو کہ کام میں فتور ڈالتے ہیں خواجہ عمر و نے کہا کہ اب سب حال حضور پر

کھل جائیگا خواجہ عمر و بادشاہ سے وعدہ کر کے باہر نکلے جو صورت منظور ہوئی اُس صورت پر
 طرف بارگاہ ظلمات کے چلے یہاں ظلمات نے جادو مسند پر بیٹھی ہو تمام سردار جمع ہیں مروارید کا
 ذکر پورہا ہو ظلمات نے کہتی ہو کہ بی مروارید کو ایسی سزا ملیگی کہ عمر بھر یا دکرین مین کیا انھیں
 چین سے بیٹھنے دوں گی وہ جو سوچی ہیں کہ مین قدرت سے جدا ہو گئی چین سے خدمت شاہ مین
 رہوں یہ غیر ممکن ہو مین اُن کی خود گرفتاری کو جاؤنگی یہ ذکر تھا کہ آسان پر تاشا ہوا سب نے
 دیکھا کہ جمشید ثانی تخت پر سوار آتا ہو ظلمات نے اٹھی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آئیے تخت
 جمشید کا اُتر آیا ظلمات نے چاہا کہ سجدہ کروں جمشید نے منع کیا کہا کہ اے ظلمات ہمیں سجدہ
 نہ کرو ہم نے اب اپنے بندوں کو منع کر دیا ہو کہ جب مسلمانوں سے سجدہ کرالین گے تب تم سے بھی
 سجدہ لین گے کیا ضرور ہو کہ جو اپنے مطیع و متقاد ہیں وہ تو سجدہ کریں اور مسلمانوں کی بغاوت
 مٹ نہ سکے اُنکی بغاوت مٹا کر سامان ہوگا اسوقت بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ ظلمات مقابلہ مسلمانان
 مین اُتری ہوئی ہو ایسا نہ ہو کہ اُسپر کوئی اُفتاد پڑے جل کر عمر ظلمات کی بڑھاؤں ظلمات نے یہ
 سن کر خوش ہو گئی کہ یا خداوند آپ کی پدورش اور آپ کی عنایت مجھ کو روز موت کا سامنا
 ہو جمشید ثانی نے کہا کہ مین آج تیری ایسی عمر بڑھاؤں کہ کوئی قتل نہ کر سکے مصاحبوں نے
 عرض کی کہ خداوند ہم سب کی عمریں بڑھا دیکھے کہ قتل مسلمانان سے بخوف رہیں مغلوبہ
 مین جھپٹ جھپٹ کر جائیں جب یقین ہو گا کہ ہمیں کوئی نہیں مار سکتا تو دل کھول کر لڑیں گے
 خوب معرکے پڑیں گے مسلمانوں کے دانت کھٹے کر دیں گے ظلمات نے حکم دیا کہ خداوند
 فرماتے ہیں شکستہ شراب کے لالہ مین سب کی عمریں بڑھاؤنگا لشکر ظلمات کا جانور تک نہ مرے
 پائے سب ساحر خوش ہو کر جمع ہوئے ہیں اور جمشید نقلی کا ارادہ ہو کہ مشکون مین شراب
 کو خراب کروں کہ آسمان پر نعرہ ہوا کہ باش او ساربان زادے ظلمات نے ہاتھ نہ ڈالنا
 عمر و نے جو نعرہ جمشید کی آواز سنی تخت سے اٹھ کر کلیم اوڑھ لی جمشید تخت کو اُڑائے ہوئے
 آیا کہ اے ظلمات یہ عمرو تھا کہاں غائب ہو گیا بلاے روز گاہ ہو مین قصر ہفت رنگ مین
 بیٹھا تھا مجھ کو طائر سحر نے خبر دی کہ آپ کی شکل پر ساربان زادہ قیامت برپا کیا چاہتا ہے
 بارگاہ ظلمات مین موجود ہو مجھ کو تاب نہ آئی ہر چند کہ ساحر دن نے عرض کی کہ ہم لوگ جادوین

اور جا کر پچالین میں نے جواب دیا کہ قدرت خود تکلیف کریں گے اگر ایک چند منٹ اور نہ آتا تو اُسے خاتمہ کر دیا تھا ای ظلمانہ بہت ہوشیار رہنا بہار تمہارے واسطے خزان کی طلبگاہ ہو جان تاک ہو سکے اُس سے مقابلہ نہ کرنا کتاب سوانحات میں مرقوم ہو کہ ظلمانہ کی خرابی ہمارے ہاتھ پر موقوف ہو ظلمانہ نے کہا کہ یا خداوند میں خود اُسکے درپے آزار ہوں جس دن میرے سحر میں پھنسی سر ٹپک ٹپک کر مرے گی ابھی اُسکی بدعتیں دیکھ رہی ہوں کہ آخر کیا کرتی ہو جس روز میرے ہتھے چڑھ گئی دیوانہ کر کے بارونگی اب تو وہ عشق میں بادشاہ کے مہوت ہی بلغ میں بھی گھبرا یا کرتی ہو بادشاہ پر مرتی ہو اور بادشاہ کو بھی اُس سے محبت ہو اب بی مروارید بھی اُس لشکر میں پہنچیں اب وہ بھی کچھ آگ لگا میں گی مگر میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاوین گی جس دن میں نے سحر کیا بی مروارید خود دروڑی آدین گی جمشید سب باتیں ظلمانہ سے سن کر روانہ ہو گیا ظلمانہ فکر میں مصروف ہو مگر یہ خبر ہر کاروں نے بادشاہ کو دی کہ خواجہ عمرو بشکل جمشید ثانی بارگاہ ظلمانہ میں برائے گرفتاری ظلمانہ گئے تھے مگر خالی پٹے جمشید ثانی نے خود آکر رنگ عیاری خواجہ مٹایا یہ ذکر تھا بادشاہ افسوس کر رہے تھے کہ آواز رنگ کی بلند ہوئی دیکھا خواجہ عمرو پریشان پریشان آتے ہیں بادشاہ نے پوچھا کہ کیوں دادا جان خیر تو ہو خواجہ نے سب حال بیان کیا بادشاہ نے فرمایا کہ میں سب حال سن چکا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا کہا ای شہر یار میں اسی فکر میں پھر جاتا ہوں یہ کہ خواجہ پھر بصورت مبدل لشکر ظلمانہ میں گئے دیکھا کہ ظلمانہ بھی ہر سانے جھیل ہو رہا تھا دیکھ رہی ہو خواجہ نے ایک تر بوڑکاٹ کر چھلکا اُسکا مثل سر انسان بنا کر جھیل میں چھوڑا وہ بہتا ہوا سانے ظلمانہ کے پہنچا ظلمانہ نے اُس پر تر بارے جب یقین کامل ہو گیا کہ تر بوڑکا چھلکا کسی نے ڈالا ہی تب خاموش ہوئی رات کو خواجہ عمرو جھیل میں اترے اُسی چھلکے کو سر پر رکھ لیا دو آنکھیں اُسی میں بنالی ہیں اُسی سے دیکھتے ہوئے قریب بارگاہ ظلمانہ پہنچے جھیل سے نکل کر آئے سرانچہ چاک کیا بارگاہ ظلمانہ میں آئے دیکھا ظلمانہ پڑی ہوئی سو رہی ہو خواجہ نے قریب آکر ظلمانہ کو بیہوش کیا پستارہ اسکا بانہا مگر زبان میں سوزن دے لی اُسی طرح بارگاہ ظلمانہ سے نکلے اور جھیل کے کنارے کنارے چلے شیکردانے کو تو ال لشکر جو پھرتا ہوا آیا اُسے پکارا نگہبانوں کو بیہوش پایا اندر بارگاہ کے آیا

بیکنگ ظلمات کا خالی دیکھ کر ایک سچائی کی بار و غیب ہو کوئی ملک عالم کو لے گیا یہ کہ خود دوڑا
 بہت سے جادوگر اسکے ساتھ ہیں شکر دے دور سے دیکھا کہ ایک سیہ پوش پشمارہ بدوش جاتا
 ہوا آواز دی کہ اے جانے والے ٹھہر جا خواجہ عمر و ازرتیز ہوسے جادوگر دوڑے خواجہ نے
 جو دیکھا کہ جادوگر آتے ہیں سنانے ایک غارتھا اُس پر پشمارہ ڈال دیا اور آپ ایک جھاڑی
 میں بیٹھ رہے سب جادوگر اُٹھو ٹھٹھتے پھرتے یہ شکر کہ بڑا ہو گیا کہ ظلمات کو کوئی لے گیا چند
 جادوگر دوڑ کر سامنے لشکر بادشاہ سے پہنچے وہاں بھی ظلمات وہاں وغیرہ پلٹ رہے ہیں لیکن کچھ
 ذکر گرفتاری ظلمات نہ پاتا رہا یہاں شکل میں ساحر و ناویم ہر طرف تلاش کر رہے ہیں ایک
 جادوگر چھپتا چھپتا قریب جھاڑی کے آیا خواجہ نے اُس کا صورت دکھائی اُس نے جا بجا گرفتار
 کر لیں خواجہ نے اُس سے جواب مار کر ہوش کیا جھاڑی کے اندر اُس کو ڈال دیا اُس کی شکل میں کر
 سکے جادوگر وں کے ساتھ غل مچانے لگے کہتے ہیں بار و مقام افسوس ہو کہ ملک کو کون لے گیا
 اور کہہ رہے آیا شکر و کشتا ہو کہ بار و میں نے دور سے دیکھا تھا کہ ایک سیہ پوش پشمارہ بدوش
 جاتا تھا اسی مقام پر آکر غائب ہوا ہو خواجہ اُس ساحر کی شکل بنے ہوئے شکر دے کے ساتھ
 پھر رہے ہیں جواب دیتے ہیں کہ میں نے آگے دیکھا تھا سب صاحب اُسی طرف بڑھ چلے
 شاید وہ شخص مل جائے مگر دل میں حیران ہیں کہ میں جس کی شکل بنا ہوں نہیں معلوم اُس کا نام کیا
 ہو کہ شکر دے پکارا اے سموم جادو تم نے کس مقام پر دیکھا تھا خواجہ سمجھ گئے کہ جس ساحر
 کی میں شکل بنا ہوں یہ اُس کا نام ہو کہ اے شکر دے آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں شکر دے نے کہا کہ
 اے سموم تم نے پشمارہ بدوش کہاں دیکھا تھا خواجہ نے کہا کہ وہ آگے مقام ہو سب اُس
 طرف دوڑے شکر دے بھی کل گیا خواجہ اچھا اچھا کہ کر ٹھہر گئے آگے غار سے پشمارہ نکالا لیکر
 بھاگے مگر قضاے کار شکر دے نے اُس مقام پر پہنچ کر کہا کہ سموم جادو نے اسی مقام کا پتہ
 دیا تھا وہ خود نہیں آیا ایک نے کہا کہ سموم جادو پیچھے رہ گیا شکر دے کے دل کو لگی ہوئی ہو
 کہ میں کو تو ال ہوں میرے ذمے بڑی بدنامی ہوگی ملک فرامین گی کہ تو کیسا کو تو ال تھا کہ ہمارا
 فکر نہ کی ایک درخت پر چڑھ کے دیکھا کہ سموم جادو پشمارہ بدوش جاتا ہو وہیں سے اُسنے
 آوا خودی کہ بار و لینا وہ سامنے سموم جادو جاتا ہو جادوگر دوڑے شکر دے وہیں سے

سحر کیا کہ خواجہ لکھڑا کر کے پستارہ الگ گرا شکر و درخت سے کو در و ڈرا اور باکر پستارہ اٹھایا
جادو گروں سے کہا کہ سموم کو بھی لیتے آؤ خواجہ عمرو زین پر پڑے تڑپ رہے ہیں دعائیں
ناگاک رہے ہیں کہ امی پروردگار مالک لیل و نہار اب گرفتار ہوتا ہوں نہیں معلوم یہ ساحر
کس طرح پیش آویں گے گرفتار ہوتے ہی میرا سارا حال کھل جائیگا امی بے نیاز بجائے نظم

صاحب صدق و صفا ہستی اگر	طالب ذات خدا ہستی اگر
دوستی بادوست گر مطلوب تست	بامحبت آشنا ہستی اگر
پیشوا خواہی اگر در راہ حق	در تلاش رہنما ہستی اگر
از دل و جانے اگر خواہان دوست	عاشق آن دلیر با ہستی اگر
از کمال الفت سوز و درون	بر رخ خویش خدا ہستی اگر
بے خیر ہستی اگر از خوشن	محو ذات کبر یا ہستی اگر
باش در تعمیل فرمان سرنگون	شو مطیع ذات بے چون و چگون

تفصائے کار میثاق کوہ گردان کسی کار ضروری کو لشکر سے نکالا ہر دور سے اُسے
پہنکایا سحر کیا کہ خواجہ زمین پر پڑے تڑپ رہے ہیں اور چند ساحر نیزہ و شمشیر لیے ہوئے آتے ہیں
میثاق نے وہیں سے لٹکا کر اکر اکر نامزد کیا کرتے ہو خیر دار خواجہ پر ہاتھ نہ ڈالنا یہ کہے گئے
پچھنے کا وہ جو ساحر برائے گرفتاری خواجہ بڑھ گئے تھے اُن کے سر اُڑ گئے افسروں نے اور دن کو
منع کیا کہ آگے نہ بڑھو ہم اپنا مطلب کر چکے ہیں پستارہ ظلمانہ کا اٹھا لائے جب ساحر ٹھہرے
اور آگے نہ بڑھے میثاق نے سحر کیا کہ خواجہ کے ہاتھ پاؤں کھلے میثاق کے ساتھ چلے کہا امی
میثاق یہ ظلمانہ بڑھی صاحب اقبال ہو میں ایسی تدبیر سے پہنچا مگر کو تو ال اُسکا آگیا اُسے
یہ نیامت برپا کی مگر سرداران ظلمانہ ظلمانہ کو لیے ہوئے بارگاہ میں آ کے زبان سے سوز
سکالی پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جیسے ہی ظلمانہ بیدار ہوئی دیکھا اگل سردار جمع ہیں آپس میں ذکر
کر رہے ہیں ظلمانہ نے پوچھا یا روخیر تو ہو مجھ کو کہاں سے لائے اور مجھ پر کیا افتاد پڑی مجھے تو کچھ
سال پہلے کر دسب سرداروں نے عرض کی کہ حضور عجب آفت برپا ہوئی تھی کہ ساربان آدم
آیا اب آپ کو نہ گیا مگر شکر و دقت پر پہنچا آپ کا پستارہ چھین لیا اور اُسے عمر میں پھنسا

کہ میں وقت پر میثاق آگیا وہ اُس کو لے گیا ہم لوگ مجبور ہو کر واپس آئے ظلمانہ نے کہا کہ یہ تو سب گنہگار مگر یہ بتاؤ کہ وہ ساربان زادہ بارگاہ میں میری کیونکر آیا شہر گزرنے عرض کی کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ جھیل سے آیا اور آپ کو گزرتا کر کے لے گیا ظلمانہ نے کہا کہ جھیل کی تو میں آپ حفاظت کیا کرتی تھی اور کسی سمت سے آیا جھیل سے راستہ آنے کا نہیں ظلمانہ نے کہا کہ جمشید ثانی نے خیر کی اگر لیجاتا تو آفت برپا ہوتی مگر کیوں ایسا شہر گزرنے کیونکر ہوا کہ بادشاہ کو سامنے سے ہٹاؤں مجھ کو مقابلے میں اُترے ہوئے عرصہ گزرا جو کام کیا وہ ناقص رہا کیسے کیسے ساحر آئے گزرنے والے سے کوئی حجم کر نہیں لڑا مدت سے بلبل جنگی بھی نہیں پاشا شہر گزرنے کے عرض کی کہ حضور طبل جنگی بجو امین غلام آپ کا میدان میں نکلیگا ضرور آپ کو آرام ملے گا ظلمانہ نے حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑی ہر کارے جو باہر جا سوسی حاضر تھے وہ خبریں لے کر بھاگے بادشاہ حجازہ تخت پر متمکن ہیں جملہ سردار حاضر ہیں کہ صدائے طبل جنگی کان میں آئی سر اٹھا کر فرمایا کہ ہاں یار و دریافت تو کرو کہ یہ نثارہ کیسا بجا ہو فیروزہ نے عرض کی کہ ہر کارے لشکر حضرت کے وہاں موجود ہیں وہ خبر لاتے ہوں گے یہ ذکر تھا کہ ہر کارے آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا سے بادشاہ ہی بجا لائے قطعہ کہ تا سبزہ روئید یہ باشد باغ گل سرخ تابہ چورشن چراغ بلیگین سعادت بنام تو بادہ ہمہ کار عالم بکام تو بادہ شہر یار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے ظلمانہ نے طبل جنگی بجوایا پہلو اُسکا ارادہ ہو کہ کل کر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بتائید ربانی و بفضل ایزدی طبل جنگی بچے دونوں لشکر و زمین طبل جنگی بچے تیار یان ہونے لگیں رات بھر تیاری رہی اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش ابد جوش و خروش کا شانہ مشرق سے نمودار ہوا دونوں لشکر میدان میں آئے بطور تدبیر صفین جمین نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرٹے ظلمانہ کا ارادہ ہو کہ میں نکلوں کہ صحرا سے گزرا ہو ایک پہلو ان گینڈے پر سوار آیا اپشت پر ساٹھ ستر ہزار سوار نیزے ہاتھوں میں چمکاتے ہوئے ظلمانہ نے ہنس کر کہا کہ سرخاب گلہ بان بھیجا ہوا خداوند کا آیا ہو سرخاب نے آکر ظلمانہ کو سلام کیا اور کہا کہ ای ظلمانہ مجھ کو حکم خداوند ہو کہ جا کر ظلمانہ کی مدد کرو اور بادشاہ لشکر اسلام

کی مشکین باندہ کرلاؤ میں اسی غرض سے آیا ہوں ظلمانہ نے اشارہ کیا سرخاب میدان میں
 آیا سلطنتوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ بادشاہ لشکر اسلام کون صاحب ہیں میں اُنکے
 قتلے کا مشتاق ہوں بادشاہ نے درکب بڑھایا سب سرداروں سے رخصت ہوئے میدان میں
 آئے ظلمانہ سرداروں سے کہہ بیڑ ہو کہ اب مزہ ہوگا سرخاب کا زور بڑھاؤں اور بادشاہ
 کا زور گھٹاؤں کی عجب ہو کہ سرخاب غالب ہو اور لشکر اسلام پر شکست ہو بھاگنے کا
 مسئلہ ان کو بند و بست ہوا ایک مرتبہ بھی بادشاہ گرفتار ہو کر میرے سامنے آ جاوین تو انکو
 فوراً قتل کروں زندہ نہ چھوڑوں یہاں سرخاب نے جو جال جبان آرا سے بادشاہ دیکھا مثل آئینہ
 کے جبران ہو کر گلیا جی میں کتنا ہو کہ ایسا شیر دلیر حسین و جمیل میرے ہاتھ سے ناخوار اچھے
 منام انسان ہو کیونکر بچاؤں کہ یہ میرا کتنا مانے اور میری رفاقت میں آجائے تو قدرت
 سے صفائی کرادوں دست باندہ عرض کی کہ امی شہر یار مجھے حضور پر رحم آتا ہے میں یہ چاہتا ہوں
 کہ میری اطاعت کیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ امی سرخاب فنون سپہ گری میں جس امر کا تلو گھنڈ
 ہوا اسکو ظاہر کرو اگر میں جواب دے سکرنگا تو فیہا ورنہ تمہاری اطاعت کرونگا بدو نہ ہتھیار
 دلوں میں حوصلہ رہیائے نگا کوئی سردار ایسا نہیں کہ جسکو میں نے زیر نہیں کیا سرخاب نے سر گھٹا
 دیکھا کہ بڑے بڑے سردار مجھے بہتر و برتر صفت میں کھڑے ہیں دم جرات کا بھر رہے ہیں ہی تو
 ہو کہ اگر بادشاہ حکم دین تو ہم لوگ جا پڑیں اور دشمن سے لڑیں سرخاب ہنس پڑا کہا امی شہر یار
 میں جانتا ہوں کہ یہ سب جوان حسن پرست ہیں آپ کے حسن کو دیکھ کر مطیع ہوئے زور سے یہ لوگ
 کیا زیر ہوتے یہ پہلوان ایسے نہیں معلوم ہوتے کہ آپ کے ہاتھ سے زیر ہوئے مگر آپ کے جا
 کے مطیع ہیں بادشاہ نے فرمایا اب تو میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں کچھ کمال دکھاؤ سرخاب نے
 نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر
 دیکھ رہے ہیں اور ظلمانہ بھڑکنے لگی مگر چونکہ بادشاہ لوح محفوظ پہنے ہیں کوئی سحر ظلمانہ کا
 قریب نہیں آتا کہ بادشاہ نے بعد دو گھڑی کے نیزہ سرخاب کا گانٹھا تھپڑ مارا دیا نیزہ
 ہاتھ سے سرخاب کے نکل گیا سرخاب نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہے کئی
 وار کہیے بادشاہ نے وار خالی دیے اور تیغ ابراہیمی کھینچا خبردار خبردار کہے کے ہاتھ مارا

تہوار تڑپ کر گری سپر کے زوٹا کر کے کیے اور چھاسا زخم بھی سر پر سرخاب کے آتیا زخم کھا کر بہت
 جھٹلایا دیکھ کر آواز دی کہ ای بادشاہ حجیاہ دیکھو آپ کی پشت پر کون کھڑا ہو مجھ کو تیرا راجا ہوتا
 ہو بادشاہ جیسے ہی پلٹے سرخاب نے ہاتھ مار کر بادشاہ کو زخمی کیا بادشاہ نے پلٹ کر ہاتھ
 مارا کہ سرخاب کا شانہ نشانہ ہوا اور گینڈا بھی اسکا مارا گیا گینڈے سے سرخاب گر فوج
 والوں نے جو یہ حال سرخاب کا دیکھا لینا لینا کہ دوڑ پڑے ہر چند کہ بادشاہ زخم دار تھے
 مگر غرہ کر کے فوج پر جا پڑے ظلمانہ سحر خوانی میں مصروف ہو اکثر برق چپک جاتی ہو میثاق
 نے آکر سحر ظلمانہ مٹایا ظلمانہ افسوس کر کے پیچھے ہٹ گئی سرداروں سے کہا کہ غیر ساحر لڑ رہے
 ہیں مجھے کیا ضرورت ہو کہ میں دخل دوں مگر بادشاہ کے سر سے خون اسقدر جاری ہوا قریب
 تھا کہ غش آجائے تلوار کو نیام میں کیا مرکب سے فرمایا کہ ای مرکب اصیل لے نکل مرکب نے جواپنے
 راکب کو سست پایا لڑتا بھڑتا لے نکلا دو لختیاں اڑتا ہوا جاتا ہی یہاں جب سرخاب
 بیہوش ہو گیا ظلمانہ نے دیکھا کہ لشکر شکست ہوتی ہو تو افسروں سے کہا کہ طبل امان
 بجوا کر پلٹو ہمارا یہاں سرخاب طبل باز گشت بجا کر سرخاب کو لیکر پلٹے زخموں میں ٹانگے
 وغیرہ لگائے مگر جب لشکر بادشاہ پلٹا سردار حیران تھے کہ بادشاہ کیوں پلٹ کر نہیں آئے
 ہر کاروں نے عرض کی ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ بادشاہ زخم دار تھے مرکب اصیل آنکھوں
 نکال لے گیا سرخاب نے یمن کر چند آدمی روانہ کیے کہ اگر کسی مقام پر مل جاوین تو گرفتار
 کر لینا یہاں پہلی لشکر بادشاہ نے خواجہ سے رجوع کی کہ خواجہ آپ نے سنا بادشاہ حجیاہ
 ہمارے زخمی ہو کر کسی طرف نکل گئے یہاں تمام لشکر پڑا ہو ہم لوگ تو نہیں جاسکتے آپ
 تکلیف فرمائیے خواجہ نے فرمایا کہ میں آج کل پریشان ہوں جب تک کہ مہاجنوں سے
 فراغت نہ ہوگی شب تک کہیں نہیں جاسکتا سرداروں نے کچھ تدبیر کر کے پیش کیا تب
 خواجہ تلاش میں سعد کی چلے مگر سعد شہر یار کو مرکب لیے ہوئے ایک دشت میں پہنچا
 پشت سے بادشاہ گرے مرکب چرامین مصروف ہوا قضاے کار گلپوش ناے قزاق کہ اس
 صحرا کا حاکم ہو کسی کا کاروان لوٹ کر پلٹا تھا کہ لوگوں نے عرض کی کہ ای افسر لاحظہ فرمائیے
 ایک مرکب بنایا ہے چرامین مصروف ہو مگر باگین کٹی ہو میں زمین ڈھلکا ہوا دہانے اُسے اُتار کر

پھینک دیا ہر چرا میں مصروف ہو کر گلیوش نے جو مرکب دیکھا بمقرر ہو گیا ساتھ والوں سے
کہا کہ اسکو گرفتار کرو مرکب بھاگ کر قریب بادشاہ آیا ایک قزاق نے پکار کر آواز دی کہ افیسر
اعلیٰ اس گھوڑے کا سوار بھی پڑا ہو گلیوش قریب آیا جمال بمیثال دیکھ کر بمقرر ہو گیا کہ یار
مقام تاسف نہ ہو کہ اس جوان کو کس نے ہماری عملداری میں زخمی کیا کون ایسا سرہنگ تھا کہ
ہماری عملداری میں یہ گستاخی کر گیا میں اسکا علاج کر کے پوچھو نکا مگر کیا جبری و بہادر ہو کہ
شاید تیر دن سے اور نیزوں سے یہ اسقدر زخمی ہوا ہو کہ کوئی تلوار اسکے جسم پر نہیں لگی معلوم
ہوتا ہو کہ بسبب جرات کے کوئی اسکے پاس نہیں آسکا بعد صحت کے دریافت کرو نکا کس طرح
کے لوگ تھے کہ جبکہ ہاتھ سے تھم زخمی ہوئے مگر جرات تو اس جوان کی ظاہر ہو کہ زخمی تو ہو مگر
و اسباب نہیں دیا آخر یہ نوبت ہوئی کہ زخمی ہو کر گر پڑا یار اس جوان کی صورت و شان و شکست
سے صاف ثابت ہوتا ہو کہ کہیں کا شاہزادہ ہو دیکھو سب سلاح قیمتی ہیں ایسے وہ لوگ گھبرا گئے کہ جال
موتیوں کا بھی سپر سے نہ لے سکے میں ڈھونڈ کر ان کو سنا دنگا یہ کہ کر بادشاہ کو اٹھوا کر بالا
کوہ لایا چھپر کھٹ پر لٹایا رومال لیکر بیٹھا گیس رانی کرنے لگا زخموں میں ٹانگے دلوائے بادشاہ
ہوشیار ہوئے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک جوان جبری و بہادر رداں لیے سامنے بیٹھا ہو بادشاہ
اٹھنے لگے گلیوش نے کہا کہ تکلیف نہ فرمائیے آپ کا سب اسباب موجود ہے یہ کہ کر مونڈھا سامنے
کیا اس سپر و شمشیر و زہرہ موزے زاگے وغیرہ رکھے تھے وہ سپر کہ جسپر موتیوں کا جال پڑا
وہ بھی رکھی تھی بادشاہ نے سر ہلایا گلیوش نے بہ تعجیل یعنی تیار کرائی تھی وہ حاضر کی بادشاہ وہ
پی کر پھر بیوش ہو گئے قضاے کار مٹی اسکی سر و چین قہر سے یہ معاملہ دیکھ رہی تھی بادشاہ کا
جمال دیکھ کر دنگ ہو گئی دل پر ہاتھ رکھ لیا کہتی تھی کیا جمال ہو دیکھو یہ تقدیر کیا دکھائے گرد ختر
قزاق فنون سپہ گری میں طاق ہو نیزہ ہلانا سیکھا ہو چو رنگ وغیرہ کا شتی ہو گلیوش سر حانے
سے بادشاہ کے نہیں ہٹتا سر و چین نے رات تڑپ تڑپ کر کاٹی تصویر خیالی بادشاہ آنکھوں کے
نیچے پھرتی تھی رات کو کئی مرتبہ اٹھ اٹھ بیٹھی آہ آہ کرتی تھی شرم دامن گیر تھی کسی سے کچھ حال نہ کہا
صبح کو کنیزوں سے کہا کہ میرا دل بہت گھبراتا ہو برائے شکار جاؤنگی وہاں دل ہلاؤنگی اسباب
شکار تیار کرو چند کنیزیں اسباب شکار تیار کر کے لائیں سر و چین سلاح ذات پر آراستہ کر کے

پشت مرکب پر سوار ہوئی صحرا میں آکر شکار کھیلنے لگی اس قدر جانور مارے کہ اس لیے بھر دیے
حیران کھڑی ہو ساتھ والوں سے کہہ رہی ہو کہ عجب طرح کا صحرا ہے آہو کا نام نہیں دل گھبرا رہا ہے
کہ اگر آہو نے تو اسے شکار کروں کہ سامنے سے ایک آہو بھاگا ہوا آیا ایک تیرا دچھا سا پیٹھے پر
پڑا ہوا تھا ملکہ نے جو اس آہو کو دیکھا تیرا مارا کہ تیرے پیٹھے کو توڑ کر پار گزارا آہو گرا ملکہ خوش ہو کے
گھوڑے سے اتر سی آہو کو ذبح کیا مار خوشی میں نقاب چہرے سے اٹھ گئی ہو بلا تکلف کھڑی ہو کہ
صحرا سے گرد اڑی زر ریز تاجدار کہ پہلوان بھی ہوا آہو کے تعاقب میں آنا تھا اپنے شکار کو پڑا
ہوا دیکھا اور نگاہ اس معشوق پر پڑی دیکھا کہ نہایت حسین و جمیل ہے عاشقان عالم کی کفیل ہے دیکھا
جان و دل سے فریفتہ ہو گیا ملکہ نے چاہا کہ نکل جاؤں مگر زر ریز تاجدار نے قریب آکر ملکہ کا ہاتھ
تھام لیا ملکہ نے نیچے گھینچنا زر ریز نے چونکہ پہلوان زبردست ہے نیچہ ملکہ سے چھین لیا سوار ہوا اسکے
ہاتھ اٹھوئے انھوں نے کنیزوں پر گھوڑے ڈالے کنیزیں گھوڑیاں بھگا کر نکل گئیں ملکہ سر و چین
اکیلی رہ گئی زر ریز تاجدار نے کہا کہ اے ملکہ اب میرے ساتھ چلو یہاں سے تین کوس پر قلعہ
ہو اسکا ناچار ہوں بوجہ احسن خدمت گزار ہی کرونگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا شرا کر سر جھکا لیا زر ریز
ملکہ کو گھیر کر لے گیا مگر کنیزیں دور سے دیکھا کین جب زر ریز تاجدار چلا گیا تو روتی ہوئی پلٹیں
یہاں گلپوش قزاق خدمت شاہ سے اندر آیا ہو کنیزوں سے پوچھ رہا ہو کہ سر و چین کہاں ہے
کنیزیں عرض کر رہی ہیں کہ براے شکار گئی ہیں کہ رونے کی آواز بلند ہوئی گلپوش نے پوچھا کہ
ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہو کہ چند کنیزیں روتی ہوئی سامنے آئیں سب حال بیان کیا کہ آپ کی
صاحبزادی کو زر ریز تاجدار لے گیا گلپوش نے کہا کہ اسکی کیا مجال ہو کہ میری بیٹی کو رکھ سکے
زمین ہلا دوں گا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے باہر آیا عجب حال تھا قلب پر ہجوم غم و ملال تھا یہاں
دیکھ کر بادشاہ نے پوچھا کہ اے برادر خیر تو ہو گلپوش سے ضبط نہ ہو سکا کہا اے شہریار کیا عرض کرو
اس اقامت میں جتنے تاجدار ہیں میرے نام کے دشمن ہیں مگر کیا کر سکتے ہیں میں نے سب کا مال لوٹا
ہو مگر آج بیٹی میری کہ فنون سپہ گری میں طاق حسن میں شرہ آفاق ہو براے شکار گئی تھی زر ریز تاجدار
کہ یہاں سے تین کوس پر اسکا قلعہ ہے وہ خبر اسرو چین کو لے گیا کنیزوں نے آکر مجھے بیان کیا
میں نے ارادہ کیا ہو کہ لشکر کشی کر کے جاؤں قلعے کو اس کے چھین لوں اُسے اپنے مصاحبہ میں

فرار دون مگر خائف ہوں کہ نہ بھی پہلوان نہ بر دست ہو جنگ میں دانٹون پسندہ ایٹکا یکا یک آہر
 غالب ہونا مشکل ہو ایسا نہ ہو کہ غلام جا کر عاجز ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای برادر نہ گھبراؤ میں آکر
 نہ نہ سیز تاجدار کو سزا دوں گا اور تمھاری دختر بلند اختر چھین لاؤں گا زر ریز کی یہ مجال نہیں کہ
 کہ تمھاری دختر کو رکھ سکے گلیوش نے کہا کہ آپ میرے معان ہیں آپ کو تکلیف دینا نہیں
 چاہتا ہوں بادشاہ نے فرمایا مجھ کو کئی تکلیف نہ گذریگی تم تو ہمارے جان بخش ہو اور گلیوش
 ہم تم سے بہت محبوب ہیں مگر گلیوش دیکھ رہا ہے کہ ہر چند زخم سر شاہ ابھی پورے طور سے اچھا
 نہیں ہوا مگر آدہ حرب و پیکار ہوے گلیوش خاموش بیٹھا ہو بادشاہ نے فرمایا تو بھائی خدا حافظ
 میں جا کر زر ریز تاجدار سے سمجھ لیتا ہوں اور اُس سے ملکہ سروچین کو طلب کرتا ہوں اگر اسے
 دے دیا تو فہما ور نہ دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہے جب سلاح لگا کر بادشاہ تیار ہوے تو فرمایا
 کہ ہمارا مرکب لاؤ گلیوش نے عرض کی کہ میں بھی ساتھ چلوں گا بادشاہ نے فرمایا کہ شکو اختیار
 ہو ہم تین چاہتے کہ تم تکلیف کرو مگر گلیوش نے نہ مانا دو ہزار قزاق ساتھ لیکر ہمراہ ہوا
 بادشاہ قلعہ زر ریز کی طرف چلے راہ میں گلیوش نے پوچھا کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی
 کیا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ میرا نام سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام فتح طلسم نوخیز جمشیدی
 ہو ایک سال گذرا اس طلسم میں جنگ کرتے ہوئے مگر ابھی تک لوح نہیں ملی جمشید ثانی کے
 قتل کی تدبیر ہو ظلمتہ جادو اُسکی طرف سے آئی ہو سرخاب نامے پہلوان آیا اُسکے ہاتھ سے
 یہ کمر زخمی ہوا گھوڑا اس طرف نکال لایا یہ میری مجال نہیں ہو کہ میں تم پر احسان کروں اس لیے
 کہ تم نے جان بخشی کی اور راحت پہونچائی بس مجھ کو یہی مناسب ہو کہ تمھاری خدمت بچشم بجا لاؤں
 خدا فضل کرے گا تو تمھاری دختر کو لیکر آؤں گا یا اپنی جان دوں گا گلیوش دنگ ہو گیا کہا کہ ای
 شہریار کیا حوصلہ ہو کہ فغ پر اس طلسم کے اپنے ہاتھ ڈالایں مجھ کو یقین نہیں کہ لوح طلسمی
 حاصل ہو وہ معرکہ بڑیگا کہ حضور پریشان ہونگے بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارا تکیہ پروردگار پر ہو
 جو وہ مناسب جانے گا وہ کرے گا گلیوش تو خاموش ہو رہا مگر زر ریز تاجدار کو ہر کاروں
 نے خیر دی کہ گلیوش قزاق آتا ہو دو ہزار جوان ساتھ ہیں زر ریز نے کہا کہ اُسکی شامت
 آئی ہو اس طرح اسکو پریشان کروں کہ ساری قزاقی بھول جائے پھر کبھی ارادہ نہ کرے کہ اس طرف

منہ کر کے سوے یہ کہ حکم دیا بارہ ہزار جوان تیار ہوئے اُن سب کو لیکر بیرون قلعہ اُترا
 ویشٹار کر رہا ہو کہ دوسرے دن صبح سے گر اڑی آگے آگے بادشاہ حجاج پہلو میں گلپوش قزاق
 مثل ملازمن کے ہمراہ ہزار ریز نے جو فوج قلیل دیکھی بہت خوش ہوا جب بادشاہ اُتر چکے
 تو زریز نے طبل بجا دیا بادشاہ نے بھی نوازش طبل جنگی کو حکم دیا دونوں لشکروں میں
 بچے رات بھر تیری رہی اب وہ وقت آیا نظم یکایک ہوا وان بھر کا طور اُڑا آشیانی سے
 طاؤس نیر و وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ بہت گرمخیز اور روشن نگاہ سپہ کی علامت میر
 ہوا نشان آگے آگے خط صبح کا کیا بد بخلق پر آشکار کہ پہلے کیا زارغ شب کو شکار
 لشکر میدان میں آئے صفین جہین نقیبوں نے انقابت کی کڑکیت کڑکاکہ کر پڑے زریز تاجدار
 نے گینڈا بڑھایا پکار کر آواز دی کہ ای فرقتہ خدا پرستان دای قوم زبردستان جسکے تھام
 کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے اپنا مرکب صفت سے نکالا زریز آئینہ جمال دیکھ کر حیران ہو گیا پوچھا
 کہ آپ کا نام نامی کیا ہو سہیل نے فرمایا کہ اس حقیر کو سعد بن قباد کہتے ہیں تم نے شاید نہ
 سنا ہو کہ ایک سال کا زمانہ گزرا کہ فتح طلسم نوخیز جمشیدی میں مصروف ہوں مگر ابھی تک لوچ
 نہیں ملی زریز نے کہا کہ آپ کو خداوند نے یہاں بھیجا میں بھی اُن کا خراج گزار ہوں ناہیہ
 پاس بھی آیا تھا میں آپ کی فکر میں جانے کو تھا شکر کرتا ہوں خداوند جمشید ثانی کا کہ آپ اس
 مقام تک خود آگئے یہ کہ کمریزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور فرمایا کہ ای زریز تاجدار
 ہم چاہتے ہیں کہ دختر گلپوش سرچمن کو والے کر دو تاکہ فساد نہ ہو نام دختر گلپوش سن کر
 زریز نے کہا کہ آج کئی دن سے میں اُسکو محل میں رکھا ہوں جب چاہتا ہوں کہ سامنے
 بلاؤں تو میرے سامنے نہیں آتی اور ہلک ہلک کر روتی ہو مگر نیزہ ٹوٹے ہی زریز نے قبضے پر
 ہاتھ ڈالا اور یہی جواب دیا کہ جو کچھ ہو مگر میں دختر قزاق کو ہرگز نہ دوں گا اور خبردار خبردار کہہ کر
 ہاتھ مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالے یا زریز بھی لپٹ پڑا دونوں جوان گھوڑوں
 سے کودے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے دو پہر ڈھلے ڈھلے زریز کو زمین سے اٹھالیا زریز
 نے امان مانگی بادشاہ نے فرمایا امان بشرط ایمان زریز نے دست بستہ عرض کی کہ آج شب کی
 محکو مہلت ملے کل سویرے ملکہ کو لیکر حاضر ہوں گا بادشاہ نے امان دی زریز تاجدار اپنے

لشکر میں آیا لشکر کو لیکر قلعے میں گیا اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا سب سے صلاح کرنے لگا کہ کیوں یارو
اب کیا کروں میں زیر ہو اگر میرا طاعت کو دل نہیں چاہتا کہ عیار اسکا گیرنگ تیز و شریک
صحبت تھا اُس نے کہا کہ اگر حکم دیجیے تو گرفتار کر لاؤں سعد شہریار کو قتل کیجیے اور گلیوش کی تو یہ
مجال نہیں کہ آپ سے لڑ سکے بس اگر مناسب ہو گا تو گلیوش پر شیخون مار دیجیے گا یہ راستہ زریز کو
کو بہت پسند آئی گیرنگ اسباب عیاری بدن پر لگا کر فکر سعد شہریار میں نکلا لشکر اسلام میں آیا
ایک گوشے میں بیٹھ کر نقب لگانے لگا مہرہ نقب کا بارگاہ میں توڑا سعد شہریار کو بیہوش کیا
پشتارہ باندھ کر بھاگا نقب سے نکل کر اپنے قلعے میں آیا بارگاہ میں آکر پہونچا سامنے زریز کے
پشتارہ رکھ دیا دختر اسکی گلزار آرا کو ٹٹھے سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی تھی جمال بادشاہ دیکھ کر
بیقرار ہو گئی کنیز سے کہا کہ جا کر باپ کو بلاؤ میں کچھ صلاح دوں گی اگر میری صلاح پر کام کریں
تو خطر نام ہو گا یقین ہو کہ قدرت کئی قلعوں کا حاکم کریں گے زریز محل میں آیا بیٹی نے کہا کہ ای
یاب آپ سوچیے تو کیسی مشکل کی بات ہو نبیرہ صاحبقران کو یوں قتل کرنا نہ چاہیے آپ کے
خرا جگر ارشکایت کریں گے کہ ہمیں وقت قتل کیوں نہ شریک کیا تاکہ ہم بھی اس ثواب میں دخل
ہوتے لہذا قلعے کو درست کیجیے سعد شہریار کو ایک شب قید رکھیے سب تاجداران جلیل کو
نامے لکھیے جن جن لوگوں کے ڈانڈے آپ کی سرحد سے ملے ہوں ہیں جب وہ سب جمع ہوں تو
اُس مجمع میں ان کو قتل کیجیے کہ سب آگاہ ہوں کیا احسان جمشید ثانی ہو کہ اُسے انکو گرفتار
کر دیا آپ کا قبضہ ہو پھر یہ کیا کر سکیں گے فراق بھگڑا آپ کے خوف سے بھاگ جاویگا
لیکن کیوں ای باپ سستی ہوں کہ جس عورت کو آپ لاسے ہیں وہ آپ سے رضامند نہیں ہو
اٹھ پھر رویا کرتی ہو نہ کھانا کھاتی ہو اور نہ پانی پیتی ہو اُسکو میرے سپرد کر دیجیے میں اُس کو
رضامند کروں کہ آپ کو قبول کرے یہ سب باتیں زریز کو بہت پسند آئیں بیٹی سے کہا کہ
ای نور نظر کیا صلاح بتائی ہو پہلو میں تمہارے قصر کے جو مکان ہو اُس میں سعد کو قید کرتا ہوں
آئندہ جو مناسبت ہو وہ کرنا اور میں دختر گلیوش کو جا کر تمہارے پاس روانہ کرتا ہوں
تم اُسکو بہ محبت رضامند کرو لاچ دو اور یہ کہو کہ کل قلعے کا تم کو حاکم کریں گے گلزار آرا
نے جواب دیا کہ آپ صرف اُسکو بھیج دیجیے میں سمجھا لوں گی زریز نے جا کر کنیزوں سے کہا کہ

ملکہ عالم کو ہماری دختر بلند اختر کے پاس لیجاؤ وہ سمجھ کر کچھ اُسے کلام کہیں گی کنیزوں نے سروچمن سے کہا سروچمن نے جواب دیا کہ میں کسی کے پاس نہ جاؤنگی زہر زہر سے کہہ دو کہ جو تجھے ہرے کے قصور نہ کر لے کر کے قلعے میں آیا اور پھر اُس پر یہ طرہ کیا کہ بادشاہ کو خیر و امنگوایا اب یہ باتیں بنانا ہو ہر چند کنیزوں نے سمجھا یا مگر سروچمن نے پاس گلزار آرا کے جانا قبول نہ کیا کہنتی تھی کوئی ایسا قسم کرتا ہو کہ پر اے ناموس کو گھیر کر لایا اور اپنا ناموس بنانا چاہتا ہو میں تجھ کو قبول نہ کرونگی اور جس وقت سنونگی کہ بادشاہ کو قتل کرتا ہو میں بھی اپنی جان اُسی وقت دوں گی یہ ذکر تھا کہ گلزار آرا خود ہی آئی آکر پاس بیٹھی کہ اب بی بی کیوں گھبراتی ہو آج شب کو بادشاہ کو رہا کر لین گے جو کہ میرے باپ نے لے کر کیا ہو اُس سے خوب واقف ہوں جس مکان میں رہتی ہوں اُسی کے قریب بادشاہ قید ہیں شب کو رہا کرونگی وہ ایسے صفت شکن و تیغ زن ہیں کہ کوئی کچھ نہ کر سکیگا لڑ بھڑ کر اپنے لشکر میں پہنچیں گے باپ بھی تمہارا دو ہزار جوانوں سے آیا ہوا ہو بیرون قلعہ اُترا ہو وہ کیا کوئی تدبیر اُٹھا کر کھینکا ایسی تلوار چلے کہ باپ ہمارے گھبرا جائیں ہم تم دونوں بھی بلوہ کر کے نکلیں گے سروچمن نے خوش ہو کر گلے میں ہاتھ ڈال دیے دونوں میں خوب صلاحیں ہوئیں مگر زہر زہر نے باہر آکر بادشاہ اسلام کو اُس مکان میں قید کیا کہ جس مقام کا اپنی دختر سے ذکر کیا تھا سرہنگ نامے کو تو ال تھا اُسکو نگہبان کیا سرہنگ نے بادشاہ کو لا کر مکان میں بند کیا اور آپ بیرون قصر بیٹھا مکان میں قفل لگا دیا مگر جب زلف لیلے شب کر سے گزری دونوں شاہزادیاں اپنے مقام سے اٹھیں کوٹھے پر آکر کندہ مارین حلقوں پر پاؤں رکھ کر اُتریں دیکھا بادشاہ حجابہ سرنگوں بیٹھے ہیں قید آہن سے آراستہ زنجیریں ہلارہے ہیں سروچمن نے آکر سلام کیا بادشاہ نے دیکھا کہ دو شاہزادیاں نہایت حسین و جمیل کوٹھے سے اُتر کر آئی ہیں نہیں معلوم یہ کون ہیں پوچھا کہ کیوں صابو تمہارا نام کیا ہو سروچمن نے شرم کر کہا کہ میں تو دختر گلپوش قزاق ہوں اور ملکہ دختر بلند اختر زہر زہر تاجدار ہیں اس امید پر آئی ہیں کہ آپ کو رہا کرین جو فرمائیے وہ تدبیر کریں بادشاہ نے فرمایا کہ ہتھکڑیاں بڑیاں کاٹ دو جب سرہنگ قفل کھولے گا میں لڑتا ہوا اُکلونگا اُس وقت سمجھا جائیگا ان دونوں شاہزادیوں نے مل کر ہتھکڑیاں بڑیاں کاٹ دیں اور پھر اُسی طرح

کمند کے سہارے سے چلین چڑھنا تو آسان تھا اب اُترنا دشوار ہوا سرہنگ نے باہر سے دیکھا کہ کوئی کوٹھے سے اُتر کر قید خانے میں گیا تھا اب وہ نکل کر جاتا ہی ہو گا کہ آواز دی کہ اگر یہ کون سرہنگ ہی کہ قصر شاہی میں پھر رہا ہو یہ کہہ کر تیر مارا سر و چین کے بازو پر پڑا سر و چین نے چکار کر آواز دی کہ اے شہریار کنیز کو بچائیے سرہنگ نے تیر مارا ہو کہ شانہ میرا نشانہ ہوا بادشاہ نے اسی وقت دروازہ قید خانے کا ٹوڑ ڈالا اور چاہا کہ نکلون سرہنگ نے پیادوں کو اشارہ کیا پیادوں نے اگر بادشاہ کو گھیرا بادشاہ سے تلوار چلنے لگی بادشاہ نے بڑھ کر سرہنگ کو مارا ملازموں نے جا کر زر زر سبز کو خبر دی زر زر سبز تاجدار بارہ ہزار فوج سے آیا دونوں شاہزادیوں نے قصر سے دیکھا کہ بادشاہ پر بلوہ ہو اور پیادے گھیرے ہوئے ہیں مگر بادشاہ جس طرف جاتے ہیں پیادے بھاگتے پھرتے ہیں فوج نے اگر چار جانب سے بادشاہ کو گھیرا ہو زر زر سبز تاجدار سب کو ترغیب جنگ دے رہا ہو کہ یارو ایک شخص کو نہیں مار سکتے ہوا رہے تم بارہ ہزار ہو ایک شخص کی گرفتاری شاق ہو تم لوگ ہٹو میں گرفتار کر لوں دونوں شاہزادیوں نے جو قصر سے یہ معاملہ دیکھا کہ بارہ ہزار میں بادشاہ گھر سے ہوئے ہیں مگر شیرازہ و رستمانہ لڑ رہے ہیں دونوں محل میں آئین سات سو کنیزیں ساتھ نہیں ان سب کو لالچ و دیگر سلاح آراستہ کر کے میدان میں آراستہ ہو کر نکلیں اور نقابین چہرہ پر ڈال لی ہیں تھوکر کے ٹھیکیں کہ منہم نقابداران بادل پوش نکلتے ہی ایک غول میں گھر گئیں تیر اندازی کر رہی ہیں اپنے کو بچاتی ہیں چاہتی ہیں کہ لڑ بھڑ کر قریب بادشاہ اسلام پہنچیں مگر فوج نے پرے باندھ دیے ہیں کہ قضاے کار گلپوش جو بیرون قلعہ اُترا ہوا تھا اُسکو ہر کاروں نے خبر دی کہ بادشاہ نے رہائی پائی ہو مگر گھر سے ہوئے ہیں یہ بھی خبر سننے پر کہ دو نقابدار سات سو جوانوں سے آکر شریک جنگ ہوئے ہیں مگر نکاسی دشوار ہو فوج کا بڑا بلوہ ہو دیکھو قلعہ پر ستاٹا پڑا ہو تو بین خالی پڑی ہیں سب وہیں جا کر شریک جنگ ہوئے ہیں گلپوش نے بلوہ کو دیا لڑتا بھڑتا قریب خندق پہنچا خندق فرا کر پھانک توڑا اندر قلعہ کے گھس آیا لڑتا ہوا چلا زر زر سبز کو خبر پہنچی کہ گلپوش دو ہزار جوانوں سے گھس آیا گلی کو چون میں تلوار چل رہی ہو گلپوش جنگ رستمانہ کرتا ہوا اُس مقام پر پہنچا کہ جان پر

بادشاہ نے سب سے پہلے گلیپوش نعرہ کیا کہ کرا، عزت جنگ ہو ایہ لوگ قزاق تھے اس لئے کہ وہ
 آکر فوج کو دیکھ کر ہر دم پر ہر دم کر دیا زریز تاجدار نے گلیپوش سے مقابلہ کیا گلیپوش نے زخمی ہوا اس نے
 پکارا اٹھا کہ امی شہر یا نہ نام کو بجائیے بادشاہ نے جو گلیپوش کی آواز سنی سیرتار ہو گئے گلیپوش
 کو بڑھا کر اس مقام پر آئے دیکھا کہ زریز تاجدار نے گلیپوش کو زخمی کیا ہوا درقصد ہو کہ
 سرکاٹ لون گلیپوش ہٹنا جاتا ہوا زریز تاجدار نے کہہ کر تار ہو کہ ہاتھ ماروں سرکاٹ لون
 گلیپوش اپنے کو پکار رہا ہے ساتھ دالے فراق ٹوٹے پڑتے ہیں چاہتے ہیں ہاتھ سے زریز
 کے گلیپوش کو بچائیں مگر زریز بشوکت تمام طور ہا ہر کئی فراق جو اسکے ہاتھ سے مارے گئے اسکو
 غرور ہوا عقل و فراست سے دور ہوا حق سے محروم ہوا بادشاہ پر جا بیڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
 نے بارہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہ میں ہاتھ ڈالی کر ذلیل کو اٹھا لیا زریز ہاتھ باندھنے لگا
 کہ معاف فرمائیے بادشاہ نے زریز کو چھوڑ دیا زریز کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو اپنی
 منع کیا کہ لڑائی موقوف کرو افسران فوج آکر ترمون پر گرے بادشاہ کو بیچ میں لیا نوبت و تقار
 بجاتے ہوئے دارالامارہ میں لائے زریز کو یہ بھی دریافت ہوا کہ بیٹی میری نقابدار بنکر لڑی
 اسی نے بادشاہ کو قید سے رہا کیا خاموش ہو رہا وزیر اسے اشارہ کیا دوزانے ترنج خوشبوئی
 سینے پر لگایا بادشاہ کا عقد ہو گلیپوش نے بھی بخوشی قبول کیا اپنی بیٹی کا عقد ہوا بادشاہ
 کے کیا دونوں معشوق کو محلے میں سوار کیا زریز تاجدار و گلیپوش کو ساتھ لیکر برائے
 مقابلہ ظلمانہ چلے اول کوہ گلیپوش پر آئے وہاں بھی سب کو مسلمان کیا اور میان لشکر بادشاہ
 کے یہ معرکہ گذرکہ سرخاب نے صحت پاکر طبل جنگی بجوایا یہ تو سن چکا ہو کہ بادشاہ لشکر میں نہیں
 ہیں یقین ہو کہ سب کو مار لوں گا سرخاب میدان میں آیا کئی سرداروں کو زخمی کیا تیسرا دن ہو
 کہ ہر روز میدان میں دو چار کو زخمی کیا اور لپٹ گیا آج چوتھی میدان داری ہو سحر کا سامان تو موقوف
 ہو میثاق وغیرہ دیکھ رہے ہیں مگر کچھ نہیں منے جب ارادہ کرتے ہیں کہ ہم سحر کریں اور سرخاب
 کو ہٹا دیں یہ خوف ہے کہ ظلمانہ بھی سحر کریں کچھ کسی کے روکے نہ کرے اسوجہ سے ارادہ کہے
 رک جاتے ہیں مگر سرخاب پکار رہا ہو کہ جسکو تنہا مرگ کی ہودہ میرے مقابلے میں آئے
 سرداران اہل اسلام بیقرار ہو کر دعائیں کر رہے ہیں کہ ای مالک بے نیاز و مایہ کار

اس شکل کو آسان کرادان خالمو نشے بجائے نظم

ز بارگاد خدا یافت مدعا ہندی ۴۰	کہ ختم کرو چین نظم و گشا ہندی
خدا از غیب مددگار شد درین کارم	و گرنہ بود گجا پارسسی گجا ہندی ۴۱
بہر رویت دہر قافیہ بہر مضمون ۴۲	رقسم نمود غزلہا مے دلربا ہندی
بہ نسی حروف تہجی نوشت این دیوان	بطر ز عمدہ و ترتیب خوشنما ہندی
نوشت ہدیہ مقبول و تحفہ مطبوعہ ۴۳	بپاس خاطر مردان با خدا ہندی
بسالکان تصوف بہ سالکان طریقہ ۴۴	شدہ بمنزل مقصود رہنما ہندی
کنون مسدس ترتیب و خمسہ ترکیب	کند زیادہ ہر این نظم جان فزا ہندی
کہ زان زیادہ شود حسن نظم این دیوان	کند زیادہ حق شاعری ادا ہندی

سب نے جو میقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہر مراد پر پونچا صحرے گرد آری لہذا ان شاہی سے
دیکھا کہ بادشاہ حجاز تخت پر سوار دوسر دار نامی و گرامی ساتھ ہیں اور شاہزاد یون نے دیکھا
کہ رومحلی نے بھی ہمراہ ہیں عنبر افشان نے کہا کہ دیکھو تو دو محافلے بھی ساتھ ہیں گلگونہ نے کہا کہ
خدا نے ان کو جمال ہی ایسا عطا کیا ہو کہ جہاں جاتے ہیں شاہزادیاں عاشق ہوتی ہیں ہر کار کو
نے خبر دی کہ ایک دختر زر ریزہ تاجدار ہو اور ایک ریشہ گلپوش تراق بودون نے صلوات
کر کے بادشاہ کو رہا کیا بادشاہ نے جو دیکھا کہ سرخاب مبارز طلبی کر رہا ہو مرکب اپنا بڑھا
مقابلہ سرخاب میں آئے بعد نیزہ بازی تلوار چلی بعد تلوار بادشاہ نے کشتی میں سرخاب کو
زیر کیا سرخاب بعد قتل مسلمان ہوا سامنے ظلمانہ کے آیا کہا لو ملکہ ہم تو رخصت ہوتے ہیں
ظلمانہ نے کہا کہ او سرخاب کیوں کیا ہو اس سرخاب نے کہا کہ میں زہر ہے اور جب اطاعت کی
تو جان بچی ظلمانہ نے کہا کہ آج رات کو تو رہی کو صبح کو چلے جانا سرخاب نے قبول کیا اور اپنی
بارگاہ میں آکر بیٹھا کہا یا رومیہ ارادہ یہ ہو کہ لشکری ظلمانہ پر شیون ماروں کوئی تو کار نیک
ایسا کروں کہ بادشاہ مجھ سے خوش ہوں آج تاک جبرائیل آئے ہر دہو کہیں کوئی تو بہتری بھی ہو
سب نے کہا کہ بہت مناسب ہو جبکہ دو پر رات گئی تو سرخاب سے ارادہ الشکر ظلمانہ پر گرا
قتل کرنا شروع کیا لڑتا بھڑتا چاہتا ہو کہ محل جائوں مگر ہر کاروں نے ظلمانہ کو یہ خبر دی ظلمانہ

آنکھیں ملتی ہوئی باہر آئی دیکھا کہ ہزار ہا لاشہ نثرپ رہا ہر خیمے جل رہے ہیں فریاد فریاد کی صدا بلند ہو سرخاب وسط میدان میں پہنچ چکا ہو ظلمانہ نے بڑھ کر سحر کیا کہ گرد لشکر سرخاب دھواں پھیل گیا اُس دھوئیں نے لشکر کو گھیر لیا کہیں آگ جل رہی ہو کسی مقام پر دھواں پھر آسمان سے آگ برس رہی ہو ظلمانہ نے چند کس کو اٹھا لیا کہ جا کر سب کے سر کاٹ لو ملازمان سرخاب کے ہاتھ پائوں بیکار ہیں یہ جو دیکھا کہ چند کس قتل کرنے آتے ہیں غل بچانے لگے کہ اے شہر یا ر غلاموں کی مدد کیجیے میثاق کوہ گردان طللائے پرتھا اسے جو یہ ہنگامہ دیکھا معلوم ہوا کہ سرخاب پہاں آتا تھا ظلمانہ نے اُسکو سحر میں پھنسا یا ہو فریاد فریاد سب کر رہے ہیں وہیں سے سحر کیا کہ وہ لوگ جو برائے قتل چلے تھے وہ آگے نہ بڑھ سکے جب ظلمانہ سحر کرتی ہو تو وہ لوگ تلوار بن کھینچ کر ٹھٹھتے ہیں اور جہاں میثاق نے اُن کو آتے دیکھا ماش کے دانے پھینک دیے پھر وہ لوگ رگ گئے غرض بادشاہ حجاجہ کہ خواب راحت میں تھے فیروزہ نے جا کر قدموں پر ہاتھ رکھا بادشاہ آنکھیں کھول دیں فیروزہ نے سب حال کہا بادشاہ نے لوح محفوظ گلے میں پہنی گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے مگر ظلمانہ نے جب کئی مرتبہ یہی دیکھا کہ میثاق میرے سحر کو روک دیتا ہوں ان کو کاٹ کر خون پھینکا میثاق نے ہر چند چاہا کہ روکوں مگر وہ لوگ نہیں رکتے مگر سرخاب نے جو یہ رنگ دیکھا بے قرار ہو کر دعائیں مانگنے لگا کہ اے کریم و رحیم وای سمیع و علیم رحم و کرم فرما نظم

بساجلہزاران اہل حکومت	بساکلہزاران مقبول صورت
بساہلوانان اہل شجاعت	بسازورمندان پُر زور و قوت
بسایندگان سالکان طریقت	بسارہردان واقفان حقیقت
بساہل حشمت بساہل دولت	بساہل عظمت بساہل شوکت
بساہل عزت بساہل حریت	بساہل عصمت بساہل عفت
شہان جہان والیان ولایت	امیران ذیجاہ و ارکان دولت
گذشتند و رفتند آخر ز دنیا	نبردند با خود و بجز رنج و حسرت
نہ آن مال ماندہ نہ دولت نہ سان	نہ آن زور ماندہ نہ قوت نہ طاقت
از ایشان بجز نام باقی نشانے	دوبارہ تماند اندرین دار حیرت

نیا مد نظر اندران ناامیدی	نہ تاج حکومت نہ تخت امارت
کس از دوستاران و یاران ہم	ہر ایشان فکر داندین رہ رفت
ہمہ دولت و مال و ملک و خزان	ہیئتاً در دست اہل وراثت
ہمہ خویش و بیگانہ بر مال مردہ	کشادہ ہر چار سو دست غارت
بہر حیلہ بردند و بے باک خوردند	بہ عیش و نشاط و خوشی و فرغت
کن از دست خود مال و زر صرف ہنری	و گر نہ بدل زو بہا ندند امت

بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ لازم سرخاب بلا میں مبتلا ہیں فریاد کر رہے ہیں اور ظلمانہ نے سحر کا تار باندھ دیا ہو قریب آکر لوح محفوظ کو چمکایا اور کچھ دعائیں پڑھیں میثاق نے بھی سحر کیا کہ وہ حصار بر طرف ہوا سرخاب فوج کو لیکر بادشاہ سے قدمبوس ہوا بادشاہ اُسکو ساتھ لیے ہوئے نوبت و نقارے بجواتے ہوئے داخل لشکر ظفر اثر ہوئے سب سرداروں نے آکر قدمبوسی کی زریز و گلپوش سب سے ملوایا سب مل کر زریز و گلپوش سے بہت خوش ہوئے میثاق نے کہا کہ یہ سردار لائق مقابلہ ہیں ہمارے شہنشاہ کیا صاحب اقبال ہیں نمی ہو کر گئے وہاں سے دوسر دار نامی و گرامی و لشکر گران لیکر آئے یہاں آکر سرخاب ایسے پہلوان کو زیر کیا بادشاہ آکر بارگاہ میں بیٹھے سب سردار گر دیٹھے ہیں ذکر لشکر ظلمانہ ہو ہا ہر بادشاہ نے فرمایا کل ہم کوچ کریں گے اگر ظلمانہ روکے گی تو ایسی تلوار چلیگی کہ دیلے خون بہا بیگا میثاق نے کہا کہ یہ حضور نے خوب تجویز کیا مگر میثاق کو ہ گردان طلوائے پر جا کے ٹھہرا ظلمانہ جو پلٹ کر آئی سرداروں سے صلاح کرنے لگی کہ کیوں یارو اب کیا کروں میں نے چاہا تھا کہ سرخاب کو روک لوں نہ جانے دون بادشاہ آکر اُسکو لے گئے کچھ زور نہ چلا اب میں کیا تدبیر کروں سب نے کہا کہ جو راے اقدس میں آئے وہ کیجیے ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ظلمانہ نے کہا کہ آج رات کو شیخون مار و لشکر بادشاہ کو درہم و برہم کر دو اسی بلوے میں بادشاہ کو گرفتار کر لو وہ شکست دون کہ قدم نہ تھم سکے بیرون طلسم جا کر ٹھہریں سب نے منظور کیا رات کو ظلمانہ نے شیخو اب نامے عیار کو بھیجا کہ جا کر دریافت تو کرو کہ بادشاہ کس بارگاہ میں آرام فرماتے ہیں شیخو اب تو جلا مگر خواجہ عمر و جو تلاش میں بادشاہ کی گئے تھے پھرتے پھرتے

واپس آتے تھے چونکہ لشکر میں آتے آتے رات ہو گئی تھی ایک نخل کے نیچے بیٹھ رہے کہ شیخو اب کھڑے ہوئے دیکھا مندریں میں پیش کردہ شیخو اب وہاں پہنچا پہلے رکا پھر جست کر کے جو چلا بیچ حلقہ ہائے کند میں پہنچا خواجہ نے جھٹکا مارا شیخو اب گرا خواجہ نے حباب مار کر مہوش کیا اور نخل سے باندھا کوڑا نکال کر کھڑے ہوئے شیخو اب کو ہوشیار کیا کہا سچ بتا کہ تو کون ہو کس کلم کو چلا تھا شیخو اب نے بیان کیا کہ میں برائے دریافت حال بادشاہ جاتا تھا ظلمات میں برائے شیخون آویں گی آج بلا کی لڑائی پڑ گئی خواجہ نے شیخو اب کو مہوش کر کے ایک درہ کوہ میں ڈال دیا شیخو اب کی شکل بن کر پہلے سامنے ظلمات کے آئے کہ انہی ملک عالم آج بادشاہ نے فوت محفوظ رکھی ہو لگا دی ہو بارگاہ میں اکیلے سو رہے ہیں پہلے چل کر لوح محفوظ کو پھر بادشاہ کو گرفتار کر دیا سن کر ظلمات نے لشکر کو تیار کیا شیخو اب نقلی نے کہا کہ میں آگے جاؤں لشکر مسلمانان میں ہنگامہ ڈال دوں مشہور کروں کہ شیخون آیا ہو میثاق کو جھگڑاؤں ظلمات نے کہا کہ آگے بڑھو آج وہاں سے پٹے اول آگے میثاق سے ملاقات کی اور تمام کیفیت بیان کی میثاق نے کہا کہ اُس ملعونہ کو آنے دیجیے دیکھیے تو کیسا حیران کرتا ہوں خواجہ نے کہا کہ میں کہ آیا ہوں پہلے آکر لوح محفوظ پر قبضہ کرو پھر بادشاہ کو گرفتار کر لینا میثاق جا دو گریون کو ساتھ لیکر ایک درہ کوہ میں آکر چھپاؤ اور بادشاہ کو مسلح کیے گوشہ بارگاہ میں چھپا دیا لشکر والے آمادہ ہیں کہ ظلمات آئے تو اُس پر جا پڑیں پلٹ کر جانے نہ دیں خود اُس کو گرفتار کر لیں میثاق جا دو گریون کو اپنے ہمراہ لے کر درہ کوہ سے دیکھ رہا ہو کہ ظلمات آئے تو اُس پر سحر کروں دو پہر سے شب گزر چکی ہو کہ ظلمات لشکر لیکر چلی جیسے ہی سامنے لشکر بادشاہ کے پہنچی بموجب ہدایت شیخو اب عیار قصد ہوا کہ بارگاہ بادشاہ پر جا پڑوں لوح محفوظ پر قبضہ کر کے بادشاہ کو گرفتار کر لوں کہ پہلو سے نعرہ میثاق کی صدا آئی دوسرے پہلو سے بادشاہ حجابہ نے نعرہ کیا نعرہ بادشاہ سے منم شاہ شاہان فرید حشم بہار گلستان کا اوس وجمہ منم شیر دل صفت شکن نوجوان نہال گلستان صاحبقران چار طرف سے لشکر نے بلوہ کیا اور میثاق نے شاہزادیوں کو ساتھ لے کر سحر کیا کہ لشکر ظلمات والے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

یارب نہ شام ہجر کا مجھ کو ملال دے	آئی ہوئی بلا مرے سر پہ سے طال دے
-----------------------------------	----------------------------------

<p>دو ایک جام ساقی رنگین خیال دے ای دل سوال وصل تو آسان ہو مگر دل لیکے چین دے گئے یہ پھر کونہیں امیہ چہرہ چرچکے چھوٹا پڑے کوہ طور کی بیجا کون گزرتا ہے نہ کو بھون کی قبر پر عرخ سے نقاب اُٹا کے دکھا نکل چاندی شاہوں سے لبین خراج کر چہنچہن ای پڑ پڑ</p>	<p>آتی ہو حسین پھول کی بو وہ زلال دے ایسا نہ ہو وہ بات نری ہنس کے ٹال دے دم بھر بین بھر کو گے کلیجہ نکال دے یار ب تو اُس پر ہی کو وہ حسن و جمال دے جوش جنون مفر جو بچھے ایک سال دے ارمان آج میرے بھی دل کا نکال دے اختر کو ذرا لجلال وہ جاہ و جلال دے</p>
--	---

بادشاہ حجامہ لایا ہوا قریب ظلمانہ پہونچ گئے ظلمانہ اس سال سے آتی تھی کہ بال سر کے
گھلے ہوئے چدریا سر سے ڈھکی ہوئی جس کا پایا اسے پیر والا بعض کی گردن پکڑ لی اور منہ مار کر
سر نوچ لیا ایک سادہ بڑھ کر سحر کیا ظلمانہ نے اس کو پکڑا اور چکت مارنے لگی بادشاہ نے
آکر بال تمام لیے ایک بچکا ارا کہ ظلمانہ گری گھوڑے سے کودے کہ اس کو دبا لون ظلمانہ نے ایک
چینج ماری کہ اسے بارہ بکوبچاؤ میں پیچے میں شیر کے پھنس گئی کئی ہزار آکر گرے ظلمانہ کو لے بھاگے
میشاق نے آگ برسا دی ظلمانہ کو سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا لشکر ظلمانہ کو شکست فاش ہوئی
سواروں کے گھوڑے چھین لیے پیادوں کو گرفتار کر لیا ظلمانہ بھاگ کر کنارے پر اپنے لشکر کے ٹھہری
دیکھا سب بھاگے ہوئے آتے ہیں ہر مرتبہ شہنشاہ کو پکارتی ہو کہ ای شہنشاہ کیا نشان بتایا تھا
یہ تو اٹھی بات ہو گئی کہ لشکر نے ہمارے شکست فاش کھائی شہنشاہ درہ کوہ میں پڑا ہوا تھا ایک
ساحر بھاگ کر ادھر پہونچا شہنشاہ کو جو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہوا اُس ساحر نے آکر اسے ہوشیار کیا
شہنشاہ اُٹھے ہی بھاگا سا منہ ظلمانہ کے آیا کہا ای ملک عالم یہ کیا ہوا میں تو گرفتار ہو گیا تھا
اب براے شیخون نہ بایئے گا ظلمانہ نے کہا کہ ارے شیخون لیکر گئی تھی شکست فاش کھا کر آئی ایسی
شکست ہوئی کہ کہی ایسی شکست نہ کھائی تھی جان میری بچ گئی یہی بڑی بات ہوئی آج پیچے میں اُس
ہزبر دشت و خاک کے پھنس گئی تھی بادشاہ نے ہاتھ ڈال دیا تھا سادھون نے بڑی جانبازی کی
کہ جھکولیا کھیل گئے میان بادشاہ بفتح و فیروزی پٹے خواجہ جو پلٹ کر آئے کہا کیوں شہر یا شیخون
کو کیسا ہلایا ہو کہ ظلمانہ کو شکست فاش ہوئی آج تو انعام معقول ملے بادشاہ نے سب مردانوں

کو حکم دیا سب نے کچھ کچھ پیش کیا مبالغہ خلیفہ جمع ہو گئے خواجہ نے وہ روپیہ تو داخل زنبیل کیا کہا اے
 شہریار آپ کے حکم سے ابکی مینے کا سودا دیا ہو جائیگا آپ کا اسمین کیا حرج ہوا کہ لوگوں سے آپ نے
 کہا دیا ان سب نے دیا مثل مشہور ہو کہ اگر ذرہ ذرہ دیا پھر اچھا بھلا ہو گیا بادشاہ ہنس پڑے کہا
 خواجہ سب کو ضرورت رہتی ہو خواجہ نے جواب دیا مجھے بڑھ کے کسی کو ضرورت نہیں رہتی
 ہو گی بادشاہ اور زیادہ ہنسے جواب دیا کہ بس سب تمھیں کو حوالے کر دین باہر گاہ شاہ مین
 چل پہل ہو رہی ہو عنبر افشان وغیرہ اپنے سحر کی تعریف کر رہی ہیں ایک کہتی ہو کہ مین نے
 سب کو دیوانہ کیا دوسری کہتی ہو کہ مین نے وہ سحر کیا کہ ساحران لشکر ظلمانہ سر ٹکراتے
 پھرتے تھے بحرین نے کہا کہ مین نے دریا جاری کیا ہزار ہا جادو گر ڈوب کر مرے مروارید
 کہتی ہو کہ مین نے وہ مالے مارے کہ جسیر مالے کا موتی گرا اُسکا سر پھٹ گیا مگر ظلمانہ شکست
 کھا کر آئی سرداروں سے صلاح کر رہی ہو کہ لو صاحبو شیخون کا بھی حوصلہ نکل گیا اب کیا تم پر کروں
 کہ بادشاہ سے جنگ میں سربرہوں یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برقی جلی ایک جادو گر خوشخوار تنگ
 پیشانی بڑے زور و شور سے آیا ظلمانہ سے کہا کہ مین دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ قدرت نے
 تمھاری شکست کا ذکر کیا کہ لشکر ظلمانہ کو شکست فاش ہوئی کوئی ساحر جلے اور جا کر اُنکی
 شرکت کرے اسی ملکہ عالم مجھ کو ہمیشہ سے آپ سے محبت ہو میں بیقرار ہو کر اُٹھا جو کہ وہ آفت
 برپا کروں کیا مجال کہ جو لشکر بادشاہ اسلام ٹھہر سکے سب بھاگین گے پلٹ کر پیچھے نہ دیکھیں گے
 ہر چند کہ بادشاہ غل مجاہدین مگر بھاگنے کے سوا ان کو کچھ نہ بن بڑے ہمارے ساتھ والے
 بڑے بڑے کے لڑیں مین ابھی جاتا ہوں ظلمانہ نے کہا کہ اسی خوشخوار ابھی تامل کرو دیکھا جائیگا
 مگر خوشخوار نے نہ مانا کہ مین قدرت سے وعدہ کر کے آیا ہوں کہ جاتے ہی شکست دوں گا
 پس اپنے قول کے خلاف نہ کرونگا یہ کہ کر چلا ایک بلندی پر آکر بیٹھا سحر کرنے لگا ایک ابر
 تیار ہوا اُس ابر میں برف بھری اور سحر کیا کہ لشکر شاہی پر برف برسے لگی لشکر مین غریب ہوا
 لوگوں نے اگر بادشاہ سے عرض کی میثاق جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اسی شہر یار معلوم ہوتا
 ہو کہ کوئی اور ناہنجار آیا ظلمانہ کو تو یہ لیاقت کہاں مگر کوئی اور ساحر آیا یہ کہتا ہوا ہا ہر نکلا
 عنبر افشان وغیرہ پشت پر مین باہر نکل کے دیکھا کہ برف برس رہی ہو اکثر خیمے بھی گر پڑے

جا بجا جن لوگوں پر برف پڑی پڑی ہو رہی تھی۔ یہ برف نہیں سکتے اول میثاق نے سحر کیا کہ برف کا برسہا موقوف ہوا مگر عنبر افشان نے کہا کہ یہ ابر کہاں سے اٹھتا ہو اور کیونکر برف برسی میثاق نے کہا کہ فلان کوہ سے برف آتی ہے عنبر افشان نے جو دیکھا کہ پہاڑ کی طرف سے لگے ابر کے اٹھتے ہیں اگر سرتے ہیں اسی طرف پلین آکر دیکھا کہ ایک جادوگر بالاسے کوہ بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو مگر جب سے میثاق نے آکر سحر کیا ہو لگے اٹھتے ہیں اور پلٹ آتے ہیں تو بخوار نے جو دیکھا کہ میرا سحر بٹا آتا ہو جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر مارا خون کے قطرے جو اس نشتر مارنے سے نکلے وہ ابر پر ڈالے ہر چند چاہتا ہو کہ ابر بلند ہو مگر نہیں بلند ہوتا دیکھا گھاٹیوں کو طو کرتی ہوئی ایک نازنین نہایت حسین و جمیل آتی ہو بخوار نے جو عنبر افشا کو دیکھا بے قرار ہو گیا اٹھ کھڑا ہوا سمجھا کہ کوئی راہ گیر ہوتا تھا سے اشارہ کیا کہ ای ملک عالم اس طرف تشریف لائیے عنبر افشان نے ہاتھ اٹھایا کہ میں آتی ہوں تیرا کتنا خالی نہ جائے گا جب بخوار نے دیکھا کہ یہ نازنین میرے بلانے پر آتی ہو بہت خوش ہو اجمی میں کہتا ہو کہ کیا قدر جمشید ثانی ہو کہ میں نے اس قدر مسلمانوں کو ستایا اسپر یہ عشوق عطا ہوئی اگر سحر کامل کرتا تو کیا مرتبہ پاتا یہ سوچ کر اٹھا قریب آکر ہاتھ تمام لیا کہا ای ملک عالم آپ کا نام نامی کیا ہو عنبر افشان نے کہا کہ صاحب تم کو ہمارے نام سے کیا کام تھے بلایا ہم چلے آئے آخر مطلب کیا ہو بخوار نے کہا کہ دم بھر یہاں بیٹھے خوراک کی سیر کچھ میں سحر کر رہا تھا سحر نے مجھ کو جواب دیا جہاں بھی جاتا ہوں وہاں نہیں جاتا نہیں معلوم کیا سبب ہو عنبر افشان نے کہا کہ صاحب کہ سپر سحر کرتے ہو بخوار نے کہا کہ مسلمانوں کے مٹانے کی تدبیر ہو لیکن مسلمان وہ لوگ ہیں کہ کسی مقام پر دبتے نہیں صاحب اقبال ہیں خداے نادیدہ انکی مدد کرتا ہو ہمارے خداوند خود معصیت میں ہیں کسی مدد کوں بڑے بڑے لوگوں سے مقابلہ پڑا ہو عنبر افشان نے کہا کہ ہم کو اپنے خداوند کے پاس لیچلو ہم ان کو سمجھا دیں گے بخوار نے کہا کہ ابھی دو تین دن تو میں کہا پہاڑ پر رہو نگاہ میں وعدہ کر کے آیا ہوں آج دن کو سحر تاثیر نہیں کرتا شب کو کامل سحر کر دنگا سب لشکر کو پر اگندہ کر دنگا عنبر افشان نے کہا کہ صاحب تمہارا بہت برا ارادہ ہو مسلمانوں سے جو لڑا وہ مارا گیا کسی نے امان نہ پائی بخوار نے کہا کہ میں بدو قتل مسلمانان نہ پلٹوں گا

بن جانا ہوں کہ لشکر بادشاہ میں سحر کو روکنے والے بھی ہیں مگر شب کو وہ سحر تیار کروں کہ کسی
 نہ روکے نہ رُکے عنبر افشان نے کہا کہ خیر اختیار ہو یہ باتیں ہو رہی ہیں خود بخوار چاہتا ہو
 تو ان میں تیرے خیر کریں تو ہاتھ لگاؤں کہ گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بہ سوز و گداز
 یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہر نظم

در عشقت را بیان دیگر است اختر آتش شناسان ترا تا بگو سر گرم کار این جهان در شراب عشق میسوزد جگر در میان خلق میجویند نیست رہبر و راه طلب را هر قدم کس نمیداند کہ منزل در کجاست در نیا بد غیر چشم حق شناس در نیا بد هر کس اسرار عشق پر تو اقبال صاحب ہمتان	این درس را زبان دیگر است با فلک ہر دم قرآن دیگر است این جهان را ہم جهان دیگر است نقل این می از مکان دیگر است طالب حق را مکان دیگر است ہر سہ با کاروان دیگر است ہر کس را کاروان دیگر است مرد میدان را نشان دیگر است این معلم را زبان دیگر است مخفی از آسمان دیگر است
--	--

خود بخوار نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک لڑکا خوبصورت ڈفلی ہاتھ میں لیے گاٹا ہوا جاتا ہو
 مگر ایسا واقعہ کار ہوا و گانے میں ناشر ہو کہ درختوں سے طائر اتر کر ساتھ ساتھ اُس کے
 کے چلے آتے ہیں خود بخوار نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ میان جانے والے ادھر آؤ لڑکا پلٹا
 قریب آکر عرض کی کہ خداوند یہ ہمارا وقت مشقت کا ہو بھٹی پر جا کر گائین کے شراب پیئے والو
 سے پیسہ چیز باوین گے اگر آپ اس قدر دے سکیے تو بلائیے میں پیسہ ٹھہری سے کم نہ لوں گا باپ
 میرا کوٹھے پر سے گر پڑا کوٹھا اُسکا اتر گیا اب گھر کی وجہ معاش میرے فٹے ہو چار آنے رو
 لیکر جانا ہوں میرا نقصان نہ کرایے کا خود بخوار نے کہا کہ ایسا کچھ دین گے کہ تم کو خوش
 کر دین گے تم یہاں تاک تو آؤ وہ لڑکا حاضر حاضر کہہ کر بالائے کوہ آیا عنبر افشان نے لڑکا
 کے گانے کی بڑی تعریف کی عنبر افشان نے بھی اشارہ کیا کہ میان صاحبزادے اور کچھ

گاؤ لڑکے نے کہا بے شراب سیہ ہمارا گانا نہیں بنتا قریب آگ کے بوتل رکھی تھی خوشخوار
 نے کہا کہ میان صاحبزادے یہ شراب پوسجے کی رکھی ہو پیلو اور کچھ مجھ بھی پلاؤ لڑکے نے کہا کہ
 حضور میں اکیلا نہ پیو گا ہماری نانی سے منع کر دیا ہو کہ کسی غیر کے ہاتھ سے شراب نہ پینا یہ کہہ کر
 بوتل اٹھالی جام لبریز کیا پہلے چند شرگائے اور یہ مطلع پڑھا فردر وشن شد اند وصال تو تھا
 تار ماہ صبح قیامت است چراغ مزار ماہ یہ شعر گا کر جام لبریز کیا سائیں خوشخوار کے پیئ کیا
 خوشخوار خوشی خوشی سب اندیشہ انجام جام پی گیا پیتے ہی ہوش نادرست ہوئے گھر اگر کہا کہ
 کیوں لڑکے یہ شراب کہی تھی اس طفل نے جواب دیا کہ میں کیا جانوں آپ کے پاس بوتل میں کھی
 تھی کیا میں اپنے گھر سے لایا تھا مگر معلوم ہوتا ہو کہ یہ شراب تازی تھی اسی وجہ سے اُسے سرور
 زیادہ کیا اگر مناسب ہو تو اٹھ کر ذرا ٹیلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو خوشخوار اٹھا جیسے ہی قصد کیا
 کہ آگے بڑھوں بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا اس طفل نے نعرہ کیا کہ فیروزہ
 بن عسرو یہ کہہ کر خبر مارا کہ شکم چاک وقتہ پاک ہوا عنبر افشان نے کہا کہ ای فیروزہ تم نے کیا
 کار نمایاں کیا اس بیچا کے سحر سے چند بندگان خدا مارے گئے مگر اس ملعون کا انجام خراب ہوا
 یہ باتیں کر کے دونوں کے دونوں پہاڑ پر سے اترے فیروزہ عنبر افشان سے باتیں کرتا ہوا
 آتا ہو عنبر افشان نے کہا کہ ای فیروزہ ہم لوگ مجبور و ناچار ہیں مگر اب بادشاہ کو چاہیے
 کہ طرف جہیز کوہ بلاخیز کے کوچ کرین جس دن لوح ملیگی اسی دن خاتمہ ہو مگر جمشید ثانی سے
 وہ لڑائی پڑی گی کہ دیکھنے والے حیران ہوں گے فیروزہ نے کہا کہ اتو ہمارے لشکر کے ساحر بڑے
 بڑے نامی و گرامی ہیں سب کے افسر میثاق کوہ گردان ہیں وہ سحر کیا کہ جمشید بھی ناچار ہوا
 کہ پہلو سے آواز آئی کہ اب عنبر افشان و فیروزہ کہاں جاتے ہو فیروزہ نے پلٹ کے
 دیکھا کہ جمشید ثانی ایک درخت سے اُترا ہوا آتا ہوا اور پکار رہا ہو کہ ای فیروزہ معاوضہ
 خون خوشخوار میں تم دونوں کو قتل کروں گا فیروزہ نے اپنے کو فوراً ایک غار میں گرا دیا
 عنبر افشان گھبرائی کہ میں اس پیر نابالغ کو کیا جواب دے سکوں گی مگر جمشید چار جانب
 دیکھنے لگا کہ عیار کہاں گیا عیار کا جب پتہ نہ ملا تو اسے عنبر افشان پر سحر کیا عنبر افشان
 کے پاؤں زمین نے تھام لیے تلوار کھینچ کر جمشید ثانی بڑھا کہ سر عنبر افشان کا کاٹ لون

عنبیرافشان نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے کریم و رحیم مجھ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے ظلم	
قرب گر خواہی ہمیشہ حاضر در بار باش	پیش در اسادہ مثل سایہ دیوار باش
سر نہادہ روز و شب بر آستان یار باش	ہست مخدومی اگر مطلوب خد شکار باش
بادشاہی گر طلبداری غلام زار باش	
بہ رخ دلدارشیدائی اگر ای در دمند	شیفتہ بر حسن زیبائی اگر ای در دمند
تایع فرمان مولائی اگر ای در دمند	عاشق ذات مسیحائی اگر ای در دمند
در طلب زار و نزار و لاغر و بیمار باش	
<p>اس بیقراری میں ہلک کے جو دعا کی تیر دعا ہوت مراد پر پہونچا آواز آئی کہ اوجمشید خبردار اسکو نہ مارنا اسکو ہم اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے اور اگر یہ سجدہ کہے تو اسکی خطا معاف کر دوں جو یہ سجدہ نہ کرے تو اُس وقت اختیار ہو میرا تو اعتقاد کامل ہو اشب کو خواب دیکھا کہ اپنے دوست خداوند جمع تھے سب جمشید کی تعریفیں کرتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس خداوند غنیمت جانو بعد اسکے ایسا ظالم خداوند ہوگا کہ ساحرون کو مشکل بڑی کی جمشید نے منہ پھیر کر دیکھا کہ میشاق کوہ گردان رومال سے ہاتھ باندھے ہوئے کلمات مذکور کہتا ہوا آتا ہے جیسے ہی جمشید کو دیکھا براے سجدہ خم ہوا جمشید خوش ہو گیا کہ میرا وزیر راہ پر آیا اب مسلمانوں کا کوئی معین و مددگار نہ رہا اب جب چاہیں گے مسلمانوں کو بگاڑ دیں گے میثاق کی وجہ سے بڑی مدد پہونچتی تھی میثاق قریب آیا ہاتھ رومال سے بندھے ہوئے تھے سر جھکا کر کہا کہ غلام کی خطا معاف فرما یہ جمشید ثانی خوش ہو گیا ہو جو غرور کے جھوم رہا ہو جی میں کہتا ہوں کہ سامری و جمشید بھی مجھ کو جانتے ہیں میری تعریفیں اس سے کہیں جب تو یہ راہ پر آیا رومال ہاتھ کا گھولنے لگا سہرا پکڑ کے کھینچا جیسے ہی کھینچا بیہوشی اڑی دماغ پر پہونچی جمشید لڑکھڑا گر انفرہ ہوا کہ منم فیروزہ بن عمرو عنبیرافشان نے سحر کیا کہ پاؤں کو زمین نے جھوٹا مگر فیروزہ نے قصد کیا کہ جمشید کا سر کاٹوں ایک خون پیدا ہوا دل کا پھٹنے لگا سحر اسے ایک آواز میں آئی کہ اونا ہنجاریہ کیا کرتا ہو دیکھا کہ ایک شیر صحرائی دھڑو کے مارا ہوا آتا ہو عنبیرافشان و فیروزہ بھاگے اُس شیر نے آکر جمشید کو ہوشیار کیا جمشید نے ہوشیار</p>	

ہو کر دیکھا کہ ایک شیر صحرائی دم ہلا رہا ہو اور کہتا ہو کہ یا خداوند یہ غفلت آپ قصر
ہفت رنگ سے نہ نکلا کیجیے ایسا نہ ہو کہ یہ عیار آپ کو مار ڈالیں جمشید رنجوب ہوا شیر سے کہا
کہ اے ہنر بر جادو خوب وقت پر آئے شیر نے جواب دیا کہ غلام اسی خدمت پر مقرر ہو جب آپ کو
کوئی بیہوش کریگا میں فوراً پہونچو نگا جس وقت آپ بیہوش ہوئے تھے اسی وقت مجکو خبر ہوئی تھی
بس اب قصر ہفت رنگ میں جائیے سب شاہزادیاں بمقار ہین جمشید طرف قصر ہفت رنگ
کے چلا دیکھا قصر کا دروازہ کھلا ہوا اور شاہزادیاں رو رہی ہین جمشید قصر میں آیا سب نے
بلوچھا کہ یا خداوند کیا گزری جمشید نے سر جھکا کر کہا کہ عیار نے بادشاہ کے غضب کیا تھا مگر
چند نگہبان میرے اب بھی موجود ہین میرے بیہوش ہوتے ہی ہنر بر جادو پہونچا اور مجکو ہتھیار
کیا بدعت سے اُس عیار کی بچا یا مگر جسدن سحر کو نگاز میں ہلا دیا شاہزادیوں نے آپس میں
اشامے کیے کہ قدرت ایسا ہی فرمایا کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ سحر کر نیکی ہو س ہی میں رہ جائیں تو
خرابی ہو مگر جمشید ثانی نے ظلمانہ کو نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ظلمانہ اب تلو عرصہ ہو چکا
یا تو پلٹ آؤ یا کچھ کار گزاری دکھا و نامہ لکھ کر بکار کہ اے نامہ بر جلد حاضر ہو ایک جادوگر حاضر
حاضر کرتا ہوا آیا جمشید نے کہا کہ یہ نامہ لیجاؤ لیجا کر ظلمانہ کو دینا نامہ دار چلا جنگل میں تیزی
کے ساتھ اڑتا ہوا جاتا ہو مگر انتہا کا پیاسا ہو صحرا میں پہونچ کر ایک جھیل سے پانی پینے کا ارادہ
کیا دیکھا درہ کوہ سے ایک سا خر کلّا اُس نے منع کیا کہ خبردار پانی نہ پینا نامہ دار نے کہا کہ بھائی
یہ جنگل کا پانی ہر شخص کو معاف ہو مجھے کیوں منع کرتے ہو سا حرنے کہا کہ اس پانی کو اگر ایک
اثر دہا پیتا ہو اگر تم پیتے تو پانی ہو کر بہ جاتے جس سے دشمنی ہوتی ہو اُسے پینے دیتا ہوں اور
جس سے دوستی ہوتی ہو اُسے منع کرتا ہوں تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو نامہ دار نے کہا کہ
میرے پاس نامہ خداوند کا ہو ظلمانہ کے پاس جاتا ہوں جادوگر نے کہا کہ پیاس کو ضبط کرو
اگر پانی کی زیادہ خواہش ہو تو میں لا کر بلاؤں یہ کہہ کر جادوگر درے میں گیا جام بلوری میں پانی
بھر کر لایا نامہ دار کو پلا کر بیہوش کیا نامہ نکال لیا جادوگر کو درہ کوہ میں ڈال دیا اور نامہ
لیکر خواجہ بھاگے لشکر ظلمانہ میں آئے سب سے ملاقات کرتے ہوئے دربار گاہ ظلمانہ پہونچے
درگ سالار نے پوچھا کہ اے نامہ دار کہاں سے آتے ہو نامہ دار نقلی نے جواب دیا خداوند کے پاس سے

آتا ہوں مکہ ظلمانہ کو خیر کر نامہ دو گار گہ سالار نے جا کر ظلمانہ کو خیر کر ظلمانہ نے بلوایا نامہ دار سنا
 آیا بلا تکلف نامہ دے دیا ظلمانہ نے پڑھ کر جواب لکھا کہ یا خداوند مقام غیرت ہو کہ میں کئی مہینے مسلمانوں
 سے لڑی اور کوئی مطلب نہ نکلا لہذا امیدوار ہوں کہ ایک چفتے کی مہلت اور ملے اسی کے اندر
 سر لیکر آؤنگی نامہ دار نے نامہ اپنے پاس رکھا بیٹھ کر باتیں کرنے لگا کہ ظلمانہ کی ایک کنیز موسوم بہ
 نہال عشرت خیز ہستی ہوئی سامنے ظلمانہ کے آئی کہا واری آپ نے سنا میں نے آج شب کو
 خواب دیکھا کہ ہونے دو سر خداوند آئے ہیں اور چھپر ہریان ہیں مگر سامری نے میری پشت
 پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ ہم تجکو علم موسیقی دیتے ہیں جو جو کام عمر و کرتا ہو وہ تو بھی کرے لگیسگی عمر و کی نصی
 نیرے ہاتھ سے ہو واری میرا امتحان تو لیجیے خواجہ یہ باتیں کنیز کی سُکر بغور دیکھنے لگے دیکھا کہ برق
 ہو سمجھے کہ اب طلب نکل آئیگا ہمارا فرزند آ پونچا بڑا تیز ہی پہلے سے آکر بیٹھ رہا یہ کہ کہ برق فرنگی
 نے بیان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گائے نظم

دیکھو شبِ فرقت میں دل اپنا نہیں ہوتا زندہ جو کسی کا دلِ مردہ ہو تو جانیں بس دیکھ چکے گرمی بازارِ حسینان + کرتا نہیں کچھ شربت دیدار بھی تاثیر اک دل ہی ہمارا کہ تم ایسوں کا ہو بندہ یکان ہو شب و روز خلشِ خارِ الم کی مرتا ہوں ہنر ہرادر نہیں کچھ انھیں پروا	سچ ہو کوئی آفت میں کسی کا نہیں ہوتا باتوں سے فقط کوئی مسیحا نہیں ہوتا + دل پیچھے والوں کا تو سودا نہیں ہوتا بیمارِ محبت کبھی اچھا نہیں ہوتا + اک دل ہو تمہارا کہ کسی کا نہیں ہوتا دم بھر کو بھی کم دردِ جگر کا نہیں ہوتا سچ کہتے ہیں سب کوئی کسی کا نہیں ہوتا
---	---

اس طرح وہ کنیز گائی کہ ظلمانہ تعریفیں کرنے لگی کہا ای نہال عشرت خیز قدرت نے تم کو
 حقیقت میں سرفراز کیا ہو نہال نے عرض کی امیدوار ہوں کہ کلید میخانہ بھی مجھ کو ملے یہ بھی
 امتحان ہو چلے پھر میں برائے گرفتاری عمر و جاؤں جو کچھ قدرت کہے گئے ہیں وہ ہی ہوگا ظلمانہ
 نے کلید دی برق نے آکر غل مچایا کہ ہاں صاحبو شراب لیجاؤ میں ساقی ہوتی ہوں کوئی باقی
 نہ رہیگا آج امتحان کراست خداوندی ہو کل برسوں ساربانِ زاوہ قتل ہوگا بی ظلمانہ کی تکلیف
 قدرت کو ناگوار ہو سب شراب لیجانے لگے گلابیان کنیز اٹھا اٹھا کر لگئیں ہر ایک کا یہی قول تھا

کہ نہال عشرت خیز نظر کردہ ہوئی قدرت نے اُسکو پسند کیا مگر برق نے یہ بھی چاہی پس پچاس
 گلابیان آراستہ کین بیوشی اُنہیں خوب دل بھر کے ملائی اور شکل کینز کو رُخفل میں آیا ظلمانہ نے
 کہا کہ صاحبو دیکھو نہال عشرت خیز کس بلیتے سے شراب لائی ہو کہ خود بخود دل چاہتا ہو کہ شراب
 پیجیے بے شک یہ نظر کردہ ہوئی ظلمانہ نے خواجہ سے کہا بھئی کہ اے نامہ بر یا دُخرو نے کہا کہ آج
 آپ کی محفل میں کرامت کا ذکر ہو ہم بھی ایک آدھ جام فی لین قدرت کے کمال سے آگاہ ہوں
 ظلمانہ نے کہا کہ اختیار ہو اے نامہ دار پیٹھے رہو خواجہ شکل نامہ دار پیٹھے ہیں اور برق سب کلام
 کر رہا ہو برق نے بھی خواجہ کو چچا نادیدم کہتا ہو کہ میان نامہ دار صاحب یہ شراب پینا خلا
 مطلب نہیں ہو عمر بڑھ جائیگی عمر و گرفتار ہو گا پہلے میں ہی اُسکو گرفتار کر دوں گی تم بھی ایک ار
 کر لینا ساربان زادہ گرفتار ہو کر آئیگا اُسے بڑی بدعتیں کی ہیں خواجہ کہتے ہیں بی نہال حقیقت
 میں تم مقبول بارگاہ خداوندی ہو میں جب قدرت فرمائے تو فرق نہ ہو گا برق نے اول جاں
 لبریز کر کے ظلمانہ کو دیا ظلمانہ نے لگی برق نے دورہ بانہا تھوڑے ہی عرصے میں سب کو شرا
 پلائی خواجہ اشاروں سے کہہ رہے ہیں کہ بیٹا تھنے کیا کارنمایان کیا مگر خیر دار کوئی شر نہ چھوڑنا مگر
 برق ہر مرتبہ بیوشی ملا کر جام خواجہ کو دیتا ہو خواجہ گریبان میں گرا لیتے ہیں برق حیران
 ہو کہ یہ کیا وجہ ہو کہ اُستاد کو بیوشی تاثیر نہیں کرتی سوچا کہ دفعیہ بیوشی کھا لیتے ہوں گے اسوجہ
 سے تاثیر نہیں ہوتی تھوڑے ہی عرصے میں برق نے سب کو شراب پلائی محفل میں بے لطفی
 ہونے لگی ہلچل ہو ظلمانہ نے کہا کہ صاحبو کیا میری بارگاہ کو باز رہنا یا ہو جیسے ہی اٹھی اٹھ کر
 گری سنبھالنے والے اُٹھے وہ بھی گر کر بیوش ہوئے تھوڑے عرصے میں سب بربل فرش فرش ہوئے
 برق نے تڑپ کر نعرہ کیا نعرہ برق سے مرا نام ہو برق خچر گزار کہ اُستاد ہیں خواجہ
 نامہ دار کروں سیکڑوں کوس کی راہ طیارے سڑوے ذی علم شاگرد ہو بہو بزریر قدم غرب ہو نرق
 ہو بہو چھلا وہ ہوں میں نام بھی برق ہو بہو برق نے جھک کر ظلمانہ کے ہاتھ سے کڑے اتارے
 خواجہ نے اٹھ کر ایک تمانچہ مارا اور کڑے چھین لیے برق منہ دیکھ کر رہ گیا اب خواجہ عمرو
 لوٹنے لگے برق کہتا ہو کہ اُستاد ظلمانہ کی فکر کیجیے خواجہ کہتے ہیں آپ کھجائے میں فکر کر لوں گا
 برق جواب دیتا ہو اُستاد میں نے بڑی محنت کی ہو خواجہ فرماتے ہیں اے کیا بیودہ بکتا ہو

برق بر عاجزی کہتا ہو کہ مجھے بھی کچھ لینے دیکھو ورنہ بہت پچتا کیے گا خواجہ کب سنستے ہیں ہی سچا
 ہیں کہ برق نکل جائے تو میں اکیلا بارگاہ کو لوٹ لوں نقصانے کا رہمن جادو کہ برائے شکار کیا تھا
 پلٹ آیا دیکھا کہ دربار گاہ ظلمانہ پر چوہدار بیہوش پڑے ہیں خاموشی میں جوتی پیرا رہو رہی ہی
 بہمن گھبرا یا پردہ اٹھا کر اندر آیا دیکھا کہ دو شخص بارگاہ کو لوٹ رہے ہیں اور ظلمانہ بیہوش پڑی
 ہو لٹکارا کہ ارے تم کون ہو دو لون کو دکر بھاگے بہمن نے آکر ظلمانہ کو ہوشیار کیا وہ جواٹھی
 یہی کہتی ہوئی اٹھی کہ ارے کڑے چھڑے کیا ہوئے کوئی کہتی ہو کہ ارے بجلیاں میں نے ابھی نی
 بنوائی تھیں کوئی کہتی ہو ابھی نی بالیاں بنوائی تھیں یہ سب چیزیں کون لے گیا جو پیدار چھپے پھرے
 ہیں کہ ہمارے عصے کیا ہوئے ظلمانہ نے کہا کہ ارے نالا کتو مال کو کیا پٹیتے ہو جان بچی یہی
 بڑی بات ہو گلوڑے نے آکر عجب جھگڑا پھیلایا ظلمانہ سب کو تسکین دے رہی ہو کہ درگہ سالار
 نے آکر عرض کی کہ نامہ دار پھر آیا ہو کہتا ہو کہ جنگل میں بیہوش پڑا تھا کاہ فروشوں نے ہوشیار کیا
 ظلمانہ نے کہا کہ ارے گلوڑا پھر آیا میں باتیں کر دنگی تم لوگ پکڑ لینا خوب گلوڑے کو مارو منہ ہی
 منہ پیٹو کہ گلوڑا یاد کرے ہم لوگوں کو بالکل بے وقوف سمجھا ہو کہ ابھی عیاری کر کے گیا اور پھر زنگ
 جمانے آیا سب ساحر سر جھکا کر بیٹھے درگہ سالار نے کہا کہ میان نامہ دار اندر جائیے ملکہ ظلمانہ
 آپ کو اندر بلاتی ہیں نامہ دار اندر آیا ظلمانہ کو سلام کیا چار طرف سے جادو گر ٹوٹ پڑے لات
 جوتی پڑنے لگی نامہ دار چلاتا ہو کہ میں نے کیا خطا کی ہو کہ سزا ملتی ہو مارو اے کہتے ہیں کہ اوسا ران کو
 بڑا تیرا کلجہ ہو ابھی عیاری کر گیا پھر دوڑا آیا نامہ دار نے کہا کہ اے ملکہ عالم میرا منہ دھلو اے
 جب تو بچا نیے گا سب نے منہ ہاتھ دھو لایا مگر صورت تبدیل نہ ہوئی ظلمانہ نے شعلہ سحر کرایا
 مگر صورت نہ بدلی تب حال پوچھا نامہ دار نے سب حال بیان کیا کہ میں جنگل میں بیہوش پڑا تھا
 کاہ فروشوں نے آکر ہوشیار کیا میں فریاد کرنے آیا تھا یہ نہ سمجھا تھا کہ فریاد میں یہ بیدار ہو گئی
 وہ مار کھائی کہ ہڈیاں تھیل ہو گئیں اب جادو گر عذر کرنے لگے کہ بھائی معاف کرنا ہے
 تمہارے ایک جوتا مارا تھا دوسرا کہتا ہو کہ میں نے فقط ایک تھپڑ مارا کوئی کہتا ہو فقط میں نے
 ایک لات ماری تھی نامہ دار کہتا ہو تمہاری لات سے تو میں گرا سب جادو گروں نے خوب
 مجھے ذلیل کیا اب کبھی نہ آؤنگا اور قدرت سے فریاد کرونگا ظلمانہ نے انعام دیا روپیہ ہاتھ میں

لیے ہوئے نامہ دار دروتا تھا کہ اتنا تھا کہ اس ملک عالم آج وہ سزا پائی کہ عمر بھر یاد رہیگی ظلمانہ نے کہا کہ قدرت سے نہ فریاد کرنا نامہ دار دروتا ہوا روانہ ہوا راہ میں برق فرنگی ایک ساحر کی شکل بنا کھڑا تھا دیکھا کہ نامہ دار دروتا ہوا آتا ہو سمجھ گیا کہ یہ خوب پٹا کپڑے پھٹے ہوئے روپے ہاتھ میں اُن کو دیکھ دیکھ کے روتا ہو کتنا ہو یا خداوند جس جس نے محکوم مارا ہو اُن کو سزا دیجیے برق ایک نازنین کی شکل بن کر ایک نخل کے سائے میں بیٹھا اور نام جمشید تانی کا لیکر رونے لگا نامہ دار نے جو پلٹ کر دیکھا حیران جمال و معبودیدان ہوا قریب آکر پوچھا کہ کیوں صاحب کیوں رو رہی ہو جو حکم دودہ بجالاؤں اُس نازنین نے کہا کہ مجھ گرفتار دام مصیبت سے کیا حال پوچھتے ہو آوارہ وشت مصیبت گرفتار دام وحشت اپنے باپ کے ساتھ جاتی تھی قزاقوں نے اکر لوٹ لیا میں خوف آبرو یہاں بھاگ کر آئی اس شخص بڑا احسان نیراہ ہو گا کہ مجھے میرے گھر پہنچا دے تب تک کسی شیر بھڑیے نے نہ نکھایا گھر والے بھی تیرا احسان مانیں گے نامہ دار نے کہا کہ شادی تمھاری ہو گئی اُس نازنین نے کہا کہ تمھارے ساتھ شادی ہو گی کہ تم نے ایسے وقت میں خبر لی اب بھلا میں تمھارا دامن چھوڑ دوں گی ہمیشہ ساتھ رہوں گی یہ کہہ کر وہ نازنین اٹھی نامہ دار نے پوچھا مکان کہاں پر ہو نازنین نے سر جھکا کر کہا کہ جہاں گولہ کا پیڑ لگا ہو گا توں میں کھیت بہت ہیں ایک طرف چار رہتے ہیں نامہ دار سمجھ گیا کہ یہ بالکل نادان ہو اُس گاؤں کا نام نہیں جانتی چار سب گاؤں میں رہتے ہیں گولہ کے پیڑ کی کیا شناخت تھوڑی دور نازنین نے آکر کہا کہ کیوں میان تم کو کچھ سحر و ساحری میں بھی دخل ہو نامہ دار نے کہا کہ خوب جانتا ہوں کیا مطلب ہو کچھ بیان تو کرو نازنین نے کہا کہ دیکھو سامنے جھاڑی میں ایک قزاق بیٹھا ہو نامہ دار نے کہا کہ صاحب مجھ کو نہیں معلوم ہوتا نازنین نے کہا کہ آنکھوں کے آگے ناک سوچھے کیا خاک اپنی ناک کٹوا ڈالو تو سمجھائی دے مگر سحر کرو کہ زمین اُس کے پاؤں مقام لے نامہ دار نے چاہا کہ بڑھ کر سحر کروں برق نے حلقہ کند کے گلے میں ڈال دیے حباب مار کر بیہوش کیا خنجر مار کے دو ٹکڑے کیے مرنے کی جواسے صدا بلند ہوئی خواجہ عمر و ایک طرف جاتے تھے آواز سُکر پلٹے اُس وقت آکر پہنچے کہ دیکھا برق فرنگی کپڑے اتار رہا ہو لکار کر آواز دی کہ اوجھیا کیا کرتا ہو یہ میرا حق ہو مردے کے کپڑے اتارنا ہی برق نے کہا کہ اُستاد میرا حق ہو جبکی مرتبہ میں نے غفلت کی تھی ابکی مار ڈالا

خواجہ نے کہا کہ خیر مٹا کر پٹے لے لو گویا ظلمانہ کی تدبیر کا اب تم بہت ہی ہوشیار ہو اسکی فکر کرو کیونکہ اس نامہ دار کا سارا مال و اسباب تو تم نے لیا مگر ظلمانہ بہت ہوشیار ہو جو عیاری کرنا سمجھ کر نابرق کو بخوبی سمجھا کر خواجہ نے رخصت کیا نابرق فرنگی صورت بدل کر چلا لشکر ظلمانہ میں آیا پھر نے لگا قضاے کار ظلمانہ جادو اپنی بارگاہ میں بھیجی ہو مصاحبوں سے صلاح کر رہی ہو کہ ہر کاروں نے خیر دی اور ملکہ عالم غضب ہوا نامہ دار مارا گیا ظلمانہ نے کہا کہ وہ آفت برپا کر دنگی کہ مسلمانوں کو چین لے لے وہ سحر کروں کہ زمین بل جائے اس سوچ میں بیٹھی تھی کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا گلے میں اس کے ایک کاغذ بندھا تھا ظلمانہ نے کھول کر پڑھا اسکے شوہر ظلمات آد مخوار کی طرف سے لکھا تھا کہ صاحب شکوے ہوئے عرصہ ہوا میری ملاقات تک کو نہیں آئیں میں نے یہ نامہ روانہ کیا ہو تاکہ کے دیکھتے ہی کچھ تدبیر ایسی کرو کہ مجھے ملو یا جواب یا صواب لکھو ظلمانہ نے پشت پر اسکی لکھا کہ ای شوہر میرے میں مجبور و ناچار ہو رہی ہوں جلد مع فوج آؤ کہ ہم تم ملکر مسلمانوں کا کام تمام کریں گلے میں طائر کے وہ نامہ باندھ دیا ظلمات آد مخوار کو جو یہ نامہ پہونچا ساٹھ ہزار فوج تیار کر کے براسہ مدد ظلمانہ چلا لشکر ساتھ لیے ہوئے منزل در منزل چلا آتا ہی برق جنگل میں پھر رہا تھا کہ گرد آلودی لشکر ظلمات ظاہر ہوا برق نے صورت بدل کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ شوہر ظلمانہ ظلمات آد مخوار براسہ مدد زوجہ جاتا ہی برق ایک نخل کے نیچے بیٹھا بلک بلک کر روتا تھا اور یہ اشعار پڑھتا تھا نظم

نرے مکان کلہ پتہ کوئی مجھ کو کیا دیگا نقاب رخ سے جو وہ ماہر و اسٹھا دیگا کر گیا خواب عدم سے وہ فتنہ خوبیدار وہاں قبر سے کہتے ہیں ساکنان عدم غم فراق جو ہر دم لحد جھکاتا ہو خدائی مرقیامت سمجھ کے لرز یگی بتک ہو کے یغخونسے بلبلیوں نے کہا ہز ہز دل میں بیٹا الو ورس الفت کو	ترا ہی نقش قدم راستہ بتا دیگا یقین ہی جلوہ خورشید کو شاہ دیگا سلا گیا ہی جو ہم کو وہی جگا دیگا کہ سب کو خاک میں اگردن فلک ملا دیگا یہ رفتہ رفتہ مجھے خاک میں ملا دیگا نقاب چہرے سے جس روز وہ اٹھا دیگا کہ غم رسید و نکانا نہ جگر نہا دیگا نباہ کر نیکا سامان تھیں خدا دیگا
--	---

طلمات نے جو یہ آواز سنی تخت سے کودا قریب آکر پوچھا کہ اے مہ جبین کیوں اس قدر سیرا کر
برق نے سر جھکا کر کہا کہ آوارہ وادی وحشت میں فلک نے خوب مٹایا اس جنگل میں کئی
دن گزرے مگر کسی جانور درند نے نہ پوچھا طلمات نے کہا کہ تمہارا نام نامی کیا ہو اُس نازنین
نے شرما کر جواب دیا کہ مجھ کو کچھ کہتے ہیں اسی جنگل میں قافلہ لٹا میں عصمت کے ڈر کے مارے
سیان چھپی شوہر کو میرے فراقوں نے مار ڈالا باپ کو گرفتار کر کے لے گئے طلمات نے کہا
کہ میرے ساتھ چلو ہر چند کہ میں اپنی زوجہ کے پاس جاتا ہوں مگر یہ مجال نہیں کہ تمہارے
مقدمے میں دخل دے نازنین نے جواب دیا کہ صاحب سوتا ہے کمالا مجھے نہ اٹھیں گے طلمات
نے کہا کہ طلمات اب ضعیف ہو گئی میں اُس پر توجہ نہیں کرتا کبھی دوسرے تیسرے بیٹے اُسکی ملاقات
کو جاتا ہوں وہ الگ رہتی ہر مین الگ رہتا ہوں وہ بھی چاہتی ہو اور بلکہ کہتی ہو کہ صاحب
تم اپنی شادی دوسری کر لو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ تم سے بہنا پا کرے نازنین نے کہا وہ
جس طرح مجھ سے ملین گی میں بھی اُسی طرح ملاقات کرونگی طلمات نے سب باتوں پر اچھا بھا
کہا اُس نازنین کو ساتھ لیکر اُسی مقام پر اتر پڑا نازنین کی بدل دجان خاطر کر رہا ہو جب
شب ہوئی تو آمادہ ہوا کہ وصل حاصل کروں نازنین نے کہا کہ صاحب ایک آدھ جام شراب کا
تو بلا دو طلمات نے اشارہ کیا گلابی اٹھا لو میں خود شراب کا عادی ہوں میرا دل یہ چاہتا
ہو کہ تم بھی پیو میں بھی پیوں اُس نازنین نے خوشی خوشی گلابی اٹھا کر جام بھریا اور نگلنا کر
یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی لہم

مچل مچو خوردن ماتحتی کام است و بس
دائے مرغ محبت حلقہ دام است و بس
روشنائی کفر از نور اسلام است و بس
مرد را مقصود از مردی ہم نام است و بس
روشنی چشم مجو را ان نہ پیغام است و بس
کا پنچہ آید پیشم از تا شیرایام است و بس
دور را راہ دو عالم حد یک گام است و بس

میکشان ہنگامہ مگر دوش جام است و بس
صید بر صیادگر دو دلیل از بے طاقتی
عشق آفرود و جہر غ حسن را در شام رفت
شا دران گردم ز غم کز غم شود نام بلند
کز بوی پیر ہن چشم کسے روشن شود
شکوہ از بیگانگان و آشنایان چون کنم
مرد را اندرین رہ زاد رہ در کاغذ

در و چون غالب شود از ناله نحفی لب بہ بند
 راز دل انہما کردن شیوہ خام ست و بس

یہ اشعار پڑھ کر باناز و غمزہ جام ظلمات کو دیا طلمات بہوت ہو رہا تھا خوشی میں آکر جا
 پی گیا ناز میں نے اشارہ کیا کہ صاحب خادمون کو تو اشارہ کرو کہ باہر جادین اور خادموں
 سے کہا کہ اگر شراب کی خواہش ہے تو گلابیان لیجا کر باہر بیو جب بلائیں گے تب آنا خادم
 باہر گئے طلمات ہاتھ بڑھانے لگا ناز میں نے ایک تماچہ مارا کہ اوبیجا ہم کو ہاتھ لگاتا ہو
 شرم نہیں آتی ذرا اٹھ کر ٹل ظلمات گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا کہ ٹھلون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی
 لڑکھڑا کر اگر برق نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق سے منم برق رفتار و خیر گزارا کہ کشتار
 ہوں خواجہ نامدار بہا ہر تو میں برق رفتار ہوں + ولیکن میں عیار و مکار ہوں + کروں
 سیکڑوں کو س کی راہ طوبی + ارسطوے ذی علم شاگرد ہی بہ زیر قدم غرب ہی شرق ہی + چھلاوہ
 ہوں میں نام بھی برق ہی + جیسے ہی برق نے خیر مارا سر تو طلمات کا جبر اہوا اگر ایک طائر
 اسکے سینے سے نکل کر آوازیں دینے لگا کہ یارو جلد دوڑو واندھیر ہوا کہ طلمات مارا گیا اڑا
 اُس طائر نے آواز دی کہ ہمارا بیان طلمات دوڑے بارگاہ میں گھس آے دیکھا کہ لاشہ
 طلمات کا تڑپ رہا ہوا اور ایک شخص لوٹتا پھرتا ہوا لگا کہ اسے تو کون ہو برق فرنگی نے
 جو ساحرون کو دیکھا ایک حقہ آتش بازی داغ کر مارا کئی کے منہ جلے برق کو دکر بھاگا ساحرون
 نے پیچھا کیا برق بھاگا ہوا جاتا ہوا ساحر پیچھے چلے آتے ہیں ایک نخل کے نیچے پہونچ کر برق
 ذرا کاٹھا کہ ایک ساحر نے آواز گیر کی دی برق کے پائون زمین نے مقام لیے تلواریں
 کھینچ کر وہ لوگ دوڑے کہ برق کو قتل کریں برق فرنگی بقیار ہو گیا دوائیں مانگنے لگا کہ اے
 کریم و رحیم اس آفت سے بچالے نظم

ای خداوند جهان پروردگار +	ای تسلی بخش اہل اضطراب +
ای بوقت محنت و غم غمگسار +	ای ہنگام مصیبت دوستدار +
قصر عالم را تو کردی استوار +	خاکہ انبیا ہی بہ اوج افتخار +
یافت انسان از تو تاج اقتدار +	عز و حرمت بندگان جاندار +
میکنی بر خلق عالم بار بار +	لطف ہے حد و عنایت بنیاد +

منفعل ناد م نہایت شرمسار مضطرب غمگین پشیمان بیقرار بیدل و بیدست و پالے اختیار اندرین رنج و ملال و حال زار بر کمال فضل تو امیدوار	بندہ زارت منم امی کردگار ہمتلاے رنج و غم لیل و نهار لاغر و بے طاقت و زار و نزار بندہ تنہا و دشمن صد ہزار ہست این نا چیز و کمتر خاکسار
--	---

برق فرنگی نے جو ملک کر دعا کی قضاے کا میثاق کوہ گردان کہ ہر اس شکار نکلا تھا دور سے اسے دیکھا کہ برق فرنگی کھڑا تڑپ رہا ہر چند ساحر قتل کرنے کو آتے ہیں برق فرنگی نے جو میثاق کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای وزیر اعظم میں نے ظلمات شوہر ظلمانہ کو مارا یہ ساحر چاہتے ہیں کہ مجھ کو قتل کریں امی میثاق میرے پائوں بیکار ہو رہے ہیں مجھ کو بچاؤ میثاق نے ایک گولہ مارا کہ تلوار میں برسے لیکن جس پر تلوار پڑی اسکا سر اڑ گیا اور جادو گر جو آتے تھے وہ میثاق کو دیکھ کر ڈرے اور ہلٹ گئے میثاق نے آکر برق کو اٹھایا سب کیفیت سنی میثاق بہت ہنسنا کہا کہ امی برق کیا کارنایاں کیا بڑے جادو گر کو مارا اب جو در بندوں ہرنائے ہوئے ہیں جو بڑے جادو گر آئین گے امی برق فرنگی اب خیال رکھنا جو آئیگا تمہارے استاد کی فکر کرے گا برق نے کہا کہ میں تو اب ظلمانہ کی فکر میں جانا ہوں میثاق سے برق فرنگی رخصت ہو کے ایک جنگل میں آیا دیکھا کہ ایک نازنین کو چند لڑکوں نے گھیرا ہوا ہے حیران کر رہے ہیں سب نے مل کر پکڑ لیا ہوا در ہاتھ پائوں باندھ کر پریشان کر رہے ہیں وہ نازنین حیران ہو کہ ان لڑکوں کی بدعت سے کیونکر نکلوں کہ برق ایک ساحر بن کر آیا لڑکوں سے کہا کہ خالی اسکو کیوں ملتے ہو سب مل کر شراب پیو اور اسکو بھی پلاؤ تب دل لگی ہو ایک لڑکائیہ کہہ کر دوڑا کہ میں بھٹی سے شراب لاتا ہوں ایک نے کمر سے کچھ پیسے کھول کر دیے وہ لڑکا دوڑا ہوا گیا بھٹی سے ایک لڑکا شرا کا بھر داکر لایا برق نے سب لڑکوں کو بیہوشی ملا کر شراب پلائی پیتے ہی سب کے سب بیہوش ہو گئے برق نے اُس نازنین سے پوچھا کہ اسی تو کون ہو اس جنگل میں کیونکر آئی اُس نازنین نے کہا کہ سامنے جو گاؤں ہو اُس میں رہتی ہوں شوہر نے جو مارا مارے ڈر کے نکل آئی یہاں جو آئی لڑکوں نے گھیر لیا حیران کر رہے تھے تم نے آکر سب کو سلا دیا برق نے اُس نازنین کو کھول دیا اسے

اپنا نام بتایا کہ مجھ کو شعلہ محفل کہتے ہیں برق نے کھول کر کہا کہ اب اپنے مقام پر جاؤ میرا نام متر
برق فرنگی ہے جب کبھی موقع ہو گا تو آؤنگا وہ نازنین برق کو دعائیں دیتی ہوئی طرف اپنے
گائون کے روانہ ہوئی راہ میں شہر سے ملاقات ہوئی اُس نے پوچھا کہاں گئی تھی اُس نازنین نے
اپنا سب حال بیان کیا اور برق کی تیزی اطہار کی کہ متر برق فرنگی نے لڑکون کی بدعت سے
بچایا ورنہ سب لڑکے عصمت بگاڑنے پر آمادہ تھے شوہر زوجہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے مکان
کے روانہ ہوا اگر برق فرنگی ایک ساحر کی شکل بنا ہوا جنگل میں جانا تھا کہ صحرا سے گرد اٹری
دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار نیزہ دار لشکر کو لیے ہوئے
آتا ہے اسباب صیود شکار ہمراہ ہی برق نے فقیر بن کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ کھرام نیزہ باز
شکار گاہ میں آیا تھا خبر سنی کہ مسلمانوں نے طلسم پر بلوہ کیا ہے یہ کہہ کر چلا ہے کہ بلوہ صاف کیے
دیتا ہوں کئی دن سے سفر میں ہر کسی سے مقابلہ نہیں پڑا خیال میں گذرا کہ ای برق انکی بین
خدمت کرو آگے نہ جانے دو کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا پاس سے نکالا ایک ساحر کی
شکل بنا ایک نامہ جمشید ثانی کی طرف سے تیار کیا غلامہ مضمون یہ تھا کہ ای کھرام نیزہ باز
ہم کو معلوم ہوا کہ تم نے شکار گاہ سے کوچ کیا ہے ابھی کسی سے مقابلہ نہیں پڑا تم کو مناسب
یہ ہے کہ بادشاہ اسلام کو پہلے تلاش کرو اگر تم انہیں غالب آؤ تو قید کر کے ہمارے پاس بھیج دو
ہم سزا دے لیں گے یہ نامہ لکھ کر دو بیٹے سے باندھا دربار گاہ کھرام پر آیا درگہ سالار سے
کہا کہ عرض کر دو در دولت پر ایچی فرستادہ خداوند حاضر ہے امیدوار بار باری ہی یہ سن کر
درگہ سالار نے جا کر عرض کی کہ ام نے کہا کہ ہلا لو برق فرنگی اندر آیا کھرام کو دیکھا
کہ جنگل پر بیٹھا ہے مگر ایک دیو ہے کہ قالب انسان میں سما ہوا ہے بیٹھا جھوم رہا ہے میٹھانی
پر بل پڑا ہوا پوچھا ای ایچی قدرت نے نامہ بھیجا ہے یا کچھ زبانی بھی ارشاد فرمایا ہے برق
نے نامہ نکال کر دیا کھرام نے پڑھا ہنس پڑا ساتھ والوں سے کہا کہ قدرت کی میرے
حال پر بڑی پرورش ہے ہر وقت اپنے بندوں کا خیال رکھتے ہیں جو ارشاد کیا ہے وہ ہی
بجالاتنگا پہلے بادشاہ کے مقابلے میں جاؤنگا اول اُن کو گرفتار کر کے روانہ کر لوں تو
صاحبقران کو ڈھونڈھوں اور جو چند کس ہیں وہ ایک دن کے مقابلے کے ہیں مثل

برج وقاسم و علمشاہ ان سب کو ایک دن میں زیر کر لوں گا طلمس کشا سے البتہ دو تین روز مقابلہ
 پڑیگا ای نامہ دار زبانی عرض کرنا کہ جو ارشاد ہوا ہر وہ ہی بجلاؤں گا نامہ دار نے کہا امی پہلوان
 دوران قدرت کی پرورش کا کیا ذکر کروں میں اتنا تھا صحرائیں قدرت کا نام لیکر سو گیا خواب
 میں تشریف لائے فرمایا اکثر نامہ دار مارے گئے اس وجہ سے تیری حفاظت کر رہا ہوں جو مکاریاں
 عمرو میں ہوں وہ سب تجھ کو دیتا ہوں امتحان کر لینا ساقی گری بھی کرنا گانے میں بھی امتحان کرنا سب
 باتوں پر تجھ کو اختیار دیتا ہوں امی پہلوان دوران امیدوار ہوں کہ میرا امتحان لیجیے یہ کہہ کر
 بایان کھینچا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار گائے نظم

سوز الفت میں اگر جلوہ گری پیدا ہو	خاک ہو جل کے جو پروانہ پری پیدا ہو
شوخون میں روش فتنہ گری پیدا ہو	چشمکوں میں تری جادو نظری پیدا ہو
سرد آہیں جو کبھی کھینکے لبین تک آئیں	گر میان کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو
آئینہ دیکھے اگر حال پریشان میرا	ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو
رے اگر جام کو وہ ساقی موش گروش	صاف کیفیت دور قمری پیدا ہو
اڑ کے جانیکا خط شوق ارادہ ہو کرے	بھیس بدلے ہوئے قاصد کا پری پیدا ہو
ہم تو عاشق ہیں جب انداز قیامت پڑے	قامت یار کی سی فتنہ گری پیدا ہو
سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے	عوض داغ جنون چتر زری پیدا ہو
آزمادیکھ محبت کے اثر کو بھی جلالی	پھر نہ ہو جو صلہ وہ بے اثری پیدا ہو

کھرام نے بڑی تعریفیں کیں کھامی نامہ دار قدرت نے تجھ کو سب کچھ دیا ہو نامہ دار نے کہا کہ
 آپ میرے ساتھ جلیں میں بادشاہ کو گرفتار کر لاؤں گا کھرام نے کہا کہ امی نامہ دار مکر تو وہ کرے
 کہ جو مغلوب ہو میدان میں چیر بھاڑ کے پھینک دوں گا کیا چین لینے دوں گا مگر خیر ساتھ چلو
 تماشائے جنگ دیکھو شاید ضرورت پڑے تو اُس وقت میں تم کو روانہ کروں گا گرفتار کر لانا
 خدمت خداوند میں بھیج دوں گا میری بارگاہ میں رہو اُس شب برق دہن رہا کھرام نے صبح
 کو کوچ کیا مقابلہ سعد شہر یار میں آیا طبل جنگی بجا یا بادشاہ نے بھی خیر شکر نوازش طبل جنگی
 کو حکم دیا رات بھر تیاریاں ہوئیں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے کھرام نکلا بادشاہ

مقلعے میں آئے اول بادشاہ نے کہرام کا نیزہ کالا آخر کشتی میں چار پہر لڑا مگر نہت ہوا شام کو لڑائی سے ہاتھ کھینچا کہنا اب رات ہوئی کل لڑو ننگا بادشاہ نے ہر چند روکا مگر کہرام نہڑکا اپنے لشکر میں آیا بارگاہ میں سر جھکا کر بیٹھا کہ نامہ دار نے آکر ملاقات کی اور کہا کیسے حضور سعد کو کیا پایا کہرام نے کہا کہ سعد نہایت صاحب طاقت ہے ابکی مرتبہ جو مقابلہ کرونگا تو زیر ہو جاؤنگا برق نے کہا کہ میں گرفتار کر کے لاتا ہوں یہ کہہ کر روانہ ہوا اگر بادشاہ سے ملاقات کی خواہجہ بھی بیٹھے تھے برق نے کہا کہ ای شہریار میں نے کہرام پر رنگ جمادیا چاہتا ہوں کہ آپ کو گرفتار کر کے لیچلون اہل لشکر کو حکم دیدیجیے کہ وقت پر بلوہ کو میں آپ کہرام کو بھیجے گا بادشاہ نے قبول کیا برق فرنگی بادشاہ کا ہتیارہ مع سلاح وغیرہ باندھ کر لیچلا مگر بادشاہ حجابہ نے سرداروں سے اپنے کہدیا کہ اگر ظلمانہ دخل نہ دے تو کوئی ساحر نہ آئے غیر ساحر بلوہ کو میں سردار غیر ساحر نے اقرار کیا کہ ہم وقت پر پہونچیں گے جنگ آغاز کر دین گے برق فرنگی ہتیارہ لیے ہوئے سامنے کہرام کے آیا کہرام رنجیدہ بیٹھا تھا ہتیارہ سعد دیکھ کر بہت خوش ہوا کہا اسکو ہوشیار کرو برق نے بادشاہ کو ہوشیار کر دیا بل کر کے بادشاہ اٹھے کہرام نے کہا کہ اے سعد اب میری اطاعت کرو ورنہ قتل کرونگا برق فرنگی بھی آمادہ ہر حقہ ہائے آتش بازی لیے بیٹھا ہے کہ بیرون بارگاہ بلوہ ہو کہرام نے پوچھا خیر تو ہی ہزکاروں نے عرض کی کہ سردار! سعد آپڑے مغلوبہ ہو رہی ہو کہرام نے کہا کہ سعد کا سر کاٹ لو جلاد نے آکر چاہا کہ ہاتھ پکڑے کھینچون سعد نے ایک تمانچہ مارا کہ سر جلاد کا اڑ گیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بادشاہ منہ شاہ شاہان فریدون چشم بہار گلستان کا دوس وجمہ منہ شیر دل صف شکن نوجوان بہ نہال گلستان صاحبقران کہرام نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار چھین لی کمر زنجیر میں ہاتھ دے کر اٹھالیا کہرام پکارا اٹھا کہ ای شہریار الامان بادشاہ نے جواب دیا الامان بشرط ایمان کہرام بعدق دل سلمان ہوا برق نے نکل کر سب کو منع کیا کہ اب جنگ نہ کرو کہرام سلمان ہوا سب سردار بارگاہ میں آئے کہرام سے بغلیں ہوئے کہرام کو ساتھ لے کر نوبت و نقارے بجاتے ہوئے سعد شہریار اپنی بارگاہ میں آئے مگر ظلمانہ جادو نے یہ سب معرکے دیکھے ہر چند ساحروں نے کہا کہ سحر کرین ظلمانہ نے کہا کہ کون اپنی جان پر آفت لے

داخل نہ دو کھرام کو جانے دو مگر جب کھرام داخل لشکر بادشاہ ہوا اُس وقت ظلمانہ نے کہا کہ میں
 جا کر برق فرنگی کو لاتی ہوں اس ظالم نے تو بڑی آفت برپا کی کھرام کے ساتھ کیا مکر کیا حقیقت
 میں مسلمان بڑے فتورے ہیں مگر آج میں شب کو سحر کر دنگی وہ سحر کر دنگی کہ زمین ہل جائے یہ باتیں کئی
 تھی کہ لشکر ظلمات کے لوگ لاشہ اپنے افسر کا لیے ہوئے روئے پیٹھے آئے ظلمانہ نے کہا کہ اگر
 یہ کسکا لاشہ ہو اور کیوں اس قدر پریشان ہو سرداروں نے عرض کی کہ آپ کے شوہر کا لاشہ ہر
 راہ میں آتا تھا برق فرنگی عیار نے دم دیکر مار لیا ظلمانہ بہت روئی کہا صاحبو اگرچہ دس
 برس سے وہ مجھے الگ رہتا تھا مگر سہاگن تو مشہور تھی میرا راج و سہاگ لٹ گیا سرداروں
 نے سمجھا یا کہ آپ صاحب نصیب ہیں کہ قدرت کے لیے کوشش کر رہی ہیں یقین ہو کہ مطلب آپکا
 پورا ہو ظلمانہ نے بڑی دھوم سے لاشہ ظلمات کا اٹھوایا ننگے سر ساتھ آئی لاش شوہر کی
 جلوائی وہاں سے روتی ہوئی لپٹی جیسے ہی دربار میں آکر بیٹھی سردار سمجھنے لگے کہ ای ملک عالم
 صبر کیجیے آپ سے اور مسلمانوں سے مقابلہ ہوا ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار عیاری کرے ظلمانہ کہتی ہو
 آج زمین ہلا دنگی وہ سزا دون کہ مسلمانوں کو بھاگتے راستہ نہ ملے یہ کہ حکم دیا کہ پردے بارگاہ
 کے اٹھو اوپر پردے بارگاہ کے اٹھ گئے ظلمانہ لشکر حریف کو دیکھ رہی ہو کنتی ہو تعداد مسلماناں
 مثل مور و ملخ کے ہو گئی ابھی چندے سے یہ عظم و شان بڑھایا دن نصیب ہوا کہ سردار پر سردار
 شریک ہوتے جاتے ہیں یا ر و تم میں کوئی ایسا نہیں ہو کہ برق یا غم و کو کپڑا لے یا بادشاہ کو
 گرفتار کرے کہ مطلب دلی حاصل ہو کوئی جواب نہیں دیتا خاموش بیٹھے ہیں کہ پہلوے دشت
 سے گرد اڑی ظلمانہ نے دیکھا کہ ایک ساحر تخت پر سوار ایک عیار مکار قنترے وغیرہ سے
 آراستہ و پیراستہ تاج عیاری سر پر پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے آتا ہی پشت پر ساٹھ ستر ہزار
 فوج یا دریائے قنار کی موج ظلمانہ نے ہر کار و دن کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو یہ کون آیا ہو پینگر
 ہر کارے گئے اور دریافت کو کے آئے عرض کی ابراہم جادو بھانجا آپ کے شوہر کا براے
 معاوضہ خون ظلمات آیا ہو ظلمانہ نے کہا کہ ای سردارو جاؤ ابراہم کو بلا کر میرے پاس لاؤ میں
 سمجھا دوں کہ خبردار بلا سمجھے مقابلہ نہ کرنا کوئی مکر تجویز کر لو سردار گئے اور ابراہم کو سامنے ظلمانہ
 کے لائے ابراہم نے مانی امان کہہ کر سلام کیا ظلمانہ نے بلائیں لین کہا ای نور نظر کیونکر آنے کا

اتفاق ہوا ابرام نے کہا میں نے خبر سنی کہ مامو بنجان کو مسلمانوں نے مار لیا خیال میں آیا کہ مجھ
ایسا اُن کا چھوٹا موجود ہوا اور معاذ اللہ خون نہ ہو یہی چاہتا ہوں کہ طبل جنگی بجو ایسے
کہ قاتل کو اُن کے سر میدان سزا دوں چیر بھاڑ کر پھینک دوں طلما نہ نے جواب دیا اور فرزند
قاتل تھا رے مامون کا بہت سخت ہو عیار ان لشکر اسلام میں سے ہو کہ جس کا نام برق فرنگی
شاگرد خواجہ عمر و بلا سے روزگار ہو میں طبل جنگی بجواتی ہوں مگر بخوبی خیال رکھنا ایسا نہو
کہ کوئی عیار آکر کچھ فتور کرے ابرام نے کہا کہ ممانی امان میرے سامنے کوئی عیار نہ آسکا
اگر آسکا تو میں پہچان لوں گا آپ بخوبی جانتی ہیں کہ ہر وقت قبضے پر ہاتھ رہتا ہو وہ ہاتھ مارا
کہ اگر بھاڑ ہو تو دو ٹکڑے ہو یہ کہہ کر ابرام نے طبل جنگی بجوایا ہر کاروں نے یہ خبر بادشاہ
کو پہونچائی بادشاہ نے بھی نوازش طبل جنگی کو حکم دیا دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجے تیار
ہونے لگیں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں صفیں نقیبوں نے جانبین سے نکل کر
یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے

ایک مہمان تہ سقف سپہر غدار ہے	تا بکر حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیہ فاعبہر دایا اولی الالبصار پڑھو	ہو خرابے میں اگر قصر فریدون کے گزار
اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا	جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن چلین رہا کرتی تھیں ہر دار و بنین	عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سوزا
شاخ گل زمزمہ سنجو نکی نشین تھی مدام	ارغنون دار سد اکو بختی تھی صوت ہزار
بار تھا دان تو خزان کو نہ کسی موسم میں	کبھی گل منجمدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ	واہ ری تیری تنگ ظرفی بہ این عز و وقار
قصر کو جانے دو باشندوں کو دانکے دیکھو	تکیہ گورو گوزن آج ہو ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت ہے	نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتھار
نہ وہ چلین نہ تر گین نہ خود آرائی ہے	گنج تاریک ہو اور عالم تنہائی ہے

یہ اشعار جو نقیبوں نے پڑھے بہادر چھوٹے لگے قبضہ شمشیر چھوٹے لگے ہر ایک کا یہی قول
تھا کہ میدان بن نکلیں حریت سے لڑیں نام پیدا کریں یہ تو طاہر ہوا کہ دنیا نا پاہند ارہو

سکندر ایسا بادشاہ کس حسرت سے مراجس وقت درخت و قواق نے سکندر کو خبر دی کہ زمانہ موت تمھارا قریب ہے سکندر گھبرا کر پٹا چشمہ حیات کا پانی نہ پیا خیال میں آیا کہ اگرچہ جو موت و زلیست پروردگار نے مقرر کی ہو وہ ہی بہتر ہو ورنہ بہت خرابیاں ہیں جب ہاتھ پاؤں میں طاقت نہ رہی اٹھنے بیٹھنے سے معذور ہوے تو زندہ رہنا بیکار ہو اور سطوٹے تدبیر تیار نہ تھی کہ اولاد دارا آپس میں جنگ کر کے مرین حقیقت میں وہ تدبیر بتائی کہ اولاد دارا آپس میں جنگ کر کے مری سکندر جو وطن میں آئے بیماری نے دامن تھا ماماں کو نصیحت کی کہ میری نذر کا کھانا اُسکو دینا کہ جس گھر میں کوئی نہ مرا ہو اور وزیر اور امرا سے وصیت کی کہ ہاتھ ہمارے کفن سے باہر کر دینا جب جنازہ سکندر کا اٹھا تو لوگوں نے اعتراض کیا کہ سکتے رہے ہاتھ کیوں کفن سے باہر رکھو اٹے حکم نے جواب دیا کہ یارو سکندر دکھاتا تھا کہ ہاتھ خالی آئے ہیں اور ہاتھ خالی جائیں گے سب کمال اک روز آخر خاک میں مل جائیں گے اُسی کا طور ہے ابرام نے گینڈا اپنا بڑھایا ساتھ والوں سے کہا کہ میں قاتل مامون جان کا سر لاؤں سب نے کہا کہ آپ ایسے ہی جبری و بہادر ہیں گینڈا اڑا کر ابرام میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ اے قوم مسلمانا اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو برقِ فرنگی عیار کی مشکین باندھ کر میرے حوالے کرو ورنہ جو افسر اعلیٰ ہو وہ میرے مقابلے میں آئے سعد بن قباد نے مرکب نکالا سردار عرض کرتے تھے کہ اے شہر یار آپ میدان میں نہ جائیے لازم آپ کے حاضر ہیں جا کر اس دیو خصال کو سمجھا دیں گے بادشاہ نے فرمایا اے افسر اعلیٰ کا نام لیکر پکارا ہو اسوجہ سے میرا ہی جاننا مناسب ہے یہ فرما کر پڑی جائی مرکب کوہ سپرین دکوہ کفل گلے میں سونے کی ہیکل پہنے ہوئے تین ٹھیکوں میں مقابلہ ابرام میں پہونچا ابرام نے جو جمال جہان آراے بادشاہ دیکھا حیران جمال و محدودیا ہوا کہا اے شہر یار آپ ایک عیار کے واسطے کیوں جان دیتے ہیں برقِ فرنگی کس کا نام ہو اُسکو میرے حوالے کیجیے میں اُسکو لیکر پلٹ جاؤں گا آپ لوگوں کی خطامعات کر دوں گا بادشاہ حجابہ نے فرمایا کہ آپ خطانہ معاف کیجیے کچھ فنون سپر گری دکھائیے یہ میدان کارزار ہو ابرام نے جب دیکھا کہ بادشاہ نہیں مانتے اور فرماتے ہیں ادبے وقوف کون ایسا محق ہو گا کہ اپنے عیار کو حوالے کر دیکھا میرے لشکر کے سائیس کو اگر کوئی مانتے تو نہ دون ابرام نے نیزہ مارا بادشاہ حجابہ نے

نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کا مل نیزہ چلا بادشاہ نے ابرام کو دنگ کر دیا ہر جب نیزہ مارتے ہیں خانہ زرہ میں لوگ رکھ دیتے ہیں قطرو خون کا اُبھر آتا ہر صاف ثابت ہوتا ہر کہ تختہ آہن پر شجرت کے نقطے دیے ہیں دو گھڑی کے بعد مادشاہ حجابہ نیزہ ابرام کا جو گناٹھ کر تھپڑ مارا نیزہ ہاتھ سے ابرام کے نکل گیا وہ مثل ابر کے گھر گڑا یا اور للکار کر آؤندی کہ اے بادشاہ تم نے غضب کیا آج تاکہ کسی نے میرا نیزہ نہیں نکالا تھا مگر اب تلوار کا وار کرتا ہوں اس تیغ نے ہزاروں کا خون پیایا ہر وار میرا خالی نہیں جاتا بادشاہ نے فرمایا ہم بھی تو دیکھیں کہ کیسی تلوار ہو اور کیسا داری ہو کہ جو نہیں رکتا ابرام نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو گردش دی چاہا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کلائی پر تو ہاتھ پڑا مگر تلوار ابرام کی بالائے سر کے پڑی کہ تادوا برو سپو بچی بادشاہ نے دستان مار کر تلوار نکالی مگر چادر خون کی چوے پر آئی بادشاہ نے زخم سر تھام کر ہاتھ مارا تڑپ کے جو تلوار گرمی سپر کٹی ابرام نے سراپا کھینچا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی گینڈے کی گردن کٹی ابرام گینڈے سے گرا فوج والے سمجھے کہ شاید افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہہ کر آ پڑے بادشاہ بھی تلوار چمکا کر چا پڑے ملا زمان شاہی نے جو دیکھا کہ بادشاہ کو زخم داری میں ہے گھبرا ہوا سب سردار لینا لینا کہہ کر چا پڑے دونوں لشکر مل گئے ہزار ہا لاشہ گرا خون کا دریا بہ گیا عین گرمی جنگ میں ایک پہلوان نے نیزہ مارا کہ شانہ بادشاہ کا نشانہ ہوا بادشاہ نے پلٹ کر اُسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو گھڑے ہوئے مگر زخم نے نیزے کے بادشاہ کو پریشان کر دیا اس قدر خون بہا کہ غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام میں کیا دونوں ہاتھ گردن میں کب کی حائل کر دیے فرمایا کہ اے مرکب اسیل نے کل مرکب چلا طرارے بھرتا ہوا دولتیاں مارتا ہوا بادشاہ کو لے کلا بعد پر بھر کے طبل باز گشت بجے لشکر بیٹے جب اپنے مقام پر آئے تو سب نے باہم کہا کہ بڑا غضب ہوا ہمارے شاہ پر نہیں معلوم کیا نذر می کہ واپس نہیں آئے ہر جگہ نے عرض کی کہ عین گرمی جنگ میں ہمتے دیکھا کہ گھوڑا بادشاہ کو لیکر نکل گیا سرداروں نے خواہ سے کہا کہ جا کر تلاش کیجئے خواجہ نے کہا کہ اُن کے یہاں ہمیشہ کا یہی جھگڑا رہتا ہی اور مجھ کو اپنی گرفتاری کا خوف ہو کہ ایسا نہ ہو لشکر سے نکلوں اور مجھ کے نوکر مجھے گرفتار کر لیں

تو باعث خرابی ہر سب نے دس دس پانچ پانچ روپے دیے خواجہ نے خدمتگاروں سے کہا کہ آپ لوگ بھی شریک ہوں ایک ایک عینے کی تنخواہ آپ سب صاحب بھی دین تو میں بادشاہ کو ڈھونڈ کر لاؤں سب نے بوجہ خوشامد ایک ایک عینے کی تو بھلا کیا مگر ایک ایک روز کی تنخواہ دو دو آنے دیے خواجہ نے اُسی کو غنیمت جانا کہ جو کچھ ان لوگوں سے مل گیا وہ ہی مناسب و بہتر تھا کہا ان لوگوں سے زیادہ لینا کیا فائدہ یہ بچارے غریب ہیں الغرض خواجہ تلاش میں بادشاہ کی روانہ ہوئے ابراہم کا بھی علاج ہو رہا ہی مگر گھوڑا بادشاہ کو لیے ہوئے ایک دشت میں آیا بادشاہ پشت مرکب سے گرنے تکاں جو پہونچی آنکھ کھل گئی بیچ نخل سے پشت لگا کر بیٹھے مرکب کو قریب بلایا مرکب آکر بیٹھ گیا بادشاہ نے قریب سے آئینہ دسوزن و رشتہ نکالا اپنے ہاتھ سے اپنے زخون میں ٹانگے دبے مگر مترددہین کہ امر سعد دو چار دن کہاں بسر کروں تاکہ زخون کو صحت ہو ٹانگے لگا کر اُٹھے دوپٹے سر سے باندھ لیا ٹھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ ایک باغ کا دکھائی دیا بادشاہ بسم اللہ کہہ کر باغ میں آئے کہ حقیقت میں باغ نمودِ جنت ہے پشت مرکب سے اتر کر روش پڑی کو دیکھتے ہوئے جلتے ہیں کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار سیردن باغ جاتا ہوا سبب شکار سا ہوا اور باغ میں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ریش تابہ سینہ پلچہ ہاتھ میں لیے روش پڑی کو دیکھنا بھالنا آتا ہے جمال شاہ پر اُسکی نگاہ پڑی بادشاہ نے سلام کیا اُس مرد بزرگ نے کہا کہ ابو جہاں کہاں سے آنیکا اتفاق ہوا میرے مقام پر چل کر بیٹھے بادشاہ اُس مرد بزرگ کے ساتھ گنج باغ میں آئے وہاں ایک بنگلہ بنا ہوا تھا بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہے اُس نے کہا کہ سہیل باغبان سب باغبانوں کا چودھری ہوں مگر تم بھی اپنا نام نامی بتاؤ بادشاہ نے فرمایا حسین تیغزن میرا نام ہو ایک تاجر کا ملازم تھا اُس تاجر پر قزاق آئے میں جنگ میں زخمی ہوا اور خون سر سے اسقدر بہا کہ میں بیہوش ہوا گھوڑا چونکہ اسیل تھا اُس نے جو جھکوست پایا وہ مجھ کو اس طرف نکال لایا سہیل نے کہا کہ امی فرزند میں آرزو رکھتا ہوں کہ تم کو اپنی فرزندگی میں لون سعد نے فرمایا کہ تم بزرگ آدمی ہو میں نے بدل و جان قبول کیا اتو سہیل دوڑ کر ایک گلابی اُٹھا کر لایا سا نے بادشاہ کے رکھ دی کہا یہ حاضر ہوا سے خوش کیجیے

تا کہ اسل را دفع ہو بادشاہ نے جام پیاسہیل کو بھی ایک جام پلا یا جیسے ہی اس نے جام پیاسہیل
 کرنے لگا بادشاہ ہنس رہے ہیں ایک جام آپ پیتے ہیں اور ایک جام سہیل کو دیتے ہیں سہیل
 ہنستا ہوا بادشاہ کے آگے تماشے کر رہا ہو کبھی منہ چڑھاتا ہو کبھی کسی درخت کی بیج پر زور کرتا
 ہو اور کہتا ہو اسکو اٹھیلوں کبھی ناچتا ہو کبھی مزے میں آکر رہے گا تا ہو ٹھوڑی دیر کے بعد
 آواز آتی کہ ارے سہیل کیا مر گیا دروازہ بند کر کے بیٹھا ہو ملکہ کلپوش تشریف لاتی ہیں تو
 دروازہ نہیں کھولتا سہیل کو آواز سن کر ہوش آگیا کہا اے فرزند میں اسی ملکہ کا نوکر ہوں
 برائے شکار گئی تھیں تشریف لائی ہیں میں جا کر دروازہ کھولوں یہ کہہ کر اپنے تئیں بناتا ہوا دروازہ
 کھولتا ہوا دروازے پر آیا دروازہ کھولا ملکہ اندر آئیں کئی سو خواصین ساتھ ہیں سہیل تو ادب
 سے کنارے ہوا مگر منہ اس کا پڑتا ہو دھوٹی کھلی جاتی ہو خواصین ستانے لگیں سہیل بڑبڑاتا ہوا
 اپنے مقام پر آیا بادشاہ سے صدر نے پوچھا کہ کیوں با واجان خیر تو ہو سہیل نے کہا کہ بیٹا نوجوان
 کنیزین منہ پر کرتی ہیں مجھ کو دیوانہ بنایا ہو فرمایا اب آپ وہاں نہ جائیے میں بھی سہیل بیٹھا
 مگر کچھوں جمع کر رہا ہو بادشاہ نے پوچھا یہ کچھول کیا ہو گئے سہیل نے کہا کہ ملکہ عالم کے واسطے
 زیور بنے گا جب دن کم باقی رہا تو اور ایک بڑھیا آئی سہیل نے اسکو بٹھایا وہ بڑھیا زیور
 بنانے لگی بادشاہ نے پوچھا کہ کیوں با واجان یہ بڑھیا کون ہو کہا میرے گھر میں رہتی ہو زیور
 کچھولوں کا خوب بناتی ہو میں نے اسکو گھر میں رکھا ہو بڑھیا زیور بنا بنا کر رکھتی جاتی ہو بادشاہ
 نے فرمایا بڑی بی صاحب ایک گلہ ستہ ہم بھی بنا کین بڑھیا نے کہا لو پوت بناؤ اگر تم سے
 بن سکے بادشاہ نے ایک گلہ ستہ باندھا مگر مطلع قمر کا سرخ چھو لو نہیں قائم کر دیا مطلع آج بیلا
 بہت رہا ہو خوش ہو بلبل باغ میں شاخاں گل اٹاتی ہیں زر گل بلوغ میں وہ گلہ ستہ
 بھی اور سب زیور میں شامل کر کے رکھ دیا جب شام ہوئی تو سہیل نے ایک کشتی میں سب زیور لگایا
 اور وہ گلہ ستہ بھی رکھ کر سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے جو زیور کو دیکھا اور گلہ ستے پر نگاہ پڑی
 بندش اسکی نئے طور کی دیکھی کہ نہایت صفائی کے ساتھ مطلع مذکور گندھا ہوا ہو شاہزادی
 والا قدر آسمان خوبی کی بد ر خواندہ تھی اتوں نے پڑھایا ہو مطلع پڑھ کر پوچھا کہ کیوں سہیل گلہ
 ستے بنایا حقیقت میں بندش نئے طور کی ہو سہیل نے دیکھا کہ ملکہ تعریف کرتی ہیں کہا حضور

مین ہی نے بنایا ملکہ نے کہا کہ کیوں جھوٹھ بولتا ہو یہ تیرے ہاتھ کا نہیں ہو سہیل نے کہا حضور
 خلام نے بنایا ہو اور بنانے والا کون ہو ملکہ نے ایک لفظ کھوٹا لاکھا ای سہیل بھرتو اسے
 باندھ دو سہیل باندھنے لگا مگر لفظ کو کیا جانے بھٹکنے لگا ملکہ نے کہا کہ کیوں سہیل صاف
 صاف نہیں بتاتا ہم تجھ کو انعام دین گے مگر صاف صاف کہ کہ یہ گلدستہ کسے بنایا ہو سہیل
 نے ڈر کر کہا کہ حضور میرا فرزند بعد کئی برس کے سفر سے پلٹ کر آیا ہو اُس نے یہ گلدستہ بنایا ہو
 وہ جو باہر رہا تو کچھ پڑھنا لکھنا بھی حاصل کیا اُسی نے کچھ بنا دیا ہو گا ملکہ نے کہا کہ اُس فرزند
 کو اپنے لاؤ ہم دیکھیں گے بڑے سلیقے سے گلدستہ بنایا ہو ہم انعام معقول دین گے سہیل
 دوڑا خدمت میں بادشاہ حجابہ کی آیا اور کہا کہ ای فرزند تم نے گلدستے میں کیا بنا دیا ملکہ نے
 مجھے پوچھا میں نے کہا کہ میں نے بنایا ہو ملکہ نے گوشہ ایک طرف سے کھوٹا لالا اور کہا ابو
 باندھو ای فرزند مجھے نہ بندھا تب مجھ کو قبول پڑا ملکہ نے تم کو طلب کیا ہو مگر ای فرزند بہت
 سمجھ کر کلام کرنا ملکہ پڑھنی لگی ہر ایسا نہ ہو کہ کوئی بات اُسکے خلاف گذرے اور قتل کا حکم دے
 سعد شہر یار نے فرمایا کہ ہم کو جو قتل کر گیا ہم خود اُسے قتل کریں گے یہ فرما کر سہیل کے
 ساتھ ہوئے سہیل سمجھاتا ہوا جاتا ہو کہ ای فرزند تمھاری جان کا خوف ہو میں نے اسی
 واسطے تم کو اپنا فرزند کیا ہو کہ میرے گھر کا چراغ روشن رہے میں مخلص نہیں ہوں کچھ انعام
 کا مجھ کو لالچ نہیں ہو لالت و منات تمھاری جان بچائیں میں اگر یہ جانتا تو تمھارے ہاتھ
 کا گلدستہ نہ لیجاتا سعد کہتے ہوئے جاتے ہیں کہ آپ نہ گھبرائیے ملکہ میرے خلاف حکم نہ دینگے
 بلکہ انعام لوں گا سہیل نے ٹیٹ سے دو چار اشرافیان نکالیں کہا ای فرزند میں انعام کا کچھ
 مستحق نہیں ہوں تمھیں جو ضرورت ہو مجھے لو ملکہ سے انعام کے طالب نہو نا ایسا نہ ہو نیچہ
 اسکے ہاتھ میں ہوا روئے تو کون پرستش کریگا باپ اُسکا پہلوان زبردست ہی بیٹی کو محبت
 پالا ہو کون سماعت کرے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر چہ اسی موت اُسکے ہاتھ سے ہو تو کوئی نہ
 بچائے گا اور اگر موت نہیں ہو تو ہاتھ نہ اٹھیں گے یہ کہتے ہوئے قریب ملین کے آئے ملکہ نے
 کرسی بچھوادی جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی دیکھا کہ جوان رعنا غصے گردن بلند بالا غزا
 چشم شیر خشم ہو ملکہ کو پسینہ آگیا حکم دیا کہ کرسی پر بیٹھ جاؤ کنیز دن نے بھیانک ہو کر کہا لاؤ

غضب دیکھو باغبان بچہ کرسی پر بیٹھیکا بادشاہ آکر بیٹھے ملکہ چینی گلشن جمال کی کر رہی ہو آخر بول اٹھی
 کہ کیوں صاحب یہ گلہ رستہ تھے بنایا ہو سعد نے کہا آپ کے اقبال سے بن گیا ملکہ نے کہا کہ اسین
 کیا گونہ صا ہو سعد نے مطلع مذکور پڑھا ملکہ ہنس پڑی کہ دیکھو صا جو سہیل کہتا تھا میں نے بنایا
 ہو یہ لفظین دیکھ کر مجھ کو گمان ہوا تھا کہ کسی معقول نے بنایا ہو شعر باندھ دیا ہو کس تکلف کی بند
 ہو کہ لفظین پیدا ہوتی ہیں بعد ٹھوڑی دیر کے خیال میں آیا کہ حیف تو دختر بادشاہ قلعہ چکا کہ
 اور باغبان بچے سے باتیں کر رہی ہو کہا اچھا صاحب جاؤ سعد اٹھے منہ جو پھیرا چند قدم
 چلے تھے کہ ملکہ نے کہا اسکو لپکار لو کنیز نے لپکارا کہ میان سہیل کے صا جزا دے پلٹ آؤ ملکہ
 یاد فرماتی ہیں سعد بھڑائے ملکہ نے صند دقچہ کھول کر کچھ اشرفیان دین کہا کل اور گلہ رستہ بنانا
 جو مانگو گے وہ ہی دین گے ان حیلوں سے کئی مرتبہ بلایا دل نہیں چاہتا تھا کہ یہ آنکھوں سے
 نہان ہو سامنے بیٹھا رہتا ہو تو دل کو آرام آتا ہو آنکھوں کو نظارے سے لطف ملتا ہو غیچہ
 آرزو کھلتا ہو بعد چار پانچ مرتبہ کے سعد کو رخصت کیا سعد آکر اپنے مقام پر بیٹھے مگر اشتیاق
 ہو کہ میں اس محبوب کو کیونکر دیکھوں رات کو جب ملکہ نے آرام فرمایا تو سعد اپنے مقام سے
 اٹھے چپتے ہوئے قریب چھپر کھٹ کے آئے دیکھا کہ ایک ماہ تابان و مہر رخشان پڑی سو رہی
 ہو جوانی کی نیند اعضا سب کھلے ہوئے دوپٹے سینے سے ڈھلکا ہوا بادشاہ بیقرار ہو گئے جھجک
 روئے انور غور سے دیکھنے لگے ملکہ کی آنکھ کھل گئی بدحواس ہو کر کہا کہ ارے تو کون بادشاہ
 بھاگے ملکہ اٹھ بیٹھیں خواصین قریب آئیں پوچھا داری خیر تو ہی کہا ابھی جو آیا تھا میں نے
 نیچہ کھینچ کر ڈالنا تو وہ گلوڑا نار د بھاگا اگر ٹھہر جاتا تو وہ نیچے مارتی کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا کنیزوں
 نے کہا کہ داری چور کی تو کیا جمال ہو حضور نے خواب دیکھا ہو گا ملکہ کو ناگوار ہو کہ ہم کو
 جھوٹا بناتی ہو کہا طوق اتارنا تھا میں نے آنکھ کھول کر کون کہا تو وہ بھاگ کر نکل گیا شاید باغبان
 مل گیا اسی کی ذات سے یہ چور آیا کنیزوں نے عرض کی داری سچ ہو ملکہ پھر سوئیں کنیزوں سے
 باتیں کرتی رہیں کہ ستارہ حری آسمان پر چمکا غصے میں بیٹھی ہیں کہا سہیل کو بلاد کنیزین سہیل کو
 بلا کر لے گئیں کہا کیوں سہیل مرے سے ہم باغ میں آئے ہیں کبھی کوئی افتاد نہیں ہوئی شب کو
 چور کھانے آیا صاف صاف کو دور نہ ہم تم کو قتل کریں گے سہیل کا چنے لگا کہا حضور چور کی

کیا مجال ہو کہ اس باغ میں آئے کسی درخت وغیرہ کا سایہ پڑا ہو گا ملک نے جھلا کر کہا کہ گورے
 ہلکو جھوٹا بنانا ہو ارے اسکو قتل کرو جشن نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور نیچے لیکر سر پر آئی ابوسہیل
 گھبرا کر مفت میں جان جاتی ہو ہاتھ باندھ کر کہا کہ مجھے ٹھوڑی دیر کی رخصت ملے میں اپنے فرزند
 سے مل آؤں اسکو رخصت کروں میرے بعد کیسا پریشان ہو گا ملک نے کہا کہ جلد ہی آنا دیر نہ لگانا
 سہیل نے کہا کہ میں ابھی آیا یہ کہ کرو تا ہوا چلا سامنے بادشاہ کے آیا چھین مار مار کر رونے لگا
 بادشاہ ہنس پڑے فرمایا کیوں خیر تو ہوئے اسنے کہا ای فرزند تم بڑے بھجن پیرے ہو میں بڑے
 چین سے اوقات بسر کرتا تھا ملک ہمیشہ انعام دیا کرتی تھیں عیش کرتا تھا تمھارے قدم کی یہ
 برکت ہوئی کہ میرے قتل کا حکم ہو گیا ملک کہتی ہیں رات کو چور آیا تھا اور یہاں چور نہیں
 آسکتا میں نے جو یہی کہا ملک تو آتشخود شعلہ مزاج ہیں بگڑ گئیں حکم دیا کہ اسکو قتل کرو ہفتہ
 نامے جشن کہ اسی عہد سے پر ہر تلوار کھینچ کر سر پر آئی ای فرزند مجھے تمھارا خیال آگیا اب تم
 نکل جاؤ ہم جان دینے جاتے ہیں سعد نے کہا کہ ابا تم جا کر ملک سے کہو کہ میرا فرزند میرا
 میں رہا عہدہ کو تو الی خوب جانتا ہو وہ چور کو پکڑ دیا اسکو خلعت کو تولی دیجیے سہیل نے کہا کہ ای
 فرزند اگر ذرا بھی خطا کرو گے تو وہ قتل کا حکم دگی بادشاہ نے فرمایا ہم قتل ہونگے آپ توجہ جانگے
 سہیل نے کہا ای فرزند یہ بھی خرابی ہو میں یہ نہیں چاہتا کہ تم کو آزار پہونچے آخر بادشاہ کو سہیل
 لیکر قریب چلن کے آیا کرسی کچھی تھی اسپر سعد آکر بیٹھ کنیز بن ستانے لگیں ایک نے کہا کہ والد
 آپ کے میان سہیل صاحب کیا کہتے ہیں سعد نے جھلا کر کہا کہ اخیلا تیرے ہی باپ ہونگے دور
 نے ہنس کر کہا کہ پاجیوان میں یہ دستور بیوتا ہو گا کہ باپ سے انکار کرتے ہیں آپ جو حسین و جمیل
 ہیں تو بڑھے باپ سے انکار ہو ملک نے جھٹکا کر کہا کہ اخیلا و کیوں اسنے پیچھے پڑ گئیں پوچھو آہستہ
 آنے کا کیا باعث ہو کنیزوں نے پوچھا سعد نے کہا کہ حضور میں نے سنا کہ رات کو چور آیا تھا
 ہر چند کہ کچھ لے نہیں گیا مگر حضور تو پریشان ہو میں اور خوف پیدا ہوا لہذا میں حتی وعدہ کرتا ہوں
 کہ اس چور کو گرفتار کر دوں گا ملک نے کہا کہ میں سہیل کی خطا نہ معاف کرتی مگر تمھارے کئے سے
 معاف کرتی ہوں لیکن اگر تین دن کے اندر چور نہ گرفتار ہوا تو جو چور کی سزا ہوگی وہ تم کو
 دی جائیگی سعد نے کہا بہت خوب ملک نے خلعت کو تولی منگا کر دیا کہا میری دن باغ جا کے

بستر لگاؤ رات کو طالیہ دینا سعد بن قبا و بیرون باغ آئے سپاہیوں نے سلام کیا بادشاہ نے سب کو بٹھایا اور آپ بھی آکر گوشے میں بیٹھے مگر ملکہ بیٹھے بیٹھے گھبراہٹ کنیزوں سے کہا کہ رات کروایا نہ ہو وہ جوان لالچ میں روپے کی کسی گائون میں اکیلا چلا جائے اور چور دست انداز کرے تو میرے واسطے بدنامی ہو جہاں جاوے دس آدمی لیکر جاوے کہ مجھ کو بھی خبر ملے کلی آرزو کی کھلے مگر سعد نے وہ دن تڑپ تڑپ کر کاٹاجب پردہ شب حائل ہوا بقول شاعر فرد شب آمد سازگار عشق بازان شب آمد رازدار عشق بازان بادشاہ کو طالیہ پھرتے پھرتے جب معلوم ہوا کہ اب نصف رات آئی ہو تو پشت باغ پر آئے کند مار کے دیوار پر چڑھے دیکھا کہ وسط باغ میں ایک چوترہ ہوا سپر فرش بچھا ہوا مسند شاہانہ آراستہ ہوا سپر وہ ہی شاہزادی ٹھہری ہو کنیزین بھی گرد اپنے مقام پر بیٹھی ہیں شاہزادی کسی سے بات نہیں کرتی حیران حیران ایک ایک سے کہہ رہی ہو کہ کو تو ال نے کیا انتظام کیا کنیزین جواب دیتی ہیں کہ واری ابھی آواز آئی تھی تھوڑی دیر سے خدا نہیں آئی بادشاہ ایک گوشے میں چھپ رہے مگر ملکہ اپنے مقام سے اٹھیں چھپر کھٹ پر انگریٹین سعد بن قبا دیکھے کہ شاہزادی سو گئی اپنے سائے کو اپنے سے بچاتے ہوئے قریب چھپر کھٹ کے آئے ملکہ زردیدہ نگاہ سے دیکھ رہی ہیں جی میں کتنی ہیں یہ تو وہ ہی سہیل کا بیٹا ہو آئے تو دو دیکھو کس طور سے گرفتار کرتی ہوں کہ بچ نہ سکے ملکہ تو ہوشیار ہیں مگر سعد بن قبا و قریب چھپر کھٹ آئے خوش محبت میں جا ہلکے منہ پر منہ رکھ دوں ملکہ نے ہاتھ پکڑ لیا سعد نے چاہا چھڑا کر بھاگوں مگر ملکہ نے ہاتھ نہ چھوڑا نیچے کھینچ کر بیٹھیں کہا کیوں ادباغبان بچے عجیبہ وصلہ ہوا کہ میری عصمت پر ہاتھ ڈالے سعد نے قدموں پر سر رکھ دیا فرمایا اے ملکہ عالم اصل یہ ہو کہ میں سہیل کا بیٹا نہیں ہوں میرا صاحبقران ہوں مدت سے براے فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی آیا ہوں زخمی ہو کر اس طرف کل آیا دیکھ لیجیے ہاتھ میں انگوٹھی موجود ہے پڑھ لیجیے اسپر میرا نام کندہ ہے ملکہ نے اس انگوٹھی کو دیکھا کہا ہاں صاحب سچے ہو خیر مجھ کو جو گمان تھا وہ دفع ہوا سعد شہریار سے تین ہونے لگیں کہ اس عرصے میں کنیزین جاگن ایک نے کہا کہ لوہو الملکہ باغبان بچے سے باتیں کر رہی ہیں ایک نے کہا کہ پہلو میں بٹھایا ہوا آپس میں باتیں ہونے لگیں مگر گلعدا رسیہ روا ایک کنیز ہو کہ ایک ایک کی دشمنی ہو اُس نے دیکھ کر کہا کہ لوہو امین نے باتوں میں منا کہ یہ بادشاہ لشکر اسلام کے ہیں

بڑی خرابی کی بات ہے کہ جو خداوند کا دشمن ہو اس کو ملکہ پہلو میں بٹھائیں اگر خداوند نے پائین تو کسی خرابی ہو تو پائین تو جاتی ہوں اس باغ میں نہ رہو گی گھر میں جا کر بیٹھو گی یہ بدعت نہ دیکھو گی یہ کہہ کے پانچے ہلاتی ہوئی چلی چند نے کہا کہ بواؤ کو کری نہ چھوڑو ایسا نہ ہو کہ پریشان ہوا بھی نہ جاؤ مگر اس سیر رونے نہ مانا اسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوئی یہ تو نوکری چھوڑ نیکا عند سنا ہر مین کیا ہو مگر دل میں یہ ہو کہ ان کے باپ سے جا کر اطلاع کروں وہ اگر دو لون کو سزا دین ذرا صا جزادی مرزہ تو اٹھائیں دیکھیے شخص کس فریب سے آیا پہلے تو باغبان بچہ بنا اب ثابت ہوا کہ بادشاہ اسلام جو حکاک تاجدار آکر سمجھا دیگا وہ ایک آتشخو شعلہ مزاج ہو سنتے ہی کیسا بھڑکیگا آتے ہی سب کو مار لیگا اسکے ہاتھ سے کیا کوئی زندہ بچے گا وہ کیا کسی بات میں کم ہو ڈولی پر سوار بڑبڑاتی ہوئی جاتی ہے جو راہ میں مل گیا اس سے کہا کہ دیکھو صا جو کیا بڑا زمانہ ہو کہ بیٹی باپ کے قتل کی در پر ہو بعض یہ سن کہ چلے جاتے ہیں بعض کھڑے ہو کر حال سنتے ہیں تو بہ تو بہ کرتے ہیں کہتے ہیں حقیقت میں خلافت حرکت کی ایسی بیٹی کو قتل کرنا مناسب ہے یہ کہتی ہوئی مشہور کرتی ہوئی جاتی رہے حکاک تاجدار واسطے شکار کے نکلا ہو کہ سامنے سے ڈول آتے ہوئے دیکھی اسنے پکار کے آواز دی کہ کیوں گلغذا رسیہ رو آج سویرے سویرے کہاں چلیں کیا جھٹی ملی ہو نواسی کو دیکھنے جاتی ہو گلغذا رسیہ رونے کہا کہ واری میں تو آپ کی فکر میں نکلی تھی آپ اسی مقام پر لگے ورنہ میں محل میں آتی مگر محل میں یہ خوف تھا کہ مان اُنکی گرفت میں اور فرامین کر کے گلغذا رسیہ رو تو نے جھپا یا باپ کے سامنے آکر کہہ یا اور میں تو صاف صاف کہو گی کوئی بات نہ اٹھا رہو گی آپ یہاں مل گئے اور بہتر ہوا حکاک نے کہا کہ آخر وہ بات کیا ہو بیان تو کر دے گلغذا رسیہ رونے کہا کہ آپ کی صا جزادی نے باغ میں نیا گل کھلایا ہو بادشاہ لشکر اسلام پہلے باغبان بچہ بن کر آیا اور فریب دیکھ کر کہ تو والی کا خلعت ملا طلبا یہ پھر آج صبح کو جو دیکھا تو پہلو میں بیٹھے ہیں راز و نیاز ہو رہے ہیں میں صاف صاف عرض کرتی ہوں ہر چند کہ میں نے صا جزادی کو گودیوں میں بالا ہو مگر یہ حرکتیں مجھ کو پسند نہیں ہیں مان باپ کی بیٹیوں کو یہ امر زیبا نہیں میں تو واری یہ بات دیکھتے ہی بھاگی کہ اُن کے باپ سے اطلاع کروں اب آپ کو اختیار ہو ایسی خیم نامی کیجیے کہ بھر کبھی ایسا قصد نہ کریں اور دوسرا ستم یہ ہے کہ بھٹ بھٹ مل گئیں بدن سے بدن ملائے

بیٹھی تعریفیں جمال کی کر رہی ہیں یہ تو البتہ صحیح ہو کہ اُس کا بے نظیر ہی ہماری بی بی تعریفیں ہے جا
 نہیں کرتی ہیں کاشکے بھونری پھر جاتی شوہر کے پاس بیٹھتیں اُس کے اُسن کی تعریفیں کرتیں کہتیں
 کہ شوہر ہمارا خوبصورت ہے ایک غیر شخص دشمن خداوند ہم کیونکر گوارا کریں کہ ملکہ اُس کے پہلو میں
 بیٹھیں ای حاکم تابدار اور لونڈیاں مثل میرے نہیں گھبراہٹ میں خدمت میں مصروف ہیں مجھے
 جو کام کو کہا میں نے صاف جواب دیا کہ میان مجھے فرصت نہیں ہو لکائی بھی لکھیں کہ کیوں گھبرا
 منگھ دھلائے کو پانی نہیں لاتی مگر میں نے مناسب نہ جانا یہی فکر ہوئی کہ چل کر حضور سے اطلاع کروں
 یہ خبر وحشت اثر سنکر حاکم جھلا یا غصے سے کانپنے لگا کہ ای گلغذاریہ روایتی جا کر بادشاہ
 کو قتل کرتا ہوں اور اُس کیسو بریدہ کو سزا سے معقول دیتا ہوں یہ کہہ کر گلغذاریہ روکے
 ساتھ چلا گلغذاریہ رو آگ لگاتی ہوئی چلی آخر جھلا کر حاکم نے کہا کہ ای گلغذاریہ رو
 خاموش رہ تو بڑی زبان دراز ہے میرے منہ پر وہ باتیں ہیں کہ جو مناسب نہ تھیں گینڈے کو
 دوڑا کر چلا جب قریب باغ آیا دور سے دیکھا کہ دروازے پر محمد ادرکھڑی ہو چار جانب دیکھ
 رہی ہو محمد ادر نے چا پالٹوں جا کر ملکہ سے اطلاع کروان کہ آپ کے والد آتے ہیں حاکم نے
 وہیں سے لٹکارا کہ ادرکھڑی رہہ ہمارے معلوم ہوا کہ تو خبر کیو اسطے کھڑی ہو تم سب نے
 مل کر اُسکو آفت میں پھنسا یا محمد ادر خوف سے گر پڑی خبر نہ کر سکی حاکم بلغ میں ٹھس آیا مگر
 گلغذاریہ رو بھی دوڑی ہوئی آتی ہو کچھ کہے جاتی ہو آخر حاکم نے جھلا کر تلوار سے
 ڈرو یا نہ ہاتھ مار دو نگا خاموش نہیں رہتی یہ غلطی مجھ پر شاق گذرتی ہیں اس خیر خواہی ہو چکی
 اتنا کیا کہ ہو کہ جو تو نے بیان کیا یہ کہہ کے گینڈے سے اُتر تلوار تولتا ہوا سامنے پہنچا
 دیکھا گلگیش پہلو میں سعد کے بیٹھے ہو ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہو سعد بھی خوش بیٹھے
 ہوئے ہیں پکار کر آواز دی کہ او کیسو بریدہ ونگ خانداں یہ تو نے کیا غضب کیا دشمن خداؤ
 کو پہلو میں بٹھایا ای سعد کچھ تم کو خوف نہ آیا وہ باغبان کون ہو کہ جسکے بیٹے بنے تھے بڑے تم
 لوگ مکار ہو ملکہ نے جواب کو آتے ہوئے دیکھا تانا آگیا جا ہا اٹھ کر بھاگوں سعد نے ہا
 پکڑ لیا کہا ملکہ کہاں جاتی ہو اور ہاتھ پکڑ کے گو دین بٹھالیا حاکم اور زیادہ جھلا یا پکار کر
 آواز دی کہ ادب ادب اب تیری قضا آئی ہو میں نے جانا تھا کہ غدر کر گیا قدموں پر گویا

اُسکا بدلہ یہ کیا کہ میرے سامنے ایسی بیہودہ حرکت کی یہ کہ کرتلوار چمکا کر قریب آیا جب ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے گھٹنے ٹیک کر کلائی خنمام لی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر حاک کو اٹھا لیا اور ہاتھ پر تول کر سامنے حوض تھا اُس میں پھینک دیا تلوار کھینچ کر سر پر کھڑے ہوئے حاک ہاتھ باندھنے لگا کہا اے شہر یا ر اطاعت کرتا ہوں بیٹی کو بھی لیجیے قلعے میں اپنا عمل کیجیے سعد نے ہاتھ روک لیا حاک بمثل حوض سے نکلا قدموں پر گر بادشاہ نے سر سینے سے لگا لیا حاک نے کہا کہ اب قلعے میں چلیے ملکہ نے اشارے سے منع بھی کیا کہ ابھی مسلمان ہوا ہے اس کے ساتھ نہ جاییے ایسا نہ ہو کہ کچھ کر کے مگر سعد نے کچھ خیال نہ کیا حاک کے ساتھ قلعے میں آئے اہل قلعہ نے جو سعد کو دیکھا جھک جھک کر سلام کرنے لگے حاک سب سے اشارے کر رہا ہو کہ ظاہری خاطر کرو میں ابھی انکی خدمت کرتا ہوں اہتمام کرتا ہوا بارگاہ میں لایا قند کا شربت بنایا ہاتھ پر رکھ کے سامنے آیا کہا حضور نے جو سرفراز کیا ہو تو یہ شربت بھی نوش کیجیے ہم لوگوں کا یہ دستور ہے جب جام نوش فرمائیے گا تب ہم کو یقین کامل ہو گا کہ آپ نے خطامعان کی ابھی ہم کو اطمینان نہیں ہے سعد نے شربت پی لیا پیتے ہی قلب میں آگ لگ گئی اُن اُن کرتے ہو اُٹھے بیوشی اپنا کام کر چکی تھی بادشاہ لڑکھڑا کر گرے بیوش ہونے حاک نے مسلسل و مطوق کیا ہوشیار کر کے کہا کہ اے سعد تم نے دیکھا کیا تقدیر خداوند نے کی ہوا بنگو خدمت قدرت میں لیے چلتا ہوں وہ ہی سزا دینگے یہ کہہ کر اڑا بے پروا کیا دس ہزار فوج سے قیدی سعد لیکر چلا ایک کنیز نے ملکہ کو خبر دی کہ آپ نے باپ نے سعد کو گرفتار کر لیا قیدی لیے چکا جاتا ہے چاہتا ہے کہ جمشید ثانی کے پاس پہنچا دوں ملکہ گلبوش نے خون سپہ گری کو بخوبی حاصل کیا ہے فوراً نقاب چہرے پر ڈالی ہتھیار لگائے چار سو کنیزوں کو ساتھ لیا اس فکر میں ہو کہ اس طرف سے گزرے تو اُس سپہ گروں یا اپنی جان دون یا شہر یا ر کو رہا کروں کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا حاک آگے آگے بارہ ہزار فوج نیزے ہاتھوں میں لیے ہوئے بادشاہ ارا بے پر مگر زنجیر میں ہزار ہے ہیں خاڑ زنجیر میں غل ہو ہی قیدی کا تحمل ہو ملکہ نے جو دیکھا کہ ارا بے سامنے سے گذرا چار سو کنیزوں کو لیکر نکلیں آتے ہی تیروں کی پوچھا کہ کئی سرجوان گرے دو باڑھین مار کر لشکر بڑھا چڑھیں مولدوں نے کھیر لیا کنیزین قتل ہونے لگیں سعد نے

جو ارہے سے دیکھا کہ اسی باغ سے یہ نقابدار نکلا ہو ظاہر ہوتا ہو کہ ملکہ کل رائین مگر چار جانب سے
کفار نے گھیرا ہو کر اٹھے کہ اس پروردگار وادی مانگا لیل و نہار ہاتھ سے ان ظالموں کے ان سب کو چلے نظم

۱۰	عفو بن عفو اعظم شہ عالمی جناب	۱۰	زانکہ دارم جرم بچہ و حساب
۱۰	مگر با نرا رہنما کی میسکنی	۱۰	بر طریق نیک و بر راہ صواب
۱۰	ہست ہر ذرہ ز لطف مستفیض	۱۰	ہست ہر قطرہ ز فیض بہرہ یاب
۱۰	دیدہ گریان شائقان راضی شمع	۱۰	سینہ بریان عاشقان ز چون کباب
۱۰	ماند مداح جناب کبریا	۱۰	ہست می نادان بہ پیری و شباب

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہوتی مراد پر پہونچا صحرا سے گرد آڑی نقابدار زرین پوش
کہ صحرا میں شکار کھیل رہا تھا اپنے خبری کہ سعد بن قبا و گھرے ہوئے ہیں اگر اگر کرتے ہی فوج کو
تہ و بالا کر دیا سعد کی آکر قید کاٹی سعد اٹھے مصروف جنگ ہوئے عین گرمی جنگ میں حکاک سے
مقابلہ پڑا حکاک نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر بیک ضرب شمشیر حکاک کے دو سر کا
کیے مگر ملکہ پہلے سے لڑ بھڑ کر باغ میں چلی گئی تھیں نقابدار زرین پوش سامنے سعد شہر یار کے
آیا صاحب سلامت کی سعد سے عرض کی کہ حضور جزیرہ بلا خیز تک نہیں پہونچے سعد نے
فرمایا کہ میں زخمی ہو کر یہاں آیا آفت میں پھنس گیا انشاء اللہ تعالیٰ اب یہاں سے لشکر میں پہونچ کر
طرف جزیرہ نکور کے کوچ کرو گنا نقابدار زرین پوش رخصت ہو کر گیا بادشاہ باغ میں تشریف
لائے ملکہ کو بہت ملول و حزن پایا تمام احوال بیان کیا ملکہ نے پوچھا کہ حضور یہ نقابدار زرین پوش
کون ہے بادشاہ نے فرمایا یہ نقابدار مدت سے آتا ہے حقیقت میں بڑا بہادر ہے یا نہ ملے صاحب
کا خواہاں ہے آج تک فیصلہ نہیں ہوا دادا جان فرماتے ہیں سر میدان مقابلہ کرے بانے لے
نقابدار چاہتا ہو کہ سر میدان مقابلہ نہ کروں اور بانے پا جاؤں بادشاہ نے ملکہ سے وعدہ کیا
کہ بعد فتح ظلم نو خیز ہم تم کو بلا کینگے اور عقد بھی کریں گے بادشاہ ملکہ سے یہ فرما کر قلعہ میں آئے
ضحاک ستارہ پیشانی بھائی حکاک کا قلعہ میں موجود تھا آکر اسے استقبال کیا بادشاہ نے
سب کو جا کر سلمان کیا قلعہ کو آباد کر کے تیاری کوچ کی کی یہاں ابرام نے بعد صبح طبل جنگی بجایا
کئی سردار زخمی کیے ہر اہند تھا ابرام میدان میں سلحشوری کر رہا تھا ہی بلوہ کر دیا

سرداران تہمتن بوجہ ہونے سر پرست کے مصروف دعا ہوئے کہ کچھ اسے گرد آڑی سعد بن قبا دین ضحاک آکر پہنچے ابرام نے مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی وغیرہ بادشاہ نے ابرام کو زیر کیا ابرام جادو بھی بصدق دل سہماں ہوا بادشاہ اسکو مسلمان کر کے اپنے لشکر میں آئے ارشاد فرمایا کہ تیری کوچ کی کردگر طمانہ نے یہ سب عمر کہ آنکھوں سے دیکھا رات کو اپنے مقام سے اٹھی سحر کر کے آئی سعد بن قبا کو چھرا لیکئی کہ گلے میں لوح محفوظ نہ تھی آتے ہی اسنے حکم دیا کہ جلا دو جلاؤ ایک کلینز تڑپ کر سانسے آئی کہا واری میں اس جوان کو قتل کروں طمانہ نے کہا کہ اختیار ہی جانتا ہو سکے اسکو آزار پہنچاؤ اُس کینز نے قریب آتے ہی بادشاہ کے گلے میں لوح محفوظ پہنادی اور تھکڑی کاٹی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق سے منہم برق رقتاؤ خنجر گرا رہا کہ استاد ہین خواجہ نامدار بہ تڑپنے میں میں برق رفتار ہوں کہ کون مکارہ غدار ہوں کہ کروں سیکڑوں کوس کی راہ طوبہ اسطوے ذی علم شاگرد ہی بہ زیر قدم غربا کر شرق ہی بہ چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہی بادشاہ نے جو رہائی پائی اور لوح محفوظ گلے میں آئی مصروف جنگ ہوئے بارگاہ طمانہ میں دریائے خون بہا دیا کہ میثاق وغیرہ بھی آکر پہنچے شریک جنگ ہوئے سب نے طمانہ کو گھیرا مگر طمانہ وہ بلاے روزگار ہی کہ کسی کے سحر کو نہیں مانتی میں گرمی جنگ میں بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب طمانہ پہنچے طمانہ نے سحر کر کے بادشاہ پر تلواریں برسائیں جب تاثیر نہ ہوئی تو گھبرائی پر پرواز پیدا کر کے چلی میثاق نے پکار کر کہا کہ ای شہریار یہ غصہ پرداز جاتی ہو آفت برپا کر لی بادشاہ نے کمان کیا فی کا ندھے سے اُٹاری تین بھال کا تیر بھال کمان میں پیوست کیا اور تاک کر تیر مارا طمانہ نے ہر چند چاہا کہ بچوں مگر تیرکب خطا کرنا ہی سینہ پر کینہ پر آکر ٹپا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا لاشہ طمانہ زمین پر گر کر اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طمانہ جادو بود تمام ساحر شکست کھا کر بھاگے مگر سوہان جادو کہ افسر لشکا طمانہ تھا آکر شریک سعد ہوا بارہ چودہ ہزار جادوگر مطیع ہوئے مال و اسباب سب لوٹ لیا خزانہ وغیرہ قبضے میں آیا اُسی مقام پر اُترے مگر جو سام بھاگے تھے وہ لاشہ طمانہ لے گئے بوند مت جمشید پہنچے جمشید ثانی سریر جہان بابی پر تھا سب شاہزادیاں گرد و پٹی میں شراب پی رہا ہی کہ خبر پہنچی لاشہ طمانہ آیا ہی ہاتھ سے طلسم کشا کے

قتل ہوئی جمشید بہت گھبرایا مگر چہرے میں بول اٹھا کہ لوح طلسم نہ پائی ہو اور نہ پاوین گے اب
یہ کسی کی مجال نہیں ہو کہ لوح طلسم تک پہنچ سکے اب تک کسی دن سحر سے نہیں لڑا فقط اشارے
کنا یہ کرتا رہا ہو۔ مگر کڑھکا اس روز زمین ہلا دو گنا فقط تقدیر میں کرتا ہوں یہ کسی کی مجال نہیں
کہ میری تقدیر میں دخل دے ایک نامہ بلا خیز کو کہہ دو کہ ای بلا خیز ہم جانتے ہیں کہ تم غافل نہیں ہو
مگر ظلمانہ ایسی ساحرہ کئی مہینے لڑی آخر قتل ہوئی اب بادشاہ نے مع فوج تمہارے جن پرے کی طرف
کو چھ کیا ہو بہت ہوشیار رہنا اور قدرت بھی تقدیر میں مضبوط کرتے رہیں گے اور وقت قیوت
تشریف لاویں گے محکوم حالات کھلیں گے یہ نامہ بلا خیز کو روانہ کیا اور اُدھر بلا خیز نے یہ خبر سنی
کہ بادشاہ آتے ہیں گھبرا گیا کہ اسی اشنا میں نامہ جمشید کا پہنچا نامے کو دیکھ کر اور زیادہ مترو
ہوا سرداروں سے کہا کہ میں کیا بیٹھا رہوں گا بادشاہ کو پکڑ لاؤ گنا سرداروں سے کہا کہ تم
لوگ تیار رہو میں جاتا ہوں کہ جا کر بادشاہ کو لے آؤں اور لا کر فوراً قتل کر ڈالوں کہ مجھ کو
پاک ہو ساحرون کا انتشار مٹے یہ کہہ کر اٹھا سپر پرواز پیدا کر کے چلا یہاں بادشاہ حجاجہ کو چہرے
منزل ہوا ایک صحرا میں آکر اترے چونکہ ملول ہو رہے تھے تکلیف سفر مقامات سے لئے اس
صحرا میں جو گزر رہا تھا ایک بعد دو دن کے یہاں سے کوچ کریں گے میثاق وغیرہ نے عرض
بھی کی کہ اب نال تہ فرمائیے اپنے کو جزیرہ بلا خیز میں پہنچائیے بادشاہ نے فرمایا اتفاقاً آج
وہ پہنچا دیکھا اگر میثاق خیال تو کر د کہ بلا خیز کو خبر ہوئی یا نہیں ہوئی میثاق نے عرض کی کہ
غلام کو آج بڑا انتشار ہو امیدوار ہوں کہ ہوشیار رہے طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ ہنگام
عالی ہو کوئی اتحاد ہو گی کہ عنبر افشان نے عرض کی آج میں طلا یہ دوں گی دیکھوں تو کوئی کیڑا نکلا
ہو میثاق نے عنبر افشان کو بخوبی سمجھا دیا کہ ملک بہت ہوشیاری کے ساتھ طلا یہ دینا ایسا نہ ہو
کہ کوئی اجلے عنبر افشان نے عرض کی کہ کیا مجال ہو ہو ابھی اسکے یکے عنبر افشان بادشاہ سے
خصت ہوئی بازاردن میں آکر انتظام کیا آپ ایک گوشے میں اگر ٹھہری اُدھر سے بلا خیز بصرہ
سبیل آیا عنبر افشان سے فقیرین کو سوال کیا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے بادشاہ کا ہمشیر
رہے یہ غلام امیر دار پرورش ہو ملک عنبر افشان نے پوچھا بلا خیز نے کہا کہ اور کچھ مرحت ہو
دیکھیے بادشاہ حجاجہ آتے ہیں ضرور ہر دوں فرمائیں گے عنبر افشان بلی بلا خیز نے ملک پر کھینچا

عنبر افشان بیہوش ہوئی عنبر افشان کو تو بلا خیر نے ایک گوشے میں چھپا دیا اور آپ بصورت
عنبر افشان بن کر چلا بارگاہ میں بادشاہ حجابہ تشریف رکھتے تھے عنبر افشان نے اگر کہا کہ اے
شہریار ایک جادوگر آیا تھا میں نے اُسکو دیوانہ کر کے نکالا مگر اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ اور کئی
آئے ہیں امیدوار ہوں کہ آپ کے پلنگ کا پہرا دون بازار وغیرہ کا تو میں نے نجوبی انتظام کر لیا
ہوایا بلکہ گلگونہ تم طلائے پر جاؤ میں پلنگ کا پہرا دون کی بادشاہ نے عنبر افشان کو ساتھ لیا
میشاق کو بھی اطمینان ہوا کہ عنبر افشان عاشق ہو جیسا یہ انتظام کریں کوئی نہ کر سکیگا اب میں
جا کر سو رہوں میشاق تو اپنی بارگاہ میں گیا عنبر افشان نقلی بادشاہ کے ساتھ خوابگاہ میں لی
کہا اے شہریار لوح محفوظ کھنڈی پڑا تک دیجیے بادشاہ نے لوح محفوظ کو اپنے سے جدا کیا تو
عنبر افشان نقلی نے سحر کیا بادشاہ بیہوش ہوئے عنبر افشان نقلی نے خوشی خوشی بادشاہ کو اٹھا لیا
لوح محفوظ کا خیال نہ رہا اور بادشاہ کو لیکر چلی طلائے پر جو پہونچی گلگونہ نے لٹکرا کر اسے کون
جاتا ہو جیسے ہی گلگونہ نے لٹکرا بلا خیر نے سحر کیا گلگونہ خاموش ہو رہی تھی بھولی ایک نخل کے
نیچے بیٹھ گئی بلا خیر نکل گیا جزیرہ بلا خیر کی طرف روانہ ہوا لیکن حال بہار اعجاز بیان کا
تحریر کرتا ہوں کہ رات کا وقت ہی بہار اعجاز بیان اپنے باغ میں بیٹھی ہو سانسے ایک کیز
یہ اشعار عاشقانہ بتاتا کرگار ہی ہو نظم

خفاج وہ لیلیٰ ادا ہو گیا +	تو مجنون سے سودا سوا ہو گیا +
مجھے عشق زلعت دوتا ہو گیا +	عبث مبتلا سے بلا ہو گیا +
حسینوں پہ کیوں ہائے عاشق ہوا	مجھے بیٹھے بٹھائے کیا ہو گیا
عجب تفرقہ تو نے ڈالا فلک	مرا ماہ مجھ سے جدا ہو گیا
جو برباد کی خاک میری صبا	ترا کچھ نہ اس میں بھلا ہو گیا
مرے خط کا دیانہ اتک جواب	خدا جانے قاصد کو کیا ہو گیا
چڑا لے گیا آکنہ رو کوئی +	میں حیران ہوں دل میرا کیا ہو گیا
کہیں لوگ سطوت کو پھرایا خدا	روانہ سو کر بلا ہو گیا

ان اشعار کو سننے سننے بہار اعجاز بیان نے دیکھا کہ رنگ باغ دگرگون ہونے لگا اور

عند لیسان خوشنوا از مرصہ سرائی چھو لیں فرما دے لگین ہوا رہے گھبرا کر کہا کہ ارے خدا خیر کو
 طور بے طور معلوم ہوتا ہو میں نے یہ سچ کیا تھا کہ اگر بادشاہ چھجاہ برکوئی مثال روز نورنگ بارش
 متغیر ہو جائے آج وہ ہی لہو ہو اور کوئی بجی یا عبور ہو نہ بیرون سے کہا کہ واری ای بادشاہ
 کاستانے والا کون ہو یا ظلماء تو قتل ہو گئیں کل خبر شہی ہو کہ بادشاہ طرف جہانگیر بلا خیر
 روانہ ہو گئے ہمارے کہا کہ میں تو یہ جانتا ہوں کہ بلا خیر جاو و بدست روزگار ہو اس کے قصہ
 میں خوبی آگاہ ہوں اُس کا ارادہ ہو کہ لشکر بادشاہ میں جائون اور بادشاہ کو خیر ملاؤں میں
 معلوم اسکا انجام کیا ہو یا کہ کثرت برسد اور ہائی گرد تخت گاہ ستہ ہلے گل رکھ لے یہ مان
 سچ کو اول میثاق جو اٹھا ملا ہے پھر اگر دیکھا کہ گلگونہ ایک نخل کے سائے میں چپ بیٹھی
 ہو نہ ہنستی ہو اور نہ روتی ہو سر ہون ملول و محزون ہو میثاق نے پکار کر آواز دی کہ اگر
 گلگونہ کیسا مزاج ہو گلگونہ نے کہا کہ ای وزیر اعظم ہمارا حال نہ پوچھو یہی جی چاہتا ہو کہ
 جا کر جمشید ثانی کو سجدہ کروں میثاق سمجھ گیا کہ یہ کسی کے سحر میں مبتلا ہو اسنے قریب آ کے
 باتیں کرتے کرتے ہاتھ تھام لیا اور پانی کا چھینٹا منہ پر مارا گلگونہ کو ہوش آیا کہا ای میثاق
 بڑا غضب ہوا بادشاہ کو بلا خیر لے گیا میں نے اُسکو آتے دیکھا تھا لیکن اُسنے ایسا سحر کیا کہ
 میں خاموش ہو رہی سحر مجکو فراموش تھا اب تم نے آکر ہوشیار کیا میثاق گھبرا گیا دوڑا ہوا
 خواہ گاہ شاہی میں آیا دیکھا کہ لوح محفوظ لٹکی ہو بادشاہ کو کوئی لے گیا نشان نقش پائے سحر کر
 دریافت کیا معلوم ہوا کہ بلا خیر جاو لے گیا میثاق گھبرا کر باہر آیا جس شاہزادی نے خبری
 وہ روتی ہوئی آئی اور کہا کہ ای میثاق چلو میثاق کے ہاتھ میں لوح محفوظ ہو شاہزادیوں
 کو سمجھا رہا ہو کہتا ہو تم سب لوگ لشکر میں رہو میں جا کر آفت برپا کرونگا لوح محفوظ بادشاہ
 کو پہنادونگا شاہزادیاں نہیں مانیں کہ سامنے سے لکے ابر گلزار نمودار ہو میثاق نے
 کہا کہ لو خدا نے اپنا فضل کیا کہ بی بہارہ اعجاز بیان تشریف لاتی ہیں قریب آکر وہ ابر بٹھا
 دیکھا کہ بہارہ اعجاز بیان حیران و پریشان تخت پر بیٹھی ہو میثاق کو دیکھ کر چکارا کہ کیوں
 ای وزیر اعظم کوئی ایسی غفلت کرتا ہو یہ بھی ثابت ہوا کہ بادشاہ کو کون لے گیا میثاق نے کہا
 کہ ہم کو تو خیال تھا مگر عقل پر ہمارے تھپڑ سے کہ یہ کار سخت طلا یہ داری گلگونہ کے سپرد کیا

مگر عنبر افشان کا پتہ نہیں معلوم ہوتا کہ چند کنیزیں ہمراہ بیان عنبر افشان روتی ہوئی آئیں کہا
حضور شام سے عنبر افشان کا پتہ نہیں ہو بہا را عجبا ز بیان نے چند پھول پھینکے اور چکا کر
آواز دی کہ اوسیم بہا را عنبر افشان کی خبر دودہ پھول ہوا میں اڑ گئے جہاں عنبر افشان
پڑی تھی اس زور سے ہوا چلی کہ عنبر افشان ہوشیار ہوئی اپنے کو درہ کوہ میں دیکھا مگر چیز
تھی کہ جھکو بہاں کسے پہونچایا یہ کیا سحر کہ نظر آیا کہ کنیزیں اسکی دکھائی دین اُنکے ساتھ عنبر افشان
اُس مقام پر آئی کہ جہاں سب سردار کھڑے تھے عنبر افشان کو دیکھ کر بہا را نے پوچھا کہ کیوں اے
عنبر افشان کہاں تھیں تمام شاہزادیاں جمال بے مثال بہا را دیکھ کر شہر مار ہی ہیں یہ معلوم
ہوتا ہو کہ روبرو دے آفتاب عالم تاب ذرے چمک رہے ہیں یا یہ معلوم ہوتا ہو کہ ماہ شب
چارہ آسمان پر نمایاں ہو زلفیں عنبر بن عارض انور پر لہرا رہی ہیں ثابت ہوتا ہو کہ چشمہ
خورشید میں ناگیاں دوڑتی پھرتی ہیں مگر میثاق نے کہا کہ اے ملکہ عالم اب کیا ارادہ ہو
بہا را عجبا ز بیان نے ٹھنڈھی سانس کھینچ کر کہا کہ اے میثاق کیا پوچھتے ہو عجب رنگ ہو
ظلمانہ قاتل ہونا قلب پر خنجر بھر گیا مگر عشق خانہ خراب نے وہ سامان دکھایا کہ سوائے ضبط کے
اور کچھ نہ بن پڑا ابھی خیال میں آیا کہ اگر یہ زندہ رہیگی تو ہمیشہ کا نٹا سا کھٹکیگی میثاق نے
کہا کہ اب کیا قصد ہو بہا را نے کہا کہ بھلا میں یہ کب گوارا کرونگی کہ دشمن اُنکے قید ہوں اور
کہدو کوشش نہ کروں ابھی میں جاتی ہوں یا جا کر جان دوں گی یا انشاء اللہ تعالیٰ اُس شہریار
کو رہا کرونگی مجھے صبر نہ ہو سکیگا بلا خیر جا دو بلاے روزگار ہو نہیں معلوم اُس شیر کے
ساتھ کس طرح پیش آئے مجھے یہ صدمہ نہ اٹھیکا اپنی تو یہ کیفیت ہو نظم

دورم خیال روے ترا در نظر ہنوز	رفتہ ز پیش دیدہ من بے خبر ہنوز
دارم دو دیدہ بر رویا دسحر ہنوز	با آن کہ چشم من نہ تمنا سفید شد
دارم ہزار دجلہ در چشم تر ہنوز	ای گریہ ہمتی کہ ز خوننا بہ جگر
من در ہوائے وصل توام در بدر ہنوز	خاک وجود من غم ہجران بآداد
دارم ہوائے صحبت اہل ہنر ہنوز	مخفی اگر چہ خانہ خراب ہنر شدم
یہ اشعار پڑھ کے بہا را بہت روتی اور کہتی تھی کہ میں نے یہ کیا بلا اپنے سر لی کہ کسی وقت	

چین نہیں ہی دل چاہتا ہو کہ جمال بے مثال دیکھا کروں سب شاہزادیاں سر جھکا کے ہر ہر اک کا
یہی قول تھا کہ ملکہ بہار بہت درست فرماتی ہیں عاشق کو چین و آرام کہاں بہار نے میثاق سے
پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا شے ہو میثاق نے کہا کہ لوح محفوظ ہو لے جانے والا شہنشاہ کو
لے گیا مگر لوح محفوظ پر نگاہ نہیں ڈالی بہار نے کہا لاؤ مجھے دو میں ابھی بادشاہ کو لائی اب
تامل نہ ہو گا میں بلا تکلف دربار بلا خیز میں جاؤنگی باتوں میں رنگ اپنا جماؤنگی میثاق کو تامل
ہوا کہ لوح محفوظ حوالے کر دوں ایسا نہ ہو کہ کچھ فتور پڑے تو لوگ مجھ کو کیا کہیں گے بہار نے
ہنس کر کہا کہ اے میثاق تردد نہ کرو میری جان تک اُن پر نشانہ ہو دیکھو تو کس لطف کے ساتھ
جاتی ہوں اول جا کر اُس سے ملاقات کرونگی دیکھوں تو مجھے دیکھ کر کیا کہتا ہو پہلے تو اُس سے میں
عذر کرونگی اور کہوں گی کہ اے بلا خیز جاؤ مجھے خداوند سے ملو اور لوگوں نے قدرت سے جھوٹ
کہہ دیا ہو کہ بادشاہ اسلام پر جان دیتی ہو جو کوئی کہتا ہو وہ غلط کہتا ہو میثاق نے کہا کہ تمہارے
پیچھے میں بھی آتا ہوں بہار نے کہا کہ تم لوگ کوئی نہ آنا میں اکیلی جا کر سمجھ لوں گی جان پر کھیلونگی یہ
کہہ کر بہار لوح محفوظ لیکر روانہ ہوئی لیکن خواجہ عمر و سابقین میں جو برائے تلاش سعد شہر بار
نکلے تھے اول قلعہ حکاکیہ پر آئے وہاں معلوم ہوا کہ بادشاہ نے یہ قلعہ تسخیر کیا اب اپنے
لشکر کی طرف گئے ہیں پھر خواجہ اُس مقام پر آئے کہ جہان پر لشکر اُتر ا ہوا ہر اُس روبرو لشکر
میں داخل ہوئے کہ بہار اعجاز بیان واسطے رہائی بادشاہ کے روانہ ہو چکی ہو لیکن حال
گرفتاری سعدین کو خواجہ عمر و کو ستاٹا آگیا مگر بلا خیز بادشاہ کو لیکر چوچلا راہ میں ایک قلعہ
ہو کہ اُسکو قلعہ قرطاس مردم درکتے ہیں مٹی اسکی سلطانیہ کو ہر پوش اپنے قصر پر بیٹھی تھی
بلا خیز چونکہ تھا گیا ہو سلطانہ کو دیکھ کر اُتر پڑا سلطانہ سے رشتہ داری بھی ہو سلطانہ
نے جھک کر سلام کیا کہا چا جان کہا نے آتے ہو تب بلا خیز نے روئے بادشاہ سے برقع ڈھایا
کہا اے نور نظر اس دشمن ساحران کو لینے گیا تھا بڑی مشقت پڑی بہت تھا کہ تم کو دیکھ کر اُتر پڑا
ملکہ سلطانہ نے جو بادشاہ حجابہ کو دیکھا پسینہ آگیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑا گھبرا کر کہا کہ
اے عم نامدار ان کو لیجا کر کیا کر دے گا بلا خیز نے کہا کہ جاتے ہی قتل کر دے گا اس شخص کے ہاتھ سے
بڑے بڑے ساحر مارے گئے اگر شخص زندہ بچا تو خدا کی جمشید ثانی کی مٹائیگا حقیقت میں اس

شخص نے وہ کارہائے نمایاں کیے کہ جو بشر سے نہیں ہو سکتے صد ہا در بند اور ملک فتح ہو گئے کس کس نے نہیں روکا مگر یہ کسی کے روکے نہیں کہ کافی الحال ظلمات جاو کسی ساحرہ زبردست تھی اور کیسے کیسے اُسے سحر کیے آخر کو قتل ہوئی ہر مرتبہ یہی چاہا کہ اسکو ملاؤں مگر نہ ملا سکی خود ہی مسٹ گئی میرا قبیل تھا کہ میں نے جانتے ہی گرفتار کر لیا اب سلطانہ حیران ہو کر کہیو نکر رو کون کیا تیر کر دو گھبرا کر اٹھی گویا شے میں آکر سوچنے لگی معلم عشق نے رہبری کی کہ اسکو شراب پلاؤ اسی نشے میں اسکو مار لو یہ سوچ کر کلا بیان اٹھا کر لائی کہا اے عم اما رہیجیے شراب پیجیے بلا خیر نے کہا کہ امی نور ظفر مجھے شراب پینے کی کہاں مہلت اپنے جزیرے میں جا کر پیہنگا راہ میں پینا سراسر عقل کے خلاف ہو ہر چند سلطانہ نے منت کی مگر کے بھی کہا مگر بلا خیر نے شراب نہ پی ارادہ کیا کہ روانہ ہو جاؤ سلطانہ اور زیارہ گھبرا ئی جب بلا خیر جانے کا قصد کرتا تو سلطانہ منتیں کرنے لگتی ہو کہ چچا جان ابھی نہ جائیے بڑے افسوس کی بات ہو کہ آپ آئے اور خالی چلے دو ایک جام شراب کے نوش فرما دیجیے تو جائیے ورنہ والد ناما ر مجھے ناراض ہونگے کہ میرے بھائی صاحب آئے اور اور سلطانہ تم نے کچھ خاطر نہ کی اور میں تو آپ کی کنیز ہوں چھوٹوں کا کہنا سب بزرگ مانتے ہیں بلا خیر نے کہا اچھا بی ایک جام پلا دو کہ تمہاری خوشی ہو جاے سلطانہ نے جام لبریز کیا پتھلی پر رکھ کر کہا کہ اے چچا جان بیٹھ جائیے تو میں گز کر لاؤں ٹھخ تو آپ کا اچھا ہو جاے بلا خیر بیٹھ گیا اماں کھول کر سلطانہ نے کشتی کہا بون کی بحالی لا کر سامنے رکھی بلا خیر نے جام پی کر جو دو تین کباب کھائے مجھوتہ لگا کہا بیٹا ایک جام اور پلاؤ سلطانہ نے دو سرا جام بھر کر دیا وہ بھی پی لیا سلطانہ ہنسنی جاتی ہو دستور ہو کہ جہان پینے والے نے ایک جام پیا لاؤ لاؤ کی صدا لگ گئی یہ لاؤ لاؤ کہ جاتا ہو اور سلطانہ متواتر بلائے جاتی ہو جب پانچ سات جام پلا چکی اور دیکھا کہ رنگ روے بلا خیر متغیر ہو ارادہ کرتا ہو کہ اٹھوں تو اٹھ نہیں سکتا جھک کر کہا کہ اے نور نظر تیرے ہم کو شراب بہت پلا دی ہے پہلے اسی واسطے انکار کیا تھا کہ قاعدہ ہمارا یہی ہو کہ جہان ایک جام پیا پھر یہی دل چاہتا ہو کہ برابر پیے جاؤں اب اس قدر نشہ ہو کہ اٹھ نہیں جاتا چاہتا ہوں اٹھوں اٹھ نہیں سکتا آخر کار اٹھا کر کھڑا کر اگر نے ہی بیہوش ہو سلطانہ نے چاہا کہ اسکو قتل کروں خوف آیا کہ والد ناما ر پھین گئے کہ بلا خیر کو کسے قتل کیا تو میں اُنکو

کیا جواب دو نگلی مگر پشتارہ بادشاہ کا گھول کر عارض پر عارض رکھ دیا جمال بے مثال کو دیکھ رہی
 ہو کبھی گرد پھرتی ہو قفلے کا رملکہ بہار اعجاز بیان تلاش کرتی ہوئی اس طرف گذری آسمان
 سے دیکھا کہ بلاخیز تو بیہوش پڑا ہو کھٹ مٹھ سے جاری ہو اور ایک شاہزادی نہایت حسین و
 جمیل بادشاہ سے لپٹ رہی ہو اور گرد پھرتی ہو کبھی مٹھ پر مٹھ رکھتی ہو کبھی بیہوش دیکھ کر گھراتی
 ہو کہ کیونکر ہوشیار کروں کہ ان کو ہوش آئے تو باتیں سنوں کہ یہ مکار کس طرح گرفتار کر کے
 لایا ہمارا عجائز بیان نے جو آسمان سے یہ حال دیکھا شاہزادی کی صورت دیکھ کر رحم آگیا
 سوچی کہ اے بہار معلوم ہوتا ہو کہ بادشاہ حججہ پر عاشق ہو و جد کر رہی ہو آخرباب نہ آئی
 کر دک کر گری سلطانہ گھر لگئی کہ یہ کیا ہوا پہلے تو آنکھیں بند ہو گئیں پھر آنکھیں کھول کر دیکھا
 کہ ایک مہر جبین حیران و پریشان سامنے کھڑی ہو فرما رہی ہو کہ کیوں صاحب یہ کیا مکر ہو
 بلاخیز کو کیونکر یا سلطانہ نے کہا کہ اے مہر جبین پہلے تم اپنا حال بیان کرو تو میں اپنا حال
 بیان کروں ہمارے نما میں شہریار کی رہائی کی جستجو میں آئی ہوں چاہتی ہوں کہ انکو لیجاؤن سلطانہ
 نے کہا کہ جب بلاخیز ہوشیار ہو گا تو کیا ہو گا ہمارے کہا کہ کہو تو بلاخیز کو قتل کروں یا اس کو
 کہیں پھینک دوں کہ ہوشیار ہو کر تمہارا دامنگیر نہ ہو بہار جادو نے سحر کیا ایک کنیز آئی
 اُس سے کہا کہ بلاخیز کو اٹھا کر لیجا کسی صحراے ویران میں چھوڑ دینا سلطانہ نے کہا کہ اے
 مہر جبین پھر میں اس جوان سے کیونکر ملو نگلی بہار نے کہا کہ میں وعدہ کرتی ہوں کہ تم سے انکو
 ملاؤ نگلی جیسے ہی اُس کنیز نے ارادہ کیا کہ بلاخیز کو اٹھا کر لیجائے کہ آسمان پر برق چمکی بھائی
 بلاخیز کا آفت خیز اڑا ہوا جاتا تھا اُسے جو اپنے بھائی کو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہو اور ایک عورت
 پھولوں میں لدی ہوئی کھڑی ہو اور کنیز اسکی چاہتی ہو کہ بلاخیز کو اٹھائے آفت خیز نے
 برق چمکائی کہ اُس کنیز کے دو ٹکڑے ہوئے اور آفت خیز تڑپ کر گرا بلاخیز کو اٹھا لیا بھائی
 دیکھ کر رہ گئی مگر سلطانہ نے مٹھ پیٹ لیا کہا کیوں بی بہار صاحبہ تم جانتی ہو کہ یہ کون تھا
 بلاخیز کو لے گیا بہار نے کہا کہ میں نہیں جانتی تم اسکی عزیز دار ہو تم جانو کہ کون لے گیا مگر
 سلطانہ نے کہا یہ اُسکا بھائی تھا آفت خیز کہ وہ بلاخیز کو اٹھائے گیا اُسکو آفت سے بچایا
 مگر اب وہ ہوشیار ہو کر آفت برپا کرے گا ہمارے کہا کہ میں ابھی جا کر خود آفت برپا کرتی ہوں

یہ کہ کہ ہمارا عجائز بیان چلی کہا بادشاہ کو احتیاط رکھنا میں آکر لہجہ ڈنگی مگر آفت خیر بلا خیر کو لیکر
ایک پہاڑ پر آیا وہاں لا کر بلا خیر کو ہوشیار کیا بلا خیر کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ہوں اور
آفت خیر کھڑا ہو اُس سے پوچھا کہ ای برادر مجھ کو کہاں پایا آفت خیر نے بیان کیا کہ ایک مقام
پر تم بیوقوفی سے تھے میں تم کو اٹھا لایا یہ ذکر تھا کہ ایرگنار ساخن سے پیدا ہوا آفت خیر نے
کہا کہ ای بلا خیر یہی نازنین قصد کرتی تھی کہ تم کو قتل کرے بلا خیر نے کہا کہ میں نے اسکو پہچانایا
وہ ظالم ہو کہ اسنے اپنی نانی کو قتل کرایا آفت خیر نے کہا کہ دیکھو تم میں اسی سے سمجھے لیتا ہوں بلا خیر
تو طرف جزیرے کے چلا آفت خیر نے ایر پر گولہ مارا ایر پھٹا ہمارا ظاہر ہوئی آفت خیر نے لگا
کہ او کیسو بریدہ میں نے تجھ کو پہچانا اپنی نانی کو قتل کر کے اب یہاں آئی ہو بڑی آفتیں برپا کیں
ہمارے جو یہ جہاں سنا گلدستہ اٹھا کر پھینک مارا گلدستہ پھٹا پھول برسے چند پھول اسپر بھی گرے
آفت خیر نے جو ان پھولوں کو سونگھا آکھیں صرخ ہو گئیں ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا ای ملکہ عالم
جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤں ہمارے کہا کہ بلا خیر کا سر لاؤ آفت خیر بہت خوب کہہ چلا مگر یہ
کہ گیا کہ میں سر لیکر اُسکا اتا ہوں بعد سر لانے کے سرفراز فرمائیے گا ہمارے سر بلا دیا آفت خیر
تلاش میں بلا خیر کی چلا مگر بلا خیر جو آسمان پر کڑکا نگاہ پڑ گئی کہ بادشاہ حججہ پہلو میں ایک معشوقہ
کے بیٹھے ہیں نگاہ ڈال کر پہچانا کہ یہ تو سلطانہ گوہر پوش ہو کر کڑک کر گرا بادشاہ کو اٹھا لیکھا
جزیرے کے روانہ ہوا سب سردار بلا خیر کے منتظر تھے بلا خیر جو آیا سب نے پوچھا کہ شہریار
کیا ہوا بلا خیر نے کہا کہ ان مسلمانوں سے لڑنا آفت میں پڑنا ہر طبقہ انکے دوست پیدا ہوتے ہیں
میں ہی ایسا تھا کہ لایا آہنگر کو بلادوس شہریار کو مسلسل و مطلق کرے کیونکہ اسکو میں فوراً قتل کرونگا
یہ قید خانے میں رہ نہ سکیگا کوئی نہ کوئی امانت کر گیا یہ ذکر تھا کہ دروانے پہلے پڑ ہوا بلا خیر نے کہا
کہ ارے یار دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہو کیوں لوگ فریاد کر رہے ہیں جو بدار نے خبر دی کہ آپ کے
بھائی صاحب لشکر کو قتل کر رہے ہیں اور آپ کو تلاش کرتے ہیں بلا خیر باہر نکلا نکل کر دیکھا
کہ آفت خیر مہوت و بقرار ہو چکو گالیاں دے رہا ہو بلا خیر نے لاکاراکہ آفت خیر کیوں
دیوانہ ہوا ہو تجھ کو کسے وحشی کیا آفت خیر نے جواب دیا کہ عاشق جمال ہمارا عجائز بیان ہوں
ای بلا خیر تیرا سر لینے آیا ہوں ملکہ پہاڑ پر انتظار کر رہی ہو نگلی سرے کے جاذب تو مشرف ہوں

بلا خیر نے اشارہ کیا ساحرون نے آفت خیر کو گھیر لیا مگر آفت خیر کسی کے رومکے سے نہیں رکھا ہو
 آخر بلا خیر نے نبی پشانی پر نشتر مارا اور خون ہاتھ میں لیکر مار دیا وہ خون کی چھینٹیں جو پڑیں نوراً
 آفت خیر بیزش ہوا بلا خیر نے قریب آکر دیکھا کچھ بھول کر بیان میں تین کچھ کمزور کچھ مٹھی میں لیے ہو
 بلا خیر نے سب بھول اُس سے جدا کر کے اُن کو مل ڈالا آفت خیر کو ہوش آیا بھائی کو قریب دیکھ کر
 رونے لگا کہا ای برادر تم نے دیکھا کہ اُس کیسو بریدہ نے کیا ستم کیا کہ مجھے آپ سے شرمندہ کر آیا
 بڑی خیر یہ ہونی کہ آپ تک نہیں پہنچا بلا خیر نے کہا کہ ای برادر میں بڑے کار ضروری میں تھا
 بادشاہ اسلام کو گرفتار کر کے لایا ہوں چاہتا ہوں کہ کہیں اُسکو جلدی قتل کروں دمدم اُسکے
 دوست پیدا ہوتے ہیں اقبال اُسکا یا در ہو طالع مددگار مگر جسد ستارہ گردش میں آدے گا
 اُس دن طلسم میں ٹھہرنے سکے گا ایک ساحر ہمارے یہاں کالا کھون پر غالب آئیگا اب تو تمام طلسم
 میں غدر ڈال دیا ہو سلطانہ کو ہر لوش بگڑ گئی بادشاہ اسلام کے پہلو میں بیٹھی تھی میں وہیں سے
 جا کر بادشاہ کو اٹھا لایا آفت خیر نے کہا کہ ای بھائی حقیقت میں تم نے بڑا کام کیا کسی مجال تھی کہ
 طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاتا بلا خیر نے آفت خیر کو ساتھ لیا باتیں کرتا ہوا دربار میں آیا خود تو
 تخت پر بیٹھا آفت خیر کو دنگل زرین نگار پر جگہ دی بادشاہ سامنے بیہوش پڑے ہیں بلا خیر
 نے اشارہ کیا کہ بیہوشی سحر دور ہوئی بادشاہ نے جو آنکھ کھولی تو اپنے کو مسلسل و محقوق پایا لیکن
 بل کر کے اُسٹھے دیکھا بلا خیر تخت پر بیٹھا ہو تمام دربار ساحرون سے ملو ہو ہر ایک کا یہی قول ہو
 کہ حقیقت میں کیا کار نمایاں ہوا ہو مگر بلا خیر نے راز پر ہاتھ مارا اور کہا کہ مجھے بڑی غفلت ہوئی
 کہ لوح محفوظ کھونٹی پر ٹنگی تھی میں کیوں نہ اتار لایا جلا دو کو جلدی بلا دو کہ اُسکو قتل کرے جلا د
 ایک رنگی سیر و خنجر برہنہ کھینچے ہوئے دربار میں آیا پکار کر نعرہ کیا فرد سلطنت سلطان کند
 فریاد بر جلا د چیست + مرغ را داند بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + ای شمشاہ ساحر ان قتل طلسم کشا
 ہو حکم اول ہو سمجھ کر دیکھیے گا ایسا نہ ہو کہ اسکے خون کے دعوی دار آئین اور آپ پر بلوہ کریں یہ
 سنکر بلا خیر نے کہا کہ ہم کو کسی سے خوف نہیں ہو البتہ ایک غلطی رہ گئی کہ لوح محفوظ نہ لایا یہ ذکر تھا
 کہ دناٹے کی آواز آئی بلا خیر نے کہا کہ اد جلا د سر کاٹ لے اب دیر نہ کر بلا خیر نے جو یہ حکم دیا جلا
 د خنجر کھینچ کر قریب آیا بادشاہ نے دل کو بدرگاہ قاضی الحاجات رجوع کیا اور بلباک کر لگا کر اُسٹھے

کہا کہ کم کار سنا و اداریت بے نیاز اس آفت سے بچالے لطم

از قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس نگشت حق عبادت از واد افسوس ندید از رہ غفلت پانتما افسوس قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس بر آستان خداوند کبریا افسوس بوقت رفتن ازین دہر رفت با افسوس چو سگ بجاصل یک لقمہ این گدا افسوس بکوبہ و دشت و بیابان برہنہ پا افسوس بدل و گرنہ بماند ازین ترا افسوس	اشکر و بستگی این بندہ خدا افسوس رہ از اہم تعلق نگشت این قیصر سے بہر اسے بندگی آمد درین جہان نیکن نکر و قابل تحسین با ابتدا کار سے نماند دور تر از منزل مقاصد خویش نکر و گردن تسلیم مثل گردون خم برنج در دوالم ماند در جہان ناماند رسد بکو چہ و بازار در بدر گرد بجستجو سے زرو سیم روز و شب گرد بکن براہ خدا خرق مال و زہندی
--	--

اس طرح بادشاہ نے دل سے دعا کی کہ تیرا عاہد مراد پہر ہو بچا سائے لکہ ابر گلنا ظاہر
ہو اہل خیر نے کہا کہ او جلا د صاحب پیدا د جلدی سرکاٹ لے کہ بہار ا عجائب بیان آتی ہو
فساد بر پا کر گئی مگر کیا میں اُس سے دیتا ہوں جلا د خیر جلا کے جلا کہ سرکاٹ لون بہار نے
آسمان سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او جلا د ذرا اٹھ رہا جلا د نہ رکا بہار نے ہاتھ ہلا دیا
ایک برق تڑپ کر گری کہ جلا د کے دو ٹکڑے ہوئے سب اہل دربار حیران ہیں کہ یہ کون ہے جو
آتے ہی یہ کام کیا کچھ خوف نہ ہو اہل ہار ابر سے اُتری گوشہ تخت بلا خیر پر اگر بیٹھ گئی بلا خیر
نے کہا کہ اور کر بیان بھی ہیں اُسپر بیٹھ بہار نے کہا کہ ای بلا خیر ایسے تخت ہم میری کینرین شقی
ہیں میں بہتر یہ ہو کہ انکے قتل سے ہاتھ اٹھاؤ بلا خیر نے کہا کہ ای بہار بجگو خوف خداوند
کانہیں ہو میں بحر میں تجھ سے پایہ کمی کانہیں رکھتا بہار نے کانپ کر کہا کہ ای بلا خیر تم نے
نام خداوند لیا دل کانپ گیا اگر میری خطا خداوند سے معاف کرادو تو میں ان کو اپنے ہاتھ
سے قتل کروں بلا خیر نے کہا کہ تم اس کو قتل کرو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو عمدہ جلیل ملیگا
ہر چند کہ قتل ظلمانہ تھا رے دتے ہر سب ہی کہتے ہیں کہ اگر بہار کو شش نہ کرتی تو ظلمانہ

وہ جادو کرنی تھی کہ کسی کے مارے سے نہ مرنی غار افراسیاب میں جا کر اُسے وہ امتحان دیا کہ وہاں کے
 ساحر وجود کرتے ہیں ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ظلمانہ کسی سے پیادہ کمی کا نہیں رکھتی ہمارے لکھا کہ میں
 ابھی قتل کرتی ہوں انھیں کا سر لیکر خدمت خراوند میں چلون یقین ہو کہ قدرت خوش ہو جاوین
 غرور میں اپنے بھرے ہوئے ہیں کتاب سوانحات میں اپنے ہاتھ سے لکھ چکے ہیں اب آج اُس خیر
 سے انکار کرتے ہیں مگر ان کے قتل سے یہ بات ہوگی کہ اُن کے انکار کی تصدیق ہو جائیگی فرماتے
 ہیں کہ تقدیر کر کے اس مضمون کو بد لوگ ہر چند کہ اسکے عزیز دار بہت ہیں لیکن لوح کوئی نہ پائے گا
 سامری و جمشید بھی لکھ گئے ہیں کہ یہی شخص فتاح ہو مگر بہار نیچے کھینچ کر اپنے مقام سے اُٹھی کہا اسی
 بلا خیز میں تیرے حکم سے قتل کرتی ہوں ایسا نہ ہو کہ قدرت خطا معاف نہ کر دین بلا خیز نے کہا کہ
 میں قدرت کا دامن تھام لوں گا اگر تمھاری خطا نہ معاف کر دین تو میرے اُن کے فساد ہو گا اور
 سب در بندوں کو بگاڑ دوں گا کہ وہ خراج دینا موقوف کر دین گے ایسی بات ہو کہ میں کہوں
 اور وہ نہ قبول فرمائیں ایسا ہی اُنھوں نے مجھ کو اپنا معتبر جانا کہ لوح میرے جزیرے میں
 رکھوائی اور میں بھی جان لگا رہا ہوں کس زور و شور سے بادشاہ کو گرفتار کر لایا بہار بہت خزا
 کہ کہ نیچے کھینچے ہوئے بڑھی سب اہل دربار حیران ہیں کہ بہار تو بادشاہ پر عاشق ہی کیونکر
 قتل کرے گی مگر بہار آتے آتے قریب بادشاہ پہنچی لوح محفوظ جھولی سے نکال کر گلے میں بادشاہ
 کے ڈال دی عرض کی کہ ہاں اسی شہر یا اُسٹھے جیسے ہی لوح محفوظ گلے میں آئی سب قید کٹ کر
 گر پڑی بادشاہ تلوار کھینچ کر اُسٹھے جو ساحر قریب آیا ہاتھ سے بادشاہ کے مارا گیا سحر تاثر نہیں
 کرتا مگر آفت خیز کہ بہار سے جلا ہوا ہو ہٹو ہٹو کہنا ہوا قریب بادشاہ آیا ہاتھ تلوار کا مارا
 بادشاہ نے وار اُسکارو کر تیغ چمکا کر ہاتھ مارا کہ آفت خیز کے دو ٹکڑے ہوئے بلا خیز
 بھی سحر کر رہا ہو تلوار میں بر سائیں خنجر گراے مگر بسبب لوح محفوظ کے کوئی سحر بادشاہ پر تاثر
 نہیں کرتا جو سحر آیا بادشاہ نے لوح محفوظ چمکا دی کہ وہ سحر ساحرون پر گرا جس ساحر پر تلوار
 گری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے خنجر بھی ساحرون پر گرے تھوڑے ہی عرصے میں کمی ہزار ساحر اڑ گئے
 بقول شخصیکہ چاہ کندہ را چاہ در پیش ہی آرزو ہو کہ کسی طور سے بادشاہ کو گرفتار کر لین مگر یہ
 شیر بیشہ جرات ویکہ تاز میدان جلالت اس طور سے جنگ کر رہے ہیں کہ ساحر پریشان ہیں

بلا خیر نے آفت خیز کا لاشہ دیکھ کر منہ پیٹ لیا اور کہا صاحبو غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جو ہر حال میں میرا معین و مددگار تھا ذرا مجھے تکلیف ہوئی اور یہ ہو نچا آخر آج اپنی جان دی جی چاہتا ہوں بڑا بھڑک کر مراؤں بعد بھائی صاحب کے زندگی نہ کروں مگر زندگی وہ شے ہے کہ اس سے بہتر کوئی نعمت نہیں اس وجہ سے نال کرتا ہوں مگر مقام افسوس یہ ہے کہ آفت خیز نے کسی بات کا خیال نہیں کیا بادشاہ پر جا بڑا اُسکا یہ انجام ہوا کہ بادشاہ پر سحر نے تاثیر نہ کی آخر ہاتھ سے بادشاہ کے مارا گیا مجھے بڑا قلق ہے قدرت سے ضد کرونگا کہ بھائی کو میرے زندہ کر دیجیے کیا عجب ہے کہ قدرت میرا کتنا قبول کر لیں میرے بھائی کو زندہ کر دین بہت ضد کرونگا قدرت کو دامن چھڑانا مشکل ہوگا مگر سہارے جب دیکھا کہ بادشاہ پر بلوہ ہے ہزاروں ساحر اکٹھے ہو گئے نیزے مارا کر بھاگتے ہیں سحر کرنا تو موقوف کیا جلتے ہیں کہ سحر تاثیر نہیں کرتا یہاں اے عجائب بیان تے گلدستہ اٹھا یا کچھ اسم سحر بڑھ کر پھینک مارا ہواے معتدل چلی پھول برسنے لگے چند جاکڑ زمزمہ سرائی کرتے ہو گوشتہ قہر سے پیدا ہوے یہ آوازیں دیتے تھے لطم

محبت جان جان تم کو جو میری آزمائی ہو +	تو اُسکا امتحان کر لو جو دلمین تنہ ٹھانی ہو
قریب الموت ہوں اور دور مجھ سے یار جانی ہو	کشش تیری مجھے اس وقت ای دل آزمائی ہو
شباب اُٹھ دکھلا کر اُنھیں کرتا ہی خود رفتہ	بجا ہو یہ غرور حسن آغاز جوانی ہو +
پھٹا پڑتا ہو جو بن ہوتی ہیں جانیں فدا صد	ستم ہو حسن کا عالم قیامت نوجوانی ہو
تڑپتا ہو کوئی دل تھام لیتا ہو کوئی شے	حقیقت میں نہایت درد خیز اپنی کمائی ہو
ہمارے مرنے مٹنے کی نہیں کرتے ہو کچھ پروا	تمہیں رحمت خدا کی واہ و اکیا قدر دانی ہو
ہم سرباب تو درخوش آب ہو ہر شعر ترا پنا	بھدا اللہ وہ بحر طبیعت میں روانی ہو +

ان اشعار کو سن سکر تمام ساحر سر ٹکرانے لگے بارگاہ سے نکل گئے بلا خیر نے دیکھا کہ بارگاہ میں ستا ہوا چند افسر سحر کر رہے ہیں اور بہار سپر سحر کرتی ہو وہ سر ٹکراتا ہوا نکل جاتا ہے سہارے اب بادشاہ سے اشارہ کیا کہ نکل چلیے میں نے ساحر دہ کو ہٹا دیا بادشاہ نے ستون بارگاہ تمام کر ایک کہ مارا بارگاہ بہرائی بلا خیر کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو بارگاہ گر پڑے تو دہ جاؤں آخر ٹکڑے بھاگا بارگاہ سے باہر آیا لشکر والوں کو ایکا راکہ یار و مقام افسوس ہے کہ ایک شخص جسے نہیں مارا جاتا

بہار کی طرف متوجہ نہ ہو تم سب مل کر بادشاہ پر بلوہ کر دے کہ منہ دین مار کر گرفتار کر لو سا حرم کندن لیکر جو بڑے بہار نے دیکھا کہ اگر یہ لوگ قریب آگئے تو بڑا غضب ہوگا گلہ ستہ مارا جیسے ہی گلہ ستہ پھٹا سب ساحر بھاگے اور پھول برسنے لگے کئی سی ساحر سر ٹکر کر مرے غل مچاتے تھے کہ ای بہار جمال اپنا دکھا دے مشتاق مرتے ہیں اب وقت رحم ہو مگر بہار اعجاز بیان دمبدم گلہ ستہ مار رہی ہو جب گلہ ستہ پھٹا ہوا ٹھنڈی چلی نخلستان میں طائر زمرہ سرائی کر رہے ہیں پھول ہفتہ برستے ہیں کہ انبار ہو جاتے ہیں مگر بادشاہ لڑتے بھڑتے سامنے بلا خیز کے پہونچے بلا خیز نے ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ غبار زر در اٹھا بادشاہ اُسی غبار میں چھپ گئے اور ساحرون نے بلوہ کیا بڑھ بڑھ کر نرسے مارنے لگے مگر جی طرح شیر صحرائی کلاک میں ہوتا ہوا اُسی طرح بادشاہ حجبا لڑ رہے ہیں کہ بہار نے چند پھول پھینکے وہ غبار زر دیکھتا بادشاہ نے جھپٹ کر بلا خیز کو نیچے مارا کہ سر بلا خیز کا زخمی ہوا بلا خیز نے اپنے کوز میں پرگرا دیا پر پہرہ واز پیدا کر کے اُڑا بہار نے ہر چند روکا مگر نہ کایا بادشاہ نے کئی تیر مارے تیروں نے بھی خطا کی بلا خیز نکل گیا بہار اعجاز بیان نے ایک تخت تیار کیا اسپر بادشاہ کو بٹھایا لیکر جلی سامنے قلعہ قرطاس کے پہونچی ملکہ سلطانہ حیران و پریشان بالائے قصر ٹہل رہی ہو کنیزوں سے کہتی ہو نہیں معلوم بادشاہ اسلام پر کیا گزری کنیز بن عرض کرتی ہیں اب دشمن کے قبضے میں گئے ہیں خدا انکا آنکلی جان بچائے سلطانہ اس ذکر پر روتی ہو اور کہتی ہو یا سامری و جمشید اُس شہر یار کو اُس ساحر کی بدعت سے محفوظ رکھیے یہ ذکر تھا کہ دیکھا بادشاہ حجاجہ مع بہار اعجاز بیان کے تشریف لاتے ہیں جیسے ہی سلطانہ نے بادشاہ کو دیکھا خوش ہو گئی کہ تخت بادشاہ مع بہار ہو اسے اُترا سلطانہ نے استقبال کیا بادشاہ کو مسند پر ٹھکان کیا اور پہلو میں بہار کو بھی بٹھایا اور آپ مصروف خدمت گزار ہوئی ہوئی کنیزوں کو حکم دیا کہ جلد شراب و کباب حاضر کر دو اُسی وقت کنیزان خوش و خوشگلا بیان شراب کی کشتیاں کباب کی لیکر حاضر ہوئیں جام بھر کر سامنے بادشاہ کے حاضر کیا بادشاہ نے انکار کیا سلطانہ نے کہا انکار تو حضور کا طاعن ہر جہتی بہار تم اپنے ہاتھ سے بلاؤ میرے ہاتھ سے انکار ہو بادشاہ حجاجہ نے فرمایا یہ انکار بسبب مذہب کے ہو نہیں معلوم تمہارا کیا مذہب ہو نام مذہب سنکر سلطانہ کو سناٹا آگیا کہا ای شہر یار تمام عالم سامری و

جمشید پرست ہر بادشاہ نے فرمایا یہ مذہب باطل ہے مذہب یہ ٹھیک ہے کہ ترمیم و کریم وحدہ لا شریک
ہو یہ سب کچھ سحر سیکھ کر دعویٰ خدائی کیا تمام دنیا کو برگشت کر دیا سلطانہ نے خوش ہو کے
کہا کہ امی شہر یار وہ وحدہ لا شریک کہاں ہے بادشاہ نے فرمایا نگاہوں سے نہاں ہو جن کو
اُسے چشم بصیرت دی ہو وہ اُسکا ظہور جلوہ قدرت دیکھتے ہیں سلطانہ نام خدا سے نادیہ سن کر
بہت ہنسی کہا امی شہر یار کیسی آپ لوگوں کو غفلت ہو کہ جس خدا کو دیکھ نہیں سکتے اُسکی پرستش
کرتے ہیں ہمیں دکھا دیجیے بادشاہ نے فرمایا وہ نگاہ تمھاری کہاں ہو وہ حاضر و ناظر سمیع و علیم
و کریم و حکیم و دادرس اُفتادگان ہو تم نے سنا ہو گا کہ حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام
نے گھر میں فرعون کے پرورش پائی زوجہ اُسکی صاحب اعتقاد تھی کاہن روز فرعون کو آگاہ کرنے
تھے کہ باطل کرنے والا تمھارے مذہب کا تمھارے گھر میں پرورش پا رہا ہے جب فرعون گھر میں آکر
کہتا تھا تو زوجہ اُسکی روتی تھی اور کہتی تھی وہ لوگ ناحق کو اسکے دشمن ہیں یہ معصوم بے زبان ہے
آخر کاہنوں نے یہ بات ٹھہرائی کہ ایک طرف انگارا آگ کا رکھو اور ایک سمت مروارید بے بہا
اور اُس لڑکے کو چھوڑ دو اگر نادان ہو تو آگ پر ہاتھ ڈالے گا اور اگر نادان ہو تو موتیوں پر توجہ
کرے گا فرعون نے یہی کیا حضرت موسیٰ نے موتیوں کی طرف ہاتھ بڑھایا حضرت جبریل نے حکم
پروردگار یا تمھے حضرت موسیٰ کا انگارے پر رکھ دیا ہاتھ جل گیا پھر یہ بیضا عنایت ہوا
کیونکہ امی سلطانہ کیا قدرت پروردگار ہو کہ اس سن و سال میں یہ فہم و ذکا محنت فرمایا تھا
کہ سمجھتے تھے موتی عمدہ شے ہے مگر پروردگار نے اپنی مصلحت ظاہر کی علاوہ قصہ حضرت موسیٰ
قصہ حضرت یعقوب و حضرت یوسف ملاحظہ کرو پہلے بھائیوں نے کیا کیا تکلیف پہونچائی اُس تکلیف
میں کنوئین میں گرے اس کی رحمت سے تاجردن نے نکالا آخر کار ملک مصر کے بادشاہ ہوئے
جن بھائیوں نے گرایا تھا وہ یہی بھائی آکر سا کی ہوئے غلہ اُن کو دیا مگر یہ مصلحت تھی کچھ تعرض
نہ فرمایا سلطانہ اس بیان پر بادشاہ عالیجاہ کے جھوٹے لگی کہا امی شہر یار آپ کیون زیادہ
دلیل کو کام فرماتے ہیں میرا اعتقاد ٹھیک ہوا سامری و جمشید پر لعنت کرتی ہوں خداے وحدہ
لا شریک کا اعتقاد کیا بہار نے کہا کہ امی ملکہ عالم تمھاری خوشی کے واسطے ٹھہر گئی چلو اب
تم بھی نکل چلو سلطانہ نے کہا کہ مجھ کو باپ کا خوف ہو قرطاس مردم در پہلوان زبردست ہے

جو اُسکے مقابلے میں آیا وہ مار گیا۔ یہ ہو کر مطیع ہوا اگر سُن پائیگا تو حضور کا ضرور بیچپا کرے گا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگر کچھ کرینگا تو سزا پائے۔ بادشاہ نے عرض کی آج مجھے نہ لیجائیے پہلو میں اسی قلعے کے ایک باغ ہو سلطان بلغ اُسکا نام ہو وہ باغ میرے نام سے بنا ہو میں وہیں جاتی ہوں آپ وہاں تشریف لائیے گا مجھے ملاقات ہوگی اگر مناسب ہوگا تو میں کل چلوں گی مگر سلطانہ یہ جیلہ کر کے اپنے باغ میں جلی گئیں بہار و بادشاہ تخت پر سوار ہو کر چلے تخت اُڑا ہوا جاتا ہو بادشاہ جمجاہ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ بڑے بڑے پہاڑ اور صحرائے وسیع ہیں جانوران درندہ جاجنگلون میں پھر رہے ہیں ایک پہاڑ سانسے نہایت بلند و مرتفع تھا معلوم ہوتا ہو صاحب اس کوہ کا محفل عیش میں بیٹھا ہو کیونکہ گانا ہو رہا ہو بادشاہ نے فرمایا ای بہار اعجاز بیان یہ کون مقام ہو اس کوہ کا کیا نام ہو بہار نے کوہ کو دیکھ کر ایک آہ کی کہا ای شہریار اس پہاڑ پر اول علمدار ہماری بہن کی تھی کافروں اُن کا نام تھا جب سے اُنکا انتقال ہوا بی شطرنج یہاں کی حاکم ہیں اڑائی جھگڑا تو اُن کا کھیل ہو آٹھ پہر غصے میں رہتی ہیں جی چاہے تو ملاقات کر لیجے مجھے بڑا رسم ہو یہ کہ کر تخت ٹھہرایا مگر شطرنج جادو قصر سے نکل آئیں سر اٹھا کر جو بہار کو دیکھا شگفتہ ہو گئیں بکا کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم آئیے آج کا دن بہت مبارک تھا کہ آپ کی زیارت ہوئی کنارے تخت اُنار شطرنج ساتھ لیکر بہار و سعد شہریار کو اپنی بارگاہ میں آئی مگر شطرنج جادو بادشاہ کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو آخر ضبط نہ ہو سکا پوچھا کہ کیوں بوا بہار آپ کی تو کچھ تعریف کرو کہ آپ کا نام نامی کیا ہو اور کہاں سے آتی ہو بہار نے کہا کہ ای شطرنج اس حال کو نہ پوچھو یہ وہ شہریار ہیں کہ ظلماتہ انھیں کے ہاتھ سے قتل ہو گئیں اور صد ہا ساحر مارا گیا کوئی ساحر ایسا نہ تھا کہ جسے اپنے قصد نہ کیا ہو ہمیشہ ثانی آٹھ پہر انھیں کی فکر میں رہتا ہو کہ ان کے دشمنوں کو قتل کروں مگر یہ صاحب اقبال ہیں کچھ زور نہیں چلتا شطرنج نے کہا کہ میں خداوند سے اصلاح کروں بہار نے کہا کہ یہ وہ فساد نہیں کہ جسکی اصلاح ہو یہ ظاہر ہو کہ قضاء قدرت کی انکے ہاتھ سے ہو جس وقت لوحِ مسمیٰ ملجائیگی اُس وقت مرے ٹوٹیں گے پھر خداوند بھاگ کر کہاں جادوین کے یقین ہونا چار ہو کر مقابلہ کریں مقابلہ کیا اور مارے گئے مقابلہ کر کے ان کے ہاتھ سے پچا دشوار ہو شطرنج نے جھٹلا کر کہا کہ ای بہار تم قدرت کو بدلت یا کرتی ہو بہار

لے کہا کہ اسی شطرنج تصور تو کرو کہ کا ہے کہ تیار رہتے ہیں تیار دیکھ کے نہ رہند ہی بیٹھے طالعہ تھے
 سین آگیا اسی غمزدار میں دعویٰ مدعی کیا گیا اس کا ہر ہر بہار و شطرنج میں تکرار و تکرار
 شطرنج نے جھلا کر کہا کہ بوا بہار امور مذہب میں دخل نہ دو بیشک وہ خداوند ہیں بہار نے
 کہا کہ میں تو ان کو خداوند نہ کہوں گی دیکھو بوا کسرا نہ تکرار تمہیں ملال ہوگا شطرنج نے کہا کہ اگر
 بہار آج کئی دن کا مگر کہہ کر صحبت میں خداوندی میں گئی تھی تو یہ ذکر میرا تھا کہ لا شطرنج
 آیا خداوند نے کہا کہ اسی شطرنج تم مجھیں کہ نانی کو لے آؤ، نے قتل کر لیا بگو بڑا تعجب ہوا اگر اب
 تمہاری باتوں سے ثابت ہوتا ہو کہ قدرت ہی کہتے ہیں ہمارے کہہ کر بوا شطرنج میں تمہاری
 ملاقات کہ آئی تم نے یہ جگہ اچھلایا جو جیہ کریٹھا دو پائیٹھا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک ہتھیار
 سرکار جادو ملازم مجتہد ثانی ہر اسے سیر شدہ تھا اُسے جو آسمان سے دیکھا کہ شطرنج جادو
 کی بارگاہ میں بی ہمارے بیٹھی ہیں وہیں سے غرہ کیا کہ اسی شطرنج تو نے باغیہ کو اپنے گھر میں جگہ
 ری ہزار ہفتور کر کے آئی ہر اب یہ جانے نہ پاسے یہ کہ سرکار نے گولہ مارا بہار نے اپنے
 ہاتھوں سے گجرہ اُتار کر چھینک مارا گولہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوا سے معتدل جلی ساٹے قصر
 کے باغ تھا طائران زمزمہ سرا جو درختوں پر بیٹھے تھے پر گھول کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے کے لظہ

آج وہ حمام جاتے ہیں منانے کے لیے	ہم چنے زیرہ قدم آنکھیں پھپھانے کے لیے
ای سائب دلدادہ آنا ہی اگر تو جلد آ	ہڈیاں میری ہما آیا ہو کھانے کے لیے
بہچے پھر کیوں نہ میرے واسطے لائیں گزرک	ہیب اٹھے پیرمغان خود میرے پلانے کے لیے
ہر سرور و عیش دنیا واسطے اغیار کے	ہم فقط پیدا ہوئے ہیں رنج اٹھانے کے لیے
بعد مردن یہ کیا احسان میری روح پر	آئے ہیں وہ بچھولی تربت پر چڑھانے کے لیے
اس سراسے دہر سے ملک عدم کا قصد ہو	ہم کفن باندھے ہوئے بیٹھے ہیں جانے کے لیے
اس زبان سے شکر خالق کیا ہوا میسٹوٹ بھلا	نستین دنیا کی ہیں مزو دکھائے کے لیے

یہ اشعار جو طائران نے پڑھے سرکار جادو کی آنکھیں پھر خ ہو گئیں ہاتھ باندھ کر سانسے
 بہار کے آیا عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤں ہمارے ہنر ہر کہا دو بابہ مجتہد میں ہاؤ ملک
 حسینان حسن پرست جو شاہزادی و زبیر میں تمہیں کے ہو اسکو لاؤ کہنا بہار نے بلایا ہر

اگر وہ بخوشی نہ آئے تو گرفتار کر کے لاؤ یہ نہ کہ سرکار جادو چلا جب سرکار جادو مروانہ ہو گیا تو
 ہمارے شطرنج سے کہا کہ اے شطرنج یہی حال تمہارا بھی کہ نہ لگی شطرنج نے بھی کو لہ مارا بہا
 نے مسکرا کر کہا کہ اے گلفام ان کو بھی لینا ایک طرف سے آواز آئی کہ جانے ہوئی شطرنج نے
 دیکھا کہ ایک نازنین چھوٹوں میں نہ دی ہوئی آئی اور میرا ہاتھ تھام کر کہا کہ تم بھی سرکار جادو
 کے پیچھے جاؤ اور جس طرح بنے ملکہ حسینان حسن پرست کو لاؤ یہ مسکرا کر شطرنج بھی روانہ ہوئی
 ہمارا عجائب بیان تخت پر سوار ہوئی بادشاہ کو بھی تخت پر بٹھا لیا طرف لشکر کے روانہ ہوئی
 مگر ملکہ حسینان حسن پرست سب شاہزادوں کی افسر ہر صحبت جمشید میں بیٹھے بیٹھے گھرائی کہا
 یا خداوند دل گھیرا تا ہو اگر حکم ہو تو سیر کر آؤں یہ شاہزادی جمشید سے رخصت ہو کر اپنے
 مقام سے اٹھی جمشید اسپر جان دینا ہو ملکہ حسینان حسن پرست دربار جمشید سے اٹھی اور
 اڑتی ہوئی چلی قریب کو دو قلموں کے پہنچی دو قلموں جادو جو یہاں کی حاکم بڑا سکون خیر ہوئی
 کہ ملکہ حسینان حسن پرست آئی ہیں اسنے اپنے قصر سے نکل کر سلام کیا کہا اے ملکہ عالم
 اس وقت کہاں سے تشریف لاتی ہو ملکہ حسینان حسن پرست نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے
 ملکہ عالم اس وقت صحبت خداوند میں بیٹھی تھی کہ یکایک دل گھیرا یا میں براے سیر نکل آئی
 دو قلموں جادو نے عرض کی کہ اے ملکہ تشریف لائیے چل کر محفل میں بیٹھے شراب و کباب کا
 دور ہو ملکہ حسینان نے کہا میں فقط براے سیر آئی تھی مگر اے دو قلموں کیا کمون میرے
 ستر نے مجھ کو خیر دی تھی کہ کوئی تمہاری تلاش میں آتا ہو اس وجہ سے دربار خداوند سے الگ
 ہو آئی کہ جو کچھ معرکہ ہو قدرت کے سامنے نہ ہو یہ ذکر تھا کہ سامنے سے سرکار جادو چھوٹا ہوا
 آیا مگر گل بوٹوں کو صحرا کے دیکھ کر وجد میں ہی ہر پھول کو توڑ کر سو گھٹنا ہر غنچوں کو دیکھ کر مسکراتا
 ہر چتون کو دیکھ کر تالیاں بجاتا ہر جیسے ہی ملکہ حسینان حسن پرست کو دور سے دیکھا پکار کے
 آواز دی کہ اے شہنشاہ اقبال بر حسن و جمال دایہ ماہ آسمان کہاں تم کو ملکہ بہار نے بلایا ہو یہ
 کہ کہ پہاڑ پر آیا ملکہ حسینان نے کہا کہ میں کیا بہار کی نوکر ہوں کہ جو اسنے مجھ کو بلایا ہو سرکار
 نے کہا کہ اے ملکہ عالم تکرار نہ کیجیے اگر آپ بخوشی نہ جاؤ گی تو میں گرفتار کر لیجاؤ گا ملکہ حسینان
 نے کہا کہ اے سرکار اپنے ہوش میں آؤ تمہاری کیا مجال ہو کہ مجھ کو بہ جبر لجاؤ میں ابھی پلائی ہوں

یہ کہ کے بو قلمون سے اشارہ کیا کہ ایک جام شراب تولادُ بی بہار نے میرے ساتھ شعیبہ کیا
اُسکا جواب تو ہو بو قلمون نے کنیز کو حکم دیا کنیز گلابی شراب کی اور ایک جام بلوری لے آئی
حسینان نے جام بلوری لبریز کیا اور طرف سرکار کے اشارہ کیا کہ تم کو قسم ہر سرملکہ بہار
کی یہ جام پی جاؤ نام بہار میں کر سرکار شگفتہ ہو گیا اُس کے ہاتھ سے جام لیا لیکر بے اندیشہ
انجام پی گیا جام پیتے ہی سرکار ناچنے لگا کتنا تھا اے ملکہ عالم جو حکم دیجیے وہ کروں ملکہ حسینان
نے سوچ کر کہا کہ جاؤ جا کر بہار کا سر لاؤ سرکار یہ سُنتے ہی جھومتا ہوا چلا ملکہ حسینان
و بو قلمون میں باتیں ہو رہی ہیں کہ یکا یک آواز آئی کہ اے ملکہ عالم چلیے آپ کو بی بہار نے
بلایا ہو ملکہ حسینان نے سراٹھا کر جو دیکھا تو دیکھا کہ ملکہ شطرنج جادو اُسی حال میں اشعار پڑھتی
ہوئی آتی ہو ملکہ حسینان نے ہنس کر کہا آج مجھ پر لشکر کشی ہو میرے طالب بہت چلے آتے ہیں یہ
کہ کر پھر حکم دیا کہ ایک جام شراب لاؤ اسکو بھی پلا دیا یہ بھی اُسی طرح جھومتی ہوئی چلی مگر ملکہ
حسینان نے اس سے بھی کہہ دیا کہ بی بہار کا سر لاؤ یہ دونوں آگے پیچھے چلے مگر ملکہ بہار
بادشاہ کو ساتھ لیے ہوئے لشکر میں پہنچی ہو سب شاہزادوں نے استقبال کیا میثاق
بھی کہا کہ اے ملکہ عالم آپ نے سرفراز فرمایا ہم سب نہاں ہو گئے سب شاہزادیاں ملکہ بہار
کو گھیرے ہوئے بارگاہ میں لیکر آئیں بادشاہ حجابہ تخت پر تھکن ہیں دورہ سرداروں کا بچا
ہو ایک نازنین مہربین بادشاہ کی تشریف آوری کی خوشی میں یہ اشعار عاشقانہ گارہی نظم

بال آتے ہیں نظر قبح آفتاب میں +
دریاے موج زن نظر آیا حباب میں
ہوا اتصال ماہ میں اور آفتاب میں
عالم ہو غرق ایک ہی موتی کی آب میں
یوسف ہوا ستاروں کا منجور خواب میں
کھینچی شبیہ افسر شاہی حباب میں +
ناسخ ہیں خاک رہگذر بو شراب میں

عکس اُسکی زلف کا نہیں جام شراب میں
خواص اپنی فکر ہوئی جبکہ آب میں
آئی قیامت اُس نے لگایا ہو منہ سے جام
عاشق نہیں ہو کون دُر گوشت یا رکاب
بیدار دل جو ہیں اُنھیں سونے سے کیا ضرر
عبرت کے واسطے یہ قدرت نے غافلو
آنا کہ خاک را بنظر کیما کنند +

اس رنگ سے یہ اشعار گل کہ سب اہلِ محفل تعریفیں کرنے لگے ٹھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ لشکر

میں ہلڑ ہوا بادشاہ نے گہرا کر فرمایا۔ وہ یہ کیا آفت ہو میثاق گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی کہ اے ملکہ عالم جسکو آپ نے روانہ کیا تھا وہ لپٹ کر آیا ہے آپ کو تو بھولا لشکر کو قتل کر رہا ہے یہ سننے ہی بہار انجماز بیان اپنے مقام سے اٹھی باہر آ کے دیکھ کہ سرکار جادو سحر کرتا ہوا آتا ہوا اہل لشکر میں عجب ہنگامہ ہو کہ کسی کا سر اڑ گیا اور کسی کا ہاتھ اڑ گیا کوئی دیوانہ وار و وحشی مثال غل بچانا پھرتا ہو کوئی تاثیر سحر سے پائیں ہو کوئی ضعف سے مضحکی ہو بہا کہ جو سرکار نے دیکھا بچا کر آواز دی کہ ملکہ حسینا جس پرست نے آپ کو یاد فرمایا ہو اگر چہ میں کچھ تامل فرمائیے گا تو بہت بُری طرح پیش آؤ گا ملکہ بہار نے چند بھولوں طرف آسمان کے پھیلے کہ بھول برسے لگے چند بھول اُس میں سے سرکار نے اٹھا لیے اُن کو سو نگھتا ہوا پلٹا اب پیش میں ہو سوچا کہ بہار بلاے روزگار ہو اس سے کون مقابلہ کر سکتا ہو اس رنگ میں قریب کوہ زمرد پہونچا ملکہ زمرد جادو والا ہے کوہ مٹی مٹی تھی دور سے جو سرکار نے دیکھا عاشق جمال دیکھا بلبلاتا ہوا بالائے کوہ آینا سامنے کھڑا ہو کر رونے لگا زمرد جادو نے پوچھا کہ کیوں سرکار یہ ہاتھ میں کیا ہو مٹھی کھول کر دکھاؤ سرکار نے مٹھی کھول کر دکھایا کہ یہ بھول عطیہ ملکہ بہار ہیں اس وقت تمھارا جمال دیکھ کر میرے ہوش درست نہیں ہیں جو حکم دودہ بچا لاؤں زمرد نے کہا بیٹھ جاؤ سمجھا جائیگا جب سرکار بیٹھا تو زمرد جادو نے ساقی بچے کو حکم دیا کہ آپ جام دو کہ انجام خیر ہو زمرد نے جو یہ حکم دیا سرکار نہ مال ہو گیا دل سے کہتا تھا کہ معشوقہ بڑی خاطر کی جام پیتے ہی اور زیادہ مہسوت ہوا چاہتا ہو کہ قریب بیٹھوں زمرد جادو نے کہا کہ صاحب الگ بیٹھو قاعدے سے رہو تم جانتے ہو کہ میں مدت سے اس مقام پر رہتی ہوں بڑے بڑے ساحر آتے ہیں اور دیکھ کر چلے جاتے ہیں میں نے آج تک کسی پر توجہ نہیں کی سرکار نے کہا کہ مجھے صبر نہیں ہو سکتا میں تو قریب ہی بیٹھوں گا زمرد نے منع کیا کہ اے سرکار قاعدے سے بیٹھو بے اعتدالی نہ کرو مگر سرکار بگڑ رہا ہو نہ مرد بھی خفا ہو رہی ہو کہ آسمان پر برق بجکی شہپال آد مخوار کہ قریب ایک جزیرہ ہو اُس میں رہتا ہو مدت سے زمرد پر عاشق ہو وہ آکر پہونچا سرکار کو جو بے قاعدہ دیکھا کہ اے ملکہ عالم یہ کون ہے ادب ہو کہ آپ سے گفتگو خلاف کر رہا ہو سرکار نے کہا کہ میں عاشق جمال ہوں شہپال نے کہا کہ

بس اب الگ رہو ایسا نہ ہو کہ مابدولت کو غصہ آجائے سرکار نے کہا کہ میں کیا کسی سے پایہ کمی
 کار کرتا ہوں شہنشاہ اپنے مقام سے اٹھا کہ اٹھ تو میں تجھ کو سمجھا دوں وہ سزا دوں کہ عمر بھر
 یاد کرے سرکار نے گولہ سحر کا مارا شہنشاہ نے گولہ ہاتھ میں پکڑ لیا اور جھپٹ کر ہاتھ تھاما ایک
 جھٹکا مارا کہ سرکار زمین پر گرا چیر بھاڑ کے پھینک دیا اور ٹھوڑا سا گوشت بھی کھالیا زمرہ
 نے کہا کہ اے شہنشاہ یہ کیا کیا یہ خداوند کا مصاحب تھا شہنشاہ نے کہا کہ اے ملکہ عالم میں
 مدت سے آپ پر عاشق ہوں مگر آج تک زبان سے نہیں نکالا آپ کی خوشی کے متعلق رہا یہ بھیجا
 بے ادبی کر رہا تھا مگر جب سرکار مارا گیا پھول جا سکے ہاتھ میں تھے وہ ہوا پر اڑ گئے ملکہ بہانہ
 سرکار کو بھیر کر پھر آکر محفل میں بیٹھی ہو کہ پھر لشکر میں ہلا ہوا بہار نے پوچھا کہ اب یہ کیا مقرر
 ہو کیا اور کوئی صاحب تشریف لائے ہیں کہ ہر کاروں نے خبر دی ملکہ شطرنج جادو لشکر کو
 پامال کر رہی ہیں اور آپ کی جناب میں کلمات نادرست ہتی ہیں یہ سن کر بہار پھر اٹھیں اگر
 شطرنج جادو کو دیکھا کہ دیوانہ وار وحشی مثال اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہو ہر مرتبہ پکاری
 ہو کہ اے ملکہ حسیناں حسن پرست تمہارے شعلہ جمال نے قلب و جگر جلادیا بہار جادو نے
 گجرہ اُٹا کر سحر کیا کہ ہوائے معتدل چلی نخل جھونے لگے ایک طائر نے نخل سے اپنا سایہ ڈالا
 جیسے ہی سایہ پڑا شطرنج ہوش میں آگئی منتیں کرنے لگی کہ اے ملکہ عالم معاف فرمائیے کاملہ
 حسیناں حسن پرست نے مجھ کو بھیجا تھا بہار نے ہنس کر کہا کہ اب تم جاؤ ملکہ حسیناں کا سر
 لاؤ بہار نے جو یہ ہنس کر کہا شطرنج کے سر پر ایک جن سوار ہو گیا تلوار کھینچ کر طرف قصر
 بو قلموں کے چلی جب یہاں آئی تو معلوم ہوا کہ ملکہ حسیناں حسن پرست قصر ہفت رنگ
 کی طرف روانہ ہو گئیں اسی طرح دیوانہ وار وحشی مثال طرف قصر ہفت رنگ کے روانہ
 ہوئی یہاں ملکہ حسیناں حسن پرست محفل جمشید ثانی میں پہنچی ہو آئیے ملکہ حسیناں کے
 دربار روشن ہو گیا جمشید نے پہلوئے تخت پر جگہ دی ہنس ہنسا کر باتیں کرنا ہو ملکہ حسیناں کو
 بہت ناگوار ہوتا ہو مگر خاموش بیٹھی ہو کہ لشکر میں ہنگامہ ہوا جمشید نے پوچھا کہ ارے یہ کیا
 آواز آئی لوگوں نے بیان کیا کہ ملکہ شطرنج جادو لشکر کو پامال کر رہی ہیں اور پکارتی ہیں
 کہ ملکہ حسیناں کہاں ہیں ملکہ بہار نے اُکا سرائگا ہو ملکہ حسیناں نے ہنس کر کہا کہ بہار

کی شامتین آئی جن میرے ساتھ شعیبے کرتی ہیں شطرنج سے بنا کر کہو کہ ان بے گناہوں کو
کیون قتل کرتی ہو ملکہ حسینان اندر بارگاہ کے وجود میں ساحرون نے جو یہ جا کر کہا شطرنج
جھومتی ہوئی بارگاہ میں گھس آئی کسی نے اسکو نہ روکا بلکہ حسینان کو جو در سے دیکھا بچار کر
آواز دی کہ بس اسی میں بہتر ہو کہ میرے ساتھ چلو خدمت میں ملکہ بہار کی حاضر ہو ورنہ
بہت بُری طرح پیش آؤ گی ملکہ حسینان نے کہا اے شطرنج جاؤ جا کر بیٹھو مگر شطرنج نے نہ مانا
تاؤا کہ کھینچا کھینچی ملکہ حسینان نے اشارہ کیا کہ آؤ اور صبر کر آؤ اور دی کہ یہ تلوار اپنے گلے پر رکھ لو اور
گلا کاٹ تب مجھے آرام آئے ملکہ حسینان نے یہ جو ہنسا کر کہا شطرنج نے فوراً تلوار گلے پر رکھ لی
ملکہ حسینان نے اشارہ کیا شطرنج نے پنا گلا کاٹ ڈالا پھر حکم دیا کہ لاشہ اسکا پھینک دو اور
بگڑ کر کہا کہ یا خداوند بہار کو اپنے سحر پر بڑا غرور ہو جا کر سزا دوں جمشید نے کہا کہ اے
ملکہ عالم آپ کا جانا بہتر نہیں بڑا سحر کامل وہاں یہ ہو کہ جمال طلمس کشا جس نے دیکھا وہ مبہوت
ہوا مہوشی کی باتیں کرنے لگا اور اطاعت میں مصروف ہوا سو اے اطاعت اور کسی کام میں
نہیں مصروف ہوتا ملکہ حسینان نے کہا کہ میں تو ضرور جاؤ گی اور بہار کو سزا اے کامل دو گی
اُسکے غرور سے طبیعت کو از حد ملال ہوا سب شاہزادیاں کھڑی ہو گئیں ملکہ حسینان کی کشتیں
کر رہی ہیں کہ اے ملکہ عالم نہ جاؤ ملکہ حسینان نے کہا کہ مجا کو چین نہ پڑیگا اٹھ پھر غرور اُس کا
یاد آئیگا میں مشکین باندھ کر لاؤ گی اور بہت ذلیل کرو گی اُس کو بھی معلوم ہو کہ سحر کیا چیز ہے
طریقہ سحر کا وہ جانتی نہیں صرف پھول پھینکنا وہ جانتی ہو اُس کے سحر کے پھول جلاؤ گی
پہلے جاتے ہی وہ سحر کروں کہ زیور پھولوں کا جل جائے پھر سحر کا پے سے کوئی جمشید ثانی
نے پھر یہی کہا کہ اے شہنشاہ حسینان مجھ کو بہت ناگوار ہو کہ تم جاؤ اگر دام عشق طلمس کشا میں پھنساؤ
تو میں کیا کروں ایسا ممکن ہو کہ وہ کوئی بات اٹھا رکھیں گی ظلمانہ ایسی ساحرہ اُس سے تنگ ہو کر
مار گئی ملکہ حسینان نے کہا کہ جو کچھ ہو گا وہ سن لیجیے گا ہر چند جمشید نے اور سب شاہزادیوں نے
سمجھا یا مگر ملکہ حسینان نے نہ مانا جب باہر نکلی تو اپنے اسباب سحر کو درست کرنے لگی جمشید ثانی
نے تین لاکھ ساحر ساتھ کیے ملکہ حسینان حسن پرست تخت پر سوار ہوئی نوبت و نقارے
بجھتے ہوئے لشکر اتنا بڑا ہمراہ ہر روز آب و زجاجے نو مقام کرتی ہوئی طرف لشکر شاہ کے

جاتی ہر زمرہ مرد جاوید بالہ کوہ بیٹھی ہو کہ لشکر ملکہ حسینان سامنے سے گذر از مرد جاوید و نے دریا
کیا ستر ہزار ساحر ساتھ لیکر یہ بھی ہمراہ ملکہ حسینان ہوئی ملکہ حسینان عیش کرتی ہوئی
جاتی ہر ہر منزل پر جلسہ ہوتا ہوتا چاچ گانے کا بڑا شوق ہو جلسہ کرتی ہوئی جاتی ہر انساں اسد
ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائے گا

دو قلم داستان ذکر رہائی ملکہ قریشہ سلطان از قید خانہ معرفت دیو اورنگ
و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا سا قیاجام صہبائے عیش کوئی غم میں بیکار و حیران ہو کسی کو نہ دیکھا کہیں شادمان اٹھائے سفر میں بہت رنج و غم ہر اک فن میں ذلیعلم و صاحب کمال کہ مشہور میں دشمنوں کے فساد جو تھا پہلوان رستم دیو قارہ کوئی ہر عقبی پشیمان ہوا غرض چین عالم میں ملتا نہیں کہ جسے ہیں اہل کرم آشنا نہ معشوق سے وصل حاصل ہوا تو ہیں عاشق نہیں پڑے افتد	کہ ہیں رند مشرب میلے عیش فلک در پے رنج غربت ہوا جسے دیکھتے ہیں وہ ہو غم کنان ارسطوے استاد با عز و جاہ کتا بوعین لکھا ہر سب اسکا حال وزیر سیہ کار بختک ہوا + تھا ماتم میں بہر اب کے بقرار گنہگار ہوا و کوئی یگناہ کبھی غنچہ فکر کھلتا نہیں + ہمیشہ محبت میں حیران رہے اسی رنج میں قیس کا ل ہوا قر حال دنیا کا نہ تک لکھوں	کہیں عیش و عشرت کا سامان ہو کہ سامان عیش و فرح مٹ گیا سکندر سا ذیقدر والا چشم کہ چرخ قیامت کا روشن تھا وہ نوشیروان صاحب عدل و داد عدالت کا سامان سب مٹ گیا کوئی رنج دنیا سے حیران ہوا کوئی خواہش نفس میں ہوتا ہوا وہ مجنون و فریاد غم آشنا کہ دشت و جبل میں پریشان رہے اٹھائے جو رنج و الم بے شمار یہ بہتر ہو اس سے کہ خاموش ہوں
--	---	---

چہرہ زندانیان مصیبت و بلا و سیاہان دشت رنج و غنا اس داستان شوکت بیان کو یوں
تحریر فرماتے ہیں شہر مصنف سخن رنج و خواص دریائے ہوش + چین رنجت کو ہر ہر دامن
گوش + سابق میں ذکر کر چکا ہوں کہ ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پر ہی قید خانے میں قید
ہیں حیران و پریشان ہیں ملکہ آسمان پر ہی فرماتی ہیں کہ کیوں ایوں نظر اسی قید خانے میں

نمر کیشی رہائی کی کب صورت ہوگی قریشہ سلطان فرماتی ہیں کہ امی مادر مہربان نہ گھبراہیے
انشاء اللہ وقت رہائی قریب ہر مین نے خواب میں دیکھا ہر کہ میں رہا ہو گئی جہن جھوٹوئی
آپ کی ضرور فکر کرونگی آپ زیادہ پریشان نہ ہو جیسے مگر جمشید ثانی ظلم و بعت کا بانی جب اسکو
خبر میں گذرین کہ المسلم کشا نے ظلمانہ کو مارا اور طرٹ جزیرہ بلا خیر کے جاتے ہیں اور ملک
حسدینان حسن پرست برائے مقابلہ بھی روانہ ہو چکے ہیں یہ حالات سن کر اور دیکھ کر بہت
پریشان ہوا غصہ میں بیٹھیا تھا کہ دیو اور رنگ سامنے آیا اگر مجھ کو کیا یہ دیو اور رنگ
دیو عفریت کا بھانجہ ہوتا ہو کہا یا خداوند مقام تاسف ہو کہ آسمان پر می دقریشہ سلطان
زندہ ان میں قید ہیں انہر ایسی مصیبت نہیں پڑتی کہ تڑپ تڑپ کر قید میں مر جاوین جمشید
نے کہا کہ امی اور رنگ میں نے اکثر نگہبان بدلے مگر جو نگہبان گیا اُس نے کوئی بدعت اسی
نہیں کی کہ یہ شاہزادیاں تمام ہو جائیں اگر قریشہ سلطان کا انتقال ہو تو آسمان پر می
مکدر ہو کیا عجب ہو کہ مکدر ہو کر قدرت سے میل کرے اور آمادہ صلح ہو اور رنگ نے
عرض کی اگر برائے ایک ہفتہ نگہبانی غلام کے سپرد ہو تو مرگ قریشہ کی خبر سناؤن جمشید
نے کہا کہ میر منشی سند نگہبانی زندان خانہ اور رنگ کو لکھ دو کہ یہ جا کر چوکی پہرا دے
دیو اور رنگ سند لیکر در زندا سخا نہ پر آیا اپنا انتظام کیا حکم دیدیا کہ کھانا ہمارے حکم سے
جایا کرے تین دن کھانا دیکھ کر بھیجا ملکہ قریشہ کو بڑا صدمہ ہوا فرمایا یہ کون نگہبان مقرر ہوا
ہو کہ اب دو خورش میں کمی ہو کسی نگہبان نے دیو اور رنگ سے اطلاع کی کہ ملکہ قریشہ کھانے
کی شکایت کرتی ہیں اور رنگ نے کہا کہ کل کھانا ہم خود لیکر جاوین گے دوسرے دن جو کھانا
آیا تو دیو اور رنگ کھانا اور کوزہ آب لیے ہوئے اندر آیا دیکھا ملکہ قریشہ پایہ زنجیر بیٹھی
مگر خود زین سر پہ طوق گلو گیر گلے میں ہتھکڑیاں بڑیاں ہاتھ پائوں میں چہرہ مثل آفتاب
روشن دیو اور رنگ جمال بے مثال قریشہ دیکھ کر دنگ ہو گیا قریب آکر بیٹھا گھل ملکہ
باتیں کرنے لگا کہا کیوں ملکہ عالم آپ دختر صا حبقران با شتم ہیں آپ کی قید کو مہینوں گذر
کوئی صورت رہائی کی نہیں نکلتی قریشہ نے کہا کہ امی دیو اور رنگ جب وقت رہائی آئے گا
رہا ہو جاوین گے ہمارے عزیز و قبلہ و کعبہ و برادران دیشتم کہ و کوشش کر رہے ہیں ہمیں یقین کامل ہے

کہ طلسم فتح ہو جائیگا پروردگار ہم کو رہا کرے اور رنگ نے سر جھکا کر کہا کہ اگر مجھ کو بہنویری قبول کیجیے تو میں آپ کو قید خانے سے رہا کر کے نکال لے چلوں ہر چند کہ قریشہ سلطان کو بت ناگوار ہو اگر سوچی کہ وقت جبر و صبر ہو کہا ای اور رنگ اگر تو یہ کام کرے تو میں تجھ کو اپنے لشکر کا سپہ سالار کروں گی اور جو کچھ کہے گا وہ قبول کروں گی اور رنگ سمجھ گیا کہ قریشہ کو میرا کہنا قبول ہو ای اور رنگ کیا عمدہ ملک اسکے قبضے میں ہیں سب پر قبضہ کروں گا سپہ سالار لشکر سے کون عہد بہتر ہو مقابلہ خداوند میں بھی جا کر لڑوں گا اور جیسے لشکر کشی کروں گا اُسکو گرفتار کر لاؤں گا چند دن میں میرا شہر ہر ہو جائیگا اور چو اور رنگ نے کہا ملک قریشہ سلطان نے اچھا اچھا کمبیا دیو اور رنگ باغ باغ ہو گیا باہر آکر نگہبانوں سے کہا آج تم لوگوں کو فرصت ہو میں خود پہرہ دوں گا دیو زادوں کو یہ کہ کر رخصت کیا آپ شام سے پہرے پر بیٹھا جب رات لیلے شب کمر سے گذری اپنے مقام سے اٹھا قید خانے میں آیا کہا او ملکہ عالم کل چلیے میں نے سب نگہبانوں کو ہٹا دیا اُس وقت کہ قریشہ سلطان کو آسمان پر ہی کا خیال نہ رہا اور رنگ نے ہتھکڑی کاٹی قریشہ نے قید توڑ کر پھینک دی اور رنگ ندر وازہ بھی کھول دیا قریشہ سلطان بکلیں اور رنگ ساتھ ساتھ ہو جب کوس بھر کل آئیں تو ملکہ قریشہ نے گھبرا کر کہا کہ ای اور رنگ بڑی غفلت ہوئی مادر مہربان قید خانے میں رہ گئیں اب پلٹو تاکہ ان کو بھی ہمراہ لے لیں اور رنگ نے کہا کہ آپ کا چلنا مناسب نہیں ہے آپ اسی مقام پر ٹھہریں میں آسمان پر ہی کو نکال لاؤں گا قریشہ نے کہا کہ بہتر ہو اور رنگ براے رہا ہائی ملکہ آسمان پر ہی چلا یہاں جمشید ثانی قصر ہفت رنگ میں نشے میں تخت پر بڑا تھا کہ طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طائر اُڑ کر آیا پہلے خوب چلایا آخر مجبور ہو کے قریب آکر جمشید ثانی کے سر پر ٹھونکا ماری جمشید نے آنکھ کھولی وہ طائر پھرک کر زمین پر گرا اور تڑپنے لگا جمشید نے کہا کہ بڑا غصہ ہوا ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ قریشہ رہا ہو گئیں یکسر خود چلا اُس وقت پہونچا کہ ستارہ سحری چمک چکا تھا دروازہ قید خانے کا کھلا ہو جمشید نے جمانک کر دیکھا قریشہ سلطان کو قید خانے میں نہ پایا سر پٹھے لگا کہتا تھا کہ ثانی صاحب قید سے نکل گئی اب لشکر کشی کریں اس سوچ میں کھڑا تھا کہ دیو اور رنگ آکر بہو چا جمشید کو

دیکھ کر گھبرا گیا جھاک جھاک کر سلام کرنے لگا جمشید نے کہا کہ کیوں اور نگ آج سب نگہبان
کہاں گئے دروازہ قید خانے کا کیوں کھلا ہوا اور نگ نے گھبرا کر کہا کہ نگہبان اپنے اپنے گھر گئے ہیں
دروازے کا حال مجھ کو نہیں معلوم میں کیا بیان کروں میری کوئی خطا نہیں ہے جمشید نے کہا کہ او
بے حیا نمک حرام تو نے بڑا غضب کیا کہ قریشہ کو نکال دیا جلد بتاؤ نہ آتش قہر و غضب سے
جلا دوں گا اور نگ نے دست بستہ عرض کی خداوند کو اختیار ہو مگر میں نے کوئی خطا نہیں کی
مگر جمشید ثانی جھلایا ہوا تھا چٹکی خاک کی اٹھا کر اور نگ پر ڈال دی کہ اور نگ جل کر خاک ہوا
ملکہ قریشہ سلطان نے چند ساعت انتظار کیا جب عرصہ ہوا تو ایک طرف چل نکلیں روئے
بروج قلعہ سلاسل پر ہی معلوم ہوئے ملکہ اسی طرف چلیں قضاے کار دیو فولاد ملکہ
سلاسل پر ہی پر عاشق ہو کر آیا ہو سلاسل پر ہی آج کل متردو متوحش حیران تھی کہ ملکہ قریشہ
قید ہیں کسکو برا سے مدد بلاؤں زخمی ہو کر قلعہ بند ہوئی تھی کہ دیو فولاد نے ہلہ کیا ہر چند کہ پتھر
وغیرہ ملکہ قلعہ نے مارے کئی ہزار دیو مارے گئے مگر دیو فولاد جو بدست ہلاتا ہوا ہتھروں کو
مغنیق کے رد کرتا ہوا قریب خندق کے پہنچا منتہیں کر رہا تھا کہ امر ملکہ عالم نکل آؤ
ورنہ قلعہ لوں گا پھر ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا سلاسل پر ہی نے بیقرار ہو کر سر پر دگڑھ
رجوع کی کہ اے خالق ارض و سما و امین وہ دگڑھ اس آفت سے بچالے اس ظالم نے گھبرا
ہوا اسکے ہاتھ سے کیونکر نجات ملے نظم

خدا ہستی باقلیم خداوندی خداوند ابر	توئی شاہنشہ ملک شہنشا ہی شہنشاہا
جہان محکوم فرمانت چہ در پست چہ در بالا	چہ در شہر و چہ در قریہ چہ در کوہ و چہ در صحرا
توئی اشرف توئی اعلیٰ توئی دالی توئی والہ	توئی واحد توئی یکتا توئی در مان توئی بینا
توئی رزاق و خلاق خدائی جملہ آفاقے	تو ہستی و انی عقیقی تو ہستی ماکاب دنیا
تو مطلوبی تو محبوبی تو محبوب خوش اسلوبی	توئی در ابتدا المجا توئی در انتہا ماوا
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن	نباشد صورتی خالی ز نور و در جہان صلا

بیقرار ہو کے سلاسل پر ہی نے جو دعا کی صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ آفتاب عالم تاب حسن و
جمال صاحب جو دو کمالی صاحب زور و طاقت با جلال و شوکت ملکہ قریشہ سلطان سامنے

لغا ہر ہوئیں وہیں سے لکارا کہ اونا پاک خبردار آگے نہ بڑھنا لیکن قریشہ سلطان کو دیکھ کر
دیو فولاد ناچنے لگا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملک عالم خداوند براس الشیاطین نے تمکو بھیجا ہے
ہر چند کہ میں سلاسل پریمی پر عاشق تھا مگر اب تم پر اکل ہوا تیغ ابرو سے گھاگل ہوا پردہ قاف
کی سلطنت دو نگاہ سب رئیسوں پر بادشاہ کرونگا قریشہ سلطان نے لکارا کہ اونا مرد کیا
بیہودہ بکتا ہے جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر میدان میں آکر کمال دکھا زبان تیر و کلمہ عمود سے کا
لے زبان کو نیام دہن میں رکھ دیو فولاد دیکھ کلمہ سن کر لپٹا قریب پہونچ کر چو بدست لگائی قریشہ نے
کلائی ختام کر ایک جھٹکا مارا کہ تمھے کے بھل زمین پر آیا ایک گھونسہ مار دیا کہ دیو فولاد کا سر
پھٹ گیا ہر اہی اسکے آپٹے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ملک قریشہ سلطان نے ٹھوٹے عرصے
میں سب کو شکست دی لاشہ فولاد کا سب دیو لیکر بھاگے سلاسل پریمی قریشہ سلطان کو
ساتھ لیکر قلعے میں آئی سامان دعوت کیا ملک قریشہ سلطان نے کہا کہ ای سلاسل پریمی
میں نے قید خانے سے رہائی پائی مگر مادر مہربان رہ گئیں لشکر تیار کرو کہ لشکر کشی کر کے چلیں
سلاسل پریمی نے چار ہزار نہرہ اسے دیو جمع کیے ملک قریشہ سلطان بعدہ افسری اور سلاسل
کو تخت پر سوار کیا طرف طلمس کے چلیں جب دروازے پر طلمس کے پہونچیں تو دیکھا کہ ایک صحرا
سبزہ زار ہے اس صحرا میں ایک کوہ فلک شکوہ ہو دروازے پر کوہ کے چند کرسیاں بھی ہیں
ایک جوان تاجدار کرسی پر بیٹھا ہے قریشہ سلطان کے جال کو دیکھ کر وہ تاجدار اشارے کرنے لگا
کہ آئیے تشریف لائیے میں تو آپ کا مشتاق تھا طلمس میں ہی آپ کا ذکر ہو رہا ہو خداوند نے حکم دیا
ہو کہ اگر قریشہ سلطان آویں تو انکی خاطر کرنا خبردار کوئی بات خلاف نہ ہو میں میں براے
خدمت حاضر ہوں قریشہ سلطان تلوار کھینچے ہوئے بڑھیں چاہتی ہیں کہ اس مقام کو طمر کر کے
قریب درہ کوہ پہونچوں اس تاجدار کو سزا دون کلمات لغو کہ رہا ہو کہ پہلو سے آواز آئی اوجڑا
شمشیر زن خبردار آگے نہ بڑھنا یہ مقام علامت طلمس نوخیز جمشیدی جو بانی بنا کر گئے ہیں کہ اسکے
اندر کوئی نہ جائیگا قریشہ سلطان نے لپٹ کر دیکھا کہ ایک دیو خونخوار ہوا رشمشاد ہاتھ میں لیے
جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے قریب قریشہ پہونچ کر ہاتھ مارا ملک قریشہ نے دار کو قلم کیا اس دیو
نے چاہا کہ لپٹ جاؤں قریشہ سلطان نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ اس دیو کے دو ٹکڑے ہوئے وہ

تاجدار قریظین کرنے لگا کہ حضور یہ ملعون اسی لائق تھا کہ نے اسکو سلام کیا اور حیثیت کو قریب
 اس جوان کے آئین اس جوان نے تعلیم کر کے ملکہ کو کرسی پر بٹھایا جام لبریز کر کے ہاتھ میں دیا ملکہ
 نے جام پی لیا اس جوان نے ہاتھ تھا ملکہ قریشہ سلطان کو ساتھ لیکر درہ کو دین داخل ہو گیا ملکہ
 سلاسل پر پی نے جو یہ معرکہ دیکھا قصہ کیا کہ بہت جاؤں سب نے عرض کی کہ آیات شب اور
 انتظار کیجیے شاید ملکہ قریشہ کا حال معلوم ہو سلاسل پر پی اسی مقام پر اتر پڑی صبح کو کٹھی
 لشکر میں نظر ہوا سب پر یزادین رونے لگیں سلاسل پر پی نے پوچھا کہ کیوں صابو خیر تو ہو سب نے
 عرض کی ملکہ غضب ہوا قریشہ سلطان کا لاشہ کنارے پر لشکر کے چڑا ہی ہم اوگون کو اب تاب
 نہیں ہو گا شک نہ بینا پیدا ہوئے کہ لاشہ قریشہ نہ دیکھتے دل کانپ رہا ہو کہ کس ساعت چلے تھے
 اب چلو صاحبقران کے پاس چلین ان سے سب حال عرض کریں کہ وہ کچھ تدبیر کریں گے اس عجب
 و غرائب کی فکر کرنے والے وہ ہی ہیں کیسے کیسے طلسم فتح کیے اور کیسے کیسے ساحر مارے مگر عجیب
 معرکہ گذر سلاسل پر پی یہ خبر سن کر بہت روئیں آخر کل لشکر کو تیار کر کے تلاش میں صاحبقران
 کی چلین کے ذکر ان کا وقت پر ہو گا مگر ملکہ قریشہ سلطان کو وہ جوان ساتھ لیے ہوئے درہ کو
 سے جو کھلا شہر میں داخل ہوا شہر نہایت آباد عمارتیں گل پختہ بنی ہوئیں دوکانیں سب ہی ہوئیں ہر آ
 و بزار و جوہری بچے اپنی اپنی دوکانوں پر بیٹھے ہیں خرید و فروخت ہو رہی ہو وہ جوان ایک ایک
 دوکاندار سے کہتا ہو کہ میں نے آج رکن اسلام گردا دیا قریشہ سلطان ایسی شاہزادی کو
 گرفتار کیا دوکاندار کہتے ہیں کہ امی تاجدار تمہاری کارگزاری کا کیا کہنا بڑے شخص کو گرفتار
 کیا بڑی تکلیف اٹھائی اب ان کو کیا کیجیے گا تاجدار کہتا ہو کہ اب ان کو بخدمت خداوند لیجیو گا
 وہ جیسا مناسب جانیں گے ویسا حکم دیں گے ملکہ قریشہ سلطان خاموش چلی آتی ہیں کہ این
 طرف سے نوبت و نقارے کی آواز آئی یہ آواز لشکر اس تاجدار نے ہاتھ چھوڑ دیا اور منہسکر کیا
 کہ ہوشیار چاہا کہ سوار آتا ہو یہ کہہ کر وہ تاجدار چلا گیا سامنے سے ایک سواری پیدا ہوئی آگے
 آگے شتر سوار ہٹو بچو کرتے ہوئے نکل گئے بعد اسکے پلٹنیں رسالے پرے جمائے ہوئے نکلے انکے
 بعد ایک جوان تاج شاہی بر سر چار قبہ شہنشاہی دربر بہ نفوت تمام تخت پر بیٹھا نمایاں ہوا اب
 ملکہ کی بھکاری بڑھی حیران مٹی کی مین کہاں آگئی وہ تاجدار تخت سے کودا آکر ملکہ کو سلام کیا عرض کی

تخت پر سوار ہو جیسے قریشہ سلطان نے کہا کہ میں سپاہی کی دختر ہوں مجھے تاج و تخت سے کیا کام
 اُس تاجدار نے چاہا کہ زبردستی ہاتھ تمام لون ملک قریشہ سلطان نے ایک تانچہ مارا کہ سر اُس
 تاجدار کا اڑ گیا فوج دے ملک قریشہ سلطان پر ٹوٹ پڑے قریشہ لڑ رہی ہیں صدائے گداز
 بلند ہو گئی سزا فسربا تھ سے قریشہ کے مارے گئے یقین ہو کہ فوج کو شکست کا مل ہو کہ جو
 سپہ سالار فوج کو لڑو اور ہاتھ اُسے پکار کر آواز دی کہ ارے یار و نقابدار نیلی پوش کو خبر کر کہ
 نیلی پوشوں کو لیکر آئے ان کو گرفتار کر لے یہ جو پکار کر اُس افسر نے کہا پہلوے شہر سے نوبت اور
 نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک نقابدار نیلی پوش دو ہزار نیلی پوشوں سے آکر پہونچا اور
 جیسے ہی وہ آکر قریشہ نے نیا معرکہ دیکھا کہ جسکو قتل کیا ایک کے دو بن کر تیار ہوئے تھوڑی
 دیر میں نیلی پوشوں سے وہ شہر بھر گیا اور وہ سب لڑ کر مکندین مارنے لگے نیزے مار مار کر بھاگتے ہیں
 قریشہ انتہائی زخمی ہوئیں اُن مکاروں نے مکندین مار کر قریشہ کو گرفتار کیا ملک قریشہ نے
 دیکھا وہ تاجدار جو میرے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہ ہی تخت پر سوار ہو اور حکم دے رہا ہو
 کہ ارا بہ لاؤ اور قیدی کو سوار کر کے لیچلوا ایسا قیدی کبھی نہیں آیا تھا کہ صد ہا آدمی سلطان
 کے مارے گئے ملک قریشہ سلطان کو مسلسل و مطوق کیا ایک ارا بہ پر سوار کر لیا وہ ہی جو انا
 نیلی پوش ارا بہ کو ساتھ لیکر چلے دارالامارہ شاہی میں آئے قریشہ سلطان نے دیکھا کہ جو
 جوان درہ کوہ پر ملا تھا وہ یہاں تخت پر بیٹھا ہو حکم دے رہا ہو کہ قیدی کو سامنے لاؤ ملک
 حیران ہو گئیں کہ یہ جوان یہاں کیونکر آیا پھر خیال ہوا کہ مقدمہ طلمس ہو ایسے ایسے شعبہ
 بہت ہو گئے اُس تاجدار نے کیفیت سُن کر حکم دیا کہ آج شب کو حفاظت کرو کل بخدمت خداوند
 قید روانہ کرونگا پہلوے دارالامارہ میں قصر تھا اُس میں قریشہ کو قید کیا قصر میں قفل لگا دیا
 نگہبان دروازے پر بیٹھے ہیں چرچے ہو رہے ہیں کہ اگر نیلی پوش جادو نہ ہو پختا تو قریشہ
 نہ گرفتار ہو تین دو پہر رات گئے تک نگہبانوں کی آواز سنی دو پہر رات گئے سب نگہبان
 سو گئے ملک قریشہ سلطان ملول و حزین بیٹھی ہیں دعائیں مانگ رہی ہیں کہ دیکھا دیو قصر
 پر سے بذریعہ کند کے ایک سیہ پوش اُترتا ہوا آتا ہو اُتر کر مکان میں آیا قریشہ کو سلام کیا
 قدموں کو بوسہ دے کر کہا کہ امی ملک عالم اٹھ چلے میں دن سے آپکا حال زار دیکھ رہی تھی

لسی نے آپ کو جرات گرفتار نہیں کیا بلکہ قریشہ نے فرمایا امیر مجین تیرا نام نامی واسم گرامی کیا
 ہوا ہے نقاب چہرے سے اٹھائی قریشہ سلطان نے دیکھا کہ ایک زن حسینہ دریا سے جواہر میں
 غرق سر جھکائے بیٹھی ہو اور کہہ رہی ہو کہ میں عاشق جمال حضور ہوں آپ کی رہائی کیواسطے
 حاضر ہوں قریشہ سلطان خاموش رہا میں اُس نازنین نے اپنے بازو پر سے ایک تختی کھولی
 ملکہ قریشہ سلطان کو دی کہ حاضر رہ جب اس تختی کو جنبش دیکھیے گا سحر کا باطل ہو گا بایا
 طلمسہ یہ تحفہ بنا کر رکھ گئے ہیں میرا بیچہ قابض ہوا میں اسکو لے آئی کہ آپ کے پاس رہیگا کا
 ایسا کوئی ساحر ہاتھ نہ ڈال سکے گا قریشہ سلطان نے وہ تختی لیکر بازو پر باندھی پھر دوبارہ
 پوچھا کہ امیر مجین تیرا نام کیا ہوا اُس نازنین نے کہا کہ میرا اسم محفل افروز نام ہے یہاں کا
 برباد شاہ ہی میں اُسکی دختر ہوں جب آپکا دربار میں آنا ہوا میں ہر دو کون سے دیکھ رہی تھی
 جمال جان آرا دیکھ کر اسقدر مبقر ہوئی کہ آپ وہاں ترک رہا آخر تاب نہ آئی قید خانے
 میں حاضر ہوئی آپ صبح کو قید خانے سے نکلیے گا قید سب ٹوٹ جائیگی پھر آپ اس قلعے سے بےست
 کل جائیے گا حقیقت میں یہاں آپ کو بہت تکلیف ہو اور جو ساحر آپ پر سحر کرے گا اُسکا سحر بوجہ
 برکت تختی اثر نہ کرے گا آپ لڑتی بھڑتی نکل جائیے گا بیرون قلعہ جا کر ایک آواز دیکھیے گا کہ امیر
 داراب جنی جلد آکر حاضر ہو اور اس تختی کو جھکائیے گا داراب جنی تخت لیکر آئیگا اور پھر
 پکوسوار کر کے بجائیگا مگر جب تک طلمسہ کشا لوح نہ پائیگا تب تک آپ کو باعث پریشانی
 ہو کسی طرح آپ کا اندر طلمسہ کے داخلہ نہیں ہو سکتا شمع محفل افروز بخوبی سمجھا کر چلی گئی
 صبح کو جو بچا تلک کھلا دیکھا قیدی موجود ہو نگہبانوں کا یہ قول ہو کہ ہماری قید سے رہائی
 دشوار ہو ہمارے اس قید خانے سے قیدی زندہ نہیں نکلتا ملکہ قریشہ اپنے مقام سے
 اٹھیں آواز دی کہ او بیجاؤ ہم جاتے ہیں نگہبانوں نے کہا کہ قیدی کی مجال ہو کہ جانے
 نکل سکے ملکہ قریشہ سلطان نے اُس تختی پر نگاہ ڈالی سب قیدی کہہ گر پڑی تلوار کسی
 نگہبان کی اٹھائی لڑتی ہوئی نکلیں جبکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے قصر سے جو باہر
 نکلیں ساحرون میں غلغلہ ہوا کہ یارو پڑے غنیمت کی بات ہو کہ قیدی نکلا جاتا ہو کیونکر
 روکیں سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا کیا کریں ملکہ قریشہ سلطان شیرانہ درستانہ جنگ کرتی ہوئی بیرون

قلعہ پہونچین داراب جتنی کو پکارا پہلوے صحرا سے ایک تخت پر ایک جوان خوشرو سوار قریب
قریشہ آکر پہونچا ہرچہ کہ ساحر گھیرے ہوئے ہیں مگر داراب جتنی نے کچھ خوف نہ کیا اور ملک کو
تخت پر بٹھا کر لیچلا لاکھ لاکھ ساحر سحر کرتے ہیں تا شیر نہیں کرتا سب حیران و پریشان ہیں مگر
داراب جتنی ملک قریشہ سلطان کو تخت پر سوار کر کے لے نکلا ساحر مجبور ہو کر رہ گئے کچھ نہ ہو سکا
بلکہ آپس میں کہتے ہیں کہ خداوند را اس الشیاطین اس جوان پر مہربان ہیں کہ تخت پر بٹھا کر
لے گئے قریشہ سلطان کو داراب اپنے ساتھ لیے ہوئے ایک صحرا میں آیا ملک نے دیکھا
کہ اسی صحرا میں ایک باغ ہو دروازہ اسکا مثل آغوش عاشق گھلا ہوا ہو قریشہ کو لیکر اسی
باغ میں آیا بارہ درمی میں مقام صدر پر جگہ دی عرض کی کہ حضور تشریف رکھیں میں ابھی اپنے
ساتھ والون کو لیکر حاضر ہوتا ہوں یہ کہہ کر داراب جتنی ملک سے رخصت ہوا مگر کہ گیا
کہ اگر غلام کو عرضہ ہو جائے تو گھبرائیے گا نہیں شاید سامان کرنے میں دیر ہو میں ایسا سامان
کر کے لاؤں گا کہ آپ لڑتی بھڑتی تاجہ قصر محبت رنگ پہونچین اول تو یہ خبر مشہور ہو چکی ہو ضرور جمشید
نے سنا ہو گا کہ ملک قریشہ رہا ہو گئیں یقین ہو کہ فوج روانہ کرے ملک قریشہ سلطان پریشان
بیٹھی ہوئی ہیں چند پریزا دیں داراب جتنی برائے خد متکثر اری ملک چھوڑ گیا بدوہ سب
خدمت میں مصروف ہیں صبح کو ملک ان سب پریزا دون کو لیکر بالائے بام آکر بیٹھیں دست کا
تماشا دیکھ رہی ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک دیو بلند بالا نہایت قوی و جسم آگے
آگے پشت پر کئی ہزار نرہ ہائے دیو اسی طرف آتا ہو پریزا دون نے عرض کی کہ واری دیو کیوں
اس سرحد کا حاکم ہو معلوم ہوتا ہو کہ برائے مقابلہ حضور آتا ہو قریشہ سلطان نے کہا کچھ
خوف نہیں ہو اگر آتا ہو تو سمجھا جائیگا حقیقت میں دیو کیوس قریب باغ آکر اُترا اور منظر ہوا
کہ کل بلوہ کردنگا ملک قریشہ سلطان کے ساتھ سوائے ان پریزا دون کے اور کون ہو رہا
نکل کر بارگاہ استاد کرائی خود بھی جواب میں طبل جنگی بجوایا رات بھر تیار رہی صبح کو دیو
کیوس کئی ہزار نرہ ہائے دیو سے آکر سامنے کھڑا ہوا صفین بیکسی یا ندھین ارادہ ہو کہ میدان
میں جاؤں ملک قریشہ سلطان پریشان ہیں کہ میں یکہ و تنہا اُس طرف اسقدر جماؤں کہ جیم
کریم کسی معین کو بھیج اس حیرانی میں کھڑی ہیں کہ دیو کیوس نے میدان میں آتے ہی نعرہ کیا

نکہ قریشہ سلطان مسلح و مکمل ہیں کہ صحرا سے گرد آڑی اب وہ وقت ہو کہ دیو کیوس میدان میں نعر
 کر یا ہو کہ کوئی میرے مقابلے میں آئے تو مزہ اٹھائے دار اب جی بی مع دوسو جنوں کے آکر ہو پنا
 اور پکار کر آواز دی کہ ای ملک عالم یہ غلام حاضر ہو لے تو میدان میں جائیے قریشہ رک گئیں
 کہ دار اب جی جنوں کو لیکر قریب آیا اور عرض کی کہ حضور تامل فرمائیں غلام جا کر دیو کیوس کو
 جواب دیگا یقین ہو کہ شرمندہ ہو پھر ارادہ نہ کرے مگر قریشہ نے کہا کہ ای دار اب جی تھلا
 اس وقت آنا غنیمت ہو گیا ورنہ حیون تھی کہ کیا کروں تمہارے آنے سے قلب کو قوت ہوئی
 روح کو راحت ہوئی میں جنگ سے ٹھٹھ نہیں چھپاتی ہمارے قبلہ و کعبہ صاحب قرآن زبان اٹھا
 برس تک پردہ قاف میں لڑے کوئی مقام باقی نہیں رہا کہ جہاں نہیں پہنچے جس مقام پر پہنچے
 دہلکے کانٹے پاک کیے کوئی دیوا یا نہ تھا کہ جس سے مقابلہ نہ پڑا ہو دار اب کو ملک قریشہ بخوبی
 سمجھا کہ مقابلہ کیوس میں آئیں کیوس نے لکار کر آواز دی کہ کیون ای قریشہ سلطان
 کچھ تمکو ہمارا خوف نہ ہو کہ دیو کیوس ایسا دیو زبردست دیو فولاد کا عزیز ہو جس وقت
 سے میں نے لاشہ فولاد کا ٹکڑا نکھون کے نیچے اندھیرا کیا آخر کو چڑھ آیا اب بھی کچھ نہیں گیا ہو اٹھا
 کر و کیا عجب ہو کہ خطا معاف کر دوں قریشہ نے فرمایا کہ ای کیوس تجھ ایسے صدمہ میرے ملازم
 ہیں جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر دیو کیوس نے یہ سنتے ہی دار فولادی جھلا کر اپنے کاندھے سے
 اتاری خبر داؤ خبر دار کہ کمر ہاتھ دار کا مارا قریشہ نے دار کو قلم کیا کیوس نے ڈنڈہ کا کھینچ مارا
 قریشہ نے خالی دیا اسے خیال کیا کہ ای کیوس لپٹ پڑھیر بھاڑ کے اسے کھا جائیے سو جکڑ لپٹے لگا
 قریشہ سلطان نے دونوں ہاتھ تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو کیوس ٹھٹھ کے بھل زمین پر جھٹکا ملک
 نے اُسی حال میں ایک گھولسا مار دیا کہ دیو کیوس کا سر پھٹ گیا فوج کیوس نے بلوہ کیا دارا
 شریک جنگ ہوا ہر چند کہ فوج کیوس کا ارادہ ہو کہ ملک قریشہ کو گرفتار کر لیں مگر دار اب جی
 مع ہمارا ہیون کے شریک جنگ ہو دو لون لشکر ملے ہوئے تلوار چل رہی ہو ہر چند ان کا فسر
 مارا گیا مگر یہی ہار ہو کہ یار و جس طرح بنے قریشہ کو گرفتار کر لو مگر جنگ قریشہ سلطان بخود
 جنگ صاحب قرآن ہوا دھر دار اب بھی کہ دو کوشش کر رہا ہو وہ دیونا بھی لڑ رہے ہیں
 گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہو سامنے باغ کے ہزار بالاشہ ترپ رہا ہو جس وقت تک

داراب جبئی نہ لڑا تھا فوج کو گمان تھا کہ قریشہ کو گرفتار کر لین کے مگر داراب جبئی نے لاش پر لا
گرا نا شروع کی آخر ہمارا ہیان کیوس گرتے پڑتے قریب لاش کے آئے بکارتے تھے کہ ایو انو اپنے
مالک کی لاش کو اٹھاؤ ایسا نہ ہو کہ جنگ میں پامال ہو جائے تو باعث پریشانی ہو مگر قریشہ نے
ٹھوڑے عرصے میں ان سب کو شکست دی وہ سب لاشہ کیوس لیکر بھاگے دور تک قریشہ
نے ان کا پیچھا کیا مگر وہ سب نکل گئے ملکہ قریشہ بفتح و فیروزی پلٹیں داراب جبئی نے عرض کی
کہ حضور اب کیا ارادہ ہو ملکہ قریشہ نے کہا کہ اپنا ہر وقت یہی قصد ہو کہ لڑتی بھڑتی تا بہ
زندہ ان طلسمی ہو بچوں اور مادر مہربان کو رہا کروں داراب جبئی نے عرض کی کہ رہائی آپ کی
والدہ ماجدہ کی طلسم کشا کے ہاتھ پر موقوف ہو ابھی آپ اسی بلغ میں تشریف رکھیے میں
اور فوج کو جمع کر کے لاؤں جمعیت کامل ہو لے تو آپ کا حکم بجا لاؤں ملکہ قریشہ سلطان اسی بلغ
میں آکر اتریں داراب جبئی فوج کو چھوڑ کر پھر روانہ ہو گیا مطلب داراب جبئی کا یہ ہو کہ فوج کو
معقول طور پر جمع کر کے ملکہ کے ہمراہ چلوں ملکہ قریشہ سلطان بلغ میں بھیجیں داراب جبئی
جاچکا ہو وہ دوسرے جو آئے تھے دروازے پر بلغ کے اترے ہیں کہ ایک پر یزاد دوڑی ہوئی
آئی عرض کی کہ کنیز نے خبر سنی ہو کہ دیو غراب چالیس ہزار نرہ ہائے دیو کی جمعیت سے برائے
مقابلہ حضور آتا ہو قریشہ نے کہا کہ آنے دو اسکی بھی قضا لاتی ہو انشاء اللہ بوجہ حسن
مقابلہ ہو گا جیسا کچھ ہو گا وہ طور میں آسکا ٹھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ دیو غراب فوج کو
ساتھ لیے ہوئے آکر پہونچا بلغ کے سامنے اتر ملکہ قریشہ سلطان بھی باہر تشریف لائیں بارگاہ
استاد کرائی دیو غراب نے طبل جنگی بجوایا ملکہ قریشہ نے بھی جواب میں طبل جنگی کو حکم دیا رات بھر
تیاریاں ہوئیں صبح کو دیو غراب جو شان و خروغان میدان میں آیا چالیس ہزار نرہ ہائے دیو
آکھچے دیو غراب نے قصد کیا کہ میدان میں نکلون کہ صحرا سے گرداڑی ملکہ قریشہ نے دیکھا کہ آگے
آگے کئی سو علم نشان کئی لاکھ سوار کے ظاہر ہوئے بعدہ دیکھا کہ پلٹیں آراستہ و بیراستہ آئیں اور
کریت بن قہقہہ کئی سو من کی دار کا ندھے پر رکھے ہوئے اور بار بار اُسکو چرخ دیتا ہوا عین وقت
پر آکر پہونچا دیو غراب کو دیکھا کہ میدان میں اشلک کر رہا ہو کریت بن قہقہہ کہ گلستان ارم کی
طرف جاتا تھا راہ میں خبر پائی کہ قریشہ سلطان بلغ داراب میں ہیں پلٹ پڑا فوراً صفت سے

جدا ہوا لشکار کر آواز دی کہ ای دیو غراب تو جانتا ہو کہ میں شہنشاہ قاف ہوں مجھ کو دیکھ کر بھی نہیں پلٹتا دیو غراب نے آواز دی میرے مقابلے میں آئیے میں خود خان قاف ہوں عفریت کے قتل کی خبر سن کر نکلا ہوں سب رکھیں زرا دے جو پیدا ہوے ہیں اُن سے مقابلہ پڑیگا اُس وقت تم کو معلوم ہوگا کہ شہنشاہ قاف کون ہو افسر دیوان و سپریان کون ہو جب وقت پڑیگا تو کوئی ساتھ نہ دیکھا یہ سن کر کریت بن قہقہہ مقابلہ غراب میں آیا لیکن اس کے دل میں خیال ہو کہ غراب کو مار کر قریشہ پر جا پڑوں جم کر لڑوں گرفتار کر کے اُن کو پردہ ظلمات میں لیجاؤ یہ سوچ کر غراب سے کہا کہ لا حرب کر میں تیری ضرب دست کا مشتاق ہوں غراب نے جو بہت لگائی کریت اتنا بڑا زبردست ہو کہ اسکا کوئی ہم نبرد نہیں ہی ہاتھ بڑھا کر لگائی غراب کی ہتھام لی غراب لپٹ پڑا کریت سے اور غراب سے کشتی ہونے لگی کریت غالب آیا غراب کو زیر کیا دیو غراب کے لشکر والوں نے چاہا کہ اپنے آقا کو رہا کر لیں لینا لینا کہ کر دوڑ پڑے مگر کریت نے غراب کی مشکلیں باندھیں اور مصروف جنگ ہوا کئی لاکھ نہرہ ہائے دیو اسکے ساتھ ہیں ہمارا ہیان غراب سے جنگ ہونے لگی لشکر غراب کو پامال کیا خیمے بارگاہیں سب لوٹ لیں یہی ارادہ ہو کہ قریشہ سے مقابلہ کر لگا لڑائی فتح کر کے بارگاہ میں آیا غراب کو سامنے بلوایا سمجھا کر کہا کہ ای غراب میری شرکت کرو تمھارا ملک تم کو دوں گا سب زمین ادو کو اُن کے بزرگوں کا ملک دوں گا آسمان پر ہی طلسم میں قید ہیں قریشہ کو مارے لینا ہوں غراب نے ناچار ہو کر اطاعت کی ہمراہ کریت ہو گیا کہا آپ ٹھہریں طبل جنگی بجائیے میں قریشہ سے سمجھ لوں گا کریت نے طبل جنگی بجوایا قریشہ نے بھی جواب میں نوازش طبل کو حکم دیا رات بھر تیار رہاں ہوئیں صبح کو کریت تین لاکھ فوج سے میدان میں آیا غراب سب کے آگے آگے شلنگیں لگاتا ہوا آتا ہو قریشہ کے ہمراہ وہ ہی دوسرے جن ہیں تین لاکھ کے مقابلے میں کھڑی ہوئی جن بہ اطمینان تمام ساتھ والوں سے کہہ رہی ہیں کہ دیکھو کس رنگ سے مقابلہ ہوتا ہو تم لوگ فقط دور سے لینا لینا کرنا میں یکہ و تنہا اس لشکر سے لڑ لوں گی خدا چاہے گا تو شکست دوں گی میرے والد ناما رصا جقران عالی وقار ہمیشہ اکیلے لڑے اور بغض و احرارہ پردہ دنیا سے آئے تھے کبھی کسی کی جنگ سے ٹھہ نہیں پھیرا اسی طرح میں بھی اکیلے لڑوں گی اور اپنے والد نامہ ارکانام

روشن کرونگی سب جن حیران ہیں کہ اکیلے کیونکر لڑیں گی تین لاکھ دیو کر میت کے اور چالیس ہزار دیو
غراب کے ہیں دیو غراب خود آگے بڑھا ہوا آتا ہے اس اثنا میں بعض جن دیو غراب میدان میں
آیا پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ قریشہ میرے مقابلے میں آؤ قریشہ نے قبضہ تیغہ سلیمانی پر ہاتھ رکھا
مقابلہ غراب میں آئیں غراب نے کئی چوبستین لگائیں قریشہ نے خالی دے کر ہاتھ مارا کہ غراب
کے دو ٹکڑے ہوئے قریشہ سلطان نے میدان میں مبارز طلبی کی کر میت نے ارادہ کیا تھا کہ
میں جاؤں سرداروں نے اسکو روک لیا مگر دیو سحاب دیو غراب کا بھائی میدان میں نکلا
مقابلہ قریشہ میں آیا ہر مرتبہ تیر مارتا ہر ملکہ قلم کر دیتی ہیں برابر ہو چکا اسکو بھی ہاتھ مارا کہ
سحاب کے بھی دو ٹکڑے ہوئے دیو سکون مقابلے میں آیا کئی چوبستین لگائیں قریشہ سلطان
نے خالی دے کر دیو سکون کو بھی قتل کیا بعد اسکے دیو مرغ سر مقابلے میں آیا بڑے بڑے فتور
کیے چوبستین لگائیں تیر مارے قریشہ سلطان نے سب دار اسکے رد کر کے ہاتھ مارا کہ دیو
مرغ سر کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اسی طرح نو دیو افسران فوج کر میت سے فرداً فرداً مار گئے
کر میت نے جب ارادہ کیا افسروں نے اسکو روک لیا کہ آج دن اچھا نہیں ہو مقابلے میں
نہ جائیے جب نو دیو مارے گئے تو کر میت نے طبعی باز گشت بچایا کہ گیا کل سمجھ لوں گا ایک کو زندہ
نہ چھوڑوں گا ملکہ قریشہ پٹ کر اپنے لشکر میں آئیں کر میت نے اپنے لشکر میں آئے ہی حکم دیا کہ نقارہ
رزمی بچے صبح کو قریشہ سے مقابلہ ہو قریشہ نے بھی نوازش طیل کو حکم دیا دونوں لشکر وین طیل جنگی
بچے مگر جن جنگل میں لشکر کر میت اُترا ہوا ہے اس جنگل سے ملا ہوا ایک صحرا ہے کہ بہت سے غول اُٹھ میں
رہتے ہیں بیتا لاک غول کہ سب کا افسر ہر رات کو جو اسے روشنی چراغان دیکھی اور لوگوں
کی آواز کان میں آئی ایک چیج باری کہ سب غول جمع ہو گئے بیتا لاک نے کہا کہ یارو دیکھتے ہو
کہ سامنے ہزار ہا بلکہ لاکھ ہا دیو نوا جمع ہیں شائد لشکر دیو نوا دون کا اُترا ہو لہذا تم بھی لشکار
کھیلو غولوں نے کہا کہ اے افسر ہم تو اسکے مشتاق تھے آپ بھی چلیے بیتا لاک نے کہا کہ میں بھی
ساتھ چلوں گا دیو نوا دون کا گوشت میٹھا ہوتا ہے چیر پھاڑ کر خوب کھاؤ یہ ملاحین کر کے جا پڑے
پچاس ساٹھ ہزار غول جو آکر گرے دیو نوا دون کو مارنا شروع کیا کئی ہزار مرہ ہائے دیو مار گئے
صرصر آہو تنگ عیار کر میت ہوا سنے جو یہ معرکہ دیکھا دوڑا ہوا خدمت میں کر میت کی آیا کہا کہ

افسر غول آپ کے لشکر پر آ پڑے ہیں آپ خود نکلے دو چار کو مار لے تو یقین ہو کہ بھاگ جاویں گے
 کریت چو بدست کا ندھے پر رکھ کر نکلا دیکھا کہ سارے لشکر میں آوازیں فریاد فریاد کی بلند ہیں
 بعضے بھاگے جاتے ہیں بعضے آنا دہے حرب دیکھا کہ کریت نے نکل کر اپنے نام کا غرہ کیا کہ ہم
 کریت بن قہقہہ او غولان بیا بالی کیا تم کو زندہ چھوڑتا ہوں تم خود ہماری خوراک ہو میں کیا
 تمھیں زندہ چھوڑ دوں گا جو غول سامنے آیا کریت نے اُسے گردن پکڑ کے اٹھا لیا غول پر غول
 کو مارا دونوں کی پٹیاں چور چور ہوئیں اسی طرح صد ہا غول مارے یہ ہنگامہ جو کریت نے
 کیا بیتا لک کو بھی خبر ہو چکی کہ کریت نے نکل کر بہت سے غول مارے فوج بھی سنھل گئی ہو
 دیوزادوں کے حملے کو نہ اٹھا سکتا ہو دو چار حملے سب نے کیے کئی ہزار غول ماری گئے بیتا لک
 نے ایک چٹخ ماری کہ سب اسکی آواز پر آئے اور کہا ای افسر دیوزاد بہت ہیں اور ہم کم ہیں
 ممکن نہیں کہ ہم ان پر غالب آویں بیتا لک نے کہا کہ نکل چلو سب غول لڑتے بھڑتے اٹھ
 دیوزادوں نے سمجھا نہ کیا خوف تھا کہ ایسا نہ ہو بھاگے ہوے پلٹ پڑیں وہ غول اپنے پیشے
 میں گئے ہمارا ہیان کریت جو پلٹ کر آئے دیکھا کہ لشکر بہت لٹ گیا ہر خیمے سرنگوں پڑے ہیں
 بیتا لک نے اپنے پیشے میں ہونچکر شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دو ہزار غول مارے گئے سبھوں سے
 کہا کل سمجھ لیں گے اول میں چند کس جاؤ کریت کو لگا کر جنگل میں لاؤ ہم جا کر شخون گرین لشکر
 کی بہت تباہ ہو اس سوچ میں سرنگوں بیٹھا تھا کہ آسمان پر برق چمکی نجس جادو کہ بیتا لک اور اس
 آشنائی ہو اگر ہو چکی دیکھا کہ بیتا لک سرنگوں رنجیدہ کبیدہ بیٹھا ہو اور چند لاشے سامنے پڑے ہیں
 کہا کیوں بیتا لک یہ کیا معرکہ ہو بیتا لک نے سب حال بیان کیا نجس نے ہنس کر کہا
 کہ میں ابھی جا کر لشکر تباہ کیے دیتی ہوں جا کر ایسا سحر کرتی ہوں کہ سب دیو خود اپنی جان دین
 بیتا لک بہت خوش ہو انجس جادو چلی اور ہوا پر آکر اُسے گولہ مارا گولہ بیٹھا بھول بڑھے لگے
 کوئی جل گیا کوئی دیوانہ دار پھر رہا ہو کوئی درہ کوہ سے سر ٹکراتا ہو کوئی بھاگا جانا ہو حیار نے
 کریت کے کریت کو آکر جگایا کہا کہ ای شہنشاہ آپ کے لشکر پر بھول برس رسے ہیں کہ جس سے
 سب دیوانہ دار و وحشی مثال فل مچا رہے ہیں عجب ہنگامہ ہو مجکو معاملہ سحر معلوم ہوتا ہو کریت
 نے کہا کہ تو جا کر خبر لے صرصر آ ہو تک نے صورت تبدیل کی ایک نازنین کی شکل بنکر ایک

درخت کے نیچے بیٹھ کر دس لگا بچس نے دیکھا کہ ایک نازنین رو رہی ہو یہ اسے اُتر آئی قریب آ کر کہا کہ اے نازنین کیوں روتی ہو کہاں کی رہنے والی ہو صرصر آہو تاکہ نے سر جھٹکا کر کہا کہ میں آوارہ دشت ادیار مصیبت میں گرفتار ہوں سا۔ بیچہ قریب ہو آئیں جتنی ہوں باپ نے مار کر کال دیا مان میری سوسیلی ہو اُسکا ہی بیوہ ہو کہ ہر وقت کوٹھے پر کھڑی رہتی ہو میں نے باپ سے کہا کہ میں آپ کی بدنامی ہوتی ہو ایسا نہ ہو کہ کسی کے ساتھ نکل جائے باپ نے مارا میں نکل آئی تین دن سے اسی جنگل میں ماری ماری پھرتی ہوں بچس جادو نے کہا کہ میرے ساتھ چل میں تنجو بیٹی بنا کر رکھوں دھوم سے تیری شادی کرونگی بیتا لک غول کے حکم سے لشکر دیوان کو تباہ کرنے آئی ہوں وہ سحر ایسے کروں کہ سب بھاگ جا دیں سامنے نہ ٹھہر سکیں ایک سحر کیا تھا کہ سودو سرتباہ ہوئے ایکے سحر میں منہ برسیگا وہ دریا پیدا ہو کہ سب ڈوب ڈوب کر مر میں نازنین اٹھ کھڑی ہوئی کہا چلیے میں آپ کے ساتھ ہوں بچس جیسے ہی آگے بڑھی اُس نازنین نے جھپک کر کہا کہ دیکھو وہ مارسیاہ آتا ہو جیسے ہی بچس بیٹی صرصر آہو تاکہ نے خجما کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا بچس جنم واصل ہوئی بچس کو صرصر آہو تاکہ نے مار کر سر کاٹ لیا سر لیکر خدمت کر میت میں آیا پیش کیا کریت نے کہا کہ اُمیر صرصر اگر تیری صلاح ہو تو غولوں پر جا پڑوں جا کر غولوں کو مار دوں ورنہ وہ پھر فتور کریں گے صرصر آہو تاکہ نے کہا کہ بہت بہتر کریت لشکر کو تیار کر کے اُس بیٹے پر جا گرا ہزار ہا غولوں کو مارا مگر بچاس ساٹھ ہزار دیو بھی مارے گئے صبح ہوتے ہوتے بیتا لک بھی ہاتھ سے کریت کے مارا گیا کریت فتح کر کے پلٹا مگر کہتا تھا کہ آج کے دن بی قریشہ سلطان بچ گئیں ورنہ آج میں اُن سب کو قتل کرتا اُن کے برے غول قتل ہوئے لیکن کل ایک کو زندہ نہ چھوڑو نکا قریشہ نے خبر سنی کہ غولان بیابانی کو جا کر کریت نے مارا کل مجھے مقابلہ کریگا قریشہ گھبرا گئیں کہ فوج کریت کے پاس بہت ہو کل دیکھیے کیا ہو کہ صدائے طبل جنگی آئی ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کریت نے طبل جنگی بجوایا ہو ملک قریشہ نے بھی طبل جنگی بجوایا مگر کمال انتشار ہو کہ دیکھیے کیا ہو لشکر اُسکے ساتھ بہت ہوا اور ہمارے ساتھ چند کس ہیں دیکھیے معرکے میں کیا ہوا ایسا نہ ہو شیخون آجائے تو کیسا انتشار ہوگا یہ فرما کر ارشاد کیا کہ ہم لشکر کا خود طلبا یہ دین گے ایسا نہ ہو وہ شیخون مارے تو کیسی مشکل پڑے انتظام طلبا یہ کر کے کنارے

لشکر کے ٹل سہی ہین دو پہر رات جا چکی ہو زوال ماہ تابان و انتشار سیارگان ہو عجب ستارگان
 ہو لشکر میں کریت کے روشنی ہو رہی ہو دیوزاد جا بجا پھر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا
 کہ نقابدار مرد پوش بارہ ہزار فوج سے آیا اور لشکر کریت پر شجون گرا دیوزاد بھی اٹھ
 لڑنے لگے کہ دوسرے پہلو سے گرد اڑی نقابدار گلگون پوش بصد جوش و خروش آکے گرا
 مصروف جنگ ہوا ز مرد پوش و گلگون پوش نے مل کر کریت کو زخمی کیا اور لڑتے بھڑکتے
 نکل گئے بعد جانے نقابداروں کے کریت کراہتا ہوا بارگاہ میں آیا زخم میں ٹانگے دلوں
 پٹیان مرہم کی چڑھیں تب کریت نے صرصر آہو تنگ عیار سے صلاح کی کہ میں تو زخدار ہوں
 نہایت بیقرار ہوں ایسا نہ ہو کہ ملکہ قریشہ آپڑیں تو پھر ان کو کون روکیگا اگر تم سب کی صلاح
 ہو تو یہاں آب و ہوا بھی خلاف ہو وطن چلوں زخم کو اچھا کر کے پھر آؤنگا سب نے کہا یہی بہتر
 ہو دیو آپس میں کہتے ہین کہ چندے تو آرام ملے یہاں تو روزئی آفت ہو یہی مصیبت ہو کہ ایسا
 نہ ہو مارے جاوین اول غولوں نے قتل کیا پھر ساحرہ نے قیامت برپا کی آہو تنگ نے ہٹکو
 مارا پھر نقابداروں نے کریت کا یہ حال کیا سب یہ باتیں کرتے ہوئے سوار ہوئے کریت بکو
 ساتھ لیکر طرف پردہ ظلمات کے چلا ملکہ قریشہ نے قصد کیا تھا کہ اسکا بچھا کر وں کہ اس
 عرصے میں داراب جنی آکر پہونچا دو ہزار جن اور ساتھ لایا عرض کی کہ حضور اس طرف نہ
 جائیں میں ایک تحفہ حضور کے واسطے لایا ہوں کہ جسکے سبب سے طلسم میں داخل ہو جائیے
 ملکہ قریشہ نے پوچھا وہ کیا ہو اس جن نے جواب دیا نام اس تحفے کا کیمیاے سعادت ہو
 یعنی ایک ہرچہ کاغذ کا ہو اسپر ایک نقش لکھا ہو خواص اسکے زیر نقش مرقوم ہین ملکہ قریشہ نے
 جنوں کو ساتھ لیکر کوچ کیا بعد قطع منازل و طر مرا حل اسی دشت میں پہونچیں کہ جن مقام پر
 جو ان خوشرو درہ کوہ میں بیٹھا تھا قریشہ نے حیران ہو کر کہا کہ ای داراب جنی یہ کیا شعبہ
 ہو کہ یہ جو ان مجکو اندر لیگیا تھا اب میں پھر اس طرف آنکلی داراب جنی نے جواب دیا
 کہ یہ مقدمات طلسمی ہین ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ یہ سن کر ملکہ قریشہ سلطان آگے بڑھیں
 داراب نے کہا کہ کیمیاے سعادت میں دیکھ لیجئے کہ کیا حکم نکلتا ہو ملکہ نے تعویذ بازو کا
 گھولا دیکھا تو نوشتہ پایا کہ جب یہ جو ان خاطر مدارات کرے تو یہ اسم پڑھ کر دم کر دینا یہ جو ان

غائب ہو جائیگا اور کوئی شخص ایسا آئیگا کہ آپ کو محبت لیجائیگا تب طلسم میں آپ کا داخلہ ہوگا
 مضمون دیکھ کر قریشہ سلطان بڑھین وہ جوان حیران ہو کر اٹھا اور پکار کر آواز دی کہ اے
 ملکہ عالم آئیے قریشہ بڑھین اُس جوان نے آکر چاہا کہ ہاتھ تھاموں ملکہ نے اہم ٹپڑہ کر دم کیا
 جوان نے ایک چنچ مار کر ہاتھ ملکہ قریشہ کا چھوڑ دیا اور مثل قطرہ آب زمیں میں جذب ہو گیا
 قریشہ سلطان آگے بڑھین اور سب فوج تو باہر ٹھہری مگر داراب جتنی برابر ملکہ کے آیا
 اور عرض کی کہ بڑھ چلیے ملکہ قریشہ آگے بڑھین درہ کوہ سے نکل گئیں کہ دیکھا ایک طرف سے
 گرد عظیم بلند ہوئی اور یقین ہوا کہ بوجہ تیزی ہوا کے زمین سے پائون اٹھ جاوین گے سانسے
 آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک پہلوان گیتڑے پر سوار آتا ہو لپیٹ پر میں ہزار سوار
 جبار معلوم ہوا کہ طولاب نیزہ باز اس جوان کا نام ہو اُسے خبر دریافت کی کہ یہ کون لوگ ہیں
 معلوم ہوا کہ ملکہ قریشہ سلطان و داراب جتنی ہیں یہ دریافت کر کے طولاب نیزہ باز
 گیتڑے سے اُترا آکر قریشہ سلطان کو سلام کیا کہا اے ملکہ عالم تشریف لے چلیے آگے باغ
 طلسمات ہو دیان کے نخل آپ کے مشتاق ہیں طائر بھی زمزمہ سرائی کر رہے ہیں دم محبت کا
 بکھر رہے ہیں یہ سنتے ہی قریشہ بہت خوش ہوئے سمجھیں کہ ہمارا بھی طلسم میں ذکر ہو اُس جوان
 کے ساتھ ہو لیں وہ جوان ذکر جزأت ملکہ قریشہ کرتا ہوا چلا ٹھوڑی دور جا کر دروازہ باغ
 کا دکھلائی دیا اُس جوان نے ہاتھ ٹھوڑ دیا اور کہا کہ ملکہ بسم اللہ چلیے ملکہ قریشہ باغ میں
 داخل ہوئے دیکھا کہ باغ بہشت آئینہ رنگارنگ و شکوفہ ہائے بوقلمون طائر ان
 زمزمہ سراز زمزمہ سرائی کر رہے ہیں نرون میں پانی صاف و شفاف سر و لب جو پر قمریوں کا
 جماد ہو کو کا شور مچا ہوا ہے ملکہ قریشہ بارہ درمی میں آئین چند کنیزین کہ باغ میں حاضر تھیں
 برائے خدمت آئین عرض کی کہ واری تشریف رکھیے گلابیان شراب کی کشتیان کیاب کی لاکے
 پیش کیں اور جام لبریز کر کے ملکہ کو پلایا اور اشارہ کیا کہ پیٹھ جائیے قریشہ بیٹھیں چند کنیزین بایان
 بجائے گلین ادویہ اشعار عاشقانگانا شروع کیے لطم

ملک نہیں ہو دوسرا تجھسا ہزار میں +	ہوتا ہی اک بہشت کا دانہ انار میں +
بلبل نہ ہاتھ آئے اتنی شکار میں + +	اصیاد باغ باغ نہ ہو بے بہار میں +

خون جگر سے اپنے غم دل ہون پالتا	رکھتے ہیں طفل اشک کو شکرگان کنارین
سودا نہ سر سے جائیگا گیسو سے یار کا	عال کو بھانسی دیتا ہر یہ جن حصارین
برباد ہو رہے ہو کچھ آتش ٹھہین نہیں	مٹی خراب اپنی بھی ہر اس دیارین

کنیزوں نے یہ اشعار گار ملک قریشہ سلطان کو خوب رضامند کیا کہ ملک گلعدار آوین کی وہ آپ کی خاطر کریں گی کل سے مشہور تھا کہ طلمس کشا کی بچہ بھی صاحبہ تشریف لائے کو ہیں ملک حیران ہیں کہ میری آمد کا بڑا ذکر ہو مگر معلوم ہوتا ہو کہ مقدمات طلسمی میں یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ملک ابرسیاہ پیدا ہوا ایک ساحرہ دریا میں پھولوں کے غوطہ مارے ہوئے آکر پہونچی ملک قریشہ کو سلام کیا اور عرض کی کہ حضور دیوشلنگ آپ کے مقابلے کا مشتاق ہو قریشہ نے کہا کہ میں موجود ہوں جن طرح چاہے امتحان کرے کہ پہلو سے بلغ سے ایک دیو زبردست شلنگین لگانا ہوا آیا سامنے ملک قریشہ کے خم مارا اور کہا کہ میرے مقابلے میں آئیے قریشہ براہر کو دین دیوشلنگ نے کلائی پر ہاتھ ڈالا ملک قریشہ سلطان نے ہاتھ پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو سر کے بھل جھٹکا ملک نے ایک گھونٹہ سر پر مارا کہ سر دیوشلنگ کا پھٹ گیا دیو کا مرنا دیکھ کر گلعدار جادو جھٹکا کر بولی کہ آپ نے غضب کیا پہلے نگہبان کو مارا اب آپ کے ساتھ ساکنان طلسم دشمنی کریں گے میں کس کس کو سمجھاؤنگی آپ کو مناسب ہو کہ آپ طرہ صحراے پُر خار کے چلی جاوین وہاں چندے بسر کریں جب طلمس کشا دھرے آوین گے تو انکے ساتھ ہو لیجیے گا میں بھی وہاں وقتاً فوقتاً آؤنگی دارا اب جتنی ملک قریشہ کو ساتھ لیکر چلا دن بھر ہر روی کی شام کو ایک صحراے پر خار میں پہونچیں کہ جا بجا کانٹوں کے انبار ہیں عوض میں عند لیبان خوشنوا کے زرغ و زرخ کے جا بجا جادوین قریشہ سلطان نے کہا کہ ای دارا اب جتنی اسی صحرا میں بسر کرو دارا اب جتنی نے عرض کی کہ کمیاے سعادت میں ملاحظہ فرمائیے دیکھیے کیا حکم نکلتا ہو ملک نے تعویذ بازو سے گھولاب جو ملاحظہ کیا اُس میں حکم نکلا کہ ای ملک قریشہ سلطان جس طرح گلعدار جادو نے کہا ہو اسی طرح اس صحرا میں بسر کرو اب جدھر جاتی ہیں وہ ہی صحراے پُر خار ملتا ہو جا بجا کانٹوں کے انبار ہیں ملک قریشہ سلطان ایک گوشے میں ٹھہریں دنا سا بیتی ہے بار بار سے گھول کر بچا دیا ملک قریشہ اُس پر ٹھہریں گکھڑا کر جادو کرنا لگا کرتی سا جادو کرنا لگا

رکھا ملکہ قریشہ نے ہمراہ داراب حتی خاصہ نوش کیا گلغزار تو کھانا کھلا کر رخصت ہو گئی
اب ملکہ قریشہ تو اسی صحراے پر خارین میں گلغزار روز کھانا پونچاتی ہو اور چلی جاتی ہو گلغزار جادو
بڑی تدبیر میں کر رہی ہو کہ ملکہ کو اس صحراے ہولناک سے نکالوں ماکہ قریشہ کو وہ صحرا بہت اگلا
ہو کئی دن اسی طرح گزرے ایک دن شب کو بعد دو پہر رات کے جو آنکھ کھلی گانے کی آواز کان میں
آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہو نظم

دل مضطرب الحال کچھ ایسا شب غم تھا	جب قصد کیا عرش برین زیر قدم تھا
تا صبح کسی طرح نہ نکلا شب فرقت ++	یار ب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا
لطف اب طرف اُس تم ایجاد کے آگے	ہم قابل بیدار نہ تھے طرفہ شرم تھا
تھا شیشہ نازک کہ کوئی سنگ الہی	دل تھا پیغل میں کہ دل آزار شرم تھا
جوابے کر تھی نگہ شوق جو ای یار ++	منظور شب وصل تماشائے عدم تھا
پایا بھی اگر دیدہ و لمین تو اسی کو ++	دیکھا تو وہی جلوہ گردیز و حرم تھا
رہبر نہ ملا آہ ہمیں کو سے وفا کا ++	مٹنا جو بتاتا وہ ترا نقش قدم تھا
دل دے کے اُنھیں جان دی اللہ رحمتی	پھر بھی تو وہ بولے کہ نہ را حوصلہ کم تھا
پانا مال جلال آہ رہا کو سے بتان میں	وہ دل کہ جو پروردہ صد ناز و نعم تھا

قریشہ سلطان کعبہ اگر اٹھیں اُسی صدا کے نشان پر چلیں دیکھا ایک مقام پر جنگل صاف و شفا
ہو ایک چپوترہ بلور کا بنا ہوا ہو اُسپر فرش مشجر بچھا ہو قاعدے سے ایک طرف مسند لگی ہو اُسپر ایک
جادو گرنی کو دیکھا کہ بیٹھی ہو ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو کنیزوں نے جو نام لیا تو ملکہ قریشہ سلطان
کو معلوم ہوا کہ خارستان جادو اسکا نام ہو اس صحرا کی حاکم ہو ایک کنیز خبر کہ رہی ہو کردار
اس جنگل میں آج کئی دن سے ملکہ قریشہ سلطان فروکش ہیں اگر حکم ہو تو گرفتار کر لیں خارستان
نے کہا کہ جلد گرفتار کر کے لاؤ چند کنیزیں چلیں ایک نے دوسرے دیکھ کر کہا بیچے حضور وہ تو سانپ
موجود ہیں آپ ہی سوچ کیجیے خارستان نے کہا کہ مجھ کو شرم آتی ہو غیر ساحرہ پر سحر کروں تم لوگ
سمجھا کے بلا لاؤ ایک کنیز نے اگر ملکہ قریشہ سے کہا کہ چلیے آپ کو بی خارستان بلاتی ہیں کچھ آپ
خوف نہ کیجیے اُن کے مزاج میں انتہا کا رحم ہو کسی پر جبر و ظلم نہیں کرتیں ملکہ قریشہ سلطان اُس

کنیز کے ساتھ چلین سامنے خارستان کے آئین خارستان نے جو جاہ و جلال دیکھا اپنے قریب بٹھالیا کہا ای ملک عالم تم اس صحرا میں نہ رہو ایسا نہ ہو کسی دن کوئی کنیز بے ادبی کرے تو مجھ کو افسوس ہوگا قریشہ نے جواب دیا کہ ای خارستان جادو میں خود نہیں آئی گی یہاں سے آؤ سے ہدایت ہوئی کہ جا کر صحرا سے خارستان میں رہو خارستان نے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ اس صحرا سے نکل جاؤ ملک قریشہ سلطان نے جواب دیا کہ ہم اس صحرا سے نہیں نکل سکتے یہ سنگھ خارستان نے ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ ان کی زبان بند کرو اس کنیز نے ہاتھ بڑھایا کہ قریشہ نے ایک تانچہ مار دیا کہ سر کنیز کا اڑ گیا خارستان نے کہا کہ ای ملک عالم یہ نختہ کیا کیا اور کنیزوں نے اشارے سے خارستان کے ملک پر بلوہ کیا یہ شیریشہ برائے ہو کنیزوں کو کب مانتی ہیں تلوار کھینچ کر کھڑی ہو گئیں جس نے سحر کیا ملک نے کیمیا سے عداوت کو جنبش دی سحر اُسکا باطل ہوا ہاتھ تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے جب اسی طرح کئی سحر قتل کیا تو خارستان نے لٹکارا کہ کیوں ملک قریشہ مجھے تم پر رحم کیا اور تم نے جرات دکھائی ایک سحر میں ہاتھ پاؤں بیکار کر دو گئی یہ کہ خارستان نے گول مارا ملک نے وہ ہی نقش چمکا با سحر باطل ہوا گول پھٹ کے زمین پر گرا خارستان نے کہا کہ میں سمجھ گئی کسی گرد نے چند پتھر بنا دیے ہیں میں سب کو مٹا دو گئی یہ کہ کار دھڑکھانے لگی ملک قریشہ سلطان جھپٹ کر قریب آئین جیسے ہی اسنے کار دھڑکائی ملک نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کلائی سے ہاتھ کٹ گئے گرا اب تو خارستان بہت جھلائی کہا ای قریشہ غضب کیا کہ مجھ کو بیکار کر دیا اگر اب میں تم کو زندہ نہ چھوڑ دوں گی یہ کہ خوب خوب سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی ہاتھ سے پرنا خون کا جاری ہوا آخر مجبور ہو کر ارادہ کیا کہ نکل جاؤں ہاتھ کا علاج کر کے آؤں گی اپنے تین زمین پر گرا دیا اور پر ہر داز پیدا کر کے اڑا کر چلی قریشہ نے کہا کہ کیا بیگانہ سے اتاری تاک کر تیرا مارا کہ سینے پر آکر پڑا تو پھر کشت کو پار گزرا سب کنیزیں بھاگئیں کہتی تھیں کہ صاحبو یہ اُس حمزہ کی دختر ہو کہ جسے یہ دہ قاف کو تسخیر کیا حقیقت میں حمزہ کے ہاتھ سے نہ صاحبو اور نہ دیوزادوں نے صلت پائی یہ اُسکی دختر ہو جو کچھ جرات اس سے سرزد ہو وہ کہ ہو قریشہ خارستان کو مار کر پلٹیں ارادہ کیا کہ اپنے مقام پر جاؤں ٹھوڑی دور بڑھی تھیں کہ آسمان پر برقی چلی اور

گلغزار جادو آکر پہونچی ہاتھوں کو بوسہ دیا عرض کی کہ ای ملک عالم یہ کیا خوب کار نمایان کیا میں نے
اس وجہ سے ذکر نہیں کیا تھا کہ ایسا نہ ہو سہی آفت میں پچیس برسے مگر آپ نے خارستان کو قتل کیا
کا مٹا نکل گیا حقیقت میں گیمیاے سعادت وہ متعہ آپ کے ہاتھ لگا ہو کہ راستہ طلسم کا خوب
کھل گیا ایک بڑی بات یہ ہو کہ اسکی وجہ سے سحر کسی ساحر کا اثر نہ کریگا اور جو حکم اسمیں لکھے
اسکے موافق کیجیے کبھی دھوکا نہ اٹھائیے گا بپل کر باغات کی سیر کیجیے ٹھوڑی رات اسی مقام پر
گذری کہ کل ہر درخشاں چمن فلک زبرد ہی میں کھلا گلغزار ملک قریشہ کو ساتھ لیکر آگے
بڑھی دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہو نخل صحرا سرسبز و شاداب ہیں طائران
زمزمہ سرازرمہ سرائی کر رہے ہیں جدھر نگاہ اٹھ گئی دروازے باغ کے کھلے ہیں نسیم عنبر شمیم
چل رہی ہو صبا لڑکھڑا رہی ہو کہنے نے کہا کہ ای گلغزار سب طرف باغ ہی باغ ہیں جس باغ میں
کہو وہاں چلون گلغزار نے کہا کہ گیمیاے سعادت میں ملاحظہ فرمائیے یہ وہ جنگل ہو کہ
جسکو صحراے بہار میں کہتے ہیں جسدن سے خارستان آکر رہی اُسے سب باغات چھپا دیے
تھے کانٹے ٹاہر کر دیے تھے اب اُسکے مرنے سے باغات ٹاہر ہوئے سب باغ اصلی ہیں جن طرف
دل کی توجہ ہو اُس باغ میں تشریف لے چلیے ایک باغ کے دروازے پر چند کنیزیں کھڑی تھیں
وہ بڑھ کر آئیں اور ملکہ کو ساتھ لے گئیں ملکہ قریشہ ایک باغ میں داخل ہوئیں باغ نہایت
دلچسپ ہو گھامے رنگارنگ و شکوفہ ہاے بو قلمون و نہرین سلسیل آسا جا بجا آب صاف و
شفاف سے مملو ہیں ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں نخل سرسبز و شاداب ہیں ملکہ قریشہ
ایک قصر میں آکر بیٹھیں گلغزار جادو ساتھ ہو کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان تاجدار
مرکب عربی پر سوار کئی سو جوان پشت پر سٹنے آکر پہونچا پکار کر آواز دی کہ کیوں ای ملک تنہ
خارستان کو قتل کیا اب چین سے بیٹھنے پاؤ گی جفائیں اٹھاؤ گی قریشہ سلطان نے کہا
کہ اویا وہ گو کیا بیوہ بکتا ہو گلغزار نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اسکو جا کر سمجھا دوں
ملکہ قریشہ نے اشارہ کیا گلغزار بڑھی اُس تاجدار پر سحر کیا جتنے اُسکے ساتھ والے تھے
سب پاہل ہوئے مگر وہ تاجدار قریب گلغزار آیا گلغزار کا ہاتھ تمام کے گھوڑے پر
ڈال لیا اور ساتھ والوں سے کہا کہ کھلیو قریشہ سلطان کو کل آکر سزا دوں گا گلغزار نے

پکار کر آزدی کہ ای ملکہ عالم اس کنیز کو بچاے اگر یہ مجھ کو گرفت کر کے لیجا لیگا تو فوراً قتل کر بیگا
 چمنستان جاو اسکا نام ہوا نعیم بدعتوان ستہ اسکو کام ہر صحرائے پھر بہار کو چاہتا ہوا
 کہ اُسی طرح ویران رہے یہ باغات ظاہر ہونا اس کو ناگوار ہوا قریشہ نے لاکھڑا کہ او
 چمنستان کہاں جاتا ہو نہم عادل قاف یہ کہہ کر ٹوٹا شیخی اور قصر سے کو دیر چمنستان
 نے ساتھ والوں کو اشارہ کیا کہ بلوہ کر کے اس کو گرفتار کر لو سب سواروں نے بلوہ کیا
 قریشہ سلطان کے نزدیک اُن کی کیا حقیقت تھی تھوڑے عرصے میں سب کو قتل کیا اور باڑ
 پر سے کیمیاے سعادت کو گھول کر ملاحظہ کیا اُس میں نوشتہ پایا کہ چمنستان کو قتل کرو ملکہ
 جیسے ہی چمنستان کی طرف چلین چمنستان نے گھوڑا بھگایا اور بھاگ کر نکل گیا ملکہ قریشہ
 پلٹ کر آئین اُسی باغ میں آکر ٹھہرین پھر دن بچھلا باقی تھا کہ کان میں رونے کی آواز آئی قریشہ
 ظرف صدا کے چلین ایک باغ کو طر کیا تھا کہ دوسرا دروازہ ملا اُس باغ میں داخل ہوئیں
 کہ ملکہ نے دیکھا کئی سر پریزا دین در در گوش و مرصع پوش سامنے آئین اگر سلام کیا کہا حضور
 گلغزار نے ہم کو بھیجا ہو کہ ملکہ سے فریاد کرو کہ ہم کو آکر ہا کرین چار پہر گزری کہ آب و دانہ
 بند ہو کنیز بہت دردمند ہو اگر دیر ہو گئی تو یہ کنیز قتل ہو جائیگی قریشہ سلطان اُن کنیزوں
 کے ساتھ چلین بارہ دری میں آکر دیکھا کہ گلغزار کی زبان میں سوزن ہو سلسل و مطوق
 بیٹھی رو رہی ہو قریشہ نے آکر زبان سے سوزن نکالی قید کو توڑ کر پھینک دیا گلغزار کو
 اُٹھایا ہا کر لائین اوپر چھپا کہ ای گلغزار چمنستان کہاں گیا کہا حضور آئیگا مجھ کو قید
 کر کے گیا ہو جلا د کو ساتھ لائے گیا ہو میرے قتل کا سامان کرے گا جب مجھ کو نہ پائیگا تو گھر آئیگا
 یہ ذکر تھا کہ ایک آندھی چلی شاخاے نخل ٹوٹے لکین پھولوں کا انبار ہو گیا طفلان غنچہ
 بیزبان حیران و پریشان ہوا کی تیزی سے درخت اکھڑے جاتے تھے زمین سے شعلے نکلتے
 تھے ملکہ قریشہ سلطان نے گھبرا کر کہا کہ ای گلغزار آج یہ کیسی آندھی ہو گلغزار نے گھبرا
 کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہو چمنستان ہا دکش آتا ہو حضور ہوشیار رہین ایسا ہو کہ
 کچھ فتور کرے وہ آندھی کم ہوئی روشنی جو ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سر جھاڑ منہ پہاڑ بال
 کرے نیچے اٹکے ہوئے منہ مثل غار کھلا ہوا اُس میں سے شعلے نکلتے ہوئے دسوں انگلیاں مثل

پنجشاخے کے روشن ہین چھپٹ کر قریب آیا لاکر آواز دی کہ کیوں ملکہ قریشہ سلطان تھے
 بڑی بے ادبی کی کہ ہمارے قیدی کو رہا کر دیا اور کیوں ای گلغزار تو نے کیا سمجھ کے انکا ساتھ
 دیا ہو آج تیری بھی تدبیر کرونگا حکم خداوند مل چکا ہو کہ گلغزار اگر گرفتار ہو تو فوراً قتل کر دو
 جسے بغاوت کی اُسکو ضرور سزا ملیگی پس مناسب یہ ہو کہ ان کا ساتھ اب چھوڑو قریشہ یہ
 سن کر چھپٹین چمنستان نے سحر کیا قریشہ پر سحر کی تاثیر نہ ہوئی چمنستان نے اس طرح کا سحر
 کیا کہ ہزاروں تلواریں قریشہ سلطان پر برسین مگر باز وہ پر ملکہ کے کیمیائے سعادت ہو
 گلے میں تختی پڑی ہو دفع سحر موجود ہو اس وجہ سے کسی سحر نے تاثیر نہ کی گھڑی بھر کا مل چمنستان
 نے سحر کیا مگر قریشہ سلطان پر تاثیر نہ ہوئی باعث شوکت کیمیائے سعادت ہو چمنستان
 حیران ہو کہ کیا سبب ہو سحر تاثیر نہیں کرتا ناچار ہو گیا قریشہ سلطان چاہتی ہین کہ قریب
 پہونچوں وارتلوار کا کروں سراسکا کاٹ لون چمنستان ہٹ جاتا ہو آخر چمنستان نے ایک
 جج ماری کہ اے ساکنان باغ و لہریب جلد آؤ چار طرف سے گھیر لو گوشہ ماے باغ سے کئی
 ہزار جامدو گر پیدا ہوئے اگر ملکہ قریشہ سلطان کو گھیر لیا ملکہ اُن سے لڑنے لگیں مگر جسکو
 قتل کرتی ہین وہ زندہ ہو جاتا ہو ملکہ قریشہ سلطان شیرازہ لڑ رہی ہین دودو کی گردن
 پکڑ کے لڑا دیتی ہین دو گھڑی کامل تلوار چلی خون کا دریا بہ رہا ہو مگر کوئی کشتہ نہیں معلوم ہوتا
 گلغزار نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور کیمیائے سعادت کو ملاحظہ فرمائیے ملکہ قریشہ سلطان
 نے کہا کہ بلوے سے ساحر دن کے مہلت نہیں ملتی کیونکہ دیکھو گلغزار نے کہا کہ میں سحر
 کرتی ہوں ساحر دن کو روکے رہو نگے آپ ملاحظہ فرمائیے یہ کہ کر گلغزار نے سحر کیا ساحر
 پیچھے ہٹے ملکہ قریشہ سلطان نے باز وہ پر سے وہ نقش کھولا نوشتہ پایا کہ جو اسم حاشیہ بہر
 مرقوم ہو اُس کو پڑھ کر دم کرو تب یہ ساحر نابود ہونگے قریشہ سلطان نے جیسے ہی مضمون
 ملاحظہ فرمایا اسم مذکور در زبان کیا ساحر دن کی طرف منہ کر کے پھونکا مثل برگ درختان باغ
 ساحر گر پڑے چمنستان نے دیکھا کہ سب ساحر بیکار ہوئے ہر ضد غل مچاتا ہو مگر گوشہ باغ سے
 کوئی ساحر نہیں آتا جو ہمراہ تھے وہ مثل تہوں کے اُڑتے پھرتے ہین چمنستان گھبرایا کہ
 کیا تدبیر کروں کچھ سوچا نہ پیچھے ہٹ کر بیچ نخل پر دو ہتھ پڑا برا بیچ نخل سے آواز آئی کہ

اچھستان یہ باعث کیمیاے سعادت اور تختی کا ہو اگر تو چین لے تو پھر جو سحر کرے گا وہ پورا ہوگا
 چھستان نے گلعندہ کو لکارا گلعندہ نے چاہا بیچھے بیچوں کہ چھستان تڑپ کر گر گلعندہ
 کو اٹھائے گیا ہر چند قریشہ سلطان نے تیرا رے مگر چھستان بلند ہو گیا بعد تھوڑے
 کے قریشہ سلطان نے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے میں گلعندہ تڑپ رہی ہو اور بچا رہی ہو
 کہ اگر ملک قریشہ سلطان کنیز کو چاہیے اب اعضا جل کر خاک ہونگے قریشہ سلطان چبھٹ کر
 قریب آئیں گلعندہ نے کہا کہ ذرا تختی و کیمیاے سعادت مجھ کو دیدے بچپے کہ میں سینے
 سے مس کروں ورنہ جل کر خاک ہو جاؤنگی چھستان نے سحر کر دیا ہو شعلے قلب سے
 نکل رہے ہیں قریشہ سلطان نے بلا تکلف دونوں تحفے دیے گلعندہ انقلی نے ہر دو اشیاء
 بیت کر چھوٹی میں کہیں لہو کیا کہ منہ چھستان جا دو دیکھا کس تکلف سے تختی اور کیمیاے سعادت کو
 لے لیا اب جو ملک قریشہ سلطان پر سحر کیا تیغہ ہاتھ سے نکل گیا ملک قریشہ لڑکھڑا کر
 گرین بہوش ہو گئیں چھستان قریشہ سلطان و گلعندہ کو لیکر روانہ ہو گیا لیکن
 جس روز ملک قریشہ سلطان نے زندان محن سے رہائی پائی تھی صبح کو ملک آسمان پر ہی چو اٹھیں اور
 جو سردار ملک کے قید ہیں انھوں نے بیان کیا کہ ملک قریشہ سلطان رہا ہو گئیں آسمان پر ہی
 بہت خوش ہوئیں جیسے منظر رہا کرتی ہیں کہ اب قریشہ آکر ہم کو رہا کرے گی روز یہی فکر رہتی ہو
 بعد ایک ہفتے کے ایک دن سنا کہ نوبت و نقارے بج رہے ہیں آسمان پر ہی نے پوچھا
 کہ یہ کیا معرکہ ہو آج یہ کیسی خوشی ہو لوگوں نے کہا کہ ملک قریشہ سلطان گرفتار ہو کر آئی ہیں یہاں
 قصر مہفت رنگ میں جمشید ثانی بیٹھا تھا کہ چھستان خوشی خوشی آیا کیا خداوند میں نے
 قریشہ سلطان کو بمشکل گرفتار کیا جان اپنی لگادی جب کیمیاے سعادت و لوح محفوظ
 کو لیا تب سحر نے تاثیر کی جمشید ثانی نے خوش ہو کر حکم دیا کہ لے جا کر زندان محن میں قید کر
 ملک آسمان پر ہی انتشار میں تھیں کہ خانہ زنجیر میں غل ہوا دیکھا ملک قریشہ سلطان سلسل
 و مطوق و سلسل زندان محن ہوئیں ماں کو سلام کیا آسمان پر ہی نے پوچھا کہ ای نور نظر کیا گزری
 ملک قریشہ سلطان نے عرض کی کہ مقدس طلسم ہو دو تحفہ جلیل مل کر نابود ہوئے چھستان نے
 وہ مکر کا ہاتھ میں ناچار ہو گئی میں اسی طرف آتی تھی یہ آرزو تھی کہ جا کر آپ کو رہا کروں مگر

خود ہی مقید ہو گئی جس روز سے رہا ہو کر گئی ایک دن ملت نہ پائی جنگ کرتی رہی آخر گرفتار ہو کر اس حیران مکار و غدار کا سامنا رہا آخر اُس نے کیونکر بچتی مگر جمشید ثانی خوش بیٹھا ہوا ہوا شاہزادیوں سے کہہ رہا ہو کہ غنہ ہماری تقدیر کرنے کی تاثیر دیکھی کہ قریشہ سلطان پر قید ہو کر آگئی شاہزادیان تعریفیں کر رہی ہیں کہ قدرت نے کیا تقدیر بہرہ جستہ کی ورنہ قریشہ کا گرفتار ہونا دشوار تھا کہ سامنے وزیر حاضر ہوئے جمشید کو نذرین دین اور کہ بیش کلان کے ہند رہ روز باقی بین جو حکم ہو وہ بجالا دین جمشید نے کہا کہ حسب قاعدہ قدیم تیاری کرو بلکہ مشہور کرو کہ اُس تاریخ کو اول یوشن ہو گا کہ قریشہ سلطان و آسمان پر ہی قتل کیجا وینگی کہ طلسم کشا کی آس ٹوٹے اور یقین کامل ہو کہ قیدی قتل ہو گئے جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ڈھنڈھو را پٹو ادا کر سب کو خیر ہو کہ تاریخ قتل قریشہ سلطان و آسمان پر ہی قرار پا گئی اُسی وقت وزیر نے ایک دستک دی کہ آسمان سے ایک رنگی سید رو پیدا ہوا انقارہ کا ندھے پر رکھے ہوئے عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہو جمشید ثانی نے اپنی زبان سے حکم دیا کہ مشہر کر فلان تاریخ قریشہ سلطان و آسمان پر ہی قتل ہوئی وہ رنگی یہ حکم سن کر بلند ہوا کہ نظروں سے سب کی مخفی ہو گیا شاہزادہ سعد بن قباد ایک صحرا میں فروکش ہیں کہ انقار کی آواز کان میں آئی سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک رنگی قومی تن و قومی من آواز دے رہا ہو کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم خداوند جمشید ثانی ظلم و بدعت کے باطنی کا کہ فلان تاریخ کو جشن سامری ہو کہ اُس تاریخ کو وہ خداوند پیدا ہوئے تھے اور اُسی تاریخ جو کہ تبدیل کیا اُسکا جشن ہو گا اور جشن دیگر باعث خوشی ساکنان طلسم نوخیز جمشیدی یہ ہو گا کہ ملک قریشہ و آسمان پر ہی مع ہمراہیوں کے قتل ہو گئی ہر چند کہ قریشہ سلطان کل گئی تھیں مگر قدرت نے تقصیر کر کے پھر گرفتار کر لیا اسی وجہ سے تاریخ اُن کے قتل کی قرار پا گئی یقین ہے کہ مسلمانوں کو بیڑا قلق ہو صا حبقران نے اپنے مقام پر سنا سعد نے بھی خبر پائی نور اللہ ہرنے اپنے مقام پر سنا ایرج و قاسم کو بھی خبر ہوئی لہذا ہر دو مالک نے کہ قلعہ جات پر لڑا ہے تھے اپنی اپنی شوکت نمائی چاہتے تھے جب یہ خبر دخت اثر شعی سب گہرا گئے بادشاہ نے اسے سزا دی تھی فرمایا کہ یار و تھے سنا بڑا غضب ہو گا اگر آسمان پر ہی و قریشہ سلطان قتل کیا کہ اُن اور تھے

پیر طاسم توڑا اور جمشید کو مارا تو کیا نفع ہوگا سب نے عرض کی کہ حضور جمشید کی کیا مجال کہ اُن کا
 موت جسم کم کر سکے میثاق اپنے مقام سے یہ کہ کراٹھا کہ غلام ابھی سے تدبیر کرتا ہوا دل تو جمشید
 کے قول و فعل کا اعتبار نہیں اور اگر ایسا کریگا بہت بچہ ناسیگا بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا
 کوچ کرے میثاق نے بہت منع کیا کہ حضور ابھی کوچ نہ کریں بادشاہ نے فرمایا کہ اے میثاق
 لوح طلسمی تول جاب کہ یہ سرگردانی شے یہ ذکر تھا کہ آواز رنگ کی کان میں آئی بادشاہ نے
 دیکھا کہ ہر سپہر عیاری و قلب فلک خیر گزاری خواجہ عمر و نامدار حمت و خیر کرتے ہوئے
 آکر پہونچے بادشاہ سے خبر کی کہ صاحبقران زمان نے مجبور وادانہ کیا ہو کہ بادشاہ سے
 اطلاع کرو کہ تاریخ قتل قریشہ سلطان و آسمان پر مقرر ہو گئی بادشاہ نے موعیوں کا
 مالا گلے سے اتارا کہ کئی لاکھ روپے کا تھا فرمایا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری یہ میں حاضر کرتا ہوں
 اسکو لیکر بیت المال میں جمع کیجیے اور کوئی فکر دستیابی لوح کی کیجیے ہر چند کہ میثاق ساحر
 زیر دست ہر وہ کہتا ہو کہ جمشید کی بات کا اعتبار نہیں مگر ایسا نہ ہو کہ خدا نخواستہ جہ قتل
 ہو جاوین تو میں صاحبقران کو کیا منہ دکھاؤنگا خواجہ عمر و نے چاہا کہ مالا اٹھا لون بادشاہ
 نے فرمایا کہ یہ نالا اسوقت ملیگا کہ جب لوح ہکول جائیگی خواجہ عمر و نے کہا کہ میں تدبیر کرتا ہوں
 آئندہ پروردگار کو اختیار ہو اور اب جزیرہ بلا خیر بھی قریب ہو میں آج ہی جا کر رنگ ہا ہا ہوں
 خواجہ عمر و نے اُسی وقت بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور فکر میں چلے مگر بہان
 بلا خیر جا دو اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ جمشید کا فرمان پہونچا اُسین یہ لکھا تھا کہ اے خیر خواہ
 دولت تم کو ایسا معتبر جانا کہ لوح طلسمی تمہارے سپہر کی اب بادشاہ تمہاری فکر میں ہیں ایسی
 کوئی تدبیر کرنا کہ تم تک نہ آسکیں بلا خیر نے اُسی وقت دو ساجر زیر دست شعبہ باز عجا
 و غرائب ساز کہ نام جنگل تحریر کرتا ہوں عیان جا دو و پہنان جا دو کو روانہ کیا کہ جا کر
 بادشاہ پر راستہ روک دو عیان و پہنان نے آکر سحر کیا کہ ایک کوہ بلند و مرتفع ظاہر ہوا
 ایک دیوار آہنی گھر گئی مگر خواجہ نے جو تلاش میں نکلے تھے تین کوس پر آکر دیکھا کہ لوہے کی
 دیوار کھڑی ہو راستہ بند ہو خواجہ عمر و دیوار کو دیکھ کر حیران کھڑے ہیں کہ کل تک راستہ
 کھلا ہوا تھا آج کیا سبب ہو کہ راستہ بند ہو گیا مگر اب وہ وقت ہو کہ دربار شاہی میں سب

سردار جمع ہیں کہ میثاق گھبرا کر اٹھا بادشاہ نے پوچھا کہ ایسا میثاق کیوں خیر تو یہ میثاق
 نے کہا کہ ایسا شہر یار میرے سحر نے مجھ کو خبر دی کہ عیان جادو و پنہان جادو و طرف سے بلا خیز کے
 آئے ہیں انھوں نے آپ پر راستہ بند کیا دیوار آہن تیار ہو خواجہ عمر و اس مقام پر حیران
 کھڑے ہیں غلام جاتا ہو کہ جا کر اس راستے کو شکست کروں خواجہ عمر و کے نکل جانیکا بندوبست
 کروں ملکہ بھرن بھی میثاق کے ساتھ اٹھیں کہا صاحب مجھ کو بھی خبر مل چکی ہو کہ عیان اور
 پنہان نے بڑا زور باندھا ہو میثاق و بھرن چلے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ عمر و سانس
 دیوار آہن کے خاموش کھڑے ہیں حیران ہیں کہ کیا تدبیر کروں کہ آسمان پر برق چکی میثاق
 و بھرن آکر پہونچے عرض کی کہ ایسا شہنشاہ اوج عیاری کس فکر میں کھڑے ہو خواجہ عمر و نے
 کہا کہ اس دیوار سے راستہ نہیں ملتا میثاق نے کہا کہ ایسا شہنشاہ اوج عیاری عیان جادو
 و پنہان جادو کا یہ سحر ہو بلا خیز جادو نے راستہ بند کیا یا ہواب میں سحر کرتا ہوں دروازہ اس
 دیوار میں پیدا ہوگا آپ نکل جائیے گا عیان و پنہان بڑی آفت برپا کریں گے میں وقت
 پر پہونچوں گا اور عیان و پنہان کی تدبیر کو ننگا اور آپ کو تباہ صحراے بلا خیز پہونچاؤں گا یہ سحر
 خواجہ عمر و نے کہا کہ بسم اللہ آپ سحر کیجیے میں جست کر کے نکلوں گا اور بلغ عیان و پنہان
 سے گذر جاؤں گا میثاق نے کہا کہ خواجہ وہ لڑائی بڑی کی کہ جان بچنا دشوار ہوگی یہ کہ کے
 میثاق نے ایک گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر کا پڑھ کر دیوار آہن پر مارا ایک دنگا ہو کر
 دیوار آہن میں پیدا ہوا خواجہ عمر و اس درے کو دیکھ کر سوچنے لگے نیچے کھینچنا چاہا کہ ٹیک کر
 جست کروں مگر دروازے کے پاس دیکھا کہ ہزار ہا ساحر صفت باندھے کھڑے ہیں اور کہہ رہے
 ہیں کہ عمر و آیا ہر ایک کی زبان پر یہی ہے کہ یار و عمر و کو روکو ایسا نہ ہو کہ یہاں چلا آوے
 خواجہ عمر و یہ ہنگامہ دیکھ کر چند ساعت کے وہ دروازہ بند ہو گیا میثاق نے کہا کہ اگر
 خواجہ غضب کیا ایک مرتبہ اور سحر کروں گا دروازہ ظاہر ہوگا تیسری مرتبہ دروازہ نہ ظاہر ہوگا
 میں ابکی مرتبہ سحر کرتا ہوں اگر آپ نے قصد کیا تو بہتر ہوا ورنہ میں ناچار ہو جاؤں گا خواجہ
 نے کہا کہ بسم اللہ سحر کرو دروازہ پیدا ہو میں ضرور جاؤں گا ہر چند کہ دشمنوں کی صفیں بند ہیں
 مگر ان کے سروں پر سے جاؤں گا سب ساحر حیران ہوں کہ عمر و کیوں کر آیا میثاق نے جھولی سے

پھر گو لہ نکالا اسم سحر کا پڑھ کر دیوار پر مارا اس طرح کا دانا ہوا کہ زمین تھرا گئی وہ ہی دروازہ معمولی پیدا ہوا اب خواجہ نے جست کی جیسے ہی اُس پر گئے ساحرون نے لینا لینا کر کے اس طرح کا سحر کیا کہ خواجہ عمر و گریے اور ساحرون نے فوراً گرفتار کر لیا کشان کشان عمر و کو لیکر سامنے عیان و پنہان کے لائے عیان و پنہان نے حکم دیا کہ لیجا کر قتل کر دو خبردار دیر نہ کرنا یہ وہ شخص ہو کہ ساری ہوش رہا میں پھر کوئی اسکو قتل نہ کر سکا سامری و جمشید نے اسکی قضا ہمارے ہاتھ سے مقرر کی تھی اور لکھ گئے ہیں کہ قاتل عمر و کے عیان و پنہان ہیں اب اس کو فوراً قتل کر دو ذرا دیر نہ ہو جادوگر کشان کشان خواجہ عمر و کو صحن باغ میں لائے دارین استاد کین جلا دون کو طلب کیا جب جلا دسر پہ خواجہ عمر و کے آیا اور اُس نے کو لے کا خط گردن پر دیا تو خواجہ عمر و نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے معبود حقیقی وای رب تحقیقی وای بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

ہست بیشک لا دوا بیمار ہوس
میخورد ہر دم پیای بوا لہوس خار ہوس
بہر کہ بردار دبدوش جان و دل بار ہوس
مخلصی کو یابد از زندان گرفتار ہوس
تازہ کر گرد و بباغ دہر گلزار ہوس
کی شود آباد دہر دہر جان دار ہوس
طالب مولا نمیکرد طلبگار ہوس

فی الحقیقت سخت آزار ست آزار ہوس
صاحب حرص و ہوا ماند ہمیشہ تنگ دست
ماند اندر دہر تار و ز قیامت زیر بار
کہ رہا گرد ز دام رنج و غم اہل طمع
بیشغلہ کر زاب و تاب فیض حق بستان آرز
روشن اندر رخا طاع کہ گرد و دہر لغ
از طمع خالی ست ذات کبر یا خواہش کن

جلاد چاہتا ہو کہ ہاتھ خنجر کا مارے کہ زمین شق ہوئی برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے
میشاق نے نکلے ہی سحر کی بوجھا کر دی عیان و پنہان کہ بارہ درمی بین بیٹھے تھے کسی ساحر
نے خبر دی کہ میشاق نے آکر عمر و کو بچا یا ساحرون سے جنگ ہو رہی ہو دونوں بھائی
جھلا کر باہر نکلے پنہان تو بارہ درمی بین کھڑا ہو مگر عیان جادو طرف میشاق کے چلا
تلوار برسلے لگا میشاق اپنے کو بچا رہا ہی چاہتا ہو کہ ذرا بلوہ کم ہو تو عیان پر سحر کروں عیان
بڑے زور و شور سے تلوار ہا ہی ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرا ہو کہ شاخ نخل سے ایک برق عیان

پرچک کر گری کہ عیان کے دو ٹکڑے ہوئے اور غرہ ہوا کہ منہ بھرین جادو میثاق نے دیکھا کہ
 بھرین نے ظاہر ہونے ہی دریا سے سحر پیدا کیا سب ساحر ڈوبنے لگے مچھلیوں نے سیکڑوں
 جادو گر مارے پنہان جادو نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا بیقرار ہو کر بارہ درمی سے پھاندا چاہا کہ
 میثاق پر جا پڑوں بھرین کے دریا کو دیکھ کر سحر کرنے لگا منظور تھا کہ دریا کو مشاؤون بھرین دریا میں
 پھاند پڑی پنہان جادو نے آواز دی کہ اپنے سحر میں آپ ڈوبی میثاق سے کہا کہ تمہاری معشوقہ
 ڈوب گئی خون سے میرے اپنی جان دی اگر نہ ڈوبتی تو میں اپنے قبضے میں کرتا معشوق پر پھر کھلی آبرو
 کے خوف سے اُسے جان دی میثاق کو یہ سن کر بڑا قلق ہوا دونوں سپر جا کر دریا میں پھاند پڑا بعد
 ٹھوڑی دیر کے پنہان جادو نے دیکھا کہ دریا سے ایک نازنین پیدا ہوئی ہونے سرکلے ہوئے
 قطرات آب مومے سر سے ٹپکتے ہوئے صاف ثابت تھا کہ گھنگور گھٹا چھائی ہو بارش مروارید ہوتی
 ہو گوش نازک میں مروارید بے بہا پڑے ہوئے ہیں صاف معلوم ہوتا ہو کہ ستارہ سحری متصل
 بنا گوش ہو دیلے حسن کو جوش ہو پنہان نے جو اُس محبوب مطلوب کو دیکھا پکار کر آواز دی
 کہ صاحب آؤ اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ تمہیں آؤ پنہان جادو حاضر حاضر کہ کر کو دیر جب
 قریب نازنین پہونچا تو ایک ہنگام نے سر نکالا پنہان کو چیر بھاڑ کر پھینک دیا خواجہ عمر و نے
 بھی حقہ ہائے آتش بازی مارے اور بوٹے پھرتے ہیں جب دونوں بھائی مارے گئے تو باقی
 ساحر فریاد کرتے ہوئے بھاگے ہر ایک کلاہی قول تھا کہ یہ وزیر اعظم خداوند میں عیان و
 پنہان کے روکے سے جب نہ رُک سکے تو ہم کیا روک سکتے یا رو بھاگ کر کل چلو جس طرح
 بنے اپنی جان بچاؤ یہ کہتے ہوئے سب بھاگ گئے میثاق نے کہا خواجہ ہم تو اسی بلغ میں
 ٹھہرتے ہیں تم اب آگے بڑھو خواجہ نے میثاق و بھرین کو اسی بلغ میں چھوڑا اب جو بلغ سے
 نکل دیکھا کہ ایک صحرائے دلخیز و وحشت انگیز ہو بوٹے لے کر دسے اٹھ رہے ہیں ہر طرف
 سنبھان و میدان کھن دست میدان نخل کا اُس صحرا میں نام نہیں ہر طرف فرے چک رہے
 ہیں دھوپ پڑ رہی ہو کہ تمام صحرائے رہا ہو عمر و اُس صحرا کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر چلا جاتا ہی
 کہ ایک طرف سے ایک جادو گر کو دیکھا کہ بدحواس دوڑا ہوا جاتا ہو خواجہ عمر و نے آگے بڑھ کر
 پکارا کہ بھائی ٹھہر جاؤ اُس دھوپ میں کہاں جاتے ہو وہ ساحر ٹھہرا خواجہ عمر و قریب آئے

ساحر نے جواب دیا کہ بھائی تو کڑی بُری چیز ہو قدرت نے نامہ پاس بلا خیز جادو کے رواد کیا ہو کہ عمر و صحرا سے ویران میں آگیا ہو شیار رہنا تو میں چاہتا ہوں کہ جلدی جاؤں مگر یہاں سے بہت بیقرار ہوں عمر و نے کہا کہ میں پانی لاتا ہوں بھائی مجھ کو تمہارے حال پر رحم آیا میں ابھی پانی لایا یہ کہ کر درہ کوہ میں گھس گئے جام پانی سے پھر کر لائے وہ قاتل بیہوشی ڈال دی کہ اگر دریا میں ڈال دیجیے تو مچھلیاں دیوانی ہو جائیں جیسے ہی اُس ساحر نے جام پیا بیہوش ہو کر گر خواجہ عمر و نے نامہ اُسکی جھولی سے نکال لیا اور ٹانگ پکڑ کے کھینچ کر درہ کوہ میں ڈال دیا اُسی کی شکل بن کر چلے مگر بلا خیز جادو نے لوح کو اس طرح رکھا ہو کہ ایک چوتھرہ سطح باغ میں ہو تختہ سنگ پر سات گلدستے رکھے ہیں ایک وضع ایک قطع کے مگر جس گلدستہ میں لوح ہو وہ گلدستہ چمک رہا ہو قیدیہ ہو کہ طلسم کشا خود اپنے دست حق پرست سے ہاتھ مارے تو اُسی گلدستے پر ہاتھ پڑے گا جس میں لوح ہو خواجہ عمر و اُسی خطر سان کی شکل بن کر جاتے ہیں مگر بلا خیز جادو نے ایک ابر سیاہ بنا کر اُس تختہ سنگ پر قایم کیا ہو اُس ابر میں جنبش پیدا ہوئی بلا خیز نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہو عمر و صحرا سے ویران میں آگیا دروازہ باغ کا بند کر دو کوئی آئے مگر دروازہ نہ کھولنا دروازہ باغ بند ہو گیا سب ساحر ابر کو دیکھ رہے ہیں بلا خیز جادو کسی بچھا کر بیٹھا ابر کو دیکھ رہا ہو کہ ابر چرخ مار رہا ہو کہ عمر و دروازے پر باغ کے آیا دیکھا کہ دروازہ بند ہو دروازے سے جھانک کر دیکھا کہ ساحر پھر رہے ہیں مگر لاکھ خواجہ عمر و پکار تے ہیں کوئی دروازہ نہیں کھولنا خواجہ کو تردد ہو کہ اگر میں باغ میں پہونچا تو کیا نتیجہ نکلیگا کچھ مطلب نہ حاصل ہو گا بڑی خطا کی کہ جو طلسم کشا کو ساتھ نہ لایا اس سوچ میں خواجہ کھڑے تھے کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی نقارے کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ بادشاہ مجاہد مرکب عربی پر سوار ہیں سب کے آگے میثاق کوہ گردان و بحرین وغیرہ سب شاہزادیاں طاؤس و زربین بال پر سوار آمدہ نرم و پیکار پشت پر لشکر کا تاننا بندھا ہوا میثاق نے بھی دور سے دیکھا کہ خواجہ عمر و بصورت مبدل دروازے سے باغ کے پلٹے ہوئے ایک ایک ساحر کو پکار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں خطا خداوند کا لیکر آیا ہوں کہ ایک باغبان نوجوان چاندی کے کڑے ہاتھ میں پہنے ہوئے دروازے کے سامنے سے نکلا خواجہ عمر و نے پکار کر کہا

بھائی بھگوانے آنے دو مگر پتھتھ تو لے لو اور چند نگینے باغبان کو دکھائے باغبان سوچا کہ اس وقت
 ہنگامہ ہو کون پوچھیں گا کہ فرستادہ خداوند سے کسے لیا یہ سوچ کر دروازے کے قریب آیا زنجیر کھولنی
 پانوں دروازے میں اڑا کے کھڑا ہوا اور ہاتھ باہر نکالا خواجہ عمرو نے ہاتھ اُس باغبان
 کا کاٹ لیا اُس باغبان نے ایک چیخ ماری اور دروازہ چھوڑ کر بھاگا اس عرصے میں بادشاہ
 بھی قریب آگئے اور گھوڑے سے اترے خواجہ نے بادشاہ کو آگے کیا پشت پر میثاق
 وغیرہ ہیں دروازہ کھول کر اندر گھسے مگر خواجہ عمرو پکارتے ہیں کہ ارے ایک ہاتھ دیا دوسرا
 ہاتھ دیتا جا باغبان بھاگا جاتا ہی پر نالہ خون کا ہاتھ سے جاری ہو مگر بلا خیر کرسی پر بیٹھا تھا
 کہ نعرہ بادشاہ کی آواز کان میں آئی پکار کر اسے کہا کہ ارے صاحبو دروازہ کسے کھول دیا
 کہ باغبان نے سامنے بلا خیر کے آکر کہا کہ حضور میرا ہاتھ عمرو نے کاٹ لیا دروازہ کھل گیا یہ
 سن کر بلا خیر اٹھا کہ سامنے سے نعرہ ہوا نعرہ بادشاہ سے منم شاہ شاہان فریدون چشم
 بہار گلستان کا دوس وجم پہنچلی وہ بزم اسلامیان پہنمال گلستان صاحبقران پہ ایک طرف
 سے نعرہ ہوا نعرہ خواجہ عمرو سے کزان اُستاد عیاران عالم سرپا دانش و عقل مجسم و بیان
 دین زکمرش آبیاری جہان سرسنگ درخچر گزاری بہر کشور بلاے جان کفار و عمرو
 آن شاہ عیاران عیار پہ ایک طرف سے میثاق کوہ گردان نے نعرہ کیا کہ باش اور بلا خیر
 دیکھا تو نے کہ کیونکر ہو نچے شاہزادیوں نے اپنے اپنے نام کے نعرے کیے بلا خیر نے فوج
 کو اشارہ کیا مگر میثاق نے کہا کہ امی بادشاہ حجاز ہم جنگ کر رہے ہیں آپ لوح طلسمی
 بلجیبادشاہ نے چھپٹ کر بسم اللہ کہ کر گلدستوں پر ہاتھ ڈالا اُسی گلدستے پر ہاتھ پڑا کہ زمین
 لوح طلسمی تھی اس طرف بادشاہ نے لوح پائی اس طرف بلا خیر جادو و میثاق سے مقابلہ پڑا
 میثاق نے وہ سحر کیے کہ آگ بر سادی تلواریں گرائیں ہزار ہا جادو گردن کے سر اڑ گئے
 مگر بادشاہ لوح طلسمی لیکر مصروف جنگ ہوئے بلا خیر اپنی جان سے بیزار ہو چاہتا ہو کہ کیا
 تدبیر کروں کہ لڑ بھر کر نکل جاؤں ایرسیاہ جو چھایا تھا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر اگلا سستے
 جلنے لگے آخر جل جل کر خاک ہوئے بلا خیر جادو نے جب دیکھا کہ میثاق کوہ گردان نے سب
 طرف سے روکا ہوا آخر ناچار ہو کر قریب اُس نخل کے آیا اور پکار کر آواز دی کہ اے نخل قدرت

مجھے پناہ دے فوراً بیچ نخل شق ہوئی ایک غار سا بلاخیز کو معلوم ہوا ایک اژدہ نے ٹمٹھ کا لانا
 بلاخیز اسکے دہن میں پھاند پڑا بلاخیز تو غائب ہوا باقی ساحرون کو قتل کیا ٹھوڑے عرصے میں باغ
 میں سناٹا ہو گیا میثاق نے آکر قدموں کو بادشاہ کے بوسہ دیا اور عرض کی کہ امی شہر یار خد نے
 بڑا فضل کیا مگر تعجب کرتا ہوں کہ جمشید نہ آیا لوح سے بہت ہوشیار رہے گا یہ بھی مرقوم ہو کہ
 لوح مل کر پھر غائب ہو جائیگی اب کے لئے میں بڑی سختی ہوگی بادشاہ کو سب ساحرون نے گھیر لیا
 نوبت ولفارے بجاتے ہوئے داخل لشکر ہوئے مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی اپنے قصر
 میں بیٹھا ہوا تھا گرد تخت کے شاہزادیاں اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہیں شاہزادیوں نے دیکھا کہ
 قدرت کی آنکھوں میں آنسو بھرا آئے سبھوں نے پوچھا کہ یا خداوند مزاج کیسا ہے آج آپ کو
 بہت ملول پاتے ہیں جمشید نے کہا کہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا لڑتے بھڑتے باغ بلاخیز میں
 پہنچ گئے خوب تلوار چل رہی ہو مگر بلاخیز کو بچاتا ہوں یہ کہہ کر آواز دی کہ اژدہ درجاء بلاخیز
 کو بچا لایا ایک اژدہ گوشہ قصر سے نکلا اور غرق زمین ہو گیا ٹھوڑے عرصے میں زمین سے نکلا بلاخیز
 کو ٹمٹھ سے اگلا بلاخیز بیہوش ہو رہا تھا جمشید نے آواز دی اسکو ہوشیار کرو بلاخیز ہوشیار ہوا
 اٹھتے ہی رونے لگا کہا یا خداوند آپ نے وقت پر تقدیر کی ورنہ مسلمانوں نے مجکو گھیرا تھا
 بمشکل وہاں سے نکلا لوح بادشاہ لے گئے مگر یا خداوند آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جب لوح پہنچا
 ہوگا تو میں آؤنگا یہ آفتین برہا ہوئیں مگر آپ نہ آئے کہ لوح کو بچاتے جمشید ثانی نے کہا کہ اگر
 میں آتا تو میثاق سے مقابلہ پڑتا قدرت کو ذلت ہوتی ہر چند کہ یہ طلسم فتح نہ ہوگا مگر اب میں
 جاتا ہوں اور جا کر لوح لاتا ہوں یوں لوح لاؤں کہ کسی کو خبر نہ ہو اب کے لوح ایسے مقام پر رکھو
 کہ جہاں ہوانہ جا سکے یہ کہہ کے اٹھا پر پرواز پیدا کر کے چلا یہاں لشکر میں بادشاہ کے جشن ہو
 طائفان ہند کا داخلہ ہو تمام لشکر میں روشنی ہو رہی ہو بادشاہ بارگاہ میں بیٹھے ہیں خواجہ
 بھی جا بجا پھر رہے ہیں دوکانداروں سے تو بازاری وغیرہ تحصیل رہے ہیں فرماتے ہیں یا رواج
 بادشاہ کو لوح ملی ہو اسکا جشن ہو سودا تم لوگوں کا خوب بکیگا ہمارا حق دینے میں کوتاہی نہ کرو
 جو کچھ تم لوگوں سے ہو سکے وہ ہم کو دوا ایک طرف فیروزہ بن عمرو ان مقام کر رہا ہو جمشید ثانی کا
 عمرو پر تو حوصلہ نہ پڑا مگر ایک نخل پر بیٹھ کر فیروزہ کو بیہوش کیا اور فیروزہ کی شکل نکل کر چلا فیروزہ کو

ایک گوشے میں ڈال دیا ہو محفل بادشاہ میں آیا دیکھا بادشاہ حجابہ تخت سلطنت پر جلوہ فرماہین
میشاق وغیرہ گرد بیٹھے ہیں جمشید ثانی کو کچھ نہ بن پڑا میثاق کو دیکھ کر گھبرا گیا پشت بادشاہ پر آکر
رو مال سے مگس رانی کرنے لگا سامنے بادشاہ حجابہ کے ایک نازنین نہایت خوش آواز لہجہ
سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہی نظم

ملا دو سینے سے سینہ تو دل اتنا طلباں کیوں ہو	جگر پر ہاتھ ہو تو درد رہ رہ کر نہاں کیوں ہو
نہ دیکھے جائیں جس سے بیٹھ کر پیلو میں دل غ دل	وہ میرا کیوں بنے دلسوز مجھ پر مہربان کیوں ہو
جو اظہار وفا کر کے جفا آموز دلبر ہوں +	وہاں تقدیر کیوں رسوا ہو بدنام آسمان کیوں ہو
جو یہ طلب نہیں اُنکا عدو طرز وفا سیکھ +	کسی کے سامنے اچھا ہمارا امتحان کیوں ہو
بتلیکاشہ کو آفاق ہو کر عشق میں عاشق +	جسے کچھ نام کرنا ہو ابھی وہ بے نشان کیوں ہو
جلال افسوس آدھے رہ گئے ہم جسکی فرقت میں	نہ پوچھا اُنسے جھوٹوں بھی کبھی تم نیجان کیوں ہو

ہر چند کہ جمشید فیروزہ کی شکل بنا ہوا پشت بادشاہ پر کھڑا ہو مگر میثاق دسبدم اس سے آنکھ
ملاتا ہو کچھ سوچ کے رہتا ہو لیکن جمشید نے سحر سے سب کی زبان بند کر دی ہو آخر اسنے جُجک کر
بادشاہ کے کان میں کہا کہ دن بھر تو حضور مصروف جنگ رہے اب چل کر آرام فرمائیے ایسا
نہ ہو کہ طبیعت بے لطف ہو جاے بادشاہ جانتے ہیں کہ فیروزہ ہمارا خیر خواہ ہو ہاتھ اٹھا کر
گالنے والی کو منع کیا کہ اب گانا موقوف کرو ہم آرام کریں گے گانے والی خاموش ہوئی
بادشاہ تخت سے اُٹھے مگر میثاق کے کان کھڑے ہوئے جیسے ہی بادشاہ تخت سے اُٹھے
میثاق نے دست بہست عرض کی کیا حضور آرام فرمانے جاتے ہیں کیوں فیروزہ تو نے کیا
کمدیا کہ بادشاہ کھڑے ہو گئے فیروزہ نقلی نے کچھ جواب نہ دیا مگر بادشاہ نے فرمایا فیروزہ
بہت جا سے کتا ہو کہ دن بھر جنگ رہی اب جا کر کچھ دیر سو رہو میثاق خاموش ہو رہا کچھ اور
نہ کہ سکا سب شاہزادیاں بھی اپنی اپنی جگہ پر روانہ ہو گئیں مگر فیروزہ نقلی بادشاہ کے
ہمراہ چلا میثاق نے کہا کہ اے فیروزہ تم کہاں بادشاہ کے ساتھ جاتے ہو جا کر طلائے کا
انتظام کرو جمشید نے گھبرا کر جواب دیا کہ براے حفاظت لوح سین بادشاہ کے ساتھ ہوں
جب آرام کریں گے تو بیٹھ کر حفاظت کرونگا میثاق کو کچھ نہ بن پڑا فیروزہ و بادشاہ خواہگاہ

میں آئے جمشید نے عرض کی لوح طلسمی مجھ کو دیدیجیے کہ میں بہ احتیاط رکھوں حضور کے آرام فرمنا
میں خوفِ بادشاہ نے لوح کو دیدیا مگر خواجہ عمر و ملا نے ہر تھے پھرتے پھرتے ایک مقام پر
پہونچے دیکھا زرخل فیروزہ بیہوش پڑا ہو عمر و نے چاہا کہ فیروزہ کو میو شیا کروں فیروزہ نہ
ہوشیار ہوا گلگونہ جادو کہ انتظام ملا یہ میں تھی عمر و نے گلگونہ کو بلایا اور کہا کہ ای گلگونہ
فیروزہ ہوشیار نہیں ہوتا دیکھو کسی کے سحر میں ہو گلگونہ نے انگلیوں پر شمار کر کے منہ کو اپنے
پیٹ لیا کہا بڑا غضب ہوا یہ تو سحر میں جمشید ثانی کے ہر بس خواجہ عمر و نے فیروزہ کو وہیں
چھوڑا اور آپ طرف بارگاہ بادشاہ کے چلے راہ میں میثاق سے ملاقات ہوئی میثاق نے پوچھا
کہ کیوں خواجہ خیر تو جو خواجہ عمر و نے کہا کہ ای میثاق بڑا غضب ہوا فیروزہ سحر میں جمشید
کے بیہوش پڑا ہو ہوشیار نہیں ہوتا طریقہ سے معلوم ہوتا ہو کہ جمشید بصورتِ فیروزہ ہو گیا
میثاق نے کہا کہ خواجہ میں شام سے انتشار میں تھا مگر کچھ ایسی غفلت ہوئی کہ بول نہ سکا
گلگونہ نے کہا کہ ای میثاق جلدی چلو ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا کام کر لے خواجہ میثاق و
گلگونہ و بحرین یہ خبر سنکر گھر آگئے اور قریب خواجہ بگاہ بادشاہ پہونچے کہ ایک صدائے
مہیب کان میں آئی اور نعرہ ہوا کہ منم جمشید ثانی بادشاہ نے چاہا کہ جمشید پر جا پڑوں
مگر جمشید لوح طلسمی لیکر بلند ہو گیا میثاق نے دیکھا کہ قبۃ بارگاہ ٹوٹا ہوا ہو اور جمشید
لوح طلسمی لیے ہوئے جاتا ہو بادشاہ حجاب کے گلے میں چونکہ لوح محفوظ باقی تھی اس وجہ سے
نعرہ کر رہے ہیں کہ یار و غضب ہوا جمشید لوح طلسمی لے گیا میثاق اُس وقت پہونچا کہ
جمشید نکل چکا تھا میثاق نے چاہا کہ سحر کروں اور جمشید سے بھڑوں مگر جمشید ثانی نے
لکارا کہ ادنک حرام خبر دار آگے نہ بڑھنا لوح طلسمی میں نے لے لی اگر میرے سامنے آئیگا تو
مارا جائیگا میثاق توڑک گیا مگر بحرین نے سحر کر کے جمشید پر گولہ مارا ہر چند کہ کانپ گیا لیکن
لکارا کہ ادنک بحرین کیوں اپنی آبر و مٹاتی ہو آخر کو تم سب میرے ہی ہاتھ کے بیچے رہو گے
اُس وقت بہت سناؤنگا تکلیف پہونچاؤنگا یہ کہ ہر ہاتھ بلا دیا ایک برق کڑک کر چلی میثاق
نے دیکھا کہ اگر یہ برق بحرین پر گرگی تو خرمن حیات بحرین کو جلا دیگی برق کو کاٹا برق دو ٹکڑے
ہو کر اور دو کنیروں پر پڑی کہ دونوں کے سر اڑ گئے میثاق نے بحرین کو بچایا اتنا جو ہنگام ہوا

اور شاہزاد بان بھی بارگاہوں سے نکل آئیں لکہ یا سمن و ملکہ زعفران پوشی وغیرہ آتے ہی
 سحر کرنے لگیں جمشید نے ان کے سحر کو نہ مانا ہوا کاٹنا ہوا نکل گیا کئی کوس پر جا کے نعرہ کیا کہ سمن
 جمشید ثانی دیکھو کس لطف سے لوح لایا شاہزاد بان جو قصر ہفت رنگ میں بیٹھی تھیں ان
 سب نے آواز سنی سب کی سب قصر سے نکل آئیں دیکھا جمشید خوشی خوشی جلا آتا ہر سب نے پوچھا
 یا خداوند کیا انجام ہوا جمشید ثانی نے کہا میں نے وہ تقدیر کی کہ بادشاہ مہوت ہو گئے
 لوح طلسمی لے آیا سب نکاح حراموں نے لبوہ کیا تھا مگر باد دولت نہ ر کے صاحبو میں تقدیر
 کر چکا کہ یہ طلسم فتح نہ ہو گا سب شاہزاد بان جمشید ثانی کو گھیرے ہوئے قصر ہفت رنگ
 میں لائیں دل خوش کرنے کے لیے مبارکباد گانے لگیں اسکے بعد جمشید ثانی نے لوح طلسمی کا
 کما دیکھا صاحبو کیا تقدیر برجستہ کی تھی کہ لوح لے آیا اب اس کو چیزیرہ عنبر بار میں
 رکھو نگا عنبر بار جادو کو نامہ لکھو کہ قدرت یا دفرا تے ہن جلد آکر حاضر ہو میرا کوئی کچھ نہ
 کر سکیگا تمہیں سب پر آفت آئیگی وزرا نے نامہ ترقیم کیا ایک جادوگر موسوم بہ کوہسار جادو
 سامنے بیٹھا تھا جمشید نے کہا کہ اسکو عنبر بار کے پاس لجاؤ مگر اسی کوہسار جب قریب جزیرہ پہونچو گے
 تو دیکھو گے کہ دریاے قمار موج مار رہا ہو نامہ دریا میں ڈال دینا تم الگ رہنا آواز دینا
 کہ اسی عنبر بار جادو یہ نامہ لو ایک سترہ پنجہ پیدا ہو گا وہ نامے کو بیجا بیگام سامنے عنبر بار
 کے نہ پہونچو گے بعد ٹھوڑی دیر کے ملکہ عنبر بار جادو آئیں گی ان کو پیغام دینا وہ فوراً میرا
 پاس آئیں گی پھر میں کلام کر لوں گا کوہسار جادو بہت خوب کہہ کر نامہ لیکر روانہ ہوا یہاں بعد
 جانے جمشید کے سب سردار بارگاہ شاہ میں آئے دیکھا کہ بادشاہ حجاجہ سرنگون بیٹھے ہن
 فرما رہے ہن کہ جمشید بڑا مکر کر گیا میثاق وغیرہ فیروزہ کو ہوشیار کر کے لائے بادشاہ نے
 پوچھا کہ تم پر کیا سانحہ گذر فیروزہ نے بیان کیا کہ میں زیر نخل کھڑا تھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا
 آیا چاہا کہ بھاگوں لڑکھڑاکے گرا بیہوش ہو گیا پھر مجکو خبر نہیں کہ کیا گذری خواجہ نے بیان کیا
 کہ اسی میثاق ان تقریروں سے کیا نفع ہو گا وہ تدبیر کرو کہ لوح کی فکر کجائے بادشاہ حجاجہ نے
 کئی صندوقچے جواہرات کے خواجہ کو دیے کہ ذرا یہ تو دریافت کیجیے کہ اب لوح کہاں گئی
 خواجہ عمرو نے صندوقچے نذر نبل کیے اور فوراً بھاگے طرہ قصر ہفت رنگ کے چلے

جب سائے قصر ہفت رنگ کے پہونچے تو دیکھا کہ ایک جادوگر قصر کے اندر سے نکلا ایک طرف
 بھاگا خواجہ عمر و نے کوہسار کا پیچھا کیا ایک صحرا میں آکر آواز دی کہ اے بھائی ذرا ٹھہر جاؤ
 کہاں جاتے ہو کوہسار ٹھہرا خواجہ عمر و نے قریب آکر پوچھا کہ کہاں جاتے ہو اُس نے جواب دیا
 کہ ملکہ عنبر بار جادو کو بلانے جاتا ہوں کیا تم اس صحرا کے نگہبان ہو خواجہ عمر و نے کہا کہ میں
 ملازم ملکہ عنبر بار ہوں اس صحرا میں کسی کو آنے نہیں دیتا اگر تم فرستادہ خداوند نہ ہوتے تو
 تم کو روکتا مگر بھائی عنبر بار کی ملاقات کو کیونکر جاؤ گے سنا ہی کہ وہ کسی سے ملاقات نہیں
 کرتین کوہسار نے کہا کہ خود جمشید ثانی نے فرمادیا ہے کہ جب قریب جزیرہ پہونچو گے تو ایک
 دریا سے قنارہ لیگا اُس میں نامہ ڈال دینا اور آواز دینا کہ اے عنبر بار جادو یہ نامہ بوب
 باتین خواجہ عمر و نے پوچھ کر کوہسار کو بیہوش کیا نامہ اُس کی چھولی سے نکال لیا کوہسار
 کی شکل بن کر چلے جب سائے دریا کے پہونچے نامہ ڈال کر آواز دی کہ اے عنبر بار جادو یہ نامہ
 خداوند کا حاضر ہوا ایک سنہرہ بچہ دریا سے پیدا ہوا نامہ اٹھا کر لے گیا خواجہ عمر و بہ شکل
 کوہسار کھڑے رہے بعد بخوڑی دیر کے دریا میں غرش ہوئی عنبر بار جادو تخت پر سوار
 سائے آئی کہا اے کوہسار نامہ تو میں نے پایا مگر مجھ کو شک ہوتا ہے کہ نامہ کسی دشمن کے ہاتھ میں
 پہونچا میں نے جو نامے کو دیکھا تو اُس سے بوسے بد آئی اس وجہ سے مجھ کو شک ہوا خیر اے
 کوہسار ہلٹ جاؤ ورنہ ارادہ یہ ہے کہ تمکو گرفتار کروں اور خدمت میں خداوند کی روانہ کروں
 وہاں جا کر حال کُل جائیگا خواجہ عمر و گھبرائے کہ ایسا نہ ہو مجھ کو گرفتار کر لے فوراً بے تامل بھاگا
 عنبر بار جادو نے پکار کر کہا کہ اے کوہسار ٹھہر جاؤ مگر خواجہ عمر و نہ ٹھہرے یہی خوف ہوا کہ
 مجھ کو گرفتار کر لے گی مگر عنبر بار نے عرض جمشید ثانی کو لکھی مضمون یہ تھا کہ با خداوند نامہ تو بچا
 پہونچا مگر دشمن کے ہاتھ سے پایا میں نے قصد کیا تھا کہ خطیران کو گرفتار کروں مگر وہ بھاگ گیا
 میں حاضر خدمت بابرکت ہوئی یہ نامہ جو جمشید ثانی کو پہونچا جمشید نے گھبرا کر کہا کہ ارے
 کوہسار کو کیا ہو گیا کہ عنبر بار دشمن لکھتی ہو زمین معلوم اُس پر کیا معرکہ گذرا یہ ذکر تھا کہ خواجہ
 بے شکل کوہسار آکر پہونچے کہا یا خداوند عنبر بار جادو نے عجب طرح کی باتیں کیں کہ مجھ کو
 گرفتار کرتی تھیں مگر میں بھاگ کر نکل آیا جمشید نے کہا کہ بیٹو وہ آئیگی تو حال دریا نشکر دیکھا

یہ ذکر تھا کہ زمین تھرائی آسمان سے آگ گرنے لگی جمشید ثانی نے کہا کہ یہ علامت آمدِ عنبر بار
 ہو محرومِ ساحری میں وہ بہت ہوشیار ہو دو دن میں نے لوح کو اپنے پاس رکھا مگر پریشان ہوا
 یہی خیال تھا کہ عمرو آتا ہو اپنے پاس لوح کا رکھنا بہتر نہیں کہ عنبر بار آسمان سے اُتری اور
 عرض کی کہ یا خداوند کیونکہ نیز کو یاد کیا جمشید ثانی نے کہا کہ امی عنبر بار میں تقدیر مضبوط
 کر چکا کہ طلسم فتح نہ ہو گا لوح طلسمی کو تم لیجاؤ لیجا کے اپنے پاس رکھو مگر ایسا انتظام کرنا کہ
 کوئی دشمن وہاں تک نہ پہنچ سکے کیونکہ بادشاہ اسلام کو عمرو کی عیاری پر بڑا غور ہو
 وہ غور ان کاٹے عنبر بار نے کہا کہ لائیے لوح چکو دیجیے مگر یہ فرمائیے کہ کوہسار میں
 کیا عیب تھا کہ میرے سحر نے چکو خبر دی کہ دشمن نامہ لایا نامہ تو میں نے لے لیا مگر کوہسار
 سے کہا کہ تم پر مجھے بدگمانی ہو بہتر یہ ہو کہ تم جاؤ میں آؤنگی جمشید ثانی نے پکار کر آواز دی
 کہ امی اسرارِ رازدان جلد آکر بیان کرو کہ کوہسار میں کیا عیب دہنر تھا کہ عنبر بار
 نے اُس کو دشمن جانا ایک طائر اڑتا ہوا آیا زمرہ سرائی کرنے لگا جمشید ثانی نے سر
 ہلا کر کہا کہ ارے کوئی ساحر جاے کوہسار فلان درہ کوہ میں بیہوش پڑا ہو جا کر اُسکو
 اٹھا لائے چند ساحر گئے کوہسار کو بیہوشی میں اٹھا لائے جمشید ثانی نے دُریوں کو
 اشارہ کیا کہ اُسکو ہوشیار کرو و زرا نے کوہسار کو ہوشیار کیا کوہسار گھبرایا ہوا اُٹھا
 کوٹا ہوا کہ بھائی نگہبان صحرائے بڑا احسان کیا کہ چکو بیہوش کر کے ڈال دیا جمشید ثانی نے
 پشت کوہسار پر ہاتھ پھیرا کوہسار نے اس مرتبہ کہا کہ میں درہ کوہ میں پڑا رہا میں تباہ
 جزیرہ عنبر بار نہیں گیا ملک کسکو دوست دشمن سمجھیں عنبر بار نے کہا کہ یا خداوند
 کنیز کو حکم دیجیے کہ میں لوح لیجاؤں جس طرح حکم ہو اُس طرح رکھوں جمشید ثانی نے
 کہا کہ امی عنبر بار تم خود ہوشیار ہو جو انتظام مناسب ہو وہ کرنا عمرو اُس مقام پر
 نہ آسکے لوح طلسم کشا کو نہ لے جب لوح نہ لیلی مجھ تک نہ آسکیں گے پھر طلسم کیونکر فتح ہو گا تقدیر
 میری مضبوط رہی عنبر بار جاؤ نے کہا کہ یا خداوند بہتر تو یہ ہو کہ آپ اپنے پاس لوح رکھیے
 اب میں لیے جاتی ہوں تو انتظام اُسکا میری ذات پر ہو وہ انتظام کروں کہ ہوا کا بھی گذر
 نہ ہو جمشید نے کہا تم نے ہوشیاری عمرو کی دیکھی کوہسار بن کر گیا اگر تم شک نہ کرتین تو وہ تلو

بار لیتا مگر میری تقدیر وہ مضبوط ہو کہ تم کو پہلے ہی سے شک پڑ گیا عنبر بار لوج طلسمی کے کمر تخت پر سوار ہوئی جمشید ثانی سے رخصت ہو کر چلی خواجہ عمر و بشکل ساحر ٹہل رہے تھے کہ دیکھا عنبر بار جادو جاتی ہو خواجہ عمر و بھی زیر تخت بھاگا بھاگ چلے مگر عنبر بار جادو جب قریب دریا پہونچی تو لوج کو دریا میں پھینک دیا اور آپ بھانڈ پڑی خواجہ عمر و حیران ہو گیا پلٹ آئے مگر عنبر بار نے قصر سیاہ میں جا کر سر نکالا مصاحبوں نے پوچھا کہ کیوں ایسا کیا ملک عالم کیا ضرورت تھی کہ خداوند نے یاد کیا عنبر بار جادو نے کہا کہ ایک بلائے عظیم میرے سپرد کی ہو یعنی لوج طلسمی سپرد ہوئی ہو تمام دنیا میرے ساتھ دشمنی کر گئی مگر میں سب کو روکوں گی کسی کو قریب لوج نہ آنے دوں گی سب نے عرض کی کہ حضور کو بڑی مشکل پڑیگی عنبر بار جادو نے کہا کہ وہ آفت برپا کروں کہ طلسم کشا اپنی زندگی سے بیزار ہو اور طلسم چھوڑ کر چلا جاوے مگر ملک حسینان حسن پرست کہ کئی لاکھ کا لشکر ساتھ لے کر براے مقابلہ بہار روانہ ہوئے تھے اور راہ میں ملک زمر و پوش بھی اس کے ہمراہ ہو گئی ہو اس روز پہونچی کہ جس دن لوج بادشاہ کے ہاتھ سے گم ہوئی ہو لشکر میں ستاٹا ہو مگر ملک حسینان ساٹھ لشکر بادشاہ کے آکر اٹھری ہر کار نے خبر لیکر خدمت شاہ میں آئے تمام کیفیت عرض کی کہ ملک حسینان کئی لاکھ کے لشکر سے فکر بہار اعجاز بیان میں آئی ہو سب سردار بیٹھے ہیں بادشاہ خیر بھیج کر خاموش ہوئے مگر بہار اعجاز بیان اپنے مقام سے یہ کہہ کر اٹھی کہ ایسے شہنشاہ یہ کثیر مقابلے میں ملک حسینان کے جاتی ہو سر میدان دیکھے گا کہ کیا گذرتی ہو حال کھلیا گیا میثاق کو، گردن میں لٹکا ہو بہار میں بھی ساتھ چلوں بہار اعجاز بیان نے کہا کہ کسی کام نہیں میں اول جاکر اس سے ملاقات کروں گی یہ دریافت کروں گی کہ مجھے کیوں کر مقابلہ کروں گی اگر میدان میں منظور ہو تو تمام عالم تماشادیکھے اور اگر تنہائی میں امتحان منظور ہو تو کیا مضائقہ ہو میثاق و بادشاہ خاموش ہو رہے بہار اعجاز بیان اٹھی اور اپنے لشکر میں آئی سترہ سو کثیرین جو اس کے ہمراہ تھیں ان کو ساتھ لیکر ساٹھ لشکر ملک حسینان کے آکر اٹری مگر ملک حسینان نے دیکھا کہ بہار اعجاز بیان بہت قلیل لشکر لے آئے ہو اپنے مقام پر پہونچی اور کہا کہ کیوں صاحبو بہار اپنے دل میں کیا سمجھی ہو آج

سحر پر بہار کو بڑا غرور ہوا ایک سحر ایسا کروں کہ کپڑے اپنے بدن کے پھاڑ ڈالے ہر ہمنہ
اُسکو گرفتار کر کے سامنے خداوند کے لیجاؤں یہ کہہ کر اپنے مقام سے اٹھی طاؤس زربین بال
پر سوار ہوئی پانچ چار کنیزوں کو اپنے ساتھ لیا بارگاہ سے نکل کر لشکر بہار میں آئی بہار
کو خبر ملی کہ ملکہ حسینیان حسن پرست آتی ہیں بہار اعجاز بیان واسطے استقبال کے
نکلین راہ میں آکر ملاقات ہوئی بہار نے اشارہ کیا کہ ملکہ حسینیان پر پھول برسنے لگے
ملکہ حسینیان مسکرائی شعلہ ہائے آتش گرے سب پھولوں کو جلادیا ملکہ حسینیان نے
کہا کہ بوا بہار ذرا دوپٹہ تو بٹھھا لو سر تھارا کھل گیا بہار اعجاز بیان نے کہا کہ میں
اس سر سے واقف نہیں ہوں غرض باتھ میں ہاتھ ڈال دیا بہار جا دو ملکہ حسینیان کو
ساتھ لے کر اپنی بارگاہ میں آئی مقام صدر پر جگہ دی ملکہ حسینیان نے پوچھا کہ ای ملکہ
بہار اعجاز بیان کس ارادے سے آئی ہو کیا منظور ہو بہار نے جواب دیا کہ تم جسطرح
میں آؤ گی اور جیسا سوال کرو گی ویسا اُسکا جواب پاؤ گی ہم تو مطعون خلانق ہو چکے
آئندہ جو منظور خدا ہو ملکہ حسینیان نے کہا کہ ای بہار اعجاز بیان خداوند کے دل
میں تمھاری جگہ اب بھی باقی ہو اگر چلی چلو تو میں صفائی کرادوں بہار اعجاز بیان نے
کہا کہ میں اُس دشمن خدا کے سامنے نہ جاؤنگی ملکہ حسینیان نے کہا کہ ای ملکہ عالم میں
عمد کرتی ہو ان کہ کیا مجال جو آپکی لیاقت کے خلاف کوئی بات ہونے پائے اگر ذرا بھی
خلافت ہو تو میں خود خداوند سے بگڑ جاؤں کہ خداوند کو مشکل پڑے بہار نے آنکھوں میں
آنسو بھر کے جواب دیا کہ بوا خیال تو کرو کہ اگر میں یہاں سے گئی تو گلچینی گلشن جمال شہریار
کی کیونکر نصیب ہوگی ای ملکہ حسینیان دل کی تڑپ قابل بیان کے نہیں ہو کہ جو عاشق پر
گنبدی ہو فراق کی کالی رات کا اُس کے سامنے ذکر کرے کہ جسے رنگ شب فراق دیکھا ہو
ایک شب کو لیون پر دم آتا ہو دوسری شب کو عشق آکر گلا دانا ہو کیونکر ہو سکتا ہو کہ
اُس کو ضبط کو بے عاشق روئے یا رنجی نہ مرے ملکہ حسینیان نے سُن کر ایک ٹھنڈی
سانس کھینچی کہا ای بہار عجیب جملہ تم نے نکالا خیال میں ہو کہ اگر اُس شہریار کو پاؤں تو خاک
قدم تو تیاے چشم بناؤں ہی آرزو ہو یہی جتو ہو کیونکر ہو سکتا ہو کہ اُن کے چاہنے والے کو

صدہ پہونچاؤن مجکو منظور یہ تھا کہ دربار سے جمشید کے محل آئین میں اس حیلے سے نکل آئی
اب تمہیں اختیار ہو چاہو میرے ساتھ کرو بہار عجائب بیان نے تھر کر کہا کہ میری کیا مجال
ہو کہ میں آپ کو تکلیف دوں یا کلمہ سخت کمون دونوں عاشق روئے یار لپٹ لپٹ کر روئی
ہیں اور یہ اشعار حالت آہ و رازی و سقراری میں زبان پر تھے نظم

کل تصور جو ترا دستم ایجاد آیا +	تھے وہ تیور کہ میں سمجھا کوئی جلا د آیا
پوچھنے یار مزاج دلِ ناشاد آیا +	بھول کر آج یہ تقدیر کو کیا یاد آیا
عزمہ حشر میں جو اتریستم ایجاد آیا	دیکھنے کو ترے سننے مری فریاد آیا
جتنے ارمان تھے یوں نکلے ہمارے دل کے	بن کے لب تک کوئی نالہ کوئی فریاد آیا
آپ سے آپ ز خود رفتہ ہوا جاتا ہوں	نہیں معلوم کہ میں آج کسے یاد آیا +
خود لگا لائی جسے سوئے نشیمن بلبل	جانبِ باغ کوئی آج وہ صبیحہ یاد آیا
پھر گیا آنکھوں میں سامانِ شب و صبح جلال	خواب اک ٹھوٹے ہوئے تھوہ میں یاد آیا

دونوں لپٹ لپٹ کے خوب روئیں ملکہ حسنینان نے کہا کہ اے بہار بادشاہ حجاز کو بھی
بلو او وہ بھی اس جلسے میں شریک ہوں درہمیں مجکو میرے سحر نے خبر دی کہ لوحِ طلسمی کو
جمشید آدم دے کرے گیا اور اُسے قصرِ ہفت رنگ میں جا کر ملکہ عنبر بار کو بلوایا اور
اُسکے سپرد کی اُسے لجا کر اپنے جزیروں میں لوح رکھی ہو جو ہم سے ہو سکیگی وہ ہم بھی اس
امر میں پیروی کریں گے ہم آج یہ تم سے کہتے ہیں کہ اگر بادشاہ ہمارے عرض کرنے کے
پابند رہے تو ضرور لوحِ بیگی ہر چند کہ عنبر بار چادوئے وہ انتظام کیا ہو کہ جان ہوا
کا جاننا دشوار ہو لیکن پیروی شرط ہو انشاء اللہ اس شہر یار کو وہاں تک پہونچا دیں گے
مگر یہ خبر ہم کو ملی ہو کہ عنبر بار سے مقابلہ عظیم ہو گیا سارا دن اسی ذکر میں گذرا اب سامنا
شب فراق کا ہوا بہار ابتدا احسان کرو کہ ذرا بادشاہ کو بلو او بہار نے گلچن نائے کنیز
کو سامنے بلوایا اور ایک رقعہ بنام سعد شہر یار لکھا کہ اے شہر یار چند ساعت کو یہاں
تشریف لائے یہاں ملکہ حسنینان حسن پرست آپ کی بہت مشتاق ہیں یہ رقعہ جو بادشاہ
کو پہونچا یہ بھی نہایت مشتاق بیٹھے تھے رقعہ بڑھتے ہی اٹھ میثاق کو وہ گردان لے گیا

کہ حضور کمان جاوین گنج شاہ نے بیان کیا کہ ملکہ حسینان حسن پرست جو آئی ہیں
 حسن میں بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر سر و قد غور شید خد سب بُرائیوں سے پاک و صاف
 مناسب یہ ہو کہ برائے ملاقات ملکہ حسینان جاوین اور بہار نے بلوایا بھی ہو کہ وہاں
 وہ موجود ہو میثاق کوہ گردان نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلوں گا تنہا جانا مناسب نہیں ہو
 بادشاہ خاموش ہو رہے میثاق ساتھ ہوا اور بچوں و گلوں نے بھی بادشاہ کے ہمراہ ہونے
 بادشاہ خرامان خرامان بارگاہ بہار میں آئے ملکہ حسینان بادشاہ کو دیکھ کر برائے
 استقبال اٹھیں اور آکر ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا ملکہ حسینان حسن پرست کا بوجہ خون
 کے دل کانپ رہا ہو بادشاہ حجاجہ آکر تخت پر بیٹھے ملکہ حسینان نے بیتاب ہو کر کہا
 کہ کیوں ای شہریار آپ کو اس کنیز کا خیال نہیں ہے آپ کی جدائی میں بڑے صدمے اٹھائے
 قتل ظلمانہ جو ہوا جمشید نے سر دربار کہا کہ میرے معین لوگ مل کر ہمارے رفقا کو
 قتل کراتے ہیں ای ملکہ حسینان ہم کو سب کا حال معلوم ہو مگر کتنا مناسب نہیں ایسا
 نہ ہو کہ فتور بڑھے یہ سن کر کنیز کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو جمشید گرفتار کرنے اور دھوکا
 دے اس خیال سے مقابلہ بہار کے حیلے سے بین محل آئی بادشاہ نے ماکہ حسینان
 کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ ای ملکہ حسینان اب تم ہمارے لشکر میں رہو کیا مجال جمشید
 کی کرم پر دست اندازہ ہو ملکہ حسینان نے عرض کی کہ دی شہریار اگر اس کنیز کو حضور
 سرفراز فرمائیں تو میں دربار جمشید میں نہ جاؤں بادشاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ حسینان
 اور شاہزادہ دیوان کا اُس نے کیا کر لیا جو تمہارے ساتھ پیش آئے گا پروردگار صائب کا حافظ
 و نگہبان ہو یہ ذکر تھا کہ ایک کبوتر سفید رنگ اڑتا ہوا آیا ملکہ حسینان نے کہا کہ ای
 بہار ا عجائب ان اس طائر کو گرفتار کرو ورنہ یہ جا کر جمشید سے خبر کرے گا بہار نے
 چند بھول پھینکے اُس کبوتر پر گرے کبوتر قتل ہو گیا مگر گرا وسط بارگاہ میں گر کر بیہوش ہو گیا
 بہار نے اُس کبوتر کو گرفتار کیا ملکہ حسینان نے کہا کہ دیکھو ای بہار ہوشیار رہو ورنہ
 کل جائیگا کہ پہلوئے بارگاہ سے بفرہ ہو کہ او گیسو بریدہ ہم نے اسی واسطے تجلو بھیجا تھا کہ
 سامنے معشوق کے بیٹھی باتیں جاری ہو میں نے تیری باتیں سب سنیں اب دیکھو کیا حال آتا ہے

یہ جو آواز سب نے سنی سب کے سب ہوشیار ہوئے دیکھا کہ بہ قہر و غضب تمام جمشید کھڑا ہوا
 سحر کر رہا ہر میثاق کو ہ گردان نے بادشاہ سے عرض کی حضور لوح محفوظ سے ہر تیار
 رہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ شعبہ کر کے حضور سے لیجائے تو خرابی ہو یہ کہ ہر میثاق نے جمشید
 پر سحر کیا جمشید نے میثاق کی طرف اشارہ کر کے سحر کو مٹایا سب شاہزادیوں نے مل کر
 جمشید پر سحر کیا مگر جمشید ثانی کسی کے سحر کو نہیں مانتا آخر بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے
 فرمایا اے جمشید سپر تیغ ہاتھ میں لیکر جنگ کر کہ لطف سپہ گری کھلے جمشید ثانی نے کہا کہ
 اے سعد جہن میرے تجھ سے مقابلہ پڑیگا اُس دن حال جرات کھل جائیگا بادشاہ
 تلوار پکڑ کے بچھے کہ جمشید پر جا پڑوں جمشید کے ساتھ کوئی وزیر وغیرہ نہ تھا اور نہ سحر
 کرنا آخر ناچار ہو کر بارگاہ سے نکلا لشکر بادشاہ کو جو دیکھا ٹھہولی میں ہاتھ ڈالاد رہا
 اسباب سحر نکالا یا سامری کہ کچھ بھینک مارا کئی سرجوانوں کے سر اڑ گئے کسی کا سر قلم ہوا
 کسی کا ہاتھ اڑ گیا کوئی لمحہ کے بھل گیا میثاق نے جو یہ ہار مٹانا ہر نکل آیا جمشید کو ٹوکا
 لٹکا سا کہ اودھمن خدا کمان جانا ہو کہ ملکہ حسینان بھی بارگاہ سے نکل آئیں میثاق و
 ملکہ حسینان نے مل کر سحر کیا اور جمشید ثانی نے وہ بھی دفع کر دیا کہ بہار عجائب
 نکل آئی گلدستہ اٹھا کر مارا کہ ٹھہول برسنے لگے جمشید پر جو ٹھہول پڑے جمشید ثانی نے
 کچھ ٹھہول ہاتھوں میں روکے اُن ٹھہولوں کو سونگھا آنکھیں سرخ ہو گئیں قصد ہوا کہ ہر
 بہار کے چلوں کہ ایک طاہر نے اکر چپخ مارا اگر دس جمشید پھر جمشید کی آنکھوں کی سرخی
 بنو قوت ہوئی لٹکا کر آواز دہی کہ اوبے ادب قدرت پر سحر کرتی ہو قہر خداوندی سے نہیں
 ٹسرتی ہو اور ملکہ حسینان کو لٹکا سا کہ کیوں اے ملکہ حسینان ہنسنے تم کو کس واسطے بھیجا
 تھا اور کیا وعدہ کر کے آئی تھیں کس رنگ میں آکر چنسیں قدرت کو تمہاری گستاخی معلوم
 ہوئی اب چین لینے دو پکار کیوں تو کمان رہتی ہو یہ خیال نہ کرنا کہ اور شاہزادیاں
 کل گئیں اُن کے لیے میں نے کوشش نہیں کی مگر تمہارا کل جانا نہ گوارا کرونگا چین نہیں
 لینے دو پکار وہ حیران کر دیں کہ تم کو زندگی دشوار ہو جائے آخر کمان رہو گی ہر مقام پر آؤگا
 ونگر فتار کر کے چین لیجاؤ گا ملکہ حسینان نے لٹکا کر اوجھوٹے خداوند مجھے اپنی

جان دینا گوارا ہو مگر اب تیری اطاعت نہ کرونگی جو مزاج میں تیرے آئے وہ ظلم کرنا میں
 سب بدعتیں اٹھاؤنگی جمشید ثانی سب سے کلام کر رہا ہو اور قصد ہو کہ سحر کروں اور
 کسی طرح ملکہ حسینان کو لیجاؤں بڑے غضب کی بات ہو کہ ایسی معشوقہ اختیار میں
 سعد کے جائے کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا اختر برج جلال آفتاب آسمان عزت و کمال
 جرمی و نادر سعد شہر پار پردہ اٹھا کر نکلے للکار کر آواز دی کہ او جمشید ثانی ظلم و
 بدعت کے بانی مجھ سے مقابلہ کر تو تجکو حال کھلے ان عورتوں کو کیا ڈراتا ہو یہ دن نصیب
 نہ ہوگا کہ ملکہ حسینان تیرے پہلو میں جا کر بیٹھے اور تو عیش کرے سعد شہر پار نے
 کمان کیا نی کا ندھے سے اُناری جمشید ثانی نے جو دیکھا کہ سعد تیر مارا چاہتے ہیں
 روانہ ہو گیا سعد نے ہر چند کہ تیر مارا مگر تابہ جمشید نہ پہونچا جمشید نکل گیا بارگاہ
 میں اپنی آیا قصر ہفت رنگ میں آکر تخت پر بیٹھا ہر چند شاہزادیوں نے پوچھا کہ قدرت
 تشریف لے گئے تھے کیا کیا جمشید کچھ جواب نہیں دیتا سرنگون بیٹھا ہو کہ آسمان پر برق
 چمکی اور ایک ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام و بد انجام کپڑے میلے
 پہنے ہوئے صورت ہیستناک سحر میں جہت و چالاک آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا اور پوچھا
 کہ کیوں یا خداوند میں آپ کو ملول و حزن پاتی ہوں ہر چند کہ سبب مجکو معلوم ہو مگر آپ
 زبان سے فرمائیں تو میں اُسکی تدبیر کروں جمشید نے کہا کہ اوسیہ فام شعبدہ باز
 ملکہ حسینان ایسی شاہزادی میرے دربار سے نکل گئی جیلے سے مقابلہ بہار کے گئی تھی
 وہاں جا کر سعد شہر پار پر عاشق ہوئی میں گیا تھا کہ گرفتار کرلاؤں مگر میثاق وغیرہ
 موجود تھے سب نے مجھ پر کیا مین ناچار ہو کر چلا آیا لوح کا تو حال تم نے سنا کہ میں نے
 ایسے مقام پہنچی ہو کہ جہاں ہوا بھی نہ جاسکیگی کسکی مجال ہو کہ اُس دریا کے قریب جائے
 اور لوح کو لاسے وہ دریائے قمار ہو کہ ہمیشہ شعلہ آتش اُس میں جریخ زن رہتے ہیں
 بجائے آب کے آگ روشن رہتی ہو وہاں کوئی جان نہیں سکتا جو جائیگا وہ غرق دریاے
 آتش ہو گا یہ میں نے سنا ہے فام شعبدہ باز یہ کہہ کر اٹھی کہ میں جا کر ملکہ حسینان کو لاتی ہوں
 اول سمجھاؤنگی اگر میرا کہنا اُسے مانا تو سمجھا کر لاؤنگی ورنہ گرفتار کر کے لاؤنگی قدرت کو بھر

اختیار ہو خواہ قتل کریں خواہ بخشین جمشید ثانی نے کہا کہ میں اُس کو کیا قتل کروں گا کئی سال سے اُس پر رائل ہوں اُسکی تیغ ابرو کا گھٹل ہوں لیکن قید کروں گا ایسا حیران کروں کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو اور اطاعت قدرت اختیار کرے سیہ فام نے کہا کہ کنیز جا کر اُسے لاتی ہو یہ کہہ کر روانہ ہوئی یہاں بعد جانے جمشید ثانی کے ملکہ حسینان نے بہار سے کہا کہ میں جا کر لشکر کو بھی لے آؤں اور ظاہر میں بھی شریک ہوں جمشید خود آنکھوں سے دیکھ گیا اب پردہ کہاں رہا ای بہار اعجاز بیان میں یہ جاہتی تھی کہ میرا راز ظاہر نہ ہو اور شاہ سے ملوں وہ نوافلک نے نہیں چاہا پھر اب جو کچھ ہو سو ہو اس بار کو سر پر کھاتم سب کے ساتھ ہیں بہار اعجاز بیان نے کہا کہ بسم اللہ آپ تشریف لائیے سعد شہر یا تمہارے حال سے آگاہ ہو چکے اور دوسرا یہ باعث ہو کہ سعد شہر یا خلق مجسم ہیں تمہارے جاہ و جلال میں کوئی فرق نہ آئیگا سعد شہر یا رکایہ دستو ہو کہ جسکی جیسی آبرو ہوتی ہو ویسا اُس سے لطف سے پیش آتے ہیں میرے حال پر نہایت غنایت ہو میں نے یہ چاہا تھا کہ مقابلہ جمشید میں جاؤں نہیں جانے دیا یہی فرمایا کہ جس وقت ہم چلیں گے اُس وقت تم بھی چلنا ملکہ حسینان بہار سے بخوبی وعدہ کر کے اپنی بارگاہ میں آئی کنیزوں سے کہا کہ صابو جسکو ہمارا ساتھ دینا چاہو وہ خدمت بادشاہ میں چلے اور جسکو ہمارا ساتھ نہ دینا چاہو وہ جمشید کے پاس جائے میں کسی کی خواہاں نہیں ہوں سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں جہاں آپ رہیں گی وہیں ہم بھی رہیں گے ملکہ حسینان نے کہا کہ تیاری کرو کنیزوں نے تیاری کرنا شروع کی سیہ فام آسمان پر اڑتی ہوئی آتی ہو ایک کنیز کہ مقرب بارگاہ ملکہ حسینان ہو گل فروش اُس کا نام ہو یہ کسی کام کو نکلی ہو سیہ فام شعبدہ باز اُس کو اٹھا کر لے گئی ایک درے میں لا کر ڈال دیا آپ اُس کی شکل بن کر لشکر میں ملکہ حسینان کے آئی اگر ملکہ حسینان کا ہاتھ ستھام لیا کہا واری کنارے چلیے میں کچھ عرض کر دوں گی ملکہ حسینان گوشے میں آئی اس نے کہا کہ کیوں واری اب کیا ارادہ ہو ملکہ حسینان نے کہا کہ امی گل فروش میرا قصد ہو کہ بالا علان داخل دربار شاہی ہو جاؤں جمشید کو اختیار ہو جو چاہے سو کرے

گل فروش نقمی نے کہا کہ داری یہ بات اچھی نہیں دل میں سمجھ بیچے کہ خداوند بڑی آفتین
 برپا کریں گے اس پر خیال نہ کیجیے کہ قدرت بڑے گئے مین نے خبر سنی ہو کہ کوئی سحر تیار کر رہے ہیں
 ملکہ حسینان نے کہا کہ ای گل فروش بقول شاعر فرد فر باد جنون پیشہ برسنگ بزدل مشہد
 میگفت بہ اندیشہ سنگ آمد و سخت آمد اب تو اس بار کو گوارہ کیا جو کچھ ہونا ہوتا ہو ہم
 کیا کسی بات میں تامل کریں گے سیہ فام نے دیکھا کہ یہ نہ راضی ہو گی کہ یہ گلوڑی تو کھائیے
 ملکہ نے اُس سے گلوڑی لیکر کھائی گلوڑی کھاتے ہی بیہوش ہوئیں سیہ فام شعبدہ بانہ
 نے ملکہ حسینان کو گرفتار کیا سوچی کہ اگر یوں سمجھوں کہ سامنے سے لیجاؤنگی تو سب کنیزیں
 مل کر روکیں گی اس ہنگامے کو سن کر بادشاہ بھی دوڑے آدین گے اور میثاق وغیرہ بھی
 آدین گے فساد عظیم ہو گا یہ سوچ کر زمین پر پاؤں مارے غرق زمین ہو کر روانہ ہوئی جب
 عرصہ ہوا تو آدین کنیزیں دیکھنے کو جو آئین ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک غار بنا ہوا ہو معلوم ہوا
 کہ اسی غار میں سے کوئی لے گیا روتی ہوئی باہر نکلیں سب نے یہ صلاح کی کہ چلکر بادشاہ
 سے اطلاع کریں کہ ملکہ حسینان کو کوئی لے گیا کنیزیں سب اکٹھا ہو کر خدمت بادشاہ میں
 آئیں بیان کیا کہ حضور غضب ہوا کوئی ہماری ملکہ کو لے گیا سعد شہر بار یہ سن کر بہت
 پریشان ہوئے مگر فیروزہ بن عمرو اپنے مقام سے اٹھا کہا غلام جا کر خبر لاتا ہو یہ لکھ
 بھاگا اپنے کو دربار جمشید میں پہونچا یا ساحر کی شکل بنا ہوا ایک گوشے میں کھڑا ہو
 حالات یہاں کے دیکھ رہا ہو کہ سیہ فام شعبدہ باز آکر پہونچی اور لا کر ملکہ حسینان کو ساتھ
 جمشید کے پیش کیا مگر ملکہ حسینان بحر میں سیہ فام کے بیہوش و مدہوش ہو جمشید نے
 کہا کہ ای سیہ فام اسکو ہوشیار کر و فیروزہ یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہو کہ سیہ فام نے
 ملکہ حسینان کو ہوشیار کیا جیسے ہی ملکہ حسینان ہوشیار ہوئیں اور دربار جمشید دیکھا
 کہ سب شاہزادیاں ہنس رہی ہیں کوئی کہتی ہو واہ بی ملکہ حسینان کئی سال سے تمہارے
 قدرت عاشق ہیں اور تم نے اپنے تئیں ہر جیلے سے بچا یا اور طلسم کشا پر جا کر عاشق ہو گئیں
 کچھ قدرت کا خوب نہ کیا ملکہ حسینان نے کہا کہ صنا جو بھینے کیوں ہنستی ہو میں نے اس
 بے حیا پر لعنت کی مطیع اسلام ہوئی جو بیعت چاہے یہ کربے مگر میں اس کو قبول نہ کروں گی

جمشیر نے جھانک کر کہا کہ اسی سیہ فام اس کو لیجا کر چاہ شعلہ خیز میں قید کرو اور شعلہ خیز باد و
 سے کہنا کہ یہ منظور نظر قدرت ہو اس کو بہت احتیاط سے رکھنا اور خوب حفاظت کرنا مینا
 وغیرہ اسکی رہائی کی فکر کریں گے سیہ فام نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں بھی حفاظت کروں جمشیر
 نے کہا کہ اسی سیہ فام اگر تم بعدہ نگہبانی موجود رہو تو قدرت تمہاری عمر بڑھا دین گے
 سیہ فام نے کہا کہ کنیز خوب خرچ حفاظت کریگی کیا مجال ہو کہ قریب باد شعلہ خیز کی
 آگ سے یہ کہہ کر سامنے فیروزہ کے بلکہ حسینان کو پہنچے میں دبا کر سیہ فام نے جلی فیروزہ سے
 جاپا بچھا کر دیں راہ میں کوئی عیاری کرونگا مگر سیہ فام بالائے آسمان جاتی یوزمین پر فیروزہ
 جاتا ہو مگر دیکھتا ہوا جاتا ہو کہ سیہ فام کہاں جاتی ہو ایک صحرا میں دیکھا کہ ایک کنیز میں
 آگ روشن ہو کہ شعلے اُسکے تابہ آسمان پہنچ رہے ہیں سیہ فام شعبہ ہائے قریب چاہ اتری
 آواز دی کہ اسی شعلہ خیز جادو کہاں ہو ایک پہلو سے ایک جادوگر آیا ہوا ہر سے
 جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہوئے چرخ مارتا ہوا آیا اُپکار کر کہا کہ اسی سیہ فام آج
 تم کہاں آئیں سیہ فام نے کہا کہ اسی شعلہ خیز بلکہ حسینان کے لیکر آئی ہوں ان کو قید کرو
 لیکن بخوبی حفاظت کرنا شعلہ خیز نے کہا کہ اسی کنوئیں میں ڈال دو سیہ فام نے بلکہ حسینان
 کو اسی کنوئیں میں ڈال دیا سیہ فام تو جلی گئی مگر شعلہ خیز جادو نے گرد پاہ حصار آتش
 کر دیا آپ ایک طرف آکر بیٹھا حفاظت کر رہا ہو کہ اگر کوئی آگے تو اُس کو روکوں جلا کر اُسے
 خاک کروں مگر فیروزہ یہ سب حال دیکھ کر بھاگا خدمت بادشاہ سے میں آیا تمام کیفیت
 بیان کی بادشاہ سعد نے رنجیدہ ہو کر فرمایا کہ کیوں اسی میثاق اب صورت رہائی نہ دینا
 کی کون ہو میثاق نے کہا کہ غلام جاتا ہو جہاں تک بن پڑیگا بلکہ حسینان کو رہا کر کے لاؤنگا
 یا اپنی جان دوں گا یہ کہہ کر میثاق چلا صحرا سے شعلہ خیز میں آیا دوسرے دیکھا کہ چاہ کو شعلہ ہائے
 آتش گھیرے ہیں میثاق نے کھڑے ہو کر سحر کیا مگر آگ نہ بجھی میثاق ایک طائر بن کے
 بالائے نخل آکر بیٹھا مزہ سرائی کرنے لگا آخر اڑ کر چلا مگر آگ راستہ نہیں دیتی لاکھ لاکھ
 چاہا کہ تابہ چاہ پہنچوں اور اُس میں اپنے تئیں گراؤں اُس معشوقہ و لفریب کو کمال لاؤں
 مگر ممکن نہ ہوا جب کئی دن گزرے تو شعلہ خیز کے خیال میں گذرا کہ قیدی کو دیکھوں یہ کون

بقیدی ہر یہ سوچ کر کنوئین میں اُترا کنوئین میں ایک قصر ہو اُس کو روشن پایا حیران تھا کہ یہ روشنی کیسی ہو قصر میں جو آیا دیکھا کہ ملکہ حسینان سرنگون بیٹھی ہیں شعلہ جمال بے مثال دیکھ کر شعلہ خیز حیران ہو گیا دل قابو میں نہ رہا قریب آ کر کہا کہ اے شہنشاہ ملک حسن و خوبی و اوسر و روان بارغ محبوبی تم کیوں رنجیدہ و کبیدہ بیٹھی ہو اگر کہو تو میں تم کو نکال بیچوں اس آگ کو برطرف کروں ملکہ حسینان نے کچھ جواب نہ دیا شعلہ خیز نے قدموں پر ملکہ کے سر رکھ دیا کہا اے ملکہ عالم عنایت فرمائیے اس گندگار کو قبول کیجیے ملکہ حسینان نے کہا کہ اے عاشق فاسق تجھے کیوں کر دیکھا گیا کہ ہم تو قید خانے میں بیٹھے ہیں اور تو اس طرح کی باتیں کرتا ہو قتل کر ڈال کہ تیری محبت ظاہر ہو اگر ہم اپنے ہوش میں آئیں اور قید خانے سے نکلیں تو تجکو جواب دین شعلہ خیز نے کہا کہ میں ابھی آپ کو نکالتا ہوں ملکہ حسینان نے کہا کہ تو زبان سے سوزن نکال لے تو میں خود کنوئین سے نکل جاؤنگی شعلہ خیز نے کہا کہ اے ملکہ یہ فقط تمہارا گمان ہو جب تک میں آگ نہ بجھاؤنگا تب تک مجال نہیں کہ نکل سکو بس غلام کسی بات میں باہر نہیں ہر یہ کہ کر شعلہ خیز آگے بڑھا ملکہ حسینان کی زبان سے سوزن نکالی آگ برطرف کی کہا اے ملکہ کل چلیے آگے شعلہ خیز جادو پیچھے اسکے ملکہ حسینان چلین جیسے ہی کنوئین سے نکلیں ملکہ حسینان نے کہا کہ اے شعلہ خیز اب میں فلان صحرا میں چل کر ٹھہرتی ہوں تو وہاں آنا شعلہ خیز نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا اب دامن دولت نہ چھوڑوں گا ملکہ حسینان نے کہا کہ جو ہم تھے کہتے ہیں وہ ہی کرو اگر اسکے خلاف کرو گے تو حسین ناگوار ہو گا شعلہ خیز کے منہ سے نکلا کہ میں آپ کے خلاف نہیں چاہتا میں تو آپ کا تابعدار ہوں یہ کہتا ہوں ساتھ ساتھ ملکہ حسینان کے چلا میثاق بھی ایک پہلو سے یہ معرکہ دیکھ رہا ہو کہ اب یہ جا کر نکل پڑ بیٹھی گی تب شعلہ خیز سے مقابلہ پڑیگا میں بھی مخفی طور پر مدد کروں گا شعلہ خیز کو قتل کر کے ملکہ حسینان کو لے نکلوں گا اس فکر میں میثاق کھڑا ہو کہ ملکہ حسینان حست کر کے بالائے نخل پہنچیں شعلہ خیز بڑے واے کرنے لگا کہ اے ملکہ عالم تھے کیا وعدہ کیا تھا اُسکا بدلہ تم نے خوب کیا میں نہ جانے دوں گا ملکہ حسینان نے کہا کہ اب مجھے کون روک سکتا ہو شعلہ خیز نے کہا کہ اب آگے نہ بڑھنا ملکہ حسینان نے کہا کہ

کیا مجال ہو کہ تم روک سکو شعلہ خیز نے چاہا کہ تڑپ کر گردن ملک کو اٹھا لیجاؤن مگر ملک نے اس طرح کا سحر کیا کہ شعلہ خیز کے جسم سے آگ اور زیادہ نکلنے لگی شعلہ خیز نے کہا کہ اے ملک کہ عالم میں ایسے سحر کو لب مانتا ہوں یہ کہ کر اُن اُن کرنے لگا کہ آسمان سے منہ ہر سا اُس منہ سے آگ شعلہ خیز کی کم ہوئی چاہا بڑھوں ملک سے لپٹ جاؤن ملک نے دو ہتھ پڑ میں پر مارا شعلہ بھڑک کر شعلہ خیز پر گرنے لگے شعلہ خیز نے پھر شعلوں کو دفع کر کے قصد کیا کہ تڑپ کر گردن میثاق نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو کہ شعلہ خیز ملک حسینان کو اٹھا لیجا رہی ہے نے پہلو پر آکر ر د سحر نکالی اسم سحر کا پڑھ کر پھینک ماری جب پھینک چکا تو آواز دی کہ اے شعلہ خیز بچنا چھری برابر پہلو کے پہنچ چکی تھی شعلہ خیز نے چاہا کہ ہٹوں مگر کار د آکر پہلو پر پڑی کہ دوسرے پہلو کو توڑ کر پار گزری میثاق نے آواز دی کہ اے ملک عالم نکل جائیے میں نے کام شعلہ خیز کا تمام کیا ملک حسینان نے جو میثاق کوہ گردان کو دیکھا مثل گل کے شگفتہ ہو گئیں آواز دی کہ اے میثاق کیا کار نمایاں کیا میثاق ملک حسینان کو لیکر چلا لاشہ شعلہ خیز کا جل رہا ہو جمشید ثانی تصریفت رنگ میں بیٹھا تھا کہ ایک طائر نے چنچ ماری منقار سے اُسکی شعلہ آتش نکلا وہ طائر جل کر زمین پر گرا جمشید ثانی نے منہ پیٹ لیا شاہزادیوں نے پوچھا کہ یا خداوند کیا ہوا جمشید نے کہا کہ شعلہ خیز جاوہ مارا گیا سیہ فام شعبہ باز نے کہا تھا کہ میں خود حفاظت کرونگی مگر مقام تعجب ہو کہ مدد کو شعلہ خیز کی نہ پہونچی یہ کہ کے ایک آئینے میں دیکھا کہ مادہ آندھی سیاہ اُٹھی اب میثاق و ملک حسینان گرفتار ہو جائیں گے یہاں میثاق و ملک حسینان نے دیکھا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور نعرے کی آواز آئی کہ اے میثاق و ملک حسینان شعلہ خیز کو مار کر تم لوگ کہاں جاتے ہو میثاق نے فوراً ایک گولہ مارا کہ ابر کے ٹکڑے ہوئے مگر گولہ بھٹ کر لپٹ آیا میثاق نے گھبرا کر کہا کہ اے ملک حسینان کوئی سحر کرو مجھ کو تو سحر نے جواب دیا ملک حسینان نے بجلی کان سے اٹاری اسم سحر کا پڑھ کر پھینک ماری برقیں ابر پر گریں ابر کے ٹکڑے اڑ گئے مگر سیہ فام پر تاثیر نہ ہوئی سیہ فام نے سحر کیا ایک ابر کا ٹکڑا ملک حسینان پر گرا اور ایک ٹکڑا میثاق پر گرا دونوں چھپ گئے سیہ فام نیچے کھینچ کر بڑھی کہ دونوں کے سر کاٹوں

کہ پہلو سے آواز آئی اوسیہ فام خبردار ملکہ حسینان کو قتل نہ کرنا سیہ فام نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک جادوگر جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی کاغذ ہاتھ میں لیے پکارتا ہوا کہ اوسیہ فام ذرا
اس کاغذ کو ملاحظہ کر اوسیہ فام نے ہاتھ بڑھا کر کاغذ لیا جیسے ہی لغافہ کھولا اُس میں سے دعوای
مکلاسیہ فام بیہوش ہو کر گری نعرہ ہوا کہ منم فیروزہ بن عمرو لیک کے خیر مارا شکم چاک قصہ
پاک ہوا میثاق کو ہوش آگیا ملکہ حسینان کے بھی حواس درست ہوئے میثاق نے
کہا کہ اوس فیروزہ خوب وقت پر پہنچے ہم دونوں پکار رہے تھے نہیں معلوم کس عذاب
سے قتل کرتی چلو اب نکل چلیں وہاں جمشید ثانی نے زانو پر اپنا ہاتھ مارا کہا ارے غضب
بڑی ساحرہ قتل ہوئی اگر یہ مقابلہ طلسم کشا میں جاتی تو گرفتار کر لاتی بلا کی مکارہ تھی کہ جبکہ
مثل و نظیر نہ تھا یہ کہ خود اٹھا شاہزاد یوں نے دیکھا کہ جمشید غائب ہوا یہاں میثاق و
ملکہ حسینان و فیروزہ چلے گئے کہ نعرہ جمشید کی آواز آئی میثاق نے کہا کہ اوس ملکہ بڑا
غضب ہوا کہ جمشید آتا ہو ملکہ حسینان نے کہا کہ میں تو نکل جاؤں فیروزہ بھاگ کر
ایک غار میں چھپا ملکہ حسینان نے دونوں پاؤں زمین پر مارے غرق زمین ہو کر مثل قطرہ
آب غائب ہوئی میثاق کوہ گردان نے ارادہ کیا کہ میں بھی غرق زمین ہو کر اپنے کو غائب کروں
کہ جمشید نے سامنے آکر کہا کہ اوس میثاق خوب نمک حرامی پر کمر باندھی ہو دیکھ تو تیرا
کیا حال کرتا ہوں میثاق نے کہا کہ اوس جمشید تیری قضا قریب ہو خدا چاہیگا تو لوح ملیگی
جمشید نے آتے ہی ہاتھ ہلایا کہ میثاق کا سر زخمی ہوا جمشید چھپٹا کہ میثاق کوہ گردان
کا سر کاٹ لوں میثاق نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ اوس پتہ کار ساز دوسری خالق بے نیاز رحم
اپنا شریک کر اس وقت بجز تیرے کون بچا بیوالا ہو بموجب اشعار نظم

ذرہ ناکارہ راحق شیر اکبر کند	خاک را اکسیر سازد قطرہ را گوہر کند
سلطنت سلطان جم و جان بہ بحر و بر کند	کار فرمائی شہ عالم بہ خشک و تر کند
روز روشن را بہ بخشد روشنی از آفتاب	ہر شب تیرہ منور از منہ انور کند
نیست کس را ز ہرہ چون و چرا در حکم او	خالق ارض و سما ہر چہ کند بہتر کند
حکم خلاق جهان جاری است اندر نیکی و بد	حضرت حق ہر چہ میخواد ز خیر و شر کند

انتظام طاہری و اہتمام باطنی : حق بہر ملک و بہر شہر و بہر کشور کند

میشاق نے جو بقیہ ارہو کر دعا کی تیر دعا ہوتی مراد پر پہونچا نقابدار زرین پوش لشکر گاہ سے لشکر کھیلتا ہوا آتا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ میشاق خاموش کھڑا ہوا و جمشید برائے قتل بڑھا ہوا نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیرس پہلو بکر کمان میں پیوست کیا جمشید ثانی تھرایا کہ اگر تیر بڑ گیا تو کیونکر زندہ بچونگا اور نقابدار اسم اعظم اسی طرح رہا کہ جمشید سامنے سے بھاگا نقابدار زرین پوش نے گھوڑا اڑایا منظور تھا کہ جمشید کو پکڑ لیں مگر جمشید سحر کر کے نکل گیا قصر ہفت رنگ میں آکر گر پڑا شاہزادیوں نے اسکو اٹھایا پوچھا کہ یا خداوند خیر تو یہو جمشید نے کہا کہ ان مسلمانوں کے معین و مددگار زمین سے پیدا ہوتے ہیں آج قدرت کو تقدیر نے بچا لیا ورنہ اگر تیر بڑ جاتا تو قدرت کو چولہ تبدیل کرنا ہوتا نقابدار زرین پوش مثل حمزہ کے صاحب اسم اعظم ہو اس پر بھی سحر تاثیر نہیں کرتا آخر میں نے اپنے کو بچایا سامنے سے نقابدار کے بھاگ آیا ورنہ جان بچتی اہالی دربار نے کہا کہ آپ سچیا ملکہ حسینان کا نہ کریں ایسا نہ ہو کہ قدرت پر زوال آجائے جمشید ثانی نے کہا کہ میں ابھی چولا تبدیل نہ کرونگا اب ارادہ ہو کہ اس مقام سے بیٹھے بیٹھے سحر کروں کہ ملکہ حسینان کا دل اُلٹ جائے اور بقیہ ارہو کے چلی آئے سب نے کہا کہ یا خداوند جس وقت ملکہ حسینان اس طرف کا قصد کرے گی میشاق کو وہ گردان وغیرہ روکین گے اب تو بڑے بڑے ساحر لشکر طلسم کشا میں موجود ہیں بہار اعجاز بیان پھول برسائیکی یقین کامل ہو کہ ملکہ حسینان کے لیے بڑی بڑی کرد و کوشش ہو اور ملکہ حسینان کبھی کچھ کم نہیں ہو قدرت نے اسکو سب کچھ بتا دیا جمشید نے بگڑ کر کہا کہ میں لشکر مسلمان میں ملکہ حسینان کو نہ رہنے دوںگا ابھی بلواتا ہوں کہ دیوانی ہو کر چلی آئے یہ کہہ کر جمشید ثانی نے آواز دی کہ امی طائر رازہ دار جلد آکر حاضر ہو ایک طائر پہلوے قصر سے پیدا ہوا اڑتا ہوا سامنے جمشید کے آیا جمشید نے اس طائر کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ امی طائر جا کر ملکہ حسینان کو لا وہ طائر چلا ملکہ حسینان بارگاہ بادشاہ میں بیٹھی ہی بادشاہ سے باتیں کر رہی ہو کہ وہ طائر اڑتا ہوا

آیا گرد سر ملکہ حسینان چرخ مارا اور سناٹا بھر کر نکل گیا ملکہ حسینان بیٹھے بیٹھے بارگاہ سعد سے اٹھی میثاق نے پوچھا کہاں چلین ملکہ حسینان نے کہا کہ میں ابھی حاضر ہوتی ہوں یہ کہتی ہوئی باہر آئی مجھولی وغیرہ رکھ دی اور چرخ مارتی ہوئی چلی مگر مبہوت ہو تعریفین جمشید کی زبان پر ہین اور بادشاہ کی برائیاں کرتی ہوئی جاتی ہوئی تین کوس لشکر سے نکلی تھی ادھر سے خواجہ عمرو آتے تھے صبح کا وقت ہو تلاش میں نکلے ہین کہ کوئی مسافر ملے تو ہنسی کروں کہ کان میں آواز آئی خداوند جمشید کے قربان مسلمان بے ایمان ناحق قدرت سے لڑتے ہین جسدن قدرت بگڑ جاوین گے سب کو مٹا دین گے عمرو نے جو ملکہ حسینان کو اس حال میں دیکھا سمجھے کہ یہ اپنے ہوش میں نہیں ہو بصورت اٹھلی اسکے سامنے آئے ملکہ حسینان نے جو خواجہ عمرو کو دیکھا کہا اوساربان زادے تو خوب مجکو مل گیا تیری گردن پکڑ کے سنے قدرت کے لچلو نگی قدرت کو تجھ سے بڑا ملال ہو عمرو نے کہا کہ گردن پکڑ کے جب لیجائیے جب میں خود نہ چلوں اگر ملکہ حسینان میں نے جو سوچا تو میری سمجھ میں آیا کہ جمشید ثانی خداوند ہین جسدن بگڑین گے سب کو مٹا دین گے جا بجا مسلمانوں نے بلوے کیے ایک دن کے اُن کے سحر میں سبٹ جاوین گے ایک دم بھر کی مہلت نہ پاوین گے خیال میں آیا کہ چل کر خدمت قدرت میں حاضر ہوں خطا اپنی خداوند کے معاف کراؤں خواہ قتل کریں خواہ بخشین قدرت کی راے پر موقوف ہو اور جب تمھارے ساتھ چلوں گا تو تم معشوقہ قدرت ہو تمھارے ساتھ میری بھی خطا معاف ہوگی ملکہ حسینان نے کہا کہ مجکو قدرت دیکھ کر نہ مال ہو جاوین گے فوراً خطا معاف کریں گے یہ میں اقرار کرتی ہوں کہ قدرت تم کو شاطر قدرت قرار دین گے تنخواہ بھی معقول ہوگی خواجہ تمھارا وہ مرتبہ ہوگا کہ مسلمان رشاک کریں خواجہ عمرو نے کہا کہ ایک ذرا اس درہ کوہ میں ٹھہراؤ ایک ایک جام شربت کا پی لین تو تمھارے ساتھ چلین کل میں طلسم کشا کو پکڑ لاؤں گا حمزہ کو بھی گرفتار کرادوں گا کل فرزند ان حمزہ مجکو مانتے ہین سب کو گرفتار کرادوں گا ملکہ حسینان نے مل میں خوش ہو گئی سوچی کہ جب عمرو کو ساتھ لیکر چلوں گی اور عمرو یہ کاربائے نمایاں کریگا تو قدرت بہت راضی ہوئے درہ کوہ میں آکر بیٹھی خواجہ عمرو نے شربت بنا کر پلایا ملکہ حسینان فوراً

بیہوش ہوئی عمرو باہر درے کے نکل کر کھڑا ہوا ایک اور ساحرہ آئی تھی عمرو نے ساحرہ کو
اُس کو بھی بیہوش کیا درہ کوہ میں لایا اُس ساحرہ کو بشکل ملکہ حسینان بنایا اور ہوشیار
کر کے آئینہ ہاتھ میں دیا وہ ساحرہ یا تو ضعیفہ تھی یا آفتاب جمال ہو گئی عمرو نے پوچھا کہ نام
اصلی تیرا کیا ہو اُس نے کہا کہ گلچین جادو عمرو نے کہا کہ امی گلچین قدرت نے تجھ کو عمدہ مشور
دیا بہ شکل ملکہ حسینان بنایا تجھ کو مناسب ہو کہ لشکر خداوند میں اسی صورت پر جا اور
نعرہ کرنا کہ منم ملکہ حسینان قدرت کی اطاعت کو آئی ہوں قدرت کہیں گے میرے پاس
بیٹھو تم جواب دینا کہ آپ کے پہلو میں نہ بیٹھوں گی جو آپ سے ہو سکے وہ میرے حق میں کیجیے
جب وہ تم کو دار پر کھینچے تو گلا اپنا رکھ دینا میں فوراً آؤنگا تم کو بادشاہ بناؤنگا خبردار
تم ذرا خوف نہ کرنا خواجہ عمرو نے ملکہ حسینان کو چھپا دیا اور گلچین جادو کو یہ شکل
ملکہ حسینان روانہ کیا آپ پیچھے پیچھے چلے اور گلچین اُسی شکل پر لشکر جمشید میں پہنچی
اور نعرہ کیا کہ منم ملکہ حسینان خدمت میں قدرت کی آئی ہوں جمشید ثانی یہ خبر سن کر
نکل آیا بلا کر گلچین سے کہا کہ امی ملکہ حسینان اب تو مجھ کو قبول کر دو گی گلچین نے بگڑ کر کہا
کہ او جمشید جو توجاہ میرے حق میں کر مگر میں وصل تیرا نہ قبول کرونگی تو نے بُلا یا میں جلی آئی
جمشید نے کہا کہ میں تجھے ابھی قتل کرونگا ملکہ حسینان نقلی نے کہا کہ میں مقبول بارگاہ
سامری و جمشید ہوئی تو مجھ کو قتل نہیں کر سکتا اگر قتل کریگا تو میں تجھ پر غالب آؤنگی تب
تجھ کو حال کھلیگا خوب دعویٰ خدائی کیا بندگان سامری کو دیوانہ کیا اپنا بندہ مشہور
کر دیا یہ باتیں سن کر جمشید ثانی نے حکم دیا کہ داراستاد کرو میں ابھی اس کو قتل کرتا ہوں
داراستاد ہوئی جمشید ثانی نے اشارہ کیا کہ اس کو دارپر لٹکا دو گلچین جادو نے خود
بڑھ کر گلا حلقہ کندہ میں رکھ دیا ہر چند کہ جمشید تڑپ رہا ہو مگر جلا دے بڑھ کر ہاتھ مارا کہ
سرکٹ کر ملکہ حسینان نقلی کا اگر جمشید نے ہاے جان جہان کہہ کر کلیجہ تھام لیا عمرو دیکھ رہا
ہو کیونکہ ایک جادوگر کی شکل بنا کھڑا ہو جیسے ہی سرکٹا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من گلچین جادو
ہو و جمشید نے کہا کہ ارے یارو گلچین تو خاص میری کنیز تھی ای طائر رازدار جلد آدہ ہی
طائر پھڑٹا ہوا آیا اگر دلاش پھر کر ایک چنچ ماری کہ جل کر خاک ہوا اب صورت اصلی گلچین

کی ہو گئی جمشید ثانی نے جولا شہ گلچین کا دیکھا مٹھا اپنا پیٹ لیا اور کہا یارو یہ کیا غضب ہوا
 کتاب سوا سخات ٹولا و کتاب میں جو دیکھا یہ نوشتہ پایا کہ ملکہ حسینان آتی تھی راہ میں عمرو نے
 روک لیا وہ درہ کوہ میں بند ہو کر عمرو نے گلچین کو روانہ کر دیا جمشید بہت رویا کہا کہ یارو
 غضب ہوا گلچین بے خطا قتل ہو گئی اب کیا تدبیر کروں سحر بھی اُتار چکا خواجہ عمرو وہاں سے
 بھاگے اگر ملکہ حسینان کو ہوشیار کیا اب جو ملکہ حسینان ہوشیار ہوئی کہا خواجہ تم نے بہت بُرا
 احسان کیا میں مہسوت ہو کر چلی تھی نہیں معلوم دربار جمشید میں جا کر کیا گذرتی وہ
 بیچیا کس طرح پیش آتا خواجہ عمرو نے کہا کہ میں نے حکم جمشید بھی پورا کیا کہ گلچین کو تمہاری
 شکل پر روانہ کیا اب لشکر میں چلو بادشاہ مترود ہوئے ملکہ حسینان کو خواجہ عمرو ساتھ لیکر
 لشکر میں آئے یہاں جب میثاق کو خبر گذری کہ ملکہ حسینان مہسوت ہو کر گئیں میثاق
 گھبرا رہا ہو کہ خبر ہو چکی ملکہ حسینان کو خواجہ عمرو لیکر آتے ہیں میثاق نے کہا کہ امیر شہریار
 ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی اور ملکہ حسینان کو سچایا کہ خواجہ
 سامنے آئے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ میرا دپیہ بہت صرف ہوا بادشاہ نے
 کئی ہزار روپے منگا کر دیے مگر خواجہ عمرو خوش نہ ہوئے اور وہاں جمشید ثانی بعد
 اس مقدمے کے دربار میں آکر مٹھا لپکار کر کہا یارو کیسے کیسے سا حرم جمع ہیں نامے گئے ہوئے
 ہیں صاحبان در بند بھی آتے ہوئے کہ آسمان پر لکھ ہائے ابر آئے سحاب بر فبار اور
 ابر بار تا جدار و حسان تا جدار و نغان تا جدار و پیکان تا جدار و غیرہ آکر پہونچے
 سامنے جمشید کے سب کھڑے ہوئے عرض کرتے تھے کہ یا خداوند ہم جو حاضر ہوئے ہیں تیرے
 خالی نہ رہیں گے جو حکم ہو وہ بجالائیں جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ابھی تم لوگ ٹھہرو جب
 موقع ہو گا تو کام سپرد کیا جائیگا مگر سحاب بر فبار اپنے مقام سے یہ کہہ کر اٹھا کہ یا خداوند
 میں نے سنا ہو کہ ملکہ حسینان نکل گئیں اگر حکم ہو تو اُنکو ابھی گرفتار کر لاؤں جمشید ثانی نے
 کہا کہ وہاں وہ عیار موجود ہو کہ جسے میرے سحر کو باطل کر دیا ایسا نہ ہو کہ کسی فقرے میں
 بچنس جاؤ سحاب نے کہا کہ یا خداوند مجھے کوئی کلام نہیں کر سکتا ایک سحر میں اُس کو
 گرفتار کر لاؤنگا اور اس طرح سمجھا کر لاؤں کہ آتے ہی اطاعت کرے جو فرمائیے وہ ہی قبول کرے

جمشید نے کہا کہ اگر تم کو یہ دعویٰ ہی تو بیشک جاؤ اگر ملکہ حسینان کو گرفتار کر کے لاؤ گے تو تم کو مرتبہ عظیم عطا کر دیا جاوے گا۔ یہ کہہ کر ملکہ حسینان میرے پاس چلی آئیں اور ان کو گرفتار کر کے لے آؤنگا یہ کہہ کر سیاح بر فبار تخت پر سوار ہوا ساٹھ ستر ہزار جادوگر ہمراہ لیکر طرف بادشاہ کے روانہ ہوا۔ پہر دن رہے اگر مقابلہ بادشاہ میں پہونچا لشکر کو اتارا آپ ایک کوشے میں آیا۔ اٹھ کر پھر لڑنے لگا۔ برائے تسخیر ملکہ حسینان جستجو کر رہا ہو کہ ہر کاروں نے آکے خبر دی کہ سیاح بر فبار ساٹھ ستر ہزار فوج سے آیا ہو ملکہ حسینان نے کہا کہ میں اُس سے لڑو گی میثاق نے سمجھا یا کہ امی ملکہ عالم اس سیاح جادو کو جانتی ہو کہ بلاے روزگار ہو اگر اسکا سحر چل گیا تو بڑی خرابی ہو گی ملکہ حسینان نے کہا کہ اگر مجھے مقابلہ کر گیا تو میدان میں حال کھل جائیگا میثاق نے کہا کہ میں تمہاری کمک کو موجود ہوں یہ ذکر تھا کہ صدائے طبل جنگی کان میں آئی ملکہ حسینان نے سر اٹھا کر پوچھا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کیسا نقارہ بجا رہی فیروزہ نے عرض کی کہ شاگرد ہمارے برائے خبر گئے ہیں یقین ہو کہ آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہر کار سے حاضر ہوئے اور آتے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا دی کہ دوست شاد و دشمن برباد رہیں سیاح بر فبار نے طبل جنگی بجا یا ہو کل اسکا ارادہ ہو کہ میدان میں ٹل کر معرکہ آرا نہ ہوں ملکہ حسینان نے بادشاہ سے کہہ کر طبل جنگی بجا یا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گزر کر اب وہ وقت آیا کہ نظم رُخ شمع مائل بہ زردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + موذن اذان سے ہوسہ ہرہ مندر ہوتی بانگ اسدا کبر بلند + لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان + اٹھے لوگ نیلے کے انگڑائیاں + کمر بندی ہونے لگی دونوں لشکر قاعدہ قدیم میدان کارزار میں آئے سیاح جادو نے میدان میں آکر پکارا کہ سوائے ملکہ حسینان اور کسی کو نہ میں چاہتا ملکہ حسینان نے بلماؤس اپنا بڑھایا اگر بادشاہ سے اجازت لی بادشاہ نے فرمایا کہ امی ملکہ حسینان تم مقابلہ سیاح میں نہ جاؤ ملکہ حسینان نے کہا کہ وہ میرا نام لیکر پکارتا ہو میں ضرور اُس کے مقابلے میں جاؤنگی وہ سحر کروں کہ باقبال شہنشاہی سیاح حیران ہو یہ

کہ کڑاؤس اپنا بڑھایا مثالیہ سبب میں پہنچیں سحاب نے سحر کیا کہ اکہ ابر سیاہ سر پر لگا
حسینان کے چھایا خنجر برسنے لگے شانہ لکھہ سینان کا زخمی ہوا زخم جو ملکہ حسینان
نے کھایا چہرہ کسرخ ہو گیا نہایت غم آتیا بھولی پر ہاتھ ڈال کر کار و سحر کالی اسم سحر پڑھ کر
پھینک ماری اسی قدر شانہ سحاب کا بھی زخمی ہوا جو سحر سحاب کا چلا ملکہ حسینان پر بخوبی
تاثیر ہوئی مگر ملکہ حسینان کا بھی کوئی سحر خالی نہ گیا جب سحاب نے کئی زخم کھائے
زخموں کو باندھنے لگا ملکہ حسینان نے اُس عرصے میں ایسا سحر کیا کہ صحرا سے کانے
کی آواز آئی صامت معلوم ہوا تھا کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار عاتقانہ گانا ہوا آتا ہو ٹھم

چمن میں آج چلنا دیکھ کر باد بہاری کا
ہوا ہو عشق میں یہ حال میری خاکساری کا
لکھا ہو میں نے کچھ کچھ حال دل کی بقراری کا
بڑا احسان یہ مجھ پر ہوا ابر بہاری کا
اُتار میں جامہ اپنے ہاتھ سے پہنیز گاری کا
کمان میں وہ جو دم بھرتے تھے تیری غلساری کا
جوانی میں بہت مشکل ہو چھٹنا بادہ خواری کا

تجمل یاد آیا مجھ کو اُس گچ کی سواری کا
ترے نقش کفن پا کے لیے کرنا ہوں میں جو
تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گئی جائے
حسینان جہان کے غول میخانے میں آئے ہیں
برہنہ دخت رز کو حضرت زاید اگر دیکھیں
زمین بولی جو بعد دفن میں تربت میں گھبرایا
کریٹے ترک آجائیگی پیری جبکہ ای مسطور

سحاب نے دیکھا کہ ایک مہجین ہو دریا سے جواہر میں غوطہ زن دو لون عارض زیار شک
نسرین و نسترن جیسے ہی سحاب نے اُس نازنین کو دیکھا اور آواز اشعار کی کان میں
پہنچی کلیجہ تھام لیا وہ نازنین قریب آئی کہ اے سحاب بر فبار تمہاری باغ و گلستا میں طلب
ہو سحاب نے ہاتھ اُسکا تھام لیا اور اُس نازنین کے ساتھ چلا ٹھوڑا راستہ طر کیا تھا
کہ ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر باغ کے چند کنیزیں کھڑی تھیں اُنھوں نے جھلک کر
سلام کیا اور کہا کہ اے دلفریب کمان نشین نے کئی شہیر ہاُسے ہنس کر جواب دیا کہ
میاں سحاب بر فبار کو لائی ہوں کہ باغ میں ٹھہریں اور ٹھنڈے ہوں اُن کنیزوں نے
سحاب کو آکر گھیر لیا کہا باغ میں چلیے دیکھیے تو کیسا باغ لا جواب ہر طرف سے
سرسبز و شاداب ہو سحاب بر فبار اُن کنیزوں کے ساتھ باغ میں آیا دیکھا کہ حقیقت

ناز نہ کرنا ہر چند کہ میں قوم کا جن ہوں سب کچھ میرے کیے ہو سکتا ہو مگر فراق و لفریب نے ایسا پریشان کیا تو کہ کچھ نہیں ہو سکتا خبردار و لفریب پر عاشق نہ ہونا سحاب نے کہا کہ میں تو اُسکے جمال ظاہری پر مائل ہوں اثر دے نے منہ کھولا اور کہا کہ عاشق و لفریب تو میرے دہن میں پھاند پڑوسی راستہ باغ ہمیشہ بہار کا ہو سحاب جادو دہن میں اثر دے کے نو دھڑا جل کر خاک ہوا وہاں لشکر والوں نے آواز سنی کہ کشتی مرا نام من سحاب بر فبار بود سب لشکر والے بھاگے بھاگ کر سامنے جمشید کے آئے عرض کی کہ یا خدا و ز سحاب بر فبار بار اگیا ملکہ حسینا نے ایسا سحر کیا کہ سحاب ایک نازنین کے ساتھ گیا بعد ٹھوڑی دیر کے آواز آئی کہ مارا گیا ہم لوگ خائف ہو کر بھاگ آئے جمشید نے طاہر سے پوچھا کہ کیوں اکر طاہر رازدار سحاب پر کیا گزری طاہر نے کہا کہ و لفریب نے لیجا کر اُس کو باغ و نیک شاہین بنا دیا اب اُسکا زہدہ ہونا دشوار ہو جمشید نے کہا کہ میں زندہ کر سکتا ہوں اسی طاہر رازدار اُس اثر دے حسب کو طلب کرو تو میں فکر کروں طاہر بلند ہوا مثل انسان کے آواز دی کہ اے اثر دے حسب جلد آکر حاضر ہو قدرت تم کو طلب فرماتے ہیں دیکھا سب نے کہ اثر دیا آیا سامنے منہ کھول کر کھڑا ہوا جمشید ثانی نے اُس کے دہن میں ہاتھ ڈال دیا یا سامری کہ کر ہاتھ کھینچا سب نے دیکھا کہ بچہ میں اس کے سحاب جادو دبا ہوا تھا لیکر اس نے ڈال دیا ٹھوڑی دیر میں سحاب بیدار ہوا اور آنکھیں ملتا ہوا اٹھا کہنا تھا کہ یا خداوند میں خوب سویا اب جو بیدار ہوا تو قدرت کو دیکھا مگر فراق و لفریب میں ہر حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو لطم

جو دل میں ہو کسی صورت میں نہیں سکتے	اکیلا اُن کو کسی وقت پانہیں سکتے
غم فراق بھلا اٹھ سکیگا کیا ہم سے	یہ صنعت ہو کہ ترے ناز اٹھلا نہیں سکتے
خیال ہو یہ نہیں ہونے اُن کی سہوا کی	اسی سے آہ و فغان لب پہ لا نہیں سکتے
گیا عدم کو طرف قافلہ جیسا کا	ہزار جلد چلین اُن کو پانہیں سکتے
دکھا کے زلف کو کشا ہو عاشق و شوق	یہ دوا مردہ ہو کہ دل پھینکے جا نہیں سکتے
صنم خدا کی قسم آپ کی محبت میں	نیر ملا جو میں لب پہ لا نہیں سکتے

غزل دکھائیں ظرافت کو کیونکہ امر سطوت | جہان میں اُس ہم کو نہ سہا رہا نہیں سکتے
یہ اشعار پڑھ کر سحاب چلا جمشید ثانی نے کہا کہ اے سحاب کھائی جائے جو سحاب نے کہا کہ
دلفریب نہ لے لگی تو میری جان نہ بچے گی وہ نگاہ اُس نے دلی دلفریب کا نہپ رہا جو اُنھیں لے لے شے
وہ تصویر پھر رہی ہو جمشید ثانی نے اُس کو ایک جام شراب بدایا شراب پئی تو روزِ بادہ
بابا نے اُنھیں دلفریب اے دلفریب کی صدا زبان پر جاری ہوئی مثل نہ رہی بے آ رہ
ترپ رہا ہر چیز جمشید سمجھاتا ہو کہ کیونکہ اے سحاب تم کیلئے بیقرار ہو دیر پر قبضہ نہیں کرتے
سحاب نے کہا کہ یہ غلام آپ کا اشکبار ہو فراق میں دلبر کے بہت بیقرار ہوا بسانہ ہو کہ
ترپ کر دم نکل جائے کیونکہ دل آرام پائے جمشید ثانی نے اور چند چیزیں اسکو کھلا دیں
پوچھا کہ شعلہ بلند کیا وہ شعلہ سر پر سحاب کے تھرایا جب وہ شعلہ سر پر سحاب کے
اُرا اور چند موے سر جلے تب ہوش و حواس سحاب کے درست ہوئے کہا یا خداوند ملک
حسینان نے مجھ کو بہت ذلیل کیا میں آج رات کو جاؤنگا بستر خواب سے اُسکو اٹھا لاؤنگا
جمشید نے کہا کہ اے سحاب ملکہ حسینان کو ایسا کچھ قدرت نے تعلیم کیا ہو کہ جسکا ذکر
نہیں ہو سکتا اگر وہ بیدار ہو گئی تو پھر تم کو آفت میں پھنسا لگی اگر سوتے میں لے آئے
تو غالب ہوئے لیکن بہت سمجھ بوجھ کے جانا ملکہ حسینان وہ ساحرہ ہو کہ جسکا مثل
و نظیر نہیں ایسے ایسے شعبہ اُسکو معلوم ہیں کہ کوئی اُسپر غالب نہیں ہو سکتا میں نے
یہ شعبہ اس واسطے اُس کو تعلیم کیے تھے کہ کسی اور کے دام فریب میں نہ پھنسے بلکہ
میری ہی مطیع رہے مگر فلک نے عجب گردش دکھائی کہ میرے قبضے سے نکل گئی جا کر بادشاہ
پر مائل ہوئی اب ہم تک اُسکا آنا دشوار ہو بادشاہ نے وہ خلق اُسکے ساتھ کیا کہ وہ ہر
وقت خوش رہتی ہو سب شاہزادیاں اُسکا اعزاز و اکرام کرتی ہیں بادشاہ نے انعام
لشکر اُس کے سپرد کیا ہو کوئی شاہزادی دس ہزار ساحرون کی مالک کوئی پانچ ہزار کی فسر
ہو یہ نکل فوج کی افسر ہو بادشاہ نے عہد کیا ہو کہ جب تم سحر سے تائب ہو گئی تو ہم تمھارے
ساتھ عقد کر دیں گے ملکہ حسینان نے بھی اقرار کر لیا ہو کہ جب قدر میں قتل ہو گئے تب
سحر سے توبہ کرونگی اے سحاب ہر فبار مجھ کو کون مار سکتا ہو اگر سو نو عین طلسم کشا کے پاس ہو

تو مجھ پر قبضہ نہ پائیں لہذا اگر مناسب ہو تو پاس عنبر بار جادو کے جادو اور مسکی مصالح سے کام کرو تو شاید گرفتار کر لو سحاب جادو اٹھا جمشید سے کہ کہ طرف جزیرہ عنبر بار کے نیلے جب سامنے دریا کے پہنچا تو آواز دی کہ اے عنبر بار ہم تمہاری ملاقات کو آئے ہیں عنبر بار نے دریا سے سر نکالا ایک ہمارے ہر سوار تھی کنارے پر آکر سحاب سے پوچھا کہ کس خواہش میں آئے ہو سحاب برفبار روئے لگا کہا کہ اے ملکہ عالم ملکہ حسینان نے مجھ کو بہت ذلیل کر دیا کہ چاہتا ہوں کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ ملکہ حسینان میرے قبضے میں آئے عنبر بار نے کہا کہ اے سحاب میں تمہارے ساتھ چلوں اگر ہو سکے تو سوتے ہیں اُس کو اٹھا لاؤں سحاب نے کہا کہ یہ تو مجھے بھی ہو سکتا ہے عنبر بار نے کہا کہ تم جاؤ میں بھی اپنا سحر ساتھ کیے دیتی ہوں وہ سحر تمہاری حفاظت کرے گا اگر تامل کرو گے تو ملکہ حسینان غالب آجائیں گی اگر ابکی مرتبہ اُسکے شعبدے میں پھنس گئے تو پھر نہ بچو گے عنبر بار سے سحاب برفبار خوب گفتگو کر کے رخصت ہوا طرف لشکر سعد بن قباد کے چلا قضاے کار راہ میں کوہ فیروزہ پر تیار ہو دہا ٹکی حاکم ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش ہو کوہ فیروزہ پر بیٹھی ہو صحبت عیش و ہمیش آراستہ ہو ناچ ہو رہا ہو ایک نازنین گانے والی خوش آواز تانین مار رہی ہو در جام گردش میں ہو سحاب جادو کہ خراج گزار جمشید ثانی مشہور ہو سب شاہزادیوں کو جانتا ہو طبع فیروزہ کا دیکھ کر بہت پسند کیا آسمان سے اُتر آ فیروزہ نے جو سحاب کو آتے ہوئے دیکھا استقبال کیا لا کر مقام صدر پر جا بے ساقی بچے سے اشارہ کیا اُس نے جام پیش کر دیا سحاب جادو پی گیا محفل میں فیروزہ کی بیٹیا ہو اسخوہ بن کر رہا ہو فیروزہ نے پوچھا کہ اے سحاب جادو اس وقت کس ضرورت میں نکلے تھے سحاب نے کہا کہ براے گرفتاری ملکہ حسینان جاتا ہوں فیروزہ نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلوں سحاب نے موچھون پر بنا دیکھ کر کہا کہ میں کیا کسی سے پاپ کمی کا رکھتا ہوں تم چل کر کیا کرو گی فیروزہ نے کہا کہ مجھ ایک مدت سے ملکہ حسینان سے لڑا ہوں بار خداوندی میں جو میں گئی تو ملی ملکہ حسینان نے غرور سے کلام نہ کیا لہذا اُن کو غرور ہو کہ جسکا بیان مکن نہیں چلوں ہم تم گرفتار کر لائیں گی بیٹھو جلدی کیا ہے سحاب اُٹھنے کا ارادہ کرتا ہے فیروزہ دامن تمام لینی ہو سحاب

اپنے دل میں یہ سمجھا کہ فیروزہ مجھ پر اکل بونی گئی مل کے کلام کرنے لگا فیروزہ نے جھلا کر کہا کہ اے سحاب تم کیا سمجھے ہو کہ جو مجھ سے اس طرح کی باتیں کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ مجھ کو انگو اور ہو میرا عشق صادق آتا ہو گا کئی برس سے اُسی سے ملاقات ہو میں کسی سے بات نہیں کرتی تنگو مقرب درگاہ خداوند جانکر پہلو میں بگاڑی سحاب نے کہا کہ ان ملک عالم میں تو اپنی ضرورت کو جانتا ہوں اور طرح کا خیال نہ کرو یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ابر گلنار اٹھا بڑھتا ہوا پہاڑ پر اُکروہ ابر ہرایا اور پھٹا اندر سے ابر کے ایک ساحر صیب بشل عجیب و غریب تاج یا قوتی سر پر رکھے ہوئے ظاہر ہوا فیروزہ نے کہا کہ اے شہنشاہ آئیے وہ جادوگر پہلو میں فیروزہ کے بیٹھا طر سحاب متوجہ ہو کر کہا کہ آپ کا نام نامی کیا ہو کیونکہ اے فیروزہ ایسوں کو پہلو میں جگہ دیجیے ہو اب سحاب گھبرا یا فیروزہ نے جواب دیا کہ اے یا قوت سُرخ پوش یہ خراج گزار خداوند ہین براے گرفتاری ملکہ حسینان چلے تھے ادھر سے گذرے یہاں بھی ٹھہر گئے ہیں نے شراب وغیرہ سے خاطر کی تم اور کچھ خیال نہ کرو سحاب نے کہا کہ اے یا قوت سُرخ پوش ہم صفا خداوند ہین اور سب خراج گزاروں میں ہمارا رتبہ اعلیٰ ہو اور جملہ خراج گزار ہمارا پاس کرتے ہین اگر پہلو میں بیٹھا تو کچھ اور خیال نہ کرنا جب دربار خداوند میں آؤ گے تو ہم تمھاری بڑی خاطر کریں گے یا قوت سُرخ پوش نے کہا کہ اے سحاب برقرار تم ایسے تو بہت سے میرے ملازم ہین پہلو سے فیروزہ سے ہٹ کر بیٹھو سحاب نے کہا کہ ہم تو نہ ہٹیں گے اور مل کر بیٹھیں گے آخر آپس میں یہاں تک تکرار ہوا کہ یا قوت سُرخ پوش تیغہ کھینچ کر اٹھا کہا او بے حیا اٹھ تو میں تجھ کو سمجھا دوں ملکہ حسینان وہ ساحر دیکھو کہ دربار خداوند میں سب شاہزادیاں اُس سے شرماتی ہین بڑی بڑی آنکھیں چہرہ آفتاب عالم تاب دندان معقول جواب گو ہر آبدار قمر غدار کباب رفتار شیرین گفتار تیری بھی یہ مجال ہو کہ اُس کی گرفتاری کو جائے میں یہیں تجھ کو سمجھائے دیتا ہوں پر اے گھو میں بلا تکلف بیٹھ جانا اُس پر یہ غرور ہو میں آن بے سمجھائے نہ چھوڑو نہ سحاب بھی جھلا کر اٹھا فیروزہ ہاں ہاں کر رہی ہو مگر یہ دونوں کب مانتے ہین اپنے اپنے مقام سے اُٹھے تلوار چلنے لگی سحر بھی ہو رہے ہین آگ برساتے جاتے ہین خنجر گراتے ہین تلوار میں چمکاتے ہین مگر سحاب برقرار

سب واریا قوت کے روک رہا ہو ایک تلوار جو گری سر یا قوت کا زخمی ہوا زخم کھا کر یا قوت بہت بگاڑا کہ او بے حیا سامنے معشوقہ کے تو نے جھکوزخمی کیا اب میں زخم کھا کر بھلا کجاو زندہ چھوڑونگیا کہ کر خون جلو میں لیا اسم سحر پڑھ کر طوفانِ سحاب کے پھینک مارا سحاب کے ہاتھ پاؤں زمین نے تھام لیے تھر پڑا بیان اُڑنے لگیں یا قوت جادو تلوار کھینچ کر بڑھا کہ سر سحاب کا کاٹ لون سحاب نے ایک پیچ ماری کہ یا خداوند فریاد ہو یہ مجھ پر ناحق کی میداد ہو یہ جو سحاب نے آواز دی جمشید ثانی قصر ہفت رنگ میں بیٹھا تھا سحاب کی صدا سن کر گھبرا یا کہا صاجو تم نے سنا تھا ہر معلوم ہوتا ہو کہ سحاب جا کر کسی آفت میں بھنس گیا ابھی جھکو پکارا ہی نیچہ قدرت جلد جاؤ اور سحاب ہر فبا رکواٹھا لاؤ سامنے ایک کوٹھری تھی اُس میں سے سنہرے پنجہ نکلا اور تڑپتا ہوا چلا یہاں وہ وقت ہو کہ یا قوت نے سحاب کو چاہا ہو کہ ہاتھ ماروں کہ ایک برقی چمکی سب کی آنکھیں جھپک گئیں ایک پنجہ تڑپ کر گرا اور سحاب کو لے اڑا یا قوت نے پکار کر آواز دی کہ او بھگوڑے کہاں جاتا ہو سحاب نے جواب دیا کہ جہاں جاتا ہوں پھر پلٹ کے آتا ہوں اور تجھ کو بخوبی سزا دوں گا یا قوت نے چاہا تھر سے روکوں مگر وہ پنجہ فرستادہ جمشید کب رکتا ہو سامنے جمشید کے پہونچا سحاب کو لا کر ڈال دیا جمشید نے سحاب کو ہوشیار کیا پوچھا کہ کس آفت میں بھنس گئے تھے سحاب نے سب ذکر کیا کہ وہ فیروزہ پر جو پہونچا فیروزہ خاطر کے ساتھ پیش آئی مگر عاشق عالم اُس کا یا قوت سرخ پوش ایسا بگاڑا اور ایسا سحر کیا کہ میں عاجز آ گیا مجھے یقین کا پل تھا کہ اب مارا جاؤنگا تب میں نے قدرت کو پکارا جمشید نے کہا کہ اے سحاب ستارہ تمھارا گردش میں ہو تم کسی بھام کا قہر نہ کرو مجھ کو ڈر ہو کہ ملکہ حسینان کے ہاتھ سے مارے جاؤ گے وہ قاتل اُسکے سحر میں کہ بچنا دشوار ہو گا وہ میری شاگرد رشید ہو مگر افسوس ہو کہ وصل میرا قبول نہ کیا اور نکل گئی سحاب نے کہا کہ میں برائے گرفتاری ملکہ حسینان جاتا ہوں جمشید نے بہت روکا اور منع کیا مگر سحاب کو قلق ہو کہ ملکہ حسینان کو لاؤں اور قدرت کے سامنے ذلیل کروں اڑا ہوا جاتا ہو ایک صحرا میں پہونچا دیکھا کہ ایک جادوگر فی کسن چھوٹے چھوٹے گال جسم تمام گدرا یا ہوا لٹکا پھنسنے ہوئے پھر رہی ہو سحاب دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا

فوراً آسمان سے اتر آیا قریب آکر اُس کا ہاتھ تھام لیا کہا ای جان جہان کہاں جاتی ہو اُس نے
 مشک کر کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہو رہی ہوتی کرتا ہر سحاب نے سحر کیا کہ وہ عورت اس کے ساتھ
 درہ کوہ میں آئی سحاب نے مدعا حاصل کیا جیسے ہی باہر نکلا وہ عورت بھی ساتھ ہوئی
 کتنی جاتی ہو کہ اسے مجھ کو کچھ دیگا یا یوں ہی چلا جائیگا کہ ایک جادو گر پیدا ہوا اُس عورت
 نے پکار کر کہا کہ ای باب اسنے بہرہ ریزی کی نہیں معلوم مجھ پر کیا کر دیا تھا کہ میں اس سے راضی
 ہو گئی اُس جادو گر نے پکار کر کہا کہ اوجے حیا تو کون ہو کہ تو نے آبرو میں ہمارے غلطی ڈالا
 انا کتنا پر ہاتھ ڈال دیا اب میں تجھ کو جانے نہ دوں گا آخر تو کون ہو کہ اتنی بڑی حرکت کر لگا
 میں سمجھ گیا کہ سحر کر کے تو نے اس سے وصل حاصل کیا سحاب نے کہا کہ تیری مجال ہی مجھ کو
 روک سکے میں خراج کر ارغداد و نجد بشید ثانی ہوں اُس جادو گر نے گولہ مارا سحاب نے
 گولہ کاٹ کر دستک دی کہ ایک جوان زنگی پیدا ہوا اُس نے آکر اُس جادو گر کو مارا سحاب
 نے چاہا کہ اب کل جاؤں وہ عورت کم سن رو رہی ہو اور کتنی ہو کہ اوٹا لم تو نے میری آبرو
 لی اور میرے باپ کو بھی قتل کیا مجھ کو ایسا کچھ دے کہ یہ غم میرے دل سے مٹے سحاب جادو
 نے ناچار ہو کر چھوٹی پر ہاتھ ڈالا اور ایک پتلی پتیل کی نکالی اُس عورت کو دی اُس نے ہاتھ
 ہٹا لیا اور کہا کہ یہ پتیل کی پتلی میں کیا کر دگی پھر ایک طرف سے آواز آئی کہ او پر ذات
 تو نے بڑا غضب کیا چھو کر می کو شیم کیا شیم ہیولا سے جادو دیکھا ساٹنے سے ایک جادو گر
 ہوا پر باتوں مارتی ہوئی آتی ہو گھر سر جھاڑ منہ نہاڑ اُس کم سن نے کہا کہ او شخص اب تجھ کو
 سزا ملے گی کہ او دھریاں آپو نہیں وہ جادو گر نے زمین پر آئی شیم ہیولا سے جادو کر کہ تھا
 ہلانے لگی گرد بھرنے لگی ایک تنق گرد پیدا ہوا سحاب کو گرد نے گھیر لیا اب سحاب دیوانہ
 و وحشی مثال کھڑا ہو سحر یا دین آتا ہیولا سے جادو نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا ایک جگہ
 کہ سحاب نے کچھ کے بدل گرا ہیولا سے جادو نے ایک لات ماری کہ سر سحاب کا پھٹ گیا
 دریا سے جاری ہوا ہیولی نے سحاب کو مار کر اُس لڑکی کا ہاتھ تھام کر کہا کہ کیوں
 او کیسے پریدہ تو نے آبرو کو خاک میں ملا یا اب بچایت میں جھپائی نہ ہو جائیگا جس میں
 روئی ہو گی جب برادری میں بیٹھے پاؤں لگی یہ کہ کر تاسخے رتی ہوئی اُس لڑکی کو ہیولی لے

مگر لاشہ سحاب کا بونڈ لے مین گرد کے پٹا اڑتا ہوا چلا جمشید قصر ہفت رنگ مین بیٹھا
 ہوا تھا کہ لاشہ سحاب کا اگر گرا جمشید ثانی نے گھبرا کر کہا کہ ارے سحاب کو کسے مارا یہ کہہ کر
 آمینہ نکالا اُس مین دیکھ کر نہ انزہ ہوا تھا مارا کہا دختر میوئی سے اسنے فعل بد کیا اور شوہر
 میوئی کو قتل کیا اُس نے آکر اس کو مارا کیسی کیسی افتاد مین پڑ مین تابہ لشکر طلمس کشانہ
 پہنچنے پایا سیلاب مردار خوار بھائی سحاب کا بیٹا ہوا تھا اپنے مقام سے اٹھا کہا
 یا خداوند مین ملکہ حسنینان کو لاؤنگا اور راہ مین کہیں نہ ٹھہرونگا جمشید نے کہا اختیار
 ہو مگر ستارہ گردش مین ہو روح سامری مٹانے کی کوشش مین ہو اچھے خداوند گذر
 ہین کہ اپنے بندوں کو ہلاک کراتے ہین مذہب مسلمانوں کا بڑھاتے ہین دیکھے انجام
 کیا ہو مگر تقدیر مضبوط کر چکا ہوں کہ طلمس نہ ٹوٹیکا سردار آپس مین ہنسے ایک سے ایک
 کہتا ہو کہ قدرت اپنی کہے جاتے ہین دن بدن زوال ہو جو ساحر جاتا ہو وہ زندہ مین
 پلٹ کر آتا اب دیکھے میان سیلاب مردار خوار جاتے ہین راہ مین کہیں یہ بھی نہیں
 مگر سیلاب مردار خوار سب سحر تیار کر کے جست و خیز کرتا ہوا چلا راہ مین جاتا تھا کہ میا
 برق فرنگی جنگل مین بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک ساحر گھبرا یا ہوا آتا ہو برق فرنگی نے پکارا
 کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مین کچھ پوچھونگا سیلاب دیکھ کر ہنسا کہا مین حاضر ہوا
 آپ مجھے پوچھیے مین کچھ آپ سے پوچھونگا برق نے تیور دیکھے کہ بہت خراب معلوم ہوتے
 ہین اسنے تنگ و پچان لیا دیکھے کیا قیامت برپا کرے کہا آپ ٹھہریے مین آتا ہوں یہ
 کہ کر جا ہا بھاگوں سیلاب نے گیر کی آواز دی برق فرنگی زمین پر گرا تر پنے لگا سیلاب
 نے قریب آکر ایک تمانچہ مارا اور کہا کہ او مکار میرے ساتھ مکاری کرتا ہو تو برق فرنگی عیا
 ہو برق نے کہا کہ میرا کوئی یار نہیں ہو مین ایک مرد مسافر ہوں سیلاب نے منہ پر ہاتھ
 پھیر دیا رنگ دروغن عیاری کا اڑ گیا سیلاب برق کو کھینچتا ہوا لے چلا برق غل
 مچا رہا ہو کہ مجھ مسافر کو ناحق پکڑ لیا ہو کشان کشان ایسے جاتا ہو یار و محبوب ہا کر دیہ ظالم
 زندہ نہ چھوڑیگا کہ پہلو سے آواز آئی اے سیلاب یہ کیا کیا دیکھو قدرت کیا فرماتے ہین
 سیلاب نے دیکھا کہ ایک جادوگر نامہ ہاتھ مین لیے ہوئے آیا ہوا اور پکارتا ہوا کہ یہ

نامہ دیکھ لو قدرت نے مجھ کو بھیجا ہو سیلاب پھر ہنس پڑا یہ ساحر چالاک تھا تیور دیکھ کر گھبرا یا مگر سوچا اگر کجا لوگ تو یہ سحر سے گرفتار کر لیا قریب آکر کہا کہ یہ نامہ پڑھ لیجیے پھر آپ کو اختیار ہو مجھ کو بھی کیا عیار سمجھا ہو آپ کو غصہ از حد ہو مجھ کو بھی یہ کہہ ہو کہ نامہ خداوند پڑھو الوان اُس کے بعد آپ کو اختیار ہو سیلاب نامہ لیا لفظ کھولنے لگا جیسے ہی خط کھینچا بیہوشی اُڑی سیلاب چرخ کھا کر گر چالاک نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک یہ نہ عیار ہی من آنم چست دچالاک ۔۔۔ بچشم دشمن اندازم کف خاک ۔۔۔ نہ آید باد گرد تیز گام ۔۔۔ خلیفہ اولم چالاک نام ۔۔۔ نعرہ کر کے خجرا را خجرا چٹ گیا اب چالاک گھبرا یا کہ کیا کروں کیونکہ یہ قتل ہوا ایک پتھر اُٹھا کر سر کے نیچے رکھا اور دوسرا پتھر اذہر سے مارا کہ سر سیلاب کا پاش پاش ہوا برق فرنگی بھی رہا ہو گیا مگر لاشہ سیلاب اُڑتا ہوا چلا سامنے جمشید کے آیا جمشید نے منہ پیٹ لیا کہا صا جواب تو سامری و جمشید سے ہمیں سے معرکہ پڑا ہو وہ مسلمانوں کو بنائیں اپنے مذہب کو مٹائیں اور میں اُن کے مذہب کو روشن کروں گا چند دن میں مسلمان قتل ہونگے اور مذہب اسلام کا پتہ نہ لگیگا سرداروں نے آپس میں اشارہ کیے کہ دیکھو قدرت کیا باتیں بناتے ہیں اتنا نہیں ہو سکتا کہ ایک عورت بگڑ گئی ہو اُس کو تسخیر کر لیں جمشید نے یہ بات سُن لی کہ یار و تم لوگ کیا جانو کہ کیا ہونے کو ہو جو جو ساحر مجھ سے باغی ہیں اُن سب کو قتل کروں گا بہر حال تقدیر دکھاؤں گا مجال ہو کہ مسلمان مجھ تک آسکیں یا قصر ہفت رنگ کو بہ نگاہ کج دیکھیں سب نے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند ایک دن اُن کو چھانٹ لیجیے جو آپ سے باغی ہیں اُن پر برق گرا ئے خود اُن کو قتل کیجیے مگر ہم لوگوں کو ہاتھ سے مسلمانوں کے بچائیے دیکھیے اب کوئی براے گرفتار ہی ملے حسینان زمین جانا سب کو خوف پیدا ہو گیا کہ تا بہ لشکر طلسم کشانہ پہنچیں گے سچا پروہ معاملہ گذرا اور سیلاب کو عیاروں نے گھیر کر مارا کہ آسمان پر ابرسیاہ پیدا ہوا جمشید نے جواب کر دیکھا ہنسنے لگا کہ اوہ ساحرہ آتی ہو کہ جسکا طلسم میں مثل و نظیر نہیں ملے سکان زمین کن ساحرہ پرفن ہو حسن میں بھی بے مثال ہو کہ وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ حسین و جمیل تخت پر سوار اسباب سحر تخت پر رکھا ہوا آکر پہنچی جمشید کو بچھڑ گیا

کہا یا خداوند آپ کا اعتقاد مٹتا ہوا بے بین کہہ رکادش کرونگی ہنس ہنس کے جو سکان سنے
 باتیں کیں جمشید بقرار ہو گیا ہاتھ سکان کا تمام دیا کہا اس سکان بیٹھو ہم تم سے تنہائی میں
 باتیں کریں گے سکان کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا کہ میں تو مرد کو آتی ہوں اور قدرت
 اس طرح فرماتے ہیں بگڑ کر جواب دیا کہ یا خداوند آپ کو اپنی بات کا بالکل پاس نہیں کسی
 کیسی دلتیں ہوئیں کہ طلسم طاہر سے بھاگ کر طلسم باطن میں آگے مسلمانوں نے چہار طرف
 سے گھیرا ہو میں جاتی ہوں اور لشکر طلسم کشا کو سر باد کرتی ہوں یہ کہہ کر اٹھی اور فوراً
 روانہ ہو گئی مگر سوچتی ہوئی جاتی ہو کہ اس سکان یہ کیا معرکہ ہو کہ بہار ا عجائب بیان
 ایسی شاہزادی اور ملکہ حسیناں حسن ہرست کہ سب سے زیادہ حسین و جمیل ہو یہ دونوں جا کر
 کس بات میں پھنسیں ملکہ حسیناں تو اپنے حسن کے آگے کسی کی حقیقت نہیں جانتی تھیں
 یہ سوچتی ہوئی جاتی ہو کہ کان میں گانے کی آواز آئی سراٹھا کر دیکھا سامنے کوہ گیرنگ
 ہو گیرنگ جادو مند پر بیٹھی ہو گرد کنیرین جمع ہیں ایک گائین خوش آواز بلند سوز و گداز
 سامنے بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہو فطم

پاؤں کہتے ہیں کہ چل کو چہ جانان کی طرف گل عارض پہ نہ عاشق کین بلبل ہو جا انو جنون کیا چمنستان میں بہار آئی ہو غیر کو بوسہ عارض کی اجازت جو ملی یا خدا خیر ہو بلبل پہ نہ آفت آئے زلف جانان لب رنگین کے قمر میں ہو دکھ چلنے دیتی نہیں یہ آبلہ پائی سطوت	بوشت دل لیے جاتی ہو بیابان کی طرف سب نقاب آپ چلے کیوں میں گلستان کی طرف ہاتھ بڑھنے لگے جو میرے گریبان کی طرف یاس سے میں نے نگہ کی رنج جانان کی طرف آج پھر جانا ہو صیاد گلستان کی طرف کبار ہوان دھار گھٹا آئی بدخشان کی طرف یاس سے دیکھتا ہوں خار بیابان کی طرف
---	--

گیرنگ نے جو سکان کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم آئیے ہم کو سرفراز کیجیے
 ہندکان کہہ رہو رہی تھی گیرنگ کے جٹے میں چلی آئی گیرنگ نے پوچھا بی سکان کہاٹے
 آتی ہو آج تو تیرے پر پل پڑے ہوئے ہیں سکان نے کہا کہ اے گیرنگ کیا کہوں
 قدرت کو دلتیں ہو رہی ہیں میں تو خبر سن کر آئی کہ جا کر ان کی مدد کروں مسلمانوں کو مٹاؤں قدرت

نے یہ کہا کہ تنہائی میں چلو مجھ کو بہت ناگوار ہو اگر ای گیسرنگ اپنی ذرا عقل لٹاؤ اور طبیعت کو زور دو کہ ہمارا عجائب بیان و ملکہ حسینان جا کر کس دامن میں پھنسے کہ قدرت کی دشمن ہو گئیں یہی چاہتی ہیں کہ طلسم کو مٹائیں نام سامری کوئی نہ لے مجھ کو بڑی حیرت ہو گیسرنگ نے کہا کہ میں نے خبر سنی ہو کہ طلسم کشا بادشاہ لشکر اسلام ہیں سب فرزندوں میں صاحبقران کے بہت حسین و جمیل ہیں جو شاہزادی گئی وہ عاشق ہو گئی سکان نے کہا کہ ای گیسرنگ میرا ارادہ ہو کہ میں جا کر مقابلے میں بادشاہ کے اُتروں ملکہ حسینان و ہمارا عجائب بیان کو رقعہ لکھ کر طلب کروں اُن سے حال پوچھوں کہ کیوں شاہزادیو تمہنے قدرت کو کیوں چھوڑا جو عجیب معاملہ گذرا اگر یہی تم پر بھی گذرا تو جو کچھ کیا وہ خوب کیا اگر یہ نہیں گذرا تو چلو میں صفائی کرا دوں یقین ہو دو نون شاہزادیان میرے ساتھ چلی آؤں خداوند سے اُن کی خطا معاف کراؤں یہ کہہ کر گیسرنگ سے رخصت ہوئی لشکر صحاب تو مقابلے میں اُترا ہوا تھا اس لشکر کو دیکھ کر سکان اُتری بارگاہ میں آکر بیٹھی سب افسر خوش ہو گئے کہ افسر اعلیٰ تو آیا اب مقابلہ ہو گا مگر سکان نے ایک نام لکھا کہ ای ہمارا عجائب بیان وای ملکہ حسینان میں برائے بربادی لشکر طلسم کشا آئی ہو اس میں تم پر بھی زوال آئے گا مناسب یہ ہے کہ مجھے ملاقات کرو اور صاف صاف کہو میں دل سے اُس کی تدبیر کرونگی ورنہ آگ برباد ونگی یہ نام لکھ کر اُڑا دیا بادشاہ دربار میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ خبر سن چکے ہیں کہ سکان زمین کن برائے مقابلہ آئی ہو یقین ہو کہ آفت بربا کرے کہ نامہ گودین آکر ہمارا عجائب بیان کی گرا بہار نے وہ نامہ پڑھا کہا کہ ای ملکہ حسینان دیکھو بی سکان آئی ہیں ہم کو بلاتی ہیں ہم انکی ملاقات کیوں گئے جاتے ہیں جیسا سوال کریں گی ویسا جواب دیں گے ملکہ حسینان نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلوں گی دونوں شاہزادیان طرف بارگاہ سکان کے چلیں سکان کو خبر ہوئی کہ بی ہمارا ملکہ حسینان آئی ہیں برائے استقبال نکلی دونوں شاہزادیوں کو دیکھا کہ دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے لباس فاخرہ زیب جسم کمال چمک دما سے آکر سکان سے ملین ملکہ سکان دونوں کو اپنی بارگاہ میں لائی مقام صدر پر انکو

جگہ دی شراب وغیرہ پیش کی ان شاہزادیوں نے انکار کیا کہ ہم تمھاری شراب نہ پین گے
 سکان نے کہا کہ اس میں کیا عیب ہو ملکہ حسینان نے ہنس کر کہا کہ امی سکان ہمارے
 تمھارے مذہب میں فرق ہو تم انسان کو نہ اچانتی ہو اور ہم اُس خدا کے مطیع ہیں
 کہ جس نے ایک کلمہ کن میں تمام عالم کو سپرد کیا سکان نے کہا کہ میں نے پہلے ہی اس کا
 خیال کیا تھا کہ یہ شاہزادیاں فصیح اسلام ہو مین نیا مذہب اختیار کیا میری مراد یہ ہو کہ
 تم نے قدرت کو کس بات پر فراموش کیا تم کو چاہیے ہو کہ قدرت کو فراموش نہ کرو کیون
 شاہزادیو تمھاری شرکت کا مسلمانوں سے کیا باعث ہوا بہارِ اعجاز بیان نے کہا
 کہ امی سکان صاف تو یہ ہو کہ ہم ہر اے مقابلہ آئے تھے بادشاہ کے جمال کو دیکھ کر اس کی
 مہوت ہوئے کہ اپنے ہوش میں نہ رہے اول تو اُن کا یہ عدل و انصاف ہو کہ پانچ چھ شاہزادیاں
 عاشق جمال ہیں سب کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہیں آج تک یہ نہیں کیا کہ ایک کا مرتبہ کم ہو
 اور ایک کا زیادہ ہو ہر چند کہ ملکہ حسینان سب سے زیادہ خوبصورت ہیں مگر وہ ہی
 طریقہ اُن کے ساتھ بھی صرف کیا ہو سب کا اعزاز و اکرام بادشاہ کرتے ہیں اور
 ہم سید آٹھ پہر اسی فکر میں ہیں کہ جمشید کو مٹائیں اور طلسم میں عمارت بادشاہ کی کمر بین
 تمہا میںا مطلب کہ ہم کو کیون طلب کیا تمھارا رقعہ دیکھتے ہی ہم چلے آئے کچھ خوف نہ کیا دشمن
 کی بارگاہ میں اکیلا آنا اچھی بات نہ تھی اب جو تمھیں منظور ہو وہ ظاہر کر دو سکان نے
 کہا کہ میں ایک نگاہ بادشاہ کو دیکھنا چاہتی ہوں ملکہ حسینان نے کہا کہ میں ابھی بادشاہ
 کو بلواتی ہوں ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ جا کر بادشاہ سے عرض کرو کہ سکان زمین کن براہ
 مقابلہ حضور آئی ہیں ہر کو بلا بھیجا ہم بھی موجود ہیں حضور پر اے چند ساعت سرفراز کریں
 کہ سکان ملاقات کی مشتاق ہیں یہ بڑی فصیح شاہزادی ہو یقین ہو حضور بھی دیکھ کر ان کو
 بہت خوش ہوں کنیز نے جا کر بادشاہ سے کہا بادشاہ جو تخت سے اُٹھے بحرین و گالگوں وغیرہ
 بھی ساتھ ہو مین مگر میثاق نے بادشاہ کو روکا کہا امی شہریار دربار میں دشمن کے یکہ و
 تنہا جانا مناسب وقت نہیں ہو شاید کوئی سحر اُسے تیار کیا ہو تو مشکل ہو کنیز کو واپس کھینچے
 اور کہا بھیجیے کہ ہم بسبب کار ضروری کے نہیں آسکتے طبل جنگی بجواؤ میدان کارزار میں

نکھویا تم خود یہاں آؤ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہماری بارگاہ میں سحر و ساحری کا چہ چاہیں ہمیں ہر
نہم سے البتہ خوف ہو یا دشاہ نے فرمایا کہ اے میثاق گو کہ ہزار طرح کا تردد ہو مگر ملکہ حسینا
نے کچھ سمجھ کر بلوایا ہر پھر کبھی سب سرداروں نے کہا کہ حضور میثاق بہت صحیح کہتا ہے اب اگر
حضور جاوین گے تو رنج و ملال اٹھاوین گے اسنے دام مکر بچھایا ہد کا آپ اس علم سے ماہر
نہیں ضرور بندگان عالی پھنسیں گے اس وجہ سے منع کرتے ہیں کنیز کو واپس کیا نہ باقی
میثاق کے کہلا بھیجا کہ ہم نہ آوین گے کنیز جو پلٹ کر سکان کے پاس پہونچی اور جواب
مذکور دیا اُسے ملکہ حسینا سے کہا کہ کیوں بی بی تم تو ان پر عاشق ہو اور وہ تمہارے بلانے سے
نہ آئے ہیں نے جانا تھا کہ اطاعت کرو گی مگر تم ایسی مہوت ہو رہی ہو کہ ہمارا کہنا نہ مانا
یہ کہ کر دونوں شاہزادیوں کو رخصت کیا کنارے تاک لشکر کے آکر پہونچا گئی لشکر پادشاہ
کو دیکھا کہ منزلوں میں اُترا ہوا ہو سوچ رہی ہو کہ سب کو تباہ کر دو گئی کیا مجال ہو کہ کوئی
زندہ بچے ملکہ حسینا و بہمارا عجائز بیان کو سمجھا دیا ہو کہ اگر بادشاہ آویگے تو میرے
ہاتھ سے مع لشکر پنج جاوین گے ورنہ میرا سحر قہر سامری ہو جس میں ہزار طرح کی جلالت بھرا
ہو وہ سحر کروں کہ سب اہل اسلام ٹکڑا ٹکڑا کر مرین مگر بہار و ملکہ حسینا جب اپنے لشکر
میں آئیں بادشاہ سے عرض کی کہ حضور کیون نہ تشریف لائے یقین تھا کہ واریغ ابروے
خمدار کا سکان پر پڑنا ساری جلالت بھول جاتی میثاق نے کہا کہ اے بہار مناسبت نہیں تھا
جمشید ثانی فلم و بدعت کا بانی کس تر کسب سے لوح لے آیا اب دیکھیے اُسکا انجام کیا ہو
یہ ذکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے ہاتھ اٹھا کر دعاے جان دراز دی پھر کھٹا قطعہ
کہ تاسبزہ روئیدہ باشد بیارغ ہو گلی سرخ نابد چوروشن چراغ ہو لکین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم یہ کام تو باد شہر یار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو سکان زمین کن
نے طبل جنگی بجا یا ہو کل اُس کا ارادہ ہو کہ لشکر حضور کو تباہ و برباد کرے میثاق نے
دست بستہ غرض کی امیدوار ہوں کہ سحر کو سکان کے رو کون سحر اُسکا جھنہ نہ دوں
یہ کہ کر میثاق اٹھا کر د لشکر کے حصار سحر کیا کہ کسی کا سحر یہاں نہ آسکے یہاں بھی جواب
میں طبل جنگی بجا گیا ہر رات بھرتیا ریاں ہو مین صبح کو سکان جو شان و خروشان میدان میں

آئی پکار کر آواز دی کہ ای بہار میں تم سے مقابلہ چاہتی ہوں بہار نے یہ سنا کر طراؤس اپنا
 بڑھایا سکان نے جو بہار کو آتے ہوئے دیکھا صحرا کی طرف دیکھ کر آواز دی ارض خرام جاؤ
 جلد آؤ اس لشکر کو کھا جاؤ یکایک جنگل سے گرد اڑی کئی ہزار شیر صحرائی پیدا ہوئے جھپٹے ہوئے
 طرف لشکر اسلام کے چلے جب قریب حصار پہنچے سر ٹکرانے لگے اور پلٹ کر طرف صحرا کے
 بھاگے سکان نے کئی سحر ایسے کیے کہ شیران صحرا آئے اور یہ بھیج بھی صحرا سے دوڑتے ہوئے
 آئے مگر حصار میثاق سے نہ گذر سکے سامنے سے آکر پلٹ گئے سکان نے جھلا کر جھوٹی سے
 نشتر نکالا پیشانی پر مارا قطرے خون کے لیکر لشکر اسلام پر پھینکے آسمان سے آگ برسنے لگی
 کئی سوجان ہلاک ہوئے میثاق نے جو دیکھا کہ آگ برس رہی ہو سحر کیا کہ پانی برس آگ کا
 برسنا موقوف ہوا سکان نے حیران ہو کر لکڑا کر کہ ای میثاق تھیں میرے مقابلے میں آؤ یہ
 سنتے ہی میثاق جھست کر کے سامنے سکان کے پہنچا بہار پیچھے رہ گئیں سکان
 نے جو میثاق کو آتے دیکھا ایک دو تھڑ زمین پر مارا چند شعلہ ہلے آتش میثاق پر گرے
 میثاق نے سحر کر کے دفع کیے اور آسمان کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ ای بر قبار بی سکان
 کو لینا آسمان سے برق گری کہ سر سکان کا زخمی ہوا اسکے ساتھ والوں نے جو دیکھا کہ
 سکان کے سر سے خون جاری ہوا سب لینا لینا کہ کے آپڑے میثاق دہرا مل کر
 سحر کر رہے ہیں بادشاہ حجابہ نے جو دیکھا کہ میثاق کو ساحر دن نے گھیرا ہو اور بہار پر بھی
 بلوہ ہو مرکب بڑھایا سامنے صفت کے آکر نعرہ کیا نعرہ بادشاہ حجابہ سے منم شاہ شاہان
 فریاد و جشم بہ بہار گلستان کا دوس و حجم بہ تجلی دو بزم اسلامیان بہ نہال گلستان صاحب قرا
 بادشاہ کا جو نعرہ ہوا سکان زمین کن نے سر اٹھا دیا جمال بے مثال شاہی پر نگاہ پڑی
 بس تصویر تصور ہو گئی ایک ساحر نے سحر کر کے مرکب بادشاہ کا رو کا پشت پر سے آ کے
 ہاتھ تلوار کا مارا کہ بادشاہ کے سر پر اوچھا سا زخم آیا چاہا دوسرا ہاتھ ماروں سکان
 کو بہت ناگوار ہوا کہ اس ساحر نے بیڑا مکر کیا چاہتا ہو شاہ کو قتل کروں کار دسحر نکالی کر
 پھینک ماری اُس ساحر کے سینے کو توڑ کر پار گذری جس کسی ساحر نے مکر سے بادشاہ پر
 حملہ کیا اُسے بڑھ کر سکان نے مارا کئی افسروں کو قتل کر کے خیال میں آیا کہ ای سکان

بادشاہ کس خوبی سے لڑ رہے ہیں کہ سحر انگریزی کا تاثیر نہیں کرتا ہزاروں ساحروں میں گھرے ہوئے ہیں اور شاہزادہوں نے سحر کی بوجھار کی ہو سیکڑوں سرنگراتے پھرتے ہیں سکان نے طبل باز گشت بجا یا لشکر علیحدہ ہوئے سکان رنجیدہ بلٹی دل سے باتیں کرتی ہوئی جاتی ہو کہ ای سکان کل تو نے بہار و ملکہ حسینان کو لعنہ دیا تھا وہ ہی بڑا بول تیرے سامنے آیا اب میں جا کر خداوند سے کہہ دوں گی کہ کسی اور کو بھیجے میں میثاق کے سحر کا جواب نہیں دے سکتی یہ سوچ کر رات ہی کو لشکر تیار کرایا سپر رات رہے کوچ کر کے روانہ ہوئی مگر تصویر خیالی سعد شہر لای کی آنکھوں کے نیچے ہو ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہو کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھتی ہو کبھی آسمان کی طرف دیکھ کر پکار اٹھتی ہو کہ ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار تو نے کیا کج روی دکھائی کہ طائر دل دام زلف عنبرین بادشاہ میں پھنسا جسکا چھوٹا دشوار ہو اب کہہ دو کوشش بیکار ہو ای سکان قدرت سے رخصت ہو کر اپنا قصر بند کر کے بیٹھ رہو دن کسی سے نہ ملو نہ سب طرح خرابی ہو مجھ کو نہ گوارا ہو کہ بادشاہ پر چشم زخم پہونچے کئی افسروں کو قتل کیا آخر ایک دشت میں آکر پہونچی کہ چار جانب بڑے بڑے پہاڑ ہمسر فلک نیلو فرمیں مگر کوہ سرسبز و شاداب میں نخل ہائے بار آور کی شاخیں جھکی ہوئی ہیں سرسجدے میں جھکا ہیں اپنے پیرا کنوئالے کو یاد کر رہی ہیں طائران زمزمہ سرا بزبان بے زبانی تعریف ایزد مٹا میں مصروف ہیں وہ مقام سکان کو پسند آیا لشکر کو اسی مقام پر اتارا مگر نیا معرکہ دیکھا کہ طائر وہاں کے مثل انسان کے کلام کر رہے ہیں آواز دیتے ہیں کہ ای لشکر والو اس صحرا میں نہ اترنا ورنہ عفریت جادو و ضرور آفت برپا کرے گا جس وقت اُس کو خبر ہو گی اگر سب کو کھا جائیگا زور اپنا دکھائیگا مگر سکان نے ان لفظوں کو خیال نہ کیا لشکر کو اتار دیا ایک بار گاہ استاد کو آکر اس میں آپ آکر بیٹھی محفل عیش و نشاط آراستہ کی کئی طرح دل نہیں بہنٹا دو پہر رات گئے تاک بیٹھی رہی بعد دو پہر کے چاہا کہ اٹھوں اور خاصہ نوش کر کے آرام کروں کہ آواز گانے کی کان میں آئی کان کھڑے ہوئے کہ ای سکان اس صحراے وحشت انگیز میں کون گارہا ہو حیرت میں آکر بارگاہ سے نکل دیکھا سامنے درہ کوہ کے ایک مقام پر استاد ہی اس کے نیچے مسند پر ایک تاجدار بیٹھا ہو گردن زنیان میں جہین قبا

سے بیٹھی ہیں اور ایک شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ کار ہی ہی نظم

اُس شمع تجلی نے ستایا مرے دل کو اپنا جو سمجھتے تو نہ یوں تلون سے ملتے فرقت میں تمھاری کبھی ٹرپا کبھی چلا لی مفت مری جان اسے عشق تھا قد کا سچ سچ کہو ترپا کے مجھے تم کو ملا کیا ہو جی میں ہی ترک ملاقات کروں میں	پردانہ صفت ہاے جلا یا مرے دل کو تم جانتے ہو یا پر ایا مرے دل کو ای جان جان چین نہ آیا مرے دل کو کیون دار پہ تھنے نہ چڑھایا مرے دل کو کیون دام محبت میں پھنسیا مرے دل کو سطوت بہت اُسے ہو دکھایا مرے دل کو
--	--

سکان نے اُس جلسے کو دیکھ کر بہت پسند کیا ایک گوشے میں آکر ٹھہری ایک کنیز نے
سکان کو دیکھا کہ ایک آفتاب عالم تاب گوشے میں بیٹھی ہو اشعار عاشقانہ سن سن کر
آنکھوں میں اشک بھرے ہیں اُس کنیز نے کوہ مبار جادو سے جا کر اطلاع کی کہ ای شہنشاہ
ایک نازنین نہایت حسین و جمیل ایک گوشے میں آکر بیٹھی ہو اور آپ کو دیکھ رہی ہو
کوہ مبار نے پلٹ کر دیکھا نگاہ اُس کی جو جمال سکان پر پڑی مبہوت ہو کر اٹھا سانس
آکر کہا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی دای سرور دان باغ محبوبی محفل میں آکر بیٹھو اچھی طرح
گانا سنو بہت عمدہ گائیں موجود ہیں وہ سب گائیں گی اور آپ کو گانا سنائیں گی سکان
اور ہی خیال میں تھی تصویر بادشاہ آنکھوں کے نیچے پھر رہی تھی کچھ جواب نہ دیا کوہ مبار
نے ہاتھ تھام لیا کہا حضور آئیے محفل میں تشریف رکھیے سکان نے کہا کہ اوسا کھو کے
لٹھے کیون اس قدر مبہوت ہوتا ہوں میں نے دور سے جلسہ دیکھ لیا میں محفل میں نہ جاؤنگی
کوہ مبار نے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ہوگی مگر چند ساعت تشریف رکھیے میں آنکھوں سے
خدمت کر دنگا کیا مجال ہو کہ آپ کے خلاف کوئی امر ہو سکان نے ہاتھ چھڑا کر جواب دیا
کہ زیادہ بے تکلف نہ ہوا اپنے مقام پر جا کر بیٹھ مگر کوہ مبار نے چاہا دست اندازی کروں
سکان نے ایک تمانچہ مارا کوہ مبار گال سملا کر رہ گیا کنیزوں کو بہت ناگوار ہوا چند
نے اٹھ کر کہا کہ ای شہنشاہ آپ کو اس گستاخ نے تمانچہ مارا ہم پر بہت شاق ہوا اگر
حکم ہو تو اسکو سزا دیں آپ کے پہلو میں لاکر بٹھا دیں یہ سنتے ہی کوہ مبار نے اشارہ کیا چند

کنیزوں نے چاہا کہ سکان کو گرفتار کر لیں سکان نے ہاتھ ہلا دیا اُن کنیزوں کے سر اڑ گئے
اب کوئی قریب نہیں آتی دور سے لینا لینا کر رہی ہیں مگر مرنے پر کنیزوں کے کوہ مبار نے
کچھ نہ کہا منتیں کر رہا ہو کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر اتر در پر سوار لباس سُرخ پہنے
ہوے آکر پہنچا اور کوہ مبار کو منع کیا کہ خبردار اس کو ہاتھ نہ لگانا کوہ مبار نے کہا کہ
تم کون ہو ہماری اسپر جان جاتی ہو ہم لا کر محفل میں بٹھا دین گے مراد دلی حاصل کر شکے
اُس نے ہماری کئی کنیزیں قتل کر ڈالیں اور ہنسنے لگے کہ اگر سحر کر دنگا تو یہ دیوانی ہو جائی
اُس نے کہا کہ میرا سُرخ پوش جادو نام ہو میں مدت سے اسپر عاشق ہوں کیونکر سے
گوارہ کروں کہ تم اس کو کلیت پہنچاؤ میں نہ دیکھ سکو گنگا کوہ مبار نے کہا اُس سُرخ پوش
معلوم ہوتا ہو کہ تمھاری قصدا آئی ہو بہت پریشان ہو گے سُرخ پوش نے کہا کہ کل
لشکر کو اشارہ کرو کل کنیزیں مجھ پر بلوہ کریں تب میرے سحر کا مزہ دیکھو کوہ مبار نے کہا کہ
بڑے مغرور ہو اپنے سحر کا بڑا دعویٰ ہو یہ کہ کر اشارہ کیا ایک پھر گر کہ شانہ سُرخ پوش
کا زخمی ہوا سُرخ پوش نے زخمی ہو کر تلوار کھینچی کوہ مبار پر ہاتھ مارا کوہ مبار نے وار
کو اُس کے روک لیا مگر سکان نے جو دیکھا کہ یہ دونوں مصروف جنگ ہیں وہاں سے
اٹھی تخت پر بیٹھ کر روانہ ہو گئی اور کوہ مبار نے سُرخ پوش کو بہت عاجز کیا آخر مجبور ہو کر
سُرخ پوش بھاگا اور کوہ مبار پیچھے چلا مگر کوہ مبار چار جانب دیکھتا ہو کہ وہ معشوقہ کمان
گئی حیران ہو کر سر پٹنے لگا کہتا تھا کہ اُس سُرخ پوش نے اس وقت معشوقہ کو کھویا
ورنہ میں نہ جانے دیتا افسوس اُس ظالم نے آکر یہ فتور ڈالا سراٹھا کر دیکھا کہ کل لشکر سکان
تیار ہو رہا ہو سو چاک جہان وہ ہو گی وہاں یہ سب جادوین گے پیچھے پیچھے چلا مگر سُرخ پوش
جو بھاگا دربار میں جمشید کے آیا جمشید نے دیکھا کہ سر سے سُرخ پوش کے خون جاری ہو
اور بدحواس آکر گر پڑا جمشید نے پوچھا کہ اُس سُرخ پوش خیر تو ہو کہاں زخمی ہوے اُس نے
سب حال بیان کیا جمشید ہنس رہا ہو کہتا ہو جو شاہزادی جاتی ہو آفت میں مبتلا ہو جاتی
ہو اب میں سُرخ پوش کو کیا جواب دوں اتنے میں یہ معرکہ ہوا کہ سُرخ پوش تو فریاد
کر رہا ہو اور جمشید سر جھکا سے بیٹھا ہو کہ دھڑو کے کی شیر کے آواز آئی جمشید ثانی تخت پر

اُجھل پڑا دیکھا کہ کوہسار تیغ برہنہ ہاتھ میں لیے بارگاہ میں گھس آیا کہا یا خداوند اس
سُرخ پوش کو میرے حوالے کیجیے کہ میں اس کے ٹکڑے اُڑاؤں جمشید نے کہا کہ اے کوہسار
معشوقہ کون تھی سُرخ پوش نے کہا کہ یا خداوند ملکہ سکان زمین کن ہو کہ میں مدت سے
اُسپر عاشق ہوں آج یہ دعویٰ عشق کرتا ہوں اس وجہ سے مجھ کو ناگوار ہوا میں اسکے ہاتھ سے
زخمی ہوا جمشید نے کہا کہ اُسُرخ پوش اپنی زبان کو بند کر ایسا کلمہ زبان سے نہ نکال
قدرت کو اُسپر توجہ دے یہ ذکر تھا کہ برق چکی ملکہ سکان آکر پہنچیں کوہسار نے کہا کہ یا
خداوند میں اسکو ساتھ لے جاؤنگا سکان نے کہا کہ یا خداوند آپ حکم دیجیے کہ یہ بھیجا مجھ پر
دست انداز ہو دیکھیے تو کیسا ذلیل کرتی ہوں میں اسی وجہ سے جلی آئی کہ یہ دونوں وحشی
مزاج لڑ رہے ہیں دونوں کا سر میں سمجھ گئی دونوں کو ذلیل کر سکتی ہوں کہ کوہسار طر
سُرخ پوش کے چلا جمشید منع کرتا ہو کہ او کوہسار یہ کیا بدعت کرتا ہو مگر کوہسار نے
نہ مانا سُرخ پوش سے تلوار چلنے لگی ایک مقام پر کوہسار نے جھکائی دیکر ہاتھ مار دیا کہ
سُرخ پوش کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ گر کر تڑپا سُرخ پوش کو مار کر کوہسار جادو وطن
سکان کے چلا سکان نے کہا کہ یا خداوند اس کو منع کیجیے میرے قریب نہ آئے ورنہ بہت
پچتاؤنگا جمشید نے ہر چند منع کیا مگر کوہسار نے نہ سنا چاہا سکان سے لپٹ جاؤں
سکان زمین کن نے کان سے بجلی نکالی اسم سحر کا پڑھ کر بھینک ماری ایک پرچم لکڑ
گری کہ کوہسار کے بھی دو ٹکڑے ہوئے جمشید نے ہنس کر کہا کہ اے معشوقہ قدرت تھے
کیا کار نمایاں کیا ہو رقیب قدرت کو مارا یہ دونوں بے حیا اسی لائق تھے کہ یوں
مارے گئے ان کو جہنم میں بھیجوں گا اے سکان میرے پاس آکر بیٹھو سکان نے کہا کہ یا
خداوند انھیں لفظوں پر یہ آفت برپا ہوئی ہو کہ یہ دونوں مارے گئے جہنم میں پہنچے
آپ پھر وہی کلمے زبان سے نکالتے ہیں جو قدرت کے دل میں خیال ہو وہ محال ہیں اس کو
دل سے دور کریں جمشید ثانی نے کہا کہ میں ایسا سحر کرونگا کہ تو خود چھپر نائل ہو جائیگی
سکان نے جواب دیا کہ خداوند اگر آپ ایسا کہیں گے تو مجھے زہم نہ پادیں گے
جس وقت ہوشیار ہوں گی جان دید ونگی یہ سنتے ہی جمشید نے بقرہ و غضب حکم دیا کہ

اسکی زبان میں سوزن دواسے قید کرونگا یہ کیا ستم ہو کہ دشمن پر ہمارے مائل ہوئی ہو اور ہم سے انکار سکسان ترپ کر اٹھی چاہا کہ پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن ایک ساحر نے لپک کر ہاتھ پکڑا قصد کیا کہ زبان میں سوزن دون سکسان زمین کن نے سحر کیا کہ وہ ساحر جلنے لگا دربار میں جمشید کے یہ ہنگامہ ہو رہا ہو کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر سیہ فام و بداخام تخت پر سوار آکر پہونچا جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور عرض کی کہ یا خداوند یہ میری معشوقہ پر کیا بدعت ہو میں مدت سے اسپر مارتا ہوں آج میں نے سنا کہ دربار خداوند میں اس پر بدعت ہو رہی ہو نہ چین پڑا فوراً چلا آیا امیدوار ہوں کہ یہ محکو مرحمت ہو میں سمجھا لوں گا اس پر جو سوداے عشق مسلمانان سوار ہو وہ اُتاروں گا اس کو رام بنالون گا جمشید ثانی نے کہا کہ او مہنت جادو تو بڑا گستاخ ہو کہ قدرت جسپر توجہ فرمانا چاہتے ہیں تو اُسپر اپنا عشق ظاہر کرتا ہو خبر دار او ملعون اب نام نہ لینا ورنہ آتش قہر سے بھگو جلاؤں گا مہنت نے جواب دیا قدرت کو اختیار ہی مگر میں آمادہ مرگ و مہیا ہے قضا ہو کر آیا ہوں بدون معشوقہ کو لیے نہ جاؤں گا جو چاہیے مجھ پر بدعت کیجیے وہ سب گوارا کروں گا یہ کہ کر سکسان کا ہاتھ تھام لیا اور کہا صاحب جلو باغ آراستہ ہی ہر شجر گلہائے رنگارنگ و شکوفہ ہائے بوقلمون سے پیراستہ ہو جنم کو باغ میں بجائے کے بٹھاؤں گا کنیزان چینی دروچی موجو ہیں وہ خدمت کریں گی جو حکم ہو گا وہ بجالاؤں گا سکسان نے کہا کہ اے مہنت جادو قدرت سے تو میں انکار کر رہی ہوں یہ تم نے کہاں کا راگ بھیلایا ایسا نہ ہو کہ فساد عظیم ہو جا مہنت نے کہا کہ میں کسی طرح نہ مافونگا تم کو اپنے ساتھ لیکر جاؤں گا جمشید ثانی نے دُرا کو حکم دیا کہ اس بے ادب کو سمجھا دو ایک وزیر نے کہ ساحر زبردست ہو مہنت کو اٹھ کر گھر کا کہ کیوں اے مہنت جادو ادب سے نہیں رہتے ہو ایسا نہ ہو کہ قدرت کو غصہ آجائے تو آتش قہر سے جلا دیں یہ کہ کر مہنت کا ہاتھ پکڑا مہنت جادو نے اپنا ہاتھ چھڑا کر سحر کیا کہ وزیر پر ایک خنجر گرا شانہ وزیر کا نشانہ ہوا وزیر جو زخمی ہوا اور زیادہ غصہ آیا وزیر نے ایک تمانچہ مارا کہ سر مہنت کا اڑ گیا مرتے ہی مہنت کے اندھیرا ہوا اُس اندھیرے میں سکسان ترپ کر نکل جمشید نے جو دیکھا کہ سکسان اُڑتی ہوئی جاتی ہو

ایک جادوگر کو اشارہ کیا کہ صمصام جادو اس کا نام ہو کہا ای صمصام سکان کو لینا یہ جانے نہ پائے صمصام بموجب حکم جمشید ثانی روانہ ہوا آگے آگے سکان جاتی ہو اور تعاقب میں سکان کے صمصام جاتا ہو قضاے کار بادشاہ اسلام واسطے شکار کے صحرا میں آئے تھے اور میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان و ملکہ حسینان و گلگونہ و بحرین وغیرہ ساتھ تھے کہ آسمان پر لغزہ ہوا و گیسو بریدہ و شترخ دیدہ کہاں جاتی ہو بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ آگے آگے ایک پہ جبین بھاگی ہوئی آتی ہو اور تعاقب میں اُس کے ایک ساحر یہ نام و بد انجام لکارتا ہوا آتا ہو بادشاہ نے میثاق سے مخاطب ہو کر کہا کہ ای میثاق اس ظالم سے اس عورت کو بچاؤ میثاق نے لکرا لاد ظالم ظالم خردار او بد خواہ اس خوشخو کو کیوں ستاتا ہو اور سکان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ای پہ جبین حضور موجود ہیں آکر فریاد کر اور اپنی کیفیت بیان کر تب حال کھلے کہ یہ کیا معرکہ ہو اور تو کیوں بھاگتی ہو اور او ساحر تو کیوں بچھا کرتا ہو سکان نے جو میثاق کو مہربان پایا پلٹ پڑی اور پکار کر کہا کہ ای شہریار میں ہوں سکان زمین کن یہ بیچیا مجھ کو گرفتار کرنے آیا ہو اور میں دربار سے جمشید ثانی کے بھاگی ہوں کیا خدا کی قدرت ہو کہ اس صحرا میں حضور سے ملاقات ہو گئی اور خیر خواہان دولت بھی ہمراہ ہیں اب میرا کوئی کیا کر سکتا ہو مگر صمصام نے چاہا کہ تڑپ کر میثاق پر گرون میثاق جہان دیدہ و کار آزمودہ ہو اس کے سحر کو کب مانتا ہو ایک گولہ مار دیا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا صمصام مگر گر پڑا سکان نے جو بادشاہ حجابہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ کیوں اونیک بخت تیرا کیا ارادہ ہو میں برائے کفالت موجود ہوں سکان نے قدموں کو بادشاہ کے بوسہ دیا عرض کی کہ جمال بے مثال کی گلچین ہوں بادشاہ حجابہ نے ہاتھ تھام لیا اور سر سکان کا سینے سے لگایا سکان زمین کن بھی ہمراہ رکاب ہوئی عرض کرتی ہوئی آتی ہو کہ اس کنیز پر کئی افتادین پڑیں مگر آپ کے اقبال سے بچی اور اس وقت جنگل میں حضور کا ہونا میرے واسطے غنیمت ہو گیا ورنہ یہ دشمن خدا بیچیانہ چھوڑنا بادشاہ نے فرمایا کہ کسکی مجال ہو کہ جو تم کو ستائے چل کے لشکر میں رہو یہ ذکر تھا

کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی دیکھا کہ ایک تاجدار بشوکت تمام تخت پر سوار ہو پشت پر تین لاکھ سوار
اُس تاجدار نے جو ان سب کو دیکھا شاطر ہمراہ تھا کہا دریافت تو کر کہ یہ کون لوگ ہیں شاطر
نے نام بادشاہ دریافت کر کے فوراً اپنے مالک سے اطلاع کی کہ یہ طلسم کشا ہیں وہ تاجدار
بہت خوش ہوا کہا صاحبو آج بڑا مطلب حاصل ہوا کہ بادشاہ مل گئے اگر ان کو کہیں لوح
مل گئی تو بڑا غضب ہو گا یہ کہہ کر فوج کو اشارہ کیا کہ ان سب کو گرفتار کر لو تین لاکھ فوج لینا
لینا کہہ کر چلی سعد شہر یار بھی اُن سب پر جا پڑے کلکال جادو تاج پہنے ہوئے اپنے
تخت پر سوار سب کو ترغیب دے رہا ہو کہ ہاں یارو لڑو ان سب کو گرفتار کر لو میثاق نے
بڑھ کر سحر کیا کہ تلوار میں برسنے لگیں اور ملک بہار نے بھی بڑھ کر پھولوں کا گچرا مارا سب پر
پھول برسنے لگے جیسے پھول پڑا وہ پل کر خاک ہو گیا جب کئی ہزار جادو گر مارے گئے تب
کلکال گھبرا یا یہ بھی دیکھ لیا کہ سرداران بادشاہ سب ساحران زیر دست ہیں کسی سے
نہیں رکتے رشتانہ لڑ رہے ہیں جس ساحر نے سحر کیا اُس کو دیوانہ کر دیا لیکن خوب جما ہوا
لڑ رہا ہو کلکال نے بڑھ کر سعد کو روکا سعد شہر یار نے وار اُس کا خالی دیا ہاتھ متعہ
مقام کا مارا اُس جادو گر نے سپر سحر کو اٹھا دیا تبغہ جو تڑپ کر گرا سر کلکال کا زخمی ہوا
ساحرون نے سب طرف سے بلوہ کیا چاہا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لیں اُس مقام پر خوب
تلوار چلی بھرنے لگی جو دیکھا کہ ایسا نہ ہو بادشاہ گرفتار ہو جادوین سحر کیا کہ دریائے قمار
پیدا ہوا سب ساحر ڈوبنے لگے ایک طرف سے بہارا عجائب بیان نے سحر کیا پھول برسے
ہوئے سرد چلی غنچے چٹاک کر کھلے لبیلین یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی تھیں نظم

یاد ہونے پر فلک ایسا بھی جمع کم ہوا
رنج نے رہ کر اٹھا یا رنج غم کو غم ہوا
وہ جو نہ پر خاک تھے اُن کا عجب عالم ہوا
دل کی دل ہی میں رہی کیا جلد غصہ کم ہوا
شاق دم بھر جسکی صحبت تھی وہ ہی ہمد ہوا
سرخا جانے ترے سجدے میں کیونکر خم ہوا

کل تو دل پس پس گیا اتنا ہجوم غم ہوا
اس دل نا شا دین کوئی نہ خوش اک دم ہوا
اتنے جب اُس فتنہ گر کی جھک گئی سر خم ہوا
حسرت تعزیر تھی تقصیر وارون کو ترے
آرزو ناصح کی بر لائیں مری تنہائیاں ہ
دل میں تو ہوا دبت مغرور جھکتے کس سے ہم

غیر اپنوں کو بنایا جلوہ گاہ یار نے	آنکھ نہ محرم ہوئی جسدن سے دل محرم ہوا
دوسرا غم دوست مجھسا تھا نہ عالم میں جلا	دوست اسپر ایک مدت میں کسی کا غم ہوا

ساحران اہل اسلام نے ایسے سحر کیے کہ کلکال جادو بھاگا گمنا تھا کہ یارو کیساتھ ہو کہ سب نامی جادوگر طلسم کشا کے شریک ہو گئے میثاق ایسا ساحر کہ جسکا عالم میں مثل نہیں ہو اس کا سحر کون روک سکے کئی ہزار جادوگر اُسی ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے اب جل کر شکست درست کر دیں پھر آکر سب کو گھیر کر مار لوں گا اب تو جا کر تیری کروں مدت خیال تھا کہ مسلمانوں کو گھیر دیں ایک کو زندہ نہ چھوڑ دیں مگر ایسی غفلت میں مقابلہ پڑا کہ میں برائے شکر آریا تھا اور اس جھگڑے میں بھنس گیا یہ نہ جانتا تھا کہ ساحران نامی جمشید کے شریک مسلمانان ہو گئے ہیں نئی کیفیت یہ دیکھی کہ طلسم کشا پر سحرنا شیر نہیں کرتا ایک ساحر نے کہا کہ جتنے خبر سنی ہو طلسم کشا کے پاس لوح محفوظ ہو راز داران طلسم اس لوح کو بنا کر رکھ گئے تھے وہ طلسم کشا کو ملی اب کون اُن سے لڑ سکتا ہو کلکال نے کہا کہ اس جنگ کو ہم فتح کریں گے وہ لشکر لیکر آؤں کہ گاؤ زمین بار نہ اٹھا سکے یہ کہتا ہوا کئی کوس پر آکر ٹھہرا کہا یارو خدمت خداوند میں چلو سب نے کہا کہ یہی بہت درست ہو چل کر خداوند سے فریاد کیجیے یقین ہو قدرت تقدیر کریں گے یہ صلاح کر کے کلکال نے لشکر اپنا ایک صحرا میں چھوڑا آپ خدمت جمشید ثانی میں آیا سب حال بیان کیا کہا مجکو حکم دیجیے کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کروں سب کو گرفتار کر کے لاؤں جمشید نے حکم دیا اور کہا کہ کلکال پہلے تم کو اس وجہ سے شکست ہوئی کہ ہم نے تم کو حکم نہ دیا تھا تمھاری فتح کیونکر ہوتی پر وہ حکم ہمارے جو کام کرو گے ایسا ہی ہو گا رنج اٹھاؤ گے اب جاؤ اور سامان کر لو پہلو ان بھی ساتھ ہوا چونکہ تم خود ساحر زبردست ہو ضرور غالب آؤ گے اور میں یہاں سے تقدیر کرتا ہوں کہ اب شکست نہ ہوگی یہ کہہ کر کلکال کو خلعت رخصتی دیا کلکال مرغ زرین بنا ہوا باہر آیا صحرا سے پھر ہوت میں پہونچا کہ پھر ہوت مردم در وہاں رہتا تھا کلکال نے اس سے ملاقات کی کہا امی پھر ہوت میں حکم خداوند لایا ہوں میرے ساتھ چلو طلسم کشا سے مقابلہ ہو تم بھی اپنی جرات دکھاؤ پھر ہوت نے کہا کہ میں نے

آج کل بڑی درزش کی ہوز ورون پر چڑھا ہوا ہون مدت سے سُننا تھا کہ مسلمانوں کا بلوہ ہو
 مگر اب تک حکم نہیں ملا تھا تم چلو میں بھی آتا ہوں ساٹھ ہزار فوج میرے ہمراہ ہو اگر دیو ہو تو
 اُس سے بھی مقابلہ کروں کلکال روانہ ہوا بعد اس کے جانے کے برہوت نے ساٹھ ہزار فوج
 لیکر کوچ کیا کلکال صحراے ماران میں آیا ماران اثر درشکار نلے پہلوان یہاں کا
 حاکم ہو اُس کو بھی آمادہ کیا یہاں سے رخصت ہو کر اپنے لشکر میں آیا چار لاکھ ساحر جمع کیے
 نوبت و نقارہ بجواتا ہوا چلا یہاں بادشاہ اسلام جنگ مذکور فتح کر کے اپنے لشکر میں آئے
 سب نے صلاح دی کہ اب جزیرہ عنبر پار کی طرف چلیے دوسرے دن سب لشکر تیار ہوا
 ارادہ ہو کہ برصغین کے یکایک صحرا سے گرد اُڑی کلکال جا دو چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
 بادشاہ کو جو معلوم ہوا کہ یہ شکست خوردہ سابق ہمارے مقابلے میں پھرا آیا ہی بارگاہین
 استاد کردین دوسرے دن برہوت مردم در ساٹھ ہزار فوج سے آیا اُس کے دوسرے
 دن ماران اثر درشکار بھی آکر پہونچا یہ سب خبریں بادشاہ حجازہ کو گذر رہی ہیں اب کلکال
 نے طبل جنگی بجوایا ہر کارون نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاران
 ہونے لگیں چار پہرات اسی سامان میں بسر ہوئی اب وہ وقت آیا نظم یکایک ہوا
 وان سحر کا طور، اُڑا آشیانے سے طاؤس نور، وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ، بہت
 گرمخوادر روشن نگاہ، سپہ کی علامت سپیدہ ہوا، نشان آگے آگے خط صبح کا،
 کیا دبدبہ خلق پر آشکار، کہ پہلے کیا زراغ شب کو شکار، صبح کو ہر دولشکر میدان میں آئے
 کلکال جادو سب کا افسر بنا ہوا آگے بڑھا ہوا برہوت و ماران دونوں ساتھ ہیں
 صفین جمین نقیب نقابت کر کے ہٹے کلکال نے برہوت کی طرف دیکھا برہوت نے گینڈا
 بڑھایا جھومتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے فرد گران
 ہر کر بار سر برتن است، حکیم علاجش بدست من است، میں وہ پہلوان ہوں کہ جسکے مقابلے
 میں گیا اُسکو قتل کیا افسر کلان میرے مقابلے میں آئے سعد بن قباد کو جوش جرات آیا
 گھوڑا بڑھا کر مقابلہ برہوت میں آئے برہوت نے سراپا دیکھ کر دل سے کہا کہ اگر اس
 جوان کو زیر کرونگا تو اپنا رفیق بناؤنگا یہ سوچ کر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا

برہوت نے تیغ کھینچا خبردار کہہ کے ہاتھ مارا بادشاہ نے اسکے وار کو سپر پر روکا تیغ کا مقام کو کھینچ کر سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مار دیا کہ برہوت کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر والے اسکے کانپ گئے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام بڑے جری و بہادر ہیں اُس پہلوان کو مارا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا بادشاہ جمجاہ نے پھر مبارز طلبی کی کلکال نے مارا ان اثر و رشکار کی طرف دیکھا مارا ان نے گینڈا اہنا صف سے نکالا اور کلکال سے کہا کہ برہوت دیکھنے کا پہلوان تھا مگر بڑا بوا تھا کیا جھٹ پٹ ہاتھ سے سعد شہریار کے مارا گیا اب میں جا کر سرلاتا ہوں میں کبھی کسی جنگ سے خالی نہیں پلٹا اس طرح بلبلاتا ہوا میدان میں آیا مگر جمال بمیشال بادشاہ پر جو نگاہ پڑی حیران جمال و محدودیدار ہو گیا دیکھ کر آواز دی کہ اے شہریار میری اطاعت کیجیے میں آپ کو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا کاپکی عنایت آپ زیادہ مر بانی نہ فرمائیے یہ میدان کا زرا سہی زبان تیر و کلہ عمود سے کام کر مارا ان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی ستان پر لیا دو گھڑی کا مل نیزہ بازی ہوئی بادشاہ نے ایک مقام پر نیزہ اسکا گانٹھ کر تھپڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مارا ان کے نکل گیا مارا ان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہہ کر ہاتھ مارا بادشاہ نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا آپس میں کشتی ہونے لگی دونوں لشکر بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں بادشاہ اس زور سے لڑ رہے ہیں کہ جسکا مثل نہیں جب مارا ان کو پکڑ لاتے ہیں ایسے دو چار گھسے مارے ہیں کہ مارا ان حیران ہو جاتا ہوا الجھ الجھ کے نکلتا ہوا جرأت شاہ سے دل دہلتا ہوا تین بہر کامل لڑا پھر دن رہے کہا کہ اے شہریار اب پلٹ جائیے کل پھر ہمارے آپ کے مقابل ہوگا بادشاہ نے فرمایا ہمارا بہ دستور نہیں مارا ان نے کہا کہ میں وہ پہلوان ہوں کہ جس سے لڑا اُس کو مارا اب میں نہ لڑونگا کل ایسی جنگ کروں کہ آپ کو حال کھلے کہ میں کیسا پہلوان ہوں گو آج کے دن آپ کا اقبال یاوری پر تھا کہ بچ گئے مگر اب کل اقبال مندی کا حال کھلیگا یہ مسکرا بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا مارا ان ہاتھ چھڑا کر گینڈے پر سوار ہو کر چلا بادشاہ کو کچھ جواب نہ دیا بادشاہ بھی پلٹے مگر مارا ان سامنے کلکال کے آیا کلکال نے پوچھا کہ کیوں اے مارا ان خالی کیوں پلٹے مارا ان نے کہا کہ وہ جوان تو معشوق ہی میں نے ابھی طرح اُس سے

زور بھی نہیں کیا اکثر نیچے آجاتا تھا ہر چند کہ اُس نے گھسے مارے مگر محکوم ہوتا تھا کہ شاگرد
 بدن و بارہے ہیں آج میں نے دل اُسکا بڑھا دیا کل زیر کر کے باندھ لاؤنگا میرے ہاتھ سے
 زندہ بچنا اُس کا دشوار ہو کر کلاں یہ سن کر خاموش ہو رہا مگر سمجھ گیا کہ ماراں کا جی بھڑکیا
 کہا اپنی بارگاہ میں جاؤ کل سمجھا جائیگا اے ماراں کل میں بھی سحر کرونگا زمین ہلا دوں گا جلتے
 زمین کے آسمان پر پہونچاؤنگا مگر ماراں کل کلاں سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آیا دل
 میں یہ سوچ رہا ہو کہ اب طلمس کشا سے کیا مقابلہ کرونگا اب کے مقابلہ ہوا تو ضرور زیر ہو جاؤنگا
 اس سوچ میں بیٹھا تھا کہ عیار اس کا آفتاب جہانگرد آیا اور دست بستہ عرض کی کہ
 حضور آج کیون خاموش بیٹھے ہیں میں نے سب حال جنگ و جدل دیکھا حقیقت میں آپ ہی
 کا کلیجہ تھا کہ اتنی دیر لڑا کیے آپ نے بڑا کمال کیا کہ میدان سے چلے آئے اب حضور کو کیا
 منظور ہے ماراں نے جو عیار کو بہت مہربان پایا کہا اے آفتاب کیا پوچھتا ہے ایسا رنج
 اٹھایا ہے کہ آج تک کبھی میدان سے خالی نہیں پلٹا مگر آج طلمس کشا کے مقابلے سے پلٹ آیا
 آفتاب نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں طلمس کشا کو گرفتار کر لاؤں ماراں نے کہا کہ ہاں
 اے آفتاب طلمس کشا کو جس طرح ہو گرفتار کر لاؤ وہاں پھر کوئی میرے مقابلے کے لائق نہیں
 ہو میں سب پر غالب آؤنگا آفتاب جہانگرد وعدہ کر کے ماراں سے رخصت ہوا یا ہر
 نکل کر صورت تبدیل کی لشکر طلمس کشا میں آیا ایک ایک سے پوچھتا ہے کہ طلمس کشا کس بارگاہ
 میں رہتا ہے ایک دوکاندار نے بتا دیا کہ سامنے جو بارگاہ سُرخ رنگ ہے اُس میں تشریف
 رکھتے ہیں جب آفتاب کو معلوم ہوا ایک گوشے میں آکر بیٹھا دو پہر رات گئے نقب و غی
 مہرہ نقب کا بارگاہ میں توڑا گرد میں اٹھا ہوا نقب سے نکلا قریب چھپر کھٹ کے آیا اُس شب کو
 بادشاہ نے لوح محفوظ اُتار کر سرھانے رکھ دی تھی آفتاب نے بادشاہ کو بیہوش کیا پتھارہ
 باندھ کر اُسی نقب سے لے نکلا جست و خیز کرتا ہوا چلا فیروزہ بن عمرو کہ طلالتے پر تھا ایک
 دوکان پر سو گیا تھا خواب میں دیکھا کہ بادشاہ کو ایک سبک سیاہ لیے جاتا ہے فوراً آنکھ
 کھل گئی گھبرا کر اٹھا قریب بارگاہ کے آیا نگہ بانوں سے دریافت کیا مٹا خیریت ہے فیروزہ اندر
 بارگاہ کے داخل ہوا دیکھا چھپر کھٹ خالی پڑا ہے اور ایک طرف پہلوئے بارگاہ میں مہرہ نقب کا

لگا ہو گھبرا کر نقب میں بھانڈ پڑا جب کنارے پر لشکر کے پہنچا ایک بلندی پر سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جانا ہی ہر چند فیروزہ بن عمرو دوطرا مگر چونکہ وہ عیار دور تھا نہ پایادہ عیار اپنے لشکر میں داخل ہو گیا فیروزہ سمجھ گیا کہ یہ عیار مارا ان تھا وہ ہی آقا کو لے گیا اور کوئی غیر نہیں آیا خیال میں آیا کہ جل کر لشکر میں خیر کر دوں تو پھر سمجھا جائیگا یہ سوچ کر لشکر میں آیا اور یہاں ہلڑ ہو چکا تھا میثاق کوہ گردان و بکھرین جادو و بہارا عجائب و ملکہ حسینان و سبکان زمین کن وغیرہ یہ سب شاہزادیاں پریشان کھڑی ہیں میثاق کوہ گردان ان سب سے کہہ رہا ہے کہ یار و خبر تو معلوم ہو کہ آقا کو کون لے گیا کہ یکایک آواز رنگ کی کان میں آئی سب نے دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو روتا ہوا آتا ہی میثاق نے کہا کہ امی فرزند خواجہ عمرو کوئی آقا کو لے گیا فیروزہ نے اُسی آہ و زاری میں جواب دیا یارو کیا پوچھتے ہو مجھے ذرا دیر ہو گئی اگر چند ساعت بیشتر ہو نچتا تو اُس عیار کو گرفتار کر لیتا میری تقدیر نے رسائی نہ کی میں محروم رہ گیا وہ عیار پشتارہ لیکر بارگاہ مارا ان میں داخل ہو گیا تب میں مجبور و ناچار ہو کر لیٹ آیا میثاق نے کہا کہ ہم ابھی چلتے ہیں امی فیروزہ تم اتنی خبر لاؤ کہ وہ آقا سے کس طرح پیش آیا فیروزہ نے کہا کہ میں ابھی خبر لاتا ہوں یہ کہہ کر روانہ ہوا صورت بدلتا ہوا چلا مگر آفتاب نے پشتارہ لا کر سامنے مارا ان کے ڈال دیا مارا ان پشتارہ دیکھ کر گھبرا گیا کہا کلکال کو خبر کرو ایک خدمتگار نے جا کر کلکال سے اطلاع کی کہ طلسم کشا گرفتار ہوا اے آپ چل کر قتل کیجیے یہ سن کر کلکال خوشی خوشی آیا مگر مارا ان منہ چھپا کر بیٹھا کلکال نے کہا کہ او آفتاب اس کو ہوشیار کر آفتاب نے کہا کہ امی شہنشاہ ساحرا یہ جو ان ہوشیار ہوتے ہی قیامت برپا کریگا پہلے آہنگرون کو بلوا کر اسکو مسلسل و ملوک کیجیے تب ہوشیار ہونیکا حکم دیجیے آہنگر آئے بادشاہ کو مسلسل کیا ہنکڑیاں بیڑیاں پہنائیں آفتاب جمانگرو نے بادشاہ کو ہوشیار کیا آنکھ جو بادشاہ کی کھلی خانہ زنجیر میں عل ہوا بادشاہ نے اُٹھتے ہی دیکھا کہ کلکال مقام صدر پر بیٹھا ہے مثل اہل اسلام کے صاحب سلا کی کلکال نے کہا کہ امی بادشاہ اپنے کو کس حال میں پاتے ہو بادشاہ نے فرمایا کہ جیسے شیر رمہ گو سفندان میں آتا ہے کلکال نے کہا کہ آپ کو انہی جرات کا بیڑا گھنٹہ ہی بادشاہ

نے فرمایا او نامرد عیار کی معرفت یہ کام کیا اُس پر گھمنڈ جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر کہ ماراں
 پر بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا کہ منہ چپاے ہوئے بیٹھا ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ ادنا مرد تو نے اقرار
 کیا تھا کہ کل مقابلہ کرونگا اُس کا یہ انجام ہوا کال نے کہا کہ جلا کو بلاؤ فیروزہ یہ خیال دیکھ کر
 بھاگا یہاں سرداروں نے میثاق کے ساتھ جمع ہو کر صلاح کی کہ یارو یہ تو دیکھو کہ لوح محفوظ
 گلے میں بادشاہ کے ہو کہ نہیں ملکہ حسینان نے کہا کہ لوح محفوظ اُن کے سر جانے زیر تکیہ
 موجود ہو میثاق نے لوح کو نکال کر جھولی میں رکھا اور سب سرداران لشکر کو جو معلوم ہوا
 کہ بادشاہ قیہ ہو گئے کل لشکر کو تیار کر آیا شاہزادیاں طاؤسان زمین بال پر سوار ہوئیں
 اس طرح سے سب کے سب چلے مگر میثاق پر پرواز پیدا کر کے ان سب کے آگے جاتا ہوا
 جلا دقوہ کا زنگی خنجر ہر نہ کھینچے ہوئے قریب بادشاہ آیا گردن پر کوٹے کا خط دیا آوازیں
 لگانے لگا قرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلا دچیت + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیبا
 چیت + تیغہ باڑھ دار رکھتا ہوں بازو پر قوت ایک ہاتھ میں سر کو تن سے قلم کرتا ہوں
 حکم اول ہو سمجھ بوجھ کے دیجیے کلا کال نے کہا کہ ہم کو اختیار ہے بادشاہ نے جو یہ رنگ
 دیکھا ہلاک ہلاک کر دعائیں مانگنے لگے کہ اگر کریم کار ساز وای بندہ نواز اس مشکل کو آسان کر لظہ

الغیاث امی و الی مالک ولایت الغیاث	الغیاث امی حاکم تحت حکومت الغیاث
الغیاث امی حامی وقت مصیبت الغیاث	الغیاث امی داد بخش اہل حاجت الغیاث
الغیاث امی چارہ ساز اہل علت الغیاث	المدد امی داروے درد دل ہر درد مند
ہمد ہمراہل دم وقت مصیبت الغیاث	دافع ہر محنت و غم دافع رنج و الم +
مطلع نور صفا کان عنایت الغیاث	منبع لطف و عطا و مطہر جو د و سخا +
معدن احسان و اکرام و محبت الغیاث	بندہ پرور سایہ گستر فیض بخش و دادگر
ہمد دم و مساز اندر رنج و راحت الغیاث	دستگیر بندہ بے دست و پادریکسی
اہل طاقت اہل قوت اہل قدرت الغیاث	مالک و فرمانروا و اہل حکم و اہل زور
خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث	ذوالجلال و قادر و قیوم و رحمن و رحیم

بادشاہ حجابہ مصروف دعا میں جلا دنے کلا کال سے بوجھ کر خنجر چکایا چاہا ہاتھ ماروں

میشاق نے جو آسمان سے دیکھا کہ ہمارے بادشاہ قتل ہوتے ہیں آسمان سے ہاتھ بلایا ایک
برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے کلکال نے ایک آواز پھینکا کہ سنی کہ اوکالکال تو ایسا
مغرور ہو کہ ہمارے بادشاہ کو قتل کرتا ہو منم میثاق کوہ گردان سب نے دیکھا کہ میثاق
پردہ اٹھا کر اندر آیا درگہ سالار نے چاہا کہ روکون میثاق نے ایک تماخچہ مار دیا درگہ سالار
کا سر اڑ گیا میثاق نے آتے ہی ایک گولہ مارا کہ بارگاہ میں اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے
میں شاہزادیاں آپرین سب نے بڑھ بڑھ کر سحر کیے ملکہ حسینان نے کڑا پھینک مارا ملک
بہمارا عجاز بیان نے گلدرستہ مارا کہ پھول برسے لگے ایک طرف سے گلگونہ آکر گری بحرن
نے دریائے سحر جاری کیا ہر شاہزادی نے آتے آتے اپنا سحر کیا ان سب کے سحر سے قیامت
برپا ہو گئی بارگاہ میں آگ لگ گئی میثاق کوہ گردان نے اُسی اندھیرے میں بادشاہ
کے گلے میں لوح محفوظ پہنائی بادشاہ اپنے نام کا نعرہ کر کے اُٹھے نعرہ بادشاہ حجابہ
منم شاہ شاہان فریدون چشم بہار گلستان کا دوس و جم تجلی دہ بزم اسلامیان نہال
گلستان صاحبقران نعرہ کر کے لڑنے لگے لشکر باہر اُڑا صدا گیر و دار کی بلند ہوئی تلوار
چلنے لگی ہزار ہا ایشہ گرا جملہ سردار بارگاہ میں جنگ کر رہے ہیں چاہتے ہیں لڑ بھڑ کر بادشاہ
کو نکال لیجائیں بادشاہ نے ستون بارگاہ تمام کر ایک ہتھ مارا کہ بارگاہ لہرائی مارا نے
غل مچایا کہ اوکالکال ہوشیار ہو کہ بارگاہ گرا چاہتی ہو یہ کہ کرا ہر نکلا بادشاہ بھی باہر آئے
بارگاہ گری صدا ہا سحر دیکر مرے اب باہر مغلوبہ ہو رہی ہو فیروزہ نے بادشاہ کو مرکب پہنچایا
بادشاہ مرکب پر سوار ہوئے تیغ خون آلود ہاتھ میں لیے جنگ مغلوبہ کر رہے ہیں کہ مارا
اکڑتا ہوا سامنے آیا آواز دی کہ ای بادشاہ تمھاری قضا میرے ہاتھ سے ہو بادشاہ حجابہ
یہ سن کر ہی جا پڑے خوب آپس میں تلوار چلی شاہزادیاں دیکھ رہی ہیں کہ کس دھوم سے بادشاہ
لڑ رہے ہیں مارا ان دنگ ہو جس مقام پر مارا نے ہاتھ مارا بادشاہ نے وہ ہی جواب دیا
مگر کلکال نے آگ برسائی خنجر گرا کے ہمارے اور اس سے مقابلہ پڑا ہو بہار ایسے سحر
کو کب مانتی ہو ہنس ہنس کے دفع کر رہی ہو ایک گلدرستہ اسم سحر بڑھ کر مار دیا کلکال نے
آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی دای سرور وان باغ محبوبی جو حکم کرو وہ بجا لاؤں ملکہ

کہا کہ اوی کلکال قصر ہفت رنگ میں جمشید ٹھہراے انتظار میں ہو کلکال نے کہا کہ میں ضرور جاؤنگا قدرت کی ضرورت ہو تو گناہ کہ کر بھاگا سب سردار بادشاہ کو لیکر پلٹے ماراں اثر در شکار ہاتھ سے بادشاہ کے مارا گیا لشکر کو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی تلاش ہوئی بادشاہ بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئے مگر کلکال اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہو یہاں وہ وقت ہو کہ جمشید ثانی قصر ہفت رنگ میں بیٹھا ہو یہی ذکر ہو رہا ہو کہ نہیں معلوم کلکال پر کیا گزری کہ لشکر میں ہنگامہ ہوا جمشید نے کہا کہ دریافت کرو یہ کیا آفت برپا ہو کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہو ہر ساحر و غیر ساحر دردمند ہو آخر کو گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کہ کلکال فوج پر بھڑک رہا ہو اور ہزار ہا جادوگر اس کے ہاتھ سے مارے گئے مگر سب چاہتے ہیں کہ کلکال کو گرفتار کر لیں کلکال ایسا نہیں ہو کہ ہر کس و ناکس اس پر ہاتھ ڈالے بجوش و خروش لڑ رہا ہو کئی سو افسر اس کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں اُن کے مرنے کی صدا بلند ہو چڑشید نے کئی مرتبہ پکارا کہ اوی کلکال کیون دیوانہ ہوا ہو ارے میرے پاس آ میں جانتا ہوں کہ تو اپنے ہوش میں نہیں ہو لیکن ایسا نہ ہو کہ قدرت کوئی تقدیر کر دین کہ فرشتگان جنم تجکو آکر لیجاوین اور تمہارا جنم میں لیجا کر جلا دین ہر چند جمشید ثانی لکارتا ہو مگر کلکال اس قدر مبہوت ہو کہ جواب نہیں دیتا ساحرون سے لڑے ہی جاتا ہو جس ساحر نے بڑھ کر سحر کیا کلکال اُسی کے اشارے جا پڑا خواہ تلوار چلی خواہ سحر ہوا سہر نوع کلکال اُس پر غالب آیا دریلے خون بہ رہا ہو لاشے تڑپ رہے ہیں بعض ساحر بدحواس ہو ہو کر آپس میں لڑ رہے ہیں بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا جب قتل کر چکا تو لاش دیکھ کر رویا پکار کر آواز دی کہ اوی فرزند نوجوان تجکو کئے قتل کیا یا خداوند جمشید ثانی یہ آپ نے کیا دکھایا کہ میں نے اپنے فرزند کی لاش کو دیکھا اگر قاتل سامنے ہوتا تو اسکا بھی یہی حال کرتا ایک ساحر پہلو میں کھڑا تھا اُس نے کہا کہ اب کیون رہتے ہو خود کردہ را در مان نیست اپنے ہاتھ سے اپنے فرزند کو قتل کیا اور بھرا لہ کرتے ہو مناسب یہ ہو کہ دشمن کو مارو اس ظالم نے اگر ایسا بدحواس کر دیا کہ باپ کو بیٹا اور بھائی کو بھائی نہیں سوچتا اُس ساحر نے کچھ جواب سخت دیا آپس میں تلوار چلنے لگی

کہ کلکال لڑتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہاں جمشید کھڑا تھا جمشید کو جو دربار گاہ پر دیکھا گئی
گوئے پھینکے جمشید بگھڑا کہ ایسا نہ ہو کوئی گولہ پڑ جائے سحر کر کے بلند ہوا آسمان پر اگر غرہ کیا
کہ منم جمشید ثانی اُسے حیا اب تو راہ راست پر نہ آئیگا ہر چند کہ جانتا ہوں تو اپنے ہوش
میں نہیں ہی مگر قدرت کا کہنا نہیں سننا یہ کہ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کار و سحر نکال کر پھینک دیا
کلکال کے سینے پر پڑی سینے کو توڑ کر پار گزری جب کلکال مارا گیا تب یہ ہنگامہ برپا ہوا
جب جمشید دربار میں آکر بیٹھا تو کہ ابار و قدرت کا ارادہ ہو کہ وہ بوقلمون پر چلے جائیں
ایسا نہ ہو کہ مسلمان یہاں آجائیں اسلئے کہ مسلمان بہت قریب آگئے ہیں سب نے منع کیا
اور کہا کہ بوقلمون جادوئے کئی مرتبہ لکھا کہ صاحبقران ادھر سے گذرین گے لہذا کوئی
مددگار بھیجے اس وجہ سے وہاں جانا مناسب نہیں ہے کہ وہ بوقلمون سے تو ہزار درجہ یہ
مقام بہتر ہو مناسب یہ ہے کہ پہلے اُس کو نامہ روانہ کیجیے اگر وہ رضامند ہو تو اچھا دن دیکھ کر
کوچ کیجیے جمشید خاموش بیٹھا ہوا دل تو دھڑک رہا ہے مگر زبان سے یہی کہتا ہے کہ وہ تقدیر کر دے
کہ مسلمانوں کو بھاگتے راستہ نہ ملے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکھ ابر سبز نمایاں ہوا اُس ابر میں بعد
کی گرج برق کی چمک خوشبو بھی آتی ہے چند طائر بھی زیر ابر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں جمشید
نے جو اُس ابر کو دیکھا پکار اٹھا کہ میرا قوت بازو و زینت پہلو آپہنچا اب یہ بسکا خاتمہ کریگا
اس کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچے گا ورنہ پوچھا کہ اس کا نام کیا ہے جمشید ثانی نے کہا
کہ زمر و زہر خوار اس کا نام ہو ابتدا سے خدائی سے مابدولت کی خدمت میں ہے قدرت
نے اس کو بہت کچھ تعلیم کیا ہے ابر سبز اُس کی علامت ہے حقیقت میں یہ وہ ساحر ہے کہ جنگ کر کے
حریف کو مارے دم دے کے قتل کرے اس کے ساتھ ایک عیارہ ہے وہ بلاے روزگار ہے
اگر وہ اب بھی ہو تو سب کو گرفتار کر لائیگی یہ ذکر تھا کہ وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک
جادوگر سن سے ادھیر تاج زمر و سر پر رکھے ہوئے تخت پر سوار پشت پر ہزار ہا ساحران غذا
پہلو پر تخت کے ایک مہر جین نہایت حسین و جمیل قنطورہ ہائے زربفتی سے آراستہ کمندین
بازوون پر پنج کمرین لگائے ہوئے سپر پشت پر اس کو فرسے بیٹھی ہے جمشید نے اشارہ کیا
وزرا نے اٹھ کر زمر و کا استقبال کیا زمر و نے آکر جمشید ثانی کو سجدہ کیا کہا یا خداوند

ابھیکل دشمنوں کا بڑا ہنگامہ ہو میں نے راہ میں خبر پائی کہ لوح کو آپ چھپاتے پھرتے ہیں
 نو جوان شاہزادیاں شریک طلسم کشا ہوئیں وہ بتاتے ہیں مشہور ہو کہ لکھنؤ کے حسینان کل لکھن
 بی بہار اعجاز بیان بھی شریک اہل اسلام ہو گئیں مجھ کو یہ خبریں سن کر بہت ناگوار ہوا کہ
 ان شاہزادیوں کی شامتیں آئی ہیں یہی خیال ہوا کہ اس وقت سختی میں جا کر قدرت کا
 شریک ہوں مٹا میں نے کہ لڑائی پڑی تھی قدرت نے زخم کھایا جس کا نشان ظاہر ہو چھشید
 نے کہا کہ ای خیر خواہ دولت شاہزادیوں نے تو ایسے رنج و ملال دیے کہ لوح طلسمی کو
 اب ہزیرہ عثمانیستان میں رکھا ہو اور عثمانی بادشاہ جو بڑی خیر خواہ ہو وہ کسی کو تابہ لوح
 نہ آنے دیگی کیونکہ ای زمرہ جادو و ٹھکانے بزرگ تو ہمیشہ اس طلسم میں رہے عہدہ ہائے
 جلیل پائے یہ بھی کوئی قاعدہ ہو کہ لوح طلسمی دستیاب نہ ہو اور مجھ کو کوئی قتل کر ڈالے زمرہ
 نے کہا کہ یہ سراسر خلاف ہو بدو نہ حصول لوح طلسم کشا کی مجال نہیں ہو کہ قدرت سے مقابلہ
 کر سکے اب قدرت ان مقدمات کو میری رائے پر چھوڑیں میں شاہزادیوں کو گرفتار کر کے
 حاضر خدمت کرونگا جس کو منظور ہو قتل کیجیے یا اپنی خدمت میں رکھیے جمشید نے کہا کہ ای زمرہ
 اس عیار بچی کی کچھ تعریف کرو زمرہ نے کہا کہ گلگولہ صحرانورد اس کا نام ہو دختر برق نگاہ
 اب اسکی عیاری اس زور پر ہو کہ خواجہ عمر و عاجز ہو جاوین گے جس کا ارادہ کر لگی اُسکے
 چہرہ الائیگی جمشید نے حکم دیا کہ جس قدر چاہو فوج ہمراہ لو اور کوچ کر کے مقابلہ سعد شہزاد
 میں جاؤ کل لڑ بھڑ کر بیٹ گئے ہیں اپنے نزدیک انھوں نے قدرت کو شکست دی مگر میں نے
 معرکے سے قدم نہیں ہٹایا ہزاروں دشمنوں کو قتل کیا آخر طبل باز گشت بجا دیا جمشید
 نے خلعت رستی زمرہ کو دیا زمرہ مرغ زرین بنا ہوا باہر نکلا گلگولہ صحرانورد جست
 خیز کرتی ہوئی لشکر کا انتظام اسی کے متعلق ہو نوبت و نقارے بجاتے ہوئے ساحران غدار
 تین لاکھ سوار و پیدل دریائے سحر میں غوطہ مارے ہوئے نیزے چمکاتے ہوئے نظر آئے
 اسلام کے روانہ ہوئے جمشید ثانی بڑی خوشیاں کر رہا ہو کہتا ہو یا زمرہ وہ ساحر آیا ہو کہ
 جس کا طلسم میں مثل نہیں عیار بچی وہ اُس کے ساتھ ہو کہ جو عمر و و برق کو گرفتار کر لیں مگر
 بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ لکھنؤ کے ساحر بزم پیدا ہوئے آمد ساحران غدار

نظا ہر ہوئی بادشاہ بیرون بارگاہ کل آئے جملہ افسر ہمراہ ہیں دیکھا ایک جادوگر کریمہ منظر
تخت پر سوار تین لاکھ ساحرانِ خدا پشت پر مقابلے میں آکر بیوی بچا بارگاہ استاد ہوئی لشکر
اُتر املکہ گلگونہ نے بڑھ کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ زمر د جادو اس افسر کا نام ہے اور یہ قلعہ
سبز پوشان کا حاکم ہے برائے مقابلہ آیا ہو ملکہ گلگونہ نے آکر بادشاہ سے کل حال عرض کیا
بادشاہ نے فرمایا سمجھا جائیگا کہ زمر د جادو آکر اپنی بارگاہ میں بیٹھا کہ گلگونہ جہانگیر دہانہا
عیاری سے آراستہ ہو کر شل طاؤس طناز سامنے آئی زمر د نے کہا کہ ای گلگونہ میں ابھی
طلیل جنگی نہیں بچاتا اول تمہارا کمال دیکھ لوں کہ لشکر اسلام میں جادو کسی سردار کو گرفتار
کر لاؤیے میں کہ گلگونہ روانہ ہوئی ایک ضعیفہ کی شکل بن کر لشکر اسلام میں آئی کنیز بن جائیگی
کی پھر رہی ہیں ایک کنیز کو بیوش کر کے اسکی شکل پر سب کنیزوں میں مل کر بھرنے لگی سب حال
دریافت کر لیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ میرا نام شکوہ ہے جو اور میں کنیزوں میں ملکہ گلگونہ کی داخل
ہوئی ملکہ گلگونہ ہی کے ساتھ شام کو آئی ملکہ گلگونہ نے فاصہ کھا کر آرام کیا تب اس عیار بچی سے
اُس کو بیوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگی اس طرح جلد کل گئی کہ کسی نے اسکو نہ دیکھا
لا کر زمر د کے سامنے پشتارہ رکھ دیا کہا ایک سردار کو لائی اب اسی طرح سب سرداروں کو
فرود اگر گرفتار کر لاؤ گی زمر د نے حکم دیا کہ اسکو لپکا کر قید کرو ملکہ گلگونہ تو قید ہوئی مگر عیار بچی
یعنے گلگونہ جہانگیر دہانہ اپنی ہمنام کو قید کر کے پھر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئی ایک
بڑھیا کی شکل بن کر آئی اب فکر میں میثاق کی ہوئی ایک غلام کو میثاق کے بیوش کیا اُسی کی
شکل بن کر میثاق کے ساتھ ساتھ پھر رہی ہو مگر بادشاہ جو صبح کو دربار میں آئے کنیزان
گلگونہ روتی ہوئی آئیں اور عرض کی کہ ای شہریار آج گلگونہ کو کوئی چرا لگیا بادشاہ
نے فیروزہ کو بلایا کہا کیوں ای فیروزہ خوب حفاظت کرتے ہو آج گلگونہ کو کوئی چرا لگیا
فیروزہ نے کہا کہ میں ابھی جا کر خبر لاتا ہوں یہ کہ کر فیروزہ چلا دربار میں زمر د جادو
کے آیا ہر چند دریافت کیا مگر کچھ حال نہ کھلانا چارہ ہو کے پٹ آیا گلگونہ جہانگیر دہانہ
حکم دے دیا ہو کہ خبردار کوئی میرا ذکر دربار میں نہ کرے فیروزہ پٹ کر سامنے بادشاہ کے
آیا عرض کی کہ حضور لشکر زمر د میں گیا تھا کچھ حال دریافت نہیں ہوا وہاں کچھ ذکر نہیں بادشاہ

نے فرمایا اب آئندہ کو احتیاط رہے مگر میثاق دربار میں حاضر ہو گلگوٹہ جہانگیر و شکل غلام
اپنے پر میثاق کی حاضر ہو گس رائی کر رہی ہو مگر دربار شہنشاہی کو دیکھ کر جی میں کنتی ہو
کہ جتنے ساحر چنے ہوئے تھے وہ سب ان کے شریک ہو گئے بادشاہ جس طرف دیکھتے ہیں سب
اپنی آنکھیں بھی کر لیتے ہیں ہر چند کہ وہ شاہزادیاں بسبب ادب شہنشاہی خاموش
رہیں مگر حلوہ ہوتا ہو کہ تارے چمک رہے ہیں بادشاہ ایک ایک سے بخلق و مروت
باتیں کہتے ہوئے شاہزادیاں دیکھتے ہوئے کہ جواب دیتی ہیں کہ بجا ارشاد ہوا جب رات
ہوئی تو میثاق اٹھا اور سرس کی کہ غلام کو نابت ہوتا ہو کہ بھیر کوئی افتاد ہونے
والی ہو بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مجال ہوا فیروزہ خبردار میثاق کی حفاظت کرنا انہر
کوئی افتاد نہ پڑنے پائے کہ یکا یک معلوم ہوا خواجہ عمرو و تشریف لائے ہیں بادشاہ نے
میثاق کو اشارہ کیا کہ چھوٹے دادا جان کو استقبال کر کے لاؤ میثاق باہر نکلا
خواجہ عمرو کو سلام کیا خواجہ نے جو ہمراہ میثاق غلام کو دیکھا عجب طرار و فرار پایا
جی میں کہتے ہیں کہ ظاہر میں یہ غلام خیف و ضعیف ہو مگر طراری چہرے سے ظاہر ہو کہ فیروزہ نے
اگر سلام کیا خواجہ نے فیروزہ کو گلے سے لگا یا فیروزہ نے عرض کی کہ اے قبلہ و کعبہ
عجب طرح کا معرکہ گذرا کہ کوئی گلگوٹہ شاہزادی کو چیرا لے گیا لشکر دشمن میں پتہ نہیں ملتا
حیران ہوں کہ کیا کروں خواجہ نے کہا کہ اے فرزند یہ غلام جو پشت پر میثاق کی کھڑا ہو کتر کر
جاؤ کندار کر اسے گرفتار کر لو یہ اصل میں غلام نہیں معلوم ہوتا فیروزہ نے کہا کہ قبلہ و
کعبہ جو فرامین وہ بجا ہو مگر یہ غلام تو فیروز میثاق کے ساتھ رہتا ہو بڑا معتبر ہو خواجہ
نے کہا کہ جو ہم کہتے ہیں وہ کر دیکھ ابھی حال کھل جائیگا یہ وہ غلام نہیں ہو فیروزہ نے
کہا کہ ناحق کو میثاق سے ملال ہو گا خواجہ نے کہا کہ تم کنارے ہو جاؤ ہم گرفتار کیے
لیتے ہیں کیا مجال کہ ہمارے سامنے سے نکل جائے یہ کوئی عیار مکار ہو تو ناحق دلیل کرتا ہو
جب فیروزہ نے انکار کیا تو خواجہ عمرو میثاق سے باتیں کرتے کرتے طرف غلام کے متوجہ
ہوے فرمایا ایک صراحی پانی کی تو اٹھا لا غلام پلٹا کہ پانی لینے جاؤں جیسے ہی اُس نے
نٹھ پھیر خواجہ عمرو نے حلقہ ہاسے کند مارے گلگوٹہ جہانگیر بڑی طرار و فرار ہو جیسے ہی

حلقہ ہائے کندگی میں پڑے طرارہ جبر کے حلقہ ہائے کندگی سے نکل گئی دور جا کر جو گری سر سے پڑی جو باندھے ہوئے تھی وہ بھی گری مونسے شکستیں کھل گئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ لکھنؤ ابر قریب ماہ تابان ہوا ایک نازنین حسین و جمیل حسن کی رعنائی ہو نٹھون میں سجائی سینے پر ابھار دئے کو درست کرنے لگی خواجہ نے بیقرار ہو کر پکار کے آواز دی کہ ای جان جہان دای آرام دل مشتاقان تو گل کسے گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو تیرے شعلہ حسن نے پڑیوں کو جلا دیا بڑا انتشار ہوا اُس نے جھلا کر جواب دیا کہ او مکار کیا یہودہ بکتا ہے یہ بھی تو نے ایک فقرہ بنایا کہ اپنے کو عاشق گردانتا ہو اگر گرفتار ہوگا تو فقرہ بندھا ہوا ہو کہ بسبب محبت کے گرفتار ہوا منم گلگونہ جہانگر دیہ کہ کر بھاگی خواجہ ٹھوڑی دور اُس سے آگے بڑھ کر ایک جھاڑی میں آکر چھپے حلقہ ہائے کندگی جس پوش کیے جیسے ہی گلگونہ جہانگر د اُس مقام پر پہنچی دل دھڑکا رک گئی پکار کر آواز دی کہ اوساربان زادے میں سمجھ گئی کہ تو پکڑ بیٹھا ہے عمرو نے کچھ جواب نہ دیا گلگونہ نے کئی آوازیں دے کر ایک پتھر مارا کہ خواجہ کے پالٹوں کے قریب آکر گرفتار خواجہ سمجھے کہ اس نے دیکھ لیا مگر خیال میں گذرا کہ ٹھوڑی دیر اور تامل کرو گلگونہ جہانگر دے دوسرا پتھر مار کے جست کی حلقہ کندگی میں آکر پھنسی خواجہ عمرو نے جھٹکا مارا گلگونہ گری خواجہ نے چاہا کہ جھپک کر منہ پر منہ رکھ دوں گلگونہ نہایت چست و چالاک ہو دونوں ہاتھوں سے حباب مارے کہ خواجہ کے دماغ پر پڑے خواجہ بیہوش ہو کر گرے گلگونہ نے پشتارہ باندھا لے بھاگی دربار میں زمر د کے آکر پہنچی اور سنس کر کہا کہ ای زمر د آج میں اُس شخص کو لائی کہ جس کا تمام دنیا میں شہرہ ہے اب اس کو خواہ قتل کرو خواہ قید کرو زمر د نے کہا کہ ہوشیار کرو اس سے کلام کریں دیکھیں کیا کہتا ہے گلگونہ نے خواجہ کو ہوشیار کیا جیسے ہی خواجہ کی آنکھ کھلی آواز دی کہ ہمیشہ دیکر سچان مبارک باشند زمر د نے پوچھا کہ ارے تو کون ہے عمرو نے کہا کہ گویا ہوں ملکہ ملک نا حق پکڑ لائیں گلگونہ نے قریب آکر نیچے چپکا یا عمرو نے کہا کہ یہ سر حاضر ہو گا لیجیے میں د بیقرار ہو رہا ہوں بقول شاعر فردادب ناچند ای دست ہو س قاتل کے دامن کا بد بسصل سکتا نہیں اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا گلگونہ نے کہا کہ اوساربان زادے کیا یہودہ

باتین کرتا ہو کوئی عیاری دکھا عمرو نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اگر عیاری کی ملکہ خواہاں
ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ یہ خنجر جو میری کمر میں لگا ہوا ہے اس خنجر کو لیکر میری گردن پر لگائیں
خط بھی نہ پڑے گا پھر میں اسی خنجر سے چورنگ کاٹ کر دکھا دوں گا گلگونہ نے کہا کہ او مبارک
یہ کیا گمان ہو اگر تو نے چورنگ سیکھا ہو تو میں بھی اُس سے آگاہ ہوں خواجہ عمرو نے کہا کہ کرا
سے کیا فائدہ خنجر موجود ہو لگائیے میں نے اپنا خون معاف کیا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہوں
یقین ہو روح کو راحت ہو دور دل سے درد فرقت ہو ای شہنشاہ ساحران دیکھیے آپ کے
راٹھے ہی وہ عیاری کروں کہ آپ خود تعریفیں کریں زمرہ نے کہا کہ ای گلگونہ خنجر مار دے
کہ اسکا سر اڑ جائے گلگونہ نے بڑھ کر خنجر کمر سے عمر و کی نکالا خنجر ہاتھ میں لیکر کہا کہ کیوں
خواجہ اپنے عہد پر قائم ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ میں بدل راضی ہوں خنجر لگائیے ابھی
چستی و چالاکی دکھائیے گلگونہ خنجر کھینچنے لگی دیکھا کہ خنجر نیام سے نہیں نکلتا کہا اوسا ربان زاد
اسی پر تنگ گھنڈ ہو کہ خنجر میں زنگ ہو یہ نہ کاٹے گا مگر میں کہتی ہوں کیسا ہی کند ہو گا سر تھارا
اڑا دوں گی عمرو نے کہا کہ اگر خنجر لگائیے کمال اپنا دکھائیے زیادہ باتیں نہ بنائیے گلگونہ نے
زور کر کے خنجر کھینچا نیام سے خنجر کے دھوان کھلا دماغ پر گلگونہ کے پڑا کہ چرخ کھا کر گری
خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا اور کہا کہ ای زمرہ جادو تم نے دیکھا بس اب من جاتا ہوں
یہ کہہ کر عمرو نے جست کی سرانچہ بارگاہ کافرا گیا باہر نکلتے نکلتے کسی جادو گردن کو مارا اُنکے
مرنے سے اندھیرا ہو گیا عمرو اسی اندھیرے میں نکل گیا بعد جانے عمرو کے زمرہ جادو نے
گلگونہ کو ہوشیار کیا گلگونہ نے کہا کہ وہ ساربان زادہ کہاں گیا زمرہ جادو نے کہا کہ
ساربان زادے نے عجب فقرہ دیا گلگونہ نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران بیشک عیاری
نئی تھی میں نے فقرہ کھایا فقرہ دے کر نکل گیا مگر میں پھر گرفتار کر لاؤں گی یہ کہہ کر پھر چلی گئی
میں جست و خیز کرتی ہوئی آتی تھی کہ برق فرنگی پھرتا ہوا آتا تھا دور سے دیکھ کر سلام کیا
کہا اُستانی صاحبہ آداب و تسلیات عرض ہو دیکھا اُستاد کیسے نکل گئے اب تم کو وہ عیار
سیکھائیں گے آفت کی عیارہ بنائیں گے گلگونہ نے کہا کہ جادو رہو کیوں بیہودہ بکتا ہو
وہ اُستاد تیرا کیا مسخرہ ہوا کی جو گرفتار کروں گی تو فوراً قتل کر دوں گی مجھ کو فقرہ دیکر نکل گیا

برق نے کہا کہ اُستانی اب اُستاد تم سے چکی پسو امین کے گلگو نہ نے کہا کہ اُسکی کیا مجال ہو کہ جو مجھ پر ہاتھ ڈالے برق فرنگی نے کہا کہ اُستانی میں بھی چاہتا ہوں کہ کچھ عیاری کروں ہاتھ پاؤں ہلاؤں گلگو نہ نے بڑھ کر نیچے مارا برق نے خالی دیا آپس میں نیچے چلنے لگا کہ خواجہ عمر و پھرتے ہوئے اُس طرف آئے پکار کر آواز دی کہ او برق فرنگی یہ کیا گستاخی کر رہا ہو خبردار تو ہاتھ نہ اُٹھانا ایسا نہ ہو اُن کے دل پر صدمہ پہونچے برق نے پلٹ کر کہا کہ اُستاد یہ تو بلا سے روزگار ہو میں کیونکر زندہ بچوں گا برق نے جو مجھ پھر گلگو نہ نے چھٹ کر حساب مارا کہ برق گر اچا ہا نیچے ماروں کہ سر اڑ جائے خواجہ عمر و جست کر کے بیچ میں آگے کہا ای جان جہان ہمیرا فرزند ہی نیچے نہ مارنا خواجہ سے نیچے چلنے لگا خواجہ نے پلٹ کر ایک حساب دفع دارو سے بیوشی مار دیا کہ برق ہو شیار ہوا مگر دیکھا کہ اُستاد سے نیچے چل رہا ہی برق نے سننے کھڑا ہو کر تعریفین کرنے لگا کہ اُستانی کیا کہنا گلگو نہ لفظ اُستانی سے بہت بگڑتی ہو کہ گلگو نہ بھورے کیا بیوہ بکتا ہو اور کیوں مجھ پر گالی چڑھاتا ہو برق نے کہا اُستانی میں تو تا بعد از ہون مجھ سے بہت مطلب نکلیں گے اُستاد تم کو ٹھوڑ کر چلے جاؤ میں گے تم اکیلے مکان میں گھبراؤ گی آگ وغیرہ کی خواہش ہو گی ہمیں سے مطلب نکلیگا اُستاد کی سمیان بہت ہیں ایک محل تمہارا بھی ہو گا کہ سامنے سے چند ساحر سیر کرتے ہوئے آتے تھے جادو گروں کو دیکھ کے خواجہ عمر و بھلے کے ایک طرف برق بھی بھاگا گلگو نہ نے کہا کہ ارے جادو گروں پر سحر کر دیہ دونوں میرے شکار جاتے ہیں اُن جادو گروں نے چاہا کہ عمر و پر سحر کریں عمر و توجست کر کے محل گیا مگر برق جو سامنے سے بھاگا ایک جادو گر نے گیر کدیا برق کے پاؤں میں نے تھام لیے اُس جادو گر نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کیوں بی عیاری سچی اب میں اسکو مار ڈالوں گلگو نہ نے کہا کہ صاحب اختیار ہو انھیں عیاروں کی وجہ سے طسّم میں آفت برپا ہو رہا ہے بڑے جادو گر مارے گئے اگر یہ مارے جاؤں تو غدر موقوف ہو جائے ہر چند کہ ان سب کی قضا میرے ہاتھ سے ہو مگر اب تم کو اختیار ہو سب ساحر چلے گئے وہ جادو گر برق کو کھینچتا ہوا پچلا برق منت و غوشاں کرتا ہو مگر جادو گر نہیں مانتا برق کو طرف پہاڑ کے لیے جاتا ہو ایک مقام پر برق ٹھہرا کہا اب آگے نہ جاؤ گا اُس جادو گر نے ایک سونٹا مارا کہ برق

بلاگ کیا کہا حضور میں چلتا ہوں اب نہ کو نکا برق کو ایسی چوٹ لگی کہ آنکھوں سے آنسو نہیں
 تھکتے بلکہ بلکہ کر رہا ہو کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اوجادو گر خبردار اسکو قتل نہ کرنا
 اسکی کیا خطا ہو میں نے ناز و نعم سے بالا ہو کر بد وضع ہو افسوس اس ظالم نے اپنی اوقات
 ضائع کی جب تو تم ایسے نالائقوں نے اگر ظلم سے گرفتار کیا ہو کہ دیکھنے والے کا دل پھڑکتا ہو
 جادو کرنے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ضعیفہ کو رسی صورت ہفیدہ اطمس کا پانچا مہ پہنے ہوئے بٹھیا
 ہاتھ میں روتی ہوئی آتی ہو وہ لاٹھی اٹھائی کہ جادو گر کو مار دوں جادو کرنے کہہ کہ دیکھو بڑی بی
 اگر میرے لاٹھی لگے گی تو بہت بُری طرح پیش آؤ نکا یہ تمھارا کون ہو بڑھیا نے کہا بیٹا میرا
 فرزند ہو اسی پر زندگی ہو باپ اسکا زمیندار تھا اُس کے مرتے ہی یہ آوارہ ہوا سب مال
 و اسباب دیہات وغیرہ جوئے میں ہار دیا میں اس کو ڈھونڈھتی پھرتی ہوں کھانا پکا رکھا ہر
 اس کے خیال سے میں نے بھی نہیں کھایا جب اسکو کھالونگی تب کھاؤنگی اب تو میں ضعیف ہوئی
 دوسرے شوہر نے بھی انتقال کیا اب کون صورت ہو کہ لڑکا پیدا ہو میرے دروازے پر
 چل کے دیکھو دس بیس نوجوان کھڑے ہونگے میں کسی کو منہ نہیں لگاتی ہوں میرے مشتاق
 آتے ہیں صبح ہوئی دس بار بجے آکر دروازہ کھیر لیا مجبور ہو کر کسی کو محروم نہیں کرتی لڑکے ڈھیلے
 پھینکتے ہیں نکل آتی ہوں ان سے بھی عجب منہ کھ رہتا ہوں ایسا سحر لڑکوں سے بڑی چل پھل
 رہتی ہو اچھلنے کودتے ہیں مانی امان کہہ کر لپٹ جاتے ہیں ایک دن تم بھی ہمارے محلے میں آنا
 دیکھنا کتنے لڑکے جمع رہتے ہیں میں کسی کا دل میلان نہیں کرتی گر یہ بتاؤ کہ اس کجبت سے کیا
 خطا ہوئی جو تم نے اس کو گرفتار کر لیا چھو کر امیرا بیشک ہاتھ لپک ہو اگر اسنے کچھ چرایا ہو تو
 میں اُس کا بدلہ دوں اکثر اس سے خطا ہوتی ہو اگر کسی کا مال چُرا لاتا ہو جانتا ہو کہ بڑھیا
 مان ادا کر لگی حقیقت میں میں اپنے اوپر جبر کرتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ اس کو کسی طرح
 کا رنج نہ پہنچے تم نے اس طرح پر گرفتار کیا ہو کہ اُسکے ہاتھ ٹوٹے جاتے ہیں یہ کہہ کر بڑھیا نے
 لمر سے بٹوا نکالا اُسے کھول کر کچھ روپے کچھ اشرفیاں کچھ گینے جواہرات کے نکال کر دکھائے
 کہنا لو بیٹا اس میں سے کچھ لے لو اور ہرق کو ایک لاٹھی ماری کہا کجبت اپنے ظالموں کا مال
 نہ چرایا کہ میں بدلہ دینے کو موجود ہوں تیرے کھانے بھر کو اب بھی رقم بہت ہو کیوں چوری

کرتا ہر جادو کرنے کہا کہ میں روپیہ نہ لوں گا میرا مال بچہ یا نہیں بڑی بیٹھاری باتوں سے دلو
فرحت ہوئی بڑھیا نے کہا بیٹا سانسے گاؤں ہو بڑھیا والا خلع مشہور ہے جب وہاں آؤ گے
تب بہت آرام پاؤ گے اور راضی ہو گے میں تمھارے واسطے انتظام کر رکھوں گی جادو کرنے
کہا بڑی بی بی میں ضرور آؤں گا بڑھیا نے کہا کوئی چیز ہی بطور نشانی کے لیلو وہ سانسے غار میں بہت
اسباب ہو وہ جادو گر سیرق کو ساتھ لیکر چلا ایک مقام پر بڑا سا گڑھا تھا بڑھیا نے اُس گڑھے
کو دیکھ کر بکا کر آواز دی لومیاں ساحر صاحب کل مال اس گڑھے میں رکھا ہو آؤ نکال لو کر
ایمانداری کرنا ب مال نہ لے لینا جادو گر قریب آیا بڑھیا نے کہا کہ وہ دیکھو سانسے پاندان رکھا
ہو اور ایک لگن بھی ہو اور ایک طرف ایک صندوقچہ بھی رکھا ہو جادو کرنے جھٹک کر دیکھا
کہا بڑی بی سارا غار خالی پڑا ہو کوئی شے اس میں نہیں معلوم ہوتی بڑھیا نے کہا کہ تمھیں نہ
سوچیکا آنکھوں کے آگے ناک سوچے کیا خاک ٹھوڑی ناک کٹوا ڈالو وہ دیکھو سانسے صندوقچہ
رکھا ہو جیسے ہی جادو گر جھٹکا کہ دیکھو صندوقچہ کمان ہو بڑھیا نے حلقہ ہائے کند گلے میں
ڈال دیے اور لغہ کیا لغہ کر کے ایک جھٹکا مارا کہ جادو گر گرے گرے خواجہ نے خنجر مار دیا
کہ شکم چاک تھہ پاک ہوا برق سے کہا کہ اے بھگت برق خواجہ ایک جانب چلے مگر گلگونہ
پھر بشکل خدمتگار لشکر مسلمانان میں آئی یہی فکر ہو کہ میثاق کو گرفتار کروں یا کسی طرح ملکہ
بہمارا عجز بیان کو لون تو مطلب پورا ہو میثاق خود ہو شیار ہو خدمتگار نے کہا اب
بارگاہ میں چلیے میثاق نے کہا تجلک کیا ضرورت ہو خدمتگار نے عرض کی کہ آج صبح سے حضور
نے کچھ نوش نہیں فرمایا چہرہ اُداس ہو رہا ہو میثاق نے کہا کہ مجھے ابھی خواہش نہیں ہو
خدمتگار نے کہا کہ حضور کس فکر میں ہیں مجھے ارشاد فرمائیے میں انتظام کروں میثاق نے
کہا کہ مجھے اُسی عیار بھی کا خیال ہو کہ میری فکر میں آئیگی اگر میں قید ہو گیا تو بڑی خرابی ہوگی
میرے نام کے سب ساحر دشمن ہیں خدمتگار نے کہا کہ میں حفاظت کر لوں گا آپ تشریف لیجیے
کیا مجال ہو کہ عیار بھی آسکے اس طرح باتیں کر کے میثاق کو گلگونہ بارگاہ میں لائی جام
بھر کے دیا کہا ایک جام تو نوش فرمائیے میثاق نے جام پیاتے ہی بیہوش ہوا گلگونہ نے
پشتارہ باندھا سوچی کہ کس طرف سے لیجوں آخر نقب کھود کر دوڑ جا کر نکلی پشتارہ لے کر چلی

تفتاب کار سر ہنگ جادو لازم ز مرد بھی دعویٰ کر کے نکلا ہو کہ میں میثاق کو لے آؤنگا
 اسنے دور سے جو دیکھا گلگونہ پستارہ بدوش آتی ہو لپکار کر آؤزدی کہ کیوں ملکہ گلگونہ کسے
 لائیں یہ کسکا پستارہ ہو گلگونہ جہانگرد نے خوش ہو کر کہا کہ ای سر ہنگ جادو میں بڑی
 جانکا ہی سے میثاق کو ہ گردان کو لائی ہوں سر ہنگ کو رشک ہوا کہ میرا وعدہ خلاف
 ہوتا ہوا گریہ پستارہ لے گئی تو زمر مرہ انعام دیگا یہ سوچ کر سحر کیا کہ پانوں زمین نے تھام لیے
 اور پستارہ گلگونہ کی دوش سے گرا اب گلگونہ غل مجھے لگی کہ ای سر ہنگ یہ کیا غضب کیا
 عیار بچی کو بھی فقرہ دینے لگے ارے میں انعام میں تم کو شریک کر دنگی مگر سر ہنگ نہیں اتنا
 ہو چاہتا ہو پستارہ نے لون گلگونہ کو اسی مقام پر چھوڑ جاؤن اُدھر سے خواجہ عمر و آتے تھے
 راہگیر نہ ہوئے ہین لپکار کر آؤزدی کہ او جادو گر عورت پر کیوں ظلم کرتا ہو سر ہنگ نے
 کہا کہ تو کون ہو جو دخل دیتا ہو یہ ہمارے لشکر کی عیار بچی ہو جو چاہن سو کریں خواجہ عمر و نے
 قریب آ کر ایک حباب مارا کہ سر ہنگ بیہوش ہو کر گرا خواجہ عمر و نے خنجر مار کر سر ہنگ
 کو قتل کیا گلگونہ نے مرتے ہی سر ہنگ کے رہائی پائی نیچے پڑ کے جھپٹی عمرو سے نیچے چلنے لگا
 پستارہ زمین پر پڑا ہو خواجہ عمر و نے نیچے مار تے مار تے حباب داغ بیہوشی میثاق پر
 مار دیا میثاق کو ہوش آیا اب تو گلگونہ بھاگی میثاق اُٹھا خواجہ کو دیکھ کر کہا کہ ای
 خواجہ تم نے بڑا کام کیا ورنہ مجھ کو یہ عیار بچی لے چلی تھی اگر سامنے زمر و کے پہنچتا تو وہ
 قتل کر ڈالتا میرے نام سے وہ ملعون جلتا ہو خواجہ نے کہا کہ میں اس عیار بچی کو گرفتار کر لوں
 تو پھر زمر و کی فکر کروں مگر گلگونہ جہانگرد گھبرا ئی ہوئی سامنے زمر و کے آئی زمر و سے سب
 حال بیان کیا کہ میں میثاق کو گرفتار کر لائی تھی مگر سر ہنگ نے یہ فساد برپا کیا اپنی جان
 بھی دی اور میثاق کو میرے ہاتھ سے گھویا مگر اوشنشاہ ساحران بیشک عمر و بڑا عیا
 ہو کیسا جھٹ پٹ سر ہنگ کو مار لیا دربار ساحر وں سے بھرا ہوا ہو کہ ایک خدمتگار
 نے بڑھ کر زمر و کو سلام کیا کہا حضور میں نے رات کو جمشید ثانی کو خواب میں دیکھا کہ مجھ کو
 اگر علم موسیقی تعلیم کر گئے امیدوار ہوں سماعت فرمائیے بی گلگونہ جہانگرد تم بھی سنو
 یہ کہ کر یہ اشعار عاشقانہ بتاتا کر گانے لگا نظم

<p>دم نکلتا ہو نگاہ چشم مست یار پرہ خوشنما ہو چہرہ محبوب پر زلف سیاہ کیا کروں بہت و بلند راہ الفت کا بیان رنگ شب اڑتا ہو کیسے سہ کو دیکھ کر تو جو امی عیسیٰ نفس آیا عیادت کے لیے دوست کو لیکر بغل میں رات بھر سوتا ہوں میں یار کی فرقت میں رو کر قصر تن کو ڈھاؤنگا خود غلط ناحق نہ ہوں تقلید آتش سے ہلاک</p>	<p>نشے کا ڈور بلا سے جان ہو اس تلوار پر عالم اک دکھلائی ہو کالی گھٹا گلزار پر چاہ میں اک پائون ہو اک پائون ہو دیوار پر داغ ہو ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر تند ستون کو ہوئی حسرت ترے چار پر رشتہ ہو دشمن کو میرے طالع بیدار پر پانی بھر جاؤں گا اس گھر کی ترے دیوار پر چور کب منصور بن سکتا ہو کھنچ کر دار پر</p>
--	--

اس طرح پر اس خد شکار نے یہ اشعار گائے اور تانین مارین کہ گلگونہ بہت خوش ہوئی کتنی جاتی ہو کہ بڑا سید آئے کل گیا خواجہ عمرو نے چاہا کہ رنگ ساقی گری پھیلاؤں کہا امی شہنشاہ ساحران امیدوار ہوں کہ میرے ہاتھ سے شراب پیجیے مگر گلگونہ نے جو آنکھ ملا کر دیکھا پہچان لیا کہ یہ عمرو عیاسی ہو لکارا کہ اوساربان زادے میں نے تجھ کو نگاہ سے پہچان لیا خواجہ جست کر کے بھاگے راہ میں ایک جادوگر کھڑا تھا اُس نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا خواجہ نے کہا بھائی چھوڑا ہو جادو کرنے ہاتھ چھوڑا عمرو نے اُس ساحر کی کلاہ لی اور جست کر کے بھاگے گلگونہ کے منہ سے نکل گیا کہ یار ولینا ہر چند کہ اور جادوگر دوڑے مگر خواجہ بھاگے ہوئے جاتے ہیں جنگل میں آکر ایک جھاڑی میں چھپے ایک ساحر موسوم بہ سیمین عذار خواجہ عمرو کو ڈھونڈتا ہوا جنگل میں آیا سانسے درہ کوہ کے ایک جھیل تھی اُس میں ہاتھ دھونے لگا عمرو نے لکارا کہ اوجادوگر یہ کیا کرتا ہے یہ پانی بُرا ہو ماراں سیاہ آکر پیتے ہیں ایسا نہو گل کر رہاؤ سیمین عذار نے ہکا کر کہا کہ اوساحر میں نے کیا خطا کی ہو کیسے کلمات سخت زبان سے نکالتا ہو عمرو نے کہا کہ ارے گدھے سناؤ یا کہ اس جھیل میں آکر اڑدیا پانی پیتا ہے اگر تو پیے گا تو پانی ہو کر بے جا بیگا بس یہ آبرو ہوگی کہ پناہ پانی مشکل ہوگی جادو کرنے کا کہ میرا پیاس سے بُرا حال ہو عمرو نے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں لا کر پانی پلاتا ہوں یہ کہہ کر درہ کوہ میں گھس گئے جام پانی کا بھر کے لائے بیوشی اُس میں ملا دی سیمین عذار کو وہ پانی پلا کر

بیہوش کیا جب سیمین عذرا رہیوش ہو کر اتر بخواجہ نے اُسے قتل کیا قتل کر کے سب کپڑے اُسکے اُتارنے لگے اور جادوگر جو تلاش میں عمرو کی نکلے تھے آواز سنی کہ کسی نے سیمین عذرا کو قتل کیا آواز سن کر دوڑے آکر دیکھا کہ لاشہ سیمین عذرا کا جھل میں پڑا ہوا اور ایک راہگیر کپڑے اُتار رہا ہو لنگار کہہ اور راہگیر کیا کرتا ہو اس جادوگر کو کہنے مارا عمرو نے کہا میں ادھر سے گذرا میں نے لاشہ پڑا ہوا دیکھا دل کو افسوس ہوا کہ کون اس کو مار کر ڈال گیا خیال آیا کپڑے اُسکے اُتار کر اُن کو بچ کر اسکے دفن کی تدبیر کر دین تم کیا مجھ کو قراق سمجھے ہو میں بندہ سامری ہوں ایک بندہ سامری یوں جنگل میں پڑا رہتا اور کوئی دفن نہ کرے جادوگر وں نے کہا کہ یہ ہمارے لشکر کا ساحر ہو ہم دفن کریں گے عمرو نے کہا کہ بھائیو اس سعادت میں ہم بھی شریک ہونگے مگر بھائیو کچھ کھاپی لو پھر اُس کے بعد اترتھی بناؤ یہ کہہ کر خواجہ عمرو نے شکر کی پٹریا کر سے نکالی شربت بنایا کہا بھائیو ایک ایک جام پی لو جادوگر وں نے آپس میں کہا کہ یہ بہت معقول آدمی معلوم ہوتا ہو عمرو نے ایک ایک جام سب کو پلایا شربت پیکر سب جادوگر بیہوش ہوئے عمرو نے اُن سب کو قتل کیا سب کے کپڑے اُتار لیے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ گلگونہ جہانگرد آتی ہو خواجہ عمرو گلگونہ کو دیکھ کر بھاگے گلگونہ نے عمرو کو جاتے ہوئے دیکھا جب قریب درہ کوہ آئی دیکھا کہ اٹھ نو جادوگر وں کے لاشے پڑے ہیں حیران ہو گئی کہ ان جادوگر وں کو کہنے مارا جی میں کہتی ہو کہ عمرو بلاے روزگار ہو ان جادوگر وں کو کیونکر مار گیا عمرو پر پنجہ بمشکل قابض ہو گا اتنے جادوگر وں کو ایک مرتبہ مار گیا اس سوچ میں کھڑی تھی کہ گانے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک گویے کا لڑکا مشروع کا پانچا مہینے ہوئے انگڑیاں نیو کا گلانی رنگا ہوا ٹوپی بھاری سر پر ڈھلی ہاتھ میں اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہو گلگونہ کو بہت اچھا معلوم ہوا پکار کر کہا کہ میان گویے صاحب ذرا اٹھ جائیے اپنا گانا سنائیے لڑکے نے کہا ہمارا وقت ٹھہرنے کا نہیں ہو اس وقت بھٹی پر جادوین کے وہاں دو جا رہے ہیں جادوین کے شراب پینے والے آتے ہیں نقد بھی دیتے ہیں اور شراب بھی پلاتے ہیں گلگونہ نے کہا کہ ہم روپیہ دین کے لڑکے نے کہا کہ اماں جان میں کیا بیوقوف ہوں کہ چینی کا ٹکڑا لے لوں میں پیسہ لیتا ہوں نانا جان کو ٹھہرے گھر پڑے اسکا کوٹھا

اُتر گیا اب میں گھر کا انتظام کرنا ہوں روز چھ آنے آٹھ آنے لیجاتا ہوں نانی امان کو جا کر دینا ہوں
نانی امان خود بھی دو چار آنے کی مزدوری کر لیتی ہیں وہ محلہ مشہور ہیں جو اُس طرف سے آتا ہے
نانی امان اُسے ضرور دیکھتی ہیں اشارے کرتے بلاتی ہیں فوجان لوگ دو چار پیسے دیتے
ہیں گلگو نہ سمجھی یہ تو بالکل بے وقوف ہو اپنی بُرائیاں بیان کرتا ہے تو بڑا عیاری کا کھول کر کچھ
پیسے نکالے کہا او پیسہ لو لڑکے نے خوشی خوشی پیسہ لے لیا اور یہ اشعار عاشقانہ گلانے لگا ظلم

فرقت نے تیری دل کو سنایا یہاں تملک	آیا کمال ضبط میں شکوہ زبان تملک
اسپر بھی تو نے قدر نہ کی میری واہ وا	مجھے عزیز میں نے نہ کی اپنی جان تملک
آزردہ مجھے کیا سگ دلدار بھی ہوا	آکر نہ کھائے اُسے مرے استخوان تملک
بارگاہ سر پہ چوتھا تھک کے رہ گیا	افسوس میں پہونچ نہ سکا کاروان تملک
رسوائیوں کا آجکی اس درجہ تھا خیال	دل جل گیا پہ منہ سے نہ نکلا دھوان تملک
کیا کیا تمھارے ظلم نہ دلپر سہا کیے	لائے مگر نہ حرف شکایت زبان تملک
دفتر شکایتوں کے ہیں صد ہا بھرے ہوئے	میں حال دلکا اُن کو سناؤں کہاں تملک
ہلچل میں گئے یقین ہو سب قدسیوں کے دل	نالہ پہونچ گیا جو مرا آسمان تملک
ساکل کو بے طلب کیے سطوت جہان میں دک	کیا لطف ہو سوال جو آیا زبان تملک

اُس لڑکے نے اس طور سے یہ اشعار گائے کہ گلگو نہ بہت راضی ہوئی کہتی تھی واہ میان
صاحبزادے خوب گاتے ہو لڑکے نے کہا کہ آپ نے مجھ کو پہچانا نہیں میں تان دراز خان کا
نواسہ ہوں اور تان توڑ خان کا پوتا ابھی آپ نے میرا گانا سنا نہیں اگر گاؤں اور میرا
دل لگ جائے تو طا کر آشیانوں سے نکل آؤں اور میری تعریف کریں تب آپ کو میرے گلانے
کا لطف ملے ابھی آپ نے کیا سنا گلگو نہ نے کہا ہماری بارگاہ میں چلو سامنے زمرہ جادو کے
تم کو گو آئین تم تو روپوں کو چینی کے ٹکڑے بناتے ہو ہم تم کو کیا سمجھائیں وہاں تم کو بہت کچھ ملیگا
لڑکے نے کہا کہ ہم کو کہیں جانے کی فرصت نہیں ہو اسی مقام پر چو دینا ہو وہ دیکھے گلگو نہ نے
کہا کہ اس وقت ہمارے پاس کچھ موجود نہیں ہو لڑکے نے کہا میرا بڑا نقصان تو یہ ہوا کہ
شراب نہ پی کچھ جمع نکالے کہ شراب بھٹی سے لائی جائے ہم بھی پئیں تم بھی پیو گلگو نہ نے رویہ

نکال کر دیا کہا لو صاحبزادے یہ لیجاؤ اسکی شراب لاؤ تب مطلب نکلے لڑکا رو پیہ لیکر دوڑا اور
ٹوٹی ہوئی مشک میں شراب لایا لاکر رکھ دی جام بھر کر اول گلگونہ کو دیا گلگونہ نے کہا صاحبزادے
تم بیو لڑکے کے کہا میں بدتمیز نہیں ہوں نانی امان نے سکھا دیا ہو کہ خیر دار بے ادبی نہ کرنا
ہر ایک سے ساتھ ادب کے ملنا آپ پہلے نوش فرمالیں تب میں پیونگا گلگونہ نے ہر چند کہا
کہ پہلے تم پیو لڑکے نے کہا یہ خطا مجھ سے نہ ہوگی ناچار ہو کر گلگونہ نے جام لیا پیتے ہی کلیجے میں
آگ لگ گئی کلیجے جلنے لگا کہا کیوں صاحبزادے اس شراب میں کیا تھا کہ کلیجے میں پیتے ہی آگ
لگ گئی لڑکے نے کہا کہ اے مادر مہربان مجھے خطا تو ہوئی کہ شراب میں بیوشی مل گئی مگر سعادت
کیجیے گا کہ میں آپ کا فرزند ہوں گلگونہ نے کہا کہ ارے تو کون چالاک نے اپنے نام کا فخر کیا
نعرہ چالاک سے بے عیاری من آنم چہت و چالاک پیچشم دشمن اندازم کعب خاک نہ آید
باد گرد تیز گام، خلیفہ اولم چالاک نام، گلگونہ اٹھی کہ چالاک کو گرفتار کر لوں مگر بیوشی
اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری چالاک نے چاہا کہ پشتارہ باندھوں کہ پہلو سے آواز آئی کہ
اوجو نامرگ یہ کیا حرکت بیجا کی ارے مان کے ساتھ یہ بے ادبی چالاک نے پلٹ کر دیکھا
کہ خواجہ عمر و دوڑے ہوئے آتے ہیں چالاک سیدھا ہو کر کھڑا ہوا جیسے ہی خواجہ عمر و قریب
پہنچے خواجہ کو یہ گمان بھی نہ تھا چالاک نے حباب مار دیا خواجہ بیوش ہو کر گرے چالاک
نے خواجہ کو ایک درخت سے لگا کر پٹھا دیا اور سر گلگونہ کا خواجہ کے زانو پر رکھ دیا اور
دونوں ہاتھ میں فتیلہ رفع بیوشی لیا ایک فتیلہ ناک میں خواجہ کی دیا اور ایک ناک میں
گلگونہ کی دیا خواجہ کو چھینک آئی قطرات گندیدہ منہ پر گلگونہ کے جو گیسے گلگونہ کی آنکھ
کھلی خواجہ نے سر گلگونہ کا اپنے زانو پر پایا چاہا کہ دست درازی کر دے اور گلے سے لگا لوں کہ
چالاک نے اگر سلام کیا کہا اے مادر مہربان یہ کیا غضب ہو کہ آپ جنگل میں اپنے عاشق سے
ہم آغوش میں خیمے میں تشریف لے چلیے بارگاہ ہشامی موجود ہے وہاں تشریف رکھیے یہ
صاحبقران کے عیار ہیں ان کو سب کچھ ممکن ہو گلگونہ نے ایک لات خواجہ کو ماری خواجہ
تو گرے گلگونہ اٹھ کر بھاگی خواجہ اٹھتے ہی چالاک پر خفا ہونے لگے کہ کیوں اونا لائق یہ
تو نے کیا حرکت کی بزرگوں سے کوئی ایسی حرکت کرتا ہے چالاک نے کہا کہ قبلہ و کعبہ میں نے

کیا خلافت کیا مادر مہربان کہ کہ کلام کیا ہر چند کہ گویا بن کر عیاری کی تھی مگر مادر مہربان کہتا
 تھا ایسا کم سن بنا تھا کہ مادر مہربان کہنے سے اُنھوں نے بُرائی نہیں مانا چالاک کو خواجہ نے
 ایک دو تمانچے مارے کہا جاؤ دفع ہو اب کبھی خبردار میری مدد کو نہ آنا چالاک نے سر جھکا کر
 کہا کہ اگر خبر پادین گے تو ہم سے ضبط نہ ہو سکیگا اور اگر خبر نہ ملی تو مجبوری ہو خواجہ عمر نے
 چالاک کو ایک طرف روانہ کیا اور خود تلاش میں گلگونہ کی چلے اسی فکر میں ہیں کہ اگر
 گلگونہ مل جائے تو اُس کو گرفتار کروں ایسا نہ ہو کہ کسی آفت میں پھنس جاؤں خدمتگار
 بن کر طرف لشکر زمرہ کے چلے لشکر میں آکر دیکھا کہ کل لشکر تیار ہو رہا ہو دریافت کیا تو حال
 معلوم ہوا کہ زمرہ کا یہ ارادہ ہو کہ لشکر اسلام پر شیخون ماروں خواجہ عمر وہ خبر دریافت
 کر کے بھاگے خدمت سعد شہر یار میں آئے آکر عرض کی دشمن تو آدھ کارزار میں اور
 آپ غافل بیٹھے ہیں ایسا نہ ہو کہ خدا خواستہ لشکر کو انتشار ہو بادشاہ نے فرمایا میں اُن کو
 پھر آگاہ کیے دیتا ہوں حکم دیا کہ اے بہار اعجاز بیان ایک نامہ زمرہ کے پاس بھیجا دو
 بہار اعجاز بیان نے بہت خوب کہہ کر قلم اٹھایا بادشاہ لکھوانے لگے کہ اے زمرہ جادو ہم کو
 دریافت ہوا کہ تمہارا ارادہ شیخون کا ہو اگر یہاں آؤ گے تو بڑا رنج اٹھاؤ گے کلنا مشکل
 ہوگا چار جانب سے گھر جاؤ گے مگر زمرہ جادو افسروں سے کہ چکا ہو کہ شیخون کی
 تدبیر کرو کہ یکا یک خبر پہنچی کہ ایک ساحر نامہ سعد شہر یار لیکر آیا ہے زمرہ نے بلوایا نامہ
 لیکر پڑھا جواب میں لکھا کہ مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں شیخون ماروں میدان میں لڑو گا یہ جواب بادشاہ
 کے پاس آیا اور شیرنگ جادو کار گزرا زمرہ مسلح ہو کر جو آیا تھا زمرہ نے حکم دیا کہ
 سامان شیخون غلط رہے اور طور سے لڑو نکا شیرنگ جادو مٹلتا ہوا باہر نکلا سب
 افسروں کو منع کیا کہ لشکر تیار نہ کرو مسلمانوں کو معلوم ہو گیا شیخون غفلت میں جاتے ہیں جب
 وہ آگاہ ہو گئے تو کیا ضرورت ہو شیرنگ حکم دے کر پلٹا اور قریب اُس خیمے کے پہنچا کہ جس میں
 ملکہ گلگونہ قید ہیں آواز سنی کہ ہلک ہلک کر دعائیں مانگ رہی ہیں کہ اے خالق بے نیازو
 اے رب کار سزا مجھے قید سے رہا کر مقام افسوس ہو کہ خواجہ نے ہماری رہائی کی فکر نہ کی
 در نہ اب تک رہا ہو جائے شیرنگ نے پوچھا کہ اس خیمے میں کون قید ہو لوگوں نے بیان کیا

کہ ملکہ گلگونہ مطہج سعد شہریار کی اس خیمے میں قید رہیں شہرنگ آیا دیکھا کہ خیمہ روشن ہو رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ برج آفتاب ہر ایک مہ جبین کو دیکھا کہ سر جھکائے بیٹھی ہوئی رو رہی ہے شہرنگ حال مصیبت دیکھ کر گھبرا یا کہا کیوں او مہ جبین کس عالم میں ہے اور کیوں روتی ہے گلگونہ نے اشارے سے کہا کہ اپنی مصیبت پر روتی ہوں جو منظور قضا و قدر ہے شہرنگ بیٹھ گیا کہا ای ملکہ عالم تم نے غضب کیا کہ قدرت کا اعتقاد چھوڑا اور خداے نادیدہ کو اختیار کیا نہیں ممکن ہے کہ تمہاری سفارش کر دین ورنہ زمرہ سے کچھ کہتے مگر زمرہ نہ مانیکا اُس کے مزاج میں ظلم ہے لیکن اگر مجھ کو سرفراز کیجیے تو میں کوئی تدبیر کروں گلگونہ مدت سے شریک بادشاہ ہے اکثر فیروزہ کی باتیں سُنی ہیں جی میں کہتی ہوں کہ اس کے کہنے کو مان کر دو وقت پر جو منظور خدا ہو گا وہ دیکھا جائیگا گلگونہ نے اشارے سے کہا تمہارا کیا عمدہ ہے شہرنگ نے کہا کہ افسر لشکر زمرہ ہوں مجھ کو زمرہ دجاو بہت ماننا ہے آج رات کو اگر تم کو رہا کر لوں گا یہ کہہ کر جا ہا کہ اُسے ایک خدمتگار بھی گھس آیا شہرنگ سے کہا کہ میں آج کئی دن سے تدبیر کر رہا ہوں مگر کوئی صورت رہائی کی نہیں نکلتی موقع نہیں پاتا شہرنگ نے کہا کہ تو نے کیا تدبیر کی تھی خدمتگار نے کہا کہ میں نے چاہا تھا کوئی نہ دیکھے اور سوزن ان کی زبان سے نکال دوں یہ ساحرہ زبردست ہے لڑ بھڑ کر نکل جائیگی شہرنگ نے کہا کہ تیری حقیقت کم ہے زمرہ وہ سزا دیتا کہ تجھ کو بھی معلوم ہونا کیا عجب ہے کہ تجھے قتل کر ڈالنا خدمتگار نے باتیں کہتے کرتے ایک حباب مار دیا کہ شہرنگ بیہوش ہو کر گر اگلگونہ نے اشارے سے کہا کہ او خدمتگار یہ تو نے کیا کیا خدمتگار نے کہا کہ آپ نے اپنے غلام کو نہیں پہچانا منم فیروزہ بن عمر وہ کہہ کر زبان سے گلگونہ کی سوزن نکالی کہا ای ملکہ عالم میں شہرنگ کو آپ کی شکل بنا کے قید کیے دیتا ہوں آپ غرق زمین ہو کر نکلیں گے دیکھو میان شہرنگ پر کیا گد رتی ہے گلگونہ تو غرق زمین ہو کر نکل گئی مگر زمرہ نے بیٹھ بیٹھ سوچا کہ گلگونہ کو بلواؤں اگر اطاعت کرے تو بہتر ہے ورنہ قتل کروں ایک خدمتگار سے حکم دیا کہ جا کر نگہبانوں سے کہو کہ گلگونہ کو بارگاہ میں لاؤ یہاں شہرنگ جو بیدار ہوا تو دیکھا بولا نہیں جاتا اور زبان میں سوزن ہے حیران بیٹھا تھا کہ نگہبانوں نے آکر کہا کہ بی گلگونہ چلو

تھیں شہنشاہ ساحران بلا تے ہین شیرنگ اٹھا نگہبانوں کے ساتھ بارگاہ میں آیا زمرہ
کو سلام کیا گلگونہ نقلی نے جو سلام کیا زمرہ بہت خوش ہوا کہنے لگا بتوراہ پیر پورن
یہ مسلمان کسی کو سلام نہیں کرتے ایسے مغرور ہین پکار کر کہا کہ ای گلگونہ میری اطاعت
جمشید ثانی کی مطیع ہو شیرنگ بول نہیں سکتا گلے میں گیند عیاری کا ٹھسا ہو غین غین
کر کے اشارہ کر رہا ہو کوئی اشارہ کو نہیں سمجھتا کہ زبان میں اسکے سوزن ہوا سوچے
بول نہیں سکتا ایک ساحر سے کہا کہ اسکی زبان سے سوزن نکال لو کہ جو کہنا ہو وہ کہے
میں اس کی بات سنوں گا شیرنگ کی زبان سے سوزن بھی نکالی مگر شیرنگ کلام نہیں
کرتا لوگ حیران ہین کہ زبان سے سوزن بھی نکال گئی اور گلگونہ بات نہیں کرتی کوئی کہتا
ہو مغرور ہو کوئی کہتا ہو یہ اطاعت نہ کرے گی خداوند سے بیزار ہو اسی ڈر کے مارے
کلام نہیں کرتی کہ رنگ کی آواز آئی اور گلگونہ جہانگرد آکر پہنچی اسنے جو شیرنگ
کو دیکھا کہا ای شہنشاہ ساحران یہ تو گلگونہ نہیں ہو تیور تو اسکے دیکھے اور گلے پر اتار
کرتا ہو گلے میں اسکے گیند ہو جب گیند گلے سے نکلیگا تو یہ کلام کرے گا سمعون نے گلے سے اسکے
گیند نکالا تب شیرنگ نے فریاد کی کہ میں ہوں شیرنگ جادو گلگونہ کہاں ہو زمرہ
جو یہ حال سنا گھبرا کر کہا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کیوں ای شیرنگ تم قید خانے میں کیونکر پہنچے
شیرنگ نے بیان کیا کہ میں ملک گلگونہ کو دیکھنے گیا تھا ایک خدمتگار نے آکر نہیں معلوم
کیا کر دیا کہ میں بیہوش ہو گیا پھر مجکو خبر نہیں کہ کیا معرکہ گذرا گلگونہ نے کہا کہ طریقے سے
معلوم ہوتا ہو وہ خدمتگار عیار تھا مکو بیہوش کیا اور ملک گلگونہ کو نکال لے گیا دربار میں
زمرہ کے بڑا غریب ہوا ہر ایک کا قول تھا کہ مسلمانوں کے عیار بلاے روزگار ہین کیا غضب
کی عیاری کر گیا گلگونہ نے کہا کہ یہ کوئی عیاری نہیں ہو میری کنیز ہین اس نے بہتر عیاری
کرتی ہین مجھے کل عمرو کا سر بھیجے جسپر مسلمانوں کو بڑا ناز ہو ای شہنشاہ ساحران آپ ملاحظہ
فرمائیے گا عمرو کے بارے میں لوگ کہتے ہین کہ اسکا مثل نہیں مگر میں نے خیال کیا وہ کچھ
حقیقت نہیں رکھتا دربار میں اس دن خنجر کی عیاری کر کے نکل گیا میں نے کچھ خیال نہ کیا
مگر خیراب ملاحظہ فرمائیے گایہ کہ گلگونہ اٹھی چند ساحر لشکر سے لیے اور چند کنیزوں کو

ساتھ لیک کینارے پر لشکر کے خیمہ استاد کیا کنیز دن کو چھوڑ کر چلی صرف ایک کنیز کو ساتھ لیا یہاں فیروزہ جو ملکہ گلگونہ کو لیکر آیا تو بادشاہ نے بڑی تعریف کی خواجہ کو بہت ناگوار ہوا فرمایا گلگونہ کو بڑا صدمہ ہوا ہو گا بادشاہ نے فرمایا اگر دشمن کو صدمہ پہنچا تو اچھا ہوا یہ سن کر خواجہ نے کہا کہ وہ دشمن نہیں ہے ہماری دوست ہے اور حقیقت میں جس دن خواجہ دربار میں زمرہ کے گائے گلگونہ کو بھی خیال ہوا کہ یہ میرا عاشق ہے اس پر بھی خیال میں ہوا کہ عمر کو باؤن تو قتل کر دن یہاں خواجہ بھی کہنے سے بادشاہ کے آمادہ ہوئے بانہاے عیاری لگا کر چلے صحرا میں جاتے ہیں کہ دیکھا سامنے سے ایک جوان ماہ طلعت چلا آتا ہے عمرو نے اُس سے ملاقات کی پوچھا تو کون ہے کہاں جاتا ہے اُس جوان نے کہا کہ میں تلاش میں عمرو کی نکلا ہوں عمرو نے پوچھا کہ عمرو سے تجھے کیا کام ہے اُس جوان نے کہا کہ میں گلگونہ کا زرخیر ہوں اُسکی کنیز ہے گلشن نامے اُس پر عاشق ہوا ملکہ کو خبر ہو گئی ملکہ نے مجبور کیا آج نگہبانوں کو غفلت ہوئی تو میں نکل بھاگا اگر عمرو مجھ کو ملتا تو میں گلگونہ کو گرفتار کر دیتا مگر یہ وعدہ کرالیتا کہ گلشن کنیز مجھ کو دیجیے گا عمرو نے کہا کہ میں ہی عمرو ہوں میں تجھے وعدہ بچتہ کرتا ہوں کہ گلشن کنیز کا عقد تیرے ساتھ کر دوں گا اُس جوان نے کہا کہ میرے ساتھ چلیے کینارے پر لشکر کے ایک جھیل ہے پہلو پر اُس جھیل کے ایک کنارے وہاں گلگونہ نے کئی خیمے استاد کرائے ہیں ایک خیمہ کہ ظاہر میں بہت حقیر ہے اگر دیکھنے والا دیکھے تو اپنے دل میں تصور کرے کہ اس میں کنیز بن رہتی ہو گی مگر اُسی خیمے میں ملکہ آرام کرتی ہیں پکو بچلون اور آپ اُس خیمے میں چل کر گرفتار کر لیجیے اور لے آئیے وہ ضرور مسلمان ہوگی آج اُسے اشتہار دیا ہے کہ جو مجھ کو زیر کرے میں اُس کی اطاعت کرونگی اور جو میں زیر کرونگی تو قتل کر ڈالونگی اکثر عیار اُسے قتل کیے خواجہ سے باتیں کرتا ہوا وہ جوان چلا قریب ایک جھیل کے پہنچا خواجہ نے دیکھا کہ چند خیمے استاد ہیں کنیز بن جا بجا بیٹھی ہیں جس خیمے کا وہ جوان پتہ دیتا ہے وہ سب سے کینارے ہے اور وہاں کوئی نگہبان بھی نہیں وہ جوان خواجہ کو لیکر چلا قریب خیمے کے آکر کہا کہ سرائچہ چاک کیجیے عمرو نے سرائچہ چاک کر کے دیکھا کہ ملکہ گلگونہ ہلنگ پر پڑی ہوئی سو رہی ہے جوانی کی نیند مومے مشکین چہرے پر پڑے ہوئے

دو چٹہ ڈھلکا ہوا دو حباب دریاے نور یاد و گنبد بلور کے کھلے ہوئے ہیں خواجہ عمر و نے جو معشوق کو اس حال سے دیکھا بیقرار ہو گئے جھپٹ کر اندر خیمے کے گئے بیہوشی لگا لی کہ اس کو بیہوش کر دیں مگر وہ جوان کہ خواجہ کی پشت پر کھڑا تھا اُس نے حلقہ کند کے گلے میں ڈال دیا اور جھٹکا مارا خواجہ گرے اُس نے حباب مار کر بیہوش کیا نعرہ کیا کہ منم گلگونہ جہانگرد کیوں او ساربان زادے اسی منہ پر دعویٰ عیاری وہ جوان گلگونہ تھی ایک کنیز کو اپنی شکل بنا کے بانگ پر سلا دیا تھا وہ کنیز تعریفین کرتی ہوئی اُٹھی گلگونہ نے جواب دیا کہ میں جہن چاہتی اسے گرفتار کر لیتی مگر صرف اتنا دیکھتی تھی کہ دیکھوں یہ ساربان زادہ کیا کرتا ہو دیکھا تم سب نے کہ میں نے اسے کیونکر گرفتار کر لیا سب کنیزیں تعریفین کر رہی ہیں کوئی کہتی ہو کہ آ جلد قتل کیجیے کوئی کہتی ہو زمرہ کے پاس لے چلیے مگر سہ رات بھلی باقی ہو گلگونہ نے کہا کہ اس وقت میان زمرہ دسوتے ہوئے ٹیند میں اٹھیں گے تو پریشان ہونگے سامنے کنارہ جھیل کے جویشجر ہو اس میں اسکو باندھ دو پہر بھر حفاظت کرو صبح کو دربار میں زمرہ کے اسے پہلو لگی عین دربار میں قتل کرونگی کنیزوں نے خواجہ کو شجر سے باندھ دیا گلگونہ خود کرسی بچھا کر بیٹھی کنیزیں اور ساحر نگہبانی کر رہے ہیں گلگونہ خود بیٹھی ہو عمر و کو ہوشیار کیا گلگونہ نے کہا کہ کیوں ساربان زادے اسی منہ پر دعویٰ عیاری اب کل زندہ نہ بچو گے عمر و نے کہا کہ اے ملکہ عالم مجھ کو گمان ہو کہ آپ جانتی ہیں کہ یہ میرا عاشق ہو پس عاشق کو کوئی قتل کرتا ہو ہر چند کہ میں خواہاں ہوں کہ اپنے دست مبارک سے قتل کیجیے کہ بار اُتر جائے بقول شاعر فردا دب تا چند ای دست ہو س قاتل کے دامن کا بہ سنھل سکتا نہیں اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا بہ سرجم پر بار ہو افسوس یہ ہو کہ ایک دن آغوش تمنا میں نہ آئیں کہ ہو س دل کی کل جاتی اب تڑپتا ہوا دنیا سے جاؤ گا گلگونہ نے کہا کہ کیا بیہودہ بکنا ہو پھر تو نے وہ ہی جھگڑا لگا لا کنیزیں چاؤن چاؤن کر کے قریب عمر و کے آئیں عمر و کو سناٹے لگیں کوئی کہتی ہو اس نگوڑے کی آنکھیں پھوٹے ڈالو ہماری ملکہ کو گھور رہا ہو کوئی کہتی ہو کان کاٹ لو اس موے کو اپنی عیاری پر بڑا گھنٹہ ہو کیوں خواجہ اب کیونکر رہا لی پاؤ کے خواجہ جواب دیتے ہیں کہ اگر مجھ کو جادو منظور ہو تا تو ہزار صورتیں تھیں مگر اسکو

فوز عظیم جانتا ہوں کہ معشوق نے گرفتار کیا معشوق ہی کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہوں مگر عدم
میں روح بھٹکے گی گلگونہ نے منہ پھیر لیا تیر و کمان ہاتھ میں ہو بیٹھی حفاظت کر رہی ہو کنیز بن
نیچے تھامے ہوئے حاضر باش و ناظر باش پکار رہی ہیں مگر خواجہ کو اپنی زندگی سے یاس
ہو آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے بیقراری میں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای مالک حقیقی
و امیر رب تعالیٰ اس ظالم کے نیچے سے رہا کر آج تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ ملک الموت اپنے مقام سے
چلے ہیں یہی جانتے ہیں کہ کسی صورت سے قبض روح کروں صبح کو یہ بچو دربار میں نہ مرد
کے لیجا نیکی نہ مرد و جلا د مزاج ہو فوراً قتل کا حکم دیگا افسوس یہ ہو کہ ہماری گرفتاری کی
کسی کو خبر نہیں ہوتی چالاک یا برق یا جان بخش ہمارا ہمت قرآن کیونکر پہنچ سکتا ہو دس میں
جادو گر ہیں وہ حفاظت کر رہے ہیں ای خالق تو مدد کر نظم

نجل زاب لب جان بخش سازد آپ حیوان را
زہے ماہے کہ روشن کرد نورش اوج عرفان را
زہے حاکم کہ دار و سرنگون گردون گردان را
کندر روشن مہ تابندہ و ہر درخشان را
وہ نشو و نما تازہ بہر موسم گلستان را
شہنشاہی کہ بخش تاج سلطانی غلامان را
میسائی و موسائی و ہند و مسلمان را
بیک لحظہ بہ بخشد تازہ و سعت تنگستان را

زہے جانان کہ بخش تازہ جان ہر جسم بجان را
زہے مہری کہ شد پر تو فلک از مطلع وحدت
زہے سلطان کہ ہر سرکش ہند گردن بہ فرماش
زہے دلبر کہ لمعان رخس بر اوج محبوبی
زہے گلر کہ آب و تاب رخسار پر انوارش
خداوندی کہ اقلیم خدا کی زیر فرمانش
بہر ملت بخراب سجودش ماندہ خم گردن
بیک دم ناتوانان را بخشد او توانائی

خواجہ بیقرار ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں مگر گلگونہ جہانگرد کرسی پر بیٹھی ہو کنیز بن بھی گھر
ہوئے بیٹھی ہیں سامنے چھیل ہو مگر اسدین چھلیاں تڑپ رہی ہیں پھیلیوں کی تڑپ دیکھ کر گلگونہ نے
کہا کہ اس وقت چھیل کیا کیفیت دکھا رہی ہو ارے ڈگن لاؤ کہ میں شکار کھیلوں کنیز بن جا کے
ڈگن لائیں گلگونہ نے ڈگن پھینکی کنیز بن بھی مصروف شکار ہو گئیں ہڑ ہو رہا ہو جب پھلی ڈگن
میں پھنسی ہو سب کنیز بن ہڑ کرتی ہیں کہ ملکہ حقیقت میں آپ شکار بھی خوب کھیلتی ہیں جب ڈگن
پھینکی کبھی کوئی وار خالی نہیں گیا کہ یکا یک جنگل سے شیر کے دھڑکے کی آواز آئی سب نے

دیکھا کہ ایک شیر بڑا ٹھارہ ہاتھ کا دھڑو کہ مار کر قریب جھیل کے آیا وہاں سے جست جو کرتا رہا
 جھیل کے اس پار آیا کنیزین اور ساحر بھاگے ایک کنیز کو شیر نے کپڑے کے چیر ڈالا اب تو گلگونہ
 بھی بھاگی جب سب کنارے سے جھیل کے بھاگ گئے تو وہ شیر ٹھلٹھا ہوا قریب خواجہ کے
 آیا خواجہ ہیبت سے اُس شیر کی بیہوش ہو گئے شیر نے قریب آکر ایک جنگل مارا کمند بین
 توڑ کر خواجہ کو منہ میں دبایا طرف صحرا کے بھاگا گلگونہ نے کہا کہ اب وہ شیر چیر چاڑھ کر
 کھا جائیگا کنیز دن نے کہا واری مقام افسوس ہے کہ شیر نے جنگل سے آکر یہ تھلکہ ڈال دیا
 اور عمرو کو لے گیا بقول آپ کے روح عمرو کی خوف سے نکل گئی ہوگی اب زندہ نہ بچے گا
 یہاں تو یہ چاؤں چاؤں ہو رہی ہے مگر عمرو کو جو ہوش آیا تو دیکھا کہ مین دہن مین شیر کے
 دبا ہوں مگر حیران تھے کہ کسی دانت نے شیر کے مجھ پر تاثیر نہیں کی تمام جسم محفوظ ہے اُس شیر
 نے جنگل میں لا کر خواجہ کو زمین پر ڈال دیا خواجہ حیران ہیں کہ شیر نے کیوں چھوڑا ایک
 شیر نے گھنٹا بیاں شکم سے کھول کر کھال الگ کی اندر سے مہتر قرآن نکلے خواجہ کو سلام کیا
 کہا اُستاد جب غلام نے آپ کی گرفتاری کا حال سنا تو بے قرار ہو کر دور سے دیکھ رہا تھا
 آخر سوچا کہ شیر بن کر چلوں آکر حضور کو رہا کیا خواجہ عمرو نے قرآن کو گلے سے لگا لیا
 کہا اے جان بخش عمرو تو نے بڑا کار نمایاں کیا مجھے امید نہ تھی کہ میں رہائی پاؤں گا مگر تم
 عین وقت پر پہونچے خواجہ دقرآن طرف لشکر کے روانہ ہوئے مگر گلگونہ صبح کو دوبار
 مین زمرہ کے آئی کہا اے شہنشاہ مبارک ہو کہ عمرو مارا گیا ایک شیر صحرائی عمرو کو اٹھا کر
 لے گیا سب حال گلگونہ نے بیان کیا سب سرداران زمرہ خوش ہوئے گلگونہ نے کہا
 کہ اب میں جا کر میثاق کو گرفتار کر لاؤں یہ کہہ کر بانہاے عیاری لگائے اور زمرہ جادو
 سے کہا کہ عمرو سب کو روکنا تھا سمجھا دیتا تھا اب وہ تو مرا ایک فقرے مین میثاق کو
 گرفتار کر لاؤنگی ایک ہفتے مین سب سرداروں کو بھیجے زمرہ نے کہا کہ اے گلگونہ اگر یہ
 لڑائی تیرے ہاتھ سے فتح ہوئی تو میں قدرت سے شجگو کہ کر عمدہ ہاے جلیل دلواؤنگا
 گلگونہ خوشی خوشی طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی مگر خواجہ نے میثاق سے کہا کہ
 تمھاری فکر مین گلگونہ آئیگی پھر میثاق سے خواجہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں تمھاری شکل

بن کر سو رتوں گلگو نہ ضرور گرفتار کرنے آئیگی میثاق نے کہا کہ جو مناسب جانیے وہ دیکھیے
 خواجہ نے یہ تدبیر کی کہ میثاق کی شکل بکر خیمے میں لیٹ رہے مگر گلگو نہ جو آئی عمرو کا خوف
 نہیں ہو جاتی ہو کہ عمرو مارا گیا شیر نے چیر بھاڑ کر پھینک دیا ہو گا پھرتے پھرتے قریب اس
 خیمے کے آئے خد متکاروں سے دریافت کیا کہ میثاق کہاں ہیں خد متکاروں نے کہا کہ
 اسی خیمے میں آرام فرما رہے ہیں آج دربار میں نہیں تشریف لے گئے گلگو نہ ایک گوشے
 میں آئی کہ اسے بیٹھ کر نقب گھودنے لگی ہمرہ نقب کا خیمے میں توڑا ستر نکال کر دیکھا کہ میثاق
 پڑا سو رہا جو گلگو نہ چسپٹ کر قریب آئی چاہا بیہوش کروں جھجک کر میثاق کو دیکھنے لگی جاہا
 کہ حساب ماروں عمرو نے منہ سے حساب مارا کہ گلگو نہ بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اٹھ کر پستارہ
 باندھا اور پستارہ باندھ کر باہر نکلے منظور ہوا کہ بارگاہ شاہ میں جاؤں جا کر گلگو نہ کی پیش کروں
 بیچ میں صحرا تھا اس کو طو کرتے ہوئے چلے چاہتے ہیں جنگ کو طو کر کے بارگاہ شاہ میں پہنچوں
 کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا کہ فیروزہ آتا ہو پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا اٹھ جائیے
 خواجہ عمرو ٹھہرے فیروزہ قریب آیا کہا جناب قبلہ و کعبہ کئی سیعیار بچیان لشکر اسلام
 میں جنگ کر رہی ہیں اگر آپ جاوین گے تو وہ سب آپ کو گھیر لیں گی پستارہ مجھے دیکھے میں
 جا کر درہ کوہ میں چھپا دوں اور آپ دوسری طرف سے آئیے سیار بچوں کو جنگ کر کے ہٹائیے
 اس طرح فیروزہ نے گھبرا کر کہا کہ خواجہ نے کچھ خیال نہ کیا اور پستارہ فیروزہ کو دبڑا
 پستارہ لیکر فیروزہ نقلی بھاگا عمرو نے پکار کر کہا کہ ای فرزند اس طرف کہاں جاتے ہو
 فیروزہ نقلی نے جواب دیا کہ اوسار بان زادے ہم الماس سبک رو وزیر زادی ملکہ کی
 اس الماس پر چالاک عاشق ہو جیسے ہی الماس پستارہ لیکر چلی خواجہ توجیران دیکھ
 رہے ہیں کہ دوسری طرف سے گرد اڑی چالاک پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ او شفتل کہاں
 جاتی ہو الماس پلٹ پڑی چالاک سے نیچے چلنے لگا چالاک پکارتا ہوا کہ قبلہ و کعبہ آئیے
 آپ بھی شریک ہو جائیے جب خواجہ قصد کرتے ہیں کلیجہ دھڑکتا ہوڑک جاتے ہیں کہ صبر ہے
 گرد اڑی قضاے کار زمر دجاو دواسے شکار کے نکلا تھا دوبار سے دیکھا کہ الماس کو
 چالاک سے جنگ کر رہی ہو دور سے لکارا کہ او چالاک خبردار ایسا نہ ہو الماس کی

کوئی چشم زخم آجائے تو مار ڈالو نگار زندہ نہ چھوڑو نگا چالاک نے زمرہ کو جو آتے ہوئے دیکھا
جست کر کے بھاگا زمرہ نے الماس کو ساتھ لیا اور گلگونہ کو ہوشیار کیا گلگونہ نے کہا کہ
ایر شہنشاہ مجھ کو تعجب آتا ہے کہ عمر و کیونکر زندہ ہوا عمر و کو تو شیر لے گیا تھا عمرو نے یہ شکل
میشاق مجھ کو گرفتار کیا الماس نے بڑا کارنمایاں کیا کہ مجھ کو ہا کر لائی یہ کہہ کر الماس کو
اشارہ کیا کہ جا کر میشاق کو لا آج مجھ کو معلوم ہوا کہ تو نے بھی عیاری میں کمال پیدا کیا
الماس مسک رہا کہ گرفتاری میشاق چلی جنگل میں جو اگر پہونچی ایک طرف سے رونے
کی آواز آئی الماس کے کان کھڑے ہوئے آواز کی طرف متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک نخل کے
نیچے ایک جوان حسین گرد چہرے پر پڑی ہوئی گریبان پھٹا ہوا رو رہا کہ یہ اشعار پڑھ رہا ہوں

کس شعلہ رو کے رشک سے ہو بیکر شمع
جلتا ہو تیری طرح مرا جسم زار شمع
آخر نثار ہو گئی پروانہ دار شمع +
تربت میں ہو گا میرا دل داغدار شمع
بس رات بھر ہو بزم میں تیری بہار شمع
پروانوں کو جلا رہی ہو ای نگار شمع
گل کر گئی سحر کو نسیم بہار شمع +
کچھ غم نہیں نہ ہو جو قریب مزار شمع

محفل میں جھلملاتی ہو جو بار بار شمع
کرتا ہو گرمیاں جو وہ محفل میں غیر سے
اُس شعلہ رو پہ بزم میں جل جل کے تاسحر
تاریکی لمحہ کا نہیں خوف بعد دفن
بے نور ہو گی صبح کو اتنا نہ کر غرور
سر کاٹ لے قصاص کا گلگیر سے ہو حکم
تا شیرا سکو کہتے ہیں اسد سے فہن عام
سقوط دیا ہو راہ خدا کا لحد میں سا

اور دامن کے نیچے اُس جوان کے ایک کاغذ رکھا جو اُس کو دمبدم آنکھوں سے لگانا تھا
کبھی سینے پر رکھ لیتا ہو الماس نے قریب آکر کہا کہ ای شخص تجھ پر کیا مصیبت ہو کہ اس صحرا
ہو لختیر میں آکر بیٹھا اگر کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے تو حیر بھاڑ ڈالے اُس جوان نے یہ نگاہ غور
الماس کے دیکھا اور ایک چیخ ماری چیخ مار کر آہ کی اور بیہوش ہو گیا وہ کاغذ ہاتھ سے
چھوٹ کر زمین پر گر ا الماس نے جو یہ حال دیکھا لپک کر کاغذ اٹھا لیا کہ دیکھوں اس میں کیا لکھا ہو یہ
شخص تو عجیب حال میں ہو کہ اس کا حال دیکھا نہیں جاتا مگر اُس کاغذ میں اپنی تصویر پائی
حیران ہو گئی کہ ای الماس اسے تیری تصویر کیونکر پائی مگر عاشق جان کر رحم آیا زمین پر

بیٹھ کر سر اسکا زانو پر رکھ لیا سینے پر ہاتھ رکھا تو کلیجہ اچھل رہا ہو کہ دھڑکنے کی کلیج کے آواز آرہی ہو الماس نے یہ محبت گرد چہرے کی پاک کی اُس جوان کی آنکھ کھلی الماس نے حال پوچھا کہ کیوں صاحب یہ تصویر کہاں سے پائی اور آپ کا نام نامی کیا ہو اُس نے کہا کہ میں اپنا حال کیا کہوں یہاں سے تین کوس پر قلعہ ہو وہاں کا میرا باپ حاکم ہو گیہان تاجدار نام ہو میرا نام سر فرار تاجدار ہو اتنی بڑی سلطنت میں ایک اولاد میں ہوں مجھ کو اختیار ہو جو چاہے سو کروں میرے حکم سے کوئی خلافت نہیں کر سکتا تھا ایک دن ایک سوداگر آیا اُس سے کچھ اسباب خریدا ایک صندوق بھی مول لیا ہر چند کہ تاجر نے کہا تھا کہ یہ صندوق خالی ہو مگر جب سوداگر دے کر چلا گیا تو میں نے صندوق کھولا تو یہ تصویر نکلی بس تصویر کے دیکھتے ہی مجھ پر آفت آئی کہ آب و دانہ ترک ہوا صحبت سے آدمیوں کی گھبرانے لگا ہر قوم تنہائی کا جو یا تھا ایک مہینہ کال جب یہی رنگ رہا تو باپ کو خبر ہوئی وہ تشریف لائے اے بلے کہ کر اُن کو بھی ٹالا مگر عیش و راحت ترک ہونے لگا ایک دن شب کو پڑا سو رہا تھا خواب میں دیکھا کہ صاحب تصویر سامنے کھڑی ہو اور کہہ رہی ہو کہ صحراے ریگستان میں آؤ ذرا دشت پیمائی کا مزہ چکھو آنکھ جو کھلی رات کم باقی تھی قصر سے کمند مار کر اُترا چو کی پہرے والے سب غافل تھے یہاں نکل آیا اور یہ قصد کیا کہ اپنے کو ہلاک کروں ہیوش ہو کے اس نخل کے نیچے گرا پھر صاحب تصویر کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہی ہیں ای عاشق میرے خبردار جان نہ دینا میں اسی مقام پر آؤنگی اس کلمے نے قلب کو تسکین دی آج تیسرے دن تم کو دیکھا نہیں معلوم مان باپ کا کیا حال ہو گا مادر ہریان کا قول تھا کہ ای نور نظر باہر نہ نکلو باپ چاہتے تھے کہ میرے پاس بیٹھو ذرا دما سب حاضر رہتے تھے جس روز میں پیدا ہوا چھوٹے لڑکے اُس روز شہر میں پیدا ہوئے باپ نے خوشی کے مارے اُن سب کو محل میں رکھ لیا وہ ہر وقت گھیرے رہتے تھے آج تین دن سے نہ یار سے نہ وفادار سے کوئی نہیں پوچھتا وہ لڑکے کیسے گھبراتے ہو گئے الماس حیران ہو کہ میں کہاں اور میری تصویر کہاں مگر کچھ ہو یہ شاہزادہ تیرا عاشق صادق ہو عیش و آرام چھوڑ کر چلے آنا اس دشت کی تنہائی میں جفا اٹھانا پاس بیٹھ گئی کہا او ظالم تیرے بیان سے دل بیقرار کر دیا خانہ دل کو

غم و الم سے بھر دیا ہے کیا کر دن کیونکر تجکو تسکین دون اُسے کہا کہ آپ میری تخت گاہ پر تشریف لے چلیے ٹھوڑی دور چل کر ملازم مہین گے محافہ منگاؤنگا اُس میں سوار کر کے ٹھہرنے لے چلوں گا الماس نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اب تم سے جدا نہ ہونگی مگر مالک میری آج کل مشغول جنگ عمرو ہر مین فکرمین میثاق کوہ گردان کی نکلی ہوں اُس جوان نے انجان بکر پوچھا کہ میثاق کون شخص ہو الماس نے بیان کیا کہ میثاق بڑا جا دو گری چاہتی ہوں کہ خالی نہ جائوں جو مل جائے اُسے لیجاؤں جوان نے گھبرا کر کہا کہ وہ دیکھو سامنے ایک شخص ڈبلا سا اتنا ہی الماس جیسے ہی پلٹی کہ شاید عمرو ہوگا اُس جوان نے طلعہ کند کے گلے میں بیٹھ لیا اور حجاب مار کر الماس کو بیہوش کیا اور اپنے نام کا ٹھہرہ کیا ٹھہرہ چالاک سے یہ عیاری من آنم چست و چالاک بچشم دشمن اندازم گفت خاک نہ آید باد گرد تیز گامم ۱۰ خلیفہ اولم چالاک نامم ۱۱ پشتارہ باندھ کر لے بھاگا یہاں وہ دقت ہو کہ بادشاہ دربار میں بیٹھے ہیں سب سردار جمع ہیں خواجہ بھی بیٹھے ہیں اور بادشاہ سے کہہ رہے ہیں کہ بسبب افلاک دیر ہوئی ورنہ اب تک گلگو نہ کو پکڑ لاتا بادشاہ فرما رہے ہیں کہ خواجہ تم کو کہاں تک دین تمہاری خواہش کبھی کم نہ ہوگی دن بدن بڑھتی جاتی ہو مگر میثاق کوہ گردان نے پانچ توڑے منگوا کر رکھے سامنے سب عیار حاضر ہیں خواجہ روپیہ حاصل کر رہے ہیں اور برق سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے توادھر کیوں دیکھتا ہو کیا نظر لگا نیگا ایک ایک سے کہتے ہیں آج میری ہوشیاری دیکھنا کہ کس طرح گلگو نہ کو لاتا ہوں کہ کسی کو خبر ہو وہ عیاری کروں کہ شب و دن ہو جائیں کہ زنگ کی آواز بلند ہوئی سب دیکھنے لگے کہ چالاک پشتارہ بدوش آکر بیہوش الماس کو پیش کیا بادشاہ نے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو چالاک نے ہوشیار کیا اور ہاتھ باندھ کر کہا اے ملکہ عالم شرط پوری ہوئی کس خوبصورتی سے تم کو گرفتار کیا الماس نے پایہ تخت شاہی کو بوسہ دیا کہا اے شہر یار میں اطاعت میں حاضر ہوں عمرو نے کہا میں ابھی جاتا ہوں اور اپنی معشوقہ کو لاتا ہوں خواجہ نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا الماس کی شکل بن کر تیار ہوئے طرف لشکر گلگو نہ کے چلے آفت دربار میں آگے زمرہ زجاد و تخت پر بیٹھا ہو جملہ سردار جمع ہیں گلگو نہ بھی بیٹھی ہو ہر کار

بیان کر رہے ہیں کہ الماس کو چالاک نے گرفتار کیا وہ شرکاء مسلمان ہوئی گلگونہ کہ رہی ہو کہ وہ کبھی مسلمان نہ ہوگی میرے نام کی عاشق ہو کہ الماس نقلی آکر پہنچی بادشاہ کو سلام کیا گلگونہ کے قدموں سے لپٹ گئی گلگونہ نے پوچھا ای الماس کیونکر رہائی پائی الماس نے کہا کہ اے ملکہ عالم حقیقت میں چالاک مجھ کو عجیب رنگ سے گرفتار کر کے لے گیا کہ کچھ زور نہ چلا میں نے مناسب جان کر کہہ دیا کہ میں اطاعت کرتی ہوں بھلا یہ کب ہو سکتا ہو کہ میں بدو آپ کے کسی مقام پر رہ سکوں لیکن آج عجب معرکہ ہوا کہ جب میں اُس خیمے میں پہنچی جو کہ خیمہ چالاک کا ہو سو گئی عالم خواب میں دیکھا کہ خداوند جمشید ثانی تشریف لائے اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ علم موسیقی تجھ کو عطا کرتا ہوں جو رنگ ساقی گری عمرو میں ہو وہ ہی تجھ کو بھی دیا عمرو تیرے ہی ہاتھ سے گرفتار ہو گا تو میں امیدوار ہوں کہ میرا بھی امتحان لیجیے یہ کہہ کر بایں کھینچا اور کچھ اشعار عاشقانہ گائے زمر دجا دو نے بڑی تعریفیں کیں کہا ای الماس بے شک تو منظور نظر خداوند ہوئی الماس نقلی نے کہا اب چاہتی ہوں کہ ساقی گری کو بھی لانا فرمائیے کبھی میخانے کی بجائے زمر دجا دو نے خوش ہو کر کلید میخانہ دی الماس نقلی کلید لیکر میخانے میں آئی لپکار کر آواز دی کہ صاحبو میں ساقی ہوتی ہوں کوئی آج باقی نہ رہے خادم وغیرہ دوڑے گلایاں اور قرابے اٹھا اٹھا کر لے گئے الماس نقلی پچاس ساٹھ گلاباں آراستہ کر کے محفل میں لائی گھنگر و پاٹون میں باندھے اول گت ناجی کہ تمام اہل محفل تعریفیں کرنے لگے مگر گلگونہ کا دل دھڑک رہا ہو ہر طرف دیکھ رہی ہو کہ کہیں عمرو تو نہیں کبھی خادموں کو دیکھتی ہو کہ الماس نے لا کر جام دیا گلگونہ نے بے اندیشہ انجام جام پی لیا اب عمرو نے دورہ باندھا کوئی اہل محفل نہ باقی رہا کہ جسکو شراب نہ پلائی ہو ٹھوڑی دیر میں محفل میں ہنگامہ ہونے لگا کسی نے کسی کو نوچ لیا کسی نے کسی کی پگڑی اچھال دی کوئی خود اٹھ کر ناچنے لگا گلگونہ نے جھلا کر کہا کہ ارے صاحبو کیا محفل شاہ کو باز رہنا یا ہو یہ کہہ کر اپنے مقام سے اٹھی زمر بھی اپنے مقام سے اٹھا اس کے ساتھ مصاحب بھی اٹھے جیسے ہی قدم بڑھایا لڑکھرائے کہ گلگونہ بھی گر کر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو وہ عمرو ہوں میں عیار صاحبقران ۱۰ مرے مکر سے کا پتا ہو جان ۱۰ تراشندہ

ریش کفار ہوں، زمانے کا مکار و غدار ہوں، مرا تیز رفتار ہو کر قدم، صبا ٹھوکرین کھائے
 ہر میر قدم، اڑا دوں صبا کے بھی مین ہوش کو، نہ پائے مری گرد پا پوش کو، دوندہ جہانگرد
 طرار ہوں، جہانگیر عالم کا عیار ہوں، نعرہ کر کے قصہ ہوا کہ گلگونہ کو اٹھا لون قضاے کار
 سیما بآتش قرار نائے ایک ساحر ہو کہ زمر دجا دوسے بڑی دوستی رکھتا ہی اڑتا ہوا اٹھا
 پیر آیا دیکھا اسنے کہ سب اہل دربار بیوش پڑے ہیں ایک شخص سب کو برہنہ کر رہا ہو سمجھا کہ یہ
 کوئی دشمن ہو دین سے لکار کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہو اور جھولی پر ہاتھ ڈالا گو لہ کالے لگا عمر و نے
 دیکھا کہ اگر یہ گو لہ مار دیا گا تو پائون زمین تھام لے گی ایک گو لہ فلا دی زمیل سے نکالا یہ
 کہ کر چھینکا کہ اپنے کو بچا سیما ب نے جلدی مین منہ پھیر لیا عمر و نے جو دیکھا کہ اس کا منہ پھرا
 جست کر کے سر اچھ فرائے اور گلیم اوڑھ لی گلگونہ کو نہ اٹھا سکے سیما ب نے آکر باران سحر رسیا
 سب ہوشیار ہوئے زمر دجا دوسے ہوشیار ہوتے ہی ملاقات ہوئی زمر و نے پوچھا کہ
 اے بھائی کیونکر آیکا اتفاق ہو اسیما ب نے کہا کہ مین نے بیٹھے بیٹھے خبر سنی کہ زمر دجا دو
 براے مقابلہ طلسم کشا گئے ہیں دل گھبرا یا کہ چل کر ملاقات کروں یہاں جو آیا تو یہ معرکہ دیکھا
 بیوش پڑے ہیں ایک شخص دُلا پتلا تانتیا سب کے کپڑے اتار دیا تھا مین نے لکارا تو وہ
 بھاگ گیا گلگونہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو کوئی عیار تھا مگر مجھ کو ہر تعجب ہو کہ عمر و کو شیر اٹھا کر
 لے گیا عمر و کیونکر بچا کہ جا بجا عیار باریاں کرتا پھرتا ہو ہر کارون نے عرض کی کہ اے ملکہ عالم ہننے
 یہ خبر یا کی تھی کہ وہ شیر نہ تھا موتر قرآن تھا اتنا بڑا صاحب طاقت ہو کہ جھیل کو فرا کے آیا
 کیز کو دیو بچ کر مار ڈالا اور عمر و کو لے بھاگا عمر و کو بچنے دربار مین دیکھا کہ بائین کر رہا تھا
 بادشاہ کے یہاں سے خلعت لا گلگونہ نے کہا کہ خیر اب مین سمجھ لوں گی یہ فقرہ بھی معلوم ہوا خواجہ
 جو یہاں سے بھاگے دربار مین آئے بادشاہ سے عرض کی کہ اے شہریار بڑی عیاری خالی گئی
 سب کو بیوش کر چکا تھا کہ آسمان سے ایک جادوگر آیا اسکو دیکھ کر بھاگا گوشے سے چھپا ہوا
 دیکھا کیا کہ اسنے آکر سب کو ہوشیار کیا یہ ذکر تھا کہ خبر سوچی ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہو امیدوار
 باریابی ہو خواجہ عمر و نے کہا کہ بلا کو کنیز اندر آئی بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دیا
 نامہ ہاتھ مین بادشاہ کے دیا بادشاہ نے نامہ پڑھا طرف سے گلگونہ کے بعد القاب شاہی لکھا تھا

کہ امی شہریار عروس اور مجھے معرکہ پڑا ہو چھپ چھپ کے وہ عیار یار کرتے ہیں اب تک تو انکی
کیے کچھ نہ ہو سکا سرمیں ان آکر مقابلہ کریں تو حال عیاری کھلے بادشاہ نے جو نامہ پڑھا خواجہ
رونے لگے کہا امی شہریار میں اس سے مقابلہ نہ کر سکو گا میرا سپہ ہاتھ نہ اٹھیکا مارا جاؤنگا
بادشاہ نے ہر چند فرمایا مگر خواجہ نے جواب لکھا کہ امی لکھ عالم میں رومال سے ہاتھ باندھ کر خدمت
میں حاضر ہوں چونکہ عاشق صادق ہوں سر جھکا دوں گا بسطرح چاہنا قتل کرنا یہ نامہ لکھ کر کنیز کو دیدیا
کنیز نامہ لیکر دربار زمرود میں آئی کہا امی ملکہ عالم عمر و تو بیہوش ہو رہا ہو کتا ہر میں مقابلہ نہ
کر ونگا سر جھکا دوں گا جس طرح چاہیں قتل کریں گلگوند نے کہا کہ یہ فقرہ ہر وہ بلا کا عیار ہے زمین
معلوم کیا فطرت کر لگا یہ کہ کر زمرود سے کہا کہ میں اپنا لشکر عیار بچوں کا لیکر علیحدہ ہوتی ہوں
اور طبل جنگی بجواتی ہوں آپ بھی تماشا دیکھیے گا اس طرح سرمیدان قتل کر دیں کہ ماہ بیان دریا اور
مرغان ہوا اس کے حال پر روئیں اور مجھے رحم آئے یہ کہ کراٹھی کئی سر عیار بچوں کو ساتھ لیکر
علیحدہ خیمے میں اتنی سیان مہتر قرآن کو خواجہ نے بلا کر خلعت دیا وہ رومال شالی کہ جسمیں
ہزاروں ٹھید تھے تانا اڑ گیا تھا صرف بانا باقی تھا مہتر قرآن نے رومال لیکر آنکھوں پر
رکھ لیا کہا اُستاد اس خلعت کا کیا باعث ہو جا لاک کو خلعت دیجیے وہ اُسے گرفتار کر لائے
اُسکے عقد کی تیاری ہو رہی ہو خواجہ نے کہا کہ یہ خلعت حفاظت جان کا ہو قرآن نے
کہا کہ اُستاد یہ بڑا بار آپ نے رکھا مجھے نہ اٹھیکا خواجہ عمر و نے کہا کہ سوائے تمھارے
کوئی اس لائق نہیں ہو کہ لشکر گلگوند سے صدائے طبل جنگی آئی عمر و نے سراٹھا کر پوچھا
کہ یہ کیسی آواز ہو قرآن نے کہا کہ ہر کارے آتے ہو گئے کہ ہر کاردن نے آکر عرض کی کہ
گلگوند نے طبل جنگی بجوایا ہو عمر و نے آہ کی کہا لو یار دیوانہ عمر لبریز ہوا سر رشتہ حیات منقطع
ہوایا کہ کر خواجہ رونے لگے پھر کہا میں طبل جنگی نہ بجواتا کہ اُس کو صدمہ ہو گا مگر خیر جواب میں
طبل جنگی بجوایا عیاروں نے نقارہ بجا دیا خواجہ عمر و اٹھنے لگے کہ میں ذرا بھراؤں
قرآن نے ہاتھ پکڑ کر کہا اُستاد میں آپ کو کہیں نہ جانے دوں گا ایسا نہ ہو آپ جا کر کسی بلا
میں پھنس جاؤں خواجہ نے کہا کہ کیا نئے محکو قید کیا ہو قرآن نے کہا کہ اُستاد آج شب
کو کہیں نہ جانے دوں گا اگر آپ یہاں سے نکلیں گے تو بُرائی ہو ہر چند عمر و نے قصد کیا کہ جاؤں

ماہِ قرآن نے بغیرہ اٹھایا کہ ایک بندہ آپ کو مار دوں گا ایک اپنے مار لوں گا خواجہ ناچار ہو کر بیٹھے قرآن نے کھانا اپنے سامنے کھلوا یا کہا اب پلنگ پر آرام فرمائیے خواجہ بہت روئے اور پھر کمالوہ حبو قرآن نے مجھ پر دباؤ ڈالا ہر مگر مجبور و ناچار ہوں جو کہیں گے وہ قبول کروں گا اویس قرآن ناچار ہو کر پلنگ پر لیٹا ہوں مگر افسوس تم بیٹھے رہو گے قرآن نے کہا کہ اب میں نے خواب و خواب اپنے اوپر حرام کیا ہو کہ آپ نے حفاظت جان کا خلعت مرحمت فرمایا خدا انجام بخیر کرے خواجہ بظاہر سو رہے بچھلی رات کو قرآن کو بھی نیند آگئی خواجہ نے دیکھا کہ مہتر قرآن سو گئے سوچے کہ خواجہ چلو چل کر قدموں پر اُس سرکش کے گرد اور سب حال اپنا اُس سے کہو کہ یہ سب خرابیاں مہتر قرآن کی ذات سے ہوئیں میری کیا مجال کہ آپ سے مقابلہ کروں یہ سوچ کر روٹی اپنے تئیں پلنگ کے نیچے گرا دیا تکیے اٹھا کر بیچ میں رکھے اُس پر جا رہا اڑھا دیا اور آپ سرانچہ چاک کر کے نکل بھاگے جست و خیز کرتے ہوئے جلتے ہیں ایک جنگل میں آکر پہنچے کہ کان میں رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی رورور کر رہا ہو کہ اوٹا لم خنجر مار کوڑے کیوں مارتا ہو مجھے یہ صدمہ نہیں اٹھتا خواجہ آواز کی طرف متوجہ ہوئے ایک مقام ویران پر پہنچے دور سے دیکھا کہ ایک نخل نالے میں ہو اُس میں ایک نازنین بندھی ہو اور ایک زنگی کوڑا ہاتھ میں لیے ہوئے اُس نازنین کو کوڑے مار رہا ہو عمرو نے جو اُس مہجبین کو دیکھا بے قرار ہو گیا کوڑے جو پڑے ہیں تو لباس بدن کا اڑ گیا ہو خون کے سہاگے اڑ رہے ہیں اور وہ زنگی بے درد نہیں مانتا کوڑے مارے جاتا ہو وہ نازنین ہلک ہلک کر پکارتی ہو کہ کوئی بندہ خدا ایسا ہو کہ مجھ کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچائے ورنہ جان بچا لگی یہ ظالم یوں ہی ہلاک کر ڈالے گا عمرو نے لکارا کہ اوزنگی سہ رو تجھ کو کچھ رحم نہیں آتا زنگی نے کہا کہ خبردار او شخص تو دخل نہ دینا ورنہ بہت بچتا یگانہ تیرے ہاتھ کیا آگیا مگر عمرو نے ایک پتھر مارا وہ زنگی نے خالی دیا دوسرا پتھر پھر عمرو نے کلاہ کو پھینک دیا اور پکار کر کہا کہ اوسہ رو ابکی سر اڑ جائیگا اماں نہ بایا گیا یہ کہہ کر عمرو نے پتھر مارا زنگی جست کر کے بھاگا مگر عمرو پیچھے زنگی کے نہ گیا قریب اُس نازنین کے آبا رسیاں کھولیں وہ بیہوش ہو کر گر پڑی عمرو نے پانی کا جھنڈا دیکر ہوشیار کیا اُس نازنین نے جو آنکھ کھولی عمرو کے قدموں کو بوسہ دیا اور کہا کہ اویس تو نے

بڑا احسان کیا عمرو نے پوچھا کہ یہ کون تھا اُس نازنین نے کہا کہ گھر کا غلام تھا سا شے جو کاؤ
ہو میرا باپ وہاں کا زمیندار ہو یہ ظالم مجھ پر عاشق تھا آج سوتے میں اُٹھا لا یا یہاں لا کر
کہا وصل قبول کر میں نے نہ مانا اُس نے یہ حال کیا آپ اتنا احسان کیجیے کہ مجھ کو میرے گاؤں
مک ہو بچا دیجیے عمرو نے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو میں ہو بچائے دیتا ہوں اُس نازنین نے کہا
کہ مجھے تو اُٹھا نہیں جاتا اگر احسان کیا تو پورا احسان کرو کہ اپنے کاندھے پر سوار کر لو
میں بھی اسکا بدلہ کرونگی باپ بھی میرا احسان مانیکا خواجہ عمرو ناچار ہوئے اور بھگا کر
بیٹھے وہ نازنین کاندھے پر سوار ہوئی خواجہ لیکر چلے راہ میں عمرو کو یہ معلوم ہوا کہ گلے میں
کچھ پڑا پلٹ کر کہا کہ ارے یہ میرے گلے میں کیا ہوا اُس نازنین نے جھٹکا مارا اور پکار کر کہا کہ
منم گلگونہ جہانگر خواجہ حلقہ کندہ میں پھنسے اُس نازنین نے حجاب مار کر بیہوش کیا اور
پشتارہ باندھ کر لے بھاگی مگر دل کانپ رہا ہو یہاں مترقرآن کی جو آنکھ کھلی پلنگ کو دیکھا
کہ سر خواجہ کا نہیں معلوم ہوتا مترقرآن نے چادرہ جو ہٹایا دیکھا کہ تکیے رکھے ہیں قرآن
نے منہ پیٹ لیا نگہبانوں سے پوچھا نگہبانوں نے کہا کہ دروازے سے نہیں گئے قرآن
نے دیکھا کہ سراپچہ چاک ہو مترقرآن سمجھے کہ اُستاد خود گلے بغدہ بکڑ کر اُٹھے جنت و خیر کرتے
ہوئے چلے دور سے دیکھا کہ گلگونہ پشتارہ لے جاتی ہو مترقرآن دوسرے رستے پر آئے جنت
خیر کرتے ہوئے بڑھے آگے نکل گئے اب دیکھا گلگونہ پیچھے رہ گئی ایک گوشے میں چھپ کر بیٹھے
جو انتظام منظور تھا وہ کر دیا گلگونہ چلی آتی تھی دور سے دیکھا کہ ایک سفید رومال خجل میں
پڑا ہو گلگونہ قریب آئی سمجھی کہ یہ رومال کسی راہگیر کا گرا ہو وہ رومال اُٹھایا دیکھا کہ ایک
کوٹے میں کچھ روپے بندھے ہیں اور کچھ اٹھنیاں اور چونیاں بھی ہیں ایک کوٹے میں کچھ
بھول سیلے کے بندھے ہیں سمجھی کہ کسی شوقین کا رومال ہو بھول لیکر گلگونہ سو گھنٹے لگی حبشیہ
بوداغ میں پہونچی غش کھا کر گری بیہوش ہوئی اب مترقرآن گوشے سے نکلے خواجہ کو قاعدے
سے ایک درخت کی جڑ سے لگا کر بٹھایا اور سر گلگونہ کا خواجہ کے زانو پر رکھ دیا دونوں
ہاتھوں میں فتیلہ رفع بیہوشی لیا ایک دماغ میں خواجہ کے دیا اور ایک دماغ میں گلگونہ
کے دیا خواجہ نے ہوشیار ہوتے ہی گلگونہ کو گلے سے لگا لیا مترقرآن نے آکر سلام کیا

کہا اُستانی یہ مقام اس لائق نہیں عیار گاہ میں چلیے خیمہ استاد کرا دیں گلگونہ نے جھانک کر
ایک لاث خواجہ کو ماری کہ خواجہ گرس اور آپ جیت کر کے نکلی ہتیر قرآن سے کہہ کر ادا کیلے
ہم سمجھ گئے کہ تم سب نے مل کر عمر کو بنایا ہو کار باے نمایان تم لوگ کہ یہ ہر عمر کا استاد نام
رکھا ہو اس نگوڑے کو کیا سلیف ہو آج تک کوئی عیاری مقول نہ کی کہہ کر اس کی تعریف کرتے
قرآن نے کہا کہ اُستانی جب استاد عیاری کریں گے تب تم کو معلوم ہو گا کہ عیاری کیا چیز ہو
ہم سب ان کے تعالیم کردہ ہیں گلگونہ نے کہا کہ خیر کل میدان میں سمجھا جائیگا یہ کہہ کر اپنے لشکر
کی طرف روانہ ہوئی خواجہ بھی اُسی طرف چلے گئے کہ قرآن نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور کہا اُستاد
اور پھر آپ اُدھر آپ کہاں جاتے ہیں خواجہ نے سر جھکا لیا مگر قرآن کے ساتھ طرف لشکر کے
چلے گئے پڑی دور چلے گئے کہ دیکھا چالاک و برق فرنگی آتے ہیں پوچھا خلیفہ صاحب کیا
گیزی قرآن نے سب جال بیان کیا خواجہ نے فرمایا ای برق و چالاک قرآن مجہر ظلم
کرتا ہے برق نے کہا کہ اُستاد تصور تو فرمائیے آپ ایک عورت سے اپنے کو ذلیل کرتے ہیں ہوش
میں آکر عیاری کیجیے معشوقہ کو ساتھ لیکر آرام فرمائیے عمر و نے ایک تانچہ مارا کہا اویس عیا تو
ان باتوں کو کیا جلنے تجھے کبھی عیاری نہ آئیگی قرآن نے منع کیا کہ ای برق خاموش رہو تم
لوگ اپنی جان لگائیں گے مگر اُس ظالم کے ہاتھ سے اُستاد کو بچائیں گے ای برق فرنگی
خافل نہ رہنا ورنہ بہت بچناؤ گے جرق نے کہا خلیفہ صاحب تمہارے سامنے کسکی مجال ہے
کہ عیاری کر کے زبردستی کی عیاری کرتے ہو قرآن خواجہ کو لیے ہوئے بارگاہ میں آئے عیار و
کو دیکھا کہ تیاری کر رہے ہیں کوئی نقب کھودتا ہو کوئی بیہوشی پھیلاتا ہو خواجہ نے کہا کہ
صاحبو یہ کیا جھگڑے کر رہے ہو میرے تو ہوش و حواس درست نہیں ہیں مگر یہ خبر جو گلگونہ
نے سنی کہنا صحیح کو دیکھو کیا قیامت ہے پاکر فرنگی اسکی عیاری بچیان بھی جستجو کر رہی ہیں چار پر رشتہ
اسی فکر کو شش میں گذری اب وہ وقت آیا کہ ظلم

سحر جہان دلخ شب پروانہ پروانہ داشت	خروس و بچم آواز ہر داشت
عبداللہ لکھن و لکھن برو کشیدند	لحاف غنچہ اندر و در کشیدند
سمن از آب شبنم دوے خود شہیت	بنفشہ جعد غیر بونے خود شہیت

علم آفتاب نکلا جب وہ	دیگر	فوج انجم ہوئی گریز ان سب
شہ خاور سپہ گرد ہوا		رواق تخت لا جو رہا
ہوا میدان چرخ سے اک بار		مہ انجم سپاہ زد یہ سہارا

بیراعظم بھند شوکت و حشم برآمد ہوا شعاعیں پھیلنے لگیں ہر طرف یہ صدا تھی کہ ہو گئی ہو گئی ہو گئی روشنی نے آفتاب کی تمام عالم کو منور و روشن کیا ملکہ گلگونہ لباس زرین پہنکر دیکھ کر
جواہرین غوطہ زن جوڑا ترچھا بندھا ہوا تخت پر سوار کیزین چار جانب سے گھیرے ہوئے
اس شوکت و شان سے میدان میں آکر پہونچی ادھر سے خواجہ تخت پر سوار قرانی نامدار
ساتھ پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے برق و چالاک راست و چپ ساتھ ہیں و دیگر شاگرد
جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہیں ایک طرف زمرہ جادو بالشرک ساحران میدان میں آکر
پہونچا ایک طرف سے بادشاہ حجامہ مع سرداران ثانی و پہلو انان گرامی میدان میں آکر
پہونچے صفین جنبے لگین نقیبوں نے نقابت کی کرکیتوں نے کرکاکہا اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ

ہمنہ دیکھا تو اس رخ میں اوائلی نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہوا نسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر	یعنی وہ کتنا تھا یہ دست تھی دکھلا کر

زاد رہا بیچ ندریم چہ تدبیر کنیم	سفر دور دراز ست و ما بنجیر کنیم
---------------------------------	---------------------------------

نقیبوں نے جو یہ اشعار پڑھے گلگونہ خیمہ لیکر تخت سے کودی جست و خیز کر کے میدان میں آئی
مگر دیکھ رہی ہو کہ خواجہ بھی تخت پر سوار ہیں لیکن نقاب چہرے پر ڈالے ہیں حیران ہو گئی کہ اگر
گلگونہ یہ کیا مگر کہ ہو کہ نقاب چہرے پر ڈالی ہو اس میں بھی کچھ مطلب ہو مگر گلگونہ نے میدان
میں آکر جست و خیز کر کے آواز دی کہ اوسا رہا ن زادے کیا مقابلے میں نہ آئی گاہ تو تے
برقع بھائی کیسا منہ پر ڈالا ہو خواجہ غرو نے تخت رکھوایا اور گلگونہ کی طرف چلے گئے
یا خیر پاس نہیں ہی بالکل شہتے ہیں گلگونہ نے جو عمر کو آتے ہوئے دیکھا سر سے گوبھن کھولا
کل گوبھن میں پھر دیا اور عمرو کی طرف پھینکا خواجہ نے دیکھا کہ پھر طرف سر کے اتنا ہر بیٹھ گئے
پھر نکل گیا گلگونہ نے دوسرا پھر نیچا مارا عمرو نے جست کی کہ پھر یا توں کے بچے سے نکل گیا

سات تہر گلگونہ نے عمر و پر بارے مگر عمر و نے تہر خالی دیے جب کوئی تہر عمر و نے نہ کھایا تو گلگونہ
 کمندین لیا کہ جیبتی عمر و پر کمندین مارنے لگی جب عمر و پر کمندین مارتی ہو عمر و جست کر کے خالی
 دیتے ہیں کبھی حلقوں میں سے سبک ہو کر نکل جاتے ہیں آخر گلگونہ نے دیکھا کہ عمر و کمندین میں
 بھی نہ پھنسا تب ناچار ہو کر نیچے کھینچا عمر و نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای ملکہ عالم ایک عرض میری
 قبول کیجیے سر میں نذر کرتا ہوں گلگونہ نے کہا کہ او عاشق فاسق بیان کر کہ کیا چاہتا ہو عمر و
 کہا کہ میں چاہتا ہوں ہاتھ گلے میں ڈالوں تم نیچے مارو سر کٹ کر قدموں پر گرے میری آرزو
 حصول ہو جائے گلگونہ نے کہا کہ اونگوڑے مکار یہ آرزو تیری کبھی پوری نہ ہوگی ای عمر و
 تو نے وہ وہ کمریے ساتھ کیے کہ میں نے آج تک یہ جھگڑے نہ دیکھے تھے مگر یہ بتاؤ کہ کہاں
 جھکو گرفتار کیا تھا را شاگرد جو کالیا ہوئے ہر مقام پر آکر مدد کی اپنی عیاری دکھائی لیکن
 تم سے کچھ نہوا اب نیچے جھٹائے کے ساتھ گلگونہ سے جل رہا ہی مگر خواجہ خالی دے رہے ہیں
 اپنے کو بچاتے ہیں اور یہی کہہ جاتے ہیں کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میں ہر
 برائے نذر لایا ہوں اس کو قبول فرمائیے مگر آرزوے دل نکال دیجیے اپنے قریب آنے دیجیے
 میں دونوں ہاتھ حائل گردن کروں میری آرزو نکل جائے بعد مرنے کے روح نہ تڑپے ای
 جان جہان وای سردار معشوقان تم عاشق کے دل کے حال سے آگاہ نہیں ہو یہ راتیں بھر کی
 تڑپ تڑپ کر گئی ہیں وہ سیاہی ہوتی ہو کہ دل کو یقین ہوتا ہو کہ بخت سیاہ کا سامنا ہو یا سیدھی
 بات ہو کہ نشان پر وہ طلعات ہو گلگونہ ان باتوں کو سن کر ہنس ہنس کر جواب دیتی ہو کہ او
 سا رہاں زادے کیوں باتیں بناتا ہو اب تیری زندگی کا چراغ گل ہوتا ہو آج ضرور قتل
 کرونگی تیرے قتل سے منہ نہ موڑو نگے یہ کہ کہ نہ نیچے کر کو بنا کر سر پر مارا کہ پیلہ سر پر خواجہ کے بڑا
 اوچھا سا زخم آیا خواجہ نے کہا ابکی نیچے ایسا لگائیے کہ سرتن سے اڑ جائے مگر قدموں پر سر گرے
 کہ آرزوے قدمبوسی حاصل ہو جائے کوئی حوصلہ دل میں نہ رہے گلگونہ نے نیچے چپکا کر کہا کہ ابکی
 ایسا ہاتھ مارو کہ رشتہ حیات قطع ہو خواجہ نے گھبرا کر کہا کہ دیکھو صاحب ایسا نہ کرنا مجھ کو زندگی
 بہت عزیز ہو ابھی میں نے دنیا کا کیا دیکھا مگر گلگونہ نے نیچے چپکا کر قصد کیا کہ ہاتھ بارون خواجہ کو
 سے بھاگے گلگونہ پیچھے چلی بھاگتا خواجہ کا چالاک وغیرہ کونا گوار گزار کتے ہیں بڑے غضب کی

بات ہو کہ خواجہ سامنے سے بھاگے جلتے ہیں قرآن نے کہا کہ اے چالاک یہ مقدمہ عیاری ہو اس میں
تقصین کیا دخل ہو دیکھو ٹھوڑی دیر میں کیا ہوتا ہو نہیں معلوم استاد کیا سوچے ہیں جانتا ہوں کہ
یہ پھر بھی خالی از لطف نہیں ہو اور کیوں بھاگے جاتے ہیں یا روتا شاد دیکھو کچھ زبان سے نہ کہو
مگر خواجہ بھاگتے بھاگتے ایک نخل کے نیچے پہونچے زیر نخل ایک غارتھا کہ اس میں اپنے تئیں
گرا دیا گلگونہ جھک کر دیکھنے لگے دل سے باتیں کر رہی ہو کہ اس غار میں کیا ہو مگر اس غار
میں خواجہ نے نقب لگائی تھی دوسری جانب سے نخل کر پشت پر گلگونہ کی آگے کنیزوں نے
غل مچایا کہ اے ملکائے عالم اپنے کو بجائیے عمرو پشت پر آپہونچا گلگونہ آواز کنیزوں کی سنکر بڑی تھی کہ
عمرو نے حلقہ ہائے کندار سے حجاب مار کر بیہوش کیا اور اپنے نام کا لغزہ کیا لغزہ خواجہ سے
کران استاد عیاران عالم بہ سراپا دانش و عقل مجسم بہ باغ دین ز مکرش آبیاری بہ جہان ستر
درخیز گزاری بہ ہر کشور بلاے جان کفار بہ عمرو آن شاہ عیاران عیار بہ کنیزوں نے جو دیکھا
کہ ہماری مالک کو لیے جاتا ہو دوسری عیار بچیان نیچے کھینچ کر آپرین ادھر سے عیاران اسلام
پہونچے چالاک و برق و قرآن مع شاگردوں کے آپرے عیار بچپون کی کیا حقیقت تھی کہ
وہ ان لوگوں سے لڑ سکتین جو جسکے قریب پہونچا حباب مارا اور بیہوش کیا بھاگا گزرنچہ
جل رہا ہو آخر عیار بچپون نے شکست کھائی خواجہ عمرو گلگونہ کو لیے ہوے سامنے بادشاہ
کے آگے کھڑا ہو شہر یار انعام لائے بادشاہ نے فرمایا خواجہ آج تمہارا عقد ہو گا تو ہم لوگوں
کو کچھ شیرینی وغیرہ کھلاؤ خواجہ نے عرض کی کہ حضور بخوبی جانتے ہیں کہ مجھے افلاس گھیر رہا
جو آپ پرورش فرمائیں گے تو مطلب نکلیگا اور اگر بات نہ کھینچیں گے تو کوئی مطاب نہ نکلیگا میں
بڑی جانپازی کی کہ اس کو گرفتار کر لایا بادشاہ نے فرمایا کہ آپ نے اپنے اوپر احسان کیا
ہم پر کیا احسان جو آپ ہی کے قتل کی دیر تھی دعوی عیاری کرتی تھی مگر آپ نے کچھ خیال
نہ فرمایا آخر اس کو گرفتار کیا بادشاہ خواجہ کو ساتھ لیکر فتح و فیروز پلٹے مگر نہ مرد جادو
بہت جھلایا کہتا ہوا پلٹا کہ میں نے بڑی بیوقوفی کی کہ گلگونہ کے بھروسے پر رہا اگر عرصے
لڑتا تو اب تک آدھے لشکر کو قتل کر چکا ہوتا مگر اب تامل نہ کرو نکا ایک دن کے بحر میں زمین
ہلاؤ نگاہ دو مید ان داریوں میں سارے لشکر کا خاتمہ ہو سا حرا آپس میں کہہ رہے ہیں کہ

گھمنڈ ان کا بیجا ہوا بادشاہ اسلام پر سحر تاثر نہیں کرتا ایسا ہی ساحر ہو کہ اول لوح محفوظ
 لے بعد اس کے ان کو گرفتار کرے تو البتہ ممکن ہو کہ لشکر مسلمانان شکست کھائے زمر و جادو
 پلٹ آیا اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا سب رفقا جمع ہیں اپنے سحر کے گھمنڈ میں بلبلارہا ہو کہتا ہوں وہ
 آگ لگاؤں کہ مسلمانوں کو بھاگنے کا راستہ نہ ملے سب سرداروں نے بھی کہا کہ آپ نے
 گلگو نہ کا ناحق بھروسہ کیا اپنے نام پر طبل جنگی بجو ایسے خواہ آپ میدان میں نکلیے یا ہم سکو
 حکم دیجیے صرف بادشاہ پر سحر تاثر نہ کریگا کل لشکر تو سحر میں بھنسے گا اگر یہ سوچیے کہ بادشاہ
 سب کو بچالین گے تو اتنا بڑا لشکر ہو کہاں کہاں پہنچیں گے آخر عاجز ہو جاؤ بیٹے تھکے
 گر پڑیں گے ہم لوگ بلوہ کر کے گرفتار کر لیں گے اس صلاح پر نہ مرد و رضامنہ ہوا کہا میں
 خود میدان میں نکلونگا یقین ہو کہ میان میثاق میرے مقابلے میں آؤ میں میثاق کو دم بھر
 میں گرفتار کروں گا شاہزادیوں کی یہ مجال نہیں کہ مجھ سے مقابلہ کریں یہ کہ کے حکم دیا طبل جنگی
 پر چوب پڑی ہر کارے جو بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبریں لیکر خدمت بادشاہ میں آئے اور
 ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ ای ہر کارے رفیق قل ہو اللہ احد، وی گھمنڈان تن وجان
 تو اللہ الصمد، لم یلد یارت ولم یولد ہمہ جاد ستگیر، لم یکن یاری دہ و مونس لکھوا احد
 شہر یار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو زمر و جادو نے طبل جنگی بجوایا ہر کل ہکا
 ارادہ ہو کہ معرکہ آرا نہ ہو اور سحر سے مقابلہ کرے بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا یہاں بھی
 نقارہ زرمی گڑ گڑایا تیاران ہونے لگیں شب کو بادشاہ نے گلگو نہ کو بلایا اور پوچھا کہ خواجہ
 نے تم کو کیوں گرفتار کیا گلگو نہ نے عرض کی کہ بیشک میں زیر ہوئی اب مجھ کو کیا عذر ہو خواہ
 قتل کریں خواہ بخشیں بادشاہ نے گلگو نہ کا عقد ساتھ خواجہ کے کیا اور الماس کا عقد ہمراہ
 چالاک کیا شب کو خواجہ نے جملہ عروسی میں جا کر گوہر مراد حاصل کیا یہ خبر زمر و جاد کو پہنچی
 زمر و نے کہا کہ کل یہ رنگ سب مٹ جاوین گے میرے ہاتھ سے مسلمان مہلت نہ پاوین گے
 چار پہر زات گذر کر خنجر ساحر زرین پوش بصد جوش و خروش ہو مخاضہ مشرق سے نکلا میدان
 چرخ زیر جہی میچ آکر ٹھہرا تمام میدان نورانی و شہر ہوا کہ زمر و جاد و تین لاکھ ساحروں کو
 ساتھ لیکر میدان میں آیا ادھر سے بادشاہ بشوکت تمام دار و میدان کا زرارہ ہوسے اور

میشاق و شہرہ ساتھ بہن شاہزاد یازہ بھاؤ سان زرین بال پر سوار سب کے سحر تیار ہیں میدان
میں، اگر ٹھہرے صحت بندی ہوئی تفتیش میں نے نکل کر نقابت کی کڑکیت کو کا کہ کر ہٹے لیکن
زمرہ کو نہایت غصہ تھا خود ہی میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ جسکے تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے بادشاہ حجاجہ نے مرکب نکالا زمرہ نے جو بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھ اسکر کرنے لگا
مگر کسی سحر نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی کہ لوح محفوظ سینے پر چمک رہی ہو بادشاہ نے قریب
آکر ایک نیزہ مارا کہ شانہ اسکا زخمی ہوا مغلوبہ ہوئی دو پہر تلوار چلی ساٹھ ہزار ساحر و آل
جہنم ہوا شاہزاد یون نے آگ بر سادی میشاق پروں کو درہم ویرہم کرنا ہوا اب تو
زمرہ گھبرا یا کہا یارو نمٹنے دیکھا کہ کسی کا سحر تاثیر نہیں کرتا جب ساٹھ ستر ہزار آدمی لشکر
زمرہ کے قتل ہوئے تو زمرہ نے شکست فاش کھائی آخر طبل باز گشت بجا کر لٹا مگر
لملہل و حزین داندو لگین اکیلا بارگاہ میں آیا حکم دیا کہ کوئی میرے پاس نہ آئے خاموش
بیٹھا ہوا روپا ہر دمیدم زانو پر ہاتھ مارتا ہو کہ کیا بدنامی ہوئی اب کیا منھ لیکر بیٹوں خدا
کو کیا روئے سیاہ دکھاؤں فرماوین گے ای زمرہ تم نے جا کر کیا کیا عیاں بھی آدھے اتھے
گھو یا وہ جا کر شریک مسلمانان ہوئی اس سوچ میں بیٹھا تھا کہ زمین تھرائی آیا ساہرہ بدرو
و بدخوبال سر کے کھلے ہوئے سیاہ تہمد باندھے ہوئے چدریا تیلی اوڑھے ہوئے زمین سے
نکلے زمرہ کو گلے سے لگایا کہا ایو برادر کیا معرکہ گذرا میں اپنے مکان میں بیٹھی تھی کہ آپکی
پراگندگی کی خبر پہنچی آپ کی مدد کو آئی ہوں مسلمانوں کو بڑا گھنٹہ یہ ہو کہ لشکر گران ہو
سب کو ایک آن میں تباہ کر دوں گی لاشوں سے میدان بھر دوں گی زمرہ جا دوئے کہا کہ اگر
تو سن خوش قدم کیونکر قتل کر گی تو سن نے کہا آپ بیٹھے تماشا دیکھیے اور مشہور کیجیے کہ غضب
خداوندی میں بادشاہ پھنسنے ہیں اب قدرت کو غصہ ہو کوئی زندہ نہ بچے گا مرکب ہائے صحرائی
آوین گے لشکر اسلام کو تباہ کوین گے میرا آنا کسی پر ظاہر نہ کرنا زمرہ خوش ہو گیا کہا ای
تو سن تیرے آنے سے دل کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی تو سن بخوبی زمرہ سے وعدہ کر کے
رخصت ہوئی زمین میں غرق ہو کر روانہ ہو گئی لیکن زمرہ نے یہ مشہور کیا کہ خداوند کا نام
آیا ہو مرکبان صحرائی آئیلے اور لشکر تلمس کشا کوٹا میں بازار کر نو نڈالین گئے اور تلمس کشا کی

بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جاوین گے بادشاہ نے بھی یہ خبر سنی کہ نہ مرد نے یہ مشہور کیا ہو کہ مکر کیا
صحرائی آوین گے وہ لشکر اسلام کو تباہ کر دین گے بادشاہ نے فرمایا خدا سے ماہر رگ است
جو کچھ ہو گا وہ دیکھیں گے پہر رات گئے تک دربار میں رہے بعد اسکے دربار پر خاست کیا
خواہنگاہ میں آرام فرمایا یکا یک فیروزہ نے ٹھوڑی دیر کے بعد آکر جنگا کیا کہا ای شہر یار دو
گھوڑے صحرا سے آئے ہیں لشکر کو تباہ کر رہے ہیں بیسوں خیمے گرادیے ہیں صد ہا سپاہی
مارے گئے بادشاہ گھبرا کر باہر نکلے دیکھا حقیقت میں دو گھوڑے لشکر تباہ کر رہے ہیں بڑے
بڑے چابک سوار و سائیس نامدار جب گھوڑوں کو گھیرتے ہیں گھوڑے دولیان اور پشتکیں
مارتے ہیں بادشاہ نے ہر چند اشارہ کیا کہ ان گھوڑوں کو گرفتار کر لو مگر وہ گھوڑے صبح تک
لشکر میں رہے اور پامال کرتے رہے جب صبح ہونے لگی اور ستارہ سحری آسمان پر چمکا دو لون
گھوڑے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے بادشاہ حجامہ نے جو شمار چاہا ہر کاروں نے پرچہ دیا کہ دس
ہزار آدمی آپ کے لشکر کے گھوڑوں کی بدعت سے کام آئے بادشاہ کو ستاڑا آگیا رفیقوں سے
پوچھا کہ یہ کیا معرکہ تھا سب نے عرض کی کہ جنگلی گھوڑے تھے اتفاق سے ادھر نکل آئے اور
چابک سواروں نے اور سائیسوں نے کسی کیسی کوشش کی کچھ نہ ہوا گھوڑے لڑ بھڑ کے
نکل گئے ایک ہر کار نے عرض کی کہ میں پیچھے مرکبوں کے گیا تھا جنگل میں جا کر گھوڑے
غائب ہو گئے یہ پتہ نہ ملا کہ کہاں سے آئے تھے اور کہاں گئے بادشاہ خاموش ہو رہے پہر رات
گئے آرام فرمایا آنکھ بھی نہ لگنے پائی تھی کہ لشکر میں بڑھوا بادشاہ گھبرا کر نکل آئے دیکھا وہ ہی گھوڑے
کوہ سرین و کوہ کفل بہشت برہنہ لجام وغیرہ نادر و لشکر کو پامال کر رہے ہیں رات بھر وہ ہی
ہنگامہ رہا دس ہزار آدمی آج بھی کام آئے تیسرے دن بادشاہ نے صبح تک وہ ہی تماشا دیکھا
صبح ہوتے ہوئے گھوڑے طرف صحرا کے روانہ ہوئے آج بھی پرچہ اخبار گزارا کہ دس ہزار آدمی
مارے گئے خیمے بہت سے گرے بادشاہ نے ہر کاروں کو حکم دیا کہ پیچھے مرکبوں کے جا کر دیکھو
یہ کہاں جاتے ہیں ہر کار نے پیچھے پیچھے گھوڑوں کے چلے جا کر دیکھا کہ جنگل میں جا کر وہ گھوڑے
ناپود ہوئے ہر کار نے ناچار ہو کر ہٹ کر آئے آکر بادشاہ سے خبر کی کہ گھوڑے جنگل میں
غائب ہو گئے پتہ ان کا نہیں ملتا بادشاہ نے فرمایا دیکھا جائیگا سب سردار اپنے اپنے

مقام پر خاموش بیٹھے ہیں بادشاہ نے میثاق سے پوچھا کہ ای میثاق یہ کیا معرکہ ہے میثاق نے کہا جنگلی گھوڑے ہیں اتفاق سے نکل آئے روشنی لشکر کی دیکھ کر ادھر متوجہ ہو گئے میری عقل میں اور کچھ نہیں آتا سات دن برابر وہ گھوڑے آئے سب کو معلوم ہوا کہ میثاق کامل و اکمل ہی اگر مقدمہ سحر ہوتا تو ضرور آگاہ ہو جاتا مگر سات دن کے عرصے میں ہزاروں آدمی مارے گئے ہر کاروں نے لاکھ جنگجو کی مگر کچھ بچے معلوم نہ ہو ا بادشاہ حیران و پریشان ہیں جب رات آتی ہے تو بادشاہ بہت گھبراتے ہیں فرماتے ہیں بندگان خدا پر کیا مصیبت ہے رات بھر گھوڑے اڑتے ہیں صبح کو شمار ہوتا ہے کسی کا بھائی مارا گیا کسی کا فرزند قتل ہوا کسی باپ راہی ملک بقا ہوا لشکر میں عجب ہنگامہ ہونا ہے مجھے بہت شاق ہے بندگان خدا کا قتل ہونا غضب ہے کسی سے لڑائی پڑتی دس اگر یہاں تک قتل ہوتے تو دس دہائے قتل ہوتے یہ بھی منظور تھا دو گھوڑے منہ زور چست و چالاک نہایت بے باک لشکر پر آپڑتے ہیں ہزار باجاک سوار قتل ہوتے ہیں سب نے کیسا کیسا گھبرا کر وہ طرارہ بھر کے نکل جاتے ہیں یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمر و تشریف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ کیوں ای شہنشاہ امج عیاری اب نیا عقد بہت منظور خاطر ہو کہ آپ رات دن جملہ عروسی میں داخل رہتے ہیں آپ کو کچھ خبر بھی ہو کہ ہمیں کیا گذرتی ہے آج سات دن سے برابر دو گھوڑے جنگل سے آتے ہیں دس ہزار جوانوں کو قتل کر کے نکل جاتے ہیں جس کو پشتک مار دی وہ پامال ہوا جسکو دولتی ماری ہا تمہ پاؤں ٹوٹ گئے منہ سے پلڑے سرچا جاتے ہیں اس طرح سے دس ہزار جوان روز قتل ہوتے ہیں ایک کنارہ لشکر کا خالی ہو گیا خاک اڑ رہی ہے سب سرداروں نے خواجہ سے محبت کہا کہ اسکی کچھ تدبیر کیجیے خواجہ نے کہا کہ میں مرد مفلس کیا ترکیب کروں چالاک اپنی معشوقہ کو لائے انکو خلعت دیا گیا جب میں کوئی کار نمایان کرتا ہوں تو مجھ کو ایک خرمہر بھی بلور انعام کے سرکار سے نہیں مرحمت ہوتا سب نے اس گفتگو پر خواجہ کی کچھ روپیہ پیش کیا اور یہ کلمہ کہا کہ یہ رونما کی کی بابت آپ کو دیا گیا ہے بعد ظہور اس امر کے اور بھی آپ کو دیا جائیگا خواجہ نے روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور لشکر سے نکلے شام سے صحرا میں آکر ایک نخل پر بیٹھ بہر رات گئے دیکھا کہ ایک طرف سے گرد اڑی دیکھا وہ ہی دونوں مرکب طرارے بھرتے ہوئے آتے ہیں

خواجہ ان کے پیچھے چلے دونوں گھوڑے لشکر پر آکر گرے رات بھر جنگ کرتے رہے صبح کو جب چلا تو خواجہ ان کے تعاقب میں ہوئے جنگل تک تو گھوڑے آئے بعد اسکے خواجہ نے دیکھا کہ ایک بونڈ لہ گرد کا بلند ہوا اُس بونڈ لے میں وہ گھوڑے مخفی ہوئے خواجہ عمر دیکھ رہے ہیں کہ یہ گھوڑے کدھر جاتے ہیں ٹھوڑی دور بڑھ کر وہ بونڈ لہ بھی غائب ہو گیا خواجہ ہٹ آئے بادشاہ سے سب حال بیان کیا کہ گھوڑوں کا حال نہیں گھٹنا مگر میں آپسے یہ عرض کرتا ہوں کہ کسی نے ان کو بھیجا ہو جنگل میں ایک بونڈ لہ گرد کا اٹھا اول اُس میں وہ دونوں گھوڑے داخل ہوئے بعد ٹھوڑی دیر کے وہ بونڈ لہ بھی نظروں سے غائب ہو گیا انشاء اللہ آج دریافت کر لاؤنگا شام تک خواجہ لشکر میں رہے شام کو تخت زبرجدی پر سوار ہوئے طرف لشکر زمرہ کے چلے تخت اٹھتا ہوا جاتا ہوا زمرہ واپس بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ دیکھا تخت پر خداوند جمشید ثانی تشریف لائے ہیں اپنے مقام سے اُٹھتا ہوا اٹھا کہ خداوند تشریف لائے جمشید نے کہا کہ میں تیری ملاقات کو آیا ہوں کئی دن سے تیرا کچھ حال نہیں معلوم تھا تخت جمشید کا اُترا جمشید نقلی بارگاہ میں زمرہ کی آکر بیٹھا زمرہ نے کہا کہ یا خداوند جو سوچا تھا وہ سب خلاف ٹھہرا گلگو نہ سلمان ہو گئی بادشاہ پر کھنسا نہیں کرتا لیکن اب وہ تدبیر ہوئی ہو کہ چندے میں لشکر مسلمانان تباہ ہو جائیگا رات بھر مسلمانوں کو چین نہیں ملتا جمشید نقلی نے کہا کہ میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن تم اپنی زبان سے بیان کرو کہ یہ سوچنے کیا زمرہ نے ہنس کر کہا کہ یا خداوند آج تک میں نے زبان سے نہیں نکالا پھر زمرہ نے چپکے کہہ کہ یا خداوند جس روز گلگو نہ سلمان ہوئی میں اُس روز جہاں پریشان بیٹھا تھا کہ اب کیا ہو گا میدان بھی لڑا یا مگر کوئی مدعا حاصل نہ ہوا اُس وقت بہن میری تو سن خوش قدم آکر پہنچی اور اُسے مجھ کو تسکین دی آج سات آٹھ دن سے دو گھوڑے لشکر اسلام میں آئے ہیں رات بھر جنگ کرتے ہیں اس آٹھ دن میں ستر اسی ہزار آدمی لشکر اسلام کے قتل ہوئے رات کی نیند ان سب کی جاتی رہی اب نہیں معلوم بلکہ تو سن خود گھوڑے کی شکل بن کر آتی ہیں یا کسی اور کو روانہ کرتی ہیں مجھ پر بھی یہ راز نہیں کھولا یہ سن کر جمشید نقلی نے کہا کہ بس اب خاموش رہو میں سمجھ گیا اب میں تدبیر کر لوں گا وہ تقدیر کروں

کہ ایک مسلمان زندہ نہ رہے جب بادشاہ اکیلے رہ جاوین گے تب تدبیر ہو جائیگی یہ کہ کے
 جمشید اٹھا کہا ایڑ مرد رخصت ہوتا ہوں زمرود نے کہا بھی پاخندہ او نہ چند حاجت کشمیر
 رکھیے صحبت عیش آراستہ ہوگی گانا وغیرہ سنیے شراب نوش فرمائیے جمشید نے کہا کہ ای
 قوت بازو مجھ کو بڑی ضرورت ہو یہ کہ کراٹھا تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوا جنگل میں آ کے
 تخت زمبیل میں رکھ لیا زمرود کی شکل بن کر صحرا میں کھڑے ہوئے پکار کر آواز دی کہ ای
 ہمیشہ صاحبہ تمھاری ملاقات چاہتا ہوں جب تین آوازیں دین تو ایک طرف سے
 آواز آئی کہ ای برادر کیا ہی میری ملاقات کو تم کیوں چاہتے ہو زمرود نقلی نے کہا کہ ای
 ہمیشہ کچھ کہنا ہی ایک طرف سے دیکھا کہ توسن خوش قدم آتی ہو لیکن دونوں ہاتھوں
 میں دوٹپی کے گھوڑے ہیں قریب آ کر کہا کہ ای برادر مجھ کو کیوں تکلیف دی زمرود نے کہا کہ ای
 ہمیشہ حقیقت میں تم نے خوب انتظام کیا آج جو میں نے خبر منگائی تو یہ معلوم ہوا کہ ستر
 اسی ہزار اہل اسلام مارے گئے یقین ہو کہ دس پانچ روز میں بادشاہ اکیلے رہ جاوین
 پھر ان کا مار لینا کتنی بڑی بات ہو سو دو سو سے بلوہ کر کے گرفتار کر لیں گے توسن نے
 کہا کہ ای برادر اگر تم پہلے سے کہتے تو اتنا طول نہ بڑھتا زمرود نے کہا کہ ای ہمیشہ تمھاری
 مدد سے سب کچھ ہو جائیگا پندرہ میں دن میں کوئی زندہ نہ بچیکا زمرود نے جیب سے
 گلوری نکال کر کہا کہ لو ہمیشہ یہ گلوری کھا لو وہ گلوری توسن نے کھائی کھاتے ہی کہا
 کہ ای بھائی اس گلوری میں کیا تھا کہ کلیجہ جلنے لگا زمرود نقلی نے کہا کہ ای ہمیشہ صاحبہ
 میں بھول گیا بیہوشی پڑ گئی یہ سنتے ہی توسن نے کہا کہ ارے تو کون عمرو نے کہا او توسن
 تو نے کیا مجھ کو نہیں پہچانا توسن نے کہا کہ میں خوب جانتی ہوں کہ تو میرا بھائی ہو عمرو
 نے کہا کہ میں تیرا باب ہوں توسن نے کہا کہ یہ کیسی باتیں کرتے ہو میں تمھاری خیر خواہ ہوں ایسی
 باتیں نہ کرو عمرو نے کہا کہ ای توسن اب مجھ زوری نہ کرو میں تم پر سواری لو نکجا مجھے نہیں
 پہچانتی ہو منم مہر سہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری توسن جھپٹی کہ عمرو کو گرفتار کرو
 دو قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو ہو
 میں عیار صاحب قرآن مرے نام سے کانپتا ہو جان ستراشندہ ریش کفار ہوں ہر اینکا

مکار و غدار ہوں، مرا تیر رفتار ہو کر قدم + سبا ٹھوکرین کھائے ہر سر قدم + اڑا دوں سبا کے بھی بین ہوش کو، نہ پہونچے مری گرد پا پوش کو، دوندہ جہانگرد طرار ہوں، جہانگیر عالم کا عیار ہوں، خنجر مارا کہ سر تو سن کا علیحدہ ہوا عمرو نے کپڑے اتار لیے لاشہ برہنہ جنگل میں ڈال دیا مگر زمر نے ہر کارے مقرر کر رکھے ہیں کہ جب مرکب آیا کریں تو مجھ کو خبر پہونچا یا کرو ہر کارے ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہیں ہر رات گزری دو پہر رات گزری صبح ہو گئی مگر کوئی مرکب نہ آیا ہر کارے پریشان پریشان پلٹے سامنے زمر کے آئے کہا ای شہنشاہ نہیں معلوم کیا معرکہ گذرا کہ آج شب کو مرکب نہیں آئے مسلمان خوب چین سے سوئے آٹھ دن کے بعد مسلمانوں کو سونا نصیب ہوا سب ٹانگ پھیلا کر سویا کیے ہجرات بھر گھوڑوں کا نشان تک نہ معلوم ہوا زمر نے سر بیٹ لیا کہا یار و غضب ہوا آج کیا ملکہ عالم سو گئیں کہ رات کو سحر نہیں کیا سرداروں نے کہا کہ حضور یہ کیا معرکہ ہو زمر نے کہا کہ بن میری آمادہ بربادی مسلمانان ہوئی ہو وہ ہی گھوڑے روانہ کرتی ہو آج رات کو سو گئی ہو گی شاید دن کو مرکب آوین مسلمان بھاگتے پھریں گے ایک مسلمان نہ بچے گا مگر یارو میں نے آج سردر بار ذکر کر دیا مجھ کو خوف ہو کہ عمرو نہ سنتا ہو سب نے کہا کہ حضور عمر و بیان کہان وہ گلگونہ سے عیش میں ہو دو دن بارگاہ شاہی میں نہیں آتا عیش کرتا ہو گلگونہ کو بھی عمرو پر توجہ ہو گا ناسنا کرتی ہو اسکے گانے پر عاشق ہو مگر زمر و گھبراہا ہو کہتا ہو ہم شیرہ کی کیونکر خبر منگاؤں کہ چند ساحر رو بیٹھے ہوئے آئے کہنے لگے کہ ای شہنشاہ ساحران ہم جنگل میں واسطے سیر کے گئے تھے کہ جنگل میں لاشہ تو سن کا ملا سر تو کوئی کاٹ کر لے گیا مگر لاشہ بے سر پڑا تھا ہم اٹھا لائے کہ ان کو جلو ائیے اور اٹھتی بنو ائیے کہ اصلی مرکز پہونچ جاوین زمر و لاشہ اپنی بہن کا دیکھ کر بہت رزوا کیا یارو تعجب کی بات ہو میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا پھر اس کو کہنے مارا میں جا کر خداوند سے پوچھتا ہوں یہ کہہ کر اٹھا خدمت جمشید میں آیا کہا یا خداوند تمہیں ظاہر کیجیے کہ تو سن کو کہنے مارا جمشید نے ہنس کر کہا کہ ای زمر و تمہیں نے عمرو سے بیان کر دیا عمرو نے تمہاری شکل پر جا کر اُسے جنگل میں مارا زمر و بولا میں نے کب عمرو سے بیان کیا جمشید نے کہا کہ عمرو میری شکل بن کر آیا تھا تنہا سب حال اُس سے کہہ دیا اُس نے یہ کار نمایاں کیا زمر نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اور جا کے بیکولا تا ہوں یہ

ایسا داغ اُسے مجھو دیا کہ اُس کو تڑپا تڑپا کر مار دنگا یہ کہ کر چلا لاشہ تو سن کو جلو ادیا یہاں عمرو نے صبح کو جنگل میں آکر ایک جادوگر کو اپنی شکل پر بنایا اور آپ جھاڑی میں چھپ کر بیٹھے رہے کہ زمر جو اڑنا ہوا آیا اسے دیکھا کہ عمرو بچتا ہوا آتا ہو تڑپ کر کرار عمرو کو اٹھائے گیا خوشی خوشی سامنے جمشید کے لایا کہا یا خداوند معاوضہ خون تو سن میں اس کو قتل کرونگا اسے بڑے مددگار کو مارا دل پر داغ ہو جمشید نے کہا تم کو اختیار ہو سلسلے بٹھا کر ہوشیار بھی نہ کیا عالم غشی میں ایک تیغہ مار دیا جادوگر و ن میں ہلڑ ہوا اُس ہنگامے میں کسی نے یہ بھی نہ سنا کہ سنا کے مرنے کی آواز کب آئی لاشہ جنگل میں پھینکا وادیا زمر دے کہا ہر چند کہ میری بہن کا خون ہوا مگر بدلہ ہو گیا عمرو ایسا عیاقل ہو گیا مگر خواجہ دربار میں بادشاہ کے بیٹھے ہیں کہ ہر کار دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ ایشہ یار دربار میں جمشید کے زمر دے خواجہ کو قتل کیا بادشاہ نے پوچھا کہ ایشہ نشاہ عیار ان کس کو قتل کرایا عمرو نے کہا کہ ایک جنگلی ساحر تھا کچھ دل میں آیا اُس کو اپنی شکل بنا کر چھوڑ دیا وہ ساحر بہت خوش ہوا یہ نہ جانتا تھا کہ موت لیے جاتی ہو مگر زمر دے سامنے جمشید کے بہت رویا اور پیٹا عرض کی کہ یا خداوند میری بہن کا مارا جانا بڑا غضب ہوا ہر چند کہ میں نے بدلہ لیا مگر اُس کی صورت میری آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہو اگر یہ طریقہ ایک مہینہ کامل رہتا تو سب لشکر تباہ ہو جاتا یہ ذکر تھا کہ بوسے بد داغ میں آئی کہ تمام اہل دربار نے ناک بند کر لی جمشید نے کہا کہ یار و ناک نہ بند کرو خاموش بیٹھے رہو خبیثہ مرد اور خوار آتی ہو یہ اُسکی آمد کی علامت ہو جب وہ آتی ہو تو پہلے بوسے بد بھلیتی ہو اگر وہ آتی ہو تو آفت برپا کر لی یہ ذکر تھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ بال جیسے رسیان مٹی ہو زمین زمین سے سرنکا لاکپڑے میلے پہنے جا بجا کپڑوں میں پیوند سو سی کا ننھکا اُس میں گاڑے کا پیوند ناک سے قطرات گندیدہ گرتے ہوئے اکثر ہاتھ کو ناک میں لگا دیتی ہو اور انگلیوں کو چاٹ جاتی ہو ایک آنجو سے میں کچھ اشیائے نجس رکھی ہوئی ہیں اس طور سے برآمد ہوئی جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے پوچھا کہ ایشہ خبیثہ مرد اور خوار کہا اسے آتی ہو خبیثہ نے کہا کہ یا خداوند میں نے خبر سنی ہو کہ قدرت کو بڑے مددے پہنچے میں تل نکل وہ کون لوگ ہیں کہ قدرت سے لڑتے ہیں کچھ خوف نہیں کرتے جمشید نے کہا کہ

وہ مجھ کو بخندائی نہیں مانتے ہیں اور میں اُن کو اپنا بندہ نہیں جانتا جس دن تقدیر کروں گا
 دم بھر میں غارت کر دوں گا جبیشہ نے کہا کہ اگر کنیز کو حکم ہو تو سب کو گرفتار کر لاؤں جمشید
 نے کہا کہ اسی خبیثہ جاؤ زمرہ کا ساتھ دو جو کچھ کرنا سمجھ کے کرنا جبیشہ نے کہا کہ میں جا کر وہ
 آؤںتہ پر پا کر دلی کہ مسلمانوں کو زندگی دشوار ہو جائے اب وہ اتنا ترک کر دین تڑپ ٹڑپ کر
 مریں زمرہ نے کہا کہ ملکہ جبیشہ جلو میں تم کو اپنی بارگاہ میں جگہ دوں گا جبیشہ نے کہا
 کہ آپ چلیے میں حاضر ہوتی ہوں یہ کہ کر زمرہ دوڑا نہ ہوا بعد زمرہ کے جبیشہ بھی چلی
 کہ ذکر اسکا ہو گا لیکن لشکر بادشاہ حجاز اُسی صحرا میں اُترا ہر صبح کا وقت ہو کہ لشکر میں
 ہوا بادشاہ نے سر اٹھا کر فرمایا کہ یہ کیا ہلڑ ہو چالاک و برق نے آکر عرض کی کہ ایک
 اگھورن لشکر میں آئی ہو بھٹا ہوا اٹھ گا بنے ہوئے ایک چدر یا سیاہ سر پر اوڑھ ہو
 اور ہاتھ میں اُسکے آدمی کی گھوہری ہو اُسمیں غلیظ بھرا ہوا جو جسکی جانب اشارہ کرتی ہو
 وہ لوگ بھاگتے ہیں بازاروں میں غل ہو رہا ہو بادشاہ نے فرمایا اُس کو لشکر سے نکال دو
 سپاہی اُٹھے جس بازار میں وہ دوڑی دوڑی پھرتی تھی چند سپاہیوں نے جا کر کہا کہ تم
 ہمارے لشکر سے نکل جاؤ اگھورن نے اُن سب سے آنکھ ملا کر کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ
 چلو آگے آگے اگھورن گئی پیچھے پیچھے چپیس سپاہی بھی اُس کے ساتھ گئے افسروں نے جو رکا
 تو سپاہیوں نے جواب دیا کہ جہاں یہ جاوے گی وہیں جاوے گی اور وہ خود ہم سے کہتی ہو
 کہ ہمارے ساتھ چلو جنگل میں جا کر ایک کنواں تھا کہ اُس میں وہ اگھورن پھانڈ پڑی کہیں
 سپاہی بھی اُسی کے ساتھ پھانڈے ہر کاروں نے یہ خبر آکر بادشاہ سے کہی بادشاہ حجاز نے
 میثاق سے کہا کہ اسی میثاق کچھ ذہن میں آیا کہ یہ کیا معرکہ ہو میثاق ہنسے غرض کی کہ
 اسی شہر یا معلوم ہوتا ہو کہ زمرہ کی مدد کو جبیشہ مردار خوار آئی ہو یہ شعیدہ اُسی کا ہر کل
 غلام اسکی تردید کریگا دوسرے دن بادشاہ بارگاہ میں بیٹھے تھے میثاق بھی حاضر ہو کہ
 ہر کاروں نے عرض کی کہ وہ ہی اگھورن آئی ہو بازاروں میں جو لٹکرا اور منع کیا کہ
 ہمارے لشکر میں نہ ٹھہر و گھوہری جو اُسکے ہاتھ میں تھی اُسے اُسے پھینک دیا اُسمیں کرم
 تھے وہ جو زمین پر گرے اور دو کا تدار اُٹھے کہ اُسکو بازار سے نکال دیں جسکے پانوں میں کرم

لیٹ گئے وہ بانی ہو کر گیا سپاہیوں نے کہا کہ ہمارے لشکر سے نکل جاؤ ورنہ ہم تمہیں مار دیں گے
وہ ہنستی ہوئی طرف جنگ کے بھاگتی سپاہی آج بھی اُسکے ساتھ گئے اُسی جنگل میں جا کے
کنوئیں میں پھانسی پڑے اور بازار میں جو دوکاندار اپنی اپنی دوکانوں سے اترے اُن کے
پاؤں میں کیڑے پڑ گئے چائیس پچاس دوکاندار بانی ہو کر یہ گئے میثاق نے کہا کہ کل
بازار میں موجود یہ دوکان میثاق نے رات کو مختار کیا کہ ایک مرغ کلان بنا کر شانے پر
بٹھا لیا سویرے بازار میں آئے میثاق ایک طرف اگر بیٹھے ہیں کہ وہ ہی اگھورن پیدا
میثاق کو دیکھ کر پلٹے لگی میثاق نے جب دیکھا کہ اگھورن بازار میں نہیں آتی کھوسا
میں لیے ہوئے کھڑی ہو جیسے ہی میثاق نے لاکار اُسے کھوسری کو پھینکا کہ اُسے
میثاق نے مرغ کو اشارہ کیا دوکاندار دوکانوں سے نہ اترے میثاق نے منع کر دیا
ہو کہ تم لوگ اپنی اپنی دوکانوں سے نہ اترنا مرغ جو زمین پر اتر اُن کی طرف کو چن چن کے
کھانے لگا ہر چند کہ اُس اگھورن نے پکارا مگر کوئی سپاہی ساتھ نہ وا اور عرض کی کہ
ای شہنشاہ ساحران ہم کو اگھورن بلاتی ہو میثاق نے منع کیا کہ مرغ نے سب کیلے
چن لیے اگھورن بھاگ کر کنارے پر لشکر کے ٹھہری اور پکار کر آزدی کہ ای میثاق میں
سمجھی مگر رات کو قیامت برپا ہو گئی میثاق اپنے مقام سے اٹھے اگھورن نے وہیں سے
لاکارا کہ ای میثاق سمجھو نگلی آخر کہاں جاؤ گے میثاق نے کہا کہ ادا گھورن جھکوڑا
کے نادرنگا اگھورن نے جواب دیا کہ ای میثاق بہت پریشان ہو گے وہ آفت برپا کروں کہ
بھاگتے راستہ نہ ملے میثاق نے کہا کہ کچھ بھی نہ ہو گا اگھورن بھاگ گئی دوسرے دن صبح
کو میثاق بازار میں بیٹھے ہیں اور بادشاہ بھی تشریف لائے ہیں کہ نہ کہیں کیا گذرتی ہو
کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا وہ بوند پیدا ہوئی کہ تمام اہل لشکر
فریاد کرنے لگے وہ ابر آکر لشکر پر چھایا دلی بوندیاں پڑیں بعد بوندیوں کے کرم آسمان
سے برسنے لگے جس پر کل اگر وہ بانی ہو کر یہ گیا مہینے سے چھوٹی بوند ہاتھ ڈالا وہ ہی مرغ کالا
اُس کو چھوڑ دیا مرغ کرم چنے لگا مگر ابر چھوڑا اور اس قدر کرم برس رہا کہ ہر جنگا شمار
زمین ٹھوڑے ٹھوڑے میں کئی ہزار آوی پانی ہو کر رہ گئے اس قدر بوندے بدلتے ہوئے کہ لوگ

گھبراتے پھرتے مین میثاق نے ہاتھ ملایا ایک برق کرکری اُس مرغ کے دس بارہ
 کھڑے ہوئے اُسے ہی مرغ بن کر تیار ہوئے مرغ مٹھ کھولے کھڑے مین جو کھڑا آسمان سے گرتا
 ہوئے مٹھ مین روک لیتے مین زمین پر نہیں آنے دیتے ہوا پر مرغ اڑتے پھرتے مین مگر ملک بہار
 جو اپنے خیمے سے نکلیں چند کینرین ساتھ مین اور بوسے بدماغ مین آئی بہار اعجاز بیان
 فے ایک گلرستہ اٹھا کر طرف ابر کے مارا کہ ابر کو جا کر گلرستے نے ٹکڑے ٹکڑے کیا تمام لشکر
 نے پھول برسے لگے وہ بوسے بدبدل خوشبو ہوئی تمام دوکاندار یا تو پریشان بیٹھے تھے
 بوسے خوش جو آئی سب کے دماغ تازہ ہو گئے مرغون نے میثاق کے کرم کو چن لیا غریب
 لشکر کا موقوف ہوا رات کو زمرہ جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ بوسے بدسب کے دماغ
 مین آئی زمرہ نے خوش ہو کر کہا کہ شاید خبیثہ مردار خوار تشریف لاتی مین کہ یکا یک زمین
 شق ہوئی سب نے دیکھا کہ خبیثہ نکلی اُسی حال خراب سے کہ تمام بدن مین کیڑے لپٹے ہوئے اُن
 کیڑوں کو کھاتی جاتی ہو اور زمرہ کے قریب آکر کہا کہ ای برادر لشکر مسلمانان مین بڑے
 بڑے جادو گر مین بہر اعجاز بیان نے پھول برسائے تاثیر سحر کی موقوف ہو گئی اور
 میثاق نے مرغ بنا کر بوڑے اُنھوں نے کرم کو چن لیا اب تامل کرو مین دوسری تدبیر
 کر دنگی زمرہ نے کہا کہ ای بشیرہ کوئی زور لشکر مسلمانان پر نہیں چلتا یہ ذکر تھا کہ گلے کی
 آواز کان مین آئی خبیثہ سر اٹھا کر دیکھنے لگی پردہ بارگاہ کا اٹھا ہوا تھا سب نے دیکھا
 کہ ایک جوان خوبصورت لباس زیب تن پہنے ہوئے اور ایک آنخو رہ ہاتھ مین اُسمین غلیظ بھرا ہوا
 اُسکو ہاتھ مین اچھالتا ہوا اور یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہو نظم

دل لیا عشق مین دیان بنایا افسوس	ہائے اسپر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس
دل دیا اُسکر کہ میر جم بگھا قدر بھی ہو	بیٹھے بٹھلائے یہ کنیا جی مین سما یا افسوس
بھول کر بار مقدس سے سرسکے رہا تھا	حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سنا یا افسوس
کبھی ہنس ہنس کے نہ کین اپنے دود و بید	عمر بھر حیکو محبت نے رُ لایا افسوس
ہا سہ الجھن ہر شب و روز پریشانی ہو	زلت مین اُسکی عبث دلا کو پھنسا یا افسوس
اب جو بیٹھے ہوئے بچتا ہے مین کیا ہوتا ہو	اگر حسینوں سے نہ کیوں دل کو بچایا افسوس

استخوان کوئی سگ یار کے قابل نہ رہا	آتش عشق نے اس درجہ جلایا افسوس
قبر میں بھی یہی ارمان سدا ہو سطوت	بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

خبیثہ نے جو یہ اشعار سنے اور اپنے رنگ کا جو ان دیکھا بیقرار ہو کر پکارنے لگی کہ اے میان گلے والے ذرا یہاں آؤ اور زمرہ سمجھا کہ شاید ہمیشہ سے کوئی سختیار کیا ہو لوگوں سے کہا کہ اس جوان کو بلا لو ہمیشہ بلاتی ہیں وہ جوان ہنستا ہوا بارگاہ میں آیا خبیثہ کو لپٹ گیا کہا اے جان جہان دای آرام دل مشتاقان مجھ کو سامری نے بھیجا ہے میں تمھاری ملاقات کو آیا ہوں خبیثہ نے کہا کہ مجھے کیا تم سے انکار ہو جو حکم دو وہ بجالاؤں جوان نے اہل محفل کی جانب اشارہ کیا کہ یہ سب لوگ بیٹھے ہیں مدعا سے دلی حاصل نہ ہو گا خبیثہ نے ہاتھ تھام لیا وہ جوان اور خبیثہ باتیں کرتے ہوئے چلے زمرہ تو اسی گمان میں ہو کر شاید یہ سحر خبیثہ کا ہی اس جوان کو طرف لشکر اسلام کے روانہ کر بیگی شاید یہ لشکر اسلام میں جا کر آفت برپا کرے گانے میں اس کے تاثیر ہو مگر خبیثہ ساتھ ساتھ اُس جوان کے صحرا میں آئی وہ ہی کنواں جس میں سپاہی گرے تھے وہاں لاکر بٹھایا کہا لو اب میں سب طرح موجود ہوں جوان نے ہنس کر کہا کہ اے خبیثہ شراب لاؤ ہم تم بیٹھ کر پین تب لطف ہو خبیثہ یہ سن کر بھاگی میخانہ میں جا کر ایک گھڑا شراب کا اٹھا لائی لاکر سامنے اُس جوان کے رکھا کہا لو صاحب شراب پیو جوان نے کمر سے جام نکالا مٹی کا پیالہ تھا بڑی مدت کا جا بجا سے ٹوٹا ہوا خبیثہ نے کہا کہ اے جوان تمھارا نام کیا ہے اس جوان نے کہا کہ نجس شعبدہ گر مجھے کہتے ہیں خبیثہ خوش ہو گئی کہ یہ جوان جو خدمت میں رہیگا تو بڑی دل لگی رہیگی آٹھ پہر گانا سنا بیگا پہلو میں رہیگا اشارہ کیا کہ یہ جو جام تم نے نکالا ہے ہمارے ہی تمھارے لائق ہے جوان نے جام لبریز کیا اور زمین پر رکھ دیا کہا اے خبیثہ سامری کے نام کی شراب گراؤ خبیثہ نے چند قطرے یا سامری کو کر زمین پر گرائے زمین پکنے لگی خبیثہ نے کہا کہ اے نجس یہ شراب کا کیا فعل ہے نجس نے جواب دیا کہ اے خبیثہ یہ شراب مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوئی اب اس کو پی جاؤ خبیثہ نے وہ جام پیا اُس جوان نے دوسرا جام لبریز کیا کہا اے خبیثہ یہ بھی پی جاؤ خبیثہ نے وہ بھی جام پیا اب تو لاؤ لاؤ لگ گئی وہ جوان ہلانے لگا

پر جام دیتا ہر دس جام برابر پلائے آدھا گھڑا شراب کا پلا دیا خواجہ عمرو حیران ہیں کہ نصف گھڑا پلا دیا اور اس کو نشہ نہیں معلوم ہوتا دمیدم لاؤ لاؤ کیے جاتی ہو عمرو نے اول جو دو جام اس کو دیئے تھے وہ سارے تھے بعد کے جاموں میں بیہوشی کم تھی ابکی مرتبہ عمرو نے بہت سی بیہوشی ملا کر خبیثہ کو جام پلایا یہ جام پیتے ہی تھرکنے لگی ہاتھ چمکاتی ہو اور کبھی ہاتھ بڑھاتی ہو چاہتی ہو گلے میں اس جوان کے ہاتھ ڈال دے اور خواجہ اپنے کو بچاتے ہیں مگر اس جام نے وہ تاثیر کی کہ گھبرا کر اٹھی چاہا نا چون جیسے ہی چرخ مارا لہر کر گری خواجہ نے اپنے نام کا بغرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو ۵۵ عمرو ہوں میں عیار صا جقران ۵۵ مرے نام سے کانپتا ہو جہان ۵۵ ترا شدہ ریش کفار ہوں ۵۵ زمانے کا مکار و غدار ہوں ۵۵ مرا تیز رفتار ہو کر قدم ۵۵ صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم ۵۵ اڑا دوں صبا کے بھی بیہوش کو ۵۵ نہ ہو بچے مری گرد پا پوٹھ کو ۵۵ دوندہ جہانگرد طرار ہوں ۵۵ جہانگیر عالم کا عیار ہوں ۵۵ عمرو نے نیچے کمر سے کھینچا جا ا قتل کروں کہ کنوئین کے پانی نے جوش مارا عمرو نے دیکھا کہ وہ جو سو سوا شو سپاہی کنوئین میں کودے تھے وہ سب پانی پر بیٹھے ہیں عمرو نے ہر چند لپکار کر کہا کہ یارو کیوں حیران بیٹھے ہو خبیثہ کو میں نے بیہوش کیا اب تو نکل آؤ مگر ان جوانوں نے کچھ جواب نہ دیا بس عمرو نے چھاتی پر چڑھ کر خبیثہ کا سر کاٹا مرتے ہی خبیثہ کے پانی کنوئین کا خشک ہو گیا وہ سب جوان بیٹھے ہیں اور لپکار رہے ہیں کہ اوستاد ہم کو نکالے عمرو نے کھینچ کر اور کہا اسپر چڑھاؤ وہ سب جوان صحیح و سالم کمندوں کے حلقوں میں پائون رکھ کر کھل گئے عمرو نے دیکھا کہ سب صحیح و سالم ہیں خبیثہ کا لاشہ دیکھ کر وہ جوان سب خوش ہوئے عمرو سب کو ساتھ لیکر چلا لاشہ خبیثہ کا برہنہ پڑا ہوا ہو کنوئین سے ایک سنگ صحرائی نکلا خبیثہ کی لاش کو منہ میں دبا کر طرف لشکر زمرہ کے چلا زمرہ بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ چند کتے دروازے پر غل چپانے لگے زمرہ نے کہا کہ یہ سنگ ہائے صحرائی کہاں سے آئے سب نے دیکھا کہ انھیں کتوں میں ایک سنگ کلان ہو وہ لاشہ خبیثہ منہ میں دبائے ہوئے آتا ہو لوگوں نے زمرہ سے بیان کیا کہ معلوم ہوتا ہو خبیثہ مردار خوار قتل ہوئی ایک سنگ سیاہ لاشہ کا منہ میں دبائے ہوئے لاتا ہو زمرہ روتا ہوا باہر نکلا کتے سے پوچھا کہ ارے خبیثہ

اپر کیا گذری کتنے نے اپنی آواز میں کچھ کہا نہ مرنے سے پہلے لیا کہا صاحبو تم لوگ سمجھو وہ جوان جو
آیا تھا وہ عمرو غیاث تھا لگا کر خبیثہ کو لے گیا جنگل میں لیجا کر قتل کیا میرا سارا خاندان برباد
ہوا اہل خانہ نے خاندان میں خبیثہ وہ ساحرہ تھی کہ جس معرکے پر گئی اُس کو فتح کیا مگر سہیلان
آکر ایسی جھیر ہوئی کہ اُس کا مکرنہ چلا بہارا عجاز بیان و میثاق نے مل کر اس کا عمر
مٹایا ورنہ یہ وہ سحر کرتی تھی کہ لشکر دشمن بوسے بد سے پریشان ہو جاتا تھا مہلت نہ پاتا تھا
لیکن میثاق وہ ساحرہ کہ اُس نے رنگ سحر خبیثہ مٹایا بہارا عجاز بیان نے پھول
برسا کر سب کو بچایا تا شہر کی نہ ہونے پانی مگر مقام افسوس ہو کہ ابالی چاہ صحرائی نے اسکو
نہ بچایا میں جا کر دریافت کرتا ہوں یہ کہ کمر مرد صحرائی آیا کنواں دیکھا کہ خشک پڑا ہوا
سمٹالے خون کے جا بجا بھرے ہیں قیدی بھی اس کے نکل گئے زمر دروٹا ہوا لشکر میں آیا اور
سہرا ورنہ کہتا کہ آج رات کو شجون مار ڈون گایا تو آج اپنی جان دی یا لشکر مسلمانان
مٹا دیا کہ ایک جوان غول میں سے نکل کر سامنے زمر دے آیا کہا کہ اموشہنشاہ سا خروا
کیا اور ہو آج آپ کو تر و دریا دہ ہو نہ مردے کہا کہ ارادہ ہو کہ لشکر دشمن پر شجون مار ڈو
جوان نے کہا کہ بہت بہتر تجھ پر کی ہو نہ مردے باتیں کر کے سب حال دریافت کر لیا زمر دے اپنے
مقام سے اٹھا اور کہا اولی تو میں عمرو کو لانا ہوں لاتے ہی قتل کرونگا بعد اُسکے شجون
مار ڈو لگا یہاں خواجہ زمر دے سے حال شجون کا دریافت کر کے طرف لشکر کے جاتے ہیں صحرائی
آتے تھے ایک مسافر کو دیکھا کہ جاتا ہو دوڑ کر کمر سہا تھ رکھا اور کہا کہ بھائی تم نے دیکھا کہ
اس کا لون میں بل جاتا تھا اُس نے اس مقام پر آکر مجھ کو سینگ مارا کہ مکر میں اس مقام پر درو
ہو رہا ہو ٹپول لیا کہ مکر میں اس کے ہمیانی بندھی ہو کہا بھائی ذوا یہاں ٹھہر جاؤ تو ہم تمہیں
شریت بلائیں تم ہماری کمر و بادویہ بکر خواجہ نے اُسکو کنوئیں کی جگت پر ٹھہرایا اپنے پاس سے
لٹکر نکالی پانی بھر کے شریت بنایا پہلا جام مسافر کو پلایا مسافر پیتے ہی گر کر بیہوش ہوا عمرو
نے اول اُس کی ہمیانی ٹھولی رو پئے نکال لیے کپڑے وغیرہ اتار رہے ہیں کہ زمر دے جادو جو
اڑتا ہوا آتا تھا اُس نے آسمان سے دیکھا کہ عمرو ایک مسافر کے کپڑے اتار رہا ہو جی میں کہتا ہو
کہ یہ سازبان زادہ دن بھر لوٹا پھرتا ہو اس کے پاس مال بہت ہو گا یہ سوج کر آسمان سے

سحر کیا کہ عمرو کے ہاتھ پاؤں میں عیشہ آیا زمین نے پاؤں تھام لیے زمرہ نے اُسے عمر کو گرفتار کیا بہت خوش ہو کر کہ اب اس ساربان زادے کو قتل کرونگا یہ خبیثہ اور میری بہن کا قاتل ہے سب عزیز خوش ہو گئے کہ معاوضہ خون خبیثہ لیا یہ سوچ کر عمرو کو لیچا اٹھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک ساحر آتا ہو نکارتا ہوا کہ امیر زمرہ جادو کیا کارنمایان کیا عمرو ایسے عیار مکار کو گرفتار کیا دیکھو قدرت نے کیا فرمایا ہو کاغذ ہاتھ میں تھا جھپٹ کر قریب زمرہ کے آیا کہا قدرت قصر ہفت رنگ میں بیٹھے تھے خود بخود ہنسے سرداروں نے پوچھا کہ قدرت کا کوئی نقل خالی از مصلحت نہیں ہوتا قدرت نے کہا کہ ایما ہنسیان جادو جلد اپنے کو پہنچاؤ کہ زمرہ عمرو کو گرفتار کیے ہوئے لیے جاتا ہو اُسے افتاد پڑا چاہتی ہو جا کر یہ نامہ دیکر ہوشیار کر دو کہ کسی کے دام میں نہ پھنسنے یہ کہہ کر کاغذ ہاتھ میں دیا زمرہ نے پشتارہ عمرو کا زمین پر رکھ دیا اور کاغذ ہاتھ میں لیا جیسے ہی لفافہ کھولا دھواں نکلا زمرہ جادو وارے کہہ کر بیہوش ہوا اُس ساحر نے نعرہ کیا نعرہ برق ۵ مرانام ہو برق خنجر گزار کہ اُستاد میں خواجہ نامہ تشریفے میں میں برق رفتار ہوں کہے کو من مکار و غدار ہوں کہوں سیکڑوں کو بس کی راہ طو ۱۰ ارسطو ذی علم شاگرد ہو ۱۰ بنیر قدم غرب ہو شرق ہو ۱۰ چھلا وہ ہوں میں نام بھی برق ہو ۱۰ جیسے ہی نیچے مارا زمرہ کے سر سے اُچٹ گیا برق حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو خواجہ عمرو چاہتے ہیں کہ زمرہ جھپٹ پٹ قتل ہو تو میں رہائی پاؤں لباس وغیرہ اسکا اٹا رلوں برق نے جب دیکھا کہ میں نے کئی نیچے مارے اور تاثیر نہ ہوئی اسکی کمر سے کر دھنی کھولنے لگا اب عمرو کو کمان تاب کہا اے کجبت یہ کیا بدعت کرتا ہو خبردار کر دھنی نہ لینا میں پہلے ہی اس کو تباہ چکا تھا اور تو چاہتا ہو کہ میں کر دھنی لیکر نکل جاؤں برق نے کہا کہ اُستاد آپ کا پشتارہ باز دھکا لیچا لنگا سیشاق وغیرہ سحر اتار دیں گے خواجہ نے کہا کہ لیچل برق فرنگی نے زمرہ کو تو وہیں چھوڑا آپ عمرو کو لیکر چلا لیکن ایک ساحر لشکر زمرہ کا کسی کام کو جنگل میں آیا تھا جو زمرہ کو بیہوش دیکھ ہوشیار کیا کہا امیر شہنشاہ بہا حیران آپ یہاں کمان بیہوش پڑے تھے زمرہ نے کہا کہ مجھ کو ہمارے بیہوش کر کے ڈال گئے چاہتے تھے کہ قتل کریں میرے مجھ کو بچایا وہ بھاگ گئے آخر اُٹھ کر دیا لے اپنے لشکر میں آیا ساحر دن نے پوچھا کہ کمان تشریف لگے تھے

زمرہ نے کہا کہ میں تلاش عمرو میں گیا تھا عمرو کو گرفتار کیا لیکن عیار ساحرین کر آیا اسے عمرو کو رہا کر لیا لشکر مسلمانان میں بڑے بڑے ساحر موجود ہیں سحر عمرو کا اتار لین گے کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آسے بعد بد دعا کے عرض کی کہ برق فرنگی پشتارہ عمرو کا لیکر بارگاہ سعدین پہنچا میثاق نے سحر آپ کا اتارا عمرو صحیح و سالم ہو کر آپ کی فکر میں نکلا ہوا زمرہ نے کہا کہ میں خود اسکی فکر میں ہوں صبح و شام میں لاتا ہوں یہ کہ کے پھر چلا خواجہ عمرو بارگاہ سعدی سے نکلے ہیں کہ آسمان سے نعرہ ہوا اوساربان زادے کہاں جاتا ہو نم زمرہ جادو کرک کے گرفتار عمرو کی کمر میں بچہ دے کر لپٹا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ یار دوڑو مجھ کو نہ عمر دیے جاتا ہوں میثاق کوہ گردان کے کان میں جو آواز آئی اپنے مقام سے اٹھا بیرون بارگاہ آکر دیکھا کہ خواجہ نیچے میں زمرہ کے دیے ہوئے ہیں زمرہ چاہتا ہو کہ بلند ہو کر نکل جاؤں میثاق نے قصد کیا کہ سحر کروں ہاتھ میں زمرہ کے ایک بیضہ سیاہ تھا میثاق پر پھینک مارا پکار کر آواز دی کہ اے سحر سامری میثاق کو خاموش کر دے ایک گنبد مختصر آسمان سے میثاق پر گرا میثاق اُس میں بند ہو گیا زمرہ نے چاہا اُتروں اور میثاق کو بھی گرفتار کر لوں کہ سامنے سے بحرین آتی تھی بحرین نے دیکھا کہ نیچے میں زمرہ کے عمرو دبا ہوا ہے اور میثاق زمرہ نے ایک گنبد سیاہ میں بند کیا ہے بحرین نے لگا لگا کہ ادنا ہنجا میثاق کو تو نے شیعہ بنے ہیں پھنسا یا زمرہ نے پکار کر کہا کہ اے سحر سامری بحرین کو بھی لینا بحرین کا قصد ہو کہ ایک ٹکر مار کر اس گنبد کو گراؤں جیسے ہی گنبد میں گھسی بحرین بھی خاموش ہوئی زمرہ عمرو کو لیکر بلند ہوا لشکر میں ہل رہا تھا کہ بحرین و میثاق کو زمرہ اپنے سحر میں پھنسا گیا اور عمرو کو لے گیا بادشاہ یہ سنتے ہی بارگاہ سے نکل آئے تمام شاہزادیاں ہمراہ ہیں کہا حضور ہیٹ جائیں ہم لوگ سحر کرتے ہیں مگر برق فرنگی نے سنا کہ استاد کو زمرہ گرفتار کر کے لے گیا برق فرنگی تڑپ کر چلا بہار اعجاز بیان نے بادشاہ کو ہٹا کر اسم سحر پڑھ کر گنبد پر چھونکا کہ گنبد پھٹ کر گرا میثاق و بحرین نکل آئے بہار اعجاز بیان نے پوچھا کہ اے میثاق یہ کیا معرکہ ہوا کہ تم ایسے ساحر ہو کر یوں پھنس گئے میثاق نے کہا کہ اے ملکہ عالم میں کیا بیان کروں میں نے قصد کیا تھا کہ سحر کروں مگر اُسکا سحر چل گیا یہ سحر ساختہ سامری تھا میں نے

ہرچہ قصہ کیا کہ گنبد سے نکلون مجھ کو کوئی سحر یا دھنیں آیا مگر تم نے کہا کہ سحر سامری کو دفع
 کرو یا اب ایک فکر ہو کہ عمر کو زبرد گرفتار کر کے لے گیا ہو ایسا نہ ہو کہ اُن کو آزار پہونچائے
 بہار اعجاز بیان نے کہا کہ میں ابھی جاتی ہوں اور بن پڑتا ہو تو عمر کو لیکر آتی ہوں ٹیکر
 بہار اعجاز بیان اڑتی ہوئی چلی یہاں برق فرنگی تڑپتا ہوا چلا راہ میں ایک ساحر کی
 شکل بنا دربار میں زمرہ کے آیا زمرہ نے آتے ہی اول عمر کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا کہ
 جلا د کو بلاؤ اور پکار کر کہنا کہ کیوں اس ساربان زادے تو نے خبیثہ کو مارا کچھ خوف نہ آیا
 اب اپنے کو کس حال میں پاتا ہو عمر نے کہا کہ ای زمرہ اس حال میں پاتا ہوں کہ میرا دستور
 ہو کہ جہاں گرفتار ہوا مالک کو مارا آج تمھاری قضا ہو بہت دن جیسے بڑے بڑے کارہا
 نمایاں کیے آج قضا تمھاری دامنگیر ہوئی جب تو مجھ کو گرفتار کیا لیکن اب مجھ کو چھوڑ دو جو اپنی
 زندگی چاہتے ہو تو مجھ کو ہار کر دو زمرہ نے جھٹاکر حکم دیا کہ جلا د کو بلاؤ کہ جلا د سامنے آیا کہا
 ای شہنشاہ ساحر ان جسکو حکم ہوا سے قتل کروں زمرہ نے کہا کہ اس ساربان زادے
 کا سر کاٹ لے جلا د نے گردن پر کوٹے کا خط دیا مگر چپکے سے کہا کہ کیوں ای استاد و اللہ نژاد
 کیونکر مہونچا اب سنھل کر بیٹھے میں قید کا ٹتا ہوں زمرہ نے پکار کر کہا کہ او جلا د کیا چپکے چپکے
 باتیں کرتا ہو ہاتھ مار دے کہ سراسکا اڑ جائے خواجہ سنھل کر بیٹھے برق خنجر لیکر پیرے
 بدن سے لگا زمرہ سے کہتا ہو ہوشیار رہیے گا میں ہاتھ مارتا ہوں زمرہ نے کہا کہ مجھ کو کیا
 ہوشیار کرتا ہو عمر کا سر کاٹ لے برق نے چھٹ کر خنجر مارا کہ ہتھکڑی کٹی اپنے نام کا نمہ کیا
 نعرہ برق سے ہم برق رفتار و خنجر گزارا کہ استاد ہیں خواجہ نامدار ہتھپنے میں برق رفتار
 ہوں کہے کون رکاوٹ دار ہوں کہ کروں سیکڑوں کو کس کی راہ پر اسطوے ذی علم شاگردی
 بزم یرقد مہر شرق ہو چھلا وہ ہوں میں نام بھی برق ہی خواجہ کی بیڑیاں دو درکین
 مگر برق سے بیڑیاں کاٹ کر ایک ساحر ہر ایک کھڑا تھا اسکو خنجر مار دیا اندھیرے میں عمر و
 برق نکلے بیرون بارگاہ آئے مگر زمرہ دوڑا باہر آکر دیکھا کہ دونوں نے کئی جادوگر دیکھ مارا
 ہوا اور اپنے لیے ہوئے جاتے ہیں جو جادوگر سامنے آیا کسی کو حجاب مار دیا کسی کو خنجر مارا کہ شکر
 چاک و قعتہ پاک ہوتا ہو زمرہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دور سے سحر کیا اور آواز گیر دہی دونوں کے

پانوں زمین کے تمام لیے زمرہ نے آواز دی کہ ہاں یا رواب ان دونوں کے سرکاٹ بویہ
سن کر جادوگر بلوہ کر کے پہلے خواجہ بقیار ہو کر دعائیں مانگنے لگے کہ اگر کریم و رحیم تو بچاؤ والا بطلم

سجاک بچہ سرانکسار وار دیست بہ بہ
خلاص گشت زبند غم از مصیبت رست
بشد مجر و پیوند ما سوا الشکست
ہر آن کہ رشتہ بسر رشتہ محبت بست
ببر دجان بہ سلامت ہر آنکہ بیرون جست
مدہ تو این ہمہ سرمایہ را انکان از دست
خدا بحالت افتادگی بگیرد دست
کہ تا ظهور قیامت ہمیشہ مانی مست

ہر آنکہ لائق اعزاز و سربانہ می ہست
نمود ترک تعلق ہر آن کہ در دنیا بہ
ہر آنکہ دل بخدا از ہمہ تعلق بست
گرہ کشاد بہ عالم زکار سر بستہ
بمزد ہر کہ بزرگان حرص دنیا ماند
چو نقد عمر عزیز است در دل از ہمہ چیز
خدا بوقت غم و رنج میکند امداد
بنوش جام محبت بد و ر خود ہندی

بقرار ہو کر جو دونوں نے دعا کی اور جادوگر بلوہ کیے ہوئے آتے ہیں کہ ان دونوں کا
سرکاٹ لین کہ ہمارا عجاز بیان نے آسمان سے دیکھا کہ عمرو و برق زمین پر پڑے
ہیں اور چند ساحر سرکاٹنے آتے ہیں گلدستہ مارا کہ عمرو و برق کے پانوں زمین نے چھوڑ
اور پھول برسے لگے وہ بوسے خوش آئی کہ جو جادوگر برائے قتل عمرو و برق چلے تھے وہ
جادوگر چھوٹنے لگے بعض دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار پڑھتے تھے نظم

گر بائمال ناز مرا دل ہوا تو کیا بہ
روز فراق آکے مقابل ہوا تو کیا بہ
تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا
کیا بات یونشا را اگر دل ہوا تو کیا بہ
وہ نازنین جو نام کو قاتل ہوا تو کیا
ایک بوسے کا مین یا ر سے سائل ہوا تو کیا
رنج اُسے سو طرح کا جو حاصل ہوا تو کیا

صد مہر یہ آنکے عشق میں حاصل ہوا تو کیا
مین نے شب فراق کی چھیلی ہین سختیان
تیغ نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہون مین
ہو آن کی اک ادا پہ تصدق ہزار جان
تلوار اٹھ سکی نہ مجھے قتل کر سکا
اُسے تو میرے قلب و جگر دونوں لیلیہ
سطوت تمہارے دل سے محبت نہ جائیگی

اسی حال میں ہمارے ہاتھ ہلا دیا کہ سب کے سر اڑ گئے ملک ہمارے زمین پر آتے ہی

اشارہ کن برق و خواجہ عمرو سے کہا کہ بسم اللہ نکل جائیے خواجہ عمرو دبرق جست و خیز
کریے ہوئے نکلے بہار نے چلتے وقت اور ایک گلدستہ مار دیا کہ پھول برسے لگے اس قدر
پھول برسے کہ ملازمان زمرہ دے دامن و آستین بھر لیے مگر زمرہ نے لاکھ لاکھ سحر کیا لیکن
کسی سحر نے نہ شہرہ کی بلکہ ایسا بھی ہوا کہ خواجہ دبرق ترکہ جائے کنارے پر لشکر کے آکر
خواجہ دبرق جست و خیز کرتے ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے بہار بھی ہڈی ہونی چلی زمرہ
ناچار ہو کر بیٹا اپنے ساتھ والوں سے کہتا ہوں کہ حقیقت میں کمر و نیزا صاحب اقبال ہو کہ
کس طرح نکل گیا اور کسی کے روکے سے نہ رکا مگر بہار سامنے بادشاہ کے آئی خواجہ
برق بھی پہونچے بادشاہ نے حال پوچھا بہار اعجاز بیان نے مسکرا مسکرا کر سب کیفیت
بیان کی بادشاہ سن کر بہت ہنسے فرمایا اے بہار کیا کار نمایان کیا کسی زور و شور سے جا کے
دونوں کو رہا کیا اور ہا کر کے لائیں اب سب کو رہا ہوا کہ زمرہ کی مجال نہیں کہ کسی اہل
اسلام پر ہاتھ ڈالے ہر کاروں نے غرض کی کہ آج کئی دن سے زمرہ تیر سیرین کر رہا تھا
کہ خواجہ کو گرفتار کروں اور معاوضہ خون خیمہ میں قتل کروں مگر خیال نے اسکی آرزو نہ
پوری کی کہ خواجہ رہا ہوئے مگر زمرہ جو پلٹ کر آیا نہایت ہی مکر رہا تھا افسران فوج
نے پوچھا کہ اے افسر سا حراں کیا تردد ہو زمرہ نے کچھ جواب نہ دیا وہ افسر کہ جو زیادہ گستاخ
ہیں انھوں نے عرض کی کہ اے شہنشاہ سا حراں مزاج کیسا ہی معلوم ہوتا ہو کہ آپ ابھی
حان لشکر اسلام سے آگاہ نہیں ہوئے زمرہ نے کہا کہ میں خوب آگاہ ہوں ان شاہزادوں
کا شریک ہونا قدرت پر شاق ہو مگر قدرت سے کچھ ہو نہیں سکتا مگر اتنا کہتا ہوں کہ بدرون
عمرو کو قتل کیے چہ نہ لوں گا اگر سو جانا ہوں تو تصویر خیمہ آنکھوں کے نیچے پھرتی ہو اگر
بارگاہ میں آکر بیٹھتا ہوں تو عزیزوں کا خیال آتا ہو کہ جو ان مسلمانوں کے ہاتھ سے مار گئے
ہیں ایسے ایسے ذکر و ذکر بیٹھا ہوا زمرہ کر رہا ہو کہ طرف سے صحرائے گرد اٹری دیکھا کہ
ایک سیاح بطر قنطورہ زہیفی و بیتا وہ سقر لائی لگائے ہوئے پیرا ہوا بلا تکلف بارگاہ
تہ آئے زمرہ کو سلام کیا کہا جعفر نے غلام کو نہیں پہچانا زمرہ نے کہا کہ آج کل میرے
جو امیں درست نہیں ہیں ایسے ملائی اٹھائے ہیں کہ آپ و دام ترک ہو گیا نہیں نہیں آتی تم

اپنا تو حال بیان کر دے کہ کس ضرورت میں آئے ہو عیار نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کوئی
 جینے سے مقابلہ مسلمانان میں اترے ہوئے ہیں اور لڑائی ان پڑھین مکہ ہمشیرہ میری گلگونہ جہانگاہ
 کمان ہین میں نے خبر سنی تھی کہ ہمشیرہ نے عمرو کو گرفتار کر لیا ہو یہ خبر فرحت اثر شکر حاضر ہوا ہوں
 زمرہ نے پوچھا کہ میری بارگاہ میں کبھی آئے ہو عیار نے کہا کہ میرا نام میمونہ شکر گردن اکثر اپنی
 ہمشیرہ کے ساتھ حاضر ہوا ہوں ملکہ کو بلا دیجیے وہ سب میرا حال بیان کریں گی زمرہ نے
 ایک آہ کی کہا اڑ میمونہ عجب ساتھ گذر حقیقت میں گلگونہ ایسی لڑی کہ عمرو کے جی چھڑاؤ
 مگر عمرو وہ بلب روزگار ہو کہ گلگونہ کو گرفتار کر کے لے گیا گلگونہ نے اطاعت عمرو اختیار
 کی اب آپس میں بڑی محبتیں ہین میں نے خبر سنی ہو کہ عمرو سانسے گلگونہ کے گایا کرتا ہو اور گانا
 عمرو کا سحر ہو ایک دن ہماری بارگاہ میں گایا تھا آج تک یہی سب کو خیال ہو کہ گانا اُس کا
 سنیں یہ مجال نہیں ہو کہ گانے سے عمرو کے کوئی خرد و کلان یا پیرو جوان رضا مند نہ ہو میمونہ نے
 کہا یہ حضور کا فقط خیال خام و تصور نامتام ہو گلگونہ اس فکر میں ہو گی کہ عمرو کو غافل پاکر
 پکڑ لاؤں زمرہ نے کہا کہ اڑ میمونہ نہیں معلوم تمہارے ذہن میں کیا ہو کہ ہماری بات کا
 اعتبار نہیں کرتے ہو عمرو نے گلگونہ سے نکاح کر لیا اب وہ اُسکی زوجہ ہو میمونہ بولا تو غلام
 رخصت ہوتا ہو ہمشیرہ کو بلا کر لاؤں اور عمرو کو بھی گرفتار کر لاؤں اب عمرو کو معلوم ہوگا
 کہ عیاری کیا چیز ہو زمرہ نے کہا کہ جب جاؤ گے اور گلگونہ سے ملو گے تب تم کو حال معلوم
 ہوگا گلگونہ بننے سے نہ آئیگی اور عمرو پر ہاتھ نہ ڈالیگی میمونہ نے کہا کہ آج ہی حضور پر
 حال کھلا جاتا ہو میمونہ زمرہ سے وعدہ کر کے صورت بدل کر لشکر اسلام میں آیا جس جگہ
 میں خواجہ تھے دروازے پر آکر کھڑا ہوا جب خواجہ بارگاہ بادشاہ میں گئے تو میمونہ ایک
 کنیز کی شکل بن کر اندر آیا گلگونہ کو دیکھا کہ مسند پر بیٹھی ہو کنیزین گھیرے ہوئے ہین میمونہ نے
 آکر گلگونہ کو سلام کیا گلگونہ نے دیکھا کہ ایک کنیز بلا وقت سلام کرتی ہو پوچھا کہ کیوں کیا
 مراد ہو اور کیا چاہتی ہو میمونہ نے دست بستہ عرض کی ذرا کنارے چلیے تو میں کچھ آپسے
 عرض کروں گلگونہ اٹھی ایک گوشے میں آئی میمونہ قدموں پر گر پڑا اور کہا اڑ ہمشیرہ صابہ
 اس غلام کو آپ نے نہیں پہچانا گلگونہ نے آنکھ ملا کر سنسی کہا کہ اڑ میمونہ کیونکر انکا اتفاق ہوا

اگر آئے ہو تو مناسب یہ ہو کہ عمر کو اطاعت کرو میں نے جیڑی جیڑی کوشش کی حقیقت میں
عمر و بڑا صاحب اقبال ہو کہ کسی طرح سے زیر زمین ہو اور آخر میں میدان مقابلہ پڑا اس طرح مجھ کو
گرفتار کر لایا کہ میں نے اطاعت کی اور یہ بھی خوب سمجھ لیا کہ مذہب اسلام ٹھیک ہو اب تمہیں
مناسب ہو کہ اگر ہم سے میل چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ ایک دن زمرہ وغیرہ سب قتل ہو گئے
ان میں سے کوئی زندہ نہ بچیکا اگر اطاعت کرنا ہو تو ٹھہرو ورنہ واپس جاؤ ایسا نہ ہو کہ عمر و
کو خبر ہو جائے تو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گا عمر و وہ شخص ہو کہ مترقران جسکا شاگرد ہو کہ اگر
پہلو ان دیو خصال ہو تو اُسکے بغض سے پناہ نہ پائے دوسرا شاگرد برق فرنگی بلاے
روزگار ہو اس طرح کی عیاری کرتا ہو کہ اُسکا فقرہ کوئی روک نہیں سکتا برق نے وہ وہ
کار ہائے نمایاں کیے کہ جنکا مثل نہیں مگر خواجہ بھی کہا کرتے ہیں کہ تجھ کو عیاری کرنا کبھی نہیں
آئیگی لیکن یہ عیار وہ خیر خواہ ہیں کہ عمر و کی باتیں سنتے ہیں اور پھر جاننا بازی کرتے ہیں بیٹا
عمر و کا چالاک وہ بلاے روزگار ہو کہ جس نے ملکہ حیرت کے ساتھ شادی کی کہ جو زوجہ
افراسیاب تھی میمونہ نے گھبرا کر کہا کہ افراسیاب کو شخص تھا گلگونہ جہانگر دے کہا
کہ بادشاہ طلسم ہوش ربا کہ اٹھا رہا سی ملک کا مالک تھا اہل اسلام نے جا کر گھیرا تو ہر قوت
افراسیاب اپنی جان سے سبزار رہتا تھا آخر کو مارا گیا اہل اسلام نے کل طلسم پر قبضہ
کر لیا یہ جمشید ثانی کیا بیجا ہی آخر کار ایک روز یہ بھی مارا جائیگا پس امی میمونہ اور
کچھ گمان نہ کرنا ورنہ بہت بچتاؤ گے میمونہ نے حیران ہو کر طرف گلگونہ کے دیکھا مگر دل
میں یہ ہو کہ اگر بن پڑے تو گلگونہ کو گرفتار کر کے لیچلون بھر قدموں پر گر پڑا کہا ہمیشہ میں
برجی کہ وکوش کر کے تم تک آیا مگر افسوس ہو کہ محروم ہی چلا گلگونہ نے کہا کہ امی میمونہ
بہتر اسی میں ہو کہ سردربار بارگاہ شاہ میں آؤ اور کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہو یا اگر تمہارا
دل میں اعتقاد نہیں آتا تو برق فرنگی تمہاری فکر کریگا آخر میمونہ رخصت ہو بارگاہ
میمونہ سے نکلا جس کنیز کو بیہوش کر کے اسکی شکل بنا تھا اُس کو میدان کر دیا اور آپ بھاگا
در بار زمرہ میں آیا سب کیفیت بیان کی زمرہ نے کہا کہ ہم نہ کہتے تھے اب اُس کو اعتقاد
خداے نادیدہ کامل طور پر ہو گیا امی میمونہ نے کہا کہ اگر میں جلد نہ چلا آتا تو وہ مجھ کو عیار دے

گرفتار کر ادیتین مگر خواجہ نے جو شام کو گلگلو نہ کو کچھ مکر دیکھا پوچھا کہ کیوں صاحب مزاج
کیسا ہیروین آج آپ کو بہت پریشان پاتا ہوں گلگلو نہ نے کہا کہ امی شہنشاہ اوج عیاری
آج عجب طرح کا معرکہ گذرا کہ اگر اُس کو صاف صاف بیان کروں تو آپ پریشان ہونگے
مگر برق کو بلا بھیجے تو میں صاف صاف کہہ دوں غم کرنے کہہ کہ ملکہ مجھے تو بیان کر دین
اُس کی تدبیر کر لوں گا اور برق کو تم کیا جانتی ہو وہ نہایت بے وقوف ہی کو چہ عیاری میں
اُس کو بالکل دخل نہیں ہو چالا کہ البتہ کسی قدر ہوشیار ہی اور قرآن تو بلاے روزگار ہو
ان میں جس سے کہہ دوں گی وہ فکر تمہارے مزاج کے موافق کر لیا گلگلو نہ نے کہا کہ تمہیں ان
باتوں سے کیا مطلب کہ وہ بے وقوف ہی تم اُس کو ذرا میرے پاس بھیج دینا میں اُس سے
کہہ دوں گی یہ ذکر تھا کہ برق خود برائے سلام ملکہ گلگلو نہ آیا اور کچھ تھوڑی سی شیرینی بھی لایا
اور کہا اُستانی صاحبہ یہ ملائی کے گلگلے کیا عمدہ آپ کی بہو نے گھر میں پکائے ہیں ذرا نوش
فرمائیے گلگلو نہ نے کہا بیٹا برق فرامیرے پاس آؤ کنارے لیجا کہ کہا کہ ای برق فرنگی
بھائی میرا میمونہ نامے آیا ہو وہ مجھ تک آیا تھا مجھ کو سمجھانا تھا مگر میں نے صاف صاف
کہہ دیا کہ میں نے بدل اسلام اختیار کیا ہو اب میں شرکت کفار نہ کروں گی مگر تیور بد نئے
ایسا نمونہ بدی پیش آئے تم ذرا خیال رکھنا برق فرنگی نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اور
اُس کو گرفتار کر کے لاتا ہوں ہر چند گلگلو نہ نے روکا مگر برق کب رکتا ہو اسی وقت
بانٹاے عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوا لشکر زمر وین آ کے دیکھا کہ میمونہ انتظام
لشکر زمر وین مصروف ہو کینیزین اسکی جا بجا پھر رہی ہیں برق نے میمونہ کو پہچانا دیکھا
کہ عیار چالاک معلوم ہوتا ہی جب میمونہ انتظام لشکر کے طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق نے
پہچا کیا جب وہ جا کر داخل بارگاہ ہوا برق نے ایک کینیز کو پیش کیا اسکی صورت بن کر
اندرا یا میمونہ کو جھک کر سلام کیا میمونہ نے کہا کہ کیوں گلشن کیا مطلب ہے برق نے کہا
حضور عجب معرکہ گذرا حضور سے عرض کرنا ضرور ہو شب کو جو سوئی خداوند جہشید ثانی خوا
میں آئے بڑی مربانی فرمائی میں نے منہ پھیر لیا کلام نہیں کیا تو قہر رت نے فرمایا کہ ای گلشن
ہے تجھ کو کمال علم موسیقی دیا جسکے سامنے گائیکی وہ مبہوت ہو جائیگا یہ کہہ کر میرے گلے پر ہاتھ رکھا

فرمایا صبح کو امتحان کرنا میں امیدوار ہوں کہ امتحان کیجیے آپ کو بھی تو واضح ہو کہ علم موسیقی میں
میں کامل ہوئی میمونہ نے کہا کیا تعجب ہو تو حسین بھی ہو اور کم سن کیا تعجب ہو کہ قدرت کو توجہ
تجیر ہوئی ہو گلشن نقلی نے ہنس کر جواب دیا جی ہاں حضور آنحضرون نے دست شفقت بھی
میرے اوپر پھیرا تھا اس عرصے میں آنکھ کھل گئی یہ کہ کر بایان بھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ
بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے لطم

کب میں رویا بہر شکوہ کیوں بلایا آپ نے جس کو اپنے حسن پر دیوانہ پایا آپ نے جانب صحرا چلا میں بھی گریبان بھاڑ کر عاشقوں میں ناتوان مجھ کو سمجھ کر اے محترم کیا ہوا برسوں جایا جو حنائے اپنا رنگ فاتحہ کا ذکر کیا مر کر کبھی آیا نہ یاد یا حسین ابن علی شاید ہوئی کوئی خطا	بیٹھے بٹھلائے نیا طوفان اٹھایا آپ نے رفتہ رفتہ خاک میں اُس کو ملایا آپ نے مثل مجنون کے جو دیوانہ بنایا آپ نے جانکر کوہ غم فرقت گرایا آپ نے خون ہاتھوں میں مرا آخر لگایا آپ نے حیث ہو ایسا مجھے دل سے بٹھلایا آپ نے کر بلا میں پھر نہ سطوت کو بلایا آپ نے
---	--

میمونہ نے گلشن کو بلا کر اپنے پہلو میں بٹھالیا کہا اے گلشن اصل یہ ہو کہ قدرت میرے اوپر
مائل ہوے تو نے گانا مانگا وہ ملا ورنہ سلطنت مرحمت فرماتے گلشن نقلی نے کہا کہ حضور ایک
بات اور ہر علاوہ گانے کے ساقی گرمی میں بھی کمال مرحمت ہوا اور مجھے فرمایا کہ ہاتھوں سے
نا چننا ہاتھ سے بنانا سر سے شراب پلانا خود قدرت نے اپنے سر پر جام رکھا اور ناچتے ہو
میرے سامنے آئے اور یہ کلمہ کہا کہ ایسی کنیز ان خوش رو کو سر سے شراب پلانا چاہیے شراب پلا کر
غائب ہو گئے مجھ کو خیال ہو کہ تمہارے سامنے اسکا بھی امتحان ہو جائے میمونہ نے ہنس کر کہا
کہ اے گلشن آگاہ ہو کہ قدرت تم پر مائل ہوے جب تو تم کو شراب پلائی گلشن نقلی نے کہا
اگر امتحان اس کمال کا بھی لیجیے تو کبھی میخانے کی مجھ کو عنایت فرمائیے میمونہ نے اُسی وقت
خوشی میں آکر کلید میخانہ مرحمت کی برق فرنگی بشکل کنیز نہ کو رکھ لیا لیکر میخانے میں آیا پکار کر
آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہیں کوئی باقی نہ رہیگا خادم و خدمتگار دوڑے گلابیان وغیرہ
لے لے کر جانے لگے برق نے خوب شراب تقسیم کی چالیس بچاس گلابیان بڑے تکلف سے لے کر

محل میں آیا میمونہ خوش ہو گیا کہا دیکھو میری کنیز نظر کر رہی ہوئی کس تکلف سے شراب لائی ہو قدرت کے اشارے کا یہ فیض ہو کہ خود بخود دل چاہتا ہو کہ شراب اسکے ہاتھ سے پیچھے برقی نے فوراً گھنکر دیا ٹون میں باندھے اور گیت شروع کی نظم ناچی گت اس طرح وہ ماہ تھا وجد کرنے لگا نذر واداء سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل ۴ ماہ تاباں پہ چھا گیا بادل چسکی جانب بتائے سسکی لی ۴ جان اُسے سسک سسک کر دی ۴ گت نالج کر جام بلورین پر بزی کیا سر پر رکھ کر ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے میمونہ کے آیا میمونہ اس کمال کو دیکھ کر مبہوت ہو رہا ہی جیسے ہی برقی جھکا اور ہنس کر کہا کہ ایسے عیاروں کو سر سے شراب پلانا چاہیے میمونہ نے دونوں ہاتھ بڑھا کر جام لیا دل میں بندوبست کر رہا ہو کہ گلشن پر قبضہ کروں یہ کمال تو بس اس لائق ہو کہ مجھ کو حاصل ہو محل مسلمانان میں جا کر سب کو میوش کروں اس کمال کو دیکھ کر ہر شخص حیران ہو گا برقی نے میمونہ کو بلا کر دورہ باندھا ساری محل کو شراب پلائی بعد تھوڑی دیر کے ہنگامہ ہونے لگا کوئی ہنستا ہو کوئی تعریفیں گلشن کی کر رہا ہو کوئی کسی کنیز کے ساتھ دل لگی کرتا ہو میمونہ بیٹھے بیٹھے بلبلایا یہ کہ کر اٹھا کہ صاحبو تم نے ہماری محل کو بازار بنالیا میمونہ اُٹھتے ہی گرا بیہوش ہوا لینا لینا کہ کر اور بھی سب لوگ اُٹھے بقول شخصیکہ جو اُٹھا وہ گویا جہان سے اُٹھا تھوڑی دیر میں سب برب فرش فرش ہوئے برقی نے تن کر لغرہ کیا لغرہ برقی ۵ منم برقی رفتار و خنجر گرا رہا کہ اُستا ہین خواجہ نامدار ۴ تڑپنے میں برقی رفتار ہوں ۴ کہے کون مکار و غدار ہوں ۴ کون سیکڑوں کو س کی راہ طر ۴ ارسطوے ذی علم شاگرد ہو ۴ بزی قدم غرب ہو شرق ہو ۴ چھلاؤ ہوں میں نام بھی برقی ہو ۴ برقی کا ارادہ ہوا کہ میمونہ کو لیکر بھاگوں مگر خیال میں گذرا کچھ اپنا فائدہ بھی کر لوں کنیزوں کے کڑے چھڑے اُتارنے لگا مگر زمرہ اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہو پوچھا کہ میمونہ کیا کر رہا ہو خدشہ گارنے کہا کہ آج تو نیا معرکہ ہو گلشن نامے کنیز ساتی گرمی کر رہی ہو دروازے پر اُن کی بارگاہ کے خادم و خدشہ گار بھی ہلڑ کر رہے ہیں چند میوش پڑے ہین زمرہ نے کہا کہ بڑا غضب ہوا معلوم یہ ہوتا ہو کہ کوئی عیار اہل اسلام میں سے آہو بچا میان میمونہ بھی چلے گرفتار کر کے بچائیگا وہاں جا کر یا مسلمان ہوئے

یا قتل ہو جاوین گے ارے کوئی جائے اور جا کر حال محفل دیکھے اگر لے گیا ہو تو اور تہہ کر لیا
اور اگر ابھی نہ لے گیا ہو تو اُسکو بچاؤ جو عیار ہو اُسکو بکڑ لو کمیت جادو کہ پہلو میں بیٹھا
ہوا تھا یہ کہ کہ اٹھا کہ غلام جا کر ہمیر کیے لیتا ہر مرد نے کہا کہ جلدی جاؤ کمیت جادو
فوراً بلند ہو ابلندی سے دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہیں مگر ایک شخص کنیزوں کے کپڑے
اُتار رہا ہو کمیت کو ایک خوف پیدا ہوا اُپکار کر آواز دی کہ اونا عیار کیا کرتا ہو برق
نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جادو گر آتا ہو گولہ کمر سے نکال کر پھینکا اور اُپکار کر آواز دی
کہ منہ برق جادو کمیت سمجھا کہ لشکر طلسم کشا میں جادو گر بہت ہیں شاید یہی جادو گر ہو
گولہ اسکا دفع کروں جیسے ہی گولہ قریب آیا کمیت نے ہاتھ مارا گولہ پھٹا اور چھینٹیں
اُس کی دماغ پر پڑیں فوراً بیہوش ہوا اُلٹ کر اگر کمیت جادو بھی ایک طرف بیہوش پڑا ہو
برق کا ارادہ ہوا کہ کمیت کو قتل کر دے اور میمونہ کو لیجاؤن برق فرنگی تو اس فکر میں
ہو مگر وہاں زمر دے گھبرا کر کہا کہ یارو خیر تو لو کہ کمیت کو اسقدر عرصہ کیوں ہوا یہ سن کر
سرشار جادو پر پرواز پیدا کر کے چلا اس جلدی میں آیا کہ برق فرنگی کمیت جادو کو
قتل نہ کر سکا نہ میمونہ کو لیجا سکا کہ آسمان سے آواز آئی منہ سرشار جادو اونا عیار کیا
کرتا ہو خبردار میمونہ و کمیت کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ جلا کر خاک کر دو نگا برق فرنگی جیت کر کے
بھاگا سرشار نے بھی کیا اب برق دیکھتا ہو کہ یہ ملعون میرے پیچھے آتا ہو کیا کر دے ایک
مقام پر ذرا اڑکا تھا کہ سرشار نے نفرہ کیا برق نے چاہا کہ جیت کر کے نکل جاؤن سرشار
نے آواز گیر دی برق فرنگی گرا سرشار نے میں پر آیا ارادہ کیا کہ برق کا سر کاٹ لوں کہ
سامنے سے ایک جادو گر آیا اُس نے اُپکار کر کہا کہ خبردار ای سرشار اسکو قتل نہ کرنا زمر د کا
حکم نہیں ہو اسی وجہ سے منع کیا ہو اس کی قید سامنے قدرت کے جائیگی ای سرشار اسکو
میرے حوالے کر دو سحر اپنا اُتار لو سرشار نے سحر اُتار اُس جادو گر نے پشتارہ برق کا
باندھا لیکر بھاگا سرشار پلٹا دربار گاہ میمونہ پر آیا دیکھا دروازے پر خادموں جو بے
وغیرہ بیہوش پڑے ہیں باران سحر ہر سا کسب کو ہوشیار کیا میمونہ کی جو آنکھ کھلی اُپکار
آواز دی کہ بی گلشن کہاں لیکن سرشار نے کہا کہ ای میمونہ وہ تمہاری کنیز گلشن نہ تھی

وہ برق فرنگی عیار تھا میں نے اُسکو گرفتار کر کے نجدت زمر دروانہ کیا ہوا اب وہ کل صبح کو فوراً قتل کیا جائیگا یہ کہ کر کمیت جادو کو بھی ہوشیار کیا میمونہ نے کہا کہ میں بھی دیکھوں کہ برق فرنگی کیسا عیار ہو میں اپنے ہاتھ سے سزا دلگا کمیت نے کہا کہ دربار زمر دین چلیے زمر دربار سمجھ رہا ہو گا میمونہ و کمیت و سرشار و چند کینزین دربار زمر دین ان سرشار نے کہا کہ کیوں حضور برق فرنگی عیار کو آپ نے کیا کیا زمر دروانہ نے کہا کہ وہ مجھ تک تو نہیں آیا ورنہ میں فوراً قتل کرتا کسی معرفت تم نے روانہ کیا تھا سرشار نے کہا کہ حضور نے اعلان جادو کروانہ کیا تھا اُسے مجھے یہ کہا کہ ای سرشار اسکو قتل نہ کرنا زمر دروانہ نے منع کیا ہوا اسکی قید قدرت کے پاس جائیگی زمر دروانہ نے کہا کہ وہ بھی کوئی عیار تھا اُسے تلو دھوکا دیا کہ برق کو رہا کر لے گیا میمونہ نے کہا کہ عیار ان اسلام بڑے مکار ہیں خیر اب میں باہر ہوا اب اُنکا کمر چھین چلیگا میں ہر وقت ہوشیار رہوں گا ہرگز دھوکا نہ کھاؤ لگا جو کوئی ایسا باتیں کریگا اُس کو فوراً گرفتار کر لوں گا زمر دروانہ نے کہا کہ ای میمونہ کلگو نہ نے وہ وہ عیار یاں کین مگر کچھ زور نہ چلا آخر گرفتار ہو کر مسلمان ہوئی میمونہ نے کہا کہ آج شب کو ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا کرتا ہوں یہ کہہ کر آمادہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا ایک فقیر کی شکل بنا ہوا لشکر میں آیا دوکانداروں سے سوال کیا اگر پیسے کا سوال کیا تو دوکاندار نے چار پیسے دیے لشکر آباد در عاید دل شاد ایک دوکاندار سے پوچھنے لگا کہ میان برق فرنگی کہان میں دوکاندار نے بیان کیا کہ بارگاہ شاہی میں ہونٹے پھرا سنے بڑھ کر چالاک کو چھپا چالاک پھرتا ہوا آتا تھا وہاں ٹھہر گیا میمونہ آگے بڑھا دوکاندار نے کہا کہ خلیفہ صاحب آپ کو یہ فقیر جو آگے گیا ہو پوچھتا تھا چالاک سمجھا کہ شاید یہ میمونہ ہو دن کو دریافت کر رہا ہو رات کو عیاری کریگا چھٹ کر قریب آیا پکار کر کہا کہ فقیر صاحب رو پیہ لیتے جاتے میمونہ پلٹا چالاک نے قریب آکر ہاتھ بڑھایا میمونہ نے چاہا لیکر آگے بڑھوں چالاک نے کہا کہ لو شاہ صاحب دوسرا دوکاندار بھی دیتا ہو میمونہ اُس طرف پلٹا چالاک نے حلقہ ہاسے کندہ مار کر میمونہ کو گرفتار کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا دربار شاہی جا ہوا وہ کہ چالاک میمونہ کو لیے ہوئے آیا اب تو بڑھو کہ چالاک میمونہ کو گرفتار کر لایا خواجہ

جوستا کہ میمونہ گرفتار ہوا فرمایا لاؤ چالاک نے میمونہ کو ستون سے باندھا خواجہ عمر و نے کہا کہ مسلمان ہو میمونہ نے کچھ جواب نہ دیا ستائے میں خاموش ہو کہ میں کس واسطے آیا او کس بلا میں پھنس گیا خواجہ نے جو اس کو خاموش دیکھا حکم دیا کہ اس کو قید کر و عیار و نے لیجا کر ایک مکان میں بند کیا مگر ہر کارے لشکر زمرہ کے حاضر تھے وہ خبر لیکر بھاگے زمرہ سے آکر بیان کیا کہ حضور میمونہ گرفتار ہو گیا عمر و نے اُس کو فلان مکان میں بند کیا ہی زمرہ اٹھا کہا میں ابھی جا کر رہا کیے لاتا ہوں یہ کہہ کر جلا قریب لشکر آکر دونوں پاؤں زمین پر مارے غرق زمین ہو کر قید خانے میں آیا میمونہ سرنگون بیٹھا تھا زمرہ نے میمونہ کو پنجے میں دبایا پھر اُسی طرح غرق زمین ہو کر روانہ ہو گیا بعد ٹھوڑی دیر کے خواجہ پھرتے ہوئے اُس طرف آئے نگہبان دروازے پر بیٹھے تھے خواجہ نے اُن سے کہا کہ میمونہ کو نہ سمجھایا مجھ کو خیال یہ ہو کہ اگر اسکو قتل کرونگا تو گلگولہ کو رنج ہوگا دروازہ کھول کر اندر جو آئے تو دیکھا زنجیریں کٹی پڑی ہیں اور نقیب سحر لگی ہوئی ہے میمونہ نہ در خواجہ نے باہر آکر نگہبانوں سے کہا کہ اسکو کوئی ساحر آکر لے گیا چالاک دیر قے نے جوستا اُسی وقت روانہ ہوئے کہ دربار میں زمرہ کے جا کر دیکھیں کہ کیا معرکہ ہے برق و چالاک خدنگا بن کر بارگاہ زمرہ میں آئے دیکھا زمرہ کہہ رہا ہے کہ امی میمونہ یہ عیار بلاے روزگار ہیں اب تم اُن کا بیچنا کہ میمونہ کہہ رہا ہے کہ حضور مجھ کو چین نہ آئیگا جب تک کسی کو قتل نہ کرونگا یہ کہہ کر باہر نکلا چالاک تو پلٹ گیا مگر میان برق فرنگی نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا چودہ پندرہ برس کے لڑکے کی شکل بنا چاندی کے کڑے ہاتھ میں ایک زنجیر چاندی کی کمر میں پڑی ہوئی حلوائی سے ایک روپے کی مٹھائی لی اور پکار کر آواز دی کہ مہتر صاحب میں آپ کا نام سُن کر آیا ہوں چاہتا ہوں کہ آپ کا شاگرد ہو تین برس سے عمر و کا شاگرد تھا اُسے کوئی نسخہ نہ بتایا میں عمر و کو گرفتار کرادونگا میمونہ نے کہا کہ تم کون ہو برق نے کہا کہ وہ جو سامنے گاؤں ہے اُس زمیندار کا بیٹا ہوں گھر سے صد ہار نوپے لا کر عمر و کو دیے عمر و نے وہ نسخہ بھی نہ بتایا کہ جس سے دشمن کو سلاتے ہیں روز فرمایش کرتا تھا آج دس روپے لاؤ کل میں چاہیے ہونگے میں لاتا تھا اور عمر و کو

دیتا تھا اب میں نے سنا کہ میان میمونہ برائے مقابلہ عمر و آئے مین میں نے کہا میں اُنکا
 جا کر شاگرد ہوں یہ مٹھائی حاضر ہی نذر سامری دیکھیے اور اپنا منہ بھر دے میمونہ سوچا کہ
 عمر و بڑا طلوع ہی شاگرد کا منہ بھر دے ہین کہ شاگرد استاد کا منہ بھر داتا ہی مگر خاموش ہو رہا
 لڑ بکے کہ کہا کہ کنارے چلیے نذر اسپر دیکھیے پھر میں آپ کو کھلاؤں میمونہ خاموش ہو کے
 ایک نخل کے نیچے آیا تو کرمی ہاتھ میں لیکر کچھ بدیا کر ٹوکری پھیر دی کہ لو اے فرزند میں نے
 نذر لات و منات دے دی برق نے ایک دو ڈلیان مٹھائی کی ہاتھ میں لین کہا اُستاد
 منہ کھولے میمونہ نے منہ کھولا برق نے دو لون ڈلیان منہ میں دین اور کہا زہر مار کیجیے
 میمونہ نے سنا میں جیسے ہی ڈلیان کھائیں چرخ مار کر گر برق نے پشتارہ میمونہ کا باٹا
 لے بھاگا یہاں وہ وقت ہو کہ دربار شاہی جما ہوا ہو چالاک وغیرہ حاضر ہین خواجہ عمر و
 بھی بیٹھے ہین میثاق و جملہ شاہزادیاں بھی حاضر دربار ہین کہ رنگ کی آواز آئی سب
 دیکھنے لگے دیکھا برق فرنگی پشتارہ بدوش دربار میں آیا خواجہ نے کہا کہ اے برق کسکو
 لائے برق نے کہا کہ اُستاد میمونہ کو لایا عمر و نے کہا کہ اب اسکو قید نہ کرو ستون سے
 باندھ دو میمونہ کو ستون سے باندھا عمر و نے آپ فتیلہ رفع بیوشی دے کر ہوشیار کیا
 میمونہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ دربار شاہی جما ہوا اور سب بیٹھے ہین خواجہ نے قریب آکر کہا
 کہ اے میمونہ دو مرتبہ تمھاری گرفتاری کو ہوا اب ہم دربار نہ سمجھیں گے لات و منات
 پر لعنت کرو تا کہ ہم کلمہ تعلیم کرین میمونہ سوچا کہ ان لوگوں کے ہاتھ سے جان نہ بچے گی
 پکارا اٹھا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری ہنترہ ہو کہ مجکو اپنی غلامی میں لیجیے جب خدمت میں
 حاضر ہوں گا یقین ہو کہ فنون عیاری بھی تعلیم فرمائے گا اور میرے شاگرد ہونے سے آپ
 بہت خوش ہونگے اور فرمائیں گے کہ یہ شاگرد مجکو خوب ملا فرزند ان حضور مجھے راضی ہو گئے
 خواجہ نے کلمہ پڑھایا میمونہ بصدق دل مسلمان ہوا خواجہ میمونہ کو ساتھ لیکر بادشاہ
 کے سامنے آئے میمونہ نے پائے تخت کو بوسہ دیا خواجہ کو مسلمان ہونے سے میمونہ کے
 بڑی خوشی ہوئی کچھ سڑی ہوئی برنی دھپڑے نکالے وہ دربار میں تقسیم کیے اور سب سے کہا
 کہ میں نے نذر مانی تھی کہ جب میمونہ مسلمان ہوگا تو سب اہل دربار کا منہ میٹھا کروں گا

اور میمونہ کو لا کر گلگونہ سے ملایا گلگونہ نے کہا کہ امی میمونہ اصل تو یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ایک سو پچھتر سال کا شوہر کا شاگرد ہی اور بڑے بڑے کارہائے نمایاں انھوں نے کیے ہیں غرض کہ چالاک و برق میمونہ سے مہلت پا کر اپنے کاروبار میں مصروف ہوئے اور ہر کاروں نے خبر دریافت کی اور طرف زمرہ کے بھاگے جا کر خبر کی کہ امی افسر ساحران میمونہ مسلمان ہو گیا فقیر عمر و ہوا زمرہ خاموش ہو رہا مگر دل سے باتیں کر رہا ہے کہ میں نے میمونہ کو لاکھ سمجھایا لیکن اُس نے میرا کمانہ مانا ای زمرہ اب کیا تدبیر کروں کہ میمونہ کسی طرح پھر آجائے اگر ان میں رہا تو ہمارے لشکر سے عیاری کا خاتمہ ہوا میں نے بڑی کدو کاوش کی مگر کچھ زور نہ چلا یہ ذکر تھا کہ لکھ ابر سرخ رنگ آسمان پر نمایاں ہوا یا قوت جادو بڑا بھائی زمرہ کا آگے پہنچا کہ امی برادر مجھ کو خبر ملی کہ ملکہ گلگونہ اور بھائی انکا میمونہ شریک اسلام ہو گئے جو دین قدیم تھا وہ چھوڑا خیر سمجھ لو نگا زمرہ نے کہا کہ امی یا قوت اگر بن پڑا تو بہتر ہے مگر امی یا قوت مسلمانوں نے بڑے سامان کر لیے ہیں میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان وہی سردار حسینان و گلگونہ و ملکہ یا سمن و بحرین وغیرہ ایسے ایسے ساتھ موجود ہیں عیار وہ بلاے روزگار ہیں کہ میمونہ قید ہو گیا تھا میں جا کر قید خانے سے لایا اگر برق فرنگی شاگرد رشید خواجہ ہر وہ پھر گرفتار کر کے لے گیا خواجہ نے کہا کہ اب قید نہ کرو نگا امی میمونہ مسلمان ہو وہ بخوف جان مسلمان ہو گیا یا قوت نے کہا کہ اب طبل جنگی بجو ایسے دیکھیے میدان میں کیا قیامت برپا کرتا ہوں زمرہ نے بہت سمجھایا اگر یا قوت نے نہ مانا تا کہ قید کر کے طبل جنگی بجو ادیا ہر کاروں نے اگر بادشاہ سے خبر کی بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ کدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی وہ تائید ربانی طبل جنگی بچے یہاں بھی نقارہ رزمی گڑ گڑا دیو ہوں لشکروں میں طبل جنگی بچے تیار بیان ہونے لگیں چار پہرات گزر کر وہ وقت آیا کہ لطم

یہ دو سر نام ملکہ حسینان کا ہے اور اس کا تہ سے اس کا تہ ہے

۱۰۱	یکایک ہوا وان سحر کا تصور ۴۰	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور ۴۰
۱۰۲	وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خواہ اور روشن نگاہ ۴۰
۱۰۳	سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ۴۰	نشان آگے آگے خط صبح کا ۴۰
۱۰۴	کیا دبدبہ خلیق پر آشکار	کہ پہلے کیا زار غ شب کو شکار ۴۰

دو نون طرف کے لشکر تیار ہو کر میدان کا زرارین آکر پہونچے یا قوت بلبلاتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرے کی ہو وہ نکلتے تم لوگوں نے میرے بھائی کو بہت ستایا اب اسکا بدلہ لوں گا جیسے ہی اسنے پکارا سردار حسینان طاووس اپنا بیڑا کر نکلیں بادشاہ سے اجازت لی مقابلہ یا قوت میں آئیں یا قوت نے جو سردار حسینان کو آتے ہوئے دیکھا جمال جان آرا دیکھ کر رنگ ہو گیا کچھ سحر کیا جب سردار حسینان سامنے آئیں کہا اے شہنشاہ اقلیم خوبی دای سرور وان بلغ محبوبی مجھ کو بڑا تاسف ہوتا ہے کہ تم ایسی شاہزادی شریک مسلمانان ہوئیں قدرت کو کیسا قلق ہوا ہوگا اگر اب آپ ادھر آئے کا قصد کریں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ قدرت سے خطا معاف کر دوں گا آپ آگاہ ہونگی کہ میں بادشاہ قلعہ یا قوت نگار ہوں جو چاہوں سامان کروں کل ملک آپ پر منتا کر دوں گا سردار حسینان نے کہا بس اب یہودہ نہ بکویہ میدان کا زرارہ ہو کمال اپنے سحر کا دکھاؤ یا قوت نے کہا کہ میرا ہاتھ آپ پر نہ اٹھیں گا ملکہ نے کہا کہ کوئی ہلکا سحر کرو یا قوت نے کہا اے ملکہ عالم بہت باتیں مجھ کو مانع ہیں اول تو آپ کے بزرگوں سے اور میرے بزرگوں سے ملاقات ہو مجھ کو بڑا قلق ہوگا اگر آپ کو میرے ہاتھ سے کوئی جستم زخم پہونچے گا ہر چند کہ اور بھی شاہزادیاں مسلمان ہوئیں مگر آپ کا شریک ہونا بڑا غضب ہے سردار حسینان نے جب بہت کہا تو یا قوت نے ایک گولہ پھینکا سردار حسینان نے گولہ کاٹ کر بائے نازک سے کڑا نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر پھینکا مارا ایک شعلہ جوالہ تھا کہ طرف یا قوت کے چلا یا قوت سمجھے ہٹتا جاتا ہوا اور نام اپنے بیرون کا لیتا جاتا ہوا اور چاہتا ہے کہ اپنے کو بچاؤں مگر وہ کڑا قریب آکر پھٹا اُس میں سے ایک سنہری پتلی نکلی نکلتے ہی اُسنے قریب یا قوت آکر سلام کیا اور پشت پر ہاتھ پھیر دیا جیسے ہی پشت پر ہاتھ پھیرا آنکھیں یا قوت کی سرخ ہو گئیں اور چہرہ تمنا یا تجھوٹنے لگا اور زور و شور سے ہوا بھی ٹھنڈی چلی پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم میرا تو یہ حال ہے کہ ربط و ضبط محال ہے یہ کہ کر مجموع مجموع کر یہ چند اشعار پڑھنے لگا

نزدیک اب خوشی نہیں آتی سوائے رنج
اسکی خوشی ہی دل سے کہیں اُسکے چاہے رنج

مٹنے ترے فراق میں ایسے اٹھاے رنج
فرجاًؤں میں کہ ہر سون رہوں مبتلاے رنج

جس طرح اُسکے ہجرین پہننے اٹھائے رنج	دشمن بھی اس طرح سے نہ ہو مبتلائے رنج
ان بیوفا حسینوں سے اپنا لگا کے دل	کیا فائدہ اٹھائیے بیٹھے بٹھائے رنج
افسوس خوار بین بھی تو آتی نہیں خوشی	دل میں ہمارے اب یہ بندھی ہو اے رنج
طاقت نہیں ہو مجھ میں کہ سطوت بیان کروں	میں نے فراق یار میں کیا کیا اٹھائے رنج

یہ اشعار پڑھ کر سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا اے مالکِ عالم جو حکم دیجیے وہ بجالاؤں شاہزادی نے جواب دیا کہ زمرہ کا سر لاؤ تو تمھارا کتنا قبول کرین اُسکا سر لا نا یہ ہمارا امر ہو یا قوت نے کہا اچھی لا یا زمرہ تخت پر سوار بیٹھا تھا کہ یکا یک دیکھا یا قوت جادو آکھین مثل خون کے سُرخ تینہ کھینچے ہرے آتا ہو نعرے کرتا ہوا کہ منم یا قوت جادو اور زمرہ بیجا تو نے مالک کو کیا صدر سے پہنچایا کہ اُنھوں نے سر میدان ارشاد فرمایا بس اب اسی میں بہتر ہو کہ تخت سے اتر آو رنہ تخت سلطنت کو تختہ کبابوت بناؤ لگا بذاتِ قتل کرو لگا زمرہ نے فوج کو اشارہ کیا کہ اس دیوانے کو روکو نہیں معلوم سرورِ حسینان نے کیا سحر کر دیا کہ اسکا قلب اُلٹ گیا مجکو گالیان دینا ہو اور مجھ سے بہت چھوٹا ہو میں نے اسکو گودیوں میں پالا سحر کھا باخار فراسیا میں بھی لاکھوں روپے خرچ کیے تب یہ لائقِ سحر کے ہوا فوج واسے بڑھے جو روکنا ہو یا قوت زبان تیغ سے جواب دیتا ہو چند افسروں کو مارا اب تو لوگوں نے آکر فریاد کی کہ اٹھو نہ ہم کو مارے تیری ہم اُس پر ہاتھ نہیں ڈالتے اگر فرمائیے تو مار کر نکال دین زمرہ نے ناچار ہو کر حکم دیا کہ جس طرح بن پڑے میرے سامنے سے ہٹاؤ اب تو سحر و جادو نے بلوہ کیا اگر یا قوت ساحر زبردست ہو جب گولہ مارا دس دس کو برما کر نکل گیا کوئی قریب نہیں آتا دور سے لینا لینا کر رہے ہیں عین گرمی جنگ ہو یا قوت کے ہاتھ سے ہزار دو ہزار آدمی مارے گئے چاہتا ہو لڑ بھڑ کر قریب زمرہ کے پہنچوں اور اسکو تخت سے اتار لوں سارے پرے باندھے ہوئے ہیں یا قوت کو نہیں آنے دیتے بڑھ بڑھ کر دکتے ہیں بہت بڑا ہنگام ہو کہ آسمان پر لکڑی ابر سُرخ پیدا ہوا ہزار باطا کر زمرہ کرتے ہوئے وہ ابر اگر پھٹا سب نے دیکھا کہ جمشید ثانی لکارتا ہوا آتا ہو کہ او یا قوت یہ کیا بیجائی ہو کہ بھائی سے یہ فتور کرتا ہو جادو ہو یا قوت نے کہا کہ او بیجا اُجھوٹے خداوند مجکو ڈراتا ہو میں خوف

نہ کرونگا تیرا بھی سرکاٹ لونگا جمشید نے کہا کہ او دیوانے تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ میرے اوپر دست اندازہ ہو تجھو ایسے میری سرکار میں بہت سے غلام ہیں ایک تانچہ مار دوں گا کہ تیرا سر اڑ جائیگا یا قوت نے کہا کہ اونا ہنجا تیری قضا آئی ہو جمشید نے بہت سمجھایا چاہتا تھا کہ یہ پلٹ جائے اور زمرہ پر توجہ نہ کرے بندے میرے مجھ پر تن کرینگے کہ وہ اپنے ہوش میں نہ تھا اُسے مار ڈالا اور یہ سچیا نہیں مانتا مگر سردار حسینان یا تو میدان میں کھڑی تھی یا جمشید کو جو دیکھا پلٹ آئی بہار اعجاز بیان نے پوچھا کہ بوا کیوں پلٹ پڑیں سردار حسینان نے کہا بوا یہ نگوڑا بڑا ساحر زبردست ہے یادہ کبر و نخوت سے مست ہے بار سحر اسکا ہم لوگ نہیں اٹھا سکتے اس وجہ سے میں چلی آئی کہ ایسا نہ ہو مجھ پر پلٹ پڑے اور گرفتار کر کے لیجائے اب تو میں اطمینان سے بیٹھی ورنہ مجھے چین نہ لینے دیتا خدا نے آبرو بچائی دیکھیے اب کیا ہو یہاں تو یہ ذکر ہیں وہاں جمشید و یا قوت سے ٹکرا رہی ہوئی آخر جمشید نے جھلا کر تخت اپنا بڑھایا اور قریب یا قوت آیا یا قوت نے جو دیکھا کہ جمشید میرے قریب آیا کہا ای جمشید میں زمرہ کو زندہ نہ چھوڑوں گا معشوقہ نے سرانگا ہو جمشید ثانی نے کہا کہ کیا مجال ہو جو زمرہ پر ہاتھ ڈال سکے بس بہتر اسی میں ہے کہ کنارے جا کر بیٹھ ایسا نہ ہو کہ تیری قضا آجائے اسپر یا قوت نے کہا کہ نہ خود خواہان ہوں کہ تجھ کو قتل کروں جمشید نے تخت یہاں تک بڑھایا کہ پاس یا قوت کے آگیا جمشید نے ہاتھ تھام کر کہا کہ ای یا قوت بس اب خاموش رہو زیادہ نہ بلبلاؤ ہر چند جمشید نے سمجھا یا مگر یا قوت خاموش نہ ہوا جواب دیے گیا جمشید نے جھلا کر ایک تانچہ مار دیا کہ سر یا قوت کا اڑ گیا یا قوت کو مار کر قریب تخت زمرہ آیا زمرہ تخت سے کود پڑا پایہ تخت جمشید پر ہاتھ رکھا کہا یا خداوند میں نے اسکو ہر چند منع کیا کہ مسلمانوں میں سے بڑے ساحر ہیں تو ان کے مقابلے میں نہ جا کوئی تجھ سے نہ دیگا مگر اسنے نہ مانا پل جگا بجا کر میدان میں گیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اسنے صرف اتنا جو پکار کر کہا سردار حسینان نے نکل کر اس کو دیوانہ کیا اور یہ اُس کو دیکھ کر عاشق ہوا جمشید نے کہا کہ اب قدرت جانے ہیں پلٹ جاؤ زمرہ جادو و رنجیدہ پلٹا مگر ساتھ والوں سے کہتا ہوا کہ یارو تم نے دیکھا کہ کیا ہوا یا قوت کی موت دامن گیر تھی قدرت نے اُسے

کیسا کیسا سمجھا یا لگیا قوت نے نہ مانا ہر چند کہ قدرت پر زوال آیا ہو مگر پھر بھی قدرت سے کون
مقابلہ کر سکتا ہو اگر ایسے نہ ہوتے تو دعویٰ خدائی کیوں کرتے اب وقت خرابی آیا مگر جمشید جو
یہاں سے پلٹا اب کو چمکانا ہوا جانا ہو کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد
سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہو نظم

دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عشق
میری تقدیر سے ہاتھ آگئی ہی شریعت عشق
ایسا تھا مجھ میں کہ ان زوریہ ہر طاقت
دل غنی ہو مرا ہو پاس مرے دولت عشق
میں نہیں آپ میں طاری ہو بہت غفلت عشق
بس اسی شخص کو اللہ نے دی نعمت عشق
قیس و فرہاد سے بڑھ کر ہوئی ہو شہر عشق
خواب میں بھی نظر آئی نہ مجھے صورت عشق

بندہ عشق ہوں کیونکر نہ کروں مدحت عشق
مرتبہ اپنا سمجھتا ہوں سوا شاہوں سے
نا توانی میں جو فرقت کے اٹھائے صدمے
اب مرے سامنے منعم کی حقیقت کیا ہو
کیون بلایا ہو مجھے جام شراب اے ساقی
تلخ کامی کا مزہ جسکے مقدر میں ہوا ہو
رات دن میں جو حسینوں میں رہا کرتا ہوں
کیا مزا اس میں ہو ذلت کے سوا اے سطوت

جمشید نے سر اٹھا کر جو دیکھا تو پہلو پر کوہ کے ایک باغ ہو دروازہ اُسکا مثل آغوش عاشق
گھلا ہو اُس باغ کے اندر سے گانے کی آواز آتی ہو جمشید تو جانتا ہو کہ جو کوئی اس حوالی میں
ہو گا وہ میرا مطیع ہو گا تخت کو بڑھا دیا دروازے پر باغ کے آیا تخت سے اُترا باغ میں داخل ہوا
وہ بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر ہو گیا چہار جانب گلہارے رنگارنگ و شکوفہ ہارے
بو قلمون نخل چھوٹے چھوٹے پھولوں سے لدے ہوئے گلہارے بنے ہیں ہر سمت جوش بہار ہو
ہر چند کہ وقت شب ہو لیکن آشیانوں سے طائر چمک اُٹھتے ہیں جانتے ہیں کہ صبح ہو گئی نسیم
ہر روش پر خرامان ہو چھوٹوں سے ہوا کے جو نخل ہلتے ہیں تو ان سے پھولوں کا منہ برس با
ہو جمشید یہ سامان دیکھ کر مبہوت ہو گیا دل سے کتنا ہو کہ یکس مشوق سبتر رنگ کا باغ ہو
جسکا ہر بھول رشاک داغ ہو ہر سمت چمنستان لالہ بڑے تکلف سے راستہ ہیں صاف ثابت ہو
کہ ستارے چمک رہے ہیں بھول مہک رہے ہیں طائر آشیانوں سے چمک رہے ہیں چھوٹے
نسیم کے سبک رہے ہیں جمشید یہ تماشا دیکھتا ہوا وسط باغ میں جو پہونچا دیکھا کہ ایک چوہ ترہ

۴۰۳

بلور کا ہوا سپر فرس مشجر بچھا ہوا اور ایک نازنین پری پیکر جو منظر ابرو بلال عارض بدر آسمان کا
مسند پر بہ تکلف بیٹھی ہو ایک گائٹن نہایت شوخ و شنگ تڑپ تڑپ کر وہی اشعار مذکور گاری
ہو جمشید ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہو تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان سے
ایک ساحر آیا تخت پر سوار تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے موتیوں کے مالے گلے میں نہایت
آراستہ و پیراستہ تخت سے اپنے اتر کر اُس نازنین مسند نشین نے جو دیکھا یقین کامل ہوا کہ
اب صدمہ ہو نچیکا چہرہ متغیر ہو گیا گائٹن خاموش ہو رہی مگر یہ جوان جو آسمان سے آیا تھا اظہار
ہوا اچھو لوں کو اٹھا اٹھا کر سو گھٹنا ہوا قریب محفل آیا پکار کر کہا کہ اے گدا گدائیں آرا تھنے
ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آدین گے دل کو تیرے تسکین دین گے دوپہر رات گئے تک انتظار
کیا آخر خود ہی چلے آئے اُس نازنین نے تیر پر بل ڈال کر جواب دیا کہ حقیقت میں وعدہ فلا
ہو امین لباس وغیرہ پہن کر آ بیٹھی اور گائٹن نے آج وہ اشعار گائے کہ دل کو بیقرار
کر دیا اسی شغل میں بھنسی رہی نہ اسکی اب کل پرسوں آؤنگی اُس جوان نے کہا کہ اے ملکہ عالم
مجھ پر رات بہ رات ہوگی جلسہ آراستہ ہو رہا وہ گائے والیان بلائی ہیں کہ اگر سنو تو ہوش نہ
نہ رہیں خوش آواز گل فروش کیسی خوش آواز ہو اگر زہرہ فلک مئے تو زمین پر آ جائے
انسان مہبوت ہو جائے آپ تشریف تو لے چلیے گلزار نے کہا کہ اس وقت تو مجھ کو فرست
نہیں ہو مگر وقت پر آؤنگی اُس جوان نے کہا کہ آپ میرے مزاج سے واقف ہیں جب آپ
تشریف لے چلیں گی تو طبیعت کو فرحت ہوگی ایسا نہ ہو کہ ابالی جلسہ پریشان ہو کر صحبت
کو برخاست کریں اُس نازنین نے کہا کہ تم چل کر ٹھہرو ہم صبح ہوتے آدین گے جوان نے
کہا کہ ہم نہ مانیں گے ٹکڑو درخت پر سوار کر کے لے چلیں گے وہ نازنین لاکھ انکار کرتی ہو
مگر یہ جوان نہیں مانتا یہی کہے جاتا ہو کہ ابھی چلو اے گلزار ہم دوپہر تڑپے ہیں آج کھانا
نہیں کھایا میں جو اپنے باغ میں جاتا ہوں تو کوئی نخل اچھا نہیں معلوم ہوتا ہر چند کہ لازم
نے بڑے تکلف سے نخل آراستہ کیے ہیں مگر دل کی کسی کو کیا خبر ہو تمہاری محبت کا دل ہی پر
لا شریو اُس نازنین نے کہا کہ اے شمشاد جاؤ زیادہ تکرار نہ کرو اور چلے جاؤ ایسا نہ ہو مجھ کو
غصہ آجائے تو پھر کبھی نہ آؤنگی میں کچھ تمہاری نوکر نہیں ہوں ہر چند کہ وعدہ کیا تھا وہ پورا

نہ ہوا اور وقت آوینے کیا اس میں تم ہو گیا اپنی ہی کہے جاتے ہو ہمارا کہا نہیں سُننے اور تم سے
 کہنے کہا تھا کہ ہم سے محبت کرو مجھے تو ان باتوں سے نفرت ہے میں اپنی صحبت میں شگفتہ ہوتی ہوں
 وہ جو ان یہ کہتا ہوا بڑھا کہ بس اب اٹھو چنچل کر چلیں اب تخت پر سوار ہو ٹھوڑی دیر میں
 جلی آنا وہ نازنین گھبرا کر اٹھی کہا صاحب میں تو نہ جاؤنگی اُس جو ان نے کہا کہ اے ملکہ عالم ہر چند
 باغ تھا را سحر بند ہو مگر تم نے افسوس ہو کہ سحر نہ سیکھا اس کمال سے محروم رہیں اُس نازنین
 نے کہا کہ میں نگوڑی سحر کو سیکھ کے کیا کرتی جن لوگوں نے سیکھا وہ کس فیض کو پہنچے مجھے معاف
 رکھو نہ یادہ حکومت نہ کرو ورنہ بہت بچتاؤ گے اُس جو ان نے کچھ خیال نہ کیا قریب مسند کے
 آئے اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا اپنے تخت پر بٹھایا قصد ہوا کہ لیچلون اُس نازنین نے
 آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ صاحب مجکو زبردستی لیے جاتے ہو میرا دل نہیں چاہتا اُس
 جو ان نے کچھ جواب نہ دیا جمشید کو یہ معرکہ دیکھ کر بہت ناگوار ہوا دل سے کہتا ہوں کہ اے جمشید
 یہ کیسا ستم ہو کہ اس نازنین کو یہ جو ان زبردستی لیے جاتا ہو وہ نہیں جاتی کیا زبردستی ہو اسکو
 روک لون یہ سوچ کر آگے بڑھا پکار کر آواز دی کہ اے شمشاد تاجدار اس مہ جبین پر کون
 بدعت کرتے ہو وہ نہیں جاتی اپنے جلسے میں بیٹھی ہو اب گلزار نے جو جمشید کو دیکھا چہو
 سُرخ ہو گیا تخت سے کود پڑی کہا میں تو نہ جاؤنگی اُس جو ان نے پھر ہاتھ تھاما کہا میں ضرور
 لیجاؤنگا یا خداوند آپ کیون دخل دیتے ہیں آج آپ کو یہاں دیکھا میں مہینوں سے روز
 آتا ہوں یہ امر روز فردا پر مثال دیتی ہو ہزار بار دہیہ میرا کھا گئی آج ضرور لیجاؤنگا جمشید نے
 کہا معشوق یوں ہی رقم کھا جاتے ہیں میں تو نہ جانے دوں گا اس نازنین پر مجکو رحم آتا ہو شمشاد
 نے کہا کہ یا خداوند میں آپ کا پاس کرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ کو لال پہونچے میں آج نہ لال
 اہل جلسہ سے کہہ کر آیا ہوں کہ میں جا کر گلزار کو لانا ہوں وہ سب انتظار کر رہے ہوں گے اگر
 خالی جاؤنگا تو بڑا حجاب ہو گا جمشید نے کہا کہ اے شمشاد اگر بگڑو گے تو کیا کرو گے ایک تانچہ
 مار دوں گا کہ سر اڑ جائیگا شمشاد نے کہا کہ یا خداوند اس وقت اگر قضا آپ ہی کے ہاتھ سے ہو
 تو ناچار ہوں ورنہ سحر میں کم نہیں ہوں یہ سن کر جمشید آگے بڑھا ٹھوڑی پر ہاتھ ڈالا قہقہہ کیا
 کہ سحر کروں شمشاد نے پیشتر ہی سے گولہ نکال کر مارا جمشید ایسے سحر کو کب مانتا ہو لٹا ہاتھ

مار دیا وہ گولہ بھٹ کر گرا آپسین سحر چلنے لگے جب جمشید سحر کرتا ہوتا تھا تو شمشاد تھرا جاتا ہوتا تھا پانوں میں
 ریشہ بڑ جاتا ہوتا تھا اور شمشاد جب سحر کرتا ہوتا تھا تو جمشید سحر کرنے سے ہنس کر دفع کرتا ہوتا تھا اور کہتا جاتا
 ہوتا کہ اے شمشاد دیکھو ابھی خیر ہو قدرت کو غصہ نہیں آیا اگر قدرت کو غصہ آجائے گا تو پھر بہت
 بچتاؤ گے تم کو جنہم میں پھینک دوں گا آگ میں جل جلا کر پڑ پڑے گا مگر شمشاد ایسی کب سنتا ہوتا
 تھا اور مارا جاتا تھا جب شمشاد نے تلواریں برسائیں تو جمشید کو تاب نہ آئی لٹکا کر آواز دی
 کہ اے شمشاد کیوں عورت پر دباؤ ڈالتا ہو پس اب تیری قصداں منگیروں سے قتل کی ہیں تیرے
 ہر چند جمشید نے سمجھا یا مگر شمشاد نے نہ مانا سحر کیے گیا گلغذا حیران حیران دیکھ
 رہی ہو اور دل میں کہتی ہو کہ میں نے شمشاد کو چاہتی ہوں اور خداوند جمشید ثانی کی
 خواہاں ہوں یہ ناحق آپس میں دونوں لڑ رہے ہیں شمشاد سیکار اپنی جان دیتا ہوتا تھا
 سے کیونکر سب رہو گا مگر جمشید نے جب دیکھا کہ یہ جاہل کسی طرح نہیں مانتا تو کار دھر چھوٹی
 سے نکالی شمشاد پر پھینک مارا شمشاد نے ہر چند چاہا کہ اپنے کو بچاؤں مگر کیسے بچ سکتا
 تھا کار دھر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گزری شمشاد کے مرنے سے دیر تک اندھیرا رہا
 جب تاریکی دفع ہوئی تو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شمشاد جاؤ ورنہ جمشید ثانی ٹھلنا ہوا
 سامنے گلغذا کے آیا کہا اے معشوقہ خوب درد اور حسد ان منظور نظر قدرت تھی وہ جا کر
 طلسم کشا پر مائل ہوئی اب میں چاہتا ہوں کہ اُسی عرصے پر تجھ کو قائم کروں گلغذا نے
 عرض کی کہ قدرت نے شمشاد کو ناحق مارا وہ تو دیوانہ مزاج تھا میرے اوپر ہمیشہ آگے
 یوں ہی دباؤ ڈالتا تھا مگر کبھی میں نے اُسکا کہنا قبول نہیں کیا مگر آج اُسکی قصا تھی
 کہ آپسے تکرار کی یہ سمجھا کہ قدرت پر سحر کیونکر تافہیر کرے گا قدرت تشریف لیچلیں میں بادا
 نخل صحرائی سے صلاح کروں گی اگر انھوں نے بھی قبول کیا تو ضرور حاضر ہوں گی جمشید نے
 کہا اے گلغذا میں انتظار کروں گا اور سبقت راز ہوں گا گلغذا نے کہہ دیا کہ میں نے تو
 عرض کیا کہ اگر بادا جان قبول کر لیں گے تو میں ضرور حاضر ہوں گی جا جاسے خلوط میری
 تقریب کے آئے ہیں باپ نے وہ خطر رکھ چھوڑا ہے ابھی کسی کو قبول نہیں کیا کیونکہ ایک
 کو قبول کریں گے تو باقی لوگ بلوہ کریں گے جمشید بے سکر ملا گیا گلغذا نے بعد جانے جمشید کے

باغ سے نکلی ایک صحرائین آکر آواز دی کہ اے والد نامہ! مجھے کچھ عرض کرنا ہے یہ سنا ایک طرف سے
 نخل صحرائی آیا بیٹی کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسے دیے ہر چند کہ گلے غدار کو یہ حرکات باپ
 کے ناگوار ہوتے ہیں مگر باپ جان کے خاموش ہو رہتی ہو اور چونکہ نخل صحرائی کی زوجہ
 انتقال کر چکی ہو یہ چاہتا ہو بیٹی پر قبضہ کروں اسی وجہ سے کسی کا پیغام قبول نہیں کرتا ہو
 بیٹی کی صورت دیکھ کر دلمین کہتا ہو کہ ایسی حسین کو اور کے حوالے کیوں کروں خود ہی نہ قبضہ کر لیں
 گلے غدار نے کہا کہ کل عجب معرکہ ہوا اول تو شمشاد تاجدار آیا نہیں معلوم قدرت
 کہانے آتے تھے ایک نخل کی آڑ میں کھڑے تھے جب شمشاد نے بھیر باؤ ڈالا تب قدرت نے
 اُس کو مارا اور فرما گئے ہیں کہ سردار حسینان نکل گئیں تم اُس عہدے پر آؤ نخل صحرائی نے
 کہا کہ اے گلے غدار تو نہ گھبراؤ میں کل آؤنگا جو مناسب ہو وہ کر گذر ونگا جن جن کے خط آئے ہیں
 اُنکو جواب صاف دید ونگا گلے غدار خاموش ہو رہی بلغمین آکر مصروف صحبت ہوئی کنیزوں سے
 کتنی ہی عجیب طرح کا معرکہ ہو کہ قدرت یہ کہ گئے ہیں اور باپ نے عجب جواب دیا ہو کہ جس کا
 منشا میں نہیں سمجھی مگر تشریف لاؤں گے دیکھوں کیا فرماتے ہیں یہ ذکر تھا کہ نخل باغ خشک
 ہونے لگے جانور اڑنے لگے گلے غدار نے کہا کہ شاید والد آتے ہیں یہ اُن کے آنے کی علامت
 ہو درختوں پر زوال آتا ہو طائرین کو تردد ہوتا ہو یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ
 نخل صحرائی تخت پر سواریا رہا چودہ ہزار فوج پشت پر قریب باغ آکر فوج کو اتارا آپ تہا باغ
 میں آیا گلے غدار نے آکر سلام کیا نخل صحرائی نے گلے سے لگا لیا کہا اے نور نظر و اہو یارہ مگر
 میں نے تجھ پر کر لیا کہ تمہارے ساتھ بھونری پھیرون تجھ ایسی معشوقہ کو غیر کے حوالے نہ کروں
 گلے غدار نے سر جھکا کر کہا کہ اے والد نامہ! آپ یہ کیا ارشاد کرتے ہیں آج تک سامری پرستوں
 میں یہ رسم نہیں ہوئی مگر آپ ایسا فرماتے ہیں میں آپ کو کیا جواب دوں نخل نے کہا میں لشکر
 اسی واسطے لایا ہوں کہ باہر حش ہو اور روشنی کیجائے اور میری تیرے ساتھ بھونری پھرے
 اب کچھ تامل نہ کرو گلے غدار نے کہا کہ آپ باہر چل کر ٹھہریے میں سمجھ کر جواب دوں گی نخل صحرائی
 باہر نکل کر بارگاہ میں آکر میٹھا مصاحبوں سے اپنے کہنے لگا عجب مشکل ہو کہ میں مدت سے بیٹی
 پر مرتا ہوں آج اُسے صاف صاف جواب دیا کل پھر سوال کرونگا اگر مان لیا تو مہیا ورنہ

بجبر راضی کرونگا سب نے عرض کیا کہ امی شہنشاہ یہ بڑے غصہ کی بات ہو کسی سامری پرست
ایسا نہیں کیا آپ ایسا ارادہ نہ کیجیے ورنہ بدنام ہو جائیے گا سب سامری پرست برا کہین گئے
دوسری خرابی یہ ہو کہ قدرت عاشق ہوئے ہیں وہ بلوہ کہیں گے اُن کے بلوے کو بھلا کون
روکیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی مقام خون آشام نامے پہلوانان جمعیت تمام آ کے
پہونچا لشکر کو لیکر قریب باغ آکر اُترا اور نخل سے کھلا بھیجا کہ ہمارے خط کا آپ نے جواب
با صواب دیا تھا اور اس جینے کا وعدہ کیا تھا لہذا براہ مہربانی وعدے کو اپنے پورا کیجیے
نخل نے کھلا بھیجا اب وہ تقریب غیر ممکن ہو اُس وقت اقرار کیا تھا اب اس اقرار کا غنا
نہیں ملے گا تو مقام نے جو یہ جواب سنا قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہا کہ نخل صحرائی کو شاید اپنے
سحر پر بڑا گھمنڈ ہو میں وہ سحر کرونگا کہ بھاگتے راستہ نہ ملے گا اُن سے کہہ دو کہ شادی کی تیاری کریں
اسی میں خیر ہو ورنہ طبل جنگی بجا کر مقابلہ کریں نخل نے جو یہ جواب سنا کہا دیوانہ ہوا ہوا ایک سحر
میں بھاگ گیا اُس کی کیا جلال ہو کہ مجھے مقابلہ کر سکے یہ کہہ کر باہر نکل آیا منظور ہوا کہ سحر کون
اک صحرا سے گرد اڑی ایک تاجدار تخت پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار فوج بڑے کدو فرسے
آکر پہونچا دربار گاہ پر جو نخل صحرائی کو کھڑے ہوئے دیکھا تو ہزرگ جان کر جبکہ کمرسلا مل گیا
نخل صحرائی جواب سلام دے کر اشارہ کیا کہ امی شہنشاہ آپ کہاں آئے اُس تاجدار
نے اشارہ کیا کہ میں خط بھیجتا ہوں میرے آئین کا سبب آپ پر ظاہر ہو گا یہ اشارے آپس میں
ہو رہے ہیں اور ہر مقام صفا در تاجدار کو دیکھ کر ساتھ والوں سے بولا کہ نخل صحرائی
نے شاید اس سے بھی وعدہ کیا ہو یہ بھی اس امید پر آیا ہو کہ اُسکی بیٹی سے شادی کرے
مگر ان سب کو سمجھا دوں گا صفا در تاجدار کی بھی یہ لیاقت ہو کہ مجھے مقابلہ کرے یہ ذکر تھا
کہ دوسری گرد اڑی تیغ و زور جاو بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا اُس نے بھی نخل صحرائی کو
پیغام دیا شام تک چھ جادوگر اور پانچ تاجدار اسی حسرت میں آکر اُترے سب نے
اپنے طور پر نخل صحرائی کو نامے لکھے نخل نے سب کو جواب با صواب دیے کہ بیٹی کی شادی
نہ کرونگا اور تدبیر ہو گئی یہاں تو یہ صورت ہو اُدھر مقابلہ شاہ اسلام میں زمر و جادو نے
اپنے مصاحبوں سے صلاح کر کے طبل جنگی بجا لیا اسکو منظور یہ ہوا کہ یہ لوگ طبل جنگی کے

خیال میں رہیں میں شب کو شیخون ماروں شاید غالب آؤں ورنہ لڑ بھڑ کر کل جاؤنگا یوں
اپنی جان بچاؤنگا یہ سوچ کر شیخون آیا جیسے ہی نعرہ زمرہ کی صدا بلند ہوئی تو میثاق اپنی
بارگاہ سے نکلا شاہزادیاں بھی اپنے اپنے خیموں سے نکلیں لشکر زمرہ کو گھیر لیا زمرہ کو
نکلنا دشوار ہو گیا میثاق نے وہ آگ برسانی کہ تمام لشکر آگ میں جلا اب زمرہ واکلا
رہ گیا بادشاہ بھی اپنی بارگاہ سے آئے مصروف جنگ ہوئے زمرہ جادو سے جب دیکھا
کہ شاہزادیوں نے اور میثاق نے وہ آگ برسانی کہ کل لشکر کا خاتمہ ہوا تو ہراسے
اٹھ گئے اپنے کو تخت سے گرایا پر پرواز پیدا کر کے اڑا بہار اعجاز بیان نے گلہ شہ
سحر مارا پھول چو زمرہ پر برسے مہموت ہو کر آسمان سے اتر آیا بہار اعجاز بیان کی
طرح یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا نظم

لہو سے دامن قاتل جو آج لال ہوئے	شہید ناز کو کیا کیا نہ انفعال ہوئے
گلے زبان پر آئے بہت ملال ہوئے	جو ہجر میں تھے وہ صدے شب وصال ہوئے
ہوانہ وال اگر صاحب کمال ہوئے	بلند مرتبہ ہم صورت ہلال ہوئے
شباب یار نے پائی نمود سینے سے	بہار باغ میں آئی شجر نہ مال ہوئے
رقیب سفلہ کر بین عیش ایک ہم پیدا	الم کے واسطے ای رب ذوالجلال ہوئے
سمند ناز کی جولانیوں نے ڈھانپا ظلم	ہزار ہا دل عشاق پاکمال ہوئے
شب وصال نہ شانے نے انکو فرصت دی	یہ کیسے گیسو جانان بچے و بال ہوئے
نہ آیا وعدہ فراموش کیا کہوں رہنما	کہ انتظار میں کیا کیا مجھے خیال ہوئے

بہار نے جو دیکھا کہ زمرہ مہموت ہو رہا ہو تو میثاق کو اشارہ کیا میثاق کو گروان
گولہ مار دیا کہ زمرہ کی پشت کو توڑ کر پار گزرا مرتبہ ہی زمرہ کے لڑائی فتح ہو گئی شاہ
فرمایا کہ اب لشکر گزرنہ کھولے اور میثاق یوں ہی لشکر چلا چلے محکو مقابلہ عنبر بار سے
منظور ہو کہ لوح طلسمی لشکر تہذیب ہوا و خواجہ کا بھی ہاتھ تمام لیا کہ چھوٹے دادا جان آپ
بھی چلے خواجہ بھی ساتھ ہوئے بہان قریب بلغ گلغذاز جو سب شاہ و تاجدار اترے
ہوئے تھے تو جواب صاف پاکر سب نے طبل جنگی بجا یا نخل نے بھی جواب میں طبل جنگی بجا دیا

مگر گلعلیہ ارکو جو یہ خبریں ہوئیں بے اختیار روئے لگی کہ سنا جو یہ کیا آفت ہو یک انار و صد
 بیچارہ و اوجان نے خوب قیامت برپا کرائی ہوئیں ان میں کس کے ساتھ نہ جاؤ لگی اپنی جان و لگی
 صحرا میں نکل جاؤ لگی دشت نور دی میں بسر کرو لگی کنیزین کہانی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھیں جنگ
 کا تماشا دیکھیں چھ جادوگر ہیں ایک ایک ان میں بلا سے رتہ رگا ہو جائے تاجدار ہیں کہ فن پہلوانی
 میں اپنا مثل نہیں رکھتے آپ کے باپ کس کس سے لڑیں گے دروازے پر باغ کے ایک جنگلہ
 بنا ہو مقیش سے چھایا ہوا نہایت آراستہ و پیراستہ یہ سب لشکر رات بھر تیار رہا کیا کیے
 صبح کو میدان میں آکر جمے ایک طرف سے نخل صحرائی بھی آیا لکھ آکر اُس جنگلے میں بیٹھیں
 تاجداروں کو اور ساحروں کو دیکھا کوئی ان میں پسند نہ آیا جمی میں کہتی ہو کہ دیکھے
 خداوند کیا کریں اگر ان سے ماوا جان نے ملت پائی تو خداوند سے کیونکر جان بچاؤنگے
 کہ وہ خداوند ہیں تقدیر کر کے لڑیں گے اول سب سے مقام پہلوان گینڈا اڑا کر میدان
 میں آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر ساحر سے مقابلہ نہ کرونگا غیر ساحر
 جسکا دل چاہے میرے مقابلے میں آئے سر سام ناے پہلوان ایک طرف کھڑا کہ رہا ہو
 سب کو مار کر معشوقہ کو لونگا نخل صحرائی کو قلم کرونگا نہیں معلوم یہ جنگلی کیا سمجھا ہو سب
 وعدہ تو کر لیا اب کسی کو بھی نہیں دیتا مقام وسط میدان میں گینڈے کو ممیز کر رہا ہو
 سب سے آنکھ مل رہا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت و نقارے کی آواز آئی کہ تمام صحرا تھر گیا
 گلعلیہ ارگھرائی کہ یہ کون آتا ہو چلن اٹھا کر دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک تاجدار آفتاب جمال و
 خورشید مثال چلا آتا ہو بارہ چودہ ہزار شاہزادیاں ہمراہ ہیں آگے آگے ایک
 ساحر گولہ فولادی کو چرخ دیتا ہوا پشت پر چار لاکھ فوج گلعلیہ ار بہ نگاہ حسرت اس
 تاجدار کو دیکھنے لگی اور شاہزادوں کو دیکھا کہ چار طرف سے گھرے ہوئے مثل کنیزان کترین نظارہ جمال
 اس شہریار کا کرتی ہوئی محبت ساتھ ہیں مثل سردار حسینان و بہار اعجاز بیان و گلگونہ
 و لکھ باسمن وغیرہ ان شاہزادیوں کو دیکھ کر گلعلیہ ار نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ دریافت
 تو کر یہ تاجدار کون ہے حقیقت میں یہ اس لائق ہو کہ اسکی خدمت میں مشرف ہوں ابھی ایسی
 شاہزادیاں ساتھ ہیں کہ جنکا حسن و جمال میں مثل نہیں کنیز گئی اور دریافت کر کے آئی عرض کیا

کہ امی ملکہ عالم یہ طلسم کشا ہیں اور یہ سب شاہزادیاں عاشق جمال ہیں آگے جو سب کے ساتھ
 ہو یہ وزیر اعظم خداوند ہر اور دنیا ق کوہ گردان اسکا نام ہر مگر مقام نے پھر وہ ہی نکلا کہ
 آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ نے دیکھا کہ وہ ہی تاجدار یعنی سعد شہر بارگھوڑا
 اڑا کر مقابلہ مقام میں آئے گلے عذار بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو کہ مقام نے نیزہ مارا شہر یا
 نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا مقام نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالیا
 تلوار چھین کر پھیپک دی کر میں ہاتھ ڈال کر مقام کو اٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا استخوان
 مقام کے چور چور ہوئے دوسرا پہلوان یعنی سرسام مقابلے میں آیا وہ بھی ہاتھ سے
 بادشاہ کے واصل جہنم ہوا اکلیل جادو کہ اسی فکر میں کھڑا تھا اثر در بڑھا کر میدان میں
 آیا بادشاہ ہر سحر کیا بادشاہ نے لوح محفوظ کو جنبش دی سحر اکلیل جادو کا باطل ہوا حیران
 تھا کہ یہ معرکہ ہو کہ سحر تاشیر نہیں کرتا تلوار بن بر سائیں خنجر گرائے بادشاہ نے قریب آکر نیزہ مارا
 کہ سینے کو توڑ کر اکلیل کے پار گزرا کہ دے کر اٹھایا زمین پر مارا کہ استخوان اکلیل کے چور
 چور ہوئے چھوٹے سحر اور پانچون پہلوان ہاتھ سے بادشاہ کے مارے گئے کسی کے لشکر نے
 بلوہ نہ کیا اس خیال سے کہ لشکر بادشاہ کے ساتھ بہت ہو بارگاہین اٹھڑالین خزانے پھلوں
 پر لد والے جس طرف سے آئے تھے اُس طرف روانہ ہو گئے لیکن نخل صحرائی یہ سب معرکہ دیکھ کر
 حیران ہو گیا کہ ایسے ایسے تاجدار مارے گئے اور ساحر بھی قتل ہوئے مگر فوجوں نے بلوہ
 نہ کیا اگر بلوہ کرتے تو شاید مغلوبہ سے کچھ مطلب نکلتا مگر شاہ کے ساتھ لشکر ایسا ہو سوار
 شیر شکار سپاہ پادان تہو ر شعار اسی پر آمادہ ہیں کہ مغلوبہ اگر ہوتی تو ہم جان و دل سے
 شریک ہوتے اور کچھ نقدی بھی ہاتھ آتا قبضے پر ہاتھ رکھے جھوم رہے ہیں امیدوار میں کہ
 جنگ ہو نخل ساتھ والوں سے کہ رہا ہو کہ ایسے جانباڑ کسی کی فوج میں نہیں سب آمادہ
 جنگ و حمیاء کارزار ہیں کیون یا رو اب کیا کروں ان کو رو کون کہ نہ رو کون ساتھ
 کہتے ہیں کہ یہ طلسم کشا ہیں کسی کے روکے سے نہ روکین گے تاجزیرہ عنبر بار جادوین گے مشہور
 ہو کہ خداوند نے لوح عنبر بار کے پاس رکھی ہو ہم لوگ کیا روک سکتے ہیں مگر گلے عذار نے
 جو کئی مرتبہ چلن اٹھائی تو بادشاہ سے نگاہ مل گئی بادشاہ بھی دیکھ کر عاشق ہوئے فرمایا اگر

میشاق یہ باغ کسکا ہو میثاق نے کہا باغ نگاہ زار حسین آرا کا ہی یہ جو نخل صحرائی سلسلے
 کھڑا ہو اسکی دختر ہو بادشاہ نے اسی مقام پر لشکر اتارا بارگاہ استاد ہوا اور دھڑکے لڑکھڑا
 اشتیاق ہو کہ اس شہر یار سے کیونکر ملوں بنگلہ میں آکر تھی مگر بلبل و حزین دل پر ہجوم غم والہ کسی
 سے بات نہیں کرتی آج شرب کو خاصہ بھی نہیں کھایا دوپہر رات گئے سرنگون بیچی تھی اور
 نگاہ طرف بارگاہ شاہی کے تھی کہ کان پین آواز گانے کی آئی یہاں فیروزہ بن عمر و سنا
 بادشاہ کے تائین مار رہا تھا بادشاہ قسریفین کر رہے تھے گلغزار نے جو کان لگا کر سنا
 تو معلوم ہوا کہ یہ اشعار عاشقانہ گاربا ہو فطیم

<p>شرک اسلام کیا مذہب دایمان چھوڑا لاکھ وہ دست گریبان ہوا لیکن میں نے وحشت عشق کی کچھ خانہ خرابی کو نہ پوچھ زندگی خواب ہو خافل یہ زمانہ ہو خیال دست گسٹخ نے کیا کام کیا ہو شپ و صل خام تھا عشق زلیخا کا کہ خلوت تھی نصیب اٹھ گیا محفل عشاق سے وہ آفت جان شرک دنیا کو کیا ایک بقول رہ عنا</p>	<p>حیف اک بت کو نہ مردان علیخان چھوڑا مرتے مرتے بھی نہ اُس شوخ کا داماں چھوڑا قیس نے ایک نہیں دشت و بیابان چھوڑا تو نے اسپر بھی نہ ایتاک اُسے نادان چھوڑا کہ کسی طرح نہ اُس شوخ کا داماں چھوڑا اُسپہ یوسف سے پریزا د کا داماں چھوڑا کوئی نالان کوئی حیران کوئی بیجان چھوڑا تجھ کو دنیا نے نہ مردان علیخان چھوڑا</p>
---	--

یہ آواز سن کر گلغزار سے صبر نہ ہو سکا لباس مردانہ پہنا کنیزوں نے پوچھا آپ کہاں
 جائیے گا کہا میں درباغ تک جاتی ہوں میرے ساتھ کوئی نہ آئے کنیزین تو رگ گئیں مگر ملکہ
 شہلٹی ہوئی درباغ سے نکلی دور سے دیکھا کہ تمام لشکر میں روشنی ہی بازاروں میں مجبہ
 گل فروشان ہو ایک جانب نشے باز دوکانوں پر بھنگیٹون کے ہنگامہ کر رہے ہیں کسی نے چوٹی
 پھینکی اور پکار کر کہا کہ بی ساقن صاحبہ سال جہان کے ٹرے پلاؤ تمھاری نگاہ سے نشہ ہوتا ہو
 بھنگیٹون نے چلم بھر کر دی جو ان نے حقے کا ہاتھ بڑھایا کہ بی ساقن ذرا منہ لگا دو ساقن
 نے دم لگا کر جو حقہ دیا تو نہال ہو گئے پکار اٹھے فرد نہ آزا ہر کے دم میں تو اگر کچھ دھن کا پکا
 ہشت اک باغ ہو دوزخ بھی اک شرعی دھڑکا ہو ہر طرف یہی ہنگامے ہیں ایک جانب

میخانے میں شرابی شراب پی کر بلبلارہے ہیں کوئی گرا پڑا ہو کوئی بیٹھا ہو اچانک رہا ہو کسی کی
 بیگمیری گلے میں کوئی تنکے پائون پھر رہا ہو کوئی بیقرار ہو کر پکارتا ہو کہ یار وایسی صحبتیں کب
 کسیکو نصیب ہوتی ہیں گلے دار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا شرم و حجاب و امنگیں ہوا کنارہ لشکر
 بادشاہ سے بیٹھی طرف باغ کے ٹونے کئی صحرا کی جانب منہ اٹھ کیا خیال میں ہو کہ باغ آگے لمیگا
 کوئی آدمہ کوس راستہ طر کر گئی سر اٹھا کر دیکھا کہ کچھ لوگ بیرون درہ کوہ اترے ہوئے ہیں
 لالٹینیں لگی ہیں ان میں شمع ہائے موی و کافوری روشن ہیں یہ سامان دیکھ کر گلے زار رُکی
 اور سمجھی کہ میں راستہ بھول گئی بیٹھی اور راستے پر نکل گئی وہ دو پہر رات اسی دوا و دوش ہیں
 کبھی کہ مرغ سحر نے اذان دی سوچی کہ اب تو روشنی ہوتی جاتی ہو جلد باغ میں پہنچ جانا چاہیے
 ایک طرف چل نکلی کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا اور روشنی ہونے لگی مگر ابھی نیر اعظم بلند نہیں
 ہوا طائر اپنے آشیانوں سے نکلا کمر شاخہ نخل پر بیٹھے خدا آئی و نعت رسالت پناہی کرنے
 ملے بقول شاعر فرد ہر گیا ہے کہ بر زمین روید و دعدہ لاشریک نہ گوید و دیگر برگ درختان
 سبز نظر ہو شیار ہر درختے دفتر لیت معرفت کر دگار ہٹھوڑے عرصے میں تاریکی دفع ہوئی صبح
 ہو گئی دیکھا وہ جی جنگل ہو نہیں موج مار رہی ہیں بعض شجر بے برگ و بار ہیں مگر پودے جا بجا
 آراستہ صاف معلوم ہوتا ہو کہ چادر مروارید فرش زمرد پر ڈال دی ہو ملکہ یہ سب سامان
 کھڑی دیکھ رہی ہو مگر جی میں کہتی ہو کہ افسوس ایسا راستہ بھولے کہ تا بہ باغ نہ پہنچے اُسی
 جنگل ہی میں بھنسے رہے اب دیکھوں عیش کیا مزاد کھائے لوگوں کی زبانی سنا کرتی تھی
 کہ عاشق و معشوق دونوں تباہ رہتے ہیں اُسکے تو خلاف دیکھا کہ کسی معشوق کو ریختہ نہیں
 دیکھا مگر ہماری تقدیر میں آوارگی ہو کس خیال سے نکلے تھے اور کیا انجام ہوا یقین ہو کہ
 اسی صحرا میں ہلاک ہوں کل گیارہ عاشق مارے گئے ہم جنکے عاشق ہوئے اُن سے یوں
 جدا ہوئے کہ کنارے تک لشکر کے جا کر ملیٹ آئے اس صحرا میں آکر پہنچے دیکھیں اب تقدیر
 کیا دکھائے حضرت عشق کے کرشمے نئے ہیں سُن جلی ہوں کہ مجنون و فرما دے کیا کیا صدے اٹھا
 مگر کچھ بات نہ آتا قیس دیوانہ وار و وحشی مثال دشت نجد میں رہا فرما دے کو کہنی کی انجام پہ ہوا
 کہ آج تک وہ دیوانے مشہور ہیں بقول شاعر فرد عشق وہ گل ہو کہ دامن میں ہیں جسکے سوخا رہا

عشق وہ بلغ ہر جس میں نہ کبھی آئے بہار ۴۰ وصل معشوق نہوا تباہ و ہر باد و سر پہ کیا کیا رنج و الم سے
 نظم طوق و زنجیر اسکا گناہ ۴۱ میان مجنون نے جسکو پہنا ہر ۴۲ گو کہ گزری نہیں پہنستے ہیں ۴۳
 اسکے دیوانے تنکے چننے ہیں ۴۴ یہ کرشمے اسی کے سارے ہیں ۴۵ کیسے کیسے جوان مارے ہیں ۴۶ زلیخا
 کی بربادی حضرت یوسف کی آبادی کون دل شاد رہا ہر شخص نے ظلم سہا اس سوچ میں گلغذا
 کھڑی تھی کہ صحرائے گرد اڑی دیکھا کہ ایک تاجدار مرکب باد و رفتار پر سوار پشت پر دو چادر
 سوار شکار کھیلتا ہوا آتا ہو گلغذا ار نے جو اُس تاجدار کو دیکھا گھبرا گئی حیران تھی کہ کہاں
 جا کر چھپوں کہ اُس تاجدار نے دوسرے دیکھا کہ ایک معشوقہ پری پیکر دریائے جواہر میں
 غوطہ زن شبنم میں رشک چمن زریور پھولوں کا زیب بدن دیکھتے ہی بقیہ قرار ہو گیا پکار کر
 آواز دی کہ امی شمع شبستان دلبری و امی رواج دہندہ رنگ ساحری تو کون ہو کہ
 اس دشت ہولناک میں تنہا کھڑی ہو میرے ساتھ چل میں تجکو سخت پر بٹھاؤں عزت و
 آبر و بڑھاؤں گلغذا ار نے جواب دیا کہ امی تاجدار دالامقام مجھ آوارہ دشت و دشت
 مصیبت و پابند دام غم و حسرت سے متوجہ نہ ہو جس راہ سے آتے ہو اُس راہ جاؤ
 ہم سے تعرض نہ کرو گھر ریزی زبان کی سن کر وہ تاجدار موسوم بہ گوہر تاجدار بقیہ قرار
 ہو گیا گھوڑا بڑھا کر چلا ملک نے بہت منع کیا کہ او دیوانے وحشی مجھے تعرض نہ کرو و نہ بہت
 بچتا سیگا میں اپنی جان دید ونگی تیرے ہاتھ کیا آئیگا مگر اُس تاجدار نے نہ مانا گھوڑا
 اڑا کر قریب آیا ملک نے نیچہ کھینچا جیسے ہی گوہر تاجدار قریب آیا ملک نے نیچہ مارا گوہر
 نے باڑھ بچا کر کلائی تھام لی اور پکار کر آواز دی کہ ہاں یار و محاذ لاؤ ملازم محافظ لائے ملک کو
 اُسین سوار کر کے لیچلا ملک روتی ہوئی محلے میں جاتی ہوا دھر نخل صحرائی نے جب دیکھا کہ وہ
 سب لشکر والے چلے گئے فقط لشکر بادشاہ اسلام اُترا ہوا ہو تو رات بھر تو خیال میں بیٹھی
 کے رہا صبح کو سوچا کہ چل کر ایک نگاہ دیکھ تو آؤں گلے تو لگا لوں گا پیشانی پر بوسہ دوں گا
 سب عاشق اُسکے مارے گئے اب تو مجکو قبول کر لگی یہ سوچتا ہوا اٹھا طرف باغ کے چلا
 دروازے پر باغ کے آکر دیکھا کہ چند کنیزیں حیران و پریشان زار زار رو رہی ہیں ایک
 سے ایک کہتی ہو کہ بُوا میں نے یہاں تک آتے ہوئے دیکھا تھا ایک کہتی ہو میں زونہ

دور سے دیکھ رہی تھی سامنے جو لشکر اُترا ہوا ہے اُس طرف گئیں یقین ہے کہ طلسم کشا پر مائل ہوئیں
 دوسری نے کہا بوا بس صبح صبح جھوٹ نہ ہو لوگنا رے تاک لشکر کے جا کر پلٹ آئی تھیں پھر
 باغ کے نہ آئیں مجھ کو طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ راستہ بھول کر کسی طرف نکل گئیں کہ ملکہ کے
 باپ کو آتے ہوئے دیکھا حیران ہو گئیں کہ اب جو یہ پوچھ گیا تو کیا جواب دین کے نخل
 آکر پوچھا کہ ارے گلزار کیا کرتی ہے سب کنیزیں رونے لگیں کہا واری کیا بتائیں کچھ
 عرض نہیں کر سکتے دوپہر رات گئے سے ملکہ غائب ہیں اسی خیال سے ہم لوگ پریشان ہیں
 یہ مضمون سن کر نخل صحرائی بہت گھبرایا کہا صابو یہ بات نہ کہو مجھ کو لال ہوتا ہے اب اُس
 گوہر بے بہا کو کہاں تلاش کروں کنیزوں نے کہا کہ کیا عرض کروں ملکہ کا بلا وجہ چلے جانا
 اور بلا تکلف غائب ہو جانا ہم کو تو بہت ناگوار ہوا شاید کوئی جھوٹ پلید اپنر سوار ہوا
 اب اُسکے قبضے سے نکلنا دشوار ہے جو کوئی اُن کو دکھا دے تو ہم لوگوں کی جان میں جان
 آئے نخل نے یہ سن کر جواب دیا کہ اری کمختو تم نے خیال نہ رکھا اور ملکہ کو اکیلا نکالنے کا
 نہیں معلوم کس خیال میں نکلی اب کہاں تلاش کروں بہت حیران ہوں کہ کہاں جا کے
 ڈھونڈھوں کل اُس کے عاشقوں کا جماؤ ہوا وہ سب ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے
 مارے گئے لشکر لیکر افسر چلے گئے کنیزیں عرض کرتی ہیں جو حکم ہو وہ بجالا دیں ملکہ کو جا کر
 ڈھونڈھیں نخل نے کہا کہ جا کر تلاش کرو ایک کنیز طرف صحرا کے چلی ایک طرف لشکر اسلام کے
 روانہ ہوئی جو طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی تھی اُس سے راہ میں برق سے ملاقات ہوئی
 برق نے پوچھا کہ اونا زمین کہاں جاتی ہے کنیز نے کہا کہ ہمارے ملکہ غائب ہو گئی ہیں اُنکی
 تلاش میں نکلی ہوں برق نے نام دریافت کر کے کنیز کو بیہوش کیا اُس کو تو ایک گوشے میں ڈال دیا
 آپ اُس کی شکل بن کر باغ میں آیا یہاں بلغ میں دیکھا کہ کنیزیں واسطے ملکہ کے رو رہی ہیں برق
 سے کنیزوں نے پوچھا برق نے کہا کہ لشکر اسلام میں نہیں گئیں یہ کہہ کر برق فرنگی بھر طرف
 صحرا کے چلا دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار جاتا ہے اور ایک مجاذف ہمراہ ہے اُس محافے کو دو
 تین سو دار گھیرے ہوئے ہیں وہ تاجدار دس دس دس قریب محافے کے جاتا ہے اور ٹھنڈھی سانس پھرتا
 ہے اب برق کو یقین ہوا کہ گلزار اسی محافے میں ہے مگر کیا تدبیر کروں ٹھوڑی دور وہ لوگ

چلتے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان محکم و نحیم گینڈے پر سوار پشت پر چند کس اسباب شکار
ہمراہ آتے دکھلائی دیار راہ کے چلنے میں پردہ محافے کا اڑا اُس پہلوان کی نگاہ بڑی تو دکھیا
کہ ایک نازنین حسین و جمیل محافے میں سوار ہو مگر آنکھوں سے دریائے اشک جاری ہے
نہایت بیقراری ہو کسی کی تصویر آنکھوں کے آگے پھر رہی ہو یہ اشعار زبان پر ہیں نظم

موت آئی بھی تو بستر پر نہ پایا مجکو صاف ہوتا ہو شب ہجر کا دھوکا مجکو آہ کیا کیا نہ کیا عشق نے رسوا مجکو آہود نے بھی صحرا میں نہ پایا مجکو ہو ترے گیسو شبرنگ کا سودا مجکو کوئی گستاہو بُرا اور کوئی اچھا مجکو سبب وصل ہوا عالم رویا مجکو لے لیا دل نہ دیا آپ نے بوسا مجکو رخ دکھایا بھی گیسوے چلیا مجکو پیار کچھ روز سے اب کرتے ہیں رخصتا مجکو	کردیا زار غم عشق نے ایسا مجکو یا د آ جاتی ہو جب زلف چلیا مجکو کبھی جنگل کی بستی میں پھرایا مجکو کون ہو گرم رو وادی وحشت مجسا روز روشن ہو نہ کیونکر میری آنکھوں میں سیا چین اسلام میں بھی کفر سے چھٹ کر نہ ملا بخت بیدار ہوے وصل کی شب تھی شب ہجر رو برو تم کو خدا کے بھی کروں گا قائل روز و شب شوخ نے کیا کیا نہ دکھائے نیرنگ خمر سے بزم بتان میں وہ کہا کرتے ہیں
--	--

اُس پہلوان نے جو حال بے مثال ملکہ کو دیکھا بقیار ہو گیا تڑپ کر گینڈا بڑھا دیا ہچکار کر
آواز دی کہ اے صفدر تاجدار اس معشوقہ ناراض کو کہاں لیے جاتے ہوتا جدار نے
جواب دیا تم کیون پوچھتے ہو اُس پہلوان موسوم بہ آلات خشت زن نے ہچکار کر آواز دی
ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے کہ وہ رو کر اشعار پڑھ رہی ہو معلوم ہوا کہ ناراض
ہو ہم نہ لیجائے دیگے صفدر نے کہا اپنی پہلوانی کا گھنڈہ آلات نے جواب دیا کہ اگر
صفدر آج حال میری پہلوانی کا تم پر گھلا خیال کرو کہ تمہارے کیسے کیسے پہلوان مارے آدھا
ملک دبا لیا کچھ تمہارے کیسے نہ ہو سکا آج مجھے اس طرح کلام کرتے ہو ضرور اس معشوقہ
کو تم سے چھین لوں گا صفدر تاجدار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا کہا اے آلات خشت زن
قریب نہ آنا ورنہ وہ نیزہ مار دوں گا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر جائیگا ادھر آلات نے جو دیکھا

کہ یہ نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہو تو خشت آہن کمر سے نکال کر کلہ کو پھین مین دے کر کھینچ ماری کہ سنان
نیزہ اڑ گئی صفدر نے کہا کہ او آلات اسی ضرب پر گھٹن ہو آلات نے کہا کہ میرا لقب یہی ہو
اسی کے بھروسے پر لڑتا ہوں صفدر نے کہا کہ اگر قریب آنے دو تو دیکھوں کہ کیا کرتے ہو
آلات نے کہا کہ لو اب خشت نہ مارو نگا یہ کہہ کر قبضے پر ہاتھ ڈالا صفدر نے بڑھ کر تلوار
کا ہاتھ مارا آلات نے تلوار کو تلوار پر رد کا کر کو بنا کر سر پر ہاتھ مار دیا تڑپ کر تلوار
جو گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سوار جو صفدر رتا جدار کے کھڑے تھے لینا لینا کہہ کر دوڑ پڑے
آلات نے خشت ہائے آہنی مارنا شروع کیں کئی سواروں کو گرا دیا اب کوئی سوار قریب
نہیں آتا ہمارا ہی ان آلات بھی جنگ کرنے لگے آلات نے ایک خشت آہن صفدر رتا جدار
کو مار دی کہ اس کا سر پھٹ گیا ساتھ دالے بھاگے وہ پہلوان تیفہ خون آلود کھینچے ہو
پھینٹیں خون کی بدن پر پڑی ہو مین کھٹ کھٹ سے جاری اس حال سے قریب محافے کے آیا پردہ
اٹھا کر پوچھا کہ اؤ نازنین مین نے اُس تاجدار کو مار ڈالا اب اپنا حال بتا کہ تجھ کو اسنے کیا
گرفتار کیا اُس نازنین نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ اؤ پہلوان مین آوارہ دشت مصیبت
گرفتار دام محبت کسی وجہ سے صحرا میں نکل آئی اس ظالم نے مجھے گرفتار کر لیا اور مجھے
مین سوار کر کے لیچلا تھا موت اُس کی تمھارے ہاتھ سے تھی اگر تم کو میرے حال پر رحم آیا ہو تو
مجھ کو چھوڑ دو آلات نے کہا کہ اؤ جان جان و اؤ آرام دل مشتاقان غیر می تمھارے اوپر
جان جاتی ہو مین کیونکر صبر کروں یہ سمجھ لو کہ صبح اسے جنون خیز میرے قبضے ہو صفدر رتا جدار
کو قتل کیا اب اُس کے قلعے پر بھی قبضہ کر لو نگا دونوں مقام میرے قبضے مین آوین گے سیکڑوں
کینیز مین حاضر خدمت کرونگا ایسے آرام سے گزر گی کہ بہت محفوظ ہو گی گلغذا رنے جوابدہ
کہ او ظالم اب تو مین تیرے قبضے مین ہوں جو ظلم چاہے کر سواے خاموشی کے کیا چارہ ہو
مگر یہ سمجھ لے کہ مین ناراض ہوں ناراض عورت سے کیونکر بسر کر لگا آلات نے کچھ غدر ملک
کا بیسنا محافے کو لیکر چلا میرق نے دور سے یہ سب معاملہ دیکھا بھاگا ہوا خدمت پادشاہ مین آیا
یہاں نخل صحرائی باب ملکہ کا گیتڈے پر سوار ہو کے چلا کہتا تھا کسکی عجمال ہو کہ میری دختر کو
کو لیجائے صحرا مین ایک مقام پر آکر دیکھا کہ چند لاشے پڑے ہیں سوچا کہ یہاں کشت و خون

ہوا اسی نشان پر چلا مگر یہاں برق نے جو آکر بادشاہ سے کہا بادشاہ بھی سوار ہوئے جستجو میں
گلغذار کی چلے گزرات جاتا تھا کہ نخل صحرائی آپہنچا محافے سے رونے کی آواز آ رہی تھی
گلغذار ہلک ہلک کر روتی ہو کہ ایو فلک یہ کیا معرکہ ہو کہ دشمن کے ہاتھ میں پھر پڑی یہ بیجا
سیہ رو و بد خو لیم و شمیم اپنی جرات پر ناز کرتا ہو کہ باپ کی آواز کان میں آئی پردہ اٹھا کر دیکھا
کہ باپ میرا اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے آتا ہوا آتے ہی سحر کیا کہ تلوار میں برسے لگین جن پر
تلوار پڑی اسکا سر اڑ گیا آلات خشت زن نے جو دیکھا کہ اسکے سحر نے قیامت برپا کی گینڈا
بڑھا کر چلا کہ نخل پر جا پڑو ن مگر نخل نے خنجر پھینک مارا کہ آلات کی کمر پڑا کمر کو دو ٹکڑے
کر کے نکل گیا نخل صحرائی آلات کو مار کر قریب محافے کے آیا کہا کیوں او شوخ دیدہ تو نے
دیکھا کہ میں نے اسکو کیونکر مٹایا عمر بھر مشقت کر کے یہ سحر حاصل کیا ہوا اب مجھے کون مقابلہ کر سکے
ہو سوچ تو سہی کہ میں نے تنگ کو پرورش کیا تو بہت کم سن تھی جب میں نے خیال نکلیا اب تو جوان
ہوئی اور میرا دل تجھ پر رغب ہوا تو تو انکار کرتی ہو وہ ہی باغ رہنے کو ملیگا وہ ہی کینڑین
ملک پر تجھے اختیار ہی تیرا ہی حکم و احکام ہو گا ملک رونے لگی اور سر جھیکا کر جواب دیا کہ او
باوا جان سب جادو گروں میں بدنام ہو جاؤ گے مشہور ہو گا کہ نخل صحرائی نے بیٹی پر قبضہ کیا
پھر کیا جواب دو گے بہت شرمندہ ہو گے نخل نے جواب دیا کہ میں نہ مانو لگا ہر چند ملک
نے ڈرایا کہ میں اپنی جان دیدہ ونگی مگر یہ کب سنتا ہو کہا واہ عجب لوگوں نے رسم مقرر کی ہو
کہ بیٹی کو پال پوس کے غیر کے حوالے کر دیتے ہیں ہم سے یہ نہ ہو سکیگا جو کوئی پوچھیکا کہ تیرے
قبضے میں کون ہو میں جواب دوں گا کہ معشوقہ ہو گلغذار نے ٹھنڈھی سانس کھینچ کر کہا کہ
آپ کو اختیار ہو میں عورت ہوں میرا کیا زور چلیکا مگر یہ سمجھ لیجیے کہ جسدن ہملت پاؤنگی
دن کو یا رات کو نکل جاؤنگی پھر آپ تڑپیں گے مجھے اسی جنگل میں چھوڑ دیجیے تڑپ تڑپ کر اپنی
جان دوں گی مگر آپ کی خدمت میں نہ رہوں گی نخل نے پردہ ڈال دیا کہ ماروں سے کہا محافہ
لیچو کہ ماروں نے ذرا ہی عذر کیا تھا کہ نخل نے گولہ سنبھالا کہا اگر اسکو ماروں گا تو تم سب
جل جاؤ گے کہ ماروں نے بخوف جان محافہ اٹھالیا نخل پائے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوئے
لیکر طوف باغ کے چلا مگر حال یہ ہو کہ جون جون باغ قریب آتا ہو گلغذار کی بیقراری و

اشکباری بڑھتی جاتی ہو ہر مرتبہ کہتی ہو کہ کیا ستم ہو باغ قریب آتا جاتا ہوا ب باغ میں جا کر
 یہ پھل ملیگا کہ یہ دشمن خدا ارادہ آبرو لینے کا کریگا جسکو شرم و لحاظ نہیں پالات و مناسبت
 اس وقت میں مدد کرو اس ظالم کی جفا کو رد کرو ہاے میں بھی بدنام ہو جاؤنگی کیونکر اس
 ظالم کی بدعت سے نجات پاؤنگی جب درباغ سامنے معلوم ہونے لگا نخل سے قریب آکر
 کہا کہ لوبی بی اُتر جاؤ کنیزوں میں جا کر عیش کرو میں درباغ پر اُتر رہی ہوں نگا تمھاری حفاظت
 کرو نگا جب تسخیر ہو جاؤ گی تب یہاں سے جاؤنگا میرا کیا نقصان ہو قلعے میں نہ رہا اسی مقام
 پر رہا اُس وقت گلغذا رنے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے منہ کیا اور پکارا اُٹھی کہ ایو آسمان
 کے خداے نادیدہ تو مشکل کو آسان کر شہریار کو سنا ہو کہ وہ تیرے مطیع و منقاد ہیں میں
 اُنکے مذہب کو قبول کر کے اُنھیں کے خدا کو پکارتی ہوں کہ ایو معبود حقیقی وای رب تحقیقی
 تو ہی آکر اس وقت میں مدد کر لے

کہ ہست حرف بہین خارج از بیان تشریح
 نہ گشت نوک قلم آشنا بدان تشریح
 بیان ز بندہ عاجز نہ گردد آن تشریح
 کنند اہل زبانش بیک زبان تشریح
 فرشتہ کرد نہ تفصیل انس و جان تشریح
 نشد زبان سکو تش روان بدان تشریح
 کند چہ بلبل کمزور و ناتوان تشریح
 چہ طاقت است کہ شارح کند ازان تشریح
 کنند بر سر بازار گان ازان تشریح
 اگر بوجہ کثرت کنی بدان تشریح

نہ کرد کلمت وحدت کس از زبان تشریح
 نہ شد زبان تکلم بشرح آن جاری
 بجائے ہر سر موگر شود زبان پیدا
 بہر طریق بہر مذہب و بہر ملت
 ز گنہ ذات الہی نہ شد کسی واقف
 کسیکہ واقف راز حقیقت حق شد
 شگفتہ صد گل رعناست اندرین گلزار
 پیر از نکات عجیب است متن موجودات
 ز عام و خاص پیو شد ہر آنکہ ز اہدرا
 نہند گوش بنظم تو اہل حق ہندی

بیقرار ہو کر جو گلغذا رنے دعا کی سامنے سے گرد اڑی یا تو گلغذا ر محلے سے اُترتی نہ تھی
 یا پردہ اُٹھا کر دیکھنے لگی کہ دیکھا وہ ہی جو ان آفتاب جمال و خورشید مثال گھوڑے کو اڑا
 ہوے آتا ہو وہیں سے نعرہ کیا کہ باش او ظالم مٹی کو کومان لیے جاتا ہو کچھ بجگو بچشون سے

شرم نہیں ہو نخل صحرائی نے جو بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا للکار کر آواز دی کہ امی طلسم کشتا
 میں نے تو جابا ہاتھا کہ آپ سے تعرض نہ کروں ہر چند کہ آپ نے میدان میں آکر باج تاجدار
 اور چھ سا حیران غدار مارے مگر میں نے دخل نہ دیا مگر اب تم چڑھ کر آئے ہو بیشک تم کو
 مٹا دوں گا میں مثل اُن ساحروں کے نہیں ہوں کہ سحر تاثیر نہ کرے ایک سحر میں بھاگتے
 راستہ نہ ملیگا بادشاہ گھوڑا اڑا کر قریب آئے فرمایا اور بغیر ت بیٹی پر قبضہ کرتا ہوا ٹھکرو
 شرم نہیں آتی اُس پر یہ گھمنٹ ہو کہ سحر میں طاق شہرہ آفاق ہوں پہلے سحر کر کہ تیرے سحر کا زور
 دیکھوں نخل نے کہا کہ امی بادشاہ میرا سحر خالی نہ جائیگا تجھ کو دیوانہ بنا دیگا یہ کہ کر چھوٹی پر
 ہاتھ ڈالا گولہ فولادی نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر پھینک مارا بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا
 گولہ پھٹ کر زمین پر گر اٹھا نے سے گلے غدار دیکھ رہی ہوا ردعائیں کرتی ہو کہ امی پروردگار
 اس دشمن کو پست کر ائیو اسکا غرور مٹا کیو اب اُس شیر سے مقابلہ ہو کہ جسے چھ ساحروں
 کو مارا کسی کے سحر نے تاثیر نہ کی اس ملعون کا بھی سحر تاثیر نہ کرے یہ شہر یا ر غالب آئے
 اور مجھ کو اپنے ساتھ لیجائے بڑے آرام سے بسر ہوگی نہ کہ اس دشمن خدا کے ساتھ تڑپ
 تڑپ کر بسر ہوگی کیونکر شام ہوگی اور کیونکر سحر ہوگی حقیقت میں اس ظالم نے بڑا ظلم
 کیا خدا اس کے ہاتھ سے مجھے بچائے میری عصمت میں فرق نہ آئے تو کریم و رحیم ہو مگر
 بادشاہ سحر کو نخل کے دفع کرتے ہوئے جیسے ہی قریب آئے نخل نے تلوار پھینچی تلوار کو
 جنبش دی صد ہا تلواریں بادشاہ پر برسین مگر جب بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا
 سحر کو مٹایا کوئی تلوار بادشاہ پر نہ پڑی نخل حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو میرا سحر تاثیر نہیں
 کرتا کہ آسمان پر لکڑا برسیا ہوا ہزار ہا طائر مزمرہ سرائی کرتے ہوئے تمام نخل
 جھومنے لگے نخل نے جو ابرسیاہ کو دیکھا ہنس کر کہا کہ امی بادشاہ اب کیونکر بچے گے قدرت
 آپہنچے بادشاہ نے کہا کہ قدرت بھی مثل تیرے ہیں وہ بھی بھاگین گے کہ وہ ابرا کر
 پھٹا جمشید ثانی نمایاں ہوا للکار کر آواز دی کہ او نخل صحرائی اپنی بیٹی کو مجھے دے
 اگر اولاد ہوگی تو خدائی تیرے گھر میں آئیگی کیا مرتبہ حاصل ہوگا امی بادشاہ پست جاو میں
 اس معشوق کو لوں گا مثل سردار حسینان اسکو نہ چھوڑوں گا مجھے سردار حسینان کا آنگ

قلق ہو کر ناچار ہوا کہ وہ خود کل گئی تمھارے لشکر میں پہونچی میں نے زیادہ کد و کاوش نہ کی
مگر اس کے مقدرے میں بڑی کوشش کرونگا اس کو نہ چھوڑونگا اور تصور تو کرو کہ ایک
معشوقہ پر قبضہ کر چکے دوسری پر بھی دانت ہو مجھ سے یہ جبر نہ اٹھیکایہ کہ کر طرف بادشاہ کے چلا
بادشاہ نے نیچے ہلائی کھینچا مگر میثاق وغیرہ جو بارگاہ میں آگئے اور خبر سنی کہ برق فرنگی
نے آکر کچھ خبر کہی بادشاہ اسی وقت روانہ ہو گئے میثاق نے پلٹ کر دیکھا کہ سب شاہزادیاں
یہیں موجود ہیں گھبرا کر کہا صابو مقام افسوس ہو کہ بادشاہ یکہ و تنہا گئے اور کوئی تم میں سے
ساتھ نہ ہو چکا ایسا نہ ہو کہ ساحران شعبدہ باز کسی بکر میں پھنسا لیں تو ہم لوگ کیا کریں گے
یہ کہ کر میثاق چلے سردار حسینان سب کے آگے آگے ایک طرف ہمارا عجاز بیان
اور سب شاہزادیاں ہمراہ ہیں اُس وقت میثاق آکر پہونچا کہ نخل صحرائی کہ رہا ہو
کہ ہاں خداوندان کو گرفتار کر لیجیے میرے حوالے کیجیے قید میں مار ڈالو لنگا جمشید بھی غصے
میں تلو اور کھینچ کر بڑھا کہ پہلو سے آواز آئی منم میثاق کو گردان جمشید نے جو میثاق
کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اونٹنک حرام تجھ کو کچھ خوف نہیں ہو قدرت کے مقابلے میں آیا ہو
آج وہ تقدیر کروں کہ سب کو دیوانہ کر دوں اور سردار حسینان تجھ کو کچھ ہمارا خیال نہ آیا
دشمن کی شریک ہو گئی مگر سب کو بادشاہ کا چہرہ زیبا دیکھ کر جوش محبت ہوا سردار حسینان
نے کوا سونے کا ہاتھ سے اُتار اہمارا عجاز بیان نے گلہ سے نکالا دونوں نے جو مل کر
سحر کیا اُس صحرائین پھول بستے لگے نخل صحرائی نے جوش میں آکر چند پھول اٹھالیے
اُن کو جو سونگھا آنکھیں سُرخ ہو گئیں پکار کر آواز دی کہ اے سردار حسینان وای ملک
ہمارا عجاز بیان میں تم دونوں کا تابعدار ہوں اب آج سے مٹی کا نام نہ لونگا تمھارے
ساتھ شادی کرونگا سردار حسینان نے ہنس کر آواز دی کہ اے نخل صحرائی تجھ کو جو
ہماری خواہش ہو تو جمشید کا سر لا نخل صحرائی جمشید پر جا پڑا ہمارا عجاز بیان نے اور پھول
برسائے نخل کو اور زیادہ جوش ہوا تلو اور کھینچ کر جمشید پر جا پڑا جمشید منع کرتا ہو کہ اے
نخل صحرائی کیون دیوانہ ہوا ہو ایک تمانچے میں سر اڑا دو لنگا وہ تقدیر کروں کہ تجھ کو
مٹا دوں مگر نخل نے کچھ نہ سنا ہر بات میں شاخ نکالتا ہو سچ کی بات نہیں سُننا قریب

جمشید کے پہونچا تلوار کے ہاتھ مارنے لگا جمشید ہنس ہنس کے ٹال دیتا ہے جب دس پانچ وار دفع کر چکا تو نخل کی کھائی پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک تانچہ مارا کہ سر نخل کا اڑ گیا نخل کو مار کر طرف بادشاہ کے متوجہ ہوا بادشاہ پر سحر کرنے لگا میثاق وغیرہ دفع کر رہے ہیں جب سحر جمشید کا مٹتا ہی تو کف افسوس مل کر کہتا ہوں کہ ہاے یہ لوگ میرے معین و مددگار تھے اب بادشاہ کے طرفدار ہوئے کبھی میثاق پر سحر کرتا ہوں کبھی شاہزادیوں پر کبھی یہ ارادہ کرتا ہوں کہ بادشاہ کو گرفتار کر لوں کئی مرتبہ گھوڑے پر سحر کیا کہ گھوڑا بد لگامی کرنے لگا بہار نے بڑھ کر لگام تھام لی گھوڑے کی بد لگامی موقوف ہوئی مگر بادشاہ تلوار کھینچے ہوئے قرب جمشید کے پہونچے جمشید نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ شانہ جمشید کا نشانہ ہوا بادشاہ نے سائے میں تلوار کے لیا جمشید سوچا کہ اگر ابکی ہاتھ پڑا تو میرے دو ٹکڑے ہو گئے شانے سے تو خون بہہ پڑ اپنے کو زمین پر گرا دیا دونوں پاؤں زمین پر مارے کہ نقب سحر ظاہر ہوئی غرق زمین ہو گیا غائب ہوا مگر چلتے وقت کہ گیا کہ اری بادشاہ اسلام اب تو گلغذرا کو بچاؤ لیکن حسین لو لگا گلغذرا کو تمہارے لشکر میں نہ رہنے دو لگا جب جمشید غائب ہوا تو بادشاہ گھوڑے سے کودے قریب محلے کے آئے پردہ اٹھا کر روئے زیبا دیکھا یا تو وہ رو رہی تھی یا قتل نخل صحرائی سے اور بھاگنے سے جمشید کے چہرہ سرخ ہو گیا جیسے ہی بادشاہ نے محلے میں سر ڈالا جوش محبت میں گلغذرا نے بلا میں لین عرض کی کہ اری شہر یا سبحان اسد کیا کہنا آپ کے ملازموں کو خدا سلامت رکھے کہ جنھوں نے آکر مجھ کو بچا کیا کیوں اری شہر یا کہیں یسنا ہو کہ باپ بیٹی پر عاشق ہو تاجدار کو مارا اب باغ میں لایا تھا کہ جبر کروں گا مگر خدا نے آپ کو خوب وقت پر پہونچایا مجھ کو تو آپ کے مذہب کا اعتقاد ہوا پہلے نگوڑے لات و منات کو لپکارا کوئی بھی مدد کو نہ آیا اس مذہب والوں نے ضد کر کے یہ مذہب باطل اختیار کیے ہیں ان میں کوئی کرامت نہیں ہے سحر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی آخر ناچار ہو کر بھاگا اب کنیز آپ کے ہمراہ ہو کنیزوں نے جو خبر سنی کہ نخل مارا گیا اور جمشید نے فرار پر قرار کیا سب باغ سے نکل آئیں محلے کو آکر گھیر لیا کہتی تھیں کہ اری ملکہ عالم کنیز

بھی ساتھ چلین گی بادشاہ نے کہا صاحب سب کو ساتھ لے لو کنیزین بادشاہ کو دعائیں
 دینے لگیں کستی تھیں کہ ہم سب آپ کے خدمت گزار ہیں ہمیشہ مصروف جاں بازی رہیں گے خطائے
 فاش نہ کریں گے ملک نے کہا صاحبو اسباب ضروری جو باغ میں ہو وہ تو لے لو اب ہم کیا یہاں
 پلٹ کر آویں گے مگر سردار حسینان کو گلغذا کو دیکھ کر شک ہوا بادشاہ حججاہ نے جو
 سردار حسینان کو خاموش دیکھا بہ محبت فرمایا کہ کیوں ای ملک عالم تم کیوں خاموش ہو
 سردار حسینان نے سر جھکا کر جواب دیا ہم تو خیر خواہ دولت ہیں مگر ہمارے رنج و خوشی
 کا خیال بھی حضور کو چاہیے بادشاہ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ آپ لوگوں کو کوئی ملال ہو
 اس وقت محکو بہت پریشان پاتا ہوں سردار حسینان نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا
 حضور کو پروردگار مظهر و منصور کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو جمشید ثانی واصل جنم ہو
 اور ظلم و بدعت طلسم سے کم ہو کنیز کچھ مکر نہیں ہو تشریف لے چلیے بادشاہ حججاہ
 نے محلانے کو مع کنیزوں کے ہمراہ لیا اور اسباب باغ کا بھی لے دیا بادشاہ ایک طرف
 محافہ لیکر چلے مگر میثاق کوہ گردان چھکڑے پر سوار ہو کر اسباب کو لیے ہوئے جاتا ہو
 بادشاہ اسلام تو نکل گئے میثاق نے دیکھا کہ چھکڑے رہروی نہیں کرتے گاڑی بان
 رسیوں کے سڑا کے مار رہے ہیں مگر بیل نہیں بڑھتے ہر ہر طور سے چھکڑوں کو کھینچتے ہیں
 مگر چھکڑے کسی طور سے آگے نہیں بڑھتے میثاق گھبرا یا کہ یہ کیا معرکہ ہو کہ جو چھکڑے آگے
 نہیں بڑھتے میثاق ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہو سراٹھا کر جو دیکھا تو نخل پر
 ایک طائر کلاں بیٹھا ہو جب زفیل مارتا ہو تو چھکڑے چلنے سے رک جاتے ہیں میثاق سمجھا
 کہ یہ کوئی ساحر ہو یہ سوچ کر میثاق نے چند دانے ماش کے مارے کہ وہ طائر اڑ کر بھاگا
 کئی وار میثاق نے کیے مگر طائر نے اپنے کو بچا یا جب وہ طائر اڑ گیا اور سامنے سے
 غائب ہوا تب بھی چھکڑے رہروی سے باز ہیں بیل آگے نہیں چلتے میثاق دل میں
 کہتا ہو کہ ای میثاق معلوم ہوتا ہو کہ ایک ساحر کہیں اور ہو اسکی فکر چاہیے چند دانے
 ماش کے نکال کر چار جانب پھینکے کہ ایک ساحر سیہ فام و بد انجام سامنے آیا لکار کے
 آواز دی کہ ای میثاق یہ چھکڑے یہاں سے نہ جاویں گے میثاق نے کہا کہ یہ مال

بادشاہ اسلام ہو اسکو کون روک سکتا ہو اُس ساحر نے بڑھ کر سحر کیا کہ چھکڑے پیچھے ہٹے
اب میثاق گھبرایا چھکڑے سے اتر پڑا پکار کر آواز دی کہ او ساحر مغرور یہ تو غیر ممکن ہو
کہ میں زندہ جاؤں اور مال یہاں رہ جائے میں کیا اُنھ دکھاؤنگا بادشاہ فرمائیں گے کہ
مال کہاں چھوڑا اُس وقت مجھ کو بڑی شرمندگی ہوگی بہتر یہ ہو کہ سامنے سے ہٹ جا اُس
ساحر نے پھر سحر کیا چھکڑے پیچھے ہٹنے لگے میثاق نے نیام سے تلوار کھینچی اُس ساحر پر جا پڑا
اُس ساحر نے سحر کیا میثاق پر تلوار بین برسین مگر میثاق پر ناشر نہ ہوئی میثاق نے
سب تلواروں کو توڑا جب تلواریں ٹوٹیں تو وہ ساحر بہت گھبرایا میثاق نے
سحر کیا کہ چھکڑے کچھ چل نکلے مگر گوشہ صحرا سے کئی سی ساحر تیغ بکف پیدا ہوئے اور
میثاق پر آکر سحر کرنے لگے کہ پہلو سے بولے خوش آئی قضاے کار بہار اعجاز بیان
کہ یہ پیچھے رہ گئی تھیں نمایاں ہوئیں دور سے دیکھا کہ ایک ساحر کئی سی ساحروں کو ساتھ
لیے ہوئے میثاق پر سحر کر رہا ہو اور سب کا یہی ارادہ ہو کہ سحر کر کے میثاق کو گرفتار
کر لیں مگر میثاق شیرانہ لڑ رہا ہو جس پر جا پڑا اسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا کئی ساحروں
کو مار چکا ہو مگر وہ سب کا افسر نعرے کرتا ہو کہ منم طیران صحرا نشین کہتا ہو کہ ای میثاق
بڑے غضب کی بات ہو کہ ہمارے جنگل سے یوں ہی نکل جاؤ اور محصول نہ دو میثاق نے
کہا کہ ہنم خود تم سے جزیہ لینے کے خواہاں ہیں اگر سامری پرستی ترک نہ کرو گے تو ہم
تم سے جزیہ لینے گے اب بہتر یہ ہو اطاعت اسلام کرو یہ سنکر اُس ساحر نے گولہ فوٹا
مارا میثاق نے ہاتھ ہلا کر دستک دی وہ گولہ پھٹ کر گر اُبھار نے کہا کہ ای میثاق
تامل کرو میں اسکی تدبیر کیے لیتی ہوں ابھی اسکو خاکست دیتی ہوں یہ کہ کر بہار نے
گلدستہ سحر مارا گلدستہ جو پھٹا ایک ہنگامہ برپا ہوا ہزار ہا طائر پیدا ہوئے غلغلہ کرتے
تھے اُن کے غلغلے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہیں نظم

چپ رہو بس منہ نہ کھلو
معجزہ عیسیٰ کا دکھلاؤ
آتش ہجران نہ بھڑکاؤ

جھوٹ سچ باتوں سے باز آؤ
منہ سے بولو بت نہ بنجاؤ
قلب عاشق جل رہا ہو سوز غم سے خود بخود

ہم تو تمہرے جان دین تم بیرخی ہم سے کروہ	بیوفا اتنے نہ ہو جاؤ خدا کے واسطے
وصل کی شب مختصر ہو صبح ہجران ہو قریب	مجھ کو باتوں میں نہ بہلاؤ خدا کے واسطے
ہو نظر کا پھیرنا چشم مروت سے بعید	مرتے ہیں دیدار دکھلاؤ خدا کی واسطے
یاد ہو کہتے تھے شب کو اب نہیں بگڑینگے ہم	زہر منگو اس کے نہ تم کھاؤ خدا کے واسطے
اپنے دامن کی ہوا دیکھو کہتے ہیں ہزبر	غش سے چو نکو ہوش میں آؤ خدا کے واسطے

یہ اشعار سن کر طیران جادو مبہوت ہوا پکار کر آواز دی کہ امی میثاق اس شاہزادی کو میں نہیں پہچانتا اس کا نام نامی بتائیے میثاق نے کہا کہ کون ایسا ہو کہ ان کے نام سے نہیں واقف ہمارا عجائب بیان ان کا نام ہو طیران نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ امی ہمارا عجائب بیان میں تمہارا تا بعد از ہون جو حکم ہو وہ بجالاؤں بہار نے کہا کہ ان چھکڑوں کو روانہ کر دو اور تم قصر ہفت رنگ میں جاؤ جمشید تمہارا جو جھوٹا خداوند ہے اُس کا سر لاؤ خردار لشکر سے نہ ڈرنا بڑھ بڑھ کر سحر کرنا جب وہ نکلے اُس کا سر کاٹ لینا میں تمہارے انتظار میں ہوں طیران نے یہ سن کر اول تو ایک دو ہتھکڑی زمین پر مارا کہ چھکڑے روانہ ہوئے اور خود تلوار نیام سے چھینی چہرہ اور آنکھیں سُرخ ہوئیں یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا بہار و میثاق ہنستے ہوئے چھکڑوں کو لیکر لشکر اسلام میں آئے بادشاہ سے سب حال بیان کیا بادشاہ حجاب نہ فرمایا بہار عجائب بیان نے یہ بہت بڑا کار نمایاں کیا اب جمشید کو صدمہ پہونچ گیا لیکن طیران جادو جھومتا ہوا لشکر جمشید میں پہونچا لشکر کو دیکھتے ہی گولہ مارا کہ کئی سو سر اڑ گئے جمشید بارگاہ میں بیٹھا ہوا سنے غریب سنا پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہو لوگوں نے کہا کہ طیران جادو مبہوت و بدحواس ہو کر لشکر پر گرا ہوا اور قدرت کا نام لیکر گالیان دے رہا ہو یہ سن کر جمشید باہر نکلا دیکھا کہ طیران جادو آنکھیں سُرخ چہرہ تپتا ہوا لشکر پر گولے مار رہا ہو جمشید نے لاکار کہ او طیران کیوں دیوانہ ہوا ہو یہ کیا بدعت کر رہا ہو طیران نے کہا کہ اوبے حیا میں تیرنی فکر میں آیا ہوں جمشید نے ایک وزیر کو اشارہ کیا وزیر نے بڑھ کر ایک گولہ مار دیا کہ طیران کے سینے کو توڑ کر پار گزرا جب طیران جادو کا لاش

زمین پر گرا ہوا ہونے اور وہی کہ کشتی مرا نام میں طیران جادو بود جمشید تانی نے کہہ کر ان
 ذریعہ اعظم کے کیا کیا پوسے خطا تھا کھربین مبتلا ہو کر پڑا تھا ہمارا عجیب بیان نے اسکو دیر
 کے بچے بچاؤ اور یہ کہ اس کے قتل ہونے کا پڑا رچ ہوا جس صحر اکا یہ حاکم تھا اب وہ صحر خالی
 پڑا مہیگا اُسکی کہ یہ جن مخالفت کریگا وزیر نے کہہ جنور نے سمجھا باسین نے بھی بہت سمجھا یا
 مگر اسنے نہ مانا آخر میں نے گولہ مار دیا بیسوں کی یہی سزا ہو کہ کتے کی موت مارے جاوے
 کہ پھر تندرہ کوئی ایسا قصد نہ کرے جمشید نے کہا کہ بی سردار حسینان دینی بہار کو قدرت
 سے بڑا ملال ہو جس ساحر پر انکا زور چلیگا اور اُسپر سحر کرینگے وہ ضرور یہاں آئیگا وزیر
 نے کہا کہ قدرت اُسکا سامنا نہ کرے میں سمجھا دیا کرونگا جمشید نے کہا شب کو میں نے آئینے
 میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے طرف جزیرہ عنبر بار کے کوچ کیا ہو تو عنبر بار کو
 ایک نام لکھو کہ ام عنبر بار ہو شیار زہو طلسم کشا آتے ہیں اگر مناسب ہو تو ہفت و زبہ
 حائل کر دو کہ نہ آسکین مضمون مذکور کا نامہ ایک ساحر بو تہما رناتے لیکر چلا جمشید
 نے سمجھا دیا کہ قریب دریا پہونچا آواز دینا کہ ام عنبر بار جادو منم فرستادہ خداوند
 تنب عنبر بار نامہ منگوا لیگی بو تہما رناتے لیکر چلا بھاگا ہوا جاتا ہوا راہ میں برق فرنگی بار
 پھر ہاتھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک جادو گر جاتا ہوا اسنے اپنی صورت ایک ساحر کی
 بنائی اور ہلکا کر آواز دی کہ بھائی کہاں جاتے ہو اس دھوپ میں ذرا ٹھہر جاؤ میںنگر
 بو تہما رناتے برق فرنگی جست کرتا ہوا قریب آیا کہا بھائی کہاں جاتے ہو بو تہما ر
 نے کہا کہ نوکری بُری چیز ہو طرف عنبر بار کے جاتا ہوں یہ نامہ قدرت کا پہونچاؤنگا
 برق نے کہا کہ میں نے اس وجہ سے ٹھہرایا کہ لون چل رہی ہو ایک جادو گر ابھی ابھی
 بیہوش ہو کر گرا ہوا ہاں قریب اُس کو اٹھالے گئے اُسنے انتقال بھی کیا مجکو یہ خیال ہوا
 کہ ایسا نہ ہو نگہ بھی لون نگ جائے ذرا ٹھہر جاؤ ہوا کھا لو تب جانا جب جادو گر ٹھہرا برق نے
 حباب مار کر اُسے بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈال دیا نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکی شکل بنکر
 چلا جب قریب دریا کے پہونچا تو حیران تھا کہ اب کیا کروں مگر مچھلیاں دیکھیں کہ چھوٹی چھوٹی
 مچھلیاں شناسی کر رہی ہیں اور کانوں میں اُنکے بالیاں پڑی ہیں اُن میں مروارید بے با

پڑے مین برق کے منہ میں پانی بھر آیا ڈگن نکالی چارہ لگا کر پھینکی مگر مچھلیوں کا یہ حال ہو کہ
کانٹے منہ میں لیکر پھینک دیتی ہیں کہ دریا سے ایک ہنگ لگا اُسے برق پر حملہ کیا برق
جان بچا کر بھاگا جی مین کہتا ہو کہ امی برق یہ مقام عجائب و غرائب ہو کہ مچھلیاں گرفتار
نہیں ہوتیں کیونکہ نامہ پہونچاؤن ایک گوشے میں آکر چھپا دن بھر تو گزرا رات جو ہوئی صحرا
میں روشنی ہونے لگی بعد شہوڑی دیر کے جنگل سب روشن ہوا فرش بچھا ایک جادو گر فی تخت
پرسوا رکھی ہو کنیز مین ساتھ دریا سے نکلی کستی ہوئی کہ کیون صاحب کوئی نیا شخص آیا تھا اُسے
ارادہ کیا تھا کہ مچھلیاں پکڑے مگر یہ مچھلیاں کب گرفتار ہوتی ہیں کنیزوں نے عرض کی مین
تو کوئی نہیں آیا عنبر بار نے کہا تم کیا جانو ہو تو خبر ہوئی مگر آنیو الا آئیگا تو پلٹ کر نہ جاسکیگا
یہ خبر بھی ملی کہ قدرت نے نامہ لکھا ہو کہ ہفت در بند تیار کرو مین ہفت در بند بناؤنگی اس
زور و شور سے سحر کروں کہ میان میثاق وغیرہ عاجز ہوں سحر نہ کر سکیں اگر سحر کریں تو تیار
نہ ہو کنیزوں نے عرض کی تو نڈیاں انتظام کو حاضر ہوں وسط صحرا میں فرش بچھا فرش پر
آکر عنبر بار بیٹھی گانا سننے لگی ایک ڈومنی بیٹھی ہوئی تانین مار رہی ہو برق نے جو دیکھا
کہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بوتیمار کی شکل بنا ہانتا ہو
سامنے عنبر بار کے آیا اور نامہ عنبر بار کو دیا عنبر بار نامہ پڑھنے لگی مگر کنیزوں نے پشت
پر سے آکر برق کو گرفتار کر لیا ہر چند برق کہتا ہو کہ امی ملکہ عالم مین آپ کا ملازم ہوں
عنبر بار نے کہا کہ او مکار و مجلسا زلس اب بائین نہ بنا مین تیرا سر خدمت میں خداوند
کی روانہ کرونگی یہ کہ حکم دیا کہ برق کو لیجا کر زندان موحہ مین قید کرو ایک کنیز نے برق
کی کمر مین نیچہ دیا اور دریا مین پھاند پڑی برق بیہوش ہو گیا جب برق کی آنکھ کھلی دیکھا کہ
ایک مکان ہو گردا سکے دریا سے قمار برق فرنگی اکیلا بیٹھا ہو کہ صبح کو دیکھا ایک لفل
شناوری کرتا ہوا آیا اسی مکان مین پہونچا برق کو دیکھ کر آواز دی کہ امی شخص تو نے کیا
خطا کی کہ زندان موحہ مین مقید ہوا برق نے کہا کہ مین قوم کا گویا ہوں گانے مین خطا ہوئی
خلافت وقت کی راگنی گائی اُسی پر گرفتار کیا تا چار ہو گیا کل سے اسی مقام پر قید ہوں اب و
دانہ بھی بند ہو فضل نے دریا مین ہاتھ ڈال کر دور وٹیاں اور کباب برق کو دیے برق نے

ایک نوالہ کھا کر دوسرا نوالہ طفل کو دیا جب طفل نوالہ کھا چکا تو برق نے پوچھا کہ کیوں حضور
اگر یہاں سے نکلون تو کیونکر باہر جاؤں سرحد دریا سے نکلنا دشوار ہے طفل نے کہا جب ہائی
پاؤ گئے تو اسی دریا میں کہہ ڈیڑھ ناکنارے پر پہنچو گے بس پھر نکل جانا برق خاموش ہو رہا
ٹھوڑی دیر میں وہ طفل بیہوش ہوا برق اُسے بیہوش کر کے اٹھا اور اپنے تئیں دریا
میں گرا دیا تو غوطے کھا کر بیہوش ہو گیا جب آکھ کھلی اپنے تئیں کنارے پر دریا کے پایا
طرف صحرا کے بھاگا ایک طرف سے آواز آئی کہ او جانے والے کہاں جاتا ہے تو نہیں جانتا
یہ مقام ہفت در بند ہے راستہ یہاں کا بالکل بند ہے مگر برق نے اُس آواز کا خیال نہ کیا
کہ دور سے دیکھا ایک شیر سو رہا ہے برق کی آہٹ نے اُس شیر کو جگایا شیر نے اُسٹھتے ہی
قصد کیا کہ برق پر جا پڑوں مگر برق بھاگا کہ پھر ایک جانب سے آواز آئی کہ او
قیدی کہاں جائیگا برق نے جواب دیا کہ مجھ کو مالک نے رہا کیا خطا میری معاف ہوئی
اب ممکن نہیں کہ مجھے کوئی گرفتار کر سکے پھر آواز آئی کہ آخر تیرا کیا نام ہے برق نے کہا کہ میرا
نام تان توڑ خان ہے یہ کہہ کر گانے لگا پھر کہا اگرچہ میں جاہل ہوں مگر آپ کرم فرمائیں میرا
گانا سنیں تو معلوم ہو کہ گانے والے ایسے ہوتے ہیں آواز آئی ہاں گانا گانا سننا ہم ملکہ سے
تیری سفارش کریں گے برق نے لنگنا کے دو تین تانین ماریں ایک ساحر بشکل عجیب و غریب
بیچ نخل سے نکلا گا نا برق کا سن کر ٹھوٹنے لگا برق گاتا ہوا اور بتاتا ہوا بڑھا اُس ساحر
نے کہا کہ مجھ کو خبر ملی کہ قیدی زندان موجہ بھاگا ہوا جاتا ہے برق نے قریب آکر ایک حباب
مار دیا ماہیان جادو بیہوش ہوا برق نے خنجر مارا کہ شکم چاک اور قصہ پاک ہوا مگر اندھیرا
ہو گیا برق فرنگی اُسی اندھیرے میں بھاگا پھر دور سے دیکھا کہ دریا سے بہت سی مچھلیاں نکلیں
اور اُس جادو گر کے لاشے میں آکر لپٹ گئیں دریا میں کھینچ کر لے گئیں عنبر بار جادو تخت پر
بیٹھی تھی کہ مچھلیوں نے لاشہ ماہیان لا کر سامنے پہنچایا عنبر بار نے کہا کہ ارے اسے
کنسے مارا قیدی کو لاؤ چنہ مچھلیاں گئیں اور قید خانے سے پلٹ کر آئیں عرض کی واری دہا
تو ایک طفل بیہوش پڑا ہے اور وہ قیدی نہیں ہے عنبر بار نے کہا ارے غضب ہوا اُس نے
منہنگ خرد سے راستہ پوچھا اُسے بیہوش کر کے نکل گیا اُس طفل کو اٹھا کر لاؤ مچھلیاں گئیں

اور اُس طفل کو اٹھا کر لائیں عنبر بار نے ہوشیار کیا وہ طفل روتا ہوا اٹھا کہ اے امی مکنہ عالم
اُس عیار نے مجھ کو دھوکا دیا اور بہوش کرتے نکل گیا میں نے بتا دیا تھا کہ اے بہنیشہ باری
میں گرا دینا کنارے پر بہو سچر گے اُسی طرح وہ نکل گیا ماہسیان نے راویہ روکا وہ بچی
اُس کے ہاتھ سے مارا گیا عنبر بار نے کہا کہ اب بڑی خرابی ہو گئی کہ عیار راستہ دیکھ گئے
دریا میں آویں گے سات جادوگر محفل سے چھانٹے کہ نام اُن کے وقت پر عرض کر دنگا ساٹو
جادوگر فردا فردا روانہ ہوئے ایک نے دریا سے نکل کر سحر کیا کہ پانی برسنے لگا دوسرے
نے اُس سے آگے بڑھ کر کھیت بنایا کہ اُس میں سرو سے لگے ہوئے ہیں تیسرے نے بڑھ کر
سحر کیا کہ سر راہ ایک قلعہ بن کر تیار ہوا چوتھے نے اُس سے آگے بڑھ کر سحر کیا کہ چار دیواری
آہن کی بن کر تیار ہوئی پانچویں نے اُس سے آگے بڑھ کر سحر کیا کہ ایک نخل کلان زمین پر
روئیدہ ہوا کہ جس کا سایہ دوڑ تک پڑنے لگا ہزار ہا طائر اسپر زمرہ سرائی کر رہے ہیں
چھٹے نے اُس سے آگے بڑھ کر سحر کیا کہ ایک بلخ بن کر تیار ہوا کہ جسمین صبد ہاگل ہلے
رنگارنگ و شکوفہ ہلے بو قلمون و نہرین سلسبیل آسا جاری ہیں اور اُس میں جاب شناد کا
کر رہے ہیں ساتویں نے بلخ سے آگے بڑھ کر سحر کیا ایک دشت ویران کف میدان ظاہر ہوا
بونڈے گرد کے اٹھ رہے ہیں کسی مقام پر درخت کا نام نہیں اگر ذرہ اڑ کر جسم پر پڑتا تو
تو آبلہ پڑ جاتا ہو یہ تیار کر کے ساحرا اپنے اپنے مقام پر چھپ کر بیٹھے مگر برق فرنی جو
یہاں سے ٹھکا طرف لشکر کے چلا آتا تھا کہ خواجہ سے راہ میں ملاقات ہوئی خواجہ نے
پوچھا کہ میان برق کہاں سے آتے ہو برق نے سب کیفیت بیان کی اور کہا ایسی ساحرہ
ہو کہ رات کو نکل کر صحرا میں ٹھہرتی ہو جیسے ہی میں نے نامہ دیا کنیزوں نے گرفتار کر لیا اور خود
اُس نے بیان کر دیا کہ نامے کی خبر مجھ کو پہونچ گئی بڑی ہوشیار ساحرہ ہو اور کچھ ساحر جمشید نے
بھی اُس کے پاس بھیج دیے ہیں میں نے راہ میں آکر یہ خبر پائی کہ سات جادوگروں نے آکر
سات مقام بنائے ہیں اپنے کمال پر مغرور ہیں اُن کا قول یہ ہو کہ اب اس راہ سے کوئی
آسکیگا جو آئیگا وہ گرفتار ہوگا اگر فرمائیے تو جا کر خبر لون خواجہ نے کہا کہ خبردار تم دجانا
یہ کہ کہ خواجہ سے برق رخصت ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر جاتا ہو برق

نے بڑھ کر اُس سے ملاقات کی ساحر کی صورت بنا ہوا تھا پوچھا بھائی کہاں جاتے ہو اُس نے کہا کہ ویرانہ دشت نشین جو اول در بند ہر اُسکا بھیجا ہوا ایک کار ضروری کو تخت خداوند جاتا ہوں برق نے حباب مار کر اُسکو بیہوش کیا نامہ مجھولی سے نکال کر دیکھا اُسین مرقوم تھا کہ خداوند غلام آپ کا ویرانہ دشت نشین فلان مقام پر بحر کر کے بیٹھا ہو وہ جگہ بنایا ہو کہ انسان کی تو کیا حقیقت ہو اگر جانور کا بھی گذر ہو تو جل کر گر پڑے وہ حدت ہو کہ صحراے محشر کا نمونہ دکھایا ہو جنگل تپ رہا ہو لیکن اگر آئیو لایہ اسم جو حاشیہ پر مرقوم ہے اسے پڑھتا ہوا مجھ تک آئے تو جنگل سے گذر کر مجھ تک پہنچے برق نامہ لیکر بہت خوش ہوا اُس جادوگر کو تو کنارے ڈال دیا آپ اُسکی شکل بن کر کھڑا ہوا اور چاہتا ہو پلٹوں کہ لذت و نفا سے کی آواز کان میں آئی بعد تھوڑی دیر کے دامنہ گرد کا شگافہ ہوا دیکھا سب کے آگے آگے میثاق کوہ گردان پشت پر بادشاہ اسلام و جملہ شاہزادیاں نمایاں ہوئے برق نے بڑھ کر میثاق سے ملاقات کی اور کہا کہ میں صحبت و ویرانہ دشت نشین میں جاتا ہوں میثاق نے برق کی بہت تعریف کی کہ اے برق کیا کتنا حقیقت میں کمال کرتے ہو میں بھی عقب میں آتا ہوں برق آگے چلا عقب میں میثاق روانہ ہوا لیکن برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا اُس صحرا میں پہونچا وہ گرمی تھی کہ پسینے پسینے ہو گیا آخر وہ ہی اسم پڑھتا ہوا صحرا کو طو کر کے لگا اب گرمی نہیں معلوم ہوتی دشت کو طو کر کے ایک پہلو پر دیکھا کہ ایک قصر بنا ہوا اُس قصر کے دروازے پر بلا تکلف آیا جواب نامہ نامے کی پشت پر لکھ لیا ہوا اندر قصر کے آکر دیکھا کہ مسند بھی ہو اور ایک جادوگر بشوکت تمام مسند پر بیٹھا ہو گرد اور جادوگر بیٹھے ہیں برق نے آکر سلام کیا ویرانہ نے کہا کہ اے دشت لور دنامہ دے آئے برق نے کہا کہ یہ نامہ حاضر ہو پشت پر کچھ جواب لکھا ہو غلام نے پڑھا تھا مگر پڑھا نہیں گیا ویرانہ نے وہ نامہ لیکر دیکھا پشت پر مرقوم ہو کہ اے ویرانہ دشت نشین نامہ تمہارا پہونچا تم کو پر آدین کے قدرت کو اس اسم کی ضرورت نہیں تم نے خوب انتظام کیا ہو ویرانہ نے مضمون پڑھ کر خاموش ہو رہا برق نے دست بستہ عرض کی کہ جب میں صحبت خداوند میں پہونچا تو دیکھا قدرت شراب پی رہے تھے مجھے فرمایا کہ کچھ گاؤ میں نے عرض کی کہ یا خداوند میں

اس علم کو نہیں جانتا میرے گلے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ جا پہنچے تجکو علم موسیقی عطا کیا پھر جو میں نے بیٹھ کر گایا تو قدرت بہت خوش ہوئے تم بھی گانا سنو تو کمال خداوندی ظاہر ہو کہ فقط گلے میں ہاتھ لگاؤ یا کمال حاصل ہو کیا قدرت کو اختیار ہو جو جسکو چاہیں عطا کریں یہ کہہ کر سامنے بیٹھ کر بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

نام خدا شباب ہو دل میں امنگ ہو گردن میں آکے سانس اٹکتی ہو بار بار تیرے دہن کو لعل سے نسبت ہو کیا بھلا دھمکی حقیر پر طلب زرمین ہو جو یار آیا ہو جب سے باغ میں وہ غیرت چمن سیر چمن خوش آتی ہو ہم کو نہ سیر دشت غائب ہوے جو آنکھ سے دلمیں ہو نچکے گل کیطرح سے کھلتے ہیں سُن سُن کے غنچہ لب	طفلی میں اور رنگ نخاب اور رنگ ہو طوق گلو سے ایتو جنون دم بتنگ ہو اعجاز کانگین ہو یہ اور وہ سنگ ہو یہ جنگ زرگری ہو کہ سچ عزم جنگ ہو رنگت گلو سے غنچو سے خوشبو بتنگ ہو ہو جوش عشق اور ہی دل میں اسنگ ہو ہر نقبہ میری آنکھ کا اُن کی سرنگ ہو دلچسپ وہ ہزبر کے شعرون کارنگ ہو
--	--

برق فرنگی نے اس رنگ سے یہ اشعار گانے کہ ویرانہ تعریفین کر لے لگا کتا تھا کہ ای دشت نور و دم کو قدرت نے بڑا کمال دیا برق نے کہا کہ مراد قدرت کی یہ تھی کہ دربار تمھارا روشن ہو جائے اور گانے کا مزہ ملے مجھکو یہ کمال عطا فرما دیا میں دیر تک سامنے قدرت کے گایا انعام بھی دیا اور یہ بھی فرمایا کہ صحبت ویرانہ میں رونق رہیگی ویرانہ کو بڑا کام درپیش ہو قدرت کو پس و پیش ہو کہ ایسا نہ ہو عیاران اسلام آکر آفت برپا کریں ویرانہ نے کہا کہ کیا مجال ہو عیار کی کہ جو میرے دشت میں آئے یا عیار می کو زبان ہلائے برق نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اگرچہ آپ نے دفعیہ تحریر کر دیا تھا مگر اس قدر گرمی تھی کہ معلوم ہوتا تھا جسم بھٹک جائیگا یہی خوف تھا کہ ایسا نہ ہو پاؤں جل جاویں بمشکل اُس دشت سے نکلنا ہوں ویرانہ نے کہا کہ اب حدت بڑھ چکی تب کیفیت ظاہر ہوگی جو مسلمان قدم کھینکا وہ جل کر خاک ہو جائیگا اور خاص یہ دشت میں نے واسطے عیار دن کے بنایا ہو وہ لوگ بڑے طرار و فرار ہیں ہر مقام پر گھس جاتے ہیں اگر اس دشت میں آئینگے تو جل جھن کر رہ

خاک ہو جائیں گے اور جو عیار کسی طور سے نکل آیا وہ یہاں گرفتار ہو گا برق پُسن کُسن ہوا ہو کہ ویرانہ دشت نشین نے کہا ایک گلابی شراب کی تو اٹھا لاؤ برق نے کہا کہ اگر شہنشاہ میں آپ سے عرض کرنا بھول گیا جب قدرت سے ملاقات ہوئی تو میں نے جا کر قدموں کو بوسہ دیا قدرت نے کہا کہ ہم کو شراب پلاؤ میں نے ارادہ کیا کہ شراب پلاؤں قدرت نے کہا کہ اولے ادب جس طرح اوروں کو پلاتا ہو اُسی طرح ہم کو بھی پلائیگا میں نے کہا یا خداوند اگر سر پر شراب رکھوں گا تو جام گر پڑیگا فرمایا ہم تقدیر کرتے ہیں تو جام سر پر رکھ میں نے جام سر پر رکھا عدا چاہتا تھا کہ جام گرے جھپٹ کر بھی چلا تو ٹوڑے بھی لیے جام سر سے نہ گرا قدرت کو کئی جام پلائے ایک قطرہ شراب کا نہ گرا نہیں معلوم قدرت نے اپنے ہی واسطے تقدیر کی تھی یا یہ کمال بھی مجھ کو مرحمت ہوا اسکا بھی امتحان کیجیو وہ خداوند تھے آپ مالک ہیں ویرانہ نے کلید بیخا نہ ازار بند سے کھول کر دی کہا لو جسکو چاہو تقسیم کرو برق نے آتے ہی آواز دی آج ہم ساقی ہوتے ہیں کوئی باقی نہ رہیگا خادم یہ مسکندہ دوڑے شراب اٹھا اٹھا کر لیجانے لگے مگر محفل میں ذکر ہو رہا ہو کہ آج اس ساحر کو قدرت نے بڑا مرتبہ دیا اور سب جواب دیتے ہیں کہ قدرت کو خیال آگیا میں کمال مرحمت فرما دیا اُن کا کیا خرچ ہوا ہر چند کہ تقدیر بہت جاسے کی کہ جس طرح سب بپن اُسی طرح خداوند بھی بپن اب دیکھیں کیا گذرتی ہو جو لوگ جلسے میں نہ آتے تھے وہ بھی آکر جمع ہو گئے کہ برق فرنگی گلابیان لیگر آیا رعنائی کشتی کی دیکھ کر سب تعریفیں کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یہ شخص ہمیشہ ہی برق نے ناچتے ناچتے جام لبریز کر کے سر پر رکھا تو ٹوڑے لیتا ہوا طرف ویرانہ کے چلا سب اہل محفل تعریفیں کر رہے ہیں خود ویرانہ دشت نشین دجر کرتا ہو مگر سر جھکا کر بیٹھا ہو جیسے کوئی بڑی فکر میں ہو کہ برق فرنگی تو ٹوڑے لیتا ہوا سامنے ویرانہ کے آیا سر جھکایا کہا اگر شہنشاہ ساحران قدرت نے ہمیشہ کے لیے یہ کمال عنایت کیا ہو میں نے کیسا کیسا چاہا کہ سر سے جام گردوں مگر جام نہ گرا انجام بخیر ہوا بدوں رد و قح آپ کے سامنے آگیا ایسے شاہوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے یہ کہ کر سر جھکا یا ویرانہ دشت نشین نے جام لیا جام ہاتھ میں لیکر مٹنے لگا پہلے تو ہاتھ ہلایا کہ برق کارنگ و روغن اُڑ گیا سب نے دیکھا کہ ایک

انگریز سامنے کھڑا ہو سب حیران ہو گئے مگر ویرانہ دشت نشین نے کہا کہ صاحبو دیکھو کیا دیکھ رہے ہو کہ بے تکلف میری صحبت میں چلا آیا کس تدبیر سے شراب پلانے کا ڈھنگ نکالا مجھ کو جب ہی سحر نے خبر دی تھی جب یہ قصر میں آیا ہو میں جب ہی چاہتا گرفتار کر لیتا مگر خیال میں آیا کہ عیاروں کی باتیں سن لوں حقیقت میں یہ لوگ کامل و اکمل ہیں جو تدبیر کریں گے اُسکو پورا کر دیں گے کیون مکار تو یہ سمجھا کہ عنبر بار نے جو ان ساحروں کو بھیجا ہو تو یہ کیا بالکل جاہل ہیں کچھ تو نے خوف نہ کیا اور محفل میں گھس آیا اب میں تیرا سر خدمت عنبر بار میں روانہ کر دوں گا کہ ملکہ کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے ملازموں نے یہ کام کیا اور یہ تو ملکہ نے خود کہہ دیا تھا کہ ایک عیار آیا پھر تانتا لگ جائیگا مگر جو آئیگا میں اُسے فوراً قتل کرونگا قید کرنے سے کیا فائدہ جہان قید کیا یہ لوگ مکر کر کے چھوٹ جاتے ہیں آخر اہل اسلام کا دستور یہ کہ جو ساحر گرفتار ہو کر گیا تو اُسے اپنا مطیع کیا یا فوراً حکم قتل دیا میری فرنگی روئے لگا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران میں نے ہزار ہا ساحر قتل کیے اور لاکھوں دیکھے مگر آپ ایسا ساحر نگاہ سے نہیں گذرا اب میں آپ کی اطاعت کرونگا یہ سن کر ویرانہ دشت نشین مہنسا کہا ای برق فرنگی اب میں تمہاری بات کا اعتبار نہیں کرتا برق نے کہا کہ حضور یہی طریقہ اہل اسلام کا ہو کہ اگر اطاعت کی تو اُسکی جان بخشی ہوئی ورنہ اُسکو قتل کیا میں دل سے اطاعت کرتا ہوں آج سے کل تک عمرو کو لیجیے طلمس کشا کو گرفتار کر لاؤنگا یہاں تک کہ کل فرزند ان صاحبقران کو گرفتار کر لاؤنگا اور خود صاحبقران کو گرفتار کر کے آپ کے ہاتھ سے قتل کر لاؤنگا ویرانہ نے جواب دیا کہ ای برق کیون اس قدر باتیں بناتا ہو میں تیری مکاری کو خوب سمجھتا ہوں کہ جو تو اس وقت کہتا ہو سراسر اسکے خلاف کریگا برق نے کہا کہ حضور آپ تو ساحر بنظیر ہیں اگر میں اسکے خلاف کوئی امر کروں تو فوراً گرفتار کر کے قتل کیجیے اور پھر اگر میں کوئی غد کر دوں تو ہرگز نہ ملنے گا برق نے بہت کچھ کہا مگر ویرانہ نے کہا کہ اگر شاید تم سچ بھی کہتے ہو تو بکلفین نہیں خوف ہو کہ تم مارسیا ہو جب پہلو پاؤ گے دس لوگے ہمارا دل نہیں مانتا آج مجھ کوئی دن یہاں آئے ہوئے گذرے ہیں کوئی کام مجھے نہیں ہوا یہ پہلا کام ہو میں اس میں نہ مانونگا آئندہ جو کوئی گرفتار ہوگا سمجھا جائیگا یہ کہہ کر سامنے ایک جڑ تھا اُس میں برق کو بند کر دیا

سرکوب جادو ایک جادوگر ہو اُس سے کہا کہ او سرکوب تم حفاظت میں برق کی ضرورت
 رہو کسی وقت غافل نہ ہونا یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے گھرا فراسیاب کا تباہ و برباد کیا
 ہوش رہا ایسے طلسم کو فتح کیا جب افراسیاب جادو مارا گیا تو اُسکے بعد حیرت نے
 بڑی کد کو شش کی مگر کچھ نہ بن پڑا اور شاہزادے بھی خرد کر کے نکلے تھے ہنگامہ
 بلند تھا اس طلسم کی کیا حقیقت ہو مگر قدرت نے ہم لوگوں کے احتیاط سپرد کیا ہی مخلوق
 لڑائی فتح کر لین گے سرکوب جادو اس طرح برق فرنگی کی حفاظت میں مصروف ہو کہ حجر
 کے دروازے پر بیٹھا ہو اور کسی کو آنے نہیں دیتا کہ رونے کی آواز کان میں آئی
 سرکوب نے حجر کا دروازہ کھول کر کہا کہ کیوں میان برق کیوں رو رہے ہو
 اس دن کی خبر نہ تھی سامنے ایسے ساحر کے چلے آئے برق کے آگے روپوں کا ڈھیر تھا
 برق نے سرکوب کو دیکھ کر اُسپر خارہ ڈال دیا سرکوب نے کہا کہ مہتر صاحب یہ روپے
 کیسے ہیں برق نے کہا کہ حضرت یہ روپے ہمارے ہیں یہی حکمور لارہے ہیں اب ارادہ تھا
 کہ بنک گھر میں جمع کرین نوٹ لیکر بیٹھ رہیں گے اُسکا سود ہمیشہ لیا کریں گے اور
 اصل کاروبار ہمارا برقرار رہیگا اب نہیں معلوم یہ سب روپیہ کسکی تقدیر کا ہو اب تو
 ہماری تقدیر سے یہ اُترا کس مشقت سے یہ سب روپیہ جمع کیا تھا وہ سب یوں برباد جاتا
 ہو اب آج کچھ ورہیں چلتا سرکوب نے جو روپوں کا ڈھیر دیکھا منہ میں پانی پھر آیا
 کہا کیوں مہتر صاحب اگر یہ روپیہ ہم کو دے دو تو ہم تمہاری سفارش کریں برق نے قدموں
 کو بوسہ دیا کہا او سرکوب میں وعدہ کرتا ہوں کہ بعد قتل بادشاہ میں دل سے اطاعت کروں گا
 تم کو ملکوں پر بادشاہ کروں گا سرکوب نے وہ روپے لیکر اپنی دھوتی میں باندھ
 برق نے کہا بھراؤ بھی کیوں باقی رہے جو مجھے ملن یہ وہ سب لیلو مگر میری جان بچاؤ
 سرکوب کے خیال میں گذر سفارش اسکی کریں گے آئندہ مالک کو اختیار ہو اگر یہ کیگا
 مجھے روپیہ لیا ہو تو میں انکار کروں گا جمیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا روپیہ بچو سب بصر
 ہو جائیگا سوچ کر قریب آیا کہا مہتر صاحب اور جمع نکالو میں مالک کے قدموں
 پر سر رکھ دوں گا اور یہی کوں گا کہ برق کو قتل نہ کیجیے یہ بڑے کام کا عیار ہو ضرور

میرا کہنا مین گے برق نے ایک پوٹلی اور دی اور کہا نقدی اب میرے پاس نہیں ہے سرکوب نے پوچھا اسمین کیا ہو برق نے کہا کھول کر دیکھو سرکوب اُس پوٹلی کو لیکر گرہ کھولنے لگا دیکھا پوٹلی کھلتی نہیں کہا میان برق صاحب اب تم تردد نہ کرو میں ضرور تمکو بچا لوں گا برق نے پوٹلی کی گرہ کا حال بتایا کہ اس طرح گرہ کھولو جیسے ہی سرکوب نے گرہ کھولی سڑا کا ہوا دھوان نکلا سرکوب بیہوش ہو گیا جیسے ہی سرکوب بیہوش ہوا برق نے زبان میں سوزن دی اور گلے میں گیند عیاری کا ٹھونس دیا ہتھکڑیاں بٹریان پہنا دیں اور اپنے جسم سے قید دور کی آپ سرکوب کی شکل بن کر نکلا اور سرکوب کو اپنی شکل بنا دیا ہو ٹھوڑی دیر دروازے پر حجرے کے بیٹھ کر دربار میں ویرانہ دشت نشین کے آیا کہا ای شہنشاہ ساحرا عجیب معرکہ گذرا کہ میں دروازے پر قید خانے کے بیٹھا تھا کہ ایک ستانا ہوا میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ خداوند جمشید اول مع جمشید ن تخت پر اڑے ہوئے جاتے ہیں میں نے کوئی بادشاہ جلیل جانکر سلام کیا فرمایا ای سرکوب تو نے ہم کو پہچانا کہ ہم کون ہیں میں نے اُسے دست بستہ عرض کی کہ فدوی نے نہیں پہچانا انھوں نے فرمایا کہ ہم خداوند سابق ہیں تم لوگ ہم کو مردہ جانتے ہو قدرت کہیں مر سکتے ہیں اب تیرا بڑا رتبہ ہو گا کہ ہمارے دشمن سخت کی حفاظت کر رہا ہو لیکن عمرو عیار آنے کو ہو اُسکی فکر رکھنا اگر اُسکو گرفتار کر لیا تو کُل لڑائی فتح ہی ہم بھی اسی فکر میں نکلے ہیں ڈھونڈھ کر اُس کو لانے ہیں مگر تم کو مناسب یہ ہو کہ صحراے ویران میں جاؤ ایک نخل کلان جو اُس صحرا میں ہو عمرو تھک کر وہاں بیٹھا ہو وہاں سے گرفتار کر لاؤ ہم بھی تمھیں مدد دیں گے ویرانہ نے کہا کہ ای سرکوب جلدی جاؤ میری فرنگی وہاں سے نکلا جنگل میں آکر پھرنے لگا دیکھا ایک جادوگر جاتا ہوا اُسکو چاکر کر بلایا حباب مار کر بیہوش کیا بیہوش کو کے عمرو کی صورت بنایا لیکر بھاگا دربار میں ویرانہ کے آیا کہا ای شہنشاہ میں نے جا کر دیکھا کہ یہ جڑ میں چھپا بیٹھا تھا مجھ کو دیکھ کر بھاگا میں نے پیچھے دوڑا مگر یہ تو ہوا ہو کب اسکو پاس لے سکتا تھا اُس وقت تخت خداوند جمشید اول پھر ظاہر ہوا ظاہر میں مر گئے ہیں مگر سب طرح کا اختیار رکھتے ہیں تخت پر سے آواز دی کہ اوز میں پائون عمرو کے تھام لے عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین پر اب بھی قدرت کا قبضہ ہی کچھ سحر نہیں کیا

نقطہ اتنا کہ اس کی زمین دشمن ہمارا نکلا جاتا ہوا اسکے پاؤں پکڑے اسی وقت زمین سے دھواں
نکلنے لگا عمر و گر کر بیہوش ہوا میں نے گرفتار کیا مگر مجھے فرمایا کہ اسے سرکوب و امی مقبول درگاہ
مابعد دولت اب اس کو ہوشیار نہ کرنا جلتے ہی قتل کر ڈالنا ہر چند کہ ویرانہ کو گرفتار ہونے
سے عمر و کے بڑی خوشی ہوئی لیکن دل دھڑک رہا ہو کہتا ہو کہ یہ کیا بات ہو کہ اس خوشی میں
یہ دل کی دھڑکن آج تو وہ دن ہو کہ ساحر خوشیاں کریں وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس نے
عنظلی آباد کو تباہ و برباد کیا کیسے کیسے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے مگر ہمارا اقبال
کہ ہٹنے گرفتار کر لیا سرکوب نے کہا اب میں اسے قتل کرتا ہوں یا حکم ہو تو جنگل میں لیجا کر
قتل کروں ویرانہ نے کہا جنگل میں لیجا کر قتل کر دے یہ بھی سنا ہو کہ جس مقام پر یہ لوگ قتل ہوئے
وہ زمین آباد نہ ہوگی جنگل اگر ویران ہو گا تو کوئی حرج نہیں ہو وہیں سے سرکاٹ لاؤ یہ سکر
برق فرنگی بھاگا جنگل میں آکر اسکا سر کاٹا مرنے سے آواز بھی بلند ہوئی یہی برق فرنگی کو بھا
تھا کہ جب جادو گر کا سر کٹیگا صورت بدل جائیگی آواز بھی بے دردین کے یہاں جنگل میں کون
سنے والا تھا سرکاٹ کر پھر سر کو بشکل سر عمر و آراستہ کیا لاشہ پھینک دیا سر کو اپنے روائے میں
باندھ کر دربار میں لایا ویرانہ نے سر عمر و دیکھا سب خوشیاں کرنے لگے مگر ویرانہ خاموش
بیٹھا ہو سوچ رہا ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو یہ کیا کیفیت ہوئی کہ عمر و اتنی جلدی مارا گیا سب کتابوں
میں یہی لکھا ہو کہ عمر و کی قضا ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہو پھر سرکوب نے کیونکر مارا برق
نے جو دیکھا کہ ویرانہ خاموش بیٹھا ہو کہا ای شہنشاہ ساحران آپ کا مطلب میں سمجھا یہ
مطلب ہو گا کہ عمر و ایسا شخص اسطرح مارا گیا حضور خود خداوند کو منظور ہوا خود اگر موجود
ہو گئے تقدیر کر کے گرفتار کرایا قتل میں بھی شریک ہوئے آپ کیون سوچتے ہیں ویرانہ
کو ان باتوں سے تسکین ہوئی شگفتہ ہو کر کہا کہ ای سرکوب مجھے بڑا انتشار یہ ہو کہ سب
کتابوں میں یہی لکھا ہو کہ عمر و کی قضا کسی بہا حاکم کے ہاتھ سے نہیں ہو مگر معلوم ہوا کہ قدرت
نے تقدیر پلٹ دی پُرانے خداوند چن اب بھی چن کرتے پھرتے ہیں کتابوں کا لکھنا خلاف
کر دیا آپ اگر عمر و کو گرفتار کرایا اگر قدرت نہ آتے تو عمر و کبھی گرفتار نہ ہوتا سرکوب نے
جواب دیا بیشک نہیں معلوم کیا آفت برپا کر دیتا یہ لکھ کر سراسر منہ ویرانہ کے ڈال دیا اور

لہذا امیر شہنشاہ آج تو ایسی خوشی ہو کہ دل چاہتا ہو گا مین بجائیں مٹیجہ کر سحر یا ذکر میں شراب
رسقہ در سبکین کہ روح سامری شاد ہو یہ کہ کر خوشیاں کرنے لگا بایان اٹھا کر سیدھا سیدھا
ٹھیکہ چھڑ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

شب وصلت جو ہین پھلے پہر تکبیر ہوتی ہو	موزن کی صدا حق امین ہمارے تیر ہوتی ہو
اشارہ ہو کر نیلے قتل اپنے ہاتھ سے مجکودہ	جو قبضہ چوم کر زب کر شمشیر ہوتی ہو
تلاش رزق میں کیوں در بدر بھرتے ہوئے	نہیں ہوتا ہو کچھ جب گردش تقدیر ہوتی ہو
خفا ہو کر مری جانب سے منٹھ کیوں پھیر لیتے ہو	سواہر سے کے مجھے کونسی تقصیر ہوتی ہو
قلم کرتا ہو سر کس جسم پر تو شمع محفل کا	خطا سر زد یہ تجھے ناحق اے گلگیر ہوتی ہو
بناتے ہیں اندھراک میکدہ ہم زندا ہر سطر	ادھر نہ باد میں مسجد اگر تعمیر ہوتی ہو

یہ اشعار جو برق نے سامنے ویرانہ کے گائے ویرانہ خوش ہو گیا شراب منگوا کر محفل
میں رکھوائی برق نے ایلٹ پلٹ کر کے بیوشی ملائی قصہ ہو کہ پلاؤں کہ ایک خدمتگار سرکوب
کام قید خانے میں پہنچا دیکھا قیدی بیوش پڑا ہی جگانے لگا جگانے سے جب اسے ہوشیا
نہ ہوا تو اسے پانی منہ پر چھڑکا رنگ دروغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی نکل آئی سرکوب
پہنچا رہا ہوا خدمتگار نے پوچھا آقاے نامدار یہ کیا ماجرا ہو سرکوب نے طریق گلے کے
اشارہ کیا خدمتگار نے گیند نکالا اب سرکوب باتیں کرنے لگا سرکوب نے خدمتگار سے
کہا کہ دربار میں ویرانہ کے جادو کھو ہاں کیا ہو رہا ہو خدمتگار جو پہنچا دیکھا محفل عیش
آجاستہ ہو سرکوب نقلی سب کو شراب پلایا چاہتا ہو خدمتگار نے پکار کر آواز دی کہ اے
شہنشاہ ساحران آقا میرا سرکوب قید خانے میں بیوش پڑا تھا رنگ دروغن چہرے
پر ملا تھا میں نے پانی ڈالارنگ دروغن تو اڑ گیا اور صورت اصلی ظاہر ہوئی انھوں نے
مجھے کہا کہ دربار میں جا کر دیکھ کہ کیا ہو رہا ہو یہاں رنگ ہی اور یہی شراب کا چرچا ہو گیا
ہو یہ ائمہ و شہت نشین نے وہ شراب کتے کو پلائی کتا سرنگنے لگا آخر برق کو گرفتار کیا
برق نے پہلا ہاتھاک بھاگ کر نکل جاؤں مگر ویرانہ نے نیچا لے دیا کہا اگر بڑھیکا تو ابھی
ابھی کچھ ناک دوں گا برق ناچار ہو کر نظر اربا سحر و نئے گرفتار کر لیا اب جو منہ دھویا

صورت اصلی نکل آئی ویرانہ بہت جھلا یا کہا میدان خونی کی تیاری کرو میں جانتا تھا کہ یہ ظالم ضرور فتور کرے گا سرکوب کو قید خانے سے بلوایا سب حال پوچھا اُسے سب حال بیان کیا مکاریاں برق کی ظاہر ہوئی اُسی وقت میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دارین استاد ہوئیں میرا سامنے آکر بیٹھا جب جلا جمع ہو چکے تو عرض کی گئی کہ سب سامان تیار ہو ویرانہ نے حکم دیا کہ برق کو لاؤ سب ساحر برق کو کشان کشان لائے اُس وقت برق نہایت بیقرار و اشکبار ہوا ایک ایک کے آگے ہاتھ باندھتا ہوا کہ یارو بیٹھا ہوں مگر کوئی نہیں سنتا ہر ایک کا یہی قول ہو کہ اس ظالم نے دن دھاڑے یہ عیاری کی اگر رات ہوتی تو کیا قیامت برپا کرتا معلوم ہوا کہ کوئی فقرہ اسکا عیاری سے خالی نہیں ہو جلا دون نے برق کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور کہا اب کیونکر گڑا تا ہی تیری کون سنے گا مکاریاں تیری ظاہر ہوئیں ایک جلا دے گردن پر کوئلے کا خط دیا جب تو برق فرنگی بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگا کہ او کریم و رحیم و امی سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر نظم

او بندہ خدا تو خدا از خدا طلب +	درد دل مدار غیر خدا ما سوا طلب +
در کار ہرچہ ہست ترا از خدا طلب	مطلب طلب مراد طلب مدعا طلب
درد دل امید نیگ و بد از بندگان مد	گر بندہ خدائی و مرد خدا طلب +
گردن مکش ز حکم آبی و دم مزین +	سر نہ بجاک عجز و ہمیشہ رضا طلب
ہر مطلبی کہ ہست ز مطلوب خویش خواہ	ہر مقصدے کہ ہست از ان آشنا طلب
آرام جان ز حضرت جانان سوال کن	تسکین دل ز درگہ آن دلر با طلب

برق نے ہلک ہلک کر جو دعائیں مانگیں زندگی سے ناامید ہو چکا ہو کہ تیرے دعا بدت مراد پر پہونچا فضلے کا رمیشاق کوہ گردان جب صحرا میں پہونچا تو گرمی سے ایسا پریشان ہوا کہ عرق ہو گیا جب زیادہ بلند ہوا تب گرمی موقوف ہوئی اُس مقام پر پہونچا اور ہو گیا کہ برق فرنگی زیر تیغ بیٹھا ہو کر کسی پر ویرانہ دشت نشین بیٹھا ہو جلا برق کو گھیرے ہوئے ہیں کسی کے ہاتھ میں خنجر کسی کے ہاتھ میں تلوار کوئی گولہ لیے کھڑا ہو کسی کے ہاتھ میں تیر و کمان ہو ویرانہ کہہ رہا ہو کہ ارے اسے جلد قتل کرو ایک جلا دے کہ سب میں قوی تن و قوی من تھا

اُس نے سب کو ہٹایا اور خنجر لیکر جلا برق نے آنکھیں بند کر لیں سوچتا ہو کہ کہاں کہاں گئے
 اور کیا کیا عیاریاں کیں مگر قضا یہاں پر تھی جیسے ہی جلا دے چاہا کہ خنجر مار دوں میثاق
 نے ہاتھ ہلایا کہ ایک برق کڑک کر گری جلا دکا سر اڑ گیا ویرانہ نے دیکھا کہ آسمان سے برق
 آئی اُس نے جلا دکو مارا اور ایک سنہرہ بچہ گرا ہو وہ کرین برق کی پڑا ہو اور اٹھا کر لے چلا ہو
 ویرانہ نے کہا کہ ارے تو کون چاہا بچے کو رو کون مگر یہ سحر میثاق کو وہ گردان ہو بھلا بک
 روکے سے رکتا ہو لیکر بلند ہو گیا مگر ویرانہ نے دیکھ لیا کہ میثاق کھڑا سحر کر رہا ہو
 لٹکار کر اپنے مقام سے اٹھا میثاق پر کئی سحر کیے مگر میثاق ان ایسوں کے سحر کو کب
 مانتا ہو ہر ایک سحر کو دفع کیا برق کو تو بچہ لے گیا اب ویرانہ سے اور میثاق سے لڑائی
 پڑی سب نے مل کر میثاق پر سحر کی بوجھار کی مگر میثاق نے سب کے سحر دفع کر کے ایک بار
 پھینکی کہ جس سے مس ہو گئی اُسکا سر کٹ کر گر پڑا کئی سحر جو ان ساحران کا رگزہ جو ہمراہ
 ویرانہ تھے سب مارے گئے اب ویرانہ چاہتا ہو مین نکل جاؤں مگر میثاق آسمان سے
 اُتر آیا زمین پر جا ہوا کھڑا ہو ویرانہ سے رد و قح ہو رہی ہو جو سحر ویرانہ نے کیا اُسے
 میثاق نے دفع کر دیا اور جو سحر میثاق نے کیا ویرانہ بمشکل دفع کرتا ہو تلوار بن
 برس رہی ہیں ہنگامہ گیر و دار بلند ہو ویرانہ نے جان پر کھیل کر آخری سحر کیا شانہ
 میثاق کا زخمی ہو ا میثاق نے اُس زخم کا خون لیکر کار در پر لگایا اور کار در پھینک ماری
 ویرانہ نے دیکھا کہ کار در مثل شعلہ چمکتی ہوئی طرف سینے کے آتی ہو چاہا بھاگ جاؤں
 زمین نے پاؤں تھام لیے اب ویرانہ ناچار ہوا کبھی اپنا ہاتھ کاٹ کر خون پھینکتا ہو
 کہ اس خون کو لیکر کار در ہٹ جائے مگر وہ کار در تو جا لگیا ہو ویرانہ کے قتل کی تدبیر ہو گئی
 دستکین دیتا ہو جب دیکھا کار در نہیں رکتی تو جھولی سے ایک پتلی نکالی پتلی کی سہری
 سلنے کھڑی کر دی خیال یہ تھا کہ یہ پتلی کار در کو تھام لیگی مجھ تک نہ آنے دیگی مگر کار در جب
 قریب پتلی کے آئی پتلی نے ہاتھ ڈال دیا مگر اُن کہہ کر چھوڑ دیا وہ کار در پتلی کے سینے پر پڑی
 نوڑ کر پشت کو پار گزری پتلی تو زمین پر گر کر چلنے لگی وہ کار در پھر اُسی طرح طرف سینہ ویرانہ
 کے چلی جب تو ویرانہ ناچار ہوا بھاگ نہیں سکتا چاہتا ہو پر پرواز پیدا کروں پر بھی باز ہو

پیدا نہ ہوئے زمین پر پڑا لوٹ رہا ہو کہ کار دا کر سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری و سیرا
کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا میثاق و سیرا نہ کو مار کر پلٹا صحرا میں آکر دیکھا کہ نیم سنہرا جو
برق کو اٹھالایا تھا صحرا میں لیے ہوئے برق چاہتا ہو میں چھوٹوں تو جا کر دیکھوں کہ
میثاق نے کیا کیا مگر نیچے نے برق کو نہ جانے دیا میثاق نے آکر کہا کہ ای ہنتر والا کہ
و سیرا نہ مارا گیا اب تھیں جو بن پڑے وہ کرو میثاق تو رخصت ہو گیا برق فرنگی اول
مقام و سیرا نہ پر آیا دیکھا تمام علامتیں نابود ہوئیں و سیرا نہ کی شکل بن کر چلا مقام و سیرا نہ
کو طے کر کے سلتے پہونچا دیکھا کہ ایک باغ بے دروازہ اُسکا مثل آغوشِ عاشق کھلا ہو
اُس دروازے کے آگے برقیں چمک رہی ہیں برق حیران ہوا کہ اب کیا کروں ایسا نہ ہو
کہ میں اندر جاؤں کوئی برق مجھ پر گرے اور دو ٹکڑے کرے کھڑا ہوا حیران دیکھ رہا ہو کہ باغ
کے اندر سے ایک عورت نکلی بھاری کپڑے پہنے یہ اشعار گاتی ہوئی لطم

میں اک بگولہ بن گیا صحراے دست خیز کا
دھبا ہو میرے خون کا دامن ہو اُس خونریز کا
عالم رگ گردن میں ہو قاتل کی تیغ نیز کا
دل ہاتھ میں ظالم کے ہو کیا کام دست و باز کا
سودا چن کو ہو گیا اُس زلفِ عنبر نیز کا
پرہیز گاروں کو ہوا اچھا مرض پرہیز کا
گردش ہو ہفت افلاک کی کا دائرے شبیز کا
دیکھا ہو پہننے حادثہ عشق بلا انگیز کا

واسن نہ چھوٹا مگر بھی دشتِ غبار انگیز کا
تا حشر مٹنے کا نہیں لائے کا دلغ امر باغبان
شوقِ شہادت میں یہاں ہر وقت کشتا ہو گلا
بیدا دلبر کی سند کچھ اور ہم رکھتے نہیں
آشفقتِ موبہل بھی ہو سرگشتہ بوسے گل بھی ہو
جز یادہ نوشی ساقیا کوئی نہیں جسکی دوا
وسعت نہیں آفاق کی تیری یہ جولان گاہ ہو
ڈرتے نہیں ہم ای جلالِ آشوب روزِ حشر سے

اُس عورت نے جو یہ اشعار گلے برق کو ایک دلولہ پیدا ہوا طرّف اُس عورت کے چلا
اُس عورت نے اشارے سے برق کو بلایا جب برق قریب اُس عورت کے پہونچا وہ جو
تڑپ رہی تھیں سب برق کو لپٹ گئیں اُس عورت نے آکر برق کا ہاتھ ماکشان کشان
اندر باغ کے لے گئی گلفروشاں جادو جو یہاں کا حاکم ہو بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو کہ وہ عورت برق
کو لیے ہوئے آئی کہا ای شہنشاہ یہ بھی کون شخص ہو طرفِ بلغ کے آتا تھا میں نے گرفتار کر لیا

گل فروش اٹھا قریب اگر کہا کہ ایو ویرانہ دشت نشین تم کیون یہاں آئے برق فرنگی نے جواب دیا کہ آپ کی ملاقات کو آیا تھا منظور ہوا کہ کچھ اپنا حال کہوں اور کچھ آپ کا حال سنوں لشکر بادشاہ اسلام قریب آچکا ہے جو تہ میر بتائیے وہ کروں گل فروش نے قریب آکر منہ ہر پھر پھیر رنگ دروغن عیاری کا اڑ گیا گل فروش نے دیکھا کہ ایک انگریز قنطورہ زربفتی سے آراستہ سامنے کھڑا ہے گل فروش نے کہا کہ مہتر صاحب آپ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ویرانہ مارا گیا مگر میرے سحر سے کوئی نہیں بچ سکتا میں ایسے دھوکے نہ کھاؤنگا پکار کر آواز دی کہ ایو گرم آفتاب نما اسکو لیکر قید کرو ایک جادوگر پہلوے باغ سے آیا اسنے آتے ہی برق فرنگی کو پکڑ لیا اور کشتان کشتان لیکر چلا سامنے حوض تھا جس میں آب صاف و شفاف بھرا تھا اس میں برق کو ڈھکیل دیا نہیں معلوم برق پر کیا گذری کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا مگر میثاق جب برق فرنگی کے ساتھ سے پلٹا تو ایک صحرائین آکر دیکھا کہ ایک راہگیر ایک مسافر کے کپڑے اُتار رہا ہے عقل سے سمجھ گیا کہ یہ ہمارے پیر و مرشد ہیں پکار کر آواز دی کہ ہاں اے استاد و الانزا دیہ ملعون اسی کے لائق تھا کہ کپڑے اسکے اُتار لیجیے اور کنوین میں اس کو ڈال دیجیے یہ سن کر خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ میثاق کوہ گردان آتے ہیں پکار کر آواز دی کہ ایو وزیر اعظم کہاں سے آتے ہو صبح کا وقت نہیں بٹے کا زمانہ یہ بے حیا سامنے آگیا ابھی کو غنیمت جانا کہ نہیں تو ہو جائے دن بھر خالی نہ گذرے ایو میثاق عجب عسرت میں گذر رہا ابکی عینے میں ایسی کمی پڑی کہ سود بھی نہیں پہونچا مہاجن محکو ڈھونڈتے پھرتے ہیں کو کیا ہوا میثاق نے کہا کہ ایو شہنشاہ اوج عیاری برق نے در بند اول فتح کیا مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے در بند پر برق جو گیا تھا وہاں کچھ افتاد پڑی ورنہ اب تک پلٹ کر آجاتا ایسا نہ ہو خدا نخواستہ اسکو کوئی قتل کر ڈالے تو مشکل ہو تو خواجہ نے فوراً صورت بدلی طرف بلع گل فروش کے چلے میثاق آسمان پر سے دیکھتا ہوا جاتا ہے کہ جب خواجہ سامنے بلع کے پہونچے وہ ہی علامت دیکھی کہ برقین تڑپ رہی ہیں ایک گویے کی شکل بنکر ایک غل کے نیچے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

بندہ عشق ہوں کیونکر نہ کروں مہر عشق	دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عشق
-------------------------------------	------------------------------------

خیر سے میرے قدم چومنے مجنون آیا ۱۰	لیکنی جب مجھے صحرا کی طرف شدت عشق
اب مرے سامنے منع کی حقیقت کیا ہو	دل غنی ہو مرا ہر پاس مرے دولت عشق
کیا مزہ اسٹین ہر ذلت کے سوا اسی سطوت	خواب میں بھی نظر آتی نہ مجھے صورت عشق

اس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ وہ ہی عورت باغ سے نکلی مگر سر ہلاتی ہوئی اور
 پکار کر آواز دی کہ اے گویے تو کس مصیبت میں مبتلا ہو کہ تنہا بیٹھا گارہا ہو عمرو نے جواب
 نہ دیا اُس عورت نے قریب آکر ہاتھ عمرو کا تھام لیا کہا ارے چل گلفروش تیری بڑی قدر
 کر لگا وہ مرتبہ اعلیٰ لیگا کہ تو نہال ہو جائیگا یہ کہہ کر ہاتھ اٹھایا یا تو برقین نطرب رہی تھیں
 گویا راستہ در باغ کا رکھتا یا وہ برقین سب غائب ہو گئیں خواجہ بے خوف اُس نازنین کے
 ساتھ باغ میں آئے دیکھا چار جانب گلہائے رنگارنگ زمین پر پڑے ہیں ہوا سے اڑتے
 پھرتے ہیں طائرانِ نغمہ سرا درخون سے گرتے ہیں اُن پھولوں کو اٹھا کر لیجاتے ہیں اپنے آشیانے
 بناتے ہیں خواجہ گنگنائے ہوئے اُس نازنین کے ساتھ آتے ہیں طائروں نے جو خواجہ
 کو آتے ہوئے دیکھا منقاروں سے پھول گرا دیے شاخوں پر جا بیٹھے وہ پھول سب انگارے
 ہو گئے جس طرف خواجہ جاتے ہیں وہ انگارے دوڑتے ہیں چاہتے ہیں کہ پاؤں میں لپٹ جائیں
 اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ اے شعلہ خوار یہ گویا ہو میں اسکو ساتھ لاتی ہوں کچھ خیال
 نہ کرو تب وہ شعلے پھر پھول معلوم ہونے لگے اس طور سے خواجہ وسط باغ میں پہنچے دیکھا
 گلفروش مسند پر بیٹھا ہو پکار کر کہا کہ اے دل فریب یہ دوسرا کون شخص ہو کہ جسکو اپنے ساتھ
 لائی ہو سارا باغ پریشان ہو رہا ہو دیکھتی ہو کہ طائرانِ باغ پھول نہیں اٹھاتے سنبل نے بال
 کھول دیے ہیں لالہ بادل داغدار اپنا داغ دکھا رہا ہو یہی مراد ہو کہ غیر باغ میں نہ آنے
 پائے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آجائے تو باعثِ خرابی ہو مشہور ہو کہ ویرانہ مارا گیا اب عیا
 اس طرف رخ کریں گے محکوم بڑی احتیاط چاہیے اُس عورت نے کہا کہ اے شہنشاہ کوئی آپکے
 حکم کے خلاف نہ کریگا مگر یہ گویا آوارہ ہو کر ایک نخل کے نیچے گارہا تھا میں بلا لائی کہ آپ
 بھی گانا سنیں اگر گانائیں گے تو بہت محظوظ ہوں گے گلفروش نے کہا کہ اے دل فریب قدرت
 نے لکھا ہو کہ عمرو ضرور اس باغ میں آویگا فکر سے غافل نہ رہنا خواجہ حیران حیران چار جانب

دیکھ رہے ہیں اب جو یہ باتیں ہوئیں خواجہ نے کہا کہ اوشمنشاہ ساحران ایسا نہ ہو کہ آپ کو ہریشانی ہو میں ابھی نکل جاؤں یہ کہ کر بیٹھنے لگے گل فروش نے ہاتھ ہلا دیا کہا صاحب دروازہ بند رکھو ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پڑے پھر کسی کے کیے کچھ نہ ہو سکیگا گل فروش کے کہنے سے دروازہ بند ہو گیا طائر اپنے اپنے اشیانوں میں جا بیٹھے خواجہ نے کہا کہ حضور مجھ کو کیا حکم ہوتا ہو میرا ٹھہرنا ایسے مقام پر مناسب نہیں کہ آپ کو شک ہوتا ہو دلفریب نے کہا کہ میان گوئیے صاحب دو چار اشعار گائیے پھر چلے جائیے گا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جھجھکی سے نکالی اور اُس میں یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

<p>ہوں خاک لبس غم سے برباد اسے کہتے ہیں کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے قصہ گل و بلبل کے کل میں نے کہے اُس نے تصویر تصور نے کوچے کی ترے کھینچی ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہیں زمانے میں</p>	<p>راحت سے نہیں واقف ناشاد اسے کہتے ہیں اگر دام کشود کیو صیاد اسے کہتے ہیں باتوں میں بھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہیں فردوس اٹھالا یا شاد اسے کہتے ہیں قول اہل سخن کا ہو اُستاد اسے کہتے ہیں</p>
---	--

اس طرح سے عمرو نے یہ اشعار گائے کہ گل فروش جھجھکے لگا دمبدم کہتا تھا کہ بڑے میاں کیا خوب گاتے ہو یہ باغ پربہار ہی میوے کھاؤ یہ میں رہو عمرو نے جو اتنا اشارہ پایا دو پانچ چھ امرود تو بڑے چاکو اپنے پاس سے نکالا بھاگین بنا کے سامنے گل فروش کے لائے گل فروش نے کہا کہ بڑے میان تم کھاؤ تم ہمارے حمان ہو خواجہ نے کہا عنایت حضور کی مگر آپ نوش فرمائیے تو دل کو میرے ڈھارس ہو میں اب اس باغ سے نہ جاؤں گا جس میوے کا خیال کرتا ہوں اُس میوے کو اس باغ میں پاتا ہوں حقیقت میں آپ نے کیا انتظام کیا ہو کہ فصل وغیرہ فصل کا میوہ موجود ہو میرا جی چاہتا ہو کہ ایک فاش حضور کو کھلاؤں اور ایک بی دلفریب کو کھلاؤں گل طائر منہ اٹھا کر مجھ کو دیکھتے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو مجھ پر ٹوٹ پڑیں تو پھر جان کا خوف ہو گل فروش نے کہا کہ میان گوئیے صاحب تم کو طائر آزاد نہ ہو نچائیں گے یہ طائر کرامات خداوند کے ہیں دشمن کے جو یا ہیں کہ اگر دشمن مل جائے تو اُس کو ہلاک کریں تم اپنے اوپر کچھ گمان نہ کرو تم کو تو امان دی ہے باتیں

شن کر خواجہ نے قاش امرو دگل فروش کے منٹھ میں دی گلفروش نے جیسے ہی وہ قاش کھائی گنا بڑے میان صاحب اس لذت کا امرو دکبھی ہم نے نہیں کھایا دلفریب نے آکے خواجہ سے کہا کہ ایک قاش ہلکو بھی دیجیے خواجہ نے کہا کہ ای ملک عالم یہ امرو د میں نے بڑی مشقت سے توڑے ہیں جس درخت میں بختہ دیکھا اُسے توڑ لیا تو مالک نے بھی پسند فرمایا یہ کہہ کر ایک قاش کاٹی نکال اُسپر چٹکا کا لوبی دلفریب ہم تو تمہارے ممنون احسان ہیں کہ تم ہلکو اس باغ میں لائیں ورنہ ہم کیونکر آسکتے ہزار طرح کی خرابیاں تھیں مگر تم نے ہمیں احسان کیا کہ ہم کو یہاں تک پہنچایا اب ہماری بات کا بُرا نہ مانو ہم ضعیف آدمی ہیں تمہارے کام کے نہیں دلفریب نے ہنس کر کہا کہ کیوں بڑے میان تمہارا کیا نام ہے؟

تو خوب بتاتے ہو عمرو نے کہا کہ میرے ہاتھ سے امرو دنوش فرمائیے یہ میری خوشی ہو دلفرش نے منٹھ کھول دیا قاش کو منٹھ میں لیا جیسے ہی عمرو کھلا کر ہٹا گلفروش نے پکار کر کہا کہ اگر بڑے میان صاحب اس قاش میں کیا تھا سرگردش کرنا ہو عمرو نے کہا کہ ذرا ٹیلیے ہوا لگے تو گرمی موقوف ہو دلفریب دگل فروش جیسے ہی اُسٹھے لڑکھڑاکر ایک تھلے میں گرے عمرو نے نعرہ کیا نعرہ عمرو سے عمروم کہ کلاہ از سر قیصر برہم + رنگ از رخ بختک بدتر برہم + در مجلس خسروان چو گردم ساقی + تیغ و سپر و سیب و ساغر برہم + نعرہ کر کے عمرو نے گلفروش کو قتل کیا جیسے گلفروش کو خنجر مارا اور گلفروش کا سر کٹا وہ طائر جو درختوں پر بیٹھتے تھے وہ سب زمین پر گرے ساحرون کی شکل بن کر عمرو پر حملہ آور ہوئے عمرو نے جا باجست کر کے نکلون مگر کئی سو ساحرون نے جو سحر کیا خواجہ ایک مقام پر گئے زمین نے پائون تھام لیے جادوگر تلوار کھینچ کر چلے کتے ہوئے کہ او مکار تو نے ہمارے افسر کو مارا ہماری آنکھوں کے نیچے اندھیرا ہی ایسا نہ ہو کہ خداوند کو خبر ہو جائے یا عنبر بار سن لین تو فرمائیں گی کہ تم سب دیکھا کیے اور افسر تمہارا قتل ہو گیا عمرو کے تو پائون زمین تھلے ہی ہر چند عمرو کہتا ہو کہ بھائیو میں نے گلفروش کو نہیں مارا گلفروش کو دلفریب نے قتل کیا میں چاہتا تھا کہ دلفریب کو اس جرم پر قتل کروں تم لوگوں نے مجھے عیاں سمجھا جادو کروں نے کہا کہ او مکار تیری باتوں سے فریب پیدا ہو گلفروش

ایسے افسر کو قتل کیا اور پھر باتین بنانا ہی ہم مجکو زندہ نہ چھوڑیں گے ضرور قتل کریں گے تلوار کھینچ کر جب جادوگر بڑھے تو عمرو بیکرار ہوا تڑپ کر دعائیں مانگنے لگا کہ اے خالق لیل و نہاں و اے معین و مددگار ان دشمنوں کے ہاتھ سے بچالے رحم اپنا شریک کر لے

فی الحقیقت خاتم دنیا سر اسے محنت است	معدن رنج و عم و آلام دکان آفت است
طالبان ذات حق را فقر و فاقہ دولت است	خاکساران خدا را خاکساری دولت است
حُب دنیا و حشمت است و نخوت است و غفلت است	زحمت است و ذلت است و حسرت است و حیرت است
بر سر اساتادہ است در دنیای دون پیک اجل	آخرین دم ہر دم و ہر وقت وقت رحلت است
ہر چہ بہت اندر گفت امر و حق دیگر است	مال بیگانہ تمام این گنج و مال و دولت است
قوتش نا قوتی و طاقتش نا طاقتی + +	فرصت اش غلبینی و عورت سرا پا ذلت است
ہندیا ہرگز مثال اندر غم مال و مثال	ز انکہ در دنیا آل مال داغ حسرت است

عمرو بیکرار ہو کر دعائیں مانگ رہا ہو اور جادوگر اکٹھا ہو کر چلے تلواریں کھینچے ہوے چاہتے ہیں کہ عمرو پر وار کریں عمرو نے بیکرار ہو کر عرض کی کہ اے خالق کون و مکان و اے رب دہان تو مجھے کوہ سرائندپ پر وعدہ کر چکا ہو اور میں نے اب تک اس بُری چیز کا خیال بھی نہیں کیا آج تو بالکل ملک الموت سامنے ہو یہ تو ظاہر ہو کہ میں بے گناہ معصوم ہوں جب مرونگا تو بہشت کے سوا کہاں جاؤنگا بہشت میں سُنتا ہوں جو اہر کے مکان میں دیواریں تک گھود کر زنبیل میں رکھ لوں گا پس مجکو نہ بلائیے ورنہ وہ مقام ویران ہو جائیگا جادوگر باتوں پر عمرو کی ہنستے ہیں قضاے کار میتاق کوہ گردان اڑتا ہوا آیا آسمان سے دیکھا کہ کلفروش کالا شہ پڑا ہو اور دلفریب بیہوش پڑی ہو اور ساحر عمرو کو قتل کیا چاہتے ہیں تلوار کمر سے نکال لکڑھینکی اس قدر تلواریں برسیں کہ سب ساحروں کے سر اڑ گئے ایک تلوار دلفریب پر گری اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے خواجہ اُسٹے جادوگر قتل کے پورے آثار نے لگے بلغ ویران ہو گیا خواجہ نکل کر بھاگے باہر نکل کر طرف میسرے دربار کے چلے جیسے ہی سامنے نخل کے پہونچے ہزار ہا طائر نخل سے اڑتے غلغلہ کرنے لگے کہ دشمن آتا ہو انہیں کو گرفتار کرو خواجہ اُلٹے بھاگے ایک جھاڑی میں چھپ کر بیٹھے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی اور ایک

جادو کرنی باموسے پر نشان نیلہ لٹھکا پہننے ہوئے نیلی چدر یا اوڑھے ہوئے اس طرح سے آہو پر سوار ہو کر آدھا جسم زمین پر اور آدھا آہو پر آہو دوڑا ہوا آتا ہو وہ ساحرہ قریب نخل اگر ہوئی آہو سے اُترتی اور پکار کر آواز دی کہ ارے کجختو یہاں تو کوئی نہیں ہو کیوں غل مچاتے ہو یہاں تو ستا تا پڑا ہو وہ ظالم درخت سے اُڑے اور گرد اُس ساحرہ کے چرخ مارا ساحرہ پھر آہو پر سوار ہوئی جدھر سے آئی تھی اُدھر ہی چلی خواجہ نے اُس ساحرہ کا پیچھا کیا کوس بھر پر جا کر ایک مکان تھا وہ ساحرہ اُس میں داخل ہوئی خواجہ نے باہر سے سنا کہ اُسی قصر سے گانے کی آواز آتی ہو جب گانا موقوف ہوا تو خواجہ ایک ساحر کی شکل بن کر دروازے پر مکان کے آئے اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ غزال جادو میں کچھ عرض کرو نگاہ ساحرہ بالا بام آئی پکار کر کہا کہ کیوں او ساحر کیا کہتا ہو ساحر نے کہا کہ ایک شخص دُبلتا پتلا نہایت نانتیا ہمارے گائون میں آیا ہو لڑکوں کے کڑے اُتار لیے ہیں جب میں ددڑا تو وہ بھاگ کر ایک غار میں چھپا ہو آپ چلیے چل کر اُسکو گرفتار کر لیجیے میرے لڑکے کے کڑے دلوا دیجیے یہ سُن کر غزال جادو نے کہا کہ نشان تو عمرو کا بتاتا ہو یہ حرکتیں اُسی کی ہیں جس طرح بنے اُسے گرفتار کر دوں بندگان سامری کو آزار ہو نچاتا ہو اگر وہ گرفتار ہو تو ہم لوگوں کی جان بچے غزال جادو کوٹھے سے اُترتی عمرو لگا کر لیچلا کہتا ہوا جاتا ہو کہ دیکھیے اس مقام پر کھڑا تھا یہاں لڑکے کے ہاتھ سے کڑے اُتارے میں دوڑا تو یہاں سے بھاگا وہ سلسلے غار ہو اُس میں کو دپڑا تھا پھر نہیں نکلا میں انتظار کیا کیا غزال کہتی ہو گنواروں کی باتیں نہ کرو وہیں بتا دو ہم گرفتار کر لیں گے اگر عمرو ہوا تو تم کو بہت کچھ ملیگا عنبر بار نے ہم کو اسی واسطے مقرر کیا ہو کہ عمرو کو گرفتار کر کے لاؤ اگر ہم نے عمرو کو گرفتار کیا تو خوب انعام ملیں گے ہم تم کو بھی شریک کریں گے خواجہ عمرو کہتے ہیں آپ مالک ہیں لڑکوں کے کڑے بلجائیں تو ہم آپ کا شکریہ ادا کریں سامنے غار کے آکر کہا کہ وہ دیکھیے دبا ہوا بیٹھا ہو غزال نے دیکھ کر کہا مجھ کو نہیں معلوم ہوتا عمرو نے کہا کہ آپ سحر کیجیے زمین اُس کے پائون تھا مے میں اُتر کر کھڑا لاؤنگا غزال نے گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر کا پڑھ کر چاہا کہ گولہ پھینکوں عمرو نے حلقہ ہارے کند گلی میں ڈال دیے اور ایک جھٹکا مارا حباب مار کر بیہوش کیا بیہوش کر کے خیر مارا کہ شکم چاک نصیب پاں

کہ میثاق کوہ گردان آکر پہونچا عمرو نے کہا کہ ای میثاق اب چوتھا در بند کمان ہو اور کیا علامت ہو میثاق نے کہا کہ وہ سامنے دیوار آہن معلوم ہوتی ہو خواجہ نے کہا کہ میں جا کر دیکھوں کہ کیا معرکہ ہو یہ کہ عمر و آگے بڑھا دیکھا کہ سامنے دیوار آہن کے ایک حوضی کمان ہو اُس میں ہزار ہا مچھلیاں تڑپ رہی ہیں عمرو نے ایک ڈھیلا اٹھا کر حوض میں پھینکا حوض کے پانی نے جوش مارا ہزار ہا مچھلیاں نکل کر جنگل میں پھرنے لگیں پانی جوش مار رہا ہو دو گھڑی کامل حوض میں غریو رہا عمرو کو پناہ پانی مشکل ہو یہی خیال ہو کہ آبرو بچے تو بڑی بات ہو بعد تھوڑی دیر کے غریو موقوف ہوا ایک ساحرہ آہنتاب جادو نامے حوض سے نکلی کمتی ہوئی کہ کسی صاحب کا گذر یہاں بھی ہوا میں ایسی نہیں ہوں کہ دھوکا کھاؤں گی اُس آنے والے کی مشکین باندھ کر لیجاؤنگی عمرو نے جھٹ پٹ رنگ دروغن عیاری کا نکالا گل فروش کی شکل بن کر اڑتے ہوئے چلے پکارتے ہوئے کہ نانی جان مجھے بچاؤ میں نے بڑی تدبیر کر کے اپنی جان بچائی ہو مگر اب ساحرون کا اجماع ہو میثاق کوہ گردان کے سحر سے بچنا دشوار ہو رہی سردار حسینان بھی ہیں بہار عجائب بیان گلستہ تانے ہوئے میرے پیچھے آتی ہیں میں ان کے سحر کا کیا جواب دوں ٹکویہ طاقت سامری و جمشید نے دی ہو کہ اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ آہنتاب نے جو گل فروش کو آتے ہوئے دیکھا ساحرہ کہنے و جہان دیدہ و کار آرمودہ ہو پکار کر آواز دی کہ ای گل فروش ہمنے تو آواز سنی تھی کہ تم قتل ہو گئے گل فروش نفلی نے جواب دیا کہ میں نے سحر کر کے اپنے کو مخفی کیا تھا ہم شکل کو قتل کر یا عمرو نے قریب آکر ہاتھ آہنتاب کے چوئے اُسی جلدی میں حباب مار دیا آہنتاب چرخ مار کر گری بہوش ہوتے ہی عمرو نے خنجر مارا خنجر نے تاثیر نہ کی اب عمرو گھبرا یا میثاق بلند سے یہ سب معرکہ دیکھ رہا تھا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری یہ یوں قتل نہ ہوگی قتل حوض کے جا کر آواز دو کہ ای ماہی جان نثار جلد آؤ ایک مچھلی نکلے گی اُسکو گرفتار کر دو اُسکو ذبح کر لو گے اور خون اُسکا خنجر پر لگاؤ گے تب یہ قتل ہوگی عمرو نے جال کا ندھے پر بڑا لا میثاق آسمان سے دیکھ رہا ہو عمرو نے کنارے پر آکر آواز دی کہ ای ماہی جان نثار جلد آؤ پانی حوض کا کھولا ایک ماہی کلان نہٹھ کھولے ہوئے نکلی قصد کیا کہ تڑپ کر عمرو کو

زمین میں لیدون مارے عمر و نے جال مارا وہ ٹچلی چھٹی عمر و نے جلدی خنجر مار دیا خون اُس کا
 خنجر پر لگا کر آہنتاب کو مارا آہنتاب کے دو ٹکڑے ہوئے پانی حوض کا کھولنے لگا
 آواز آئی کہ اُستاد غلام کو بچائیے عمر و نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ قام و بدرا بنجام برق کی
 گردن پکڑے ہوئے ہو اور ایک ہاتھ میں خنجر ہو چاہتا ہو کہ برق کا سر کاٹ لون برق
 تڑپ رہا ہو خواجہ نے چاہا کہ اس ساحر کو مارون اور برق کو بچاؤن برق نوبت بچا
 و کار دہراستخوان ہو اُسی بیقراری میں بلک بلک کر دعائیں بھی مانگا رہا ہو عمر و نے
 جھپٹ کر حباب مارا اُس ساحر نے منہ پھیر لیا حباب پشت پر پڑا پلٹ کر اُس نے ہاتھ مارا
 عمر و کی بھی گردن لی کہا او ظالم تو نے آہنتاب کو مارا ہمارا گھر ویران ہوا ہم کیا جنگجو
 زندہ چھوڑین گے میں جانتا تھا کہ اپنے شاگرد کو اس حال زار میں دیکھ کر گھبرا سکا وہ ہی ہو
 کہ میں نے فوراً گرفتار کر لیا اب عمر و و برق کو اُس ساحر نے کہ نام اُسکا فولاد دریا یا
 ہو زیر تیغ بٹھایا چاہا خنجر مارون کہ دونوں کے سر اُڑ جائیں برق تڑپنے لگا اور دونوں ہاتھ
 جانب آسمان بلند کیے اور پکار اُٹھا کہ امو کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اس آفت ناگمانی
 دہلاے آسمانی سے مجھ کو نجات دے نظم

خدا دالی و غیب دان لائزال +	خبر دار احوال ماضی و حال +
گہ از ماہ نو بد رساز دعیان +	گہ از بد رظا ہر نماید ہلال +
غنی را گے میکند تنگ دست	گے مفلسان را دہد گنج و مال
بہر بے خبر زو خبر میرسد +	رساند بہ بے علم فضل و کمال
بہر سمت پر تو فلک نور اوست	نماید ز ہر سو جمالش جمال +
بحکمش بہستان شود جلوہ گر	گل تازہ بر شاخ رنگین نہال

برق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی اور خواجہ نے آمین کہی تیر دعا فوراً ہدف مراد پہنچا
 اور نعرہ ہوا کہ منم میثاق کوہ گردان او فولاد دریا بار خنجر دار عمر و و برق کو قتل کرنا
 اگر ایک موے جسم بھی میلا ہو گا تو دریاے خون بہاؤں لگا یہ کہہ کر ایک گولہ مارا کہ فولاد
 کے سینے کو توڑ کر پار گذرا فولاد کے مرتے ہی وہ دیوار آہنی گری اور حوض بھی خشک ہو گیا

ایک اندھی سیاہ چلی سنگاری و بر فباری ہوئی بھر تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی
 آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فولاد دریا بار بنا کنند کہ دیوار آہن بود فولاد کو مار کر مینا
 طرف برق کے متوجہ ہوا اور کہا کہ کیوں ای برق تم تو در بند دوم پر گرفتار ہوئے تھے
 یہاں کیوں نہ رہو بچے برق نے کہا کہ او مینا ق جب گلفروش نے مجھ کو گرفتار کر کے ایک
 حوض میں مقید کیا تو فولاد برائے ملاقات گلفروش روز جاتا تھا اُس سے دوستی تھی
 گلفروش نے میرا حال فولاد سے بیان کیا فولاد نے کہا کہ ای گلفروش اسکا رہنا
 تمہارے یہاں مناسب نہیں ہے میں اس کو اپنے در بند پر لیا کر قید کرونگا پس روز چھپر ٹپی
 بدعت کرتا تھا جب اسکی زوجہ آہن مناب ہاتھ سے استاد کے ماری گئی تب یہ ملعون بیقرار
 ہو کے نکلا اور اُسکا یہی ارادہ تھا کہ مجھ کو اور استاد کو قتل کرے مگر خدا نے عین وقت پر نگو
 پہونچایا کہ یہ جیسا تمہارے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا خواجہ نے کہا کہ ادنا لائق تو قتل ہوتا
 مجھ کو کون مار سکتا ہو مجھ سے کوہ سمر اندیپ پر خداوند کریم سے وعدہ ہو چکا ہو کہ جب تک
 تین مرتبہ اُس تیری چیز کا نام نہ لوں گا وہ ہرگز میرے قریب نہ آئیگی ابھی تو میں نے ایک مرتبہ
 بھی نہیں یاد کیا اور یہاں جو گرفتار ہو گیا تھا وہ بھی تیری بھینسی کا سبب تھا اور نہ گرفتار
 بھی نہ ہوتا مینا ق نے کہا کہ اس بحث سے کیا نتیجہ اب اس کے آگے قصور جادو کا دینا
 ہو کہ جس نے قلعہ وسیع بنایا ہو برق ایک جانب روانہ ہوا مینا ق خواجہ سے وعدہ کر کے
 ایک جانب گئے خواجہ عمر و حیران کھڑے ہیں کہ نوبت و نقارے کی آواز کان میں آئی دیکھا
 کہ سعد بن قبا و مرکب باد گرفتار پر سوار تاج شہر یاری بر سر اور چار قب شہنشاہی دربر
 موتیوں کے مالے گلے میں پڑے ہوئے نیچے ہلالی زیب کمر سر پشت پر سب شاہزادیاں گھیرے ہوئے
 طاؤسان زرین بال پر سوار ہر ایک کا یہی ارادہ ہو کہ ہمارے شہر یار پر جو نگاہ ڈالے
 خون کے دریا بہا دیں جو شاہزادیاں غیر ساحرہ شریک بادشاہ ہوئی ہیں اُن کے ساتھ
 تو بادشاہ نے عقد کیا مگر سردار حسینان و بہار اعجاز بیان محروم وصل ہیں ان سے
 یہی وعدہ ہو کہ بعد قتل جمشید ثانی سحر سے تم لوگ توبہ کرو گے تو ہمیں عقد میں کوئی عذر نہ ہوگا
 ان شاہزادیوں نے بخوشی اس امر کو قبول کیا ہو عمر و نے بادشاہ کو دیکھا کہ پشت پر لشکر

بیشمار ہر بادشاہ خواجہ کو دیکھ کر گھوڑے سے کود پڑے خواجہ کو گلے سے لگا لیا کہ آپ کی چو سے یہ راستہ ملا کہ آپ نے یہ مقامات فتح کیے خواجہ نے باتیں کرتے کرتے سعد کو بیہوش کیا بیہوش کر کے زنبیل میں رکھا شاہزادیوں نے پوچھا کہ بادشاہ کو کیا کیا عمر و نے کہا کہ میری زنبیل میں ہیں ان کو لیکر فکر لوح میں جاتا ہوں سب شاہزادیوں نے بہ پرواز پر ایک لشکر کو اسی صحرا میں اتار دیا ابھی خواجہ روانہ نہیں ہوئے تھے لشکر اتر رہا ہو کہ ایک طرف سے زنجیروں کی جھنکار کی آواز آئی سرمست مردم در دیوانہ بارہ ہزار دیوانوں سے اپنے صحرا میں بیٹھا تھا لشکر کی جو آمد دیکھی غصے میں اٹھا کہتا ہوا کہ یہ کون گستاخ ہیں کہ جو ہمارے صحرا میں آئے سب کو جا کر مٹاتا ہوں خواجہ نے دیکھا کہ یہ دیوانے کسی سردار کو نہ مانیں گے مفت میں سردار قتل ہونگے سعد شہریار کو زنبیل سے نکالا کہا اگر شہریار دیوانہ سرمست آپ کے مقابلے میں آیا ہر بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ میں تو بڑے آرام میں تھا ایک تخت پر بیٹھا تھا شاہزادیاں حسین و جمیل خاطر کر رہی تھیں اور اسباب عیش و نشاط مہیا تھا کہ آپ کا حکم پہنچا خواجہ سعد شہریار کو بلاتے ہیں میں یہاں آگیا یہ کہہ کر بادشاہ آکر داخل بارگاہ ہوئے خواجہ عمر و بھی صحبت میں ہیں کہ دیوانے نے طبل جنگی بجوایا بیٹھے بیٹھے جوش دیوانگی ہوا کہا میں ابھی جا کر بادشاہ اسلام کو لاتا ہوں سب دیوانوں نے قصد کیا کہ ہمراہ چلیں سرمست نے منع کیا کہ کسی کی احتیاج نہیں اکیلا چوبدرست ہلاتا ہوا چلا بادشاہ کو ہر کاروں نے خبر دی کہ سرمست آتا ہی بادشاہ اٹھ کھڑے پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ سامنے سے سرمست آکر پہنچا پکار کر آواز دی کہ کیوں آقاے سرخ تھنے کچھ خوف نہ کیا میری سرحد میں چلے آئے مجھ کو نہایت غصہ ہو یہ کہہ کر چوبدرست آہن کو چرخ دیا سرداران شاہی آکر جم گئے بادشاہ نے چوبدرست پر ہاتھ ڈال دیا سرمست لپٹ پڑا آپس میں کشتی ہونے لگی سعد نے ایسے گھسے مارے کہ دیوانہ چیخنے لگا کہتا تھا کہ امی آقا بس اب چھوڑ دیجیے ورنہ میری جان پر بنجائیگی بادشاہ نے فرمایا اسلام اختیار کر سرمست نے کلمہ پڑھا اور کہا غلام کا حال سنئے کہ شب کو عالم خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ آسمان سے آئے مجھ کو

سمجھایا کہ کل بادشاہ اس طرف سے گذرین گے تو جا کر شریک ہونا نیکو صرف امتحان منظور تھا یہ کہہ کر مسرت نے پھر کلہ پڑھا بارہ ہزار دیوانے بھی آئے ایک طرف اُتر پڑے اب عمرو نے سعد کو زنبیل میں رکھا اور طرف قلعے کے چلے سب شاہزادیاں بھی عقب میں چلین مگر قصور جاو و بانی بنائے قلعہ قلعے میں بیٹھا تھا کہ ہر کارون نے خبر دی کہ چارمقاہ فتح ہو چکے اب مسلمانوں کا اس طرف قصد ہو قصور نے کہا کہ وہ لوگ کیسے ساحر تھے کہ غیر ساحر کے ہاتھ سے مارے گئے مین قلعے میں کسی کو نہ آنے دو نگاہان یارو ایک کام کرو کہ جنگل جا کر کاٹو سامنے قلعے کے آگ روشن کر دو لکڑیوں کے انبار لگا دو اسی وقت کی ہزار ساحر اُٹھے لکڑیاں کاٹ کر انبار لگا دیے آگ روشن کر دی وہ شعلے اُٹھ رہے ہیں کہ اگر طاہر ہوا پر گذرتا ہو تو جل کر گر پڑتا ہو قصور نے بالاسے قلعہ سے یہ سب سامان دیکھا کہا صاحبو بادشاہ کے ساتھ بڑے بڑے جاوگر ہیں میثاق کو وہ گردان کو اپنے سحر بہ بڑا ناز ہو وہ اس آگ کو آتش سحر تصور کر لیا جب قدم رکھیں گے تو جل کر خاک ہو جائیگا یہ کہ کر بارگاہ میں آکر بیٹھا کئی سوا افسران بالیاقت لشکر میں فروکش ہیں مگر خواجہ چھٹ خیز کرتے ہوئے جو سامنے قلعے کے آئے دیکھا کوس بھرتک آگ روشن ہو ایک گھسیارہ جنگل میں گھانسن چھیل رہا تھا خواجہ عمرو نے آکر اُس کاہ فروش کو پانچ روپے چورن کے دیے اور کہا کہ جا کر اس آگ کی خبر لاؤ گھسیارہ روپوں کی لالچ میں جیسے ہی قریب آگ کے پہونچا جیج مار کر بھاگ آیا خواجہ سمجھ گئے کہ یہ آتش اصلی ہو روغن موسیقار نکالا سارے بدن میں تل لیا کچھ کپڑوں میں ملا قریب آگ کے آکر دعا کی کہ ای پروزدگا رحم اپنا شریک کر یہ آتش ضرر نہ پہونچائے جس طرح برائے حضرت امراہیم علیہ السلام تو نے آتش کو گازیہ کر کیا اُسی طرح اس عید ذلیل کو بھی بچائیو یہ دعا کر کے سوچنے لگے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بن کر تیار ہوئے اور آگ کو روندتے ہوئے چلے اس روغن کا حال شاید ناظرین کو یاد ہو گا کہ جب ترکستان پر حفظ بن داؤد آیا تھا وہ آگ ہاتھوں سے ملتا تھا اُسے صاحبقران سے ملا بھیجنا تھا کہ آپ کو اپنے مذہب پر پڑا ناز ہو میں نائب لات و منات ہوں میں اور آپ آگ میں گھس چلین امیر نے قبول کیا

رات کو عمر و نے جا کر عیاری کی دو وجہیں اس روغن میں ہیں یا تو روغن اُس جانور کا
 تھا کہ جسکو سمندر کہتے ہیں یا روغن موسیقار تھا بہر نوع وہ روغن خواجہ لائے امیر سے کہا
 اس روغن پر حفظ بن داؤد کو ناز ہو حقیقت میں جس شی میں اسکو لگا دیجیے اُسکو آگ
 نہ جلائیگی امیر نے فرمایا میں اپنے کریم پر ناز کرتا ہوں کہ جس نے میرے جد پر آتش کو گلہ اڑا کیا
 امیر نے وہ روغن نہ لگایا مگر عمر و نے وہ روغن زنبیل میں رکھ چھوڑا اور سادہ روغن
 برائے حفظ بن داؤد و قراہون میں رکھ آئے تھے اُس نے وہ بدن میں لگایا صبح کو میدان
 میں آیا امیر نے ہاتھ حفظ بن داؤد کا پکڑا اور آگ میں بھانڈ پڑے حفظ بن داؤد جل کر
 خاک ہوا امیر پر حکم خدا آگ نے اثر نہ کیا عمر و وہ روغن لگا کر خان کے پاس آیا اور حفظ
 بن داؤد کی شکل بن کر غرہ کیا کہ ای خان اعظم لات و منات آئے ہیں چور کھیل رہے
 ہیں بازی ہرے ہیں ہزار روپے دیکھ اپنے بیٹے کو بھجھو خان اعظم نے بیٹے کو توڑا دے کر
 روانہ کیا عمر و نے اُسکو بھی کھینچ کر جلا دیا اُس روز عمر و نے چار سو بیٹے خان اعظم کے جلا
 اور چار سو توڑے لیے وہ ہی روغن عمر و کے پاس موجود تھا جسکو اس وقت بدن میں
 لگا لیا آگ کو روندتے ہوئے چلے قصور جادو کو ہر کاروں نے آکر خبر دی کہ ایک ساحر
 دُہلا تپلا آگ کو روندتا ہوا آتا ہو قصور گھبرا کر بالائے قلعہ آیا دیکھا حقیقت میں ایک
 جادو گر آگ کو روندتا ہوا آتا ہو قصور نے پکار کر کہا کہ اوجادو گر تو کیوں نہیں جلا یہ تو
 آتش اصلی ہو جادو گر نے پکار کر کہا کہ ای شہنشاہ سا حیران مجھ کو خداوند جمشید ثانی
 نے بھیجا ہو مگر فرما دیا تھا کہ کوس بھرتا آگ ہی آگ ہو تو ہمارا نام لیکر جانا لپس میں لگا
 نام لیتا ہوا چلا آیا آگ نے جھپٹنا شیر نہ کی میں آپ کے پاس آیا ہوں مجھے کچھ عرض کرنا ہو
 اور نامہ بھی خداوند کا لایا ہوں مجھے آگ کیا جلا سکتی ہو قصور سمجھا کہ باعث کرامت خداوند
 ہو قدرت نے اسے حکم دے کر بھیجا ہو اسی وجہ سے آگ میں چلا آیا اور آگ نے اسکو نہ
 جلا یا خواجہ راستے کو طر کر کے قلعے میں پہونچے قصور سے ملاقات کی خواجہ نے نامہ
 نکال کر دیا قصور نے نامہ لیکر پڑھا اُس میں لکھا تھا کہ ای قصور جادو یہ نامہ دار پہونچتا
 ہو اسکی رائے پر کام کرنا ایک سحر بھیجا ہو اُسکو تیار کر لینا اُسکا کوئی توڑ نہ کر سکیگا قصور

نے کہا کہ اے عزیز جادو وہ کیا سحر ہو جسکو قدرت نے تعلیم کیا ہو وہ بتاؤ عمرو نے کہا کہ انکسٹھی
 منگا کو اُس میں آگ روشن کرو تو میں سحر تعلیم کروں قصور نے ایک انکسٹھی میں آگ روشن کی
 خواجہ نے لوہان اپنے پاس سے نکالا کہا اسکو آگ پر ڈالو اس میں سے دھواں نکلیگا
 ایک تہلی پیدا ہوگی وہ ہی تمھارے ساتھ رہیگی قصور نے لوہان ڈالا جیسے ہی دھواں نکلا
 جھک کر دیکھنے لگا وہ دھواں دماغ میں پہونچا بیہوش ہوا عمرو نے قصور کا پشتارہ باندھا
 لے بھاگے یہاں ہمارا یہاں قصور نے جو اگر دیکھا قصور کو نہ پایا اور نہ نامہ دار کو دیکھا
 سب گھبرا گئے برائے تلاش دوڑے یہاں خواجہ قصور کو لیکر ایک جنگل میں آئے
 ایک درخت سے قصور کو باندھا ہوشیار کر کے کہا کہ اے قصور اب شناخت میں پردرگاہ
 کی کیا کہتے ہو مگر جو جادو گر تلاش میں نامہ دار کی نکلے تھے اُن میں سب کا افسر یعنی
 سردار جادو آسمان پر چمکا اسنے دیکھا کہ قصور بندھا ہوا ہے اور ایک عیار کو ٹالیے
 کھڑا ہے چاہتا ہے کہ کوڑے ماروں سردار جادو نے آسمان سے سحر کیا عمرو کے پانوں
 زمین نے مقام لیے اب خواجہ گھبرائے سردار زمین پر آیا قصور کو گھولا کہا اے شہنشاہ
 آپ کیونکر گرفتار ہوے قصور نے بیان کیا کہ یہ عمرو عیار ہے نہیں معلوم آگ میں کیونکر آیا
 مجھ کو لا کر بیان باندھا تھا کہتا تھا مسلمان ہو میں نے کچھ جواب نہیں دیا تھا کہ تم نے اگر
 رہا کیا اب میں اسکو قتل کرتا ہوں یہ کہہ کر خنجر کو کھینچا چاہا کہ عمرو کو قتل کروں عمرو نے سیر
 ہو کر دعا کی مگر سردار حسینان کہ آسمان پر اڑی ہوئی آتی تھی اسنے آسمان سے دیکھا
 وہیں سے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے قصور کے چھوٹا سردار نے سر اٹھا کر جو سردار حسینان
 کو دیکھا سحر کرنے لگا آگ بر سادی سردار حسینان اسے سحر کو کپ مانتی ہو اپنے کو بچا رہی
 ہو سحر دفع کر رہی ہو کہ دوسرے پہلو سے ہمارا عجائب بیان ظاہر ہوئی اور آسمان سے
 دیکھا کہ ایک جادو گر سے سردار حسینان لڑ رہی ہو ہمارا عجائب بیان نے ایک
 گلدستہ مارا ہوا ہے سردار جلی غنچے چٹکے طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طرف ہے
 سردار نے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہو نظم
 خاک سے رندوں کی بعد مرگ مچانہ بنا

روے جانان پر تہ گیسو نہیں خال سیہ کیا اثر ہو عشق میں معشوق عاشق ہو گیا زندگانی میں نہ سلجھانی ہوئی کاکل نشیب کل تلمک رحمتا سے شرما کر ملاتا تھا آنکھ	مرغ دل کے واسطے وہ دام یہ داند بنا وہ بھی دیوانہ ہوا میں حسیکا دیوانہ بنا مر گئے تب استخوان شانہ سے شانہ بنا آج بہ قتل کیا سفاک جانانہ بنا
---	---

یہ اشعار پڑھتی ہوئی وہ نازنین قریب سردار کے آئی کہا اے سردار جادو چلو تم کو ہماری مالک نے بلایا ہو سردار سمجھا کہ بسکی یہ کنیز ایسی حسین و جمیل ہو اسکی مالک کیسی خوبصورت ہو گی چل کر دیکھ آؤں قصور سے کہا کہ آپ تشریف رکھیں مگر ابھی عمر کو قتل نہ کیجیے گا میں معشوقہ کو فقط دیکھ کے ابھی آتا ہوں ہر چند قصور نے سمجھایا مگر سردار نے نہ مانا بگڑنے لگا کہا آپ کو اختیار ہو عمر کو قتل کر کے چلے جائیے گا سردار تو اُس نازنین کے ساتھ گیا مگر قصور نے پھر ارادہ قتل عمر کو کیا بہار ا عجائز بیان نے اسپر بھی تھرکیا کہ ایک نازنین اسکو بھی اسی طرح لگا کر ایک باغ میں لے گئی وہ نازنین تو غائب ہو گئی قصور نے دیکھا کہ ایک اور معشوقہ کے پہلو میں سردار بیٹھا ہو قصور اُس نازنین کو دیکھ کر عاشق ہو گیا کہا کیوں اے سردار میری معشوقہ کے پاس تو کیوں بیٹھا ہو سردار نے بگڑ کر کہا کہ کیوں یہ وہ بکنا ہو باغ سے نکل جادو توں میں تلوار چلی قصور نے سردار کو قتل کیا اُس نازنین کے پہلو میں جا بیٹھا نازنین نے سر پر ہاتھ رکھ یا قصور بھی بخل کر خاک ہوا بہار و سردار حسینان نے آسمان سے اُتر کر خواجہ کو رہا کیا اور کہا کہ اے شہنشاہ افج عیاری اب سردار و قصور زندہ نہیں رہے بلکہ بہار ا عجائز یہاں خواجہ سے یہ باتیں کر رہی تھیں کہ ایک آمدھی سیاہ چلی اور قلعہ گر خواجہ نے لشکر کو سعد شہریار کے لاکر مقام قلعہ پیر اُتارا اور آپ موافق بنائے میثاق کے طرف کھیت کے چلے جب قریب کھیت کے پہنچے دیکھا عمدہ سردے لگے ہوئے ہیں خواجہ سے ایک سردار توڑا ایک میمون نکلا خواجہ تو الگ ہوئے اُس میمون نے ایک چنچ باری کہ بعد ہا میمون پیدا ہوئے اُن بندروں نے خواجہ کو گھیر لیا خواجہ ہر چند جست کر کے بھاگتے ہیں مگر وہ میمون بھیانک چھوڑ لے ایک مقام پر خواجہ آکر چار طرف سے گھر سے

جست کر کے درخت پر پہنچے بندر بھی جست کر کر کے درخت پر آئے خواجہ کو لپٹ گئے چاہتے
ہیں چیر پھاڑ کر پھینک دیں خواجہ مقرر ہوئے کہ ان ظالموں سے کیونکر جان بچے بلکہ
دعا مین مانگنے لگے کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم ان ظالموں سے بچالے نظم
ہست مخدومی اگر مطلوب خدمتگار باش
عاشق ذات سبحانی اگر ای دردمند
از دل و جان با خدا سر رشته الفت بند
یا ہمدہ وحش و طیور و دام و دکن دوستی
روز بہر خدمتش سرگرم شو چون آفتاب
بادشاہی گر طلبد ارمی غلام زار باش
در طلب زار و نزار و لاغر و بیمار باش
خواہ در تسبیح باش و خواہ در زتار باش
در جهان گنجینہ دار مخزن اسرار باش
شب بشکل ماہ بہر بندگی بیدار باش

خواجہ نے جو بلک کر دعا کی ایک جادوگر جنگل میں بھاگا ہوا جاتا تھا اُس نے جو دیکھا کہ ایک
شخص کو صد ہا بندر لپٹے ہوئے ہیں چاہتے ہیں بوٹیان کاٹ کر پھینک دیں اُس جادوگر
نے آتے ہی ایک گولہ مارا ایک بندر کا سر پھٹا دوسرا بندر اُچک کر اُس ساحر کی گردن
پر سوار ہوا دو چار بندر اور اُچک اُچک کر لپٹ گئے بوٹیان نوچ کر اُس ساحر کی
پھینک دیں پھر سب طرف خواجہ کے چلے آواز جو اُس جادوگر کے مرنے کی بلند ہوئی
کہ کشتی مرا نام من دشت جادو بود و زوجہ اُسکی ویرانہ کیسو دراز بہاڑ میں بیٹھی تھی
شوہر کے مرنے کی جو آواز سنی درہ کوہ سے نکل آئی دوسرے دیکھا سامنے نخل کے لاشہ
شوہر کا بیٹا اچھا اور ایک شخص درخت پر اُچکتا پھرتا ہو شوہر کا لاشہ دیکھ کر ویرانہ کیسو دراز
پر لیشان ہو گئی پکار کر آواز دی کہ ارے میرے شوہر کو کس نے مارا عمر و نے کہا ان بندروں
نے تیرے شوہر کو مارا یہ سنتے ہی اُس نے بال اپنے سر کے کھول دیے اور کاکلون کو جھٹکے دینے
لگی زنجیر بن کر گردن میں بند روں کی پڑیں جسکے جھٹکا مارا اُسکا سر کٹ کر گرا جب دس
پانچ بندر مرے تب بند روں نے ویرانہ کیسو دراز پر حملہ کیا مگر وہ ایسی تیز
کھی کہ بند روں کو اپنے قریب نہیں آنے دیتی جب زلفون کو جنبش دی ایک دو
بند روں کو مارا یہ کشاکش ہو رہی تھی بندر بڑھتے جاتے ہیں مگر وہ ساحرہ زلفون کو جنبش
دینا موقوف نہیں کرتی صد ہا بندر مارے خواجہ نخل سے دیکھ رہے ہیں ایک بندر کلا

کہ سب سے بڑا بہرہ جست کرتا پھر تا ہی قبضے میں ویرانہ کے نہیں اتنا زنجیروں میں نہیں کھینچتا
 قندار کا میثاق کوہ گردان اڑتا ہوا آتا تھا آسمان سے دیکھا کہ بندر ایک ساحرہ
 لڑ رہے ہیں اور خواجہ کھڑے ہوئے ہیں میثاق نے آتے ہی ایک گولہ مارا مگر اُس
 میمون کلان نے منہ سے شعلہ آتش چھوڑا وہ شعلہ کھڑک کر مینہ آق سپر کر کے ہاتھ میں آلی
 پڑ گیا میثاق نے اُس آئینہ کو توڑا اُسین سے پانی نکلا وہ پانی میمون کلان پر پھینکا مارا
 میمون کلان جلنے لگا اُس میمون کے جسم سے شعلے نکلے جس بندر پر پڑے وہ بھی جلنے لگا
 تھوڑی دیر میں وہ سب میمون جل کر خاک ہوئے اُس کھیت سے مارا سیاہ نکلنے لگے
 میثاق کی طرف چلے میثاق نے ایک دستک دی کہ گوشہ صحرا سے چند طاؤس آئے
 سانپوں کو نکلنے لگے تھوڑے عرصے میں سانپوں کو نکل گئے مگر ایک مار سیاہ کہ جو سب
 سانپوں میں کلان تھا پر پرواز پیدا کر کے اڑا میثاق کے گلے میں لپٹ گیا میثاق گر کر
 بیہوش ہوئے عمر و نے گھبرا کر سعد کو زنبیل سے نکالا اور بیان کیا کہ اس مار سیاہ نے
 میثاق کو بیہوش کیا ہر بادشاہ تلوار کھینچ کر طرف مار سیاہ کے چلے وہ مار سیاہ پر پرواز
 پیدا کر کے اڑا قصد تھا کہ گلے میں بادشاہ کے لپٹ جاؤں بادشاہ نے لوح محفوظ کو جھکایا
 لوح کے عکس سے وہ مار سیاہ تھرا یا بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ مار کلان کا سر اٹکیا
 اب تو وہ سر اڑتا پھر تا ہو کسی کے روئے نہیں رکتا اور یہی چاہتا ہے کہ بادشاہ کے سر پر
 بیٹھ جاؤں مگر بادشاہ لوح محفوظ کو جھکا دیتے ہیں تب وہ سر زمین پر گرتا ہے جس مقام پر گرتا
 ہے زمین سے شعلے نکلنے لگتے ہیں اس قدر وہ سر تر پا کہ تمام صحرا آتش بہار ہو گیا اور میثاق
 کو بیہوش نہیں آتا کہ ماکہ گلا گولہ بہاد و آسمان پر آکر چکی دیکھا مار سیاہ نے تمام صحرا میں آگ
 لگا دی تھی اب سر اچھلتا پھر تا یہی قصد کرتا ہے کہ بادشاہ کے سر پر بیٹھ جاؤں مگر بسبب
 لوح محفوظ کے کچھ زور نہیں چلتا گلا گولہ نے ایک دستک دی کہ ایک طاؤس زرین بال
 پیدا ہوا اُس طاؤس نے آکر سر نکل لیا تب وہ آگ موقوف ہوئی لیکا ایک اُس کھیت سے
 ایک ساحر نکلا نعرے کرتا ہوا چلا کہ اے ماراں آتشبار تمہارا کچھ زور نہ چلا آواز آئی کہ میں
 میثاق ایسے جادوگر کو بیہوش کیا مگر بادشاہ کے پاس لوح محفوظ ہر اس وجہ سے اُنکے

قریب نہیں جاسکا جب جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بدن میں آگ لگ جائیگی اُس جادوگر نے پھر سحر کیا کہ جسم مارا اس طرح تڑپا کہ تمام صحرا میں آندھی چلنے لگی ایسی آندھی چلی کہ سعد کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا اور گالگو نہ بھی جھونکوں سے ہوا کے گرمی گر کر بیوش ہو گئی جب گالگو نہ بھی بیوش ہوئی تو اُس سا حرنے پکار کر آواز دی کہ ای باد انگیز بادشاہ کو لینا یہی طلسم کشا ہیں کئی ہزار جادوگر گوشہ صحرا سے پیدا ہوئے بادشاہ لغہ کر کے ان سب سے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے ٹھوڑے عرصے میں سب جادوگروں کو قتل کیا جب کا نام باد انگیز ہو وہ بلاے روزگار ہو دور سے لینا لینا کر رہا ہو قریب نہیں آتا اگر ایسی ہوا چلائی کہ بادشاہ کے پالتوں زمین پر نہیں رکتے اُٹھے جاتے ہیں جب لغہ کر کے زور کرتے ہیں پالتوں زمین میں دھنس جاتے ہیں مگر پھر اُبھرتے ہیں خواجہ نے گھبرا کے لوح محفوظ بادشاہ سے لی میثاق و گالگو نہ کو مس کر کے ہوشیار کیا میثاق نے اُٹھتے ہی آواز دی کہ ای شہر یار لوح کو چرخ دیجیے اور اسم حاشیہ لوح پڑھ کر دم کیجیے بادشاہ نے لوح کو گردش دی اور اسم حاشیہ لوح پڑھ کر دم کیا کہ آندھی موقوف ہوئی دیکھا وہی ساحر ہوا کے ساتھ آیا ہوا ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا شاخ کو ہلار رہا جیسے ہی آندھی موقوف ہوئی اُس نے آواز دی کہ ای زراعت جادو منم باد انگیز اب میں جاتا ہوں ساتوین در بند پر جو باران جادو ہو اُس کو لاتا ہوں میری تو زبان میں لکنت ہو زراعت نے یہ سن کر آواز دی کہ ای باد انگیز جو کچھ کرو وہ جلدی کرو ایسا انقلاب کبھی نہیں ہوا کہ ہم سحر بھولے جاتے ہیں کوئی سحر یا دہنیں آتا جو سحر کرتے ہیں وہ بالکل فراموش ہو جاتا ہو عمل سحر نہیں پورا ہوتا تصور خیالی مٹی جاتی ہو طبیعت خود بخود گھبراتی ہو یہ باتیں سن کر میثاق نے پکار کر کہا کہ ای شہر یار ہوا خواہ زراعت جاتا ہو اگر یہ باران کو لایا تو بڑی ہفت نبر پا ہو گی بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ باد انگیز سو گز بلند ہو چکا ہو بادشاہ نے کمان کاغذ سے اُناری تیز بھر کمان میں پیوست کیا اسم حاشیہ لوح پڑھا تا کہ کر سینہ پر کہیہ کو تیر مارا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا آندھی سیاہ چلی بعد ٹھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی فرات نام من باد انگیز جادو بو زراعت نے جو یہ دیکھا کہ باد انگیز ایسا سا حرا را گیا کہ جتنے جادو

شعبدے کیے مگر کوئی سحر نہ چلا نہ پکارا نہ کر مارا گیا میں کیا تدبیر کروں یہ سوچ کر زراعت کھیت سے باہر نکلا اور پکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ حقیقت میں صاحب اقبال ہو وہ جاوگر مارا گیا کہ جس کا مثل نہ تھا کیا کیا اُسے سحر کیے اسے میثاق تکو کچھ پاس نہوا باوا لگیز ایسے کو قتل کرایا میثاق نے کہا او زراعت اُس کا کیا غم کرتا ہو اپنی فکر کر ورنہ آکے اطاعت شاہ کر میں ضامن ہوتا ہوں کہ جو عہدہ تیرا ہو اُس سے زیادہ سرفرازی ہوگی جو لوگ اس وقت شریک ہوئے جنھوں نے شہر یار کی مدد کی وہ ہی سب عہدہ ہاسے جلیل پر سرفراز ہونگے اور جن لوگوں نے بغاوت کی وہ مارے جاوین گے حملت نہیں پاوین گے یہ کہ کر میثاق نے للکارا کہ اب کہاں جاتے ہو کوئی اور تخم پوئے گے زراعت نے میدان میں آکر ایک دو ہتھکڑی زمین پر مارا کہ کئی سو کھیت سرسبز و شاداب تیار ہو سکتے ہوا جو حلی میثاق نے کھیت گندم کا دکھیا بالیان اُسکی توڑین ہاتھ پر مل کر تھری لینے کرنے لگا کہ کیا زراعت معقول ہو چند دانے اٹھین سے کھائے کھاتے ہی دیوانہ ہو گیا بادشاہ کو جھک کر سلام کیا کہ اب غلام رخصت ہوتا ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اسے میثاق تم کو کیا ہو گیا ہو کہاں جاتے ہو میثاق نے کہا کہ اب میں خدمت سے رخصت ہوتا ہوں گلگونہ نے پکار کر آواز دی کہ اسے شہر یار میثاق اپنے ہوش میں نہیں ہے اُسکے اوپر عکس لوح محفوظ ڈالیں تب اسکے ہوش درست ہونگے بادشاہ نے لوح محفوظ کو گلے سے اتارا عکس جو لوح محفوظ کا میثاق پر ڈالا میثاق گر کر بیہوش ہوا خواجہ نے بڑھ کر میثاق پر پانی کا چھٹکا مارا میثاق نے ہوشیار ہوتے ہی زراعت کو للکارا کہ او بیجا مجھے شاہ سے جدا کرتا ہو میرا مردہ بھی حضور سے جدا نہ ہو گا وہ دن پروردگار دکھائے کہ شہر یار کے سامنے انتقال کروں اور وہ میرا جنازہ مثل اہل اسلام کے اٹھائیں ہم بھی انجام بخیر ہو کر نجات پاوین یہ کہہ رہا تھا سے اشارہ کیا کہ کھیت سب خشک ہو گئے اناج تمام گر پڑا جل کر خاک ہوا زراعت نے ہاتھ زانو پر مارا کہتا تھا کیا کروں اس ظالم پر کوئی زور نہیں چلتا ہر وقت یہی فکر ہو کہ سحر تازہ کروں بادشاہ کا جاہ و جلال بڑھاؤں بادشاہ طرف زراعت کے چلے زراعت نے جو دکھا کہ بادشاہ میرے مقابلے

آتے ہیں ایک دستک دی کہ کئی غیران صحرائی بادشاہ پر آپڑے بادشاہ نے اُن
 شیرون کو مارا زراعت نے کئی سحر ایسے کیے کہ شیر و بلیک وغیرہ مقابلے میں آئے مگر ہاتھ سے
 بادشاہ کے مارے گئے جب تو زراعت نے ٹکار کر آواز دی کہ اے گندم گون و اسی
 نحو جادو تم کس فکر میں ہو اب بادشاہ کو گھیر لو کئی ہزار جادوگر انھیں کھینچوں سے
 پیدا ہوئے بادشاہ پر حملہ کرنے لگے بادشاہ نے نفرو کیا اور اُن ساحروں پر جا پڑے
 میثاق و گلگونہ بھی حسم کرنے لگے وہ ساحر بھاگتے پھرتے ہیں میثاق کے سحر کی کب
 برداشت کر سکتے ہیں گلگونہ نے سحر کیا کہ ہوا سے سرد چلی تلوار بن برسنے لگیں سب
 جادوگر مارے گئے آخر میں زراعت نے بادشاہ کو دوڑانا شروع کیا کہ سامنے
 آتا ہو اور بھاگ جاتا ہو گلگونہ ایک مقام پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہو زراعت نے بڑھ کر
 گلگونہ پر ہاتھ ڈالا کر میں پنجہ دے کر لے اڑا گلگونہ نے بقرار ہو کر آواز دی کہ
 اے شہر بار یہ بیجا کینز کو لیے جاتا ہو بادشاہ نے کمان کیا نی کاندھے سے اُتاری جیسے
 ہی سیسر کمان کا ٹوکا زراعت کو یقین ہوا کہ اب نہ بچو نگا چاہا بلند ہو کر اپنے کو بھاؤں
 مگر بادشاہ نے تاک کر تیر مارا کہ تیر نے خطانہ کی سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا ادھر
 تو زراعت مر کر گرا اور آواز آئی کہ کشتی مرانا من زراعت جادو بود ادھر گلگونہ
 پنجے سے چھوٹی میثاق نے بڑھ کر روکا اور تمام کھیت جل گئے بادشاہ بفتح و فیروزی چاہتے
 تھے بلطین کہ سب فوج آکر ہو بنی خواجہ نے بارگاہ میں آکر بادشاہ سے عرض کی کہ ایک
 خدمتگار نے عطر کی شیشی بیچی ہو ذرا اسے سوئگھے اور پہچانیے کہ یہ کاہیکا عطر ہو بادشاہ
 یہ کلام خواجہ کا سنکر ہنس پڑے فرمایا خواجہ تجکو بیہوش نہ کرو جس مقام پر کا وعدہ لو
 میں اُسی مقام پر آؤنگا عمرو نے کہا نہیں شہر بار آپ کو بیہوش کر کے کیا کرونگا اسی میثاق
 اب آگے کون مقام ہو میثاق نے کہا اب جو آگے جائیے گا تو مقام باران جادو
 ملیگا اسی خواجہ اگر باران کو مارا تو ساتون در بند تمام ہوں گے ہم لوگ بھی حاضر ہوتے
 ہیں خواجہ نے شیشی عطر کی جیب سے نکالی بادشاہ کو سنگھائی بادشاہ سوئگھے ہی عطر کے
 بیہوش ہوئے عمرو نے سعد شہر بار کو زنبیل میں رکھا اور کمر ہمت باندھ کر طرف باران کے

روانہ ہوے ایک مقام پر پہنچے دیکھا صحرا سے وسیع ہو مگر نہایت سرسبز و شاداب ہزار ہا پودے
 انحل کے اُس صحرائین روئیدہ ہن زیر نخل پھولوں کے انبار ہن طائران زمزمہ سرا کی ہر سو
 ہیکار ہر آشیانوں سے نکلے چوے شاخوں پر بیٹھے ہن گلیل کر رہے ہن ہوا سے سرو چل ہی تہ
 مگر سامنے ایک تالاب ہو آب صاف و شفاف سے علو اُس تالاب میں ہر سمت ہزار ہا احباب
 مثل چشم محبوب لا جواب شناوری کر رہے ہن طائر شاخوں سے اتر کر اُس تالاب کا
 پانی پیتے ہن زمزمہ سرا کی ترقی ہوتی ہو عمرو نے جو اُس تالاب کو دیکھا سمجھے کہ یہ بھی کچھ
 شعبہ ہو کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک جادوگر موہاے سر سے قطرے پانی کے پٹکتے
 ہوے دوڑا ہوا قریب تالاب کے آیا کچھ پوچھا پاٹ کیا دونوں ہاتھوں جا کر پھپھاند پڑا طرف
 سے معلوم ہوا ڈوب گیا خواجہ نے ایک ڈھیلہ اٹھا کر تالاب میں پھینکا جیسے ہی ڈھیلہ
 تالاب میں پڑا پانی میں تلاطم پیدا ہوا ایک مچھلی اُس ڈھیلے کو گنھ میں لیے ہوے نکلی
 چار جانب نگاہ اٹھا کر دیکھا ڈھیلہ ایک طرف پھینک دیا خواجہ جی میں کتنے ہن
 کہ ای خواجہ جس مقام پر ڈھیلہ گرنا ناگوار ہو انسان بھلا کیونکر جاسکتا ہو ایک ساحر کی
 شکل بن کر تیار ہوے منظور ہوا قریب تالاب جا کر پکاروں کہ ای باران جادو مجھ کو
 عنبر بار نے بھیجا ہی یہ جو جادوگر صحرا سے آیا اور تالاب میں پھاند پڑا شاید ہی باران جادو
 تھا یہ سوچ کر قصد کیا کہ پکاروں طائروں نے جو عمرو کو آتے ہوے دیکھا غل مچانے لگے
 ہر ایک کی ہی آواز تھی کہ ای باران ہوشیار ہو جاؤ وہ ہی ساربان زادہ آگیا اسکو
 روکو ساحر صحرا سے پیدا ہوے طرف خواجہ کے دوڑے خواجہ نے گلیم اڑھلی وہ جادوگر
 بہت پریشان ہوے ڈھونڈھ کر اُس صحرائین جا کر غائب ہو گئے خواجہ بھی اُسی
 صحرائین ایک چھاڑی میں چھپے خواجہ کو تمام دن اسی صحرائین گذرا شام کو زیر تالاب
 روشنی ہوئی کچھ کینیزین پیدا ہوئیں کنارے تالاب کے فرش بچھا یا شامیانہ بہ سلاک مروارید
 آراستہ کیا بعد تھوڑی دیر کے تالاب میں کشتی پیدا ہوئی دیکھا کہ ایک جادوگر ایک مشوقہ
 کو لیے ہوے اُسپر بٹھا ہو مگر وہ مشوقہ نہایت حسین و جمیل ہو گردن سنہری گھیرے ہوے
 وہ کشتی کنارے پر آکر پہنچی وہ ساحر تاج پہنے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم معشوقہ

کوسا تھ لیکر مسند پر بیٹھا ایک گائُن سے کہا وہ سامنے آکر بیٹھی سازندون نے اپنے ساز
درست کیے وہ گائُن یہ اشعار عاشقانہ بتاتا کر گائے لگی نظم

<p>خضر اُس راہ میں لے چلتے نہیں تم مجھ کو شوق کی بیخود یوں نے یہ کیا تم مجھ کو اب میں جاتا ہوں کمان داغ جگر کہتا ہوں وصل کی شب سے جو کہتا ہوں ٹھہر کہتی ہوں گفتگو طور پہ باہم نہ کچھ آجائے کلیم گریہ عشق کی نیزنگ نائی دیکھو + دیکھ کر انجمن آرا تجھے جلتا ہوں فلک اگر وہی مجھ سے زمانے کی چلی جاتی ہوں حشر میں چھپ نہ سکا حسرت دیدار کاراز آپ میں کون ہوں سمجھاتے ہو یہ کسکو جلال</p>	<p>گم کردن ہوش کو میں ہوش کرے گم مجھ کو دھونڈھتا ہوں میں تھیں دھونڈھتے ہو تم مجھ کو دل نہیں ہوں میں جو کردو گے کہیں گم مجھ کو جب ٹھہرنے بھی تو دے گردش انجم مجھ کو شوق دیدار تھیں شوق تکلم مجھ کو چند قطروں نے دکھائے کئی قلم مجھ کو داغ بارب دیے ہوتے اُسے انجم مجھ کو پچھڑے جاتا ہوں شب دروز یہ کزوم مجھ کو آنکھ کمبخت سے پہچان گئے تم مجھ کو آدمی سمجھے ہوے کیوں ہیں یہ مردم مجھ کو</p>
--	--

ان اشعار کی آواز سُن کر خواجہ انتظار میں ہیں کہ یہ گائُن اُٹھے تو میں اسکی گردن بون
قضاے کار وہ گائُن بولا کرا اُٹھی ایک گوشہ میں جا کر بیٹھی خواجہ کو ظرافت سوچھی
گلیم اوڑھ لی فقط سرو ہاتھ کھلے رکھے اُس گائُن کے سامنے آکر ہاؤ کی گائُن نے دیکھا ایک
سراوردو ہاتھ چلے آتے ہیں آہ کر کے بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو کنارے ڈال دیا
اُسی کے کپڑے اور گناہیں کر اُسی کی صورت بن کر محفل میں آئے سامنے باران کے
بیٹھ کر گائے لگے باران نے کہا کہ اے سنبل خوش گلو آج تو تم ایسا گائیں کہ دل کو بقرار
کر دیا خواجہ نے کہا کہ حضور وقت کی بات ہو باران نے کہا کہ ایک جام تو مجھ کو
پلاؤ خواجہ خوش ہو گئے کہ اب بطلب نکل آئیگا جلدی سے گلابی اُٹھائی جام
بریز کیا ہاتھ پر رکھ کے سامنے باران کے پیش کیا جیسے ہی جام ہاتھ میں باران
کے آیا شراب سے ایک شعلہ نکلا منہ پر عمرو کے بڑا کہ رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا
صورت اصلی نکل آئی سازندون میں ایک غریب ہوا کہ صاحبو یہ تو عمرو عیار ہو باران

نے کہا صاحبو مجھ کو ذرا شک گذرا تھا اسی وجہ سے میں نے کہا کہ مجھ کو ایک جام بلا دو جام ہاتھ میں آتے ہی انجام کھل گیا میں نے سحر سامری تیار کیے ہیں جو بھائی بن مارے گئے ایک ایک بے نظیر تھا مگر کچھ زور نہ چلا خواجہ فریاد کرنے لگے کہ اگر باران جادو میں نے تمہارے بھائی کو نہیں مارا بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوئے اگر تم مجھ کو کرکھ لو تو میں بادشاہ کو بھڑلاؤں تم ایسا سحر میری نگاہ سے نہیں گذرا باران نے کہا کہ اوسا رہاں زادے اب دام مکر پھیلانا ہو میرے ہاتھ سے تیری قصا ہو سب اپنے بھائیوں کے خون کا بدلہ لوں گا میرے رہنے کا مکان چل کر دیکھ یہ کہہ کر خواجہ کی کمر بند بچیدار چلتے والیاں بھی تالاب میں خورے پھاند پڑیں باران خواجہ کو لیکر پھاندا خواجہ بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک بارہ دری آراستہ و پیراستہ ہو اُس میں باران بیٹھا ہوا اپنے کوا کے سامنے مسلسل و مطوق پایا حیران و پریشان بیٹھے ہیں باران نے کہا کہ اوسا رہاں زادے یہ رات تمہیں بجائی ہو صبح کو قتل کرونگے لیکن کچھ گاؤ خواجہ نے کہا میں گانے کو حاضر ہونا لگا امیدوار ہوں کہ جان بخشی کیجیے باران نے ہر اسے تسکین عمر و کمند یا کہ صبح کو تم کو خروارہا کر دوں گا مگر کنیزوں سے اشارہ کیا کہ صحن میں ای مکان کے اس کو قتل کروں گا میرے چہ عزیز داروں کا خون اس کی گردن پر ہی بھلا میں ایسے شخص کو رہا کر دوں گا مگر خوش گلو کو ڈھونڈھو کہ کہاں ہو کنیزیں ہر اسے جستجو روانہ ہوئیں ایک زرخیز میں آگے دیکھا کہ خوش گلو بیہوش پڑی ہو اس کو پوچھا کہ کہ لائیں مگر خوش گلو حیران ہو کہ میں اس مقام پر واسطے رفع حاجت کے آئی تھی مجھ کو کسے بیہوش کیا سب کنیزوں نے حال بیان کیا کہ اوسا رہاں زادہ تیری شکل پر آیا اسی نے مجھ کو بیہوش کیا یہ سن کر خوش گلو بہت برہم ہوئی اور دربار میں باران کے آئی ادھر عمر و پریشان ہو کہ اب کیونکر جان بچگی دلیپن خواجہ دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای بانی بنائے قصر حیات اس دشمن کے ہاتھ سے نجات دے ظم

باخزان کارے ندارد گلشن سجا فیض
روشن است از اوج خوبی بچو خوار و افیض
جاسجا گوہر بہار دابر گوہر پار فیض

مازہ رنگ و بود در ہر چمن گلزار فیض
جلوہ گر در بزم محبوبی است شمع فیض حق
آفتاب فیض بخشد روشنی ہر چار سو

استفیض از فیض ربانی ست مخلوق خدا | نیک و بد دارد ہمیشہ سبزبان اقرافض

باران نے کہا کہ ہاں خواجہ کا وعظ و ننگالی اُسین بیہوشی ڈال کر بجائے کے باران سے انکسین لائے ہوئے ہیں کبھی ساری محفل کی جانب متوجہ ہوتے ہیں سننے والے بگوش ہوش سن رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ علم و مہی میں عموماً بے مثل و بے نظیر ہی ای فقیر پر سیکڑوں ساحرا سننے مارے لیکن سامنے ہمارے ناک کے کچھ زور نہ چلا اب صبح انکا کما کما ظاہر ہو گا ہم لوگ سب وار کریں گے باران نے دیکھا کہ یکایک محفل کا رنگ و گرگون ہونے لگا کوئی بیٹھا ہنس رہا ہو کوئی روتا ہو کوئی بیقرار ہوتا ہو کوئی اٹھ کر ناچنے کا قصد کرتا ہو کوئی کسی سے کہتا ہو کہ تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہو وہ جواب دیتا ہو کہ کیا اُس نے اڈا مقرر کیا ہو تم کیسے مہربان ہو کہ ذرا اڑا نہیں دیتے کہنے والے نے کہا کہ بھائی تم خاموش بیٹھے رہو کچھ حرکت نہ کرو میں گرفتار کیے لیتا ہوں مگر باران کو عارضہ فتنہ ہی پالمتھی مارے بیٹھا ہو ایک رسالہ دار نے کہا کہ کیوں ای شہنشاہ آپ کی گود میں گتیا نے بچے دیے ہیں باران نے کہا کیا اُس نے بھٹ مقرر کیا ہو رسالہ دار نے کہا کہ آپ یوں ہی بیٹھے رہیے ایسی لات ماروں کہ سب کے سر پھٹ جائیں اور یہ گتیا پون پون کرتی بھاگے باران نے کہا کہ بھائی تم کو اختیار ہو میں بہت ممنون ہو گا جلدی کرو ایسا نو کہ گتیا کا پلہ میرے چھو جائے اُدھر اُس نے ہاتھ بڑھا کر مونچھ پکڑی ادھر رسالہ دار نے لات ماری باران بیقرار ہو گیا کہا ہاے مار ڈالار سالہ دار نے کہا کہ ای شہنشاہ پکڑے یہ ہے یہ بچے اسکے جانے نہ پائیں باران جھلا کر چلا تھا کہ اُس لات مارنے والے کو سزا دوں بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اڑکھڑا کر اگر تے ہی بیہوش ہوا سب اہل محفل لینا لینا کہہ کر اٹھے جو اڑکھا وہ بیہوش ہوا اٹھوڑے عرصے میں سب برب فرش فرش ہوئے عموماً نے اپنے نام کا نعرہ نعرہ عموماً وہ عموماً میں عیار صاحبقران + مرے مکر سے کانپتا ہو جہان + ترا شہنشاہ ریش گفار ہوں + زمانے کا مکار و غدار ہوں + مرا تیز رفتار ہو کر قدم + صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم + اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو + نہ پائے مری گرد پا پوش کو + دوندہ جہانگرد طرار ہوں + جہانگیر عالم کا عیار ہوں + نعرہ کر کے نیچے کھینچا پہلے باران کو مارا

پھر محفل میں شکار کھیلنے لگے ساحر دن کے کپڑے اتارے پھر قتل کیا جس وقت عمرو نے باران کو مارا ایک دانا ہوا وہ مکان اگر گیا دیکھا سامنے تالاب ہو پانی خشک ہو گیا مچھلیاں تڑپ رہی ہیں خواجہ عمرو ساری بارگاہ کو لوٹ کر بھاگے طوط جزیرہ عنبر بار کے چلے دیکھا وہ ہی دریاے قمار موج مار رہا ہو اور مچھلیاں سر پیٹ رہی ہیں صدائیں بانہ میں کہ غضب ہوا باران کبھی قتل ہو گیا ایسا کہ عنبر بار موشیاں رہو اب ساربان زادہ اور بھی آتا ہی لیکن عمرو کو تر دہو کہ دریا میں کیونکر داخل ہوں کنارے پر کھڑے سوچ رہا ہوں کہ دریا میں غراتا ہوا چند مچھلیاں نکل کر خواجہ برگین ہر چند عمرو نے چاہا کہ اپنے کو چھڑاؤں مگر مچھلیوں نے کھینچ کر خواجہ کو دریا میں گرا دیا خواجہ مہوش ہو گئے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ چند جادوگر مجکو کشان کشان لیے جاتے ہیں اور ہلڑ ہو کہ اس ظالم نے غضب کیا باران جادو کو مارا بعض کہتے ہیں کہ سب در بند اسی کی کوشش سے فتح ہوئے ورنہ یہ وہ مقام تھے کہ سالہا سال لڑائی پڑتی تب شاید یہ مقام فتح ہوتے باران ایسا ساحر تھا کہ یوں جھٹ پٹ مارا جاتا آخر کشان کشان عمرو کو ایک دیر میں لائے عنبر بار جادو بیٹھی پوجہ کر رہی ہو کئی سوتیلے سنگی تخت پر رکھے ہیں ایک پتلہ کلان بالائے تخت بیٹھا ہوا بدن اُسکا چمک رہا ہو معلوم ہوتا ہو ستارے لپٹے ہوئے ہیں کنیزوں نے بڑھکر عنبر بار سے عرض کی کہ نگہبانان دریا عمرو کو گرفتار کر لائے یہ ظالم فتح ہفت در بن قاتل باران حاضر ہو عنبر بار نے کہا کہ ذرا ٹھہراؤ میں پوجے سے فراغت پاؤں تو اس ظالم کو ابھی قتل کروں مگر اسکو یہاں کیوں لائے شکم میں اس پتلہ کلان کے لوح طلسمی کو رکھا ہو جب تو چمک رہا ہو کہ اسپر نگاہ نہیں ٹھہرتی اس ظالم نے لوح کو دیکھ لیا اب اس کو زندہ نہ چھوڑو نگہ فوراً قتل کرونگی یہ کہہ کر پھر پوجا کرنے لگی سامنے آگ روشن ہو کچھ لوگل وغیرہ اسپر ڈالتی جاتی ہو خواجہ سوچے کہ بعد پوجہ کرنے کے یہ مجکو قتل کرے گی اب جو کرنا ہو وہ کر گذروں یہ سوچ کر زنبیل پر ہاتھ ڈالا اور یہ بھی سن لیا کہ لوح طلسمی اس پتلے میں ہو تخت پر رکھا ہو سعد شہر یار کو زنبیل سے نکالا بادشاہ ہنستے ہوئے نکلے مسلح و مکمل تیغہ بر قتاب قبضہ میں ہو عمرو نے کہا کہ اے شہر یار ہوشیاد ہو جیسے لوح محفوظ کو جنبش دیجیے بادشاہ نے

ننگہ ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بادشاہ حجاجہ ۵۵ منم شاہ شاہان فریدون حشم بہار
گلستان کا کوس و نیم بہ ہزیر دمان صفت شکن نوجوان بہ نہال گلستان صاحبقران ۵۵ وہ
چارون جادوگر جو عجم و گو گرفتار کیے تھے اُن کو تو نکلتے ہی بادشاہ نے قتل کیا مگر عنبر بار نے
نعرہ سعد کی جو آواز سنی پلٹ کے دیکھا کہ میری جانب لڑتے ہوئے آتے ہیں تڑپ کر باہر
نظری آیا آواز دی کہ یارو میں نے کہا تھا آج طلسم کشا آجائیں گے عین دیر میں نعرہ ہوگا
اب چار جانب سے گھیر لو بادشاہ حجاجہ نے چاہا کہ اُس پتلے پر جا پڑوں ساحرون نے
تو آکر بادشاہ کو گھیرا اور وہ پتلہ اپنے مقام سے اٹھا جست کی اور غائب ہو گیا اب کشتی
جنگ کی پڑی ہوئی ہوئی خواجہ عمر و حقہ آتش بازی مار رہے ہیں بادشاہ حجاجہ کی برق ٹھٹھیر
تڑپ رہی ہو گئی لیکن محفوظ کو جنبش دیتے ہیں عنبر بار نے پکار کر آواز دی کہ یارو
ایک سردار اور ایک عیار ایسی جنگ کر رہے ہیں کہ تم سب کو عاجز کر دیا اور تم سے کچھ نہیں
ہو سکتا ارے بلوہ ہی کو کے گرفتار کر لو چار جانب سے بلوہ کر کے ساحر آتے ہیں جب
بیزق شمشیر چکاتی ہو تو ہٹ جاتے ہیں غلام گھیر و دار بلند ہو لیک ایک آسمان سے نعرہ ہوا کہ
منم میثاق کوہ گردان اور آکر شریک جنگ ہوا اور ایک طرف سے سردار حسینان
کا نعرہ ہوا اور ایک طرف سے بہار اعجاز بیان کا نعرہ ہوا اور ایک طرف سے ملکہ گلگونہ
کا نعرہ ہوا اور ایک طرف سے ملکہ یامن رنگین پوش کوک کر گری کہ صد ہا ساحرون
کے سر اڑ گئے اور ایک طرف سے ملکہ سحرین کے دریا کے غرائے کی آواز آئی اور ایک
جانب سے ملکہ مردار پیسہ فیروز پوش آکر پہونچیں اور ایک طرف سے خوشخوار بلند بالا
بجالات تمام آکر پہونچا اور اسی طرح سب شاہزادیاں اور سنا حران نامی وغیرہ آ کے
پہونچے اور نام بنام جو نعرے ہوئے عنبر بار گھبرا گئی کہنے لگی کہ طلسم کشا کے شرکین ایسے
ایسے ساحران نامی ہو گئے کہ جنکا مثل و نظیر اس طلسم میں نہ تھا حقیقت میں بہت بڑا
صاحب اقبال یہ شخص ہو مگر فوج پر نعرے کر رہی ہو کہ یارو تم لوگ بہت ہو اور ہمارا
طلسم کشا چند کس ہیں ان کو گھیر کر مار لو ہمارا اعجاز بیان کا گلاستہ چل رہا ہو کہ چند
شاہزادیاں پیدا ہوئیں اور آپس میں مل کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں طلسم

<p>ہجر میں جسکے ہوئی ہاے یہ حالت میری دوستو کیا کہوں تغیر ہو حالت میری دم نکل جائیگا گھٹ گھٹ کے یقین ہو دلگو منہدی ملنے کے بہانے کف افسوس ملے وہ نزاکت کے سبب آنہیں سکتے مرے پا غمِ فرقت میں ترقی و تنزل کے مزے سنگدل جو کہ زمانے میں بہت ہو مشہور ایک ساغر کے لیے سامنے تیرے ساقی محبو کیا ڈر ہو علی کا ہوں غلام ای سطر</p>	<p>جانتا ہی نہیں افسوس وہ صورت میری عشق گیسو میں پریشان ہو طبیعت میری ہو لاک آج ہو ایسی شبِ فرقت میری یاد جب آگئی قاتل کو شہادت میری مجھ کو اٹھنے نہیں دیتی ہو نقاہت میری غم جو بڑھتا ہو گھٹی جاتی ہو طاقت میری آگے اُس بت کا فر پہ طبیعت میری ہاتھ پھیلاؤں نہیں چاہتی ہمت میری بس کریں گے وہ مدد روز قیامت میری</p>
--	--

ہزار ہا ساحران اشعار کو سن کر سر ٹکراتے پھرتے ہیں چاہتے ہیں میدانِ جنگ سے نکلیں
مگر بادشاہ نے درِ دیر سے پلٹ کے دیکھا کہ وہ پتلہ سنگی غائب ہو گیا حیران ہیں کہ یہ کیا معرکہ
ہوا جسکے پاس لوح کھنّی وہ غائب ہو گیا خواجہ بھی ایک گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہیں
لیکن لشکرِ بادشاہ جہان فروکش ہو سب سردار بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ سر مست دیوانہ
جو بدست ہلاتا ہوا اندر آیا کہا یارو تم کو کچھ خبر ہو کہ آقائے سرخ کمان ہیں تم سب کو یونگر
چین پڑا میں نے تو آج کئی روز سے کھانا نہیں کھا یا جلد خبر منگواؤ شاید کہیں جنگ ہو تو
اُن کی مدد کو چلو کہ سامنے سے زنگ کی آواز آئی چالاک و برق آکر پہونچے پکار کر آواز دیا
کہ یارو بادشاہ مقامِ عنبر بار پر پہونچ گئے چھ سات لاکھ ساحر سے بادشاہ جنگ کر رہے ہیں
مگر میناق کوہ گردان مع شاہزادیوں کے پہونچ گیا ہوا ان سب نے جنگ کو ہمت
روکا ہوا لاکھوں ساحر قتل کیے ہیں یہ سننے ہی سر مست دیوانہ پلٹا اپنی فوج میں آ کے
آواز دی کہ ہاں یارو تیار ہو آقا مقامِ عنبر بار پر پہونچ گئے مغلوب ہو رہی ہو ابھی ابھی
برق و چالاک نے خبر پہونچائی دیوانوں کو تیار کر کے سب کے آگے سر مست چلا
زنجیریں ہلاتا ہوا چوبدست کو گردش دیتا ہوا بارہ ہزار دیوانے پشت پر سب چھین
مارتے ہوئے اور سردار بھی اپنی اپنی فوج لیکر چلے اُس وقت آکر پہونچے کہ بادشاہ زخمی

تو ہوئے ہیں مگر اُسی حواس سے بظاہر رہے ہیں عین گرمی جنگ ہو کہ اول سر مست دیوانہ آکر
گرا اور جملہ سردار چار لاکھ فوج سے آکر پہنچے لیکن عنبر بار نے جو دیکھا کہ فوج شاہی آگئی
کل سردار جاننا زو سر فروش کہ جنگو جرات کا جوش ہو وہ مصر و دین جنگ ہوئے مگر دیوانہ
نے لاکھوں ساحر مارے جو بدستین اسکے ہمراہی ہلا رہے ہیں جب پہنچ مارتے ہیں ساحران
دیوانوں کی آواز سے گھبرا جاتے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ یار و ان دیوانوں سے
خداوند لات و منات بچا دین مگر سر مست دیوانہ ایک طور سے جنگ کر رہا جو جس
غول پر جا پڑا افسروں کو مارا فوجوں کے پائوں اٹھا دیے ہر طرف یہی غلغلہ ہو کہ
بی عنبر بار ان دیوانوں کو روک دیکو یہ کسی کے روکے نہیں رکتے جس فوج پر جا پڑے
اُسے تہ و بالا کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا عنبر بار جادو غل مجا رہی ہو اور سحر میثاق
کو روکتی ہو ہر مرتبہ مجھولی سے پتلے سحر کے نکال کر اڑاتی ہو اور پکار کر آواز دیتی ہو
کہ ارے جزیروں میں خبر کرو وہ پہلوان جو خداوند کے معتقد ہیں اُن سے کہو فوجین
لیکر آدین اور جنگ کو روکین اب طرز جنگ بگڑا جاتا ہے اُن چلوں نے جا کر آسمان سے
آوازیں دین کہ ایہندگان جمشید ثانی اگر جی چاہے تو آکر شریک جنگ ہو کہ جزیرہ عنبر یا
معرض زوال میں ہو اگر ایسے وقت میں شریک جنگ ہو تو لوح کو ہاتھ سے طلسم کشا کے
بچا لو ہر چند کہ قدرت نے بڑی کدو کوشش کی لیکن وہ عیار مکار بادشاہ کو ساتھ لیکر
دیر خداوندی میں پہنچ گیا جنگ ہو رہی ہو سہراب اثر درگیر کہ دو لاکھ فوج کا مالک
ہو اپنے جزیرے میں بیٹھا ہے یہ آواز سن کر باہر نکل آیا دیکھا کہ آسمان سے آواز آتی ہو
اور پتلے ہائے چرمی غل مچاتے ہوئے جاتے ہیں سہراب اثر درگیر نے کل فوج کو تیار کیا
اور گینٹے پر سوار ہوا روای کرنا ہوا چلا اُس وقت آکر پہنچا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی
ہو لشکر ساحران کے پیر اٹھے جاتے ہیں اتنے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا دوسرے جزیرے
کا مالک ضعیفان زوال رستم زراویہ آواز سن کر مع فوج کے سوار ہوا آکر شریک
جنگ ہوا اب ساحروں نے جو دیکھا کہ یہ پہلوان ہماری مدد کو آئے تو جم کر لڑنے لگے
نقیبوں نے جو دیکھا کہ فوجین ملی ہوئی ہیں مغلوبہ ہو رہی ہو آوازیں لگانے لگے کہ اگر

جوانان شیردل اور ایساحران سامری بہت یہ دنیا مقام گذر گاہ ہر ایک دن سب کو
مناظرہ رہی جو کمر لڑو نظم

تا بلکہ حسرت فرزند وزن و شہر و دیار
ہو خرابے میں اگر قصر فریدون کے گدا
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازام
ارغوان وار سد اگو بختی تھی صوبہ تیرا
کبھی گل منہدی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ ری تیری تنک ظرفی : این عز و وقار
آجکل وہ لب جو چغندر کا ہی آئینہ دار
مسکن فاختہ ہر قصر کا ہر نقش و نگار
ہیں خیابان میں پر زارغ و زغن کے انبار
تکیہ گور و گوزن آج ہر ہر اک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
کنج تار یک ہو اور عالم تنہائی ہو

ایم قیام تہ سقہ سپہر غدار
آیہ فاعتبر و اباولی الابصار پڑھو
اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چلیں رہا کرتی تھیں سرداروں
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشین تھی مدام
بارتھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم میں
واہ نیرنگ فلک آفرین سجان السد
جن پہ پڑتا تھا پریزا دونکے جھومر کا عکس
گھوٹلے سقف میں ہن لاکھوں ابابیلونکے
چلیں منڈلائی ہن اُڑتے ہن بگولے ہمت
قصر کو جانے دو باشندوں کو وانکے دیکھو
سینہ لہریز تمنا و لب مہر سکوت
نہ وہ چلیں نہ ترنگین نہ خود آرائی ہو

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے ساحرون کو جو صلہ جنگ ہوا بڑھ بڑھ کر لڑنے لگے اور
بڑھ بڑھ کر سحر کیے مٹھے ماش کے دالون کے جو مارے غیر ساحر سحر میں ان کے پھنسے گھوڑے
رہرو سے اُس کے اُس حال میں ساحرون نے اُن کو قتل کیا لیکن بادشاہ حجاج نے جو
دور سے دیکھا کہ ساحرون نے غیر ساحرون کو تسخیر کر کے گھوڑوں سے سواروں کو اُتار لیا
چاہتے ہیں کہ تلوار میں مارین بادشاہ نے بڑھ کر لوح محفوظ کو گردش دی کہ سحر ساحر کا
باطل ہوا ایک ایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار
جوان گینڈے کو اُڑائے ہوئے آتا ہوتا ہے ہی اپنے نام کا نفرہ کیا کہ منم حسان تیز سرا
ای عنبہ بار نہ گھبرا میں سب کو مٹائے دیتا ہوں دیکھیے تو کس طرح جنگ کرتا ہوں یہ

جو آواز آئی میثاق کوہ گردان بڑھا اور پکار کر آواز دی کہ اے حسان مابدولت سے
مقابلہ کرتب رنگ جنگ معلوم ہو حسان نے گولہ میثاق کو مارا میثاق نے گولہ کاٹا
دو دو سحر آپس میں چلے گئے کہ حسان تلوار کھینچ کر دوڑا دور سے بہارا عجائب بیان نے
دیکھا کہ حسان طرف میثاق کے جاتا ہو گلدستہ مار دیا جیسے ہی گلدستہ پھٹا ہوا
سر چلی طائر زمرہ سرائی کرنے لگے چنٹا سرائے ہوئے قریب سر حسان آئے گرد سر
چرخ مارنے لگے ایک طائر نے چیخ ماری کہ منقار سے اُسکی شعلہ ہائے آتش نکلے وہ جل کر
خاک ہوا خاک اُسکی سر حسان پر گری حسان جھوم گیا آنکھیں سرخ ہوئیں ملکہ بہا
سے پوچھنے لگا کہ کیوں ملکہ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤں مگر عنبر بار نے دور سے دیکھا کہ
بہارا معین و مددگار سحر بہار ہوا چاہتا ہو ایک گولہ اُٹھا کر مارا کہ آسمان پر
جا کر پھٹا اس قدر شعلہ ہائے آتش نکلے کہ یا تو پھول برس رہے تھے یا سب پھول جل گئے
جب پھول جلے تو حسان کے ہوش درست ہوئے طرف بہارا عجائب بیان کے چلا
کہ سحر کروں انکار رنگ مٹاؤں اپنا رنگ جاؤں یہ سوچ کر کھجولی پر ہاتھ ڈالا ماش
کے دانے نکالے پھینک مارے جیسے ہی وہ ماش کے دانے بلند ہوئے معلوم ہوتا
طائر اُڑ رہے ہیں اُن طائروں نے گرد سر بہارا آکر چرخ مارا بہار کے ہاتھ سے گلدستہ
چھوٹا زمین پر گرتے ہی گلدستے سے ایک شعلہ نکلا کہ گلدستے کو جلا کر خاک کیا وہ خاک
جو اُڑی روئے بہار پر پڑی چہرہ اُداس ہوا جتنا زیور گلے میں پہنے ہوئے تھی وہ
سب مرجھا گیا جب بہار کا سب زیور بیکار ہوا تو عنبر بار نے سحر کیا صحرا سے ایک
زنگن پیدا ہوئی اُس نے آکر بہار کو سلام کیا کہا اے ملکہ عالم چلیے باغ بہار میں آجی
طلب ہو بہار نے ارادہ کیا کہ میں ساتھ زنگن کے جاؤں میثاق نے جو دور سے
دیکھا گھبرا گیا اور بڑھ کر سحر کیا کہ صحرا سے ایک زنگی آیا اُس نے آکر زنگن کا ہاتھ تھام لیا
کہا بی بی چلو تمھاری نوکری کا حرج ہوتا ہو بلغ میں میں اور تم مل کر پانی پہونچاؤں گا
ہو اگر مل جل رہی ہو درخت خشک ہوئے جاتے ہیں زنگن نے کہا چلیے جب وہ زنگن ساتھ
زنگی کے چلی تو عنبر بار نے پکارا کہ بوا کس کام کو آئی تھیں خالی پلٹ چلیں اُس زنگن نے

کچھ جواب نہ دیا زنگی کے ساتھ ہنستی ہوئی چلی گئی میثاق نے قریب بہار آ کر کہا کہ اے
ملکہ عالم تم سحر کرتی ہو اور کا بھی تو سحر رو کو اگر اس زنگن کے ساتھ جاقین تو نہیں معلوم وہ
کس بلا میں پھنسا تو مگر حسان نے جو میثاق کو دیکھا کہ بہار سے باتیں کر رہا ہو تلوار
کھینچ کر دوڑا پکارتا ہوا کہ او دشمن لات و منات میری محبوب سے باتیں کر رہا ہو بہار
نے پکار کر کہا کہ اویسیا کیا بکثرت ہو مگر میثاق نے بہار کو منع کیا آپ حسان کا مقابلہ کیا
حسان نے ہاتھ تلوار کا مارا میثاق پر تلوار میں برسنے لگیں میثاق پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مگر
میثاق نے ایک تلوار کو دیکھا کہ بڑے زور و شور سے چمکتی ہوئی طرف سر کے آتی ہے
میثاق نے اپنی انگلی تراش کر قطرہ خون اُس تلوار پر پھینکا جیسے ہی قطرہ خون میثاق
اُس تلوار پر پڑا وہ تلوار چمکتی ہوئی طرف حسان کے چلی حسان نے بہت جاہلکہ اپنے
کو بچاؤن مگر نہ بچ سکا تلوار آ کر سر پر پڑی ہر چند کہ حسان نے کئی سپرین حاصل کیں مگر
تلوار نے گر کر سپرین کاٹیں اور حسان کے دو ٹکڑے کیے حسان کے مرنے ہی عنبر بار
گھبرائی پلٹ کر دیکھا کہ نصف لشکر کا خاتمہ ہو چکا ہے سوچی کہ اب شکست فاش ہوگی جلدی
سے طبل باز گشت بجا دیا لشکر شکست خوردہ کو لیکر پلٹی سعد شہر یا رفیع و فیروز پلٹ
سعد نے پکار کر کہا کہ اے عنبر بار بہتر اسی میں ہو کہ لوح طلسمی حوالے کر دو ورنہ ہم ضرور
حاصل کریں گے تمہیں ضرر پہونچے گا عنبر بار نے جواب دیا کہ لوح طلسمی نہ ملیگی لوح ایسے
مقام پر ہو کہ جہاں ہوا بھی نہیں جاسکتی آپ نے ذیر میں سمجھ کر بلوہ کیا تھا کہ پتلہ کلان
کے جسم میں لوح ہو دیکھا وہ پتلہ کیسا غائب ہو گیا اب ایسے مقام پر ہو کہ سوامیر
کوئی وہاں نہیں جاسکتا خواجہ نے میثاق کو اشارہ کیا کہ تم لشکر لیکر اترو میں
بادشاہ کو لیکر قصر سیاہ میں جانا ہوں میثاق نے اشارہ کیا کہ بہت خوب خواجہ
نے اُسی وقت سعد شہر بار کو بیہوش کیا اور زنبیل میں رکھ لیا ایک کنیز کی شکل بن کر
عنبر بار کے ساتھ ہوئے کنیز بھی وہ کہ جو مقرب عنبر بار ہو جب خواجہ قریب عنبر بار
کے آئے تو عنبر بار نے کہا کہ اے شگوفہ میں قصر سیاہ میں چلو گئی تو کبھی ساتھ چلتا
شگوفہ نقلی نے عرض کی داری میں آپ کے ساتھ ہوں چل کر لوح کا انتظام کیجیے

اور مسلمانوں سے پھر لڑائی پڑ گئی کہ یہ لوگ اندر جزیرے کے آگئے عنبر بار نے کہا کہ مجال ہو جو لوح پر نگاہ ڈال سکیں شگوفہ نقلی نے جواب دیا حضور آپ کا انتظام ایسا ہی ہو آپ کے انتظام میں کون دخل دے سکتا ہو عنبر بار نے شگوفہ نقلی کا ہاتھ تھام لیا اپنی بارگاہ میں آئی جلسہ آراستہ کیا شگوفہ نے کہا دارمی اگر حکم ہو تو آج میں گاؤں خداوند تشریف لائے تھے ارشاد فرمائے ہیں کہ علم موسیقی میں تجھ کو کمال دیا یہ سنکر عنبر بار کے کان کھڑے ہوئے کہا اے شگوفہ مجھے تجھ پر بدگمانی ہوتی ہو شگوفہ نقلی نے کہا دارمی مجھ پر سحر کیجیے جس طرح منظور ہو امتحان کر لیجیے جب قصر سیاہ میں بے چلیے یہ کہ کے بیان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار گانے لگی نظم

خط سے جوین پر عذار یار ہو + مستعد جان بخشیدون پر یار ہو استین سے پوچھیکا کا ہیکو اشک ناز سے وہ گل جو ٹھکراتا نہیں کیا کہون میں کیا ہو قاتل کی نگاہ سچ تو ہو عشق بتاں ہو کفر زار شکل زرگس میں ہمہ تن چشم ہوں خط سبز اپنا دکھا زخمی ہوں بین بھیڑ او یوسف خریدار و نکلی ہو دانت پر قاتل لگایا کیا اسے جا کے سطوت کر بلا میں موت آئے	واہ کیا آئینہ جو ہر داس ہو + گر یہ سچ ہو تو عجب پیکار ہو ابتو منہ پر زخم دامن دار ہو کیا ہمارا جسم لاغر خار ہو + تیر بر بھی میشت تر تلوار ہو + ہر رگ تن رشتہ ز تار ہو ہمد مو کیا حسرت دیدار ہو احتیاج مرہم ز نگار ہو + + تیرا کو چہ مصر کا بازار ہو + + تغ ابری ابر گو ہر بار ہو + اب دعا خالق سے یہ ہر بار ہو
--	--

یہ اشعار گاکر عنبر بار کو خوب راضی کیا عنبر بار نے ہاتھ تھام کر قریب پہلو میں بٹھالیا کہا اے شگوفہ اب قدرت تجھ کو اپنا معشوق بنائیں گے اور تجھ پر نگاہ مہر ہوئی اور مرتبہ بھی تیرا اعلیٰ ہو گا یہ کہہ کر اپنے مقام سے اٹھی کہا چلو لوح کا انتظام کریں شگوفہ نقلی کو ساتھ لیکر عنبر بار اٹھی بیرون بارگاہ آئی سامنے ایک قصر تھا کہا اے شگوفہ یہی قصر سیاہ ہے

چلو چل کر دیکھیں سنگی پتلے پر کیا گذری اُس مکان کا اگر دروازہ کھولا اس قدر اندھیرا تھا کہ کچھ معلوم نہ ہوتا تھا شکہ فہ نے گھبرا کر کہا کہ واری یہاں تو کچھ سوچتا نہیں عنبر بار نے کہا کہ یہ قصر سیاہ ہو دیکھو میں ابھی روشنی کرتی ہوں یہ کہ کر عنبر بار نے ہاتھ ہلا یا شعلے چلنے لگے خواجہ نے دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہو اُس پر وہ پتلے بیٹھا ہو سب بدن مثل برق کے چمکے ہو عنبر بار نے کہا کہ اسی تصویر قدرت کیوں ملول و حزن ہو پتلے نے کہا کہ اسی عنبر بار آج مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ میری قضا ہو عنبر بار نے کہا کیا مجال یہ وہ مقام ہے کہ یہاں کوئی نہیں آسکتا پھر کون تجھ کو قتل کریگا پتلے کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا اسی عنبر بار اسی غور سے قدرت تباہ پھر رہے ہیں دیکھو تلو آگاہ کرتا ہوں بادشاہ لشکر اسلام اسی قصر میں موجود ہیں اب تو خواجہ گھبرائے فرمایا اسی عنبر بار دیکھو تلاش کرو سو اے میرے اور آپ کے اس مقام پر کون آیا عنبر بار نے پھر چار جانب دیکھا سو اے شکوہ کے اور کوئی اُس مقام پر نہ تھا عنبر بار نے کہا کہ اسی تصویر سامری یہاں کوئی نہیں ہو تم بہ اطمینان رہو گھبراؤ نہیں میں اور تدبیر کرتی ہوں خواجہ سوچ رہے ہیں کہ اسی عمرو اب میں کیا کروں کہا اے ملکہ عالم دیکھیے جزیرے میں آگ لگ گئی عنبر بار نے تو رخ طرف جزیرے کے کیا خواجہ نے اتنے عرصے میں سعد شہر یا رکو زنبیل سے نکالا بادشاہ نے اُسی سنگی پتلے کو بالائے تخت زیر جدی دیکھا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بادشاہ منعم شاہ شاہان فریدون چشم بہار گلستان کا دُوس و جم بہ منصف شکن شیر دل نوجوان پرنال گلستان صاحبقران بہ نعرہ شاہ کی صدا سنکر پتلے نے قصد کیا کہ پھر نکل جاؤں خواجہ نے جھپٹ کر پاؤں پتلے کا تھام لیا پتلہ خاموش بیٹھا رہا کہ بادشاہ نے پلٹ کر پتلے پر ہاتھ مارا پتلے نے سر اُگے کر دیا تلوار جو بادشاہ کی پٹری پتلے کو خوب کاٹا تا بہ جگر گاہ جب تلوار پہنچی تو سینے کے مقام پر دیکھا کہ ایک تختی لٹک رہی ہے اور وہ مثل برق چمک رہی ہے خواجہ نے کہا کہ اسی شہر یا ر لوح ہاتھ ڈال کر نکال لیجیے بادشاہ نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ لوح کو لون پتلے نے ہاتھ ہٹا دیا عنبر بار نے جو بیٹھا دیکھا کہ بادشاہ نے پتلے کو تا بہ سینہ قلم کیا اور لوح معلوم ہونے لگی بادشاہ قصد کرتے ہیں

کہ لوح کو لیون پتلہ ہاتھ سے ہٹا دیتا ہو عنبر بار نے نکل کر ایک چنچ ماری کہ اے اہل فوج
جلد آؤ بادشاہ سے لوح کا سامنا ہو اب نہ آؤ گے تو کب آؤ گے تین لاکھ سا حر دوڑ پڑے
اگر قصر کو گھیر لیا عنبر بار بھی سحر کر رہی ہو بادشاہ اسلام قریب تخت کھڑے ہیں ہر مرتبہ ہاتھ
بڑھاتے ہیں مگر لوح پر ہاتھ نہیں پڑتا کہ پہلے سے قصر سے ایک دیو عجیب و شہیم چوبدست
آہنی کو چرخ دیتا ہوا ظاہر ہوا اور آواز دی کہ اے سعد شہر یار منم کیوس آؤ خوا
عمر و نے پکار کر کہا کہ اے شہر یار اپنے کو بچا لے یہ دیو بڑا زبردست معلوم ہوتا ہو اس
دیو نے قریب آکر چوبدست لگائی بادشاہ نے کلمہ چوبدست تھام لیا کشاکش ہونے لگی
بادشاہ چاہتے ہیں چوبدست چھین لوں مگر وہ دیو چوبدست نہیں چھوڑتا جب بادشاہ
طرف دیو کے متوجہ ہوئے سنگی پتلے نے چاہا کہ مین نکل جاؤں خواجہ اسکی ٹانگ
پکڑے ہوئے ہیں کہ بادشاہ نے اس چوبدست کو چھین لیا دیو نے خنجر مارا بادشاہ نے
کلائی تھام کر ایک گھونسنہ مارا کہ دیو کا سر پھٹ گیا مرنے سے دیو کے پتلہ مضمحل ہوا
بادشاہ دیو کو مار کر طرف پتلے کے متوجہ ہوئے پھر ہاتھ مارا پتلے نے پکار کر کہا کہ اے
عنبر بار لوح جاتی ہو میرے ہاتھ پاؤں مین طاقت نہیں عنبر بار نے بہت سے سحر
کیے کئی شیر قریب بادشاہ کے آئے اور ہاتھ سے بادشاہ کے مارے گئے عنبر بار
سہی چاہتی ہو کہ لوح کو بچاؤں مگر لوح نہیں بچ سکتی بادشاہ نے سحر دفع کر کے پھر
ہاتھ مارا ابکی مرتبہ ہاتھ تختی پر پڑا ایک آواز آئی کہ اے عنبر بار غضب ہوا لوح بادشاہ
کو مل گئی اب کیونکہ وہ کوشش کرتی ہو یہ آواز لشکر عنبر بار خاموش ہو رہی لیکن
بیرون قصر تلوار چل رہی ہو لشکر نے قصد کیا تھا کہ قصر مین جا کر بادشاہ پر بلوہ کرے
میشاق کوہ گردان نے آکر لشکر کو روکا مگر بادشاہ لوح گلے مین ڈال کر بیرون قصر
چلے خواجہ عمر و بھی حقہ آتش بازی مارتے ہوئے نکلے عنبر بار نے دیکھا کہ بادشاہ حج
لوح پہننے ہوئے نکلے نکلتے ہی مصروف جنگ ہوئے مگر عنبر بار ملول و حزن دیکھ رہی ہو
کہتی ہو غضب ہوا لوح سعد کو مل گئی ساتھ والوں نے کہتی ہو مین نے کیا کیا تمیر
مگر کچھ نہ بن پڑا ساربان زادے نے وہ تدبیر کی کہ بادشاہ کو قصر سیاہ مین پہنچا دیا

اور بادشاہ نے لوح حاصل کر لی لیکن بادشاہ جو باہر نکلے گھمسان کی جنگ ہونے لگی
عنبر بار کے کان میں آواز آئی کہ امی عنبر بار اپنی جان بچاؤ عنبر بار نے جو یہ آواز سنی
افسروں سے اشارہ کیا کہ متفرق ہو جاؤ افسروں نے جو اشارہ عنبر بار پایا آپس میں
صلاح کر کے منتشر ہونے لگے کوئی طرف جزیرے کے بھاگا کوئی طرف صحرا کے چلا عنبر بار
نے دیکھا کہ افسر تو سب بھاگ گئے اب مطمئن ہوئی چاہا نکل جاؤں اپنے تئیں زمین پر
گرا دیا پر پرواز پیدا کر کے اڑی چاہا بلند ہو کر نکل جاؤں میثاق نے آواز دی کہ او
شہر یار عنبر بار جاتی ہو ہر چند کہ اب کوئی آپ کا کچھ کر نہیں سکتا لیکن اگر نکل گئی تو
فساد بڑھیکا اور حضور کو تکلیف ہوگی بادشاہ نے کمان کیانی کا ندھ سے اتار کر
لوح سے تیر کو مس کیا اور اسم حاشیہ دم کر کے تیر مارا تیر نے خطانہ کی سینہ پر کیئے عنبر بار
پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذر گیا لاشہ عنبر بار گرا آندھی سیاہ چلی سنگباری و بر بار کا
ہونے لگی بعد ٹھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عنبر بار جادو بود خواجہ نے
جو جزیرے کو خالی دیکھا ڈھونڈتے ہوئے خزانے پر پہونچے خزانے پر کئی ہزار سارو
کا پہرا ہر عمرو نے جو بدار کی صورت بن کر ان کو حکم پہونچایا کہ ملکہ عنبر بار تو خدمت
خداوند میں گئیں تم کو حکم دیا ہو کہ اپنی جان بچا کر نکل جاؤ صحرا میں جا کر ٹھہرو خداوند
کی طرف سے مدد آئیگی خواہ پہاؤں خواہ ساحرا نہیں کے ساتھ تم بھی آنا سب یوں کہ
طرف صحرا کے بھاگے عمرو نے اندر آ کے دیکھا کہ توڑے چنے ہوئے ہیں صند و فچے جو ہر
کے برابر برابر رکھے ہیں نمکائے خسروی سونے چاندی کے جا بجا رکھے ہیں ہر ایک خم پر
یہی لکھا ہو کہ این مال بادشاہ اسلام است عمرو نے چاہا کہ جال ماروں بادشاہ نے
بارگاہ کے جاتے تھے کہ میثاق نے خبر دی کہ حضور یہ سامنے خزانہ ہو بادشاہ جو اندر
آئے دیکھا خواجہ کھڑے ہیں اور جال مارا چاہتے ہیں کہا کیوں خواجہ یہ رو پیہ سب
تمہارے ہی حصے کا ہو یہ جو سپاہی لڑے ان کو بھی کچھ ملیگا یا نہ ملیگا بادشاہ حجابہ نے
میثاق کوہ گردان کو اُس مقام پر مقرر کیا کہ دسواں حصہ خواجہ کو دینا اور باقی
داخل خزانہ شاہی کرو بادشاہ تو یہ کہہ کر چلے گئے خواجہ نے میثاق کو دم دیا کہ اے

میشاق ذرا باہر جلو جیسے ہی میثاق باہر آیا خواجہ نے کہا کہ دیکھو صحرا سے گرد اُڑی ہو
کوئی ساحر براے مد کفار آتا ہو میثاق نے پلٹ کر دیکھا حقیقت میں گرد عظیم بلند ہوئی
ہو ایک ساحر تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار ساحر پشت پر اسی جانب آتا ہو میثاق نے
ہر کاروں کو اشارہ کیا کہ خبر تو لو اس ساحر کا کیا نام ہو ہر کارے گئے بعد تھوڑی دیر
خبر لیکر آئے عرض کی کہ اس ساحر کا نام سلطان تخت سوار ہو براے مد و عنبر بار آیا
مگر اُسکو بھی خبر مل گئی کہ عنبر بار واصل جہنم ہوئی میثاق تو اس کام میں مصروف ہو اس
عرصے میں خواجہ نے سب خزانہ چال مار کر نذر زنبیل کیا اور خزانے سے نکل آئے میثاق نام
ساحر و زبانت کر کے پلٹا ارادہ ہوا کہ خزانے کا انتظام کر دینا خزانے میں آ کر دیکھا کہ مال
کی قسم سے ایک جہ نہیں ہی بقیہ رہا ہو کر دوڑا خواجہ کا دامن پکڑا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
خدمت خزانہ مجھ کو سپرد ہوئی تھی میں تھریار کو کیا جواب دوں گا خواجہ نے کہا کہ ای میثاق
حقیقت میں تم بڑے جاننازد و سرفروش ہو تم نے بڑے اہتمام کیے تمہاری ذات سے لڑائی
فتح ہوئی میثاق نے کہا کہ خواجہ جواب دو خزانہ کیا ہوا عمر و نے کہا کہ میں نہیں جانتا میں
جا کر جو تلاش کیا تو کوئی روپیہ خزانے میں نہ تھا تمہارے خسروی میں کوڑیاں بھری تھیں اُن کو
پھنکوا دیا ہر چہ میثاق نے خواجہ پر زور ڈالا مگر خواجہ کب قبول کرتے ہیں آخر جھلا کر میثاق
نے کہا وہ خمیں تو دیکھیے عمر و نے کہا کہ اُن کو زنبیل میں رکھ لیا اب اُنکا لکانا دشوار
ہو جب کوئی خزانہ ممکن ہوگا تو ظروف بھی ممکن کیے جاویں گے کہ بادشاہ تشریف لائے پوچھا کہ
کیا تکرار ہو میثاق نے تمام کیفیت عرض کی بادشاہ نے فرمایا چھوٹے دادا جان آپ
خزانہ نہیں چھوڑتے عمر و نے کہا میں قرضدار تھا مہاجن کے آدمی ساتھ تھے اُنھوں نے
تقاضا کیا میں نے دیکھا کہ بادشاہ حججاہ زیادہ مجھے نہ ستا دیں گے قرضے میں سب خزانہ
دے دیا صرف چھ ماہ کا سود پہونچا ہوا درمیں اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ جو دستیاب ہو تو
میرے حصے میں سے مجرا کر کے باقی ماندہ مجھ کو مرحمت کر دیجیے گا مجھے کچھ عذر نہ ہو گا بادشاہ
نے ہنس کر جواب دیا بجا اب اس قدر آپ کا حصہ ہو گا کہ اس وقت کی بھی رقم بجا ہوا درم باقی
آپ کو مل جائے بس چھوٹے دادا جان زیادہ باتیں نہ بنائے خزانہ نکالنے زیادہ برہنہ نیست

کہ چہارم آپ کے لیجیے اور باقی ان غازیوں کا حق ہو کہ جو راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں جو چاہے
 نے جواب دیا کہ بیٹا کیا تمھاری بچے پنہ کی باتیں ہیں بھلا کبھی ایسے مال کو میں زمین میں نکلتا ہوں
 وہ سین نے مہاجنوں کو دے دیا سوائے اس کام کے اور کسی کام کے لائق وہ روپیہ نہ تھا
 بقول شخصیکہ مال حرام ہو جو بجلے حرام رفتہ اور وہ خزانہ تمھارے لائق نہ تھا بادشاہ
 سر جھکا کر بارگاہ میں گئے خواجہ بھی ساتھ آئے مہیشاق وغیرہ اگر بیٹھے صلاحین ہونے لگیں
 کہ اب حضور برائے فتح مرحلہ جات جادین مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی بارگاہ میں بیٹھا
 ہو کئی سوا فسر گرد جمع ہیں یہی ذکر ہو رہا ہو کہ عنبر بار سے مقابلہ ہو سلطان سوار بھی برائے
 مدد گیا ہو کہ چند سردار بھاگے ہوئے آئے کلاہین دے مارین عرض کی کہ یا خداوند عنبر بار
 نے بڑی کمند کو شمش کی مگر کچھ زور نہ چلا عمر و عیار نے بادشاہ کو قصر سیاہ میں پہنچا دیا
 عنبر بار نے مجبور ہو کر جان دی سب شاہزادیاں رونے لگیں جمشید نے کہا کہ صابو
 کیوں گھبرا رہی ہو میں تقدیر کر چکا ہوں کہ طلسم نہ فتح ہو گا اُن ساحرون کو روانہ کرو کہ لوہ
 لوح طلسمی چھین لائیں اور بادشاہ کو گرفتار کریں یہ کمکر حکم دیا کہ ایک نامہ لکھو موسیقار جادو
 کہ وہ جا کر بادشاہ سے مقابلہ کرے نامہ دار تیار ہوا نامہ لکھا گیا نامے کو لیکر نامہ دار چلا
 اُدھر سے بادشاہ کا یہ ارادہ ہو کہ میں مرحلہ جات پر جاؤں کہ لوح طلسمی حاصل ہو چکی

دو کلمہ داستان حسرت بیان بادشاہ حجابہ کا جانا براے فتح مرحلہ جات و حال تباہی
 لشکر از دست موسیقار جادو و باقی حالات متعلقہ داستان ہزار ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام جم سے وہ مل	کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل	کسی کے تو آ کام فرخندہ حال
کہ آخر یہ دنیا ہو خواب و خیال	شہنشاہ اسکندر نامور	رہا گردش جبرخ سے بے خبر
کہ آخر کا احوال ظاہر ہوا	مال زمانہ سے ماہر ہوا	دیا حکم بروقت عزم سفر
کہ لاشہ اٹھانا بعد کدو فر	کفن سے مرے ہاتھ ظاہر ہیں	عقیل و فہیم اس سے ماہر ہیں
نتی دست جاتا ہوں میں شہر سے	کہ میں لیلا حسرتین دہر سے	یہ دیکھیں خرد مند و الا جواب
کہ دنیا سے دون ہو خیال اور خوا	نتی دست آئے نتی ہاتھ ہو	فقط حسرت دہر ہی ساتھ ہو

نہ کچھ لیکے آئے نہ کچھ لیچلے سری مندر کا کھانا ویکو وہاں کیا مان نے آخر یہی انتظام کیا موت نے آکے خالی مکان کئی روز تک مان پھری دردنا دکھائے یہ رنج و الم فوت نے نہ کچھ زور آخر کو ان کا چلا نہ شوکت نہ دولت وہ ہمارا تھی نہ آرام پایا کسی نے یہاں پلا مجھ کو صہبائے الفت کا جام	فقط عدل و انصاف ہی وہ چلے کہ جس گھر میں آئی نہ موت بھی نہ نکلا وصیت سے آخر وہ کام بزرگان ذہوش جتنے کہ تھے اڑا تھی سر پر مصیبت میں خاک سلیماں ذبیحہ والا حشم عدم کو گئے غم میں ہو مبتلا کیے موت نے گھر کے گھر بے نشان ہوے لیکے حسرت یکا یک رونا سناؤں تجھے داستانِ جلیل	کہا مان سے اگر مادر مہربان + ہوا ہونہ کوئی وہاں فوت بھی یہ کہتے تھے رد رو کے اہل جہان ہمیں چھوڑ کر جانے راہی ہو یہ انجام آخر کیا موت نے کیے اُن پہ خالق نے کیا کیا کرا چھٹی سلطنت اور تاج شہی ہو دنیاے دون عبرت مومنان تو امی ساقی بے خبر لالہ خام جو ہونشہ مری بھی مبرا کفیل
---	---	--

چہرہ رہروان منازلِ جبرأت و طرک کنندگانِ مراحلِ ہمت اس داستانِ حیرت بیان کو یوں تحریر کرتے ہیں
شعر مصنف مرصع نگارانِ جادو رقم + یہ لکھتے ہیں احوالِ باریج و غم + کہ جمشید نے جس نامہ دار کو بھیجا تھا
وہ نامہ دار راہ کو طرک کرتا ہوا چلا ایک صحرا سے ویران میں پہونچا دشت ویران میں خاک اُڑ رہی
تھی بوٹے جو گرد کے بلند ہوئے تو نامہ دار گھبرا یا حیران تھا کہ اس صحرا سے کیونکر گذر لوں گا
اسی حیرانی میں کھڑا تھا کہ گوشہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تخت یا قوتِ احرار نہایت آراستہ پیدا ہوا
تین چار لاکھ ساحر پشت پر نوبت و نقارے بجاتے ہوئے جو ساحرہ کہ تخت پر سوار ہو تاج
مرصع سر پر رکھے ہوئے تخت پر سوار روپیہ لٹا فی ہوئی قریب سے اس نامہ دار کے گذری
نامہ دار نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم غلام حیران و پریشان ہو ایک نشان مجھ کو بتا
تو بڑا احسان ہو کہ ملکہ موسیقار جادو کا کون سا قصر ہو کہا نہ تشریف رکھتی ہیں میں نامہ دار
خداوند ہوں اُس ساحرہ نے سواری رو کی کہا ای نامہ دار موسیقار میرا ہی نام ہو میں آج
برائے سیر نکلی تھی بڑی بات ہوئی کہ تم سے ملگنی ورنہ مینون اس دشت میں حیران رہتے
اور مجھ کو نہ پاتے یہ اتفاق کی بات ہو کہ بیٹھے بیٹھے میرا دل گھرایا برائے سیر نکل آئی نامہ دار
نے کہا کہ ای ملکہ موسیقار بڑا غضب ہو گیا کہ طلمسم کشا نے لوح پائی اب وہ مرحلہ جاتے

باوین گے موسیقار نے ہنس کر کہا کیا تاب و طاقت ہو کہ ایک قدم بھی وہاں سے ہٹ سکیں
 لوح چھین لیونگی طلسم کشا کو گرفتار کر کے روانہ کر دوں گی قدرت سے کہنا مطمئن رہیں میں
 اب اُنھیں کے مقابلے کو جاتی ہوں بادشاہ کو گرفتار کر کے لاتی ہوں مگر اے نامہ دار
 جو اب تو میں نے تجھ کو زبانی دیدیا اور طرف بادشاہ کے جاتی ہوں جا کر جنگ اُن سے
 آٹھ کروں رنگ شعبدہ دکھاؤں مگر تم آنکھیں بند کر لو اور نام خداوند زبان پر لو پھر
 جو آنکھیں کھولو گے تو اپنے کو راہ پر پاؤ گے اگر خداوند میری خواہش کریں تو میں دربار میں
 آؤں گی جو کچھ انتظام منظور ہو وہ عرض کر دوں گی نامہ دار نے آنکھیں بند کر لیں بعد تھوڑی دیر
 کے جو آنکھیں کھولیں اپنے کو برسر راہ پایا حیران تھا کہ یہاں مجھ کو کون پہنچا گیا غرض کہ
 قصر ہفت رنگ میں بخدمت جمشید ثانی آیا تمام احوال موسیقار بیان کیا جمشید نے
 کہا کہ کیوں صاحبو تم نے سنا جس دن موسیقار جا ئیگی لشکر مسلمانان میں تباہی پڑ جائیگی
 اُس نے کہا ابھی ہوا کہ جا کر قیامت برپا کر دوں گی اور لوح کو میرے پاس کیوں نہ بھیجا میں اس
 حفاظت سے رکھتی کہ ہوا بھی نہ جاسکتی پھر جمشید نے کہا ایسے ایسے جادو گر میری عملداری
 میں بہت ہیں ایسے ساحروں کو روانہ کر دوں کہ دم لینا مشکل کر دیں قدم نہ اٹھا سکیں
 لوح طلسمی چھین لیوین گے طلسم کشا کو شکست دیں گے اس طرح کے سحر کریں گے کہ زمین بجا
 اُن ساحروں کا کوئی ہمسر نہیں ہو یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی علم ہائے رنگاری کے
 پھر ہرے گھلے ہوئے نشان لشکر دیکھ کر جمشید نے کہا لو ملکہ موسیقار آتی ہیں آؤ سونپا
 دیکھ کر سب ساحر دن کو واسطے استقبال کے بھیجا ساحر گئے اور موسیقار کو سامنے لیکر
 آئے جمشید نے پوچھا اے موسیقار تم نے حال سنا کہ لوح طلسم کشا کو مل گئی موسیقار نے
 کہا کچھ پروا نہیں میں لوح حاصل کر لوں گی جمشید سے کہا کہ یا خداوند آپ مطمئن رہیے اور
 قصر ہفت رنگ میں بیٹھ کر عیش فرمائیے میں سب مقدمات سمجھ لوں گی ایک فرمان مجھ کو
 مرحمت ہو کہ میں جسکو طلب کروں وہ میری مدد کو آئے میں اُن سب کو لڑواؤں گی جمشید نے
 ایک فرمان لکھوا کر موسیقار کو دیا کہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ کل ساحران مرحلہ جات و حال
 ملک کو مناسب یہ ہو کہ موسیقار جسکو بلائے وہ فوراً برائے انتظام آئے اور خداوند گزری

میں موسیقار کی مصروف ہو موسیقار کو قدرت نے نائب اپنا قرار دیا ہو جو اس کے حکم سے گردن تابی کرے گا وہ مغضوب درگاہ خداوندی ہو گا یہ فرمان موسیقار کو دیا موسیقار نے وہ فرمان لیکر چھوٹی مین رکھا پھر تخت پر سوار ہوئی نوبت و نقارے بجاتی ہوئی چلی سعد شہر یا نے صلاح کی ہو کہ امیثاق والا تبار ہم تو براے فتاحی مرحلہ جات جاتے ہیں لشکر سے ہوشیار رہنا میثاق نے کہا کہ حضور مطمئن رہیں اب ساحر پیر در پی آدمین گئے کیا عجب ہو کہ لشکر کو تباہ کر میں بادشاہ نے فرمایا مجبوری ہو اگر مرحلہ جات نہ فتح ہو گئے تو فتح طلسم ناقص رہیگی بادشاہ آمادہ ہوئے اور لوح کو بھی ملاحظہ فرمایا لوح میں بھی حکم نکلا کہ امی قتل طلسم و امی سیر این عجائبات جب خدا فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو تو مناسب یہ ہو کہ تحصیل تمام اپنے کو مرحلہ جات پر پہنچاؤ جب تک مرحلہ فتح نہ ہو گئے فتاحی طلسم ناقص رہیگی اسی ضمن میں جمشید سے بھی مقابلہ پڑے گا شب بھر جلسہ آراستہ رہا تمام سرداران نامی جانے سے بادشاہ کے مکر ہو رہے ہیں اور شہزادیاں بے صبر و پریشان ہیں کہ کل بادشاہ مرحلہ جات پر تشریف لے جاوین گے ہم لوگوں کو کس طرح قرار آئیگا بادشاہ نے بھی محبت فرمایا میں اپنے کو جلد پہنچاؤنگا مجھ کو بھی آپ لوگوں کی جدائی شاق ہو جو مرحلہ فتح ہو گا میں تم لوگوں کو خبر دو نگار ات بھری ہی انتظام رہا صبح کو بادشاہ نے سلاح جسم پر آراستہ کیے تیغ سکندر می ہاتھ میں لیا سپر پشت پر قرو لی کمر سے لگی ہوئی خنجر زیب ناف اس کو دفر سے بادشاہ تیار ہو کر جب چلے سب شاہزادیاں ہمراہ ہوئیں لیکن باموے پریشان آئینہ رخسار پر عیار ہر ایک نالان و اشکبار ہر ایک کا یہی قول ہو کہ ہمارے بادشاہ براے فتاحی مرحلہ جات جاتے ہیں خدا بخیر و خوبی ہم سب کو پھر اُن سے ملائے بادشاہ سے رخصت ہوئے منظور ہوا سوار ہوں کہ نوبت و نقارے کی آواز کان میں آئی بسنے دیکھا کہ ملکہ موسیقار جادو تخت پر سوار بالمشکر گران آکر پہنچی بادشاہ نے اس پر بھی ارادہ کیا کہ میں جاؤں پھر صحرا سے گرد اڑی اقلیم کو ملکن نامے پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر فوج جبار جیسے ہی اقلیم آکر پہنچا اور لشکر موسیقار سے ملحق ہوا موسیقار اسکو بشتوکت تمام اپنی بارگاہ میں لائی مقام صدر پر جگہ دی جام شراب بریز کر کے حاضر کیا

جب اقلیم نے جام پیا تو جھونے لگا اور طرف موسیقار کے متوجہ ہوا کہ اسے مقبول بارگاہ
 خداوند کس طور سے مقابلہ ہو گا سحر کی لڑائی منظر پر یا پہلو اتنی کی لڑائی ہو گی موسیقار
 نے کہا آپ سب صاحب خاموش رہیں میں سمجھ لوں گی کیا اس لڑائی کی کچھ حقیقت سمجھتی ہوں آپ
 لوگ بیٹھ کر عیش کریں دیکھا جائیگا یہ کہ کہ اپنے مقام سے اٹھی اور فکر میں چلی یہاں بادشاہ عجبا
 آر موسیقار دیکھ کر رک گئے داخل بارگاہ ہوئے سب سردار جمع ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ یہ
 ساحرہ بڑی زبردست ہی بہار اعجاز بیان نے کہا کہ انشاء اللہ اسکو دیوانہ کر کے
 ماریں گے دو گھنٹی دن چڑھا ہو دربار جمع ہو کہ درگاہ سالار نے آکر فرد سہر خ خدمت شاہ
 میں حاضر کی بادشاہ نے ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ یارو میں تم سب کا خدمت گزار ہوں آج شب کو
 میں طلایہ دونگا میثاق و بہار نے عرض کی کہ یہ خدمت ہم لوگوں کے سپرد ہو بادشاہ
 نے فرمایا یارو تم سب میرے معین و مددگار ہو مگر یہ کام آج میرے واسطے ہو یہ فرما کر
 فیروزہ کو حکم دیا کہ او برادر انتظام کرو آج شب کو طلایہ ہم دین کے فیروزہ بن عمرو
 نے عرض کی غلام سب انتظام کر آیا شام کو بادشاہ سوار ہوئے بازاروں میں آئے
 جا بجا انتظام کیا جیسے ہی بازاروں سے نکلے ملاحظہ کیا کہ سامنے لشکر کفار اُترا ہو
 اُدھر اپنے لشکر میں موسیقار کھڑی ہوئی انتظام کر رہی ہو کہ ہر کار وٹے کہا جگو بادشاہ
 کی خبر ہو بچاؤ کہ وہ کیا کر رہے ہیں یہ سن کر ہر کارے بھاگے یہاں بادشاہ کنارے
 پر اپنے لشکر کے کھڑے لشکر دشمن کو دیکھ رہے ہیں کہ لشکر دشمن مثل مور دماغ اُترا ہوا
 ہو اور افسران لشکر ٹھل رہے ہیں ہر کاروں نے جا کر موسیقار سے خبر کی کہ بادشاہ
 برسرِ طلایہ میں موسیقار نے لشکر سے علیحدگی کی خدمت میں شاہ کی چلی مگر میثاق
 کہ عاشق جمال شہر بارہی ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہو کہ بادشاہ کو آفت سے بچاؤں
 اور دشمن کو اُنکے قریب نہ آنے دوں بارگاہ سے نکلا تلاش میں بادشاہ کی چلا یہاں
 فیروزہ بن عمرو بازاروں میں پھرتا ہوا آتا تھا کہ موسیقار نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ
 شاعر کون ہو کسی نے کہہ دیا کہ یہ شاعر بادشاہ ہو فیروزہ بن عمرو نام ہو موسیقار نے
 فیروزہ کو پہچان لیا اور اُسی کی شکل بن کر چلی قریب بادشاہ آئی بادشاہ نے پوچھا کہ ای

فیروزہ کہانے آتے ہو موسیقار نے گھبرا کر کہا کہ میں بازار کے انتظام میں تھا بادشاہ کو تردد ہوا کہ آج فیروزہ کو کیا ہو گیا کہ میثاق کوہ گردان آیا بادشاہ نے میثاق سے کہا کہ ای میثاق ذرا خیال کر کے دیکھو تو فیروزہ گھبرایا ہوا ہو میثاق نے بلا کر پوچھا کہ ای فیروزہ بازار میں کون کون دوکاندار ہیں فیروزہ نقلی نے گھبرا کر کہا کہ میں بازار میں نہیں گیا بس میثاق نے خیال کر کے انگلیوں پر شمار کیا سمجھ گیا کہ یہ موسیقار ہی لاکار آواز دی کہ ادھکارہ سامنے سے ہٹ جا بلکہ کرنے آئی ہو یہ کہ کر سحر کیا موسیقار نے سحر کو دفع کر دیا اور سچے ہشی میثاق نے تعاقب کیا تھوڑی دور پر جا کر موسیقار نے خیر کمر سے نکالا اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ خیر چمک کر میثاق پر گر اٹھا زخمی ہوا میثاق چرخ کھا کر اگر کرتے ہی بیہوش ہو گیا موسیقار نے چاہا کہ میثاق کو اٹھا لون بادشاہ نے جڑھ کر نعرہ کیا کہ اولکاتا خبردار میثاق کو نہ اٹھانا اور لوح چمکائی لوح کی چمک سے موسیقار بھاگی بادشاہ نے قریب میثاق آ کر لوح کا عکس ڈالائے میثاق نے عرض کی کہ ای شہر یار طریقے سے معلوم ہوا کہ موسیقار آپ کی فکر میں ہو لہذا میں حضور کے ساتھ رہوں گا میثاق کو ساتھ لیکر بادشاہ پھرتے ہوئے اُس مقام پہنچے کہ جہان فیروزہ بیہوش پڑا ہوا تھا مبتلائے سحر موسیقار تھا میثاق نے اسکو بھی ہوشیار کیا فیروزہ سے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ ای میثاق تم تامل کرو اگر نبتا ہو تو میں جا کر موسیقار کو لاتا ہوں یہ کہ کر رنگ درخشاں عیاری کا لگا یا ایک ساحر کی شکل بن کر تیار ہوا طرف لشکر موسیقار کے چلا موسیقار گھبرائی ہوئی بارگاہ میں آئی سرداروں نے پوچھا ملکہ عالم کہاں سے آتی ہو اسنے گھبرا کر کہا کہ بادشاہ کو لینے گئی تھی مگر وہاں بڑا انتظام ہو میثاق کوہ گردان وزیر اعظم خداوند ہر وقت شاہ کی حفاظت میں رہتا ہو علم نجوم میں کامل ہو میں نے ابھی بادشاہ کو لیا ہوتا مگر میثاق نے آکر بچا لیا سب سردار کہہ رہے ہیں حضور بڑے بڑے ساحر آ کیا کیا انتظام کیے مگر کچھ نہ ہو سکا موسیقار نے کہا تم لوگ دیکھنا اس تکلف سے بادشاہ کو لاؤں کہ تم سب حیران ہو جاؤ اور قیدی کو اُسی وقت بخد مت خداوند روانہ کروں

قتل کا اُن کو اختیار ہی کہ چو بدار نے آکر عرض کی دروازے پر ایک جادوگر حاضر ہوا نامہ
خداوند لایا ہوا امیدوار باریابی ہو موسیقار گھبرا گئی سوچی کہ یہ کیا معرکہ ہو ابھی سین ٹپکے
آئی ہوں اور ابھی نامہ دارا گیا چو بدار سے کہا نامہ دار کو بلالو فیروزہ سامنے آیا جھک کر
سلام کیا موسیقار نے پوچھا کہ کیوں نامہ دار صاحب کیا فکر ہو نامہ دار نے نامہ نکال کر
دیا موسیقار نے پڑھا اُس میں مرقوم تھا کہ ای موسیقار مقام افسوس ہو تم برے گرفتاری
شاہ گئی تھیں مگر میثاق نے تمہارا رنگ مٹا یا لہذا یہ ساحر آتا ہو کہ سحر ٹکڑو تعلیم کر لگا وہ
سحر کر کے جاؤ گی تو بادشاہ کو گرفتار کر لو گی موسیقار نے کہا کہ ای نامہ دار وہ سحر کونسا ہو
نامہ دار نے دست بستہ عرض کی کہ حضور میں نام سحر کا تو نہیں جانتا کہ اُس سحر کا کیا نام ہو مگر
ایک انگلیٹھی میں آگ سلگا بیٹے میں لو بان ڈالوں آتش برمی آگ سے پیدا ہو گی وہ تعلیم
کر دے گی مجھے تو یہ فرما دیا ہو کہ تم ہمارا نام لیکر یہ لو بان ایک انگلیٹھی میں سامنے موسیقار
کے ڈال دینا موسیقار نے ہنس کر کہا کہ ایسا تو کوئی سحر نہیں ہے نامہ دار نے کہا کہ میں
ابھی انگلیٹھی لاتا ہوں آتش برمی نکل کر سب کیفیت ظاہر کرے گی یہ کہ فیروزہ باہر آیا
تو موسیقار کے دیکھ چکا ہو باہر نکل کر بھاگا سوچتا ہوا جاتا ہو کہ اس وقت مکڑنہ چلیگا ایسا
نہ ہو مجھ پر سحر کر دے کہ میں دیوانہ ہو جاؤں جب فیروزہ نکل گیا تو موسیقار نے کہا کہ دیکھو
یارو نامہ دار کہاں گیا بڑی دیر ہوئی نہیں آیا ساحرون نے بیان کیا وہ یہ کہنا تھا کہ
ملکہ عالم بہت ہوشیار ہیں اور کسی رنگ میں پھنسیں گی موسیقار اُٹھی پھر لشکر شاہ کی طرف
چلی فیروزہ درہ کوہ میں کھڑا تھا موسیقار نے جو دیکھا پکار کر آواز دی کہ میان ساحر متا
ذرا ادھر آؤ میں ایک بات پوچھوں گی فیروزہ سمجھا کہ اسنے مجھ کو نہیں پہچانا قریب موسیقار آیا کہا
حضور فرمائیے کیا پوچھیے گا موسیقار نے اسم سحر دم کہہ کے طرف فیروزہ کے چھو کر دیا
فیروزہ ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا کہا جو فرمائیے وہ بجالاؤں موسیقار نے کہا کہ تم
جا کر بادشاہ کو چیرا لاؤ جو عہدہ طلب کر دو گے وہ ملیگا قدرت راضی ہونگے فیروزہ اُسی
حال میں سر جھکائے ہوئے خاموش طرف لشکر اسلام کے چلا بادشاہ بارگاہ میں تھے فیروزہ
گھبرایا ہوا آیا میثاق نے جو دیکھا کہ فیروزہ گھبرایا ہوا ہی بادشاہ سے عرض کی کہ حضور

مقام تردد ہو فیروزہ کچھ گھبرا یا ہوا ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ تدبیر کرو میثاق کوہ گردان
نے ہمارا عجائز بیان کو اشارہ کیا ہمارے فیروزہ کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا سحر کر کے ایک چھول
گجرے سے نکالا وہ چھول ہاتھ میں فیروزہ کے دیا فیروزہ نے بیٹھتے ہی میثاق سے باتیں کرنا
شروع کیں اور چھول کو سونگھا چھینک آئی چھینک آتے ہی سحر موسیقار کا اتر گیا فیروزہ
گر کر بیہوش ہو گیا میثاق نے فیروزہ کو سنبھالا اور ہوشیار کر دیا حال پوچھا فیروزہ نے کہا
میں سحر میں موسیقار کے تھا برائے گرفتاری بادشاہ حچاہ آیا تھا مجھے منجھو ہوشیار کیا
ورنہ میں بادشاہ کو لیجانا میثاق نے کہا کہ ای شہر یار حضور نے سنا موسیقار کیا کیا فطرتیں
کر رہی ہو خدا حضور کو اُسکے ہاتھ سے بچائے فیروزہ نے کہا کہ میں جانا ہوں خبر تو اُس کو
سنادوں شاید کوئی دام پڑ جائے یہ کہ کر فیروزہ بھاگا مگر گھبرا یا ہوا بدحواس دربار میں
موسیقار کے آیا قریب آکر کھڑا ہوا موسیقار نے پوچھا کہ ای ہمت والا کہہ کو کیا گزری فیروزہ
نے کہا کہ میں گیا تھا ارادہ ہوا کہ بادشاہ کو گرفتار کر کے لاؤں مگر میثاق نے لٹکارا میں
بھاگ آیا ای ملکہ عالم ایک نیا معرکہ گزرا میں بھاگا ہوا آتا تھا راہ میں قدرت سے ملاقات
ہوئی مجھے فرمایا کہ کچھ گنگو میں جو گایا تو قدرت مجھے بہت خوش ہوئے گلے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا
ہمیں تمکو کمال علم موسیقی دیا جسکے سامنے گائیگا وہ مبہوت ہو جائیگا پس امتحان تو میرا کیجیے
ہر چند کہ موسیقار کچھ بولی نہیں مگر فیروزہ بن عمر وہ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

اُس نفس میں مجھے صیاد نے مجبوس کیا ای فلک ایک ساتھ بخت مرطالع غیرہ گر مہ فتار ہوئے تم جو چمن میں جا کرہ فائدہ تو اگر ای آہ بنی شعلہ شمع آخر کار محبت میں گریبان بھاڑا ضبط نے مجھ کو تری طرح بنایا ظالم کچھ تو آخر پیش دل نے دکھائی تاخیر عشق نے اُسکی خبر لانے کو فرقت میں جلال	جسے پر توڑ کے اڑنے ہی سے مایوس کیا دی سعادت اُسے تو نے اسے منجوس کیا کباب کو داغ دیے اتنے کہ طاؤس کیا چرخ کو بے اثری نے تری فانوس کیا تنگ تو نے بہت ای پردہ ناموس کیا نالے دیتے ہیں دُہائی ہمیں مجبوس کیا مہربان غیر ہوئے یار کو مانوس کیا دل مجھ کی فریاد کو جاسوس کیا
--	--

فیروزہ نے اس طرح کے اشعار گائے کہ ساحرہ بہت راضی ہوئی کہا ای فیروزہ حقیقت میں قدرت ایسی ہر بانیان فرماتے ہیں جب اُن کو معلوم ہوا کہ تم گرفتاری شاہ کی فکر میں ہو کال کر دیا اب تمہارا کون سا منہ کر سکتا ہو فیروزہ نے کہا کہ یہ تو بتائیے کہ میثاق نے مجھ کو پہچان لیا اور میری گرفتاری کو چلا میں بھاگ کر نکل آیا اب رات کو باہر نکلا کرونگا موسیقار نے کہا کہ ای فیروزہ اب تم بارگاہ سے باہر نہ نکلو ایسا نہ ہو کہ میثاق تم کو گرفتار کر کے لیجائے فیروزہ نے کہا کہ اب میں رات کو بہین رہوں گا موسیقار سوچی کہ یہ ہمارے سحر میں ہو جو کیسے گاہ ہی کر لگا اپنی بارگاہ میں ایک صحنی بتادی فیروزہ وہیں چھپ کر بیٹھا مگر موسیقار سے کہہ دیا کہ میں رات کو طرف لشکر بادشاہ کے جاؤنگا موسیقار تو مطمئن ہو کہ یہ ہمارے سحر میں مبتلا ہو مگر فیروزہ اُسی صحنی میں سویا جب دوپہر رات گزری تو اسکی آنکھ کھلی اُٹھ کر دیکھا کہ موسیقار سو رہی ہو قریب پلنگ کے آیا بیہوشی نکال کر کچے میں کھی وہ کچے پر ابرو داغ کے لگا دیا موسیقار سوتی تھی بیہوشی داغ میں پہونچی چھینک مار کر فوراً بیہوش ہوئی فیروزہ نے جلدی میں پشتارہ باندھ لیا زبان میں سوزن دینا بھولا سراپچہ چاک کر کے بھاگا لیکن راہ میں پشتارہ بھاری ہونے لگا اب تو فیروزہ گھبرا یا اور ایک مقام پر پشتارہ رکھ دیا موسیقار جو ہوشیار ہوئی پشتارے سے نکل گئی فیروزہ پشتارہ اُٹھا کر چلا اب گرانی نہیں معلوم ہوتی صبح ہوتے ہوتے بارگاہ شاہی میں پہونچا میثاق نے پوچھا کہ ای فیروزہ کسے لائے فیروزہ نے خوش ہو کر کہا کہ موسیقار جادو کو لایا ہوں میثاق نے اُنکلیوں پر شمار کر کے کہا کہ ای فیروزہ تم نے بڑا دھوکا کھایا وہ پشتارے سے نکل گئی تم نے کسی مقام پر پشتارہ رکھ دیا تھا فیروزہ نے کہا کہ پشتارہ بھاری ہونے لگا تھا تو میں نے ایک مقام پر رکھ دیا تھا میثاق نے کہا ای فیروزہ بڑی عیاری تمہاری خالی گئی حقیقت میں تم نے بڑی عیاری کی تھی اُسکو تسخیر کیا مگر بڑی ساحرہ ہو فیروزہ نے کہا اُسکے باپ کو لاؤنگا میں پھر جانا ہوں میثاق نے کہا اب سجاؤ اب وہ سمجھ گئی کہ سحر میرا تر گیا مگر تعجب کرتا ہوں جب وہ پشتارے سے نکلے تو تمہیں کیوں نہ لے گئی فیروزہ نے کہا یہ قبال شاہی ہو مگر میں اب جانا ہوں بات بنا لوں گا یہ کہ کر فیروزہ پھر چلا موسیقار

جو اپنی بارگاہ میں آئی سرداروں سے کہہ رہی ہو کہ مجھ کو فیروزہ لے گیا تھا مگر میں راہ سے نکل آئی حقیقت میں بڑا دھوکا کھایا کہ اُس نگوڑے فیروزہ کو نہ لائی یہ ذکر تھا کہ فیروزہ آکر پہونچا موسیقار نے جو فیروزہ کو آتے ہوئے دیکھا سرداروں سے کہا کہ دیکھو وہ مکار پھرتا ہوا سرداروں نے کہا کہ دیکھیے کیا کہتا ہوا سکو گرفتار کر کے قتل کیجیے بادشاہ کا باز کمرور ہو جائیگا موسیقار نے سر جھکا لیا کہ فیروزہ نے آکر سلام کیا موسیقار نے پوچھا کہ کیوں منتر صاحب لشکر شاہ میں گئے تھے کیا گذری بادشاہ کو کیوں نہ لائے فیروزہ نے کہا کہ میں آپ کو اس واسطے لے گیا تھا کہ بادشاہ آپ کو دیکھ کر خوش ہونگے اُسی حال میں میں اُنکو گرفتار کر لوں گا مگر آپ نکل آئیں موسیقار نے کہا کہ ای فیروزہ مکاری کی باتیں نہ کرو اب تمہارا ہم کو اعتبار نہیں رہا فیروزہ نے کہا کہ میں دن کو جاتا ہوں بادشاہ مجھ کو گرفتار کر کے لاؤں گا موسیقار نے کہا جاؤ فیروزہ نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤں موسیقار نے ساحروں کو اشارہ کیا ساحروں نے فیروزہ کو گرفتار کر لیا کسان کسان سامنے موسیقار کے لائے موسیقار نے حکم دیا کہ جلا دو بیلاد ایک جلا دو قوم کا زنگی خنجر چمکانا ہوا آیا موسیقار نے اشارہ کیا کہ ارے اسکا سر کاٹ لے خبردار تم سے نہ پوچھنا جلا دے گردن پر کوئلے کا خط دیا آواز میں لگانے لگا مگر ہر کارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبریں لیکر بھاگے یہاں میثاق گھبرا گھبرا کر بادشاہ سے کہہ رہا ہو کہ امی شہریار ہر چند کہ فیروزہ گیا ہو مگر اب بات نہ بنے گی موسیقار ایسی ساحرہ نہیں ہو کہ ان کے فقرے میں آجائے یہ ذکر تھا کہ ہر کارے آکر حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو عیار حضور کا گرفتار ہو موسیقار نے حکم قتل دیا ہی بادشاہ یہ خبر سنتے ہی بے قرار ہو گئے فرمایا ہمارا مرکب تیار کرو میں برائے رہائی فیروزہ جاؤں گا سب شاہزادیاں بھی آمادہ ہوئیں میثاق بھی اٹھا بادشاہ نے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوئے لشکر موسیقار میں پہونچے جس طرف سے گذرتے ہیں اور جس ساحر پر نگاہ ڈالتے ہیں وہ سر جھکا لیتا ہی بادشاہ سارے لشکر میں پھرتے ہوئے دربار گاہ موسیقار پر پہونچے درگاہ سارے روکا بادشاہ کبڑکتے ہیں ایک تانچہ مار دیا

کہ سردگرہ سالار کا اڑ گیا موسیقار دربار میں بیٹھی ہو کہ دیکھا ایک سردھلکتا ہوا آتا ہے
چاہتی تھی کہ پوچھے یہ سرکس کا ہو کسے اسکو مارا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا سب نے دیکھا کہ آفتاب
عالم تاب شہر یاری و کوکب شجعت افروز جہان داری نامی و نامدار شاہزادہ سعد شہریار
امرد بارگاہ کے آئے پہلے آکر جلاد کو مارا فیروزہ پر لوج کا عکس ڈالا فیروزہ کی قید نگار
گری فرمایا ای موسیقار میں اپنے عیار کو لیے جانا ہوں تیرے دربار میں کوئی ایسا ہو
کہ مجھ کو روک لے کسی نے جواب نہ دیا سعد شہریار فیروزہ کو ساتھ لیکر باہر نکلے ساحر و
نے کہا کہ ای ملکہ عالم شاہ اکیلے جاتے ہیں لوحین بھی پہنے ہیں اگر حکم ہو تو گرفتار کر لین
موسیقار نے کچھ جواب نہ دیا مگر بیرون بارگاہ قرنا ہو گئی وسط لشکر میں پہونچے تھے
کہ ساحر وں نے آکر گھیرا سب نے مل کر بلوہ کیا اور کہا کہ آپ تو جاتے ہیں قیدی ہماری
مالک کا نہ لیجائیے ورنہ آپ کو قتل کر دیں گے بادشاہ نے بلوہ فوج کا دیکھ کر تلوار کھینچی نعرہ
کر کے لڑنے لگے نعرہ بادشاہ اسلام منم شاہ شاہان فرید وں چشم بہار گلستان
کا دس دھم بہز بردمان شیر دل نوجوان نہال گلستان صاحبقران عین گرمی جنگ
ہی چار طرف سے ساحر گھیرے ہوئے ہیں مگر بادشاہ افسردہ کو قتل کر رہے ہیں جس غول
پر جا کر گرے اسکو تہ و بالا کر دیا موسیقار نے خبر سنی کہ بادشاہ کو فوج نے گھیر لیا اور
فیروزہ بن عمر و حقہ ہائے آتش بازی مار رہا ہو ساحر وں کو جلایا ہو موسیقار باہر نکلی
دیکھا کہ حقیقت میں اہل فوج نے بادشاہ کو گھیر لیا ہو تلوار چل رہی ہو مگر برق شمشیر بادشاہ
خرمن حیات ساحران کو جلائے دیتی ہو یہ دیکھ کر موسیقار نے آواز دی کہ ہاں یار و انگو
چہار جانب سے گھیر لو اور لوحین اُتار لو اگر یہ دستیاب ہوئیں تو جنگ کا خاتمہ ہو فوج بلوہ کر کے
چلی ہو کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ منم میثاق کو ہ گردان اور ایک طرف سے نعرہ ہوا
کہ منم بہار اعجاز بیان ملکہ بہار نے آتے ہی گلہ ستہ مارا کہ ہوا سے سرد چلی غنچے
چٹک کر گل ہونے لگے عند لبیان خوشنودا نے بخوش اسحافی یہ اشعار گائے نظم

ہماری کیا ہو خطا کیا حضور ہم سے ہوا
کہ جوش عشق کا جس سے ظہور ہم سے ہوا

خفا تو کس لیے ای رشک حور ہم سے ہوا
وہ ہم سے پی ہو شراب محبت ای ساقی

<p>معاذ کیجیے جو کچھ قصور سے ہوا + تو کیا یہ شیشہ دل چو رچو سے ہوا یہ امر حضرت ناصح ضرور سے ہوا + گناہ گارہیں بے شک تصور سے ہوا الہی شکر کہ یہ روگ دور سے ہوا + ہوا تو جرم خداے غفور سے ہوا تو وصل میں بھی یہ صدمہ نہ دور سے ہوا</p>	<p>گلے سے ہنسکے لپٹ جائیے خدا کے لیے تحصین بتاؤ کہ تم نے اگر نہیں توڑا ہ تمہارے کنبے اب ہم نہ جائیں یا رکے گھر لیا ہو سوتے میں یوسہ خطا ہوئی جسے قضا نے جان چھڑائی غم جدائی سے گناہ گار اگر ہیں تو شجہ کیا زار رہا خیال ہمیں ہجریا رکا جو ہزبر +</p>
--	--

کئی ہزار ساحر یہ صدائیں سن کر دیوانہ وار وحشی مثال غل مچانے لگے جھولیاں سحر کی پینکین
ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منہ سردار حسینان اور ایک طرف سے ملک یاسمن و گلگونہ
کا نعرہ ہوا ان سب نے مل کر جو سحر کیے لشکر پر آگندہ ہونے لگا مگر موسیقار سب طرف
جاتی ہو سب کا سحر مٹاتی ہوا پتارنگ جاتی ہو مگر میثاق کو ہ گردان کا جو سامنا پڑا
موسیقار نے سحر کیا کہ میثاق پر آگ برسنے لگی میثاق ایسے سحر وں کو کب مانتا ہی رہا
ہلا دیا کہ ابر آیا پانی برسا شعلہ آتش بجھ گئے موسیقار بہت گھبرائی کہتی تھی کہ میثاق پر
رنگ نہیں جتنا قدرت نے بڑا ہی غضب کیا کہ ایسے ساحر کو روانہ کیا اور وہ اگر شریک ملانا
ہو گیا اب وہ بھی چاہتا ہو کہ جس طرح بنے طلسم کو فتح کر اؤں کیسا جاننا زمی سے لڑ رہا ہو
مایدولت کے سحر کو مٹا دیا پھر کسکا سحر تا شیر کر یگا رفقا نے کہا کہ ای ملک عالم اگر مناسب ہو
تو طبل باز گشت بجا دیجیے اب مسلمانوں کا تانتا بندھ گیا ٹھوڑی دیر میں کل لشکر بھی آجائے گا
افسروں کا بار نہیں رکنا لشکر کو کون روک سکیگا موسیقار نے حکم دیا طبل باز گشت بچے
اُسی وقت طبل باز گشت پر چوب پڑی بادشاہ سردار وں کو ساتھ لیکر پلٹے موسیقار
اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھی سردار وں سے کہتی تھی کہ دیکھو صاجو میں جو خاموش ہو رہی تھی
تو سہی مدعا تھا جانتی تھی کہ جب بادشاہ آدین گے تو ان کے سردار بھی پہونچیں گے ملک بہا
کے سحر وں نے ہزار ہا ساحر مٹائے سردار حسینان کس زرد و شور سے لڑتی ہو کیا کیا
سحر کرتی ہو جو ساحرہ ہودہ بے مثل و بے نظیر جو لشکر آتا تھا میں خبر پا چکی تھی جب تو میں نے

طبل باز گشت بجوایا اگر طبل امان نہ بجاتو آج ہی شکست فاش ہوتی ہمارے اہل لشکر کو
 بھگانے کی تلاش ہوتی مگر اب کیسا مقام افسوس ہو کہ میں خداوند سے وعدہ کر کے آئی ہوں
 اور یہاں کوئی تدبیر نہیں بنتی دل چاہتا ہو کہ خدمت خداوند میں جا کر حاضر ہوں اور
 غنہ کروں کہ یا خداوند اگر کسی ساحر کو میری مدد کو روانہ فرمائیے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے
 گرد اڑی سب نے دیکھا کہ کئی ہزار علم ہائے رنگارنگی کے پھر ہرے کھلے ہوئے کئی لاکھ
 فوج کے نشان آگے آگے ایک ساحر نہایت صاحب شوکت و شمت پشت مرکب پر سوار کئی
 سوار فسر گھیرے ہوئے آیا اُس ساحر نے جو دور سے لشکر موسیقار دیکھا فوج کو روکتا ہوا
 گھوڑے سے اُترا موسیقار خود دوڑی اگر سلام کیا کہا ای وزیر اعظم کیونکر آنیکا اتفاق
 ہوا اُس نے کہا کہ قدرت کو معلوم ہوا کہ تم سے لڑائی پڑی تم سحر میثاق سے عاجز ہو میں مجھ کو
 حکم ہوا کہ ای سو فار بلند آواز اپنے کو جلد پہنچاؤ موسیقار کی مدد کو ای ملکہ عالم
 تم کچھ میثاق کا خوف نہ کرو میں گرفتاری میثاق کی تدبیر کر کے آیا ہوں یہ کہہ کر ساتھ
 موسیقار کے بارگاہ میں آیا آتے ہی جھولی سے ایک کبوتر نکالا اُس کو ہاتھ پر بٹھا کر
 بہ غصہ کہا کہ ای طائر رازدار میثاق کو جا کر لایسُن کروہ کبوتر اُڑا یہاں میثاق
 بادشاہ کو بارگاہ میں پہنچا کر باہر نکلا ہی انتظام لشکر کر رہا ہو کہ وہ کبوتر اُڑتا ہوا آیا
 گرد سر میثاق چرخ مارنے لگا میثاق یا تو انتظام لشکر کر رہا تھا یا ساتھ والوں
 کہا کہ صاحبو میں تو جانتا ہوں میرے بھائی صاحب آئے ہیں کہیں گے کیا باعث ہوا کہ
 میثاق میری ملاقات کو نہ آیا افسروں نے کہا بھی کہ لشکر دشمن میں تنہا جانا بہتر نہیں
 نہ کہ باعث خرابی ہو میثاق نے سب کو حیرت کا کہا صاحبو دوست کی ملاقات کو دوست
 جانا ہو وہ تو اتنی دُور سے آیا اور میں نہ جاؤں ضرور شکایت کریگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے
 بہار اعجاز بیان آئی افسروں نے ہمارے ذکر کیا کہ میثاق براے ملاقات
 سو فار بلند آواز جاتے ہیں ہمارے کہا اُن کی عقل کے خلاف ہو یہ کہتی ہوئی
 قریب میثاق کے آئی ہاتھ میثاق کا تھام لیا کہا ای ساحر جلیل کہاں جاتے ہو دیکھو
 یہ سراسر خلاف ہو وہ بہ بدی پیش آئیگا میثاق نے کہا کہ ای ملکہ عالم غم اس مقدس

دخل نہ دو بلکہ تم بھی چلو دیکھنا کیسی خاطر کریگا لیکن یہاں سو فوار مستند پر بیٹھا موسیقار
سے کہ رہا ہو کہ میان میثاق آتے ہونگے پھر بیٹھے بیٹھے اچھل پڑا کئے لگا کہ اور مزہ
دیکھیے بی بہار میثاق کو روک رہی ہیں یہ ایسا سحر نہیں ہو کہ کسی کے روکے سے روکے
میں اب اور تندیر کرتا ہوں یہ کہ کچھ ٹولی پر ہاتھ ڈالا ایک نفس نکالا کہ اُس میں چند طائر ان
سُرخ رنگ بند تھے اُن کو کھولا کہا اے طائر ان جمشیدی جاؤ بہار اے عجائز بیان
کو بھی لاؤ یہ طائر اُڑتے ہوئے چلے یہاں بہار میثاق کا ہاتھ نہیں چھوڑتی سمجھاری
ہو کہ اے میثاق میں تم کو نہ جانے دوں گی کہ چند طائر اگر گرد سر بہار چرخ مارنے لگے جیسے
چرخ مار کر ہٹے بہار نے کہا کہ اے میثاق ہم ایک طرح تم کو جانے دیتے ہیں کہ ہم بھی
تمہارے ساتھ چلین گے میثاق نے کہا کہ میری آنکھوں پر میرے سر پر دیکھنا سو فوار
کیسی قدر کریگا ہم بے مطلب نہیں جاتے ہیں سب سے زیادہ یہ خیال ہو کہ وہ بہار نہیں
ہو کبھی عہدے میں ہمارے اُس کے تکرار نہیں ہوئی آج کسی تقریب سے آئے ہیں میں جا کر
سب حال دیکھونگا بہار بھی ساتھ ہوئی میثاق وہاں دھند کرتے ہوئے جلتے ہیں
تعریفیں جمشید ثانی کی زبان پر جاری ہیں ہر ایک مد ہوش ہو رہا ہو اُدھر سو فوار بٹھا ہوا
سحر کر رہا ہو کہ ہر کاروں نے اگر خبر دی میثاق کو ہ گردان وہاں عجائز بیان
آپ کی ملاقات کو آتے ہیں سو فوار نے کہا کہ اے ملکہ موسیقار تاثیر اسکا نام ہو
کہ جو کہا وہ بھی ہوا اس سحر کو کون روک سکتا ہو میں ابھی ان کو قتل کروں گا کچھ تو طلسم
کا زور کھٹے جنکی تم شکایت کرتی ہو وہ بھی لوگ آتے ہیں آہنگروں کو حکم دو کہ ہتھکڑیاں
بیڑیاں موجود رکھیں جب وہ دربار میں آویں فوراً اُن کو مسلسل و مطوق کریں تاکہ
اُن کو بھی معلوم ہو کہ بغاوت کا یہ انجام ہوتا ہو آہنگر فوراً حاضر ہوئے ہتھکڑیاں
بیڑیاں سامنے لا کر رکھ دیں کہ میثاق وہاں آکر پہونچے سو فوار سے صاحبِ سلا
ہوئی سو فوار نے کہا کہ اے برادر سجان برادر میں تمہاری ملاقات کا مشتاق تھا
میثاق کو ہ گردان نے کہا کہ اے برادر جس وقت میں نے خبر سنی اُسی وقت
برائے ملاقات حاضر ہوا سو فوار نے کہا کہ میں نے زیور آہن تمہارے واسطے

ممکن کر رکھا ہو میرے قریب آؤ تو میں زبان میں تمھاری سوزن دون دونوں نے بلا تکلف
 زبانیں باہر نکال دیں سو فار نے دونوں کی زبان میں سوزن دی تھکڑیاں بڑیاں انکو
 پہنا دیں اور تمھ پر دونوں کے ہاتھ پھیرا اب دونوں کو ہوش آیا بہار اعجاز بیان نے
 بہ نگاہ حسرت طرف میثاق کوہ گردان کے دیکھا میثاق نے اشارہ کیا کہ اب تو بلا میں
 پھنس گئے دیکھیں نقدیر کی بند کھولے مگر سو فار نے موسیقار سے کہا کہ اے ملکہ عالم کیا
 صلاح ہو ان قیدیوں کو روانہ کروں یا قتل کہو ڈالوں موسیقار نے کہا کہ انکا زندہ رہنا
 بہتر نہیں ان کے قتل سے لشکر سلام میں تہلکہ ہو گا یہ کہہ کر حکم دیا کہ جلا دو کو بلا کو جلا دو
 حاضر ہوا سو فار نے اشارہ کیا ان دونوں کو قتل کرو جلا دے دونوں کو کھینچا مگر بہار
 نے جو یہ رنگ دیکھا بے قرار ہو کر دعائیں کرنے لگی کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے بچالے لطم

روشن از انوار دین ہر کلبہ احزان نمود
 لطف فرمودہ تسلی کرد و اطمینان نمود
 ذرہ را بر اوج خوبی مثل خورشید نشان نمود
 درد عصیان را بمعجون کرم درمان نمود
 کار نادانی سراپا بندہ نادان نمود
 مثل حیوان وحشیانہ حرکت این انسان نمود
 جسم بیجان را بفضل خود عنایت جان نمود
 عمدہ مضونی کہ ہندی درج این دیوان نمود

از دل ہر شیرہ باطن جلوہ ایمان نمود +
 وعدہ بخشش خدا با صاحب عصیان نمود
 خاک را اندر شرافت پایہ افلاک داد
 از کمال حکمت آن چارہ گر بیچارگان +
 سر پہ پچید از سجود بندگی و احسرتا +
 خارج از انشائیت شد در زمانہ آدمی
 تا تو انان را عطا فرمودہ حق تاب و توان
 در دل آمد صوفیان صاف طینت را پسند

میثاق کوہ گردان بھی نہایت متروک ہو دل میں کہتا ہو کہ اے میثاق یہ کیا ہوا مگر
 فیروزہ بن عمرو فکر میں موسیقار کی نکلا ہو دربار گاہ پر جو آیا بلوٹنا کہ بڑا شخص قتل ہوتا
 ہو فیروزہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان
 قتل ہوا چاہتے ہیں فیروزہ گھبرا گیا روتا ہوا بھاگا ادھر بادشاہ سے لوگوں نے ذکر کیا تھا
 کہ میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان پھر کرسے ہیں اب وقت قتل قریب ہو
 فیروزہ یہ خبر سن کر بھاگا کہتا ہو کہ کیونکر راستہ طے کر دوں اے فیروزہ اگر خدا نخواستہ

ان دو مین سے کوئی قتل ہو گیا تو بادشاہ بہت کھڑ ہوئے ان دونوں صاحبوں پر شاہریا
کو بڑا ناز ہو اور حقیقت میں ایسے کامل و اکمل ساحر ہیں کہ جو معرکہ پڑا انھیں دونوں نے روکا
اگر یہ دخیل نہ ہوتے تو لڑائی بگڑ جاتیں اور میثاق کوہ گردان تو اپنا مثل نہیں رکھتا
میں کیا کیا کارہائے نمایاں کیے یہ باتیں دل سے کرتا ہوا فیروزہ جاتا ہوا صحرا میں پہونچا تھا
کہ دیکھا خواجہ عمرو آتے ہیں فیروزہ کو بدحواس دیکھ کر ٹھہر گئے فرمایا کہ کیوں فرزند خیر تو
ہو فیروزہ نے کہا کہ قبلہ کے بغض ہو امیثاق کوہ گردان و ملکہ بہار اعجاز بیان
سوفار کے سحر میں مبتلا ہو گئے اب اُسے قتل کا سامان کیا ہو میں نے یہ خیر سنی تھی کہ زیر
تیغ بیٹھے ہیں عمرو نے کہا پھر کیوں روتا ہو فیروزہ نے کہا کہ جناب قبلہ کے تصور تو کیسے
کہ جو شخص ہر وقت معین و مددگار بادشاہ ہو اور ساحر بھی زبردست ہو اُس پر یہ افتاد پڑا
کیونکر بقرار نہ ہوں عمرو نے کہا کہ تو کیوں گھبراتا ہو خواہ بادشاہ سے اطلاع کر خواہ
نہ کریں جا کر ہار کر تا ہوں یہ کہہ کر خواجہ بھاگے رنگ و روغن عیاری کا لگاتے ہوئے
صورت بدلتے ہوئے لشکر موسیقار میں آئے ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر نئے طور سے
بجانے لگے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

<p>انہا کرے ہزار کوئی سچ کو تو نہ ہو پھر ہم سے کیوں اشاروں میں کچھ گفتگو نہ ہو شاید تری نگاہ نے مارا ہو تو نہ ہو عاشق سے وہ کناٹے میں بھی گفتگو نہ ہو پانی ہو وہ گلاب نہیں جس میں بونہ ہو کتے ہیں تنگ آ کے لبشر خو بر و نہ ہو دل کو سنبھالے کون جو ای درد تو نہ ہو آنکھیں تو ڈھونڈھتی ہیں ہمیں جستجو نہ ہو آئینہ سے دو چار مرے روبرو نہ ہو یعنی عدد بنانے سے بھی جو عدد نہ ہو</p>	<p>تجھ سے بھی یار دلبر بیگانہ خونہ ہو تصویر تیری سامنے ہو اور تو نہ ہو چشمک ہی قاتل دل پیر آرزو نہ ہو جو بخت تھی کلیم سے ای یار طور پر کس درد کی دوا ہیں مرے اشک بے اثر فریاد عاشقان سے ہر آنکی غضب میں جا سچ ہو کہ بے طبیب سنبھلتا نہیں مریض گم ہو نگاہ شوق کسی کی تلاش میں تم دل بکڑ لو مجھ سے یہ دیکھا نہ جائیگا نامح سادوست عشق تیان میں کمان چلا</p>
---	---

اس طرح خواجہ نے تانین مارین کہ چند چوبدار دوڑے ہوئے سامنے سو فوار کے آئے
دست بستہ عرض کی آج حضور کے لشکر میں ایک گویا آیا ہے ہر چند کہ نحیف و ضعیف ہو
مگر ایسا خوش آواز ہو کہ راہ چلنے والے بھی مبہوت ہوتے ہیں طائران ہوائی بھی اشعا
سُن سن کے روتے ہیں سو فوار نے حکم دیا کہ بلال کو چوبدار نے آکر اُس گویے سے کہا
گو تیا ساتھ چوبدار کے چلا سامنے سو فوار کے آیا سو فوار نے پوچھا کہ بڑے میان صاحب
کیا نام ہو اور کہا ہے آتے ہو بڑے میان نے کہا کہ میرا نام اُستاد خور دہر دہر خدمت
خداوند ہے آتا ہوں میں آسمان پر تھا سامنے قدرت کے گایا کرتا تھا مگر ایسے قدرت
بیزار ہوئے کہ مجھ کو آسمان سے گرا دیا کئی سی سال میں زمین پر پہنچا نحیف و ضعیف
ہو گیا سو فوار نے کہا کہ کیوں اُستاد آسمان پر بڑے سامان ہوئے اُستاد نے
جواب دیا کہ ای شہنشاہ ساحران ہماری بھینسی کہ قدرت سے جدا ہوئے صاف صاف
یہ ہو کہ میں بھی جو ان تھا اور قدرت کی زوجہ نہایت نوجوان حسین و جمیل تھی کہ آفتاب و
ماہتاب جو نکلتے ہیں اُسکے تلوے سے مثال ہو جو سامان عمدہ ہیں وہ قدرت نے آسمان
پر رکھے ہیں پردہ دنیا میں غریب بن کر آتے ہیں ہم لوگوں کو وہ سامان نہیں دکھاتے عمدہ
عمدہ فرشتے حوران قدرت کے جتنے مسکرانے سے بجلی چمکتی ہے میوے وہ عمدہ کہ جتنے دیکھے
سے دل قوت پاتا ہے وہ قدرت کے کھانے کو ملتے ہیں جو روایسی خوبصورت ہو لیکن صل
معاملے کو ترستی ہو مجھ کو پردے سے جھانکا کرتی تھی ایک دن میں نے بھی دیکھ لیا اشار
سے سلام کیا اشاروں میں بائیں ہونے لگیں قدرت نے دیکھ لیا فوراً آسمان پر سے
زمین پر گرا دیا اب مجھ کو افسوس آتا ہے اسی وجہ سے بازار میں بیٹھا تھا کہ شاید میرا گانا
قدرت پسند کہیں مگر میری آواز وہاں تک نہیں پہنچتی خدا کی انتظار کرتی ہوئی لیکن
کیوں ای شہنشاہ ساحران یہ کون شخص ہو جسکے سر پر جلا دکھرا ہو سو فوار نے کہا کہ یہ
وزیر خداوند ہے مگر مسلمان ہو گیا ہو میں نے اسکو گرفتار کیا ہو ابھی قتل کرتا ہوں کہ
زور مسلمانوں کا کم ہو گیا چمک کر اپنے مقام سے اٹھا کہا ای شہنشاہ ساحران یہ تو تم نے
اُس فریق کا نام لیا کہ جنکو قدرت بڑا کہتے ہیں میں اسکو قتل کرونگا یہ کہہ کر بڑھا چلا تو یہ

میشاق آیا چپکے سے کہا سنبھل کر بیٹھو میں تجھیں رہا کرتا ہوں میثاق ہنس پڑا بہار نے پوچھا کہ اے میثاق یہ وقت ہنسی کا ہے میثاق نے اشارہ کیا کہ اطمینان سے رہو یہ تو بے عمر و ہن ہمارے رہائی کو آئے ہیں سو فار نے پکار کر کہا کہ بڑے میان تم تکلیف نہ کرو جلا دے قتل کر دینا عمر و نے جلا دے ہاتھ سے خنجر چھین لیا خنجر چمکاتے ہوئے چلے اور کہتے ہوئے کہ اے سو فار جا دو میں گنہگار بندہ ہوں شاید اس کام سے مقبول بارگاہ ہو جاؤں قدرت کے قمر سے نجات پاؤں یہی چاہتا ہوں کہ آٹھ پہر عبادت کروں پوجا پاٹ کیا کروں کہ قدرت قبول کریں سب ساحرون نے کہا کہ اے وزیر اعظم بڑھ کا بھی کہنا کہ اے میثاق کو قتل کرنے دو بڑے میان خنجر چمکا کر قریب میثاق کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ اے مسلمان میں تیرے قتل کو آیا ہوں اب میں سمجھا کہ زمین تیرا سیلے بھیجا گیا تھا کہ یہ سعادت میری تقدیر میں تھی مسلمان کا قتل کرنا تو اے عظیم ہو اگر مجھ کو اب کی مرتبہ بالائے آسمان بلائیں تو کوئی خطا نہ کروں ہمیشہ وہیں رہوں خدا ہی کو دیکھ لیا کروں اور کسی بات کا انکی طرف ارادہ نہ کروں یہ کہتے ہوئے قریب میثاق کے پہونچے خنجر چمکا کر دار کیا خنجر تو خالی گیا میثاق کی زبان سے سوزن لی بہار نے کہا کہ خواجہ میں بھی محروم نہ رہوں میثاق نے سوزن نکلتے ہی ایک ہتھ مارا قید کو توڑ کر پھینک دیا اور نعرہ کیا کہ اے مکار دیکھو اب مجھے کون روکتا ہو لڑو بھڑک کر نکل جاؤ نگا خواجہ نے بڑھ کر بہار کی بھی زبان سے سوزن نکالی سو فار نے قصد کیا تھا کہ سحر کروں بہار نے گلدستہ مار دیا پھول برسے لگے ہواے سرد چلی سو فار نے جو دیکھا کہ ہواے سرد چلی اور ساحر دیوانے ہونے لگے بعض غل مچاتے ہیں بعض سر ہٹکراتے پھرتے ہیں بعض جمال بہار دیکھ کر اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہیں اور پکار رہے ہیں کہ اے ملکہ بہار ہم گلچین گلشن جمال ہیں ہم کو بڑے بڑے خیال ہیں چاہتے ہیں کہ قدم بوسی کریں مثل پروانہ گرد پھر بن بہار نے دوسرا گلدستہ مار دیا اب پھولوں کے ساتھ آگ برسے لگی اور میثاق نے بھی سحر کیا دونوں لڑتے ہوئے باہر نکلے ہزار ہا ساحر و جادوگر لاشے پڑے ہیں ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ ان کو روکیں مگر ان کو کون روک سکتا ہے جو جھڑپ سے گزرے سحر اڑ کر دیا لاشوں کے انبار میں سو فار پکار پکار کر کہتا ہے کہ ہاں یارو

ان کو جانے نہ دینا خواجہ عمر و نے حقہ ہائے آتش بازی مارے اور میثاق سے یہی اشارہ
 ہر کہ نکل چلو چار جانب سے ساحرون نے بلوہ کیا یہ دونوں چاہتے ہیں کہ ہم نکل جاویں
 اب ساحرون سے نہ الجھیں مگر ساحر چھپا نہیں چھوڑتے ہر طرف سے بلوہ کر کے آتے ہیں
 مگر خفیف ہو کر پلٹتے ہیں میثاق کے سحر سے آگ برس رہی ہو بہار کے سحر سے پھول برس
 رہے ہیں مگر وہ پھول گر کر تلواریں بن جاتے ہیں جس پر پھول گراؤ سکے دو ٹکڑے ہوے
 دریائے خون بہ رہا ہو مگر سو فار نے پکار کر آواز دی کہ ادنا مردو تم سب سے دو کس
 نہیں روکے جاتے یہ کیسی بدنامی ہوگی سامنے قدرت کے پرستش ہوگی میں وزیر خداؤ
 ہوں خلاف نہ کہو نگا جو گزرا ہو وہ ہی کہہ دنگا کہ ساحرون نے بہت روکا مگر وہ ساحر
 کامل ہیں ان کے روکے سے نہ رُکے لڑتے بھڑتے نکل گئے ان کلمات پر جو ساحرون کو غیرت
 آتی ہو تو جھپٹتے ہیں خواجہ حقہ ہائے آتش بازی مار دیتے ہیں جسے حقہ آتش بازی کی آگ کو
 دیکھا سحر کر کے روکنے لگا مگر وہ آتش اصلی جس پر گری اُسکو جلادیا سیکڑوں جل کر گوبے
 خواجہ اس طرح لڑتے ہوے ساتھ ساتھ میثاق و بہار کے باہر نکلے جادو گروں
 نے چاہا کہ ان سب کو روک لیں جیسے ہی بلوہ کر کے چلے بہار اعجاز بیان نے پھر کھڑے
 پھینکا ابکی خنجر برسنے لگے جس پر خنجر گراؤ سکے دو ٹکڑے ہوے جب کئی ہزار ساحر مر کر گوبے
 تو ساحر بڑے الامان الامان کرتے ہوے سامنے موسیقار کے آئے کہا ای ملکہ عالم ان
 ایسے ساحرون کو آپ روکیے ہمارے روکے سے نہ رُکین گے موسیقار نے کہا کہ صاحب
 تم کیا کہتے ہو میں اُس ساعت کو دیکھتی ہوں کہ کیا حاققت ہوئی کہ مسلمانوں پر لشکر کشی
 کر کے آئی کیا کیا رنج اٹھائے ای وزیر اعظم سو فار جادو سحر کر کے روکو شاید تمہارے
 سحر سے رُکین مگر بہت دشواری سو فار نے کمان کا ندھے سے ہماری تیر جوڑ کر قسد کیا
 کہ ماروں سامنے سے گرد اڑی اور نعرۂ بادشاہ کی آواز آئی کہ باشیہ ای کافران بے حیا
 وای ناہکاران پر دعا ہر کہ داند داند و ہر کہ ندا ندا بشناسد منم ظل اُسد مالک اورنگ
 سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر نعرۂ شاہ کی صدا سن کر سو فار بہت گھبرایا
 چاہتا تھا کسی گوشے میں چھپوں اور یہ بھی دور سے دیکھا کہ لوح طلمس نوخیز جمشیدی کی

گلے میں پڑی ہو تیغہ بر قناب ہاتھ میں دو رستے دیکھا کہ ہمارا رفیق و شفیع جمع ساحران میں گھرا ہوا غرہ کر کے آپڑے آتے ہی سب کے دل بلا دیے صوفیہ نے گھبرا کر کہا اے موسیقیا مقام تعجب ہو کہ بادشاہ آگئے اور تم لوگوں نے کوشش نہ کی موسیقیا نے کہا کہ ان لوگوں میں عہد ہو ایک کی مصیبت میں ایک سر یک ہوتا ہو یہ خبر پا گئے کہ میثاق دہمارے گھرے ہو ہیں اب کل سردار آکر بلوہ کریں گے میں تو کل کی لڑائی دیکھ چکی دو پہر تلوار چلی میں نے چو شمار کیا قریب لاکھ آدمیوں کے یہاں کے مارے گئے اور مسلمان صرف چند زخمی ہوئے چند نے اپنی جان بھی دی مگر ایک نے دس کو قتل کیا صوفیہ نے کہا کہ اب بہتر اسی میں ہو کہ طبل امان بجا دو اور تندہیر کرونگا جس طرح بنے گا گرفتار کرونگا یہاں شاہزاد یوں میں بھجروں ایک طرف سے آتی تھی کہ ایک افسر نے پکار کر آواز دی اے جان جہان دای آرام دل مشتاقان ذرا ادھر دیکھو ہم تمہارے نہایت مشتاق ہیں بھر میں کو نہایت ناگوار معلوم ہوا پیچھے ہٹ کر جواب دیا کہ او مردود کیا بیہودہ بکتا ہو اُس افسر نے چاہا بیڑہ کر ہاتھ تھام لوں بھر میں نے ایک دو ہتھوڑ میں ہمارا کہ صحرا سے دریا پیدا ہوا جوش مارتا ہوا قریب پشکر کفار آیا اُس افسر نے چاہا کہ بھاگوں کہ ایک کشتی پیدا ہوئی اُس پر ایک نازنین ستار ہاتھ میں یہیہ اشعار عاشقانہ گارہی تھی وہ کشتی سے اُترتی نظم

وہ ناز سے جو فلک کی طرف نگاہ کریں +
کیا ہو ضعف نے اس درجے بے حس حرکت
چھپاتے پھرتے میں اس واسطے تجھے اور
بھلا میں عشق زلیخا کا خلق کو قصہ +
بتوں کو عشق جنوں میں جو لائیں جانب کوہ
کیا فراق نے تیرے یہ ناتوان ہم کو +
عجیب ناز سے اُسے لگا میں تلوار میں
موسے میں بسمل تیغ نگاہ خوب ہوا +
قسم خدا کی سہا ہوا وہ حسین دلمیں

فرشتے تھام کے دل اپنا آہ آہ کریں +
وہ مجھ کو دیکھیں تو میت کا اشتباہ کریں
کہ جیسے چھین کے تجھ کو نہ وہ تباہ کریں +
مے جو غیرت یوسف کوئی تو چاہ کریں +
تو سنگسار ہمیں اڑ کے سنگ راہ کریں
جو چند گام چلین بھی تو آہ آہ کریں
دہان زخم سے ہم کیوں نہ واہ واہ کریں
جو نہ کریں بھی وہ تو آنکھوں کو ہم گواہ کریں
جو جو ہو تو نہ اُسکی طرف نگاہ کریں +

کبھی جو چہرے سے اپنے نقاب وہ اٹھین اگر چہا رمی نقامت میں شک کسی کو ہو حسین ابن علی کا رہے غم ای مطوت	تو دل کو تھام کے عشاق آہ آہ کریں تو آپ ہی کی نزاکت کو ہم گواہ کریں سُنین جب اُنکے مصائب تو دسے آہ کریں
--	--

یہ اشعار جو اُس افسر نے اُس نازنین کی زبان سے سنے دوڑ کر اُس محبوب کا ہاتھ تھام لیا وہ نازنین اُس جوان کو ساتھ لیکر کشتی پر سوار ہوئی جب سچ دریا میں کشتی پہنچی تو اُس زمین نے کشتی پر ایک بانس مار دیا کشتی چرخ مار کر ڈوبی وہ افسر بھی غرق دریا سے لعنت ہوا ہر شاہزادی نے پلٹے پلٹے ایک افسر کو مارا مگر سو فارسانے میثاق کے نہ آیا یہی کہتا رہا کہ جب سحر کرونگا تو سب کو گرفتار کر لوں گا آخر بادشاہ حجابہ میثاق دیوار وغیرہ کو ساتھ لیکر پلٹے داخل بارگاہ ہوئے میثاق نے کہا کہ ای شہریار اب مناسب یہ ہو کہ اس جنگ سے ہمت کیجیے اور آپ ہر اس فتاحی مرحلہ جات جائیے بادشاہ نے فرمایا یہ جنگ آج ہی فتح ہو جاتی مگر اُس نے طبل امان بجا دیا ہم تو قاعدے کے پابند ہیں پلٹ آئے ای جنگ پڑے تو سو فار کو قتل کریں ای میثاق موسیقار کی فکر کرو میثاق نے کہا آج میں خبر سُنی ہو کہ سو فار طلا یہ دیکھا میں بھی خدمت طلبا یہ قبول کرتا ہوں اگر کسی مقام پر سامنا ہوا تو اُسکی گردن لوں گا سحر پر اُسکو بڑا ناز ہو مجھے اقبال شاہنشاہی پر ناز ہو شام تک میثاق ہی باتیں کرتا رہا بعد اسکے چند ساحر و ن کو ساتھ لیکر پوراے انتظام طلا یہ آیا ایک بازار میں بھرین کو چھوڑا اور آپ کنارے پر آکر ٹھہرا حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہو کہ سامنے سے سو فار آیا سو فار نے جو میثاق کو تنہا کھڑے دیکھا بارہ ہزار ساحر اسکی پشت پر تھے اُن سے اشارہ کیا کہ میثاق کو گرفتار کر لو بارہ ہزار جادوگر بلوہ کر کے چلے سب سحر کرتے ہوئے آتے ہیں میثاق نے لغو کیا اور ہاتھ ہلا دیے آگ برسنے لگی جس ساحر پر شعلہ گرا وہ جل گیا مگر بھرین نے بازار میں آواز میثاق کی سُنی جھپٹ کر آئی اُس وقت پہنچی کہ دیکھا میثاق گمراہ ہوا ہو مگر سحر کر رہا ہو جب گولہ مار دیا چار چار کے سیدہ نوں کو بر مار کر نکل گیا بھرین نے آتے ہی سو فار کو للکارا ایک دو ہتھکڑی میں پیر مارا کہ دریا جوش مار کر پیدا ہوا وہ ہی نازنین کشتی نشین اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی ظاہر ہوئی

سوفار نے پکار کر کہا کہ اے بحرین ایسے سحر کو میں کب مانتا ہوں یہ کہ کُر اُس نازنین پر ایک
 پر مارا اُس نازنین نے تیر تو خالی دیا مگر کشتی سے کود پڑی دریا میں ڈوبنے لگی آواز دی کہ اے
 بحرین مجھ کو بچا لو بحرین نے ہاتھ بڑھا کر اُس نازنین کو منہ لالہ مگر وہ نازنین لپٹ گئی بحرین
 کو لیکر ڈوبی میثاق نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بے قرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ او ملعون یہ تو
 کیا غضب کیا یہ کہ کُر آپ بھی دریا میں کود پڑا بحرین کو نکالا مگر گھبرا ہوا ہوا وہ نازنین ڈوب گئی
 اور دریا بھی خشک ہو گیا میثاق سوفار پر جا پڑا آپس میں سحر ہونے لگے مگر میثاق جو
 سحر کرتا ہو تو سوفار تھرا جاتا ہوتا ہوتا گوشتے میں چھپو نہ مگر ممکن نہیں ہوتا میثاق نے
 تلوار کھینچ لیا کہ آواز دی کہ ان غریبا کو کیوں قتل کرتا ہو میرے تیرے فیصلہ ہو جائے یہ
 کہ کہ ہاتھ تلوار کا مارا سوفار نے خالی دیا بحرین نے بھی سحر کو زور دیا ایک ایک سوفار
 کے پاؤں کے پاس ایک غار پیدا ہوا اُس غار سے ایک اژدہا نکلا وہ اژدہا سوفار
 کی طرف چلا سوفار بھاگا مگر اژدہا تعاقب نہیں چھوڑتا راہ میں جس افسر نے روکا اُسکو
 نکل گیا کئی سراسروں کو اژدہے نے نگلا یہاں موسیقار آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھی ہو
 کہ خبر سنی سوفار و میثاق سے مقابلہ پڑ گیا چاہتی ہو کہ میں بھی جاؤں کہ سوفار پکارتا
 ہوا سامنے موسیقار کے آیا موسیقار نے پوچھا خیر تو ہو سوفار نے کہا کہ ایک اژدہا
 میرے تعاقب میں آتا ہو اگر ہو سکے تو اُسکو روکو موسیقار نے کہا کہ ایسے اژدہے بہت
 مارے ہیں یہ کہتی ہوئی باہر نکلی دیکھا اژدہا آتا ہو موسیقار نے گولہ مارا اژدہے نے گولہ
 منہ میں لے لیا قلاب آتشیں منہ سے چھوڑے کہ موسیقار نے آنکھیں بند کر لیں اژدہے نے
 دم کھینچا موسیقار بیہوش ہو گئی اژدہے نے موسیقار کو منہ میں کھینچ لیا موسیقار کو
 نکل کر سوفار کو ڈھونڈھنے لگا سوفار کو خاموشی نے خبر دی کہ موسیقار کو اژدہا
 نکل گیا آپ کی فکر میں ہو سوفار تلوار کھینچ کر نکلا جو سحر اژدہے پر کیا اژدہے نے اُسے
 منہ میں لے لیا جب دس پانچ سحر سوفار نے کیے اور کسی سحر نے تاثیر نہ کی اژدہے نے منہ
 کو زمین میں گڑو دیا اور دم کو چرخ دے کر سوفار پر مارا سوفار کے ٹکڑے ٹکڑے
 اڑ گئے اندھیرا ہوا بھٹوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سوفار جا دو بودا دل فوج

دیکھا کہ دونوں افسر ایک گئے مگر سیدھا رکھ کر پتہ نہیں دیا۔ سو قیامت ہو رہا تھا۔ نوخیز
 بھاگنے لگے۔ میثاق نے کل لشکر کو بلا کر آگے دیا۔ وہاں پہنچ کر باج میثاق بلاتا تو
 اتر رہے تھے۔ موسیقار کو اُگل دیا۔ سب نے دیکھا کہ جیم بن موسیقار کے آبلے پڑے ہوئے
 ہیں۔ چنگاریاں بدن سے نکل رہی ہیں۔ پڑیاں، کچل رہی ہیں۔ آد آد کر رہی ہیں۔ میثاق
 نے پانچ تلواریں مار کر موسیقار کے بچہ کو قتل کر دیا۔ اس وقت سے موسیقار کے دیر
 تک اندھیرا رہا۔ پھر وہاں سے آگے آئے۔ اسی وقت دربار میں موسیقار جادو دے
 سہی۔ جن قبا دیگو، جیدار ہوئے۔ منظور ہو کر آ کر کھڑے ہوئے۔ سب نے دیکھا کہ وہ سب
 کہ میثاق نے سب کو شکست دی۔ افسر و سوار سب باؤں سے ٹوٹے ہوئے تھے۔ نوخیز نے دیکھا کہ جادو
 میثاق کو لایا۔ میثاق نے آ کر سلام کیا۔ عرض کیا کہ اب حضور لورج دیکھیں اور میرا ہے
 فتاحی مرحلہ جات جادوین مگر سب کے پیسے مر رہے تھے۔ شرافتیں ملیں گی۔ حکیم فلاسفہ تاف
 اُس مرحلہ کے حاکم بن جائیں گے۔ بڑے بڑے مکر کریں گے۔ مگر نہ ہو۔ بدن ملاحظہ لورج کوئی کام کریں
 یقین ہو کسی کا مکر نہ چلیگا۔ بادشاہ نے اُسی وقت لورج کی ملاحظہ فرمایا۔ اوج بن گئی ہیں
 نوشتہ پایا کہ میثاق نے کہا ہو اُسکا خیال۔ رہے بدرون۔ ملاحظہ لورج کوئی کام نہ کیجیگا
 طرف مشرق کے روانہ ہو جائیے۔ بادشاہ یغموں دیکھ کر طرف مشرق کے چلے۔ ہر وی کرتے
 ہوئے جاتے ہیں کہ ذکر ان کا وقت پر ہو گا۔ لیکن حکیم فلاسفہ ثانی اپنے دربار میں بیٹھے تھے
 ایک کتاب پڑھ رہے تھے۔ ہنسے مصاحب نے پوچھا کہ کیوں جناب کیا ہنسے۔ کہا اور مرزہ
 دیکھیے کہ طلسم کشا میرے مرحلے پر آتے ہیں۔ خیر میں اُن کو حیران تیاروں یہ کہہ کر ایک لڑکھا
 اُس پر تصویر بنا کے اُسکو ہوا پر اُڑا دیا۔ کہا بس اب اطمینان ہو مگر بادشاہ اسلام بہت
 بڑے صاحب اقبال ہیں۔ دیکھیے کیا ہوا۔ اور بادشاہ لشکر سے نکل کر طرف صحرا کے چلے ہیں
 فقط فیروزہ تعاقب میں ہو کہ فیروزہ نے دیکھا جنگل میں ایک غار ہے۔ اُس غار میں ہے
 گھوڑوں کے بولنے کی آواز آئی اور نقارے پر چوب پڑی دیکھا ایک نقابدار سفید پوش
 اُس غار سے نکلا۔ پشت پر کئی ہزار سوار کچھ پیدل علمائے رنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے
 اُس نقابدار نے آتے ہی سعد کو لکھا کہ امیر بادشاہ اسلام اس صحرا میں کیوں آئے اس

صحرا میں ہماری ٹکڑا رہی ہو کسی کی کیا مجال ہے کہ یہاں آسکے اگر آئے ہو تو مجھ سے مقابلہ کرو سعد بن قباہ کو ان کلمات کی کمان تائب تھی کھوڑا بڑھا کر سامنے نقابدار کے آئے نقابدار نے نیزہ مارا بادشاہ نے سنان نیزہ کو بجا کر گلو گاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ توڑ ڈالا نقابدار نے پیچھے ہٹ کر کہا ان کیانی کا ندھ سے اُتاری بادشاہ پر شیر مارنا شروع کیے بادشاہ نے نیزہ قلم کیے دس پانچ تیر نقابدار نے ہارے بادشاہ نے سب تیر قلم کیے اور قریب پہنچ کر پہلے سے تلوار کے کمان کو قلم کیا کمان کے قلم ہوتے ہی نقابدار نے تلوار کھینچی اور خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار آپس میں رد و قدح ہوئے کہ ایک مقام پر بادشاہ نے نعرہ کیا کہ باش او مفلوک تیری قضا دا منگیر ہو یہی تیرے قتل کی تیرے ہی یہ فرما کر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے سہر کو اٹھا دیا برق شمشیر جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا تار دو اید و نقابدار کے تلوار پہنچی نقابدار زخمی ہوتے ہی بھاگا اُسی غار میں کود پڑا سنا تھی بھی کو دپڑے بادشاہ نے کٹارے پر غار کے آکر دیکھا کہ غار نہایت وسیع معلوم ہوتا ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایاکہ ای فتاح طلسم دای سیار این عجائبات تم بھی اپنے کو غار میں گرا دو مگر لوح سے غافل نہ رہنا بغیر دیکھے کوئی کام نہ کرنا ہر چند کہ بادشاہ بہت پریشان ہوئے مگر جی میں کہتے ہیں کہ جو لوح حکم دیتی ہو وہ ہی کرو بے اندیشہ غار میں کودے جب زمین پر پاؤں قائم ہوئے تو دیکھا ایک صحرا سے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے تمام صحرا چھوٹوں سے بھرا ہی ہزار ہا آہو ان خوش چشم جنگل میں پھر رہے ہیں بادشاہ نے ان آہوؤں کو بغور دیکھا کہ ان میں ایک آہو نہایت خوش و پھر رہا ہی بقول شاعر نظم محل زربفت پشت کے اوپر وہاں سے آہو پری سپر کہ ہم محبوب اُس سے عاری تھا دل کے رخنے کا وہ شکاری تھا خرامان خرامان وہ سامنے بادشاہ کے آیا سعد نے چاہا کہند مار کر اسکو گرفتار کر لوں آہو سامنے سے ہٹ گیا جب بادشاہ بڑھتے ہیں تو آہو بھاگ کر دور کھڑا ہو جاتا تو آخر بادشاہ نے اُس آہو کا تعاقب کیا کئی کئی بادشاہ اُس آہو کے تعاقب میں آئے مگر گرفتار نہ کر سکے آخر ناچار ہو کر کمان کا ندھ سے اُتاری

سیسہ جو کڑکا آہو جست کرتا ہوا بھاگا بادشاہ تعاقب میں چلے اُس صحرائین ایک دروازہ باغ کا کھلا ہوا تھا آہو بلا تکلف اندر باغ کے داخل ہوا بادشاہ بھی برابر اندر نہونچے دیکھا قلمیہ رنگارنگ و شکوہ فہاے بو قلمون ہین نہرین سلسبیل آسا باری شاخہاے نخل پر پلا پرا زمزمہ سر از زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہر طائر کی زبان پر بصد کیفیت و سرور یہ اشعار جاری ہین نظم

<p>اب خزان گلشن سے جانی ہی بہار آنیکو تو اُس طرف بھی میری آہ شعلہ بار آنے کو تو ہو مبارک میکش و فصل بہار آنے کو تو پی چکے کچے بادہ خوار اب میری بار آنے کو تو موت کیا اب اکیمرے پر درگزار آنے کو تو</p>	<p>اب گر آیا ہواے خوشگوار آنے کو تو ای فلک تو بھی جلیگا ایک دن مثل زمین کس خوشی سے میکدے کو سچ رہے ہین مہینے آج دیکھو کس قدر ساقی پلاتا ہو شراب آنکھ مسطوت سے جو اُس بُت نے پھرائی ایک</p>
---	--

طائروں کی آواز سن کر بادشاہ کو فرحت حاصل ہوئی سیر باغ دیکھتے ہوئے چلے ہر مقام پر چمن ہاے طولانی طائروں کی غزخوانی حوض تمام پانی سے ملبوہ سرسرو لب جو قزاقوں کی کو کو فاختہ قلندر مشرب کی حق سرہ بادشاہ یہ تماشا دیکھتے ہوئے وسط باغ میں پہونچے دیکھا بارہ دری میں فرش بچھا ہی میزوں پر گلدستے چٹے ہوئے ہین آئینے قد آدم تصویرین عمدہ آئینوں میں آراستہ ہین کہ روح سکندر کو رشک ہی ایک مسند شاہانہ بچھی ہو اُس پر ایک شاہزادی بعد ذیہب و زینت بیٹھی ہو کہ تاج سر پہ لباس عمدہ دیر دریاے جو اہرین غوطہ مارے ہوئے حُسن میں بے مثال ابرو و رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال بوٹا سا قد و جو بادشاہ کو دیکھ کر اپنے مقام سے اٹھی مثل ہلال شب اول خم ہوئی یعنی سلام کیا بادشاہ نے جو جمال جہان آرا دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ پیدا ہوا اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا بادشاہ کو لا کر مقام صدر پر جگہ دی کنیزوں سے اشارہ کیا صاحبو ایک حمان عزیز ہمتھایس یہاں آیا ہو اُس کی خاطر کرو کنیزوں نے لا کر گلا بیان شراب کی اور کشتیان کباب کی رکھیں اُس نازنین نے اپنے ہاتھ سے جام بھر دست نگارین پر رکھ کے پیش کیا بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا کہ جام لون کہ کڑانے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا وہ ہی نقابدار سفید پوش تیغہ کھینچے ہوئے آتا ہو سامنے آکر لگا سا کہ کیون اے شہر مار آپ ہماری

مغشوقہ کے پاس آکر بیٹھے ہیں اور گیسو بربیدہ تو نے غلام پر نہ کر دیا کہ یہ مقام نقابدار سفید پوش کا ہے اس نازنین نے تھکا کر کہا کہ اے شہر یار اس ظالم کے ہاتھ سے بچا بیٹھے یہ زندہ نہ چھوڑے گا بادشاہ جست کر کے بارہ درمی سے اترے سائے نقابدار کے آئے نقابدار نے دیکھتے ہی نیزہ اٹھایا مگر بادشاہ کو حیرت ہو کہ یہ وہی نقابدار ہے جو کہ جسکا سر زخمی ہوا تھا اب زخم نہیں معلوم ہوتا اتنی دیر میں کیونکر اچھا ہو گیا یہ بڑا سوچا ہوا مگر نقابدار سے نیزہ چلنے لگا ہر چند کہ بادشاہ چاہتے ہیں کہ نیزہ نکالوں مگر کب ممکن ہو نقابدار بہت ہوشیاری سے نیزہ بازی کر رہا ہے ایک مقام پر بادشاہ نے نیزہ نقابدار کا گٹھا ہلکا کر دیا اور لاکر کر کے نکالا نہیں مگر ٹوٹ گیا نقابدار نے جھلا کر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور لاکر کر کے آواز دی کہ اے بادشاہ ہوشیار ہو جاؤ یہ وار تیغ بے دریغ کا ہے کبھی خالی نہیں جاتا یہ کہ کمر ہاتھ مارا بادشاہ نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا نقابدار نے گریبان پکڑا گھوڑے سے کود پڑا بادشاہ کشتی لڑنے لگے مگر جب لوح چمکتی ہو تو نقابدار الگ ہو جاتا ہوا اسکا عکس اپنے اوپر نہیں لیتا الگ الگ طور پر ہوا ایسے ایسے داؤ پیچ کر رہا ہو کہ بادشاہ دنگ ہیں اکثر نقابدار کو پکڑ لائے جا ہا دو چار گھسے دو دن مگر نقابدار ایسا جلدی نکل جاتا ہو کہ بادشاہ حیران ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے نقابدار تو فنون سپہ گری میں بہت عاقل ہو اور فنون کشتی میں نہایت مشاق ہو ایک مقام پر بادشاہ نقابدار کو پکڑا منظور ہوا دو چار گھسے مار دیں کہ عاجز ہو جائے یہ کہ کر ننگوٹ میں ہاتھ ڈالا بیٹھے کھینچا لو کا عکس پڑ گیا نقابدار کانپنے لگا کہا اے شہر یار ذرا مجھے چھوڑ دیجیے میں اپنے کو درست کروں بادشاہ نے چھوڑا نقابدار اٹھا اور سامنے سے بھاگا بادشاہ تعاقب میں چلے اس نازنین نے پکار کر کہا کہ اے شہر یار اسکے پیچھے نہ جائیے یہ مکار و دغا بازی ایسا تو حضور کے واسطے کوئی خرابی تجھ پر نہ کرے تو میں کہہ کر کی ہوگی تڑپ تڑپ کر مروں گی یہ کہ کہ بادشاہ کا ہاتھ تمام لیا بادشاہ کے نقابدار بھاگ کر نکل گیا وہ نازنین بادشاہ کو ہلاتی ہوئی کشتی ہوئی جاتی ہو کہ اے شہر یار یہ آپ ہی کی جرات تھی کہ جو ایسے زبردست سے بچے یہ وہ نقابدار ہو کہ اکثر دیو زادوں سے لڑا اور کسی مقام پر کئی نہیں کی اپنی

جرات پر اسکو بڑا ناز ہو ساجر تو نہیں مگر شعبدہ باز ہو بادشاہ کو لاکر مستند پر بٹھایا جام شراب
 کہ بھرا رکھا تھا یہ تکلف اٹھایا بجز کہا کہ امیو شہریار اسے نوش فرمائیے مجھ پر احسان ہو گا
 میں بھی فخر کروں کہ طلسم کشا میرے مقام پر آئے خاطر داری میری قبول کی شراب نوش
 فرمائیے بادشاہ سوچے کہ امیو بادشاہ بڑے تاسست کی بات ہو چنہ معاملے گزرے مگر لوح کو
 نہ دیکھا یہ سوچ کر قصد ہوا کہ لوح ملاحظہ کروں اس نازنین نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ امیو
 شہریار اول جام بعدہ کلام اگر نہ نوش فرمائیے گا تو شاہزادیاں مجھ پر ہنسین گی اگر
 آپ کو خیال ہو کہ مذہب میرا خلاف ہو تو یہ بات نہیں ہو اس مرحلے پر سب اہل اسلام
 ہین حکیم فلاسفہ ثانی خدا پرست علم حکمت میں زبردست ہین سب لوگ جانتے ہین کہ حکیم
 مرد مسلمان ہین ہم سب انھین کے تابع اور دخدمت گزار ہین مگر یہی چاہتے ہین کہ آپ کی
 تابعداری کریں اگر بوقت صحبت آپ نے اُن سے شکایت کی تو حکیم صاحب فرماوینکے
 کہ سوائے خاطر کے ٹھکوکیا زبندہ تھا کوئی تو ایسی بات خرابی کی کی کہ بادشاہ بیزار
 رہے لہذا کنیز کا گنا قبول فرمائیے اور ایک جام نوش فرمائیے اس طرح منت کر کے
 کہا کہ بادشاہ کو کچھ نہ بن پڑا جام پی لیا کنیزین جو تھین انھون نے کلمہ پڑھا عرض کی کہ
 کیون حضور شراب کا تو مزہ خوب تھا بادشاہ نے فرمایا حقیقت میں ایسا لطف شراب
 کبھی نہ اٹھا پیتے ہی نشہ ہو گیا دل چاہتا ہو کہ باغ کی سیر کروں اُس نازنین نے ہاتھ
 ستھام لیا کہا چلیے سارا باغ آپ کی سیر کے واسطے ہو طائرون کی بھی خواہش ہو کہ روٹ
 پٹری کو طوی کیجیے دیکھیے تو اس باغ میں کیا عجائب و غرائب ہوا ایسا نہ ہو کہ کوئی مقام
 آپ کی سیر سے باقی رہ جائے اس باغ کو مٹری مشقت سے درست کیا ہو حکیم صاحب
 فرمایا کرتے تھے کہ اس باغ کی سیر طلسم کشا کریں گے تشریف لے چلیے بادشاہ اُس نازنین
 کے ساتھ باغ کی سیر کو چلے کنیزین مبارک مبارک کہ رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ
 واری حقیقت میں آپ بڑی صاحب اقبال ہین کہ طلسم کشا تشریف لائے آپ کے
 حکم کے مطیع ہین بارہ درمی سے اتر کر اُس نازنین نے چاہا کہ بادشاہ کو لیکر گوشہ
 باغ میں جاؤں کہ ایک صد اسے مہیب آئی او شوخ دیدہ شجھو کچھ خوف نہیں طلسم کشا کو

سہلو میں بیٹھا لیا بادشاہ نے پٹ کر دیکھا کہ ایک دیو بڑے قدر کا دار آسن ہاتھ میں لیے ہو
 اسکو چرخ دیتا ہوا لکارتا ہوا آتا ہی بادشاہ نے اُس نازنین کا ہاتھ چھو کر لککارا کہ او
 بے حیا کیا بکتا ہو اُسے وہ ہی دار رہا کی بادشاہ نے تلوار سے دار کو قلم کیا مگر دادا رکھا جو
 ہاتھ میں دیو کے رہا وہ اُسے پھینک مارا بادشاہ نے خالی دیانت ہو اُس دیو نے لپک کے
 چنگل مارا بادشاہ نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا دیو کا ہاتھ کٹ کے گرا دیو نے ایک چنچ ماری
 کہ یار واسکو لینا چہار باب سے ہزار ہا نہ ہاے دیو حقائق چادر بن کھٹاڑے اور
 زراعتوں لیکر آگرے بادشاہ پروار کرنے لگے ایک دیو نے بڑھ کر اُس نازنین کا ہاتھ
 سٹھا ما اُس نازنین نے غل مچا کر آواز دی کہ امی شہریار اس کنیز کو سچائیے بادشاہ نے
 پٹ کر دیکھا کہ ایک دیو غوغو اُس مہجین قمر عذار کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ رہا ہی کتنا ہی
 حکم ہو حکیم صاحب کا اُس شوخ ویدہ کو لاؤ ہم اسکو سزا دیں گے ہر چند بادشاہ نے
 لکارا مگر دیو زادوں نے بادشاہ کو روکا قریب اُس نازنین کے نہ جانے دیا وہ دیو اُس
 نازنین کو لے بھاگا ایک گوشے میں لا کر ہر وقت بد فعلی کا ہوا نازنین نے تڑپ کر کہا کہ
 امی شہریار اسے میری آبرو لے لی میں ساتھ والیوں میں بدنام ہوئی آپ کی محبت میں
 یہ پھل ملا تب اُس دیو نے اُس نازنین کو چیر ڈالا بادشاہ کو خیال آیا کہ لوح طلسمی کو دیکھوں
 کسی دیو مارے مگر لاشہ کسی کا نہیں معلوم ہوتا تب بادشاہ نے لڑتے لڑتے ایک نخل کے
 پیچھے اپنے کو چھپا پا لوح کو جو دیکھا اُس میں نوشتہ پایا کہ انمفتاح طلسم و امی سیار این عجائبات
 مرنا نازنین کا دل پر بار نہ ہو یہ عجائبات طلسم ہیں ایسے ایسے معانی بہت پیش ہونگے
 لہذا ان دیو زادوں میں خیال کر کے دیکھو جو سب میں بلند بالا ہو پیشانی پر اُس کی
 ایک خال سیاہ ہو اُس پر تاک کہ تیرا روتب یہ دیو نابود ہونگے اور اگر یوں عمر بھر لڑو
 تو انکا خاتمہ نہ ہوگا بادشاہ نے لکان کا ندھے سے اتاری جیسے ہی سیسہ کڑ کا دیو نے
 چاہا جست کر کے نکل جاؤں مگر تیر جو رہا ہوا اسی خال سیاہ پر آکر پڑا اُس دیو کے جسم
 سے قطرات خون نکلے جیسے قطرہ چڑا وہ جلنے لگا ایک آندھی سیاہ اُٹھی بادشاہ نے لوح
 کو چہرے پر رکھ لیا غر سے تاک ہوا اے تند چلی بعد اسکے آواز آئی کہ کشتی مرا مام

عفریت خود بخوار بود اب جو روشنی ہوئی بادشاہ نے دیکھا نہ وہ باغ ہوا در نہ وہ قہر ہو
ایک صحرا اب ویران کف دست میدان ہی پوٹ لے گرد کے براے تعظیم اٹھ رہے ہیں بادشاہ
حیران حیران دیکھ رہے ہیں کہ وہ باغ کیا ہو یا تو وہ رعنائی و زیبائی تھی یا یہ ویرانہ ہو
دیکھیے انجام کار کیا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک نقابدار زمرہ پوش آتا ہوا دوسری
طرف سے گرد اڑی نقابدار یا قوت پوش ظاہر ہوا تیسری طرف سے گرد اڑی نقابدار
نیلیم پوش آکر پہنچا چوتھی طرف سے گرد اڑی نقابدار مروارید پوش بھی نمایان ہوا ان
چاروں نقابداروں نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا قلعے میں تشریف لیجیے سب مستغنی
مشتاق ہیں جل کر عدالت فرمائیے ہم لوگ آپ کے استقبال کو آئے ہیں کہ ایک طرف سے
ایک جوان آیا تخت یا قوت احمر اس کے ساتھ ہوتا ج اسپر رکھا ہوا اسپر و شمشیر پہلو میں
تاج کے آکر بادشاہ سے کہا کہ آپ شہر یا ر کشور جلالت میں تخت پر سوار ہو جیے بادشاہ
تخت پر سوار ہوئے اُن چاروں نقابداروں نے چاروں پایوں پر تخت کے ہاتھ رکھا
بارہ بارہ ہزار جوان سب کے ساتھ ہیں اُس جوان نے قریب آکر عرض کی جو تخت لیکر
آیا ہو کہ حضور تاج سر پر رکھیں بادشاہ نے لوح کو نہ ملاحظہ کیا اور تاج سر پر رکھ لیا
جیسے ہی تاج سر پر رکھا ایک طرف ایک کانادو کھڑا تھا اُس نے تیر مارا بادشاہ کے شانے
پر پڑا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کون ہے ادب ہو جسے یوں بے تکلف تیر مار دیا کچھ خیال
نہ کیا اُس کانے دیو نے دوسرا تیر بھر کمان میں پیوست کیا اب تو بادشاہ نے قزوی ہاتھ
میں لی جیسے ہی اُس نے تیر مارا بادشاہ نے قزوی سے اُسے کاٹا کئی تیر اُس نے مارے
بادشاہ نے اُن سب کو قلم کیا تر کش اُس کا خالی ہو گیا مگر پہلا تیر جو بادشاہ کے شانے پر
چرا تھا اُس سے قطرہ ہائے خون ٹپکے چاروں نقابداروں نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اس
بے ادب کو گرفتار کریں اس سے جنگ شروع ہو بادشاہ نے اشارہ کیا وہ چاروں
نقابدار مع کل فوج کے جا پڑے اُس دیو کے ٹکڑے ٹکڑے کیے دیو کو مار کر چاروں
نقابدار پلٹے آکر بادشاہ کو سلام کیا عرض کی کہ حضور کے تصدق سے اس دیو کی جھٹ
برفتہ پائی اس نے کل اہل قلعہ کو بہت پریشان کیا تھا ہم کہا کرتے تھے کہ جسدن طلسم کشا

آئینکایہ بدعت مٹجانیکی شکر ہو کہ آج اُسکا ظہور ہوتا جاہداری حضور کو مبارک ہو اب قلعے میں چل کر عدالت کیجیے کو مفد ہے ایسے ہیں کہ حضور ہی کے لائق ہیں بادشاہ تخت پر سوار پشت پر اڑتا بیس ہزار فوج پیدل نیزے چمکاتے ہوئے سوار گھوڑے اڑتے ہوئے بعض افسر گھوڑا چمکا کر سامنے آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں آپ کے اقبال سے میں نے ہی نیزہ سینے پر دیو کے مارا کہ اُسی سے وہ گرا دوسرا کہتا ہو کہ میں نے ہاتھ تلوار کا مارا چند کہ رہے ہیں کہ ہنسنے تیرون کی بوچھاڑ کی جسم اُسکا غریب بال کر دیا بڑا ظالم آج مارا گیا زمین کفر سے پاک ہوئی بادشاہ سب کی سنتے ہوئے تاج شہریاری بر سر سپردور پشت انور پر صاف ثابت ہوتا ہو کہ قرص قمر پشت پر قائم ہو تیغ ہلائی ہاتھ میں نیزہ پہلو میں خنجر کمر میں ٹھوڑی دور چلے تھے کہ توپ کی آواز کان میں آئی نقایدار کا پنے لگے کہا اُد شہریار غضب ہوا معلوم ہوتا ہو قلعہ رنجانہ پر ہیجان صحرائنشین چڑھ آیا اگر وہ آگیا ہو تو قلعہ نہ بچے گا اب حضور کی عہداری نہ ہو سیکگی بادشاہ نے فرمایا تخت بڑھاؤ میں اُسکو رو کو نکا کما تخت لیکر جلدی جلدی چلے چاروں نقابدار کتے ہوئے جاتے ہیں کہ کیوں صاحبو ہم نہ کہتے تھے کہ بادشاہ اسلام بڑے بہادر ہیں کوئی دو کوس راستہ طے کیا ہو کہ دیکھا سامنے ایک قلعہ سر پہ فلک کشیدہ تو بین لگی ہوئی ہیں گولہ انداز مصروف جانبازی ہیں ایک پہلوان عظیم و عظیم کرگدن مست پر سوار طرقت قلعے کے گولون کو رد کرتا ہوا جاتا ہو اور پکار پکار کر کہہ رہا ہو کہ اہل قلعہ آج ٹکلو کیا ہوا ہو کہ مال خراب کرتے ہو میں قلعہ لے لوں گا پھر ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا اور جگہ سے انسانوں کو لا کے قلعہ آباد کروں گا مگر آج تم سب کو برباد کر دوں گا اہل قلعہ فریاد کر رہے ہیں کہ اے کریم رحیم دای سمیع و علیم اے فریاد رس بیکسان و اے رب دو جہان اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اگر یہ قلعے میں آیا تو ہم کو زندہ نہ چھوڑیگا نظم

گہ از گل بخندید گلزار قدرت +	گہ از خاک گردید اظہار قدرت
گہ از مہر بکشد اسرار قدرت	گہ از ماہ نمود انوار قدرت
بہر شہر شد گرم بازار قدرت	بہر خطہ شد حکم تقدیر جاری

خدا د فتر دین و دنیا نوشت است خدا کرد تحریر طو مار قدرت .
 ہمیں بخشید از فیض خود آب و نانے بہر گلشن ابر گزبار قدرت .

بادشاہ نے تخت سے اتر کر لکڑا کہ اونا بکار کیوں غریبوں کو ستانا ہی نقابدار قریب
 سعد شہر بار آئے گھوڑوں سے کود پڑے کہا ان چاروں مرکبوں میں سے جو مرکب
 حضور کے پسند ہو اُس پر سوار ہو جیے بادشاہ نقابدار زمرہ پوش کے مرکب پر
 سوار ہوئے نقابدار زمرہ پوش مثل شاطرون کے ہمراہ شہر بار ہوزین پوش تھا
 ہوئے دوڑا ہوا آتا ہی جب بادشاہ نے دو لغے کیے تباہی جان پلٹا اور آواز دی
 کہ او اجل رسیدہ تو کون ہو جو دخل دیتا ہو یہ لوگ میری رعایا ہیں جب خرچ سے
 تنگ ہوتا ہوں آ کے خرچ لیجاتا ہوں نقابدار زمرہ پوش نے پکار کر آواز دی کہ
 ای ہیجان ہی طلسم کشا ہیں یہ سنتے ہی ہیجان پلٹا مقابلہ سعد میں آیا آتے ہی نیزہ
 مارا سعد نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہہ کے ہاتھ مارا
 سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا جھٹائے کی صدا بلند ہوئی بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا
 مارا ہیجان نے کلائی سعد کی تھام لی سعد نے گریبان میں ہاتھ ڈالا دونوں لپٹے ہوئے
 زمین پر آئے بادشاہ سے کشتی ہونے لگی ہیجان دنگ ہو کر عجب شیر سے مقابلہ پڑا
 کہ کسی مقام پر کمی نہیں کرتا کس زور و شور سے لڑ رہا ہو دلیمن کہتا ہو کہ دیکھو تقدیر مجھ کو
 کیا دکھائے آج تک تو میری پشت کبھی زمین سے نہیں لگی آج دیکھیے کیا ہو حکیم صبا
 نے مجھ کو یہ کہ کر بھیجا تھا کہ ایک جوان کم سن ہو جاتے ہی اُسکو اٹھا لینا مگر یہ تو بلاے
 روزگار ہو مگر اپنے نزدیک بڑے بڑے داؤ بیچ کر رہا ہو دو پہر پر ابر کشتی ہوئی
 سعد ایک مقام پر ذرا رُکے تھے کہ ہیجان لے دوڑا سات اٹھ قدم ریل کر لایا
 ہلکہ مارا بادشاہ نے لنگر مارا ہیجان نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا مگر کیسے کیسے زور کیے کہ اگر
 پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی اُکھیل لیتا مگر لنگر میں اُس کو وہ قار کے حس و حرکت نہ ہوئی
 تھک کر ہاتھ اٹھا لیا سعد شہر بار تڑپ کر اُسٹے دونوں مونڈے تھام کر لے دوڑا
 پندرہ قدم تک ریل کر لائے پندھور میں قدم پر ہلکہ مارا دونوں گھٹنے ہیجان کے

آشنا بہ زمین ہوے بادشاہ نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر نعرہ کوہ شکاف کیا کہ پہلے زور
 میں تابہ زانو دوسرے زور میں تابہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا چرخ دے کر
 چاہا کہ زمین پر بارون ہیجان نے کہا کہ میں مسلمان ہوں اس سرحد میں کوئی کافر نہیں ہو
 حکیم صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر زیر ہونا تو اطاعت کرنا سعد نے ہاتھ سے رکھ دیا چارون
 نقابدارون نے ہٹ کر کیا کہ لو صاحبو ہیجان دشت نشین کو اس شہر یار نے زیر کیا
 کہ جب کا طلسم میں مثل نہ تھا دو پہر میں زیر کر لیا ہیجان نے اطاعت کی ہر ایک نقابدار
 سا رخنہ آتا ہوا اور کہتا ہو کہ اے شہر یار آپ نے بڑا کار نمایاں کیا کہ اس پہلوان کو
 زیر کر لیا اب بادشاہ پھر تخت پر سوار ہوے ہیجان مثل چاکران کمر بن کے ہمراہ رکھا
 ہر فوجت و نقارے بجتے ہوے طرف قلعے کے چلے اہل قلعہ بھی بھاٹاک کھول کر نکل آئے
 بادشاہ پر زور نثار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حضور نے آج ہم کو بڑی آفت سے نجات دلا
 دیو یکہ چشم ار گیا ہیجان ایسا پہلوان زیر ہوا مگر ابھی آپ کو معرکہ عظیم باقی ہی
 اہل قلعہ جو سب اے استقبال آئے سب بادشاہ کو گھیرے ہوے لیکر قلعے میں آئے
 دیکھا قلعہ آباد ہو عیاد دل شاد دکانیں کھلی ہوئیں بزازہ اور جو ہری بازار نہایت
 تکلف سے آداستہ جو ہری بچے دکانیں گھولے ہوے بیٹھے ہیں دلالوں کی بول چال
 گا ہک کو سمجھا کر لاتے ہیں دکاندارون نے ہلڑنا کہ سوار و پیدل چلے آتے ہیں جو بار
 آوازیں لگاتے ہوے تخت شہنشاہ کے ساتھ دکاندارون نے اٹھ اٹھ کر سلام کیا
 ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بڑی آفت سے ہم لوگوں کو بچا لیا ہیجان ایسا زبردست مطیع
 منقاد ہوا کس تکلف سے ساتھ ہو کہ پایہ تخت پر ہاتھ ہو اس شوکت سے سب شہر یار کو لیکر
 دارالامارہ شاہی میں آئے تخت زیر جدی بچھا تھا سب نے عرض کی کہ یہ حضور کا مقام
 ہو بادشاہ جیسے ہی تخت پر بیٹھے نقابدارون نے نذرین دین نقارون پر چوب پٹمی آوا
 مبارک و سلامت بلند ہوئی کہ ایک وزیر اعظم آیا اُسے سعد کو سلام کیا گوشہ تخت
 پر بیٹھ گیا بادشاہ نے جھلا کر فرمایا کہ اویے ادب یہ کیا طریقہ ہو کہ گوشہ تخت پر بیٹھ گیا
 وزیر نے کہا کہ اے شہر یار آپ نے کار نمایاں کیا مگر میرا جو عمدہ نختا میں وہاں آکر بیٹھا آپ

تخت نشینی سے غرور نہ فرمائیے کہ آپ تخت پر بیٹھے ہیں بادشاہ نے جھلا کر فرمایا کہ اوبے ادب یہ کیا طعنہ دیتا ہو یہ تاج و تخت کیا ہو میں اس تخت پر بیٹھتا ہوں کہ جسکا مثل و نظیر نہیں ہے وہ بارگاہ آسمان جاہ ہو کہ جہان پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردار بیٹھتے ہیں افسر ہمارے صاحبقران زمان ہیں کہ جنہوں نے پردہ قاف کو فتح کیا چھتیس پردوں پر قبضہ کر لیا سرکشان قاف ان کے ہاتھ سے مارے گئے میں اس تاج و تخت کی کیا حقیقت جانتا ہوں

وزیر نے جواب سخت دیا بادشاہ نے ایک تمانچہ مارا کہ سروریر کا اڑ گیا تمام اہل دربار کانپ گئے کہ ایک شخص ضعیف بہتہ کا غدون کا لیکر آیا پہلا مقدمہ کو تو ال کا پیش کیا اسل مقدمہ جو بادشاہ نے ملاحظہ فرمائی اُس میں لکھا تھا کہ کو تو ال شہر نے اس قدر رشتہ لوگوں سے لی کہ تمام ملک کی برعایا بیزار ہو رہی ہو صدر ہا شرفا کی آبرو لے لی بادشاہ نے فرمایا کہ اس ملک میں کوئی قید خانہ ہو اُس پیر مرد نے عرض کی کہ جی ہاں یہاں کا قید خانہ کلان نمونہ جہنم ہو حتیٰ کہ وہاں کا سنرا یا فتنہ وہ مشقت کرتا ہو کہ زندہ نہیں نکلتا

بادشاہ نے فرمایا کہ دو ہزار روپیہ جرمانہ کرو اور دو ہر س کی میعاد کو تو ال سامنے آیا عذر کرنے لگا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا ملازمان شاہی کشان کشان کو تو ال کو لے گئے کو تو ال قید ہوا سب لوگ انصاف پر بادشاہ کے بہت خوش ہوئے دیکھ مقدمات پیش رہے بادشاہ نے خوب خوب فیصلے کیے جو حکم لکھا ایسا ہی لکھا کہ تمام حاضرین وقت تعریفین کرتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اب قلعہ ریحانیہ نہایت آباد ہو جائیگا ایسے عادل کا قدم آیا ہو کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکیگا اور ظلم کرنے والا وہ سنرا پائیگا چالیس مقدمے بادشاہ نے فیصلہ کیے سب پر حکم شرعی لکھا مگر حال کو تو ال شہر میں کہ سب خوش ہوئے یہ بھی حکم میں لکھ دیا کہ اس دشمن خدا سے مشقت لی جائے کئی مینے کی کال کوٹھری کہ اپنی برعت کو یاد کرے ہمیشہ قید خانے میں فرما دے لوگ بہت خوش ہوئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بادشاہ بڑے عادل و منصف ہیں دن بھر بادشاہ تخت پر رہے شام کو سب نے عرض کی محلات میں شاہزادیاں حسین و جمیل حاضر ہیں اور آپ کا اشتیاق کر رہی ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ ہم کسی کے

ناموس میں جانا نہیں چاہتے ہمارے واسطے قصر میں پلنگ بچھو اوساٹنے بارہ دروازے
 اُس میں چھپر کھٹ آراستہ ہوا بادشاہ نے آکر سامان آرام کیا خدمتگار چپی پر آئے جب
 بادشاہ نے آرام فرمایا خدمتگار تو اٹھ کر چلے گئے صبح کو جو بادشاہ برائے نماز اٹھے ہنر
 دیکھتے ہیں تلوار کا پتہ نہیں سپر بھی نہیں ملتی خدمتگاروں کو پکارا خدمتگار حاضر ہوئے
 بادشاہ نے پوچھا کہ ہماری سپر وشمشیر کیا ہوئی نہیں ملتی جس کسی نے اٹھائی ہو دیدے
 اگر بعد اسکے دریافت ہوگا تو اُسکو سزا دی جائیگی سب نے عرض کی کہ کیا مجال جو اشیاء
 حضور کو ہاتھ لگا دیں بادشاہ کو بڑا تردد رہا دوسری شب کو جو آکر لیٹے سامنے
 میز تھی اُسپر خود و تاج رکھ دیا مگر منظور ہو کہ بیدار رہوں دیکھوں یہ کس کا کام ہو
 انگلی میں زخم لگا لیا کہ اُسکے صدر سے نیند نہ آئی دوپٹہ آب روان کا چہرے پر ڈال لیا
 مگر جاگ رہے ہیں دوپہر شب تجا و زکر چکی ہو کہ ایک طرف سے دیکھا ایک جو ان جست
 و چالاک لباس سیاہ پہنے ہوئے چہرے پر نقاب سیاہ ڈالے ہوئے آیا مگر وہ نقاب
 مانع حسن و جمال نہیں ہی یہی معلوم ہوتا ہو کہ لکھنؤ میں ماہ تابان چھپا ہو تو نور کی چیر
 سے نکل رہی ہو جست و خیز کرتا ہوا آیا چاہا خود یا تاج اٹھا لون بادشاہ نے للکارا
 کہ اودزد خیردار یہ کیا کرتا ہو وہ سیاہ پوش بھاگا بادشاہ نے تعاقب کیا کوٹھوں کو ٹھون
 وہ جو ان جاتا ہو بادشاہ بھی اپنے کو پہونچاتے ہیں مگر اُسکو نہیں پاتے ایک مقام پر
 کو چہ کلان تھا نقابدار پھاندا گلیوں میں ہو کر نکل گیا بادشاہ حیران حیران گلیوں میں
 پھر رہے ہیں مگر سیاہ پوش کا پتہ نہیں ملتا ایک طرف جو سر اٹھا کر دیکھا صحرا معلوم ہوا
 بادشاہ اُس طرف چلے پہلے ایک تکیہ ملا ہزاروں قبریں بچتے بنی ہوئی تھیں بادشاہ اُس
 تکیہ کو طر کر کے آگے بڑھے تھے کہ گانے کی آواز کان میں آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز
 بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہو نظم

<p>بلبلین اس درد سے رہتی ہیں نالان باغ میں گو ہر شبنم سے اپنی آنکھ رہتی ہو لڑی معجزہ دیکھا جو اُس گل کے لب جان بخش کا</p>	<p>چاک رہتا ہی ہر اک گل کا گریبان باغ میں یاد آجاتے ہیں اُس گل کے جو دندان باغ میں پڑھ کے کلمہ ہو گیا لالہ مسلمان باغ میں +</p>
---	---

باغبان ثابت ہو شبنم کے قطر دن سے بہیں اسقدر رنخت نہ کراے باغبان بچتا نیگا سُنتے ہیں گل کان دھڑکے لیلیں ہوتی ہیں مست	دن کو خندان ہو ہر اک گل شکوہ گریان باغ میں فصل گل دو چار دن ہو اور رحمان باغ میں جبکہ پڑھتا ہو وہ گل سطوت کا دیوان باغ میں
---	--

یہ صد اسن کر بادشاہ کو تلاش ہوئی کہ یہ آواز کہا لئے آتی ہو جب خیال کیا تو معلوم ہوا کہ سامنے دروازہ باغ کا کھلا ہوا اسی باغ سے آواز آتی ہو پہنچ کر بادشاہ آگے بڑھے جوں جوں قریب باغ آتے ہیں وہ صدا اور زیادہ مزہ دیتی ہو بسم اللہ کہ کر باغ میں داخل ہو کر دیکھا آخر رات کا وقت ہو روشنی جھللا رہی ہو مگر آواز دمبدم گانے کی آتی ہو بادشاہ اُسی صدا کی جانب چلے وسط باغ میں پہنچ کر دیکھا کہ ایک شامیانہ باسلک ہائے مروارید استاد ہو زیر شامیانہ فرش معقول بچھا ہو اُسپر مسند جو اہر نگار لگی ہو اُس مسند پر ایک مہربین آفتاب جمال شعلہ رخسار شیریں گفتار کبک رفتار لبشوک تمام جلوہ فرما ہو گرد کنیزین نہایت حسین و جمیل جوان جو ان مٹھی ہیں ایک گائیں سامنے بیٹھی ہوئی تانین مار رہی ہو بادشاہ نے ایک نخل کی آٹھ پکڑ کر جمال جہان آرا دیکھا حواس گم ہو گئے ٹھنڈی سانسین لینے لگے چاہتے ہیں قدم اٹھاؤں قدم نہیں اٹھ سکنا آخر کار بادشاہ رنجیدہ ہو کر فرش خاک پر بیٹھ گئے سر کو نخل سے لگا دیا آئینہ بند دل درد مند اس حال میں بادشاہ بیٹھے ہیں کہ ایک کنیز کسی کام کو اٹھی اُسکی نگاہ پڑی کہ زیر نخل آفتاب چمکے ہا ہر حیران ہو گئی دوسری کنیز سے کہا کہ بوا دیکھو تو زیر نخل یہ کیسی روشنی ہو اور یہ کیا مگر ہو چرچا جو ہوا بہت سی کنیزیں جمع ہو گئیں کوئی کہتی ہو ستارہ ٹوٹ کر آسمان سے گرا ہو کوئی کہتی ہو سانپ نے من منہ سے نکالا ہو یہ اُسی کا اُجالا ہو ایک نے بنگاہ غور دیکھا کہا کہ اری گنج تو تم سب کی آنکھوں میں چربی چھا گئی ہو نہیں معلوم کیا ہو گیا ہو یہ نوجوان کوئی مردوا ہو اب تو کنیز دن میں چاؤں چاؤں ہونے لگی اُس مہربین نے مسکرا کر پوچھا کہ کیا چاؤں چاؤں کر رہی ہو ایک کنیز اُن سب میں نہایت شوخ و شنگ ہو اُسے سامنے آکر کہا کہ واری نئی بات ہو ایک مردوا نہایت حسین و جمیل زیر نخل بیٹھا ہونہ بولتا ہو ورنہ کچھ بات کا جواب دیتا ہو معلوم ہوتا ہو سو رہا ہو واری ذرا

آپ بھی اٹھ کر دیکھیے ہم لوگ تو خوف سے قریب نہیں جاتے ملک اپنے مقام سے اٹھیں اگر
 دیکھا نگاہ جو جمال جان آرا پر پڑی دیکھا کہ ایک مرد جلیل نہایت حسین و جمیل خود زرین بھر
 قبلے طلسم زراندود سلیمانی زیب جسم انور شوکت و شان مثل چاکران کمترین دست بستہ
 ساتھ ہو کر نخل سے سرگائے ہوئے خاموش بیٹھا ہر ملک لیلے سیہ پوش کے ہوش
 اڑ گئے کنیزوں سے کہااری کمبختو کیوں خوف کرتی ہو کوئی افت کا مارا دشت غربت
 کا آوارہ اس طرف بھٹاک کے نکل آیا تھکا ہوا تھا سو گیا روشنی لاؤ کنیزین شمع اٹھا کر
 لائین ملک نے قریب آکر ہاتھ تھام کر آواز دی کہ صاحب بس سوچے اب آنکھیں کھولو
 سعد نے آنکھیں کھول کر اسی معشوقہ کو دیکھا کہ قریب کھڑی مسکرا رہی ہیں لیکن جب
 مسکراتی ہو تو برق چمکتی ہو کہ خرم ہوش و حواس کو جلا دیتی ہو بادشاہ نے فرمایا ای
 شہنشاہ ملک خوبی و ای سرور و ان باغ محبوبی تنے تو ہمارے ساتھ پڑی گستاخی کی کہ
 سپر و شمشیر ہماری اٹھا لائین ہم اسی تلاش میں آئے یہاں آکر بیٹھ رہے لہذا معاف فرما
 سپر و شمشیر ہماری ہم کو دے دیکھیے ملک نے مسکرا کر کہا کہ آپ طلسم کشا ہیں ہرأت و زور
 میں یکتا ہیں جل کے محفل میں تشریف رکھیے کچھ خاطر مدارات کریں بادشاہ ساتھ ساتھ
 اُس مہ جبین کے محفل میں آئے آکر بیٹھے ملک ہر طرف بیٹھیں سپر و شمشیر سامنے رکھ دی کہ
 حاضر ہو اسکو لیجائیے کل آپ کے مقابلے کو ایک نقابدار مہفت رنگ آئیگا حال
 طلسم کشائی کھل جائیگا اگرچہ آپ صاحب لوح ہیں مگر اُس نقابدار کو زیر کیا تو بیشک
 آپ فتح طلسم میں اور اگر غالب آئے تو بہتر یہ ہو کہ پلٹ جائیے ان مرحلہ جات پر
 ارادہ نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ کسی بلا میں پھنس جائیے بادشاہ نے فرمایا کہ میں حاضر ہوں
 بادشاہ وہاں سے اٹھے سپر و شمشیر اپنی لے آئے لیکن یہاں صبح کو قلعے میں بادشاہ کی
 تلاش ہوئی وزیر ادا مرادھونڈھنے نکلے کہ ہر کارون نے اُن کو خبر دی بادشاہ طر
 سے بارغ دلکشا کے تشریف لاتے ہیں سب نے اگر استقبال کیا وزیر نے بوجھا حضو
 کہان تشریف لے گئے تھے بادشاہ نے فرمایا سپر و شمشیر ہماری غائب ہو گئی تھی اُسکی
 تلاش میں گئے تھے شکر ہی پروردگار کا کہ سپر و شمشیر مل گئی مگر شمشیر بران کا سامنا ہوا یہ

کہتے ہوئے بادشاہ دارالامارہ میں آئے اگر تخت پر بیٹھے مقدمات پیش ہونے لگے مگر وزیر
 عرض کرتے ہیں حضور جو حکم لکھیں وہ سمجھ کر لکھیں یہاں کے مقدمات اہل میں جاتے ہیں حکم حسب
 ملاحظہ فرماتے ہیں جو کچھ رجحانا ہو اسکو درست کرتے ہیں کل مقدمات فیصل شدہ جو سامنے
 جا کر پیش ہوئے سب حکموں کی تعریف کی اور یہ فرمایا کہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہیں ان کے
 جو احکام ہیں وہ ٹھیک ہیں ان کے حکم پر کون اعتراض کر سکتا ہو ان کے دربار میں ہزار ہا
 مقدمات روز پیش ہوتے ہیں عادل و منصف صاحب اقبال و صاحب جاہ و جلال ہیں
 بادشاہ خاموش ہو رہے سب وزراء و امرا مقدمات کے فیصلے پر تعریفیں کر رہے ہیں
 لطف عدالت یہ کہ مدعی و مدعا علیہ دونوں رضامند ہو جاتے ہیں بادشاہ شام
 ایک مصروف مقدمات رہے ملت کر کے بیٹھے ہیں صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی
 گانین خوش آواز اشعار عاشقانہ گارہی ہیں کہ چو بدار نے بڑھ کر عرض کی دروازہ
 پر ایچی نقابدار ہفت رنگ کا حاضر ہو بادشاہ نے فرمایا بلا لوالیچی آکر بیٹھا سلام
 کر کے نامہ پیش کیا بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا اس میں نوشتہ پایا کہ امیر بادشاہ حجابہ منم
 نقابدار ہفت رنگ اپنے مقام سے کوچ کر چکا ہوں کل آپ کے مقابلے میں آجاؤنگا
 اگر مناسب ہو تو مجھے مقابلہ کیجیے ورنہ پلٹ جائیے بادشاہ نے نامے کی پشت پر لکھ دیا
 کہ جواب نامہ جنگ ایچی نامہ لیکر گیا بادشاہ نے نقابداروں کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو
 بیرون قلعہ چل کر اتر دو چاروں نقابدار بارہ بارہ ہزار فوج سے تیار ہو کر آئے بادشاہ
 کو تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے بیرون قلعہ لیکر آئے بارگاہ استاد
 ہو رہی ہو بادشاہ لشکر کو اتار رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا آگے ایک نقابدار
 تخت پر سوار نقاب ہفت رنگ چہرے پر ڈالے ہوا در پشت پر ایک لاکھ فوج ایک
 مرکب بادشاہ زیور طلائی پہنے ہوئے برابر تخت کے کلاسیان مارتا ہوا دم سے چنور
 کرتا ہوا اس دھوم سے نقابدار آکر پہنچا اسی مقام پر لشکر اتارا آپ داخل بارگاہ ہوا
 بیٹھے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہزاروں نے بادشاہ کو خبر دی کہ نقابدار نے طبل جنگی
 بجوایا ہو بادشاہ نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی و بتائید ربانی ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی

بچے یہاں بھی طبل جنگی بجاتا رہا ہوا ہوئے لگین رات بھر تیاری رہی کہ لیلی شب نے برقع سیاہ
چہرے پر ڈالا قلعہ مغرب میں جا کر چھپی اور سلطان زمرین پوش لہر جوش و خروش مع فوج
ضیاء و شعلہ بڑی دھوم سے چرخ زمرجدی پر آکر ٹھہرا دونوں لشکر میدان میں آراستہ
ہوئے صفین جمین نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرہٹے نقابدار ہفت رنگ
نے مرکب صفت سے نکالا نیزہ ہلاتا ہوا مرکب اڑاتا ہوا میدان رزم میں آیا سلحشوری
دکھا کے آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نیچے مگر سوائے طلسم کشاکش کے اور کسی کو نہیں
چاہتا بادشاہ نے مرکب اڑایا سب نے آکر گھیر لیا عرض کرتے تھے کہ ای شہر یار ہم ملازم
کس واسطے ہیں جب ہم غالب نہ آویں تب آپ کو اختیار ہی بادشاہ نے فرمایا وہ ہمارا
نام لیکر نکارتا ہو تو یہی واجب و لازم ہو کہ ہم مقابلے میں جاویں مگر یارو یہ نقابدار کو
ہر سب نے عرض کی کہ ہم اسکو نہیں جانتے اور نہ کبھی اسنے ہمارے ملک پر لشکر کشی کی
بادشاہ تو یہ باتیں کر رہے ہیں مگر نقابدار گلگون پوش مرکب چپکا کر مقابلے میں حریف
کے پہونچا نقابدار ہفت رنگ نے کہا کہ کیا سبب ہوا بادشاہ نہ تشریف لائے
نقابدار گلگون پوش نے جواب دیا وہ تشریف لاتے تھے مگر افسروں نے روک لیا
اور یہاں سعد نے دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش مقابلہ نقابدار ہفت رنگ
میں پہونچا آپس میں نیزہ چلنے لگا نقابدار ہفت رنگ نے نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مار دیا
کہ نیزہ ہاتھ سے گلگون پوش کے نکل گیا گلگون پوش نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا
مارا نقابدار ہفت رنگ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر اس
کن سے ہاتھ مارا کہ نقابدار گلگون پوش زخمی ہوا نقابدار ہفت رنگ نے کہا کہ
ای گلگون پوش بس اب پلٹ جاؤ نقابدار گلگون پوش پلٹا سعد شہر یار شتاق
ہیں کہ میں نکلون نقابدار زمرد پوش جا پڑا یہ بھی زخمی ہوا چاروں نقابدار جرب سیط
زخمی ہو چکے تو نقابدار ہفت رنگ نے پکار کر آواز دی کہ اب کوئی میرے مقابلے میں
نہ آئیگا بادشاہ نے مرکب بڑھایا گھوڑے کو کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے مقابلہ ہفت رنگ
میں آیا نقابدار ہفت رنگ نے نیزہ مارا بادشاہ نے چند طعنوں میں نیزہ اسکا ہوا کی

نقابدار نے کہا کہ اب تلوار کی لڑائی موقوف رہی گھوڑے سے اُترے میرے آپ کے
کشتی میں امتحان ہوگا بادشاہ بہت خوب کہ کر گھوڑے سے پھانڈ پڑے نقابدار سے
کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں کہ نقابدار ہفت رنگ کسی مقام پر کئی نہیں
مگر بادشاہ اسلام جب دیکھتے ہیں کہ زور میں کمی ہوتی ہو لوح طلسمی پر ہاتھ ڈالتے ہیں
جب لوح کو سینے سے مس کرتے ہیں تب قوت برقرار ہوتی ہی جاستے ہیں نقابدار کو
زیر کرون ممکن نہیں ہوتا جب پکڑ لاتے ہیں تو نقابدار تڑپ کر نکل جاتا ہو تا شام اسی طرح
سے نقابدار لڑا جب اندھیرا ہونے لگا تو نقابدار بادشاہ کو چھوڑ کر پیچھے ہٹا کہا
شہر یار میں اب امتحان ہو چکا بادشاہ نے فرمایا اب مقابلے میں کیا عذر ہو نقابدار
نے کہا کہ میرا دستور ہو میں شب کو مقابلہ نہیں کرتا کل پھر مقابلہ کرونگا بادشاہ نے
نقابدار کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ میں نہ جانے دونگا نقابدار حیران ہو کہ اب
کیا کروں بادشاہ نے فرمایا کہ یہ ہمارا دستور نہیں کہ حریت سے بے زیر و زبر ہوے
پلٹ جائیں نقابدار نہیں مانتا یہی کہتا ہو کہ مقابلہ نہ کرونگا سعد فرماتے ہیں کہ میں
نہ جانے دونگا یہ تکرار ہو رہی تھی کہ صحرے سے گرد اڑی ایک جوان ژولیدہ موگینڈے
پر سوار آکر پہونچا نقابدار کو لکڑا کہ او نقابدار ہفت رنگ مجھے مقابلہ کر تو جا
گئے نقابدار ہفت رنگ بادشاہ کو چھوڑ کر طرف ژولیدہ مو کے چلا اُس جوان
نے کہا کہ امی نقابدار بہادر میں تمہارے مطلب کو سمجھ گیا اس واسطے کہ تمہارا سارا
لشکر اس مقام پر موجود ہو اگر میں تم سے مقابلہ کرونگا تو تمہارا سارا لشکر میرے اوپر
ٹوٹ پڑیگا مناسب یہ ہو کہ میں اور تم بہ نفس واحد یہ جو صحرا یہاں سے تین کوس پر واقع
ہو وہاں چل کر مقابلہ کرو نقابدار نے کہا کہ بہت بہتر ہو ساتھ اُس ژولیدہ مو کے
طرف صحرا کے روانہ ہو بادشاہ حجاہ یہ معاملہ دیکھ کر پیچھے پیچھے اُن دونوں جوانوں کے
برائے تماشے جنگ روانہ ہوئے تھے کہ نقابدار وں نے عرض کی حضور کو مناسب
نہیں کہ تعاقب ان کا فرمائیے بادشاہ اس ارادے سے باز رہے مگر دونوں نے
گینڈا اور گھوڑا حمیر کیا اور لشکر بھی بہ تعجیل چلا تھوڑی دیر میں نظر وں سے غائب ہو

بادشاہ ناچار ہو کر پلٹ آئے نقابداروں سے پوچھا کہ یہ نقابدار کہاں سے آیا تھا اور کہاں رہتا ہے اگر مجھ کو اسکا مسکن معلوم ہو تو میں وہاں جاؤں نقابداروں نے عرض کی کہ ہم نہیں جانتے یہ نقابدار کہاں رہتا ہے مگر آپ کو مناسب یہ ہو کہ داخل بارگاہ ہو جیے اگر اُسکو ضرورت ہوگی تو خود مقابلے میں آئیگا مگر حضور نے خوب نقابدار سے مقابلہ کیا نقابدار عاجز ہو کر گیا ہے کیا عجب ہے کہ اب مقابلے میں نہ آئے بادشاہ پلٹ کر بارگاہ میں آئے تخت پر بیٹھے ساتیان سمین ساق و مطربان خوش آواز سامنے حاضر ہوئے اور حجام نے ارغوانی گردش میں آیا صدا سے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی عین گرمی صحبت ہے کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور ایک گرد عظیم بلند ہوئی ہے کوئی لشکر گران آتا ہے بادشاہ بیرون بارگاہ نکل آئے دیکھا کہ ایر گرد نے اندھیرا کر دیا ہے سقونکو حکم دیا کہ بڑھ کر آبیاشی کر و سقون نے پہنچ کر پانی جو چھڑکا گرد بیٹھی دیکھا کہ ایک شخص حکیم وضع سپید اڑھی کرتا پہننے ہوئے پانجامہ مشروع کا پائون میں تخت پر سوار ہو پشت پر بارہ چودہ نرا جوانان جرارد و تین سی سفید پوش تخت کو گھیرے ہوئے وہ حکیم کہتا ہے کہ قلعہ ریحانہ میں کسی عمارتی ہو ساتھ والے عرض کرتے ہیں کہ حضور نے سنا ہوگا کہ سعد بن قباد فتح طلسم نوخیز جمشیدی اُس قلعے میں داخل ہیں حکیم صاحب فرماتے ہیں بادشاہ کی ملاقات ضرور ہو یہ خبر ہر کاروں نے بادشاہ کو پہنچائی کہ حکیم صاحب برائے ملاقات حضور تشریف لاتے ہیں بادشاہ واسطے استقبال کے نکلے حکیم صاحب نے جو بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا تخت سے کود پڑے باادب تمام سلام کیا تمام فرج میں باجے سلامی کے بچے حکیم صاحب نے کہا کہ آپ بیشک فتح طلسم ہیں میں نے خوب بختہ کر لیا دو دن میں آپ کو بہت ہی تکلیف پہنچی مقدمات میں کیا کیا عدالت فرمائی ہے یہ سب امتحان طلسم کشائی ہیں ہمارے بزرگ لکھ گئے تھے کہ جب طلسم کشا قلعہ ریحانہ میں آئیں تو احکام مقدمات سے بھی امتحان لینا یقین ہے کہ سلطنت طلسم غلام پر موقوف رہے ساحرون نے ہمیشہ بلوے کیے مگر میرا کچھ نہ کر سکے ملک و مال قبضے میں رہا بادشاہ حکیم صاحب کو لبیک بارگاہ میں آئے بادشاہ تخت پر بیٹھے حکیم صاحب کرسی پر متمکن ہوئے صحبت عیش و نشاط گرم ہے حکیم صاحب

و صیتین کر رہے ہیں کہ ایشہر یا حقیقت میں آپ پر ابھی جفائیں کامل گزریں گی مرحلہ جا
 اس طلسم کے بہت سخت ہیں بادشاہ نے فرمایا جو مرضی پروردگار قبلہ و کعبہ بھی آئے ہوئے
 ہیں حکیم صاحب نام صاحبقران سُن کر بہت خوش ہوئے کہا اُن کی ذات سے آپ کو
 بڑی مددیں پہونچیں گی مسمار جادو کہ ساحر زبردست ہی اُسکو جمشید نے صاحبقران
 کی طرف روانہ کیا ہی مگر مقام شکریہ ہو کہ خواجہ عمر موجود ہیں وہ مسمار کی گردن لٹیکے
 ناظرین دوسرا حال سنیں جب جمشید کو خبر ملی کہ بادشاہ طرف مرحلہ حکما کے گئے ہنس کر کہا وہ
 وہاں گرفتار ہو جاویں گے کوئی ساحر ایسا ہو کہ جا کر صاحبقران کو گرفتار کر لائے یہ سنکر
 مسمار جادو تین لاکھ فوج لیکر جلا اُدھر سے رستم آتے تھے خبر پہونچی کہ بادشاہ نے لوح طلسمی
 حاصل کر لی براے فتاحی مرحلہ جات گئے ہیں تو مع لشکر یہ بھی آتے ہیں ایک صحرا میں
 آکر اترے ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی مسمار جادو تین لاکھ فوج سے آکر مقابلہ رستم میں
 پہونچا کہلا بھیجا کہ اے رستم آکر اطاعت کر ورنہ سب کو گرفتار کر لوں گا رستم نے جواب
 جنگ دیا مسمار نے طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجے رات بھر تیاریاں
 رہیں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے نقیب نقابت کر چکے ہیں مسمار کا ارادہ ہی
 کہ میں نکلون اور نکل کر سحر کروں کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ ایک پہلوان ہوتا
 قوی تن و قوی من گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان نیزہ ہلاتا ہوا اگر پہونچا
 مسمار سے کہا آپ کیون تکلیف فرمائیے میں رستم کو باندھے لاتا ہوں مسمار نے کہا کہ
 اے شہنشاہ پُر زور رستم ایسا نہیں ہو کہ جسکو تم گرفتار کر لو گے اُس نے بڑے بڑے
 پہلوانوں کو زیر کیا شہنشاہ نے کہا کہ آپ مجھ سے واقف نہیں ہیں میں جس پیشے میں ہوتا ہوں
 میرے خوف سے شیر قدم نہیں رکھتے راہ ہمیشہ چھوڑ دیتے ہیں اُن کو یقین ہو کہ اگر پیشے میں
 شہنشاہ کے جاوین گے تو وہ چیر کر بھینک دیگا اکثر شیر بھی مارے جزیرہ اعظم خارہ
 سین جا کر لڑا یہاں سے قریب ایک مقام ہو کہ ہفت کوہ اُسکو کہتے ہیں کوہان کوہ پیر
 کہ پہلوان زبردست تھا جا کر اُس کو زیر کیا ہفت کوہ کو فتح کر لیا اس پسر حمزہ کی کیا
 حقیقت ہو یہ کہ گینڈا بڑھا یا میدان میں آکر بغور لغرہ کیا کہ رستم کون شخص ہو میرے

مقابلے میں آئے تو رستمی اسکی دیکھوں بھلا رستم کب اس بات کو سن سکتے تھے فوراً مرکب
اڑا کر میدان میں آئے شہپال نے جو رستم سے چار آنکھ کی اس قدر خوف غالب ہوا
کہ دل کا پینے لگا کہا امی رستم تم نے کچھ خوف نہ کیا اور میرے مقابلے میں نکل آئے
رستم نے کہا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور ہم فقط پروردگار کا خوف کرتے ہیں
شہپال نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ مارے رستم نے وار خالی دیے پھر اپنا تیغ اٹھایا
فرمایا امی شہپال فرد تو ضربے زد می ضرب من نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش
کن شہپال نے کہا کہ آپ کسکو ساتھ لیکر آئے ہیں کیا دول کر لڑیے گا رستم پٹے
کہ شاید کوئی سردار چلا آیا ہو شہپال نے ہاتھ تلوار کا مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا
تلوار شہپال کی خالی گئی رستم کو بہت غصہ آیا تیغ کپیتان کو چمکایا شہپال بخوف
جان بھاگا رستم نے سمجھا کیا شہپال نے اہل فوج سے اشارہ کیا کہ تم اس جوان کو روکو
میں تو نکل جاؤں اگر اسکی تلوار پڑ گئی تو خالی نہ جائیگی اگر میں زندہ رہوں گا تو تم سب کو خوش
کردنگا ساتھ ستر ہزار جوانوں نے رستم پر بلوہ کیا مگر شہپال گینڈا فوج سے نکال کر طرف
صحرا کے چلا رستم نعرہ کر کے جا پڑے نعرہ رستم ۵ ارشاد اولاد امیر عرب ہا کیست علی شاہ
چو رستم لقب دیگر علم شاہ رومی شہر فیل زور کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ۶ اس طرح
شیرانہ نعرہ کیا کہ اہل فوج کے دل کانپ گئے شہپال کے ساتھ بھاگے شہپال کا منہ
طرف ہفت کوہ کے اٹھ گیا رستم قتل کرتے ہوئے جاتے ہیں جو افسر سامنے آیا علف شمشیر آبد
ہوا کئی افسروں کو رستم نے مارا فوج والے بھاگے ہوئے جاتے ہیں مگر ٹھٹھہر کے رستم کو
روکتے ہیں رستم شیرانہ لڑتے ہوئے جاتے ہیں جس مقام پر جم گئے لاشوں کے انبار کر دیے
لیکن شہپال بھاگا ہوا قریب ہفت کوہ پہونچا کوہان کوہ پیکر بیٹھا ہوا تھا کہ خیر پہونچا
شہپال بھاگا ہوا آتا ہو کوہان نکل آیا کہا امی شہپال خیر تو ہو شہپال نے کہا کہ امی
کوہان میں تم سے لڑا اور ہفت کوہ فتح کیا لیکن میرے تعاقب میں رستم دیکھتم آتا ہو
یوں اُس نے فوج کو بھگایا کہ سب بدحواس ہو کے بھاگے ہوئے آتے ہیں دیکھیے کیا ہو چکو
یہ لیل کے چھپاؤ تم درہ کوہ پر نگہبانی کرو رستم کو نہ آنے دینا کوہان نے شہپال کو اندر

پہاڑ کے بھیجا آپ درے پر کھڑا ہوا کہ دیکھا سامنے سے ہلڑ ہوا سب فوج بھاگی ہوئی تھی
 ہوا در پست پر ایک جوان کس جو اس سے لڑتا ہوا آتا ہو کہ جو ہلٹا وہ مارا گیا فوج نے
 پکار کر آواز دی کہ اے کوہان ہم کو بھی پناہ دے کوہان نے اشارہ کیا کہ تم سب اندر آ کر
 کے آؤ میں اس جوان کو روک لو لگا سب فوج بھاگ کر اندر کوہ کے آئی کوہان آگے
 بڑھا اور پکار کر کہا کہ اے رستم بس اب آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ بیک ضرب بمشیر تمہارے
 دو پر کاٹے کرو لگا رستم کا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا گھوڑے کو اڑا کر سامنے کوہان کے
 پہنچے کوہان نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ سجا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار
 چھین کر کوہان کی پھینک دی کمر بین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دے کر طرف آسمان
 کے پھینکا ہر وقت اترنے کے ہاتھ مار دیا کوہان کو چورنگ ہوئی قلم کیا کچھ لوگ اسکے
 ساتھ کے روکنے لگے رستم نے اُنکو بھی بھگا یا طرف دوسرے کوہ کے چلے سوہان قیل یا
 بھائی کوہان کا دوسرے دروازے پر نگہبان تھا رستم لڑتے ہوئے جب وہاں پہنچے
 تو سوہان نے گینڈا بڑھا کر لکرا کہ اے رستم اب آگے نہ بڑھنا ورنہ بیک ضرب تیغ
 دو ٹکڑے کر دو لگا رستم کو انتہا کا غصہ تھا سوہان پر جا پڑے سوہان نے تلوار کا
 ہاتھ مارا رستم نے روک کر ہاتھ مار دیا سپر کو کاٹ کر تلوار تباہ جگر گاہ پہنچی رستم اُنکو
 مار کر اور آگے بڑھے تیسرے دروازے پر اشقال روئین تن تھا اُس نے جو رستم کو
 آتے ہوئے دیکھا لکرا کہ اے رستم میں روئین تن ہوں مجھ پر تلوار تاثیر نہیں کرتی مگر
 رستم غصے میں تھے اُس پر بھی جا پڑے اشقال نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم پلٹنے
 خالی دے کر ہاتھ مارا شانے پر اشقال کے پڑا تلوار اُچٹ گئی اشقال نے پھر ہاتھ
 مارا رستم خالی دے کر جب ہاتھ مارے ہیں اشقال کو تلوار زمین کا ٹٹی جب دو تین
 ہاتھ رستم نے یوں ہی مارے اور تلوار اُچٹ گئی اب جو اشقال نے ہاتھ مارا رستم
 نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا
 گرد سر کے چرخ دے کر زمین پر مارا گھوڑے سے کود کر چھاتی پر سوار ہوئے سوال اُٹھا
 کیا اشقال نے جواب دیا میں کیوں مسلمان ہوں مجھے کوئی نہیں مار سکتا رستم نے

ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی پر رکھ کر کہہ مارا کہ سر اشقال کا کھنچ آیا
 ہمراہیوں نے جو اشقال کو کشتہ دیکھا غلغلہ کرتے ہوئے بھاگے چوتھے دروازے پر شفتل
 بن شفتل فیل پیکر پہلوان کھڑا ٹھوم رہا تھا اسنے رستم کو لکارا کہ ای رستم پلٹ جاؤ
 منم شفتل بن شفتل رستم نے غصے میں کچھ جواب نہ دیا گھوڑا چمکا کر شفتل پر جا پڑا
 شفتل نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار اسکا خالی دے کر تھکلی کا ہاتھ مار دیا ہاتھ
 شفتل کا کٹ کر گرا شفتل سامنے سے بھاگا رستم تعاقب میں چلے پانچویں در سے پر
 شہکال کوہ شکن نگہبان تھا دیکھا کہ شفتل بھاگا ہوا آتا ہی ہاتھ سے پر نالہ خون کا بار
 ہو پکار کر پوچھا کہ ای شفتل خیر تو ہو شفتل نے کہا کہ ای شہکال میرے تعاقب میں ایک
 شیر گر سنا آتا ہو اُسکو رو کو شہکال نے گینڈا بڑھایا شفتل تو نکل گیا جس مقام پر شہکال
 بیٹھا تھا وہاں شفتل بھی پہونچا مگر ہاتھ کے در سے بیقرار ہو شہکال نے پوچھا کہ ای
 شفتل یہ کیا معرکہ ہو شفتل نے کہا کہ ای شہکال یہاں کیا بیان کروں ایک جوان نے میری
 یہ حالت کی اُسکو مقابلے میں شہکال کے چھوڑ آیا ہوں یقین ہو شہکال اُسکو روک لیگا
 مگر شہکال نے بڑھ کر ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا خبردار خبردار کہہ رہا تھیغے
 کا مارا تیغہ کپیتان جو تڑپ کر گرا شہکال نے گردہ سپر کا اٹھا دیا تیغے نے گرتے ہی
 سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تیغہ تا بہ جگر گاہ پہونچا شہکال کے دو ٹکڑے ہوئے
 شہکال کو مار کر اسکے ہمراہیوں کو بھگایا طرف چھٹے در سے کے چلے چھٹے در سے کے اوپر
 مینوش کوہ پیکر نگہبان تھا رستم جو پہونچے مینوش کو اپنی جرات کا بڑا غرور ہو کہا
 ای رستم میں تم سے کشتی لڑوں گا رستم گھوڑے سے کودے مینوش سے کشتی ہونے لگی
 ساتھ والے اسکے دور سے نیزے مارنے لگے رستم کو جو غصہ آیا کمر میں ہاتھ ڈال کے
 مینوش کو اٹھا لیا ایک پہلوان پر پھینک مارا دونوں پر اٹھا ہو کر گرے مینوش
 کو مار کر ساتویں در سے کی طرف چلے ساتویں در سے پر قاموس تیغزن کہ بڑا پہلوان ہو
 اسنے رستم کو دیکھ کر لکارا کہ منم قاموس تیغزن ای رستم سمجھ کر آنا رستم کو جد کا غصہ
 ہو ہر مقام پر فرماتے ہیں کہ شہکال کہاں گیا پہلوان جواب دیتے ہیں وہ جا کر اب

ساتویں درے میں بیٹھے ہیں مگر قاموس نے جو رستم کو غصے میں دیکھا اُپکار کر کہا کہ اے
 نوجوان میں تیری جبرأت پر ناز کرتا ہوں ہر درے پر پہلوان نہ بردست نگہبان تھے
 وہ سب تیرے ہاتھ سے مارے گئے یا بھاگے مجھ سے کشتی لڑ لے تاکہ میرے دل میں وصلہ
 نہ رہے یہ سن کر رستم گھوڑے سے کودے کشتی ہونے لگی رستم نے کشتی میں اُس پہلوان
 کو زیر کیا اُس نے کہا کہ اے امیر آقاے نامدار میں بدل اطاعت کرتا ہوں رستم نے اُسکو
 کلمہ پڑھایا قاموس تیغزن کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا رستم پھر سوار ہوئے
 اُس پہلوان نے رکاب پر ہاتھ رکھا اور ہمراہ رستم چلا کہا چلیے میں شہپال کو تالان
 آگے جو بڑھے لال پردہ پڑا تھا قاموس نے کہا یہی لال پردہ ہو اُس طرف شہپال
 تشریف رکھتے ہوئے رستم نے پردہ توڑ کر بھینکا سر اٹھا کر دیکھا کہ شہپال مسند پر
 بیٹھا ہے اور شہنشاہ دست بریدہ بیٹھا کراہ رہا ہے رستم نے سامنے آتے ہی لغزہ کیا کہ او
 بھگوڑے اب تو مقابلے میں آشہپال اپنی جگہ سے اُٹھا لٹکارتا ہوا سامنے رستم کے
 آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اپنا وار کیا سر کو بتا کے کمر پر
 ہاتھ مار دیا شہپال کے دو ٹکڑے ہوئے افسران فوج کو ہان حاضر ہوئے
 سب نے اطاعت کی مال بہت کچھ ملا جھکڑوں پر لہر واکر قاموس تیغزن کے سپرد
 کیا اور قاموس کو اس ہفت کوہ کا بادشاہ کیا فرمایا تم مال لیکر آؤ میں آگے
 بڑھتا ہوں قاموس نے چند سوار ہمراہ کیے کہ رستم راستہ نہ بھول جائیں رستم
 چلے صحرا کو طح کرتے ہوئے جاتے ہیں قریب ایک کوہ کے پہونچے درہ کوہ سے
 رونے کی آواز آئی رستم بیتاب ہو کر نشان پر صدا کے پہونچے دیکھا کہ ایک
 نوجوان خاک منہ پر تلے ہوئے گریبان بھٹا ہوا بیٹھا ہے اور رو رہا ہے اور اسی
 گریہ و زاری میں یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہیں نظم

نہیں بول مجھ سے دل اُسکا بھرا ہے	نیا عاشق کوئی پیدا کیا ہے
نہیں دنیا پر اک عبرت سرا ہے	کہیں شادی کہیں شور بکا ہے
وہ نکلے ہیں جو گھر سے بن سنور کے	نہیں معلوم کس کس کی قضا ہے

چمن مین زرد ہر گل ہو گیا ہو	سُرخ رنگین دکھایا ہو یہ کئے ہو
اسیر حلقہ زلفِ دو تا ہو	بڑھے کیونکر نہ میرے دل کی اُچھن
کہ ٹکڑے ٹکڑے ہر گل کی قبا ہو	پست آئی ہو کسکی جامہ زیب
جہان اندھیرا نکھون مین ہو اہو	چھپایا کس قمر نے رُسے روشن ہو
مرا گل و چمن مین سو گیا ہو	نہ اتنا غل مچاؤ عند لیبو ہو
مرا حامی علی عمر قضا ہو	منہین کچھ نزع کا اندیشہ سطو ہو

رستم نے ہاتھ تھام کر پوچھا کہ ای نوجوان یہ کیا حال ہو تو کہیں کا تاجدار معلوم ہوتا ہو اُس تاجدار نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ میں چاہتا ہوں آپ کے نام نامی سے آگاہ ہوں کہ مجھ ایسے آفت زدہ کا آپ نے جال بوجھا رستم نے کہا کہ ای نوجوان تو نے شاید میرا نام سنا ہو کہ رستم پاتین علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران عالیشان یہ سُنکر وہ جو ان قدموں سے لپٹ گیا کہتا تھا کیا خوش نصیبی ہو کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوا آپ یہاں کہاں تشریف لائے سامنے ایک قلعہ معلوم ہوتا ہو اُسکا میں تاجدار ہوں اور نیرنگ تاجدار میرا نام ہو ایک روز ایک سوداگر آیا اُس سے کچھ مال خرید ایک صندوق بھی اُس سے لیا اُس صندوق میں کچھ کھولا اُس میں ایک تصدیق نامی اُس تصدیق کو دیکھ کر مائل ہوا آخر صدیہ فراق نہ اُٹھا دیوانہ ہو کر نکل آیا آج تک نہیں معلوم کہ یہ شاہزادی کون ہو کہ رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا چند روز تم پر صدیہ فراق ہو ہم انشاء اللہ تمہاری معشوقہ کو تلاش کرینگے نیرنگ تاجدار شکریہ ادا کر کے اُٹھا کہ سامنے سے ایک شاطر آیا اُس نے آکر سلام کیا کہا امی شاہزادے غضب ہوا جلدی چلیے کفیل صحرا نور دناے فراق کہ ہمیشہ فراقی کرتا ہو اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ مالک اس قلعے کا قلعے سے نکل گیا اُس نے آکر قلعے کو گھیرا ہو اہل شہر جمع ہیں کہ لڑ بھڑ کر جان دینگے رستم نے کہا کہ ای شاطر تم جاؤ ہم وقت پر آدین گے مگر قلعہ بند کر لینا گو کہ اندازوں کو جمع کر او ان کے ہاتھ سے تو پین دغاؤ کہ یکا یک کفیل نہ آسکے شاطر تو لپٹ گیا جا کر اہل قلعہ کو آگاہ کیا مگر کفیل نے طبل نوازش بجا یا صبح کو مع فوج قلعے پر آیا اور

پکار کر آواز دی کہ اگر اپنی جانبری چاہتے ہو تو پچھاٹک گھول دو گولہ اندازون نے آواز دی کہ جو تجھے ہو سکے وہ کر ہم پچھاٹک نہ گھولیں گے کفیل چلا فوج کو اشارہ کیا فوج جو بلوہ کر کے چلی گولہ اندازون نے توہین ٹھکاکر فیر کی گولے جو آکر پڑے دس بارہ ہزار جوان اڑ گئے کفیل نے سب کو منع کیا کہ تم لوگ زد سے ہٹے رہو میں ابھی جا کر قلعہ لیتا ہوں جب قلعہ میں داخل ہو لو نگا تب چین آئیگا یہ کہ کریکہ دتھا چلا گولوں کو رد کرتا ہوا جاتا ہی قریب خندق کے آکر آواز دی کہ دیکھو صاجو یوں قلعے کو لے لیتے ہیں اہل قلعہ پہلے خبر سن چکے تھے کہ ہمارے مالک نے کہلا بھیجا ہو کہ ہم آتے ہیں اب جو یہ قریب خندق کے آگیا گمان ہوا کہ مالک نے جو کہا تھا وہ نہ ہوا بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگے کہ اے کریم و رحیم دایم مع و علیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے ظلم

خداست خالق و رزاق جملہ مخلوقات	خداست موجد ایجاد جملہ موجودات
بگیر گوشہ و فارغ ز سرخ و راحت باش	کہ دار فانی دنیا است مسکن آفات
تو عاقلی و شوی بے تمیز صد افسوس	تو آدمی و کنی کار و حشیان ہیہات
مباز بازی بیہودہ در جهان ہر دم	کہ وقت مرگ بہر بازی تو آید مات
تلاش حضرت حق کن بدار خود ہندری	مرو بخانہ دیگر بر اسے تحقیقات

بلک بلک کر سب دعائیں مانگ رہے ہیں کفیل چاہتا ہو کہ خندق کو فراون قلعے میں اپنے کو پہونچاؤن بہت ہی جھلارہا ہو کتنا ہو تم لوگ بڑے بے وقوف ہو اپنی جان نہیں بچاتے قلعہ گھول کر نکل آؤ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کچھ نہ کہو نگا تم سبھوں کی خطا معاف کر دو نگا تم نے اس قدر کہ و کوشش کی میرا کیا ہوا میں بہادر کیٹا ہوں میں نے بڑے بڑے پہلوان مارے اس گھروندے کو آج مٹانا ہوں یہ بتاؤ کہ بادشاہ تمہارا کہاں ہو آ کے قدمبوسی کرے اگر خراج کا اقرار کر لیا تو میں اُسی کو حاکم کر دو نگا ورنہ حاکم اپنی جانب سے مقرر کر دو نگا اہل قلعہ جواب دیتے ہیں کہ اے ظالم کیا بکتا ہو ہمارے آقا آتے ہونگے اور جو ہماری قضا اسی طرح ہو تو اپنی جان دین گے تجھ ایسے مغرور سے عذر نہ کریں گے جو تجھے ہو سکے وہ کر ہٹنے یہ مذہب

جدید اختیار کیا مذہب کا نام سن کر کفیل بہت جھلایا کہا ارے بے وقوف تو خداوندان
قدیم کو چھوڑ کر یہ نیا مذہب کیوں اختیار کیا اب ضرور سب کو قتل کر دوں گا تمہارا قتل
واجب و لازم ہو گا کہ لات و منات سے بھر گئے جمعی رو رو کے طرف آسمان کے
دیکھتے ہو تمہاری آواز بھی وہاں تک نہ پہنچے گی مدد کرنے والا جب آواز نہ سنے گا
تو کیونکر مدد کو آئیگا سب اہل قلعہ ہنسنے لگے پکار کر آواز دی کہ او دشمن خدا وہ کریم
و رحیم حاضر و ناظر ہو ضرور مدد کریگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی آواز آئی کہ اوفیل
خبردار آگے نہ بڑھنا منم رستم پلین نعرہ رستم ۵ ارشد اولاد امیر عرب بکیت
علمشاہ چورستم لقب دیگر علمشاہ و رومی شہ فیروزور کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
سب نے دیکھا آگے آگے ایک جوان آفتاب جمال صاحب جاہ و جلال گھوڑے کو
اڑاتا ہوا آتا ہی پشت پر نیرنگ تاجدار ہی نیرنگ تاجدار نے کہا کہ ای شہریار
دیکھیے وہ ظالم قریب قلعے کے پہنچ چکا ہو اگر مناسب جانے تو مقابلہ نہ کیجیے میں
آپ کو لیکر ایک گوشے میں بیٹھ رہوں گا شاید معشوق کا پتہ ملے مجھے آپ سے بڑی
امید ہو رستم نے فرمایا کہ ای نیرنگ تاجدار کیوں گھبراتے ہو میں ابھی جا کر اسے
سمجھائے دیتا ہوں اگر پروردگار نے چاہا تو یہ بھاگیگا اور اگر مقابلہ کریگا تو مزہ چھپکا
سارا غرور بھول جائیگا یہ کہتے ہوئے قریب پہنچے کفیل نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو توڑ ڈالا اُسے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا تیغ کپیتا
جو مثل برق کے چمکا کفیل گھبرایا حیران تھا کہ اب کون کفالت کریگا یہ تیغ برق تاب
ہو اور یہ جوان بھی جرات میں لا جواب ہو اگر یہ برق گرہی تو خرمین حیات کو جلا دیگی
گھبرا کر فوج کو پکارا کہ یار دم کھڑے دیکھ رہے ہو اور یہ جوان وار کیا چاہتا ہوں
اسکے وار سے نہ بچو ننگا دیکھیے انجام کیا ہوا سکو گھیر کر مار لو زندہ بچ کر نہ جانے پائے
ساٹھ ہزار جوان دوڑ پڑے رستم کو گھیر لیا نیرنگ تاجدار نے اہل قلعہ کو پکارا
کہ یارو دیکھ رہے ہو کہ ان سب نے ہمارے معین کو گھیرا ہو قلعہ کھول کر نکل آؤ یہ
سن کر سب اہل قلعہ بلوہ کر کے نکلے رستم کی سرپرستی کر رہے ہیں رستم چاہتے ہیں کہ

اپنے کو قریب کفیل کے پہونچاؤن مگر کفیل الگ الگ لڑ رہا ہو مقابلہ رستم میں نہیں آتا
دور سے طرز جنگ دیکھ رہا ہو کہ جو سردار مقابلے میں آیا علت شمشیر آبدار ہوا ٹھوڑے
عرصے میں رستم نے کئی سو افسروں کو مارا لاشوں کے انبار کر دیے دامن قلعہ کو کشتوں سے
بھر دیا آخر کفیل شکست کھا کر بھاگا ایک اونچا سا دار سر پہ پڑا تھا زخم کا خون پوچھتا ہوا
طرف صحرا کے بھاگا اہل فوج بھی نکل گئے رستم نے چاہا تعاقب کروں نیزنگ تاجدار
گھوڑے سے کود پڑا رکاب پر ہاتھ رکھ دیا کہا ای شہر یار ہر چند کہ اسکی ذات سے خوف
ہو یہ بڑا سکار ہو ضرور جا کر جماؤ کر لگا اور پھر قصد کر لگا مگر آپ تعاقب میں نہ جاسیے
ایسا نہ ہو کوئی فتور پڑے زخمی ہو کر بھاگا ہو اہل قلعہ نے رستم کی قدمبوسی کی عرض کرتے
تھے آپ کی ذات سے پھر قلعہ آباد ہو اور نہ ہم لوگ مایوس تھے کہ اپنے افسر کو کوئی لڑائی
اب تو آپ کو دیکھ کر یہ ہوش میں ہیں ورنہ باتیں دیو انون کی کرتے تھے نیزنگ کتنا ہر
یار و جس وقت سے میں نے اس شہر یار کو دیکھا دل کو تقویت حاصل ہوئی کہ معشوق سے
ملو ننگا کوئی تدبیر پیدا ہو جائیگی تم نے انکو نہیں پہچانا یہ فرزند صاحبقران ہیں جنہوں نے
پردہ قاف کو فتح کیا انکے بھتیجے صاحب برائے فتح طلسم نوخیز جمشیدی گئے ہیں
یہ بھی وہیں جاتے ہیں جمشید ثانی انکے خوف سے بھاگ کر طلسم میں آیا ہو کیا کیا فتور کر رہا
ہر ہفت کو وہ کو جا کر فتح کیا جہاں ہوا نہیں جاسکتی تھی کوہان کو وہ پیکر انھیں کے ہاتھ
سے مارا گیا میری اقبال مندی ہو کہ انکا جمال دیکھا اب سب مشکلیں آسان ہو جاوین گی
انکا جمال دیکھ کر میرا سودا اُتر گیا اب انکو قلعے میں لچلو سب اہل قلعہ نے رستم ملپتن
کو گھیر لیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے طرف قلعے کے لچلے سب اہل قلعہ خوش اور
محفوظ ہیں کہتے ہیں کہ ہمارے آقا بڑے صاحب اقبال ہیں کس بہادر کو لائے ہیں
کہ جسے کفیل ایسے سرکش کو شکست دی کوئی گرد پھرتا ہو کوئی قدمون کو بوسہ دیتا ہو
مگر نیزنگ تاجدار زرنشاکر تار ہوا قلعے میں لایا رستم نے دیکھا کہ قلعہ آباد رہا یا
دل شاد ہو دکانون پر دکا ندر خوش اور محفوظ بیٹھے ہیں رستم کو سب دعائیں
دے رہے ہیں جیسے ہی سواری رستم کی سامنے سے آئی سب اپنے اپنے مقام سے

اٹھ جھاک جھاک کر سلام کرنے لگے رستم سب کو جواب سلام دیتے ہوئے دارالامارہ شاہ
 یوں آئے نیرنگ نے عرض کی کہ آپ تخت پر جلوہ فرما ہو جیسے رستم نے کہا کہ خدا ہمارے
 تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہیں بیٹھتے تاج و تخت تمہارا تم کو مبارک رہے ہمارے
 واسطے ڈنگل کافی ہو پہلوئے تخت میں ڈنگل زرین بچھا تھا اسپر رستم بیٹھے سپہ سالار لشکر
 نیرنگ عقلاے تیغزن کا یہ ڈنگل ہو کل لشکر کا یہ سپہ سالار ہو اُسے جو خبر سنی کہ میرے
 ڈنگل پر رستم بیٹھ گئے جھلایا ہوا دربار میں آیا غرور میں بادشاہ کو سلام نہ کیا قریب رستم
 آکر کہا کہ یہ ڈنگل میرا ہو اسپر سے اٹھ کر کفیل کو شکست دے کر آپ کو بڑا غرور ہو گیا ہو
 رستم نے کہا کہ غرور ہمارا کام نہیں ہے اس ڈنگل کی کیا حقیقت ہو ایسے ڈنگل پر ہمارے
 ملازم بیٹھتے ہیں عقلاے تیغزن نے کہا کہ میں زیادہ باتیں نہ بنائیے ڈنگل سے اٹھ جائیے
 میں نہ مانوں گا اور اب بادشاہ کا روزگار نہ کروں گا اگر کفیل قلعے میں گھس آتا تو ہم روکتے
 قلعے کو لینے دیتے وہ نامرد تھا شکست کھا کر بھاگا ان کو بڑا غرور ہوا اگر قلعے میں آتا تو
 ایسا گزمار تا کہ سر اسکا پاش پاش ہو جاتا اور ان ڈنگل سے اٹھو اور ڈنگل بچھ میں
 اسپر بیٹھو نیرنگ نے کہا کہ ای عقلاے تیغزن ہمارے مہمان کو ایسی باتیں کہنا ہو
 اور ڈنگل پر بیٹھ دیکھ گفتگو سے بیجا نہ کرنا عقلا نے کہا کہ آپ نے انکو بہت منہ لگایا
 ہو اسی وجہ سے اس جوان کو بڑا غرور ہو میں غرور نکال دوں گا رستم پلٹنے لگا کہ
 ای نیرنگ تاجدار تم دخل نہ دو جہان بہادر بیٹھ گئے بیٹھ گئے اسکے اٹھانے سے ہم
 اٹھیں گے جو اس سے ہو سکے وہ کرے عقلا نے ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ کپڑ کے کھینچ لوں
 کہ رستم نے منع کیا مگر عقلا کو ایسا غصہ تھا کہ ہاتھ ہٹانے پر بہت بگڑا تلوار کھینچی ہاتھ
 تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی تھام لی ایک جھٹکا مارا کہ عقلاے تیغزن منہ
 کے بھل زمین پر آیا رستم نے ایک گھونسہ مار دیا کہ سپر عقلا کا بھٹ گیا تڑپ تڑپ کر
 تمام ہوا رستم نے اشارہ کیا کہ لاشہ اسکا پھینک دو اہل فوج نے چاہا کہ بگڑیں
 افسر ہمارا مارا گیا مگر نیرنگ تاجدار نے پکار کر کہا کہ جسکو مارا جانا عقلا کا ناگوار
 ہوا ہو وہ ہمارے قلعے سے نکل جائے مگر بھائی عقلا کا سفیان تیغزن کہ اپنے

مکان پر مستی مٹا تھا ہر کارون نے اگر خبر دی کہ آپ کے بھائی کو رستم نے مار ڈالا سفیان
 یہ کہہ کر اٹھا کہ آج بارگاہ میں جا کر خون کے دریا بہا دو نگاہ لکھ کر چلا کئی سو فقا سنا تھ میں اُسے
 کہتا ہوا جاتا ہوں کہ شاہ نے میرا کیا کیا ہے بھائی کو قتل کر لیا اُس جوان کو منع نہ کر دیا کہ دفنگل پر
 اسکے نہ بیٹھنا آج کئی دن سے بیمار تھا اسی وجہ سے مارا گیا ورنہ اُس جوان کی کیا
 حقیقت تھی کہ میرے بھائی کو تھما سچہ مارتا آج سلطنت میں شیرنگ تاجدار کی فرق آیا
 جب میں بگڑا تو بگڑا دیکھیے شاہ کیا فرما دیں میرے بگڑنے پر گھبراہٹ میں گئے مجھ کو بہت سمجھا دیں گے
 مگر میں کسی کا کہنا نہ مانوں گا اُس جوان کو بدولت قتل کیے نہ رہو نگاہت جھٹکتا اور بار میں آیا
 شاہ کو سلام نہ کیا شاہ نے کہا کہ کیوں ایسے سفیان آج کیا ہو جو ہم کو سلام نہیں کیا
 سفیان نے کہا کہ اب آپ نے نئے پہلوان پائے ہماری کیا احتیاج رہی آپ کوئے سے
 ملازم مبارک ہوں قریب رستم کے آکر کہا کہ ای جوان تو نے غضب کیا کہ بھائی کو میرے
 مار ڈالا میں بدلہ اُسکے خون کا ضرور لونگا بس اب اٹھ اور مجھے مقابلہ کر میں بھی دیکھوں
 کہ آپ کیسے جبری و بہادر ہیں بھائی صاحب اس وجہ سے مارے گئے کہ اُن کو کئی دن سے
 بیمار تھا ورنہ اُن کو کون مار سکتا تھا وہ ایسا بہادر تھا کہ شاہ کی سرکار میں مدت گزری
 کسی سے نہیں لڑا آج نہیں معلوم اُسکو کیا ہو گیا کہ جو وہ بھڑ بڑا رستم نے کچھ جواب نہ دیا
 سفیان نے کہا کہ میں تم کو اٹھاتا ہوں اٹھتے نہیں یہ کہہ کر تلوار کھینچی رستم نے کہا کہ اُو
 سفیان چلا جا ایسا نہ ہو مجھے بھی غصہ آجائے تیرے بھائی سے تھکوا ملا دو نگاہ اسکے پاس
 تجھے بھی پہونچا دو نگاہ سفیان نے رستم کا ہاتھ تھام کر کھینچا رستم دنگل سے نہ اٹھے سفیان
 کا ہاتھ مڑوڑ کر تلوار چھین لی بیٹھے بیٹھے کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا
 کہ استخوان چور چور ہو گئے ساتھ والوں نے لاشہ اٹھا لیا اور بارگاہ سے نکل گئے کہتے تھے
 یارو یہ جوان بڑا زبردست ہو اول اسکے بھائی کو مارا اسکو کس طرح قتل کیا کہ دم لینے
 کی اسکو ہمت نہ ملی اپنے بھائی سے جا ملا یہ انجام ہوا اب ہم لوگ دربار شاہ میں
 نہ آویں گے اور کہیں نوکری کریں گے سو جوان لاشہ سفیان کا لیکر چلے روتے ہوئے
 جاتے تھے راہ میں کفیل صحرا انور دلا یہ شکست کھا کر گیا تھا ایک جنگل میں اُترا ہوا تھا اُسے

جورونے کی آواز سنی دیکھا سو جوان ایک لاشہ لیے ہوئے آئے ہیں اُن سب کو اپنے پاس بلوایا پوچھا کہ یہ کس کا لاشہ ہے افسروں نے بیان کیا قلعہ نیرنگ میں ایک جوان آیا ہے اُسکو بڑا غرور ہے عقلائے تغیر و سفیان اُسی کے ہاتھ سے مارے گئے ہم لوگ اپنے افسر کا لاشہ اُٹھا لائے اب کہیں اور نوکری کریں گے کفیل نے کہا کہ میں زخمی ہو کر ہٹ آیا اسی سے اُس جوان کو غرور ہوا تم لوگ میرے پاس رہو میں تم سب کو ساتھ لیکر اُس جوان کو لشکر کشی کر دنگا تم سب کو ساتھ لیچو ننگا وہ سزا دوں کہ عمر بھر یاد کرے لاشہ سفیان کا ایک جنگل میں جلو ا دیا اُن سو جوانوں کو اپنے ساتھ رکھا اُسی جنگل میں اُترا ہوا ہے فکر کر رہا ہے دل میں کہتا ہے کہ منزے سے قزاقی کرتا تھا یہ بیٹھے بیٹھے کیا سوچھی کہ قلعے کی ہوس ہوئی لگا لگا یک خبر ہو چکی کہ ایک تاجدار آتا ہے اور اُسکے ساتھ بارہ ہزار جوان ہیں اور ایک محافظ بھی ساتھ ہے اور مال بہت ہمراہ ہے کفیل نے ہر کارے بھیجے کہ دیکھو کہاں اُترے ہیں ہر کارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی کہ ای شہر یا رہبان سے پانچ کوس پر ایک جنگل ہے اُسی صحرا میں وہ تاجدار اُترا ہے مگر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قلعہ گلزار پر جا کر لڑا وہاں سے ایک معشوق کو لایا مگر وہ معشوقہ روتی ہے اور وصل اُسکا قبول نہیں کرتی کہتی ہے مجھے قتل کر ڈال مگر تیرے پہلو میں نہ بیٹھوں گی یہ تاجدار اب لیے ہوئے اپنے ملک کو جاتا ہے سرفراز تاجدار تمام قلعہ گلزار سے مال بہت کچھ لوٹ کر لایا ہے کفیل نے کہا آج رات کو چل کر لوٹ لوں گا اب اُس جوان سے لڑنے نہ جاؤنگا اپنا جو پیشہ ہو وہ ہی کرونگا پھر ہر کارے روانہ کیے کہ یہ دریافت کر لاؤ مال پر کتنے لوگ ہیں ہر کاروں نے آکر خبر دی کہ فوج بہت ساتھ لیکر گیا تھا ہر چند کہ بادشاہ قلعہ گلزار مارا گیا مگر رعایا وہاں کی خوب لڑی فقط دو ہزار جوان چھکڑوں پر نگہبان ہیں پہلے چل کر مال پر قبضہ کیجیے پھر سوتے میں اُنپر جا پڑیے ایک بار گاہ الگ استاد ہے اُس میں وہ شاہزادی داخل ہو کفیل نے کہا کہ کیا تدبیر کریں ہر کاروں نے کہا کہ چار غول کیجیے بڑے لطف سے جا پڑیے گا یقین ہے کہ وہ لوگ آپ کی اطاعت کریں کفیل سوار ہوا فوج کے چار غول کیے سب کے آگے آپ ہوا دور سے آکر دیکھا کہ جنگل میں

روشنی ہو رہی ہو ایک طرف کئی سو چھکڑے ہیں دو ہزار جوان گرد پھر رہے ہیں کفیل نے آکر چھکڑوں پر بلوہ کیا نگہبان سب لڑے مگر مارے گئے کفیل نے وہ مال قبضے میں کیا اب طرف شاہ کے آکر گرا وہ شاہ یعنی سرفراز تاجدار گھوڑے پر سوار ہوا کفیل سے مقابلہ کیا کفیل کو زخمی کیا ایک طرف سے تیر جو آکر پڑا سرفراز تاجدار کا بھی شانہ نشانہ ہوا ہاتھ بوجھا کر کار کا اوپر سے کفیل نے ہاتھ مارا کہ سر بھی تاجدار کا زخمی ہوا تاجدار گھوڑے کو اڑا کر بھاگا ساتھ والے بھی منتشر ہو گئے قزاقوں نے آکر سب مال و اسباب لوٹ لیا لیکن تاجدار بھاگ کر لشکر سے نکل گیا ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر رات بسر کی صبح جو ہوئی گھوڑے پر سوار ہو کے چلا کچھ آئندہ دروند دیکھے اُسے پوچھا کہا سنئے آتے ہو انھوں نے کہا ہاں دو کوس پر ایک قلعہ ہو اُس قلعے کا حاکم نیرنگ تاجدار ہو ہم وہاں سے آتے ہیں نیرنگ سرفراز نے اپنے دل میں کہا کہ اسی سرفراز چل کر اُس بادشاہ سے اپنا حال کہو شاید رحم کرے اور ہمارا مال و اسباب وغیرہ اُس قزاق سے دلوانے کیونکہ بادشاہ کی بادشاہ مدد کرتا ہو یہ سوچ کر قلعہ نیرنگ میں آیا دربار گاہ نیرنگ تاجدار پر پہونچا وہ وقت ہو کہ رستم بھی بیٹھے ہیں نیرنگ تاجدار معشوق کا ذکر کر رہا ہو رستم فرماتے ہیں اے نیرنگ تاجدار ہر کارے روانہ کرو جا بجا تلاش کریں یہی تصویر ہر کاروں کو دے دو یہ ذکر تھا کہ چوہدری نے بڑھ کر عرض کی کہ ایک تاجدار یکدہن و تنہا بقیار و ذخیرہ در دولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو نیرنگ نے حکم دیا کہ بلاؤ سرفراز سامنے آیا نیرنگ کو سلام کیا نیرنگ نے پوچھا کہ اے بادشاہ عالیجاہ کیا باعث ہوا جو اسقدر پریشان ہو رستم نے ہاتھ تھام کر اپنے دنگل کے قریب بٹھا لیا فرمایا اے شہریار حال پریشانی اپنا ظاہر کیجیے سرفراز نے عرض کی کہ رات سے بھوکا پیاسا ہوں مال و اسباب گیا معشوق بھی چھین گئی ہر چند کہ ناراض تھی مگر امید تھی کہ آئندہ رام ہوگی یہ کہہ کر سرفراز بقیار ہو کر رونے لگا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی رستم نے اشک اپنے رونال سے پاک کیے کہا اے شہریار غم نہ فرمائیے حال اپنا مفصل بیان کیجیے ہم کفالت کریں گے کفالت کا جو رستم نے نام لیا سرفراز تاجدار نے کہا عجب طرح کی مصیبت ہو

کیا اسکو عرض کروں اپنے ملک میں بھدیش و حیثیت کتنا تھا کہ کسی کا خوف اور نہ کسی کی
تردد و بلا تکلف سلطنت کرتا تھا ایک دن ایک ندیم نے ذکر کیا کہ قند گلاز میں بھگت مار شاہ
کی دختر نہایت حسین و جمیل ہو بڑے بڑے شاہوں نے پیغام بھیجے مگر اسنے نہیں منظر کیا
میں ذکر سنتے ہی مقرر ہو گیا اب وہ ان ترک ہونے لگا آخر یہ صلاح ہوئی کہ لشکر کشی
کر و لشکر کشی کر کے گیا قلعے کا محاصرہ کر لیا قلعہ کے باہر ایک قصر تھا سامنے قصر کے پہونچا اس
قصر میں وہ آفت جان جلوہ فرما تھی میری نگاہ پر گئی حقیقت تو یہ ہو کہ ایسی معشوقہ کبھی نگاہ
سے نہیں گذری تھی دیکھ کر مر گیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا گرتا پڑتا اپنے لشکر میں آیا آ کر
حکم دیا کہ بلبل جنگی بے سجدہ دونوں لشکروں میں بلبل جنگی بچے رات بھر تیار رہی یہی صبح کو میں نے
قلعے پہونچ کر دیکھا قلعہ فتح ہوا بادشاہ مارا گیا مال و اسباب سب لوٹ لیا معشوق کو قبضے میں
کیا مگر اسنے مجھے نفرت ظاہر کی کسی طرح میرا صل نہیں قبول کیا میں اسکو ساتھ لیکر طرف
اپنے قلعے کے جاتا تھا قراہ میں ایک صحرا تھا وہاں اُترا میرے آنے کی خبر ہر کاروں
نے کفیل کو پہونچائی کفیل نے آ کر شیون مارا یہ نوبت ہوئی کہ نگہبان مارے گئے آخر کو
میں زخمی ہوا جان بچا کر نکل بھاگا یہاں آ کر پہونچا ہوں اب امیدوار ہوں کہ میرے ملک
میں مجکو پہونچو اسیجے رستم نے کہا کہ کفیل کون ہی لوگوں نے کہا کہ وہ ہی کفیل صحرا نورہ
قزاق جو آپ کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا ہو اور اب جا کر صحرا میں اُترا ہو رستم نے کہا
کہ اے سر فر از شاہ میں اسکو جا کر ابھی سزا دیتا ہوں تمہارا مال دلو او نگا مگر ذکر معشوقہ
سُن کر خیرنگ تاجدار نے کہا کہ اے بادشاہ تنے اُس معشوقہ کو دیکھا ہو تمہارے خیال
میں اُسکی صورت ہو سر فر از شاہ نے کہا کہ اُسکے شعلہ حُسن نے قلب و جگر جلادیا مگر وہ
خود کسی پر عاشق ہو راتوں کو نام لے لیکر روتی ہو اور کہتی ہو آرزو یہ ہو کہ اُن تک سی طرح
پہونچوں لیکن فلک نے یہ انقلاب دکھایا کہ دشمن کے قبضے میں کر یا رات کو یہ اشعار اُٹھا

پڑھ رہی تھی نظم	ای فلک کیا تصور میرا ہو	در بدر مجکو کیوں پھراتا ہو
کیون نہ تاریک آنکھوں میں ہو جلا	زلع جانان کا مجکو سودا ہو	غول بھی بھاگتے ہیں ڈر ڈر کے
کیا ہی پر خوف میرا صحرا ہو	یا آ یا نہ پھول اٹھانے سے	عشق کا کیا یہی نتیجہ ہو

اگر قمر حال دل کہیں کس سے | دلِ نالان کی کون سُنتا ہو | نیزنگ تاجدار نے یہ حال
سن کر تصویرِ حسد و قہر سے نکالی کہا اے شہریار یہ تصویر تو دیکھیے سرفراز شاہ تصویر دیکھ کر
ہنس ا اور کہا ہاں یہ تصویر اسی کی ہو گا نہ اے صنوبر خرام نام ہو وہ ہی نام بھی لکھا ہے نیزنگ
نے کہا کہ اے بادشاہ مال وغیرہ تم کو مبارک ہو مگر میں نے اس معشوقہ کے واسطے گھر بار چھوڑا
تھا اس شہریار کے صدقے سے پھر سلطنت ملی کفیل انھیں کے ہاتھ سے شکست کھا کے
گیا ہو ہم بھی تمھارے ساتھ چلین گے رستم نے حکم دیا کہ مرکب تیار ہو سرفراز شاہ نے
کہا اگر بخیر و عافیت اپنے ملک میں پہنچو گا تو جانوں گا دوبارہ زندگی ہوئی معشوقہ آپ لیجیے
لیکن وہ ناراض ہو نیزنگ نے کہا شاید اُس نے خواب میں مجھے دیکھا ہو میرے دل کا عجیب
حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو جا کر اُس معشوق کے قدموں پر سر رکھوں گا اور کوں گا زندگی
تمھارے ہاتھ ہو یا تو غلامی میں قبول کرو یا ایک ہاتھ مار دو کہ میرا خاتمہ ہو جائے یہ سن کر
سرفراز شاہ نے کہا کہ خدا انجام بخیر کرے معشوقہ تم کو ملے میں مال و اسباب لیکر اپنے
قلعے میں جاؤں رستم فوراً سوار ہوئے نیزنگ تاجدار بھی ہمراہ ہوا دس ہزار فوج بھی
ہمراہ لی سرفراز تاجدار نہ جاتا تھا مگر رستم نے ہمراہ لیا سب سے زیادہ نیزنگ تاجدار
کو خوشی ہو کہ اس شہریار کی قدموں کی برکت سے معشوقہ غیر معلوم کا پتہ تو ملا یہاں کفیل
اُتر آیا ہوا ہوا مال اس قدر پایا کہ خوش ہو رہا ہو کہتا ہوا قلعہ لیکر کیا کروں گا اس قدر مال و
اسباب دستیاب ہوا ہو کہ بہ تکلف صرف کروں گا سالہا سال کم نہ ہو گا کہ ہر کارے دوڑ
ہوئے آئے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا وہ ہی جو ان آپ پر آتا ہو وہ تاجدار بخیر
ہو کے گیا تو قلعہ نیزنگ میں پہنچا اُسی جو ان سے فریاد کی وہ جو ان فوراً سوار ہوا
اور آتا ہوا آپ تدبیر کیجیے اپنے کو اُس سے بچائیے ایسا نہ ہو کہ وہ آکر گرے اور لشکر کو
تباہ کرے کفیل پہلے تو گھبرا گیا مگر افسروں نے کہا کہ آپ نہ گھبرا ئیں ہم گھیر کر مار لیں گے
آپ سامنے سے مقابلہ کیجیے گا ہم پشت پر سے آکر مار لیں گے کفیل یہ سن کر آمادہ ہوا مگر
کہتا ہو کہ میں نے اُس جو ان کے ہاتھ سے ایسی شکست کھائی کہ نام سے اُسکے ڈرتا ہوں
دیکھوں لات و منات کیا دکھائیں اگر اُس جو ان کو مار لیا تو قلعہ نیزنگ پر بھی قبضہ ہوگا

معشوقہ کے سامنے شب کو گیا تھا وہ بلک بلک کر روتی ہو اور کہتی ہر مجھ کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ
 اپنی جان دید ونگی شب بھر میں نے منتیں خوشامدین کہیں مگر وہ راضی نہ ہوئی حقیقت میں
 عجب معشوق ہو چال ڈھال صورت زریبا طلعت جہان آرا خوبصورت نیک سیرت نہایت
 حسین و جمیل مگر رفتہ رفتہ قابو میں آجائے گی یہ کہ کمر سوار ہوا گل لشکر آراستہ ہوا کہا یا رو
 ایسے جم کر لڑو کہ وہ جوان پریشان ہو جائے نیرنگ تاجدار بھی ساتھ ہو ہر کارے نے
 عرض کی کہ اسی معشوقہ پر نیرنگ تاجدار عاشق ہو وہ جوان اُسکی بہت خاطر کرتا ہو
 ہر چند کہ ہم لوگ نکل آئے لاشہ سفیان لیکر بھاگے مگر نیرنگ تاجدار کو کچھ ملال نہوا
 یہی کہتا تھا کہ جاتے ہو تو نکل جاؤ میں اور ملازم کر لوں گا اور میں اب اس شہر یار کے
 ساتھ رہوں گا طلسم نوخیز حبشیدی کی بھی سیر کریں گے صاحبقران زمان کی ملاقات
 سے مشرف ہونگے بادشاہ اسلام سے بھی ملیں گے کہ وہ فتح طلسم میں ایسے جلیل کسے دیکھے
 ہیں کہ پردہ قاف سے آکر فتاحی طلسم پر دست انداز ہوے چار لاکھ فوج مہیا کر لی ہو
 میثاق کوہ گردان ایسا سب سالار و شاہزادیاں متعدد عاشق جمال موجود ہیں
 جہان لڑائی بڑی اُس لڑائی کو فتح کیا کفیل یہ حال سن کر اور زیادہ گھبرار ہا ہو کہ سامنے
 سے گرد اڑی دیکھا آگے رستم میں ایک طرف سرفراز تاجدار اور ایک طرف نیرنگ تاجدار
 پشت پر دس ہزار جوان نیزے چمکاتے ہوئے گھوڑے اڑاتے ہوئے رستم آکر فوج
 پر گئے جنگ ہونے لگی جس افسر نے کہا تھا کہ میں پشت پر جا کر مار لوں گا گھوڑا اڑا کر
 چلا رستم نے اُسے لکارا کہ او بے حیا کہاں جاتا ہو بلٹ کے اُسے ہاتھ تلوار کا مارا
 رستم نے دارا سکاروک کر ہاتھ مار دیا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا افسر تیرو
 کمان لیکر بڑھار رستم نے کمان کو قلم کیا اُس جوان کو بھی ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ وہ
 بھی واصل جہنم ہوا چودہ افسر کفیل کے سامنے کفیل کے قتل ہوئے کفیل کے ہوش
 اڑ گئے کہتا ہو کیوں یا رو اس جوان کو کیونکر قتل کریں بڑی ہوشیاری سے بڑھتا ہو چودہ
 افسر قتل کیے دس ہزار نے ساٹھ ہزار کے جی چھڑوا دیے ہیں میں کیا تدبیر کروں اگر
 حلت ملے تو لڑ بھڑ کر نکل جاؤں مگر نیرنگ تاجدار بھی اس جوان کی صحبت اٹھا کر کیسا

دلیر ہو گیا ہو دیکھو کہ طرح سے لڑ رہا ہے جو سامنے کیا وہ مارا گیا سر فراز تاجدار کے سیر
سامنے سے بھاگ چکا ہو مگر آج تو بڑے لطف سے لڑ رہا ہے کنیزوں نے یہ خبر ملکہ گلزار
کو پہنچائی کہ نیرنگ تاجدار فرزند صاحبقران عالی وقار کو ساتھ لیکر آیا ہے آپسے
دعویٰ عشق کرتا ہے ملکہ نے کہا کہ میں شگاف خمیہ سے دیکھوں تو کہ یہ جوان کون ہو جسکو
میں نے خواب میں دیکھا شاید وہ ہی ہو یہ کہہ کر اپنے مقام سے اٹھی شگاف خمیہ سے
دیکھنے لگی جیسے ہی نیرنگ پر نگاہ پڑی آہ کر کے بیٹھ گئی کہا صاحبو مراد دل پوری ہوئی
یہی جوان غارت گر ہوش ہو جب تو اسکو میری محبت کا جوش ہی بین یہی چاہتی ہوں کہ
اسکے قبضے میں جاؤں تو دل کو راحت ہو قلب کو فرحت حقیقت میں اسی ظالم نے
خواب میں آکر متاع صبر و ہوش کو لوٹ لیا اسی کے ہجر میں دن رات چین نہیں پڑتا
فلک نے کس قدر آوارہ کیا مگر اس آوارگی کا یہ انجام تھا کہ جب یہ جفا اٹھا دینگے
تب معشوق کو پا دین گے اور یہ بھی دیکھا کہ نیرنگ تاجدار کے ہاتھ میں تلوار کھنچی
ہوئی ہو رہا تھا ساتھ ہیں لڑتا پھرتا ہے جس خیمے میں ملکہ ہیں اُس خیمے کو بہ نظر حسرت
دیکھتا ہے اور زبان سے یہ نکلتا ہے نظم

اُس رُخ کے آگے ماہ کی تنویر اور ہو	ذرہ ہو اور جہر کی تنویر اور ہو
تڑپا چکا فراق میں برباد کر چکا	اب کو نسی جفا فلک پیر اور ہو
تصویر اپنی دیکھ کر مرے آگے غیر کو	کہتے ہیں وہ اک ایسی ہی تصویر اور ہو
اُس حور کا وصال میسر ہو کیا مجھے	تدبیر اور چیز ہو تقدیر اور ہو
سطوت دل اپنا پھنس کے بھلا کے کس طرح	دام اور ہو وہ زلف گر گیر اور ہو

کنیزوں نے ملکہ سے کہا داری نہ گھبرا کیے وہ دیکھیے رستم عالی شان قریب کفیل پہنچ گئے
یقین ہو اب کفیل سے مقابلہ پڑے اور وہ بے حیا مارا جائے ملکہ کا یہ حال ہو کہ جب کوئی
نیرنگ تاجدار پر وار کرتا ہو تو یہ تڑپ جاتی ہے اور بیتاب و بیقرار ہو کر کہتی ہے کہ اے کریم
کریم اے مسلمانوں کے خداے نادیدہ میرے وارث کو بچالے اور فرزند صاحبقران کو فتح دے
یہاں کفیل چاہتا تھا لڑ بھڑ کر نکل جاؤں لیکن جی بھڑک گیا سر فراز تاجدار نے آکر روک

اور کہا کہ ان جاتے ہو رستم سے مقابلہ تو کر لو اور آواز دی کہ ای شہر یار میان کفیل جاتے ہیں
 رستم نے مرکب اڑایا اور چاہا کفیل سے مقابلہ کروں مگر کفیل ہٹ جاتا ہی سامنے نہیں
 آتا آخر ایک مقام پر اگر نیرنگ نے گھیرا اور پکار کر آواز دی کہ ای کفیل قلعہ فتح کرنے
 آئے تھے مجھے تو مقابلہ کرو کفیل کی نظروں میں یہ کب سماتا ہی جب قریب پہونچا کفیل نے
 ہاتھ تلوار کا مارا نیرنگ کا شانہ ٹھوڑا کفیل نے چاہا کہ دوسرا وار کروں اور
 سر کاٹ لوں نیرنگ نے نالہ کیا اور کہا کہ ای شہر یار غلام کو بچا بیسے رستم نے جو آواز
 نیرنگ کی سنی گھوڑے کو اڑا کر بیچ میں آگئے آواز دی کہ ای کفیل کیوں بھاگے بھاگے
 پھرتے ہو ہمنے خبر سنی تھی کہ یہ ارادہ ہو کہ اس جوان کو گھیر کر مار لین گے پس میں موجود ہوں
 جس طرح پر چاہو قتل کرو کفیل نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر رد کا
 جیسے ہی چاہا پلٹون رستم نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تیغہ کپیتان کا مارا
 کفیل نے سپر اٹھا دی مگر تیغہ کپیتان جو تڑپ کر گر اسپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر
 خود کو کاٹا سر کو تراشتی ہوئی تابہ جگر گاہ پہونچی لاشہ کفیل زمین پر گر نیرنگ تاجدار
 نے گھوڑے پر سے کود کر سر کفیل کا کاٹا نیزے پر علم کیا اہل فوج نے جو اپنے افسر کا سر
 دیکھا چادرین ہلانے لگے کئی افسروں نے آکر قدموں کو بوسہ دیا رستم نے خطا معاف کی
 اب افسروں کو حوصلہ ہوا آکر قدموں پر گرے رستم نے نیرنگ سے اشارہ کیا کہ خیمے
 میں جاؤ مال سب سرفراز تاجدار کو دیا نیرنگ تاجدار زخم کو باندھ کر درخیمہ پر
 آیا ایک کنیز کھڑی تھی اُس سے کہا کہ جا کر عرض کرو کہ آپ کا عاشق صادق حاضر ہو کنیز نے
 جا کر ملکہ سے کہا ملکہ نے کہا کہ بلا لو اب میں اُن کے قبضے میں ہوں اُن کو اختیار یہ کہ کہ
 برائے استقبال اٹھیں نیرنگ رعب و داب سے کانپتا ہوا اندر آیا ملکہ نے ٹھاک کر
 سلام کیا نیرنگ تاجدار نے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا کہا ای شہنشاہ ملک خوبی و
 ای سرور و ان باغ محبوبی خوب آوارہ کیا ملکہ نے کہا کہ میں بھی تو آوارہ ہوئی گھر بار چھوڑا
 ان ظالموں کے قبضے میں رہی مگر خدا نے آبرو کو بچایا کل شب بھر یہ کفیل درپردہ منتین
 کرتا تھا کہ اس قدر مال رکھتا ہوں کہ جس کا حد و شمار نہیں صد ہا کنیز بن حاضر کر دوں گا

مگر میں نے خنجر لے لیا تھا کہنتی تھی تو نے مجکو ہاتھ لگایا اور میں نے اپنے بھونک لیا اس خیال سے اُس نے جبر نہیں کیا ورنہ آمادہ جبر و بدعت تھا یہی چاہتا تھا کہ جس طرح بنے قبضہ کر دے مگر میں یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آوارگی مجکو سرفراز کرے گی نیرنگ تاجدار نے ملکہ کو سوار کیا مال رستم نے سرفراز تاجدار کو دیا سرفراز نے ملازموں کو اپنے طرف قلعے کے روانہ کیا اور آپ عرض کی کہ میں ہمراہ رکاب رہوں گا نیرنگ تاجدار و سرفراز تاجدار بہت سی فوج لیکر قلعہ نیرنگ پر آئے عقد ملکہ کا بڑی دھوم سے نیرنگ کے ساتھ ہوا نیرنگ نے گوہر مراد حاصل کیا اور ملکہ سے کہا کہ امی ملکہ عالم تم تو قلعے میں رہو میں ہمراہ آقل کے جاؤنگار رستم نے کوچ کیا یہاں مسمار جادو نے جو لشکر رستم رستم سے خالی پایا چند افسروں کو سحر سے گرفتار کیا سب لوگ حیران ہیں جو تھے دن مسمار میدان میں نکلا ہوا افسروں کو للکار رہا ہو کوئی مقابلے میں نہیں نکلتا اہل لشکر رستم دعائیں مانگ رہے ہیں کہ امی خالق بے نیاز داریت کار ساز اس بلا سے بچالے ظم

بروز صورت خورشید و مثل ہشب
چہ ہندو سندوچہ ایران چہ روم و شام
ز خاک سبزہ ہمدآرد ز چوب خشک طرب
کہ نیست قدر حسب پیش حق نہ فقر نسب
کہ ہست جلوہ ذاتش ز ہر قریب اقرب
بحسن تازہ و درنگ عجیب بوی عجب
با بر جوش و خروش و برعد شور و شغب
گئے بروز کن این کار نیک گاہ ہشب

بود ہمیشہ منور بدیدہ جلوہ رب
بہر دیار مقیم است حضرت قیوم
بباغ دہر گل از خار میکند پیدا
برائے بندہ فقط بندگی بکار آید
سبحان و جسم ہمیشہ تعلقش باشد
بیرد این گل بستان جان دل از بلبل
بمهر کرد عطا نور لازوال خدا
بجد خالق اکبر گذار ہندی عمر

سب بیقرار و بیتاب ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں اور مسمار دم بدم نعرے کرتا ہو کہ
ہاں یار و میرے مقابلے میں آؤ ورنہ میں سحر کروں گا کہ کل لشکر بیکار ہو جائیگا کہ صحرا سے
گرد اڑی رستم پلٹیں علم شاہ نوجوان بصد شوکت و شان آکر پہونچے لشکر کو پریشان دیکھا
اہل لشکر جا بجا چپتے پھرتے ہیں خوف ہو کہ ایسا نہ ہو وہ سحر کر دے کئی دن میں مسمار

چند سرداروں کو گرفتار کر کے لے گیا اب آج کل لشکر پر ارادہ کرتا ہو کہ سحر کر کے سلوک بیکار کر دیا
رستم سے سب حال سرداروں نے بیان کیا کہ جو میدان میں نکلا اُسکو ہمسار نے دیوانہ
کر دیا اسی کے لشکر میں وہ سردار چلا گیا اُس نے جا کر قید کیا دس بارہ سردار اسی طرح
میدان میں نکلے جو میدان میں گیا وہ دیوانہ ہوا اُس کو گرفتار کر لے گیا رستم نے کہا
کہ میں اس کے مقابلے میں ضرور جادو لگا جو تقدیر میں ہو گا وہ ہو گا اگر اس ساحر کے ہاتھ
سے ہماری گرفتاری ہو تو ہم کو کون بچا سکتا ہو پروردگار سبب پیدا کرے گا کوئی صورت
فتح کی نکل آئیگی ہر چند سب سرداروں نے روکا مگر رستم نے نہ مانا مرکب کو ہمیں کیا گھوڑا
طرارہ بھر کے چلا ہمسار نے جو دیکھا کہ رستم خود آتے ہیں گولہ سحر کا ہاتھ میں لیکر آمادہ ہوا
کہ سحر کروں یہ سوچ کر طرف صحرائے مارا سب نے دیکھا کہ ایک جوان زنگی گھوڑے کو
اُڑا لے ہوئے آتا ہو وہیں سے لٹکارتا ہوا کہ او رستم میں تمہارا ہم نبرد ہوں یہ کہتا
ہوا قریب آیا رستم پر نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُس جوان نے دیکھ کر آواز دیا
کہ گھوڑے سے اتر لے میرے ساتھ لشکر میں چلیے رستم گھوڑے سے کود پڑے ہمسار نے
اشارہ کیا کہ او جلا د صحرائی اس جوان کو تو ہی قتل کر زنگی نے رستم سے کہا کہ سر جھکا کر
بیٹھیں آپ کو قتل کرونگا رستم نے ہتھیار پھینک دیے اور سر جھکا کر بیٹھے زنگی تیغ کھینچ کر
برسر رستم آیا پکار کر آواز دی کہ او ہمسار جادو میرا قتل کیا ہوا زندہ نہیں ہوتا ذرا
سمجھ کر حکم دیجیے گا سرداروں نے جو دور سے دیکھا کہ آقا ہمارے قتل ہوتے ہیں مقبرہ ہو
وہاں مانگنے لگے کہ او کریم و رحیم اس آفت سے رستم کو بچالے لطم

در گلستان جہان ہر ماہ و سال	چار سو روشن از نور جمال +
خامہ در تحریر و صفحہ سینہ چاک	در شنا نوک زبان گردید لال
گاہ از خور مینا بد روے خویش	گاہ از بدرد گہ از روے ہلال +
میرسد انسان با وجہ معرفت	گر بہ بخشہ حضرت حق پر و بال +
میکند تقسیم گنج سیم و زر +	حضرت قاسم بہراہل سوال
تنگستان را فراخی میدہد +	چون کشاید آن سخی دست نوال

صانع اکبر خداے لایزال +	مالک ملک و خداوند جہان +
دم زند پیشکش کر ابا شد مجال	رو کند حکمش کہ دارد این توان
حامیش باشد اگر ایزد تعال	نیست ہندی را بد نیا فکر و غم

مگر رستم سرنگون زیر تیغ بیٹھے ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں مسمار حکم دے رہا ہے کہ او غافل جلد قتل کر کیوں دیر کرتا ہے قضاے کار میثاق کوہ گردان تلاش میں بادشاہ کی نکلا تھا آسمان سے دیکھا کہ فرزند صاحبقران علمشاد نوجوان سرنگون زیر تیغ بیٹھے ہیں اور ایک جادوگر نعرے کر رہا ہے کہ ہاں سرکاٹ لے کیوں دیر کرتا ہے میثاق نے آسمان سے ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے مسمار گھبراہٹ سے دیکھا کہ میثاق کوہ گردان ہوا پر تھرا رہا ہے اس نے پکار کر آواز دی کہ اونٹ حرام تو قدرت سے برگشت ہوا اب آج میرے مقابلے میں آیا ہے میرے جلا کو مارا اب میں کیا تنجو جانے دو نگاہ مدبیر کروں کہ تنجو بھی اس طرح بٹھاؤں کیا اور جلا دیر کے لیے ممکن نہیں ہو سکتا اگر قصد کروں تو ہزار جلا د صاحب ظلم و بیداد ایسے پیدا ہوں میثاق نے اسکو تو کچھ جواب نہ دیا مگر رستم کو پکار کر آواز دی کہ اے رستم نوجوان آپ کیوں مجبور بیٹھے ہیں اٹھ کر گھوڑے پر سوار ہو جیے میثاق بھی زمین پر آیا مسمار نے سحر کیا اور ایک دستک دی ایک گنبد طلائی آسمان سے چرخ مارتا ہوا آیا میثاق نے ہنس کر کہا کہ اے مسمار اس طرح کے سحر ہمارے غلام کرتے ہیں دیکھ یہ قصر یون مٹتا ہو یہ کہہ کر میثاق نے گولہ مارا کہ وہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مسمار نے آواز دی کہ اے میثاق کچھ کمال دکھاؤ میثاق نے مجموعی میں ہاتھ ڈال کر ایک گولہ نکالا اُس کو طرف صحرائے پھینک مارا وہ گولہ دور جا کر پھٹا ایک دناٹا ہوا اُس میں سے دھواں نکلا اُس دھوئیں سے ایک نازنین پیدا ہوئی مسمار نے دیکھا کہ وہ نازنین نہایت حسین و جہین ہی لباس فاخرہ زیب جسم دریاے جواہر میں غوطہ زن خود رشک چمن جسم گورا معلوم ہوتا ہے کہ ستارہ چمک رہا ہے یہ شہار عاشقانہ گاتی ہوئی عجب انداز سے آتی ہے نظم

دانا کیا ہو تو نے جو ای آسمان مجھے :-
 سودا ہیز لعل یار کے حلقہ لگاؤ دہوں قید
 اے دل کسی نے یاد کیا ہے مجھے ضرور :-
 بلبل سے ہر غرض نہ کسی گل سے کام ہی
 جب تو نہ ہو تو سیر گلستان نہیں پسند
 نقد سیر میں لکھی تھیں اٹھائیں جو سختیاں
 بلبل پھرک کے کہتی تھی فصل بہار میں
 زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہر چشم یار
 سطوت کی یہ دعا ہے کہ دوزخ سے حشر میں

ہیں گی داستان دیکھ کے سب چکیاں مجھے
 حدادین بھٹاتے عجب بٹریاں مجھے :-
 بیوجہ آج آتی نہیں ہچکیاں مجھے :-
 یکساں فراق میں ہی بہار و خزان مجھے
 سم ہو ترے بغیر اے ارغوان مجھے
 بیٹھے بٹھائے ہو گیا عشق بتان مجھے
 گلشن سے تو نکال نہ اے باغبان مجھے
 رکھے سیاہ کیون نہ سدا یہ دھوان مجھے
 اگر بچا ہے گا شہر اٹلس و جان مجھے

اُس نازنین نے آکر مسمار سے کہا کہ چلیے باغ مراد میں آپ کی طلب ہو مسمار نے کہا
 کہ میں تو نہ جاؤنگا اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ اے مسمار تمہیں ہم کو کیوں بلایا جو کہ
 کہ باغ مراد میں رہتے ہیں وہ مجھے پوچھیں گے کہ تمہارا عاشق کیوں نہیں آیا تو میں
 کیا جواب دوں گی ہنس ہنس کر اُس نازنین نے مسمار سے باتیں کیں اور پہلو پر ہاتھ رکھ دیا
 منہ پھر کر لپٹی کہا لو صاحب میں جاتی ہوں مسمار نے کہا کہ اے شہنشاہ اقلیم خوبی و اے
 درآبدار بحر محبوبی میں ابھی چلتا ہوں مجھ کو خود خواہش تھی کہ کسی کنیز کو بھیج کر مجھے بلواؤ گی
 مگر تم نے یہ احسان کیا کہ خود تکلیف کی اب مجھے کیا عذر ہو یہ کہنا ہوا مسمار بچھے دوڑا
 لیکن وہ نازنین جھپٹی ہوئی جاتی ہو اب مسمار چاہتا ہو کہ میں قریب ہوں جو نہ ہا
 اسکا تمام لون اپنی عدم واقفیت کا عذر کر دے کہ میں ناواقف تھا تمہارا تشریف لانا
 مجھ پر شاق ہوا اب میں باغ مراد کا مشتاق ہوا کیون ملکہ یہ تو بتاؤ چمن شگفتہ ہیں
 اُس نے پلٹ کر جواب دیا کہ باغ بہار ہو طائر وں کی ہر سو پکار ہو ہر نخل کے سائے میں بھول
 کے اشار لگے ہیں سیر کر کے بہت خوش ہو گے یہ باتیں کرتی ہوئی وہ نازنین جاتی ہو پیچھے
 اسکے مسمار جاتا ہو کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ہم بھی ساتھ چلیں مسمار نے پلٹ کے دیکھا
 کہ پہلوے دشت میں ایک بلخ گلستان جنت کا داغ ہو دروازہ کھلا ہوا ہر نسیم عنبر شمیم

جل رہی ہو دو تین کنیزیں در باغ پر کھڑی ہیں اور پکار رہی ہیں کہ امی میثاق تم بھی آؤ میثاق نے پلٹ کر جواب دیا کہ مسمار کو لیجاؤ سیر باغ دکھاؤ یہ بہت مشتاق ہیں وہ نازنین باغ میں گئی مسمار اُسکے ساتھ داخل ہوا میثاق قریب رستم آیا گلے میں مویوں کا مالا ڈال دیا اور کہا لشکر ساحران کو مار لیجیے رستم نے گھوڑا بڑھایا تمام لشکر ان کا ان کے پیچھے چلا میثاق جما ہوا کھڑا ہی رستم غرہ کر کے جا پڑے غرہ رستم ۵۵ ارشد اولاد امیر عرب کیست علمشاہ جو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور بہک بر تخت مرزوق افکندہ شور بہ دونوں لشکر آپس میں مل گئے مگر جو سحر اہل لشکر مسمار کرتے ہیں میثاق اُسے پلٹ دیتا ہے کہ وہ سحر پلٹ کر اُنہیں پر گرتا ہے کوئی آگ سے جلا کوئی پانی میں ڈوبا کسی کے سینے پر گولہ پڑا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر گئی ہزار سا حر چند حملوں میں مارے گئے جب ساحر نے دیکھا کہ ہمارا سحر تا شیر نہیں کرتا اُسے ہمیں کو ہاناں کرتا ہے بھاگنے لگے پانوں سب کے اٹھ گئے مگر مسمار جو باغ میں داخل ہوا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہے کہ وہ جہین کہاں گئی وسط باغ میں آکر دیکھا کہ شامیانہ استاد ہو زیر شامیانہ فرش مشعر بچھا ہوا اور اُسپر ایک مسند زرین لگی ہو اس مسند پر ایک نازنین بصد ناز و ادائیگی ہو ایک تاجدار نہایت حسین و جمیل اُسکے پہلو میں بیٹھا ہے مسمار نے پکار کر آواز دی کہ کیوں ادشوقیدہ مجھ کو لگا کر لائی اور آپ اس ظالم کے پہلو میں بیٹھی اُس تاجدار نے آواز دی کہ او بے چارے تنجو کہنے بلایا تھا جادو رہو یہاں نہ آتا ورنہ بڑا رنج اٹھائے گا میرے ہاتھ سے مارا جائے گا مسمار نے کہا کہ او بیجا اٹھ تو سہی وہ تاجدار اٹھا تلوار کھینچ کر دوڑا آپس میں تلوار چلنے لگی مسمار نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے وہ تاجدار روک رہا ہے روکتے روکتے ہاتھ تلوار کا مارا تڑپ کر تیغ گراسپر کو کاٹ کر سر کو تراشتا ہوا تابہ جگر گاہ پہونچا یہاں جہان رستم لڑ رہے تھے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مسمار جادو بود میثاق نے کہا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ دشمن آپ کا مارا گیا رستم نے فوج کو شکست دی جب لشکر بھاگ چکا تو پلٹ کر رستم نے اپنے سرداروں کو قید سے رہا کیا مال کفار قبضے میں آیا خیمے وغیرہ اکھڑا بارگاہ پر قبضہ کیا میثاق کو لیکر اپنی بارگاہ میں آئے کہا امی دزیر اعظم قہر بڑی تکلیف کی

میشاق نے عرض کیا میں تو اس خانہ ان کا غلام ہوں تلاش شاہ میں نکلا تھا بادشاہ
 حجازہ بعد حصول روح برائے فتاح مرحلہ جات تشریف لے گئے ہیں مگر افسوس یہ ہو
 کہ میں اُن کے ساتھ نہیں پہنچا کہ خدمتگزار می کرتا حکیم صاحب بڑے بڑے شعیرے
 دکھائیں گے پر روزگار اُن کو ثابت قدم رکھے ایسا نہ ہو کسی بلا میں پھنس جائیں تو مشکل
 غلام رخصت ہوتا ہو ستم نے کہا کہ اگر میشاق اگر تم خدمت شاہ میں پہنچنا تو ہماری
 جانب سے بعد دعائے جاندر از کمنا کہ او شہر یار غلام بھی آپ تک پہنچے گا لیکن میشاق
 چند جام شراب پی کر اُسٹھا مرکب پرند پر سوار ہوا مرکب میشاق کو لیکر اڑ گیا ستم کا
 قصد ہو کہ کوچ کردن جمشید ثانی داخل قصر ہفت رنگ ہو بیٹھے بیٹھے ہنسا کملاق
 خارہ شکن زیر دست چپ قریب بیٹھا تھا پوچھا یا خداوندے سبب آپ کیا ہنسے
 جمشید نے کہا ہمارے زیر دستی اپنی جان دی باغ مراد میں جا کر مارا گیا اُس کے
 مرنے پر مجھ کو ہنسی آئی کوئی ایسا ہو کہ جا کر میشاق کو روکے میشاق نے بڑا ستم کیا
 کہ ہمارے قتل کر ایا کملاق خارہ شکن یہ کہہ کر اُسٹھا کہ یا خداوند سُن لیجئے گا کہ زبان
 بھی نہ ہلانے دوں گا مگر آپ بھی عہد واثق کیجیے کہ جس وقت قید آئے فوراً قتل کر ڈالیے
 اگر میشاق مارا گیا تو بادشاہ لشکر اسلام کی قوت کم ہو جائیگی یہ کہہ کر کملاق اٹھا جمشید
 سے رخصت ہوا جمشید نے چلتے چلتے خوب سمجھا دیا کہ اوی کملاق ہر چند کہ سحر میں تیرا
 مثل نہیں ہو مگر میشاق بھی بلاے روزگار ہو بہت سمجھ کے اُس سے مقابلہ کرنا ایسا نہ ہو
 تمہارے واسطے باعث ذلت ہو یہ تو ہم خوب جانتے ہیں کہ کسی مقام پر کمی نہ کرو گے
 لیکن اگر میشاق کے سحر نے تم پر تاثیر نہ کی تو تمہارا مثل نہیں مگر بہت خیال کر کے اُس سے
 مقابلہ کرنا اوزیر بات ہماری یاد رکھو کہ یہ طلسم فتح نہ ہو گا اور میری موت اس طلسم میں
 نہیں ہو ایسے مقام پر موت ہو کہ جہان کوئی جان نہیں سکتا مجھے کیا ضرورت ہو کہ میں
 وہاں جاؤں اور اپنی موت کو قریب بلاؤں تم لوگ سب میرے ساتھ ہو گے اگر شاید
 طلسم ٹوٹ گیا تو میں نکل جاؤں گا جس مقام پر جا کر خدائی اپنی قائم کروں گا سب بند
 مع ہو جاوین گے جو مراد مانگین گے اُن کو وہ ہی دوں گا وہ زور دکھاؤں کہ سب کو

معتقد کروں باپ دادا سے بھی رے کیا کیا کہ امتین دکھائیں تب آج تک نام روشن ہو جب تو ساحری جیشیہ کیا ایک نام ملتے ہیں کہ رات نے کما غلام اس فخر سے تجوی آگاہ ہو دیکھے کیا ہو کتاب رسومات میں آئے آپ لکھ چکے ہیں کہ طلسم ٹوٹیکا جمشید نے کہا کہ اُس کتاب کو میں نے نہیں کر دیا قدرت کو سب طرح کا اختیار ہو جو ہم کر میں اُسے کون مٹا سکتا ہو مگر اگر تجویہ شید نے سمجھا یا کملق نے اسباب سحر جھولی میں جمع کیا اور کر گدن پرندہ سوار ہوا سیراے مقابلہ میثاق چلا مگر میثاق کو وہ گردان علمشاہ سے رخصت ہو کر اڑا ہوا جانا تھا کہ کان میں گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بعد سوڑو گداز یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہوں نظم

گردش سے آنکھ فتنہ پناہی میں رہ گئی سب مٹ گیا فردغ مرے داغ عشق کا رہبر کو ڈھونڈھتا ہی کوئی راہ شوق میں گذریگا کون ادھر سے کہ خاک اس حقیقہ کی کیون اے دل دلع وصل صنم تو نے کیا بنا حسرت نہ نکلی وصل میں بھی دست شوق کی دیر اتنی ہی ہوئی تری بخشش میں یا راجا	تمسے یہ چال دل کی تباہی میں رہ گئی کچھ رہ گئی چمک تو سیاہی میں رہ گئی کیسی بھٹک یہ ہمت واہی میں رہ گئی اٹھ اٹھ کے آمد آمد شاہی میں رہ گئی چپکی جو بارگاہ اکسی میں رہ گئی اندیشہ ہائے نامتناہی میں رہ گئی جتنی کمی زیادہ گناہی میں رہ گئی
--	--

میثاق آواز کی طرف متوجہ ہوا آسمان پر سے دیکھا کہ ایک باغ رنگارنگ نہایت سرسبز و شاداب ہے سبزہ وہاں کا بیدار بخت عندلیبان خوشنوا کو شاخاں زمر دین تخت غنچوں کی چٹک ہو اکی سنک پھولوں کی ہلک باغ بہشت آئین پر گلزار جنان کا شک ہو وسط باغ میں ایک چہرہ بلور کا ہو کہ حالت اُسکی نور کی ہو اُسپر مسند جواہر نگار بھی ہو ایک شاہزادی والا قدر چہرہ رشک بدر عارض النور فخر ماہ کمال ابرو ہلال نقاش خوبی نے اُسپر جلوہ فرما ہو اور ایک تاجدار نہایت عظم و شان سے پہلو میں اُس نازنین کے بیٹھا ہو میثاق کلیجہ تھامے ہوے دیر تک جمال بے مثال دیکھا کیا آخر صبر نہ ہو سکا تخت اپنا اتارا اگر حیران ہو کہ اے میثاق اگر شاید یہ تاجدار اس ہجین کا

شوہر ٹھہرا تو پھر کیا تدبیر کرونگا یہ سوچتا ہوا کلیجہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تخت کو ایک گوشے میں اتارا
آپ خرامان خرامان سامنے اُس مہجبین کے آیا مگر میثاق نے یہ چالاکی کی کہ منہ پر اپنے
ہاتھ پھیر لیا ایک جوان خوش رو کی صورت بن کر تیار ہوئے جو اہر بہت سا پہنے ہوئے
تاج یا قوتی سر پر لیکن تخت پر کوئی خادم و خدمتگار نہیں ہی اُس نازنین نے جو میثاق
کو دیکھا بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی اور پکار کر آواز دی کہ ای جوان یہاں کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا میثاق نے بڑے عجز سے کہا کہ میں دور سے آتا ہوں مشتاق جمال
ہو کر ٹھہر گیا چاہتا ہوں کہ قدمبوس ہوں اُس نازنین کے دل پر ایسی تاثیر ہوئی کہ
اشارہ کر کے کہا کہ آئیے تشریف لائیے میثاق بلا تکلف بیٹھ گئے گلچینی گلشن جمال کی
کرنے لگے مگر بقراری کو دمبدم ترقی ہو لیکن وہ تاجدار حیران ہو کر یہ دوسرا تاجدار
کون ہو کہ بلا تکلف آکر پہلو میں میری معشوقہ کے بیٹھ گیا مگر میثاق نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ
ای شہنشاہ اقلیم خوبی و ای گوہر بے بہارے دریائے محبوبی تمہارا نام نامی کیا ہو اُس
نازنین نے سسکر کر کہا مجھ کو غچہ مرا دیکھتے ہیں پوچھا یہ تاجدار صاحب کون ہیں اُس نازنین
نے کہا کہ میرا تاجدار ان کا نام ہو ادھر سے جاتے تھے آکر ٹھہر گئے آپ اپنے نام نامی
سے آگاہ فرمائیے میثاق نے کہا کہ نام آوڑ تاجدار میرا نام ہو آپ کی صحبت
دیکھ کر گانا پسند آیا اس وجہ سے چلا آیا چاہتا ہوں کہ آگاہ ہوں اس مقام کا نام
کیا ہو اور یہ کہاں کی سرحد ہو اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا کہ اس مقام کو بلخ و لکشا
کہتے ہیں سمجھو ارجاد و باب میرا اس حوالی کا حاکم ہو یہ بلخ میرے نام سے بنوایا ہو مجھ کو
یہاں کا حاکم کیا ہو میں براے سیر یہاں آتی ہوں میثاق یہ باتیں سن کر حیران ہوا
کہ کیا تدبیر کروں اور کیونکر اس تاجدار کو ہٹاؤں اور اپنا رنگ جماؤں لیکن
نہایت دشوار معلوم ہوتا ہو کہ یہ تاجدار اٹھ کر جائے اور یہ مہجبین مجھ سے کلام
کرے کیونکر مجھ کو پہلوئے کلام ملے اس سوچ میں میثاق ہی چاہتا ہو کہ اُس تاجدار
سے کچھ کلام کروں اور وہ تاجدار بھی خاموش بیٹھا ہو حیران ہو کہ یہ کون شخص ہو جو آ کے
بیٹھ گیا اس سوچ میں دونوں بیٹھے ہیں اور وہ نازنین جب گائیں کو اشارہ کرتی ہو

تو گائیں تانین مارنے لگتی ہو اور گائیں کی آواز نہایت پاٹ دار ہو حسین و جمیل بھی احد سے زیادہ ہو قضاے کار کمللاق خارہ شکن کہ جو تلاش میثاق چلا تھا آسمان پر سے اس نازنین کو دیکھ کر حیران ہوا بیتاب ہو کر آسمان سے اُتر آیا مگر گھبرایا ہوا تھا آتے ہی اُس تاجدار سے کلام کرنے لگا کہ ای تاجدار آپ کا کیا نام ہو آپ کیوں تشریف لائے اُس تاجدار نے حیران ہو کر کہا کہ میرا مہران تاجدار نام ہو براے سیر جانا تھا اس مقام پر آکر ٹھہر گیا یہ وہ مجہبین ہو کہ دیکھنے والے کو حیرت ہو کمللاق خارہ شکن گھبرایا ہوا تھا بول اٹھا کہ اب آپ تشریف لیجائیے تماشائے محفل دیکھ چکے اب ہمارا دخل ہوئے سکر وہ تاجدار خاموش اُٹھا ارادہ کیا کہ چلا جاؤں مگر دل نہیں مانتا پلٹ کر معشوق سے کہا کہ لو صاحب رخصت ہوتے ہیں غنچہ مرا دے مسکر کر جواب دیا کہ آپ بیٹھے کیوں جاتے ہیں میثاق نے کمللاق کو پہچانا کہا ای وزیر اعظم کہاں سے آتے ہو کمللاق نے کہا کہ ای تاجدار میں تلاش میں میثاق کو وہ گردان کی نکلا تھا کہ اس مقام پر آکر پہونچا اس صحبت کا رنگ اچھا معلوم ہوا یہاں بھی چلا آیا میثاق نے کہا کہ بہت مناسب ہو مگر میثاق ایسا حلو نہیں ہو کہ جسکے پکڑنے کو آپ جاتے ہیں کمللاق نے جواب دیا کہ اگر میرے اُسکے مقابلہ پڑے تو ایک سحر میرے پاس ایسا ہو کہ کیا عجب ہو میثاق مغلوب ہو اور جو اُسکا سحر چل گیا تو میں مغلوب ہو نگا مگر کیا عجب ہو کہ میری مدد کو خداوند آدین میثاق نے کہا کہ ای کمللاق نہیں معلوم میثاق کہاں ہو مگر میں اُسکا شاگرد ہوں مجھ سے تو امتحان کر لو کمللاق نے کہا کہ اوزر باند اوزر زبان کو اپنی بند کر ورنہ دیوانہ کر کے مار دوں گا ابھی روتے ہوئے جاؤ گے میثاق اپنے مقام سے اٹھا مہران تاجدار بھی دلیر ہوا کہ اسکو مارو یہ ہمیں ہٹاتا ہو تلوار کھینچ کر کہا کہ ای وزیر خداوند میں تو ابھی نہ جاؤں گا گلچینی گلشن جمال کی کروں گا صاحب خانہ نے ہمسے کچھ نہ کہا اور تم سختی کرتے ہو میثاق جو اٹھا اٹھتے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پتلی نکال کر سامنے جھوڑ دی اور کہا کہ ای تصویر سامری اسکو دیوانہ کر دے وہ پتلی سامنے کمللاق کے ناچنے لگی کمللاق ناچنا اُسکا دیکھنے لگا اُس وقت میثاق نے جوش میں اپنے سحر کے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ

منم میثاق کوہ گردان کملاق کو جو یہ معلوم ہوا کہ یہی میثاق ہو جھولی پر ہاتھ ڈالا
ایک پتلہ سحر کا نکالا سامنے اُس پتلی کے چھوڑ دیا وہ پتلہ اُس پتلی سے مضحکہ کرنے لگا مگر پتلی
میثاق کی ایسی تیز ہو کہ پتلہ پر ہنس رہی ہو کہتی ہو جا کیوں دیوانہ ہوا ہی میرے سامنے
کیا شعبہ دکھائیگا میں ہوں تصویر سامری ایسے سیکڑوں شعبہ دے دیکھے ہیں تجھے نہیں
ہو سکتا کہ کملاق کو مار لے یہ سنا تھا کہ وہ پتلہ غچہ کھینچ کر طرف کملاق کے چلا کملاق نے
کہا کہ اے رفیق شفیق رت سے تیرا پو جا کرتا ہوں عین وقت پر کمی کرتا ہی ایسا نہیں ہو سکتا
کہ اس پتلی کو مار لے وہ پتلہ طرف پتلی کے چلا پتلی نے ایک شعر گایا کہ جبکہ مضمون یہ تھا
مطلع آج بیلابٹ رہا ہو خوش ہو بلبل باغ میں شاخہ گل لٹاتے ہیں زر گل
باغ میں یہ جو پتلی نے شعر گایا پتلہ جھومنے لگا پتلی نے گا کر بیہوش کیا وہ پتلہ کملاق
کی طرف متوجہ ہوا اور چاہا کہ ہاتھ تلوار کا ماروں کملاق نے ایک قبضہ مارا کہ پتلہ کا
سر پھٹ گیا پتلہ کو مار کر کملاق طرف میثاق کے چلا میثاق نے کہا کہ اے کملاق
اپنے سحر کا امتحان کر چکے اب کیا منظور ہو کملاق نے کہا کہ تمہاری مشکین باہر ہلکے بجاؤ
کملاق نے بگڑ کر تلوار کھینچی میثاق نے پتلی کو اشارہ کیا پتلی نے سامنے کملاق کے
یہ شعر گایا فرد الفت گل کا نتیجہ کیا یہی تھا اے فلک لوگ کہتے ہیں کہ بلبل کا ہوا قل
باغ میں یہ شعر جو پتلی نے گایا کملاق کا چہرہ سُرخ ہو گیا میثاق کے سامنے ہاتھ
باندھنے لگا کہتا تھا جو فرمائیے وہ بجالاؤں میثاق نے ہنس کر کہا کہ جاؤ جا کے
جمشید ثانی کا سر لاؤ جو سر لیکر آؤ گے تو یہاں آنے پاؤ گے ورنہ انتظام ہو جائے گا
کملاق خارہ شکن تلوار کھینچے ہوئے یا تو سامنے کھڑا تھا یا بدحواس ہو گیا تلوار تولتا
ہوا طرف قصر مہفت رنگ کے چلا بعد جانے کملاق کے میثاق نے مہران تاجدار
سے کہا کہ اب آپ بھی سرخرازی فرمائیے اور چلے جائیے مہران تاجدار ڈرا اور سمجھا کہ یہ
ساحر زبردست ہوا ایسا نہ ہو مجھ کو بھی کسی بلا میں مبتلا کرے خاموش اٹھا تخت پر اپنے
سوار ہو کر یہ بھی روانہ ہو گیا بعد جانے مہران کے میثاق نے چاہا غچہ مراد سے
کلام کر دین غچہ مراد نے کہا کہ میں آتی ہوں واسطے رفع حاجت کے جاتی ہوں یہ حیل

کر کے بارہ درمی میں آئی کنیزوں سے کہا کہ یہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہو ایسا نہ ہو کہ
کوئی سحر کرے اور میں مبتلا رہ جاؤں تم لوگ کہہ دینا کہ اُنکے باپ کے پاس سے پیامبر
آیا وہ طرف قلعے کے گئی میں آپ کا دل چاہے بیٹھے خواہ تشریف لیجائیے یہ کہ کر تخت پر
سوار ہو کر روانہ ہو گئی کنیزوں نے آکر میثاق سے کہا ہر چند کہ میثاق کو بہت
ناگوار ہوا مگر کس پر غصہ کرے کنیزوں کو جھڑک دیا اور کہا اُنھے وقت پر ہم سے اطمینان
نہ کی کہ ہم اُن کو نہ جانے دیتے روک لیتے کنیزوں نے عرض کی ہمیں جلت نہ ملی فوراً
ملکہ چلی گئیں میثاق نے کہا کہ ہم کو قلعہ کا پتہ بتاؤ ہم وہیں جائیں گے کنیزوں نے
کہا کہ باغ سے نکل کر ایک صحرا ملیگا بعد اُس صحرا کے قلعہ پر سر پہ فلک کشیدہ اسی
قلعہ کو قلعہ سبزوار کہتے ہیں جب وہاں جائیے گا تب ملکہ کا پتہ ملیگا میثاق محبت
میں دیوانہ ہو رہا ہو فوراً باغ سے نکلا صحرا کو طے کر کے قلعہ دیکھا طرف قلعے کے چلا جب
قریب قلعہ پہنچا دید بان نے آواز دی کہ ای آنے والے اس طرف نہ آنا غیر کے لیے
یہاں آنے کی ممانعت ہو میثاق نے کچھ جواب نہ دیا اور پکار کر کہا ہم غیر نہیں ہیں سبزوار
کی ملاقات کو آئے ہیں دید بان بھاگا جا کر سبزوار سے کہا سبزوار خود آیا بالائے
قلعہ سے دیکھا کہ ایک تاجدار ہو کہ وہ اندر قلعہ کے آیا چاہتا ہو پکار کر آواز دی کہ
ای ساحر میں تجھے نہیں پہچانتا میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای سبزوار جادو تم
میثاق کو ہر گردان اس وقت صورت بدلی ہوئی ہو صورت اصلی بھی دکھاؤں گا
سبزوار نے جو نام میثاق کا سنا مثل سید کے کانپنے لگا اور پکار کر کہا کہ آئیے تشریف لائے
مگر میں آپ کا حال سن چکا ہوں کہ آپ نے قدرت کو چھوڑا اور بادشاہ اسلام کی اُمت
کی میثاق نے جواب دیا تمہارا اس میں کیا نقصان ہوا جیسا موقع دیکھا ویسا کیا
اگر ایسا نہ کرتے تو ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے مارے جاتے ہم تو تمہاری ملاقات کو
آئے ہیں سبزوار نے کہا کہ آئیے آپ کا گھر ہو میثاق قلعہ میں آیا سبزوار استقبال
کر کے لے چلا مگر سبزوار کے آتے ہی رفقا بھی آگئے سبزوار نے رفیقوں سے اشارہ
سے کہا کہ بارگاہ میں جاؤ ایک جام شراب آغشته بہار دے بیہوشی تیار کر دو میں

چاہتا ہوں کہ گرفتار کروں خدمت خداوند میں بھیج دوں میں سمجھ گیا ہوں کہ جس واسطے
یہ آئے ہیں غنچہ مراد کے بلیغ سے یہ فتنہ رہ رہا ہو اکللاق خارہ شکن نے ان کے ہاتھ سے
شکست کھائی غنچہ مراد کی فکر میں آئے ہیں دزرا نے جام شراب آغشتہ بہ دارو سے
بیہوشی تیار کیا جیسے ہی میثاق آکر پہونچا وزیر دن نے جام ہاتھ پر رکھ کر پیش کیا کہا اے
وزیر اعظم اول اس جام کو نوش کیجیے پھر محفل میں بیٹھے میثاق جوش محبت غنچہ مراد میں
میسوت ہو رہا تھا جام ہاتھ سے لیکر پی گیا پیتے ہی گھبرا یا سبزوار نے کہا کہ سخت پر
تشریف رکھیے میثاق لڑکھڑا کر اگر اسبزروار نے حکم دیا کہ آہنگروں کو بلاؤ زبان میں
سوزن دو مسلسل و مطوق کرو میں خود اسکی قید لیکر خدمت خداوند میں جاؤنگانغا
بہت کچھ پاؤنگا یقین ہو قدرت سرفراز کرین یہاں جمشید ثانی قصر ہفت رنگ میں
بیٹھا تھا کہ لشکر میں ہلڑ ہوا صدا سے فریاد فریاد آنے لگی یہ سنتے ہی جمشید دربار گاہ
پر آیا دیکھا کہ اکللاق خارہ شکن میرے نام پہ گالیاں دے رہا ہو اور فوج پر گولے
مار رہا ہو کئی ہزار جاؤ گرامے کئی خیمے گرا دیے جمشید نے لکارا کہ اوکمللاق
یہ کیا معرکہ ہو اور یہ کیا صورت بنا کر آیا کمللاق نے کہا کہ آپ کا سر لینے آیا ہوں تیر
یہ ہو کہ سر جھکا کر بیٹھے میں سر کاٹ کر لیجاؤں جمشید نے جواب دیا کہ اوکمللاق تیری کچھ
شامتیں آتی ہیں ایک سحر میں دیوانہ کر دوںگا جان بچانا دشوار ہوگی مگر کمللاق جوش
میں تھا تلوار کھینچے ہوئے سامنے جمشید کے آیا ہر چند مصاحب کہ رہے ہیں کہ ہم سب
کمللاق کو روکین جمشید نے کہا وہ تمہارے روکے سے نہ کیگا اور زیادہ فساد برپا
کر یگا آتا ہو آنے دو کمللاق نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا جمشید نے باڑھ بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمللاق نے چاہا ہاتھ چھڑاؤں اور کوئی سحر کروں مگر جمشید نے
غنچے میں ایک تمانچہ مار دیا کہ کمللاق میہوش ہو کر گرا جمشید نے آواز دی کہ اس کی
مشکین باندھو بلازمون نے کمللاق کی مشکین باندھیں مشکین باندھ کر ہوشیار کیا جمشید
نے کہا کہ اب تو نے سزا پائی کمللاق دشنام دیکر کہنے لگا کہ او مکار تو نے خوب فتور کیا
کہ مجھ کو گرفتار کر لیا اب یہ باتیں بناتا ہو بس اسی میں خیر ہو کہ مجھ کو رہا کر دے جمشید نے

کملاق کے منہ پر ہاتھ پھیر دیا کملاق تھر تھر کانپا اور گر کر بیہوش ہوا چاہا جمشید نے
پھر اسکو ہوشیار کر دیا شاید عذر کرے سرکشی سے باز آئے مگر اب جو جمشید ثانی نے
ہوشیار کیا کملاق وہ ہی بلبلاتا ہوا سامنے جمشید کے آیا جمشید نے حکم دیا کہ اسے
لیجا کر قید کر و کملاق کو کشان کشان لوگ لے گئے ایک خیمے میں قید کیا قضاے کار فیروزہ
بن عمرو برائے خبر اس لشکر میں آیا تھا اسنے یہ سب خبر سنی کہ میثاق کے سحر میں مبتلا ہو کر
کملاق قید کیا گیا ہو پھر پھر تار پھرتا دربار گاہ پر آیا تھوڑی دیر میں اندر سے چوہدار نکلا
پکارتا ہوا کہ کوئی مزدوری کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بن کر سامنے آیا پوچھا
کیا مزدوری ہو چوہدار نے کہا کہ ایک پتلہ شراب کا واسطے نگہبانوں کے جائیگا شہدے
نے کہا کہ دو گنڈے لین گے چوہدار نے کہا اٹھا لو فیروزہ نے پتلہ شراب کا اٹھایا
مگر مرد ہے سے باتیں کرتا ہوا کہ میان مرد ہے صاحب آج ایسی ہار آئی کہ دو جگ نہ
بیٹھے رنگباز کی تباہی تھی جو رنگ بدادہ اُلٹا آیا ہم تو اگر کوئی بدنے والا ہوتا جان تک
بد دیتے میان مرد ہے صاحب ہمارا رنگ اگر دو جگ کھیل جائے تو سلطنت حیات لین
آج کوئی چوتھا روز ہو ہمارا مغلیا پُرانا شہد اکہین مردہ اُٹھانے گیا تھا وہاں سے
چار گنڈے لایا بڑا رنگباز ہوا اب جو اُسنے بدنا شروع کیا اور کا پتین رنگ کھیلنے لگی
اسقدر رنگ کھیلی کہ چار گنڈے سے چار ہزار روپے جیتے کوٹھی والی نے کہا کہ اب
چلے جاؤ میں نے بھی کہا کہ بھائی صاحب اب اُٹھاؤ مگر بھائی صاحب نے جواب دیا آج
مدت کے بعد کا پتین رنگ کھیلی ہو آج کوٹھی جیت لوں گا یا ابو صاحب نے بہت سے
نوٹ اور اشرفیان بد دین بھائی صاحب تو جوش میں تھے سب مال کھسکا دیا بعد
عرصے کے کا پتین ٹوٹی اور بے رنگ داؤن آیا بھائی صاحب نے منہ پیٹ لیا ایک ہی
داؤن میں خاتمہ ہو گیا اب جو شمار کیا تو کئی روپے بابو صاحب کے نکلتے ہیں ہاتھ جھاٹ
کے بھائی صاحب اُٹھے اور مجھے تو آج داؤن نہیں ملا جو داؤن بدار رنگ نہ کھیلی ہو یا
ہاں ہاں کرتے ہوئے قریب قید خانے کے پہونچے نگہبانوں نے آواز دی کہ کون آتا ہے
چوہدار نے کہا کہ تمہارے واسطے شراب لائے ہیں نگہبانوں نے دوڑ کر تپا اُتر دیا

شہد اچھر بیٹھ کر بڑا لگا سب نے اپنا اپنا حصہ لیا بیٹھ کر بیٹھ لگے شہد اسب کی چلبین بھر رہا
ہو جسے چلم پی بیہوش ہو کر گرا تھوڑے عرصے میں سب بیہوش ہوئے فیروزہ اندر آیا
دیکھا کملاق زنجیریں ہلار رہا ہو اور مجھوم مجھوم کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہو نظم

تمنے مارا نام بیچاری قضا کا ہو گیا
ہاں ستم ہو گا اگر خون تمنا ہو گیا
دل ہمارا ہجر میں قاصد تمہارا ہو گیا
عاشقوں میں شہرہ معشوقین چرچا ہو گیا
وہ بھی یہ کہتے ہوئے دوڑے اسے کیا ہو گیا
شکوہ و لبر بھی کیا اپنا کلیجا ہو گیا
پار سا بے دید تک محو تماشا ہو گیا
حسرتوں نے سریہ پیٹا حشر بر پا ہو گیا
ہوش میں بھی تھے تو یاد آتے ہی سودا ہو گیا

جان عاشق لی کسی نے کوئی رسوا ہو گیا
اسکار و ناکیا کہ سوٹکڑے کلیجا ہو گیا
کب یہاں ٹھہرا اگر ابھی گیا وہ بے وفا
جان نثاری کا ہماری جان ستانی کا تری
گر پڑا یوں تھام کر دلوں میں اُنکے سامنے
آہی جاتا ہوں تک ضبط کتنا ہی کریں
دیدنی تھی نزع میں اپنی نگاہ یاس بھی
مر کے ہم مر قد سے اُٹھے تو قیامت نکلتی تھی
ہے وہ کہنا کسی کا تم ہو دیوانے جلال

فیروزہ نے قریب آکر کہا کہ اے کملاق کیا چاہتے ہو کملاق نے کہا کہ میری زبان
سے سوزن نکال دو پھر نکل کر جمشید کو ماروں فیروزہ نے زبان سے اس کے
سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکل کملاق نے قید توڑ ڈالی کچھ سنگ ریزے اُٹھائے
بلبلاتا ہوا نکلا کتنا ہوا کہ تو نے بڑا احسان کیا باہر نکل کر سنگ ریزے پھینک مارے
کئی ہزار کے سر اُڑ گئے لڑتا بھڑتا کملاق چلا لشکر میں ہلڑ ہوا افلاس جا دو کہ
طلائے پرمختا ہڈیں کر دوڑا آ کے دیکھا کہ کملاق دیدار و وحشی مثال لشکر میں
کھڑا طور ہا ہو افلاس نے چاہا کہ بھاگن کملاق کب جانے دیتا ہو ایک سنگ ریزہ
مار دیا کہ افلاس کا سر پھٹ گیا جو ارادہ کرتا ہو کہ جا کر خداوند سے اطلاع کروں
کملاق اُسے مار لیتا ہو آخر لڑتا ہوا دربار گاہ پر پہونچا بھاٹک کھول کر اندر آیا
شاہزادیاں غل مچائے لگین کملاق نے کئی شاہزادیوں مارا شاہزادیوں کے
مرنے کا جو ہنگامہ ہوا جمشید ثانی کی آنکھ کھلی دیکھا کملاق اندر قصر کے لڑ رہا ہو

شاہزادیوں کے لاشے پڑے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ستارے چمک رہے ہیں شاہزادیوں کے لاشے دیکھ کر جمشید بہت جھٹلایا آپ سے باہر ہو گیا لنگر اکہ اوکھلاق مردودان شاہزادیوں نے کیا خطا کی تھی کہ ان کو تو نے مار ڈالا یہ کہ کراٹھا گمگھلاق تو مہبت ہو رہا تھا اُسے ہاتھ تلوار کا مارا جمشید نے باڑھ بچا کر کلائی تمام لی ایک تمانچہ مارا کہ سرکھلاق کا اڑ گیا حکم دیا کہ لاشہ اسکا لیجاؤ خبردار ارکھی وغیرہ نہ بنانا یوں ہی لاش اسکی جنگل میں پھینک دو ملازم کہتے ہیں کہ اس ننگھرام نے کیسی بدعت کی کئی ہزار اہل فوج مارے گئے مگر قدرت نے کیا کمال کیا کہ ایسے بیودہ کی کلائی تمام کر تمانچہ مار دیا کہ سر اڑ گیا ہزار ہا فوج والوں کو مارا باہر لاشے پڑے ہیں اُنکے عزیز واقارے رو رہے ہیں جمشید نے کہا کہ جو بے ادبی کریگا وہ میرے ہاتھ سے یوں ہی مارا جائیگا تیسرا وزیر کہ جسکو ابلیس بلند پر واز کہتے ہیں اپنے مقام سے اٹھا اور عرض کی کہ یا خداوند مجھ کو حکم ہو کہ میں جاؤں اور میثاق کو کھینچتا ہوں الاؤں یہ سنکر جمشید نے کہا کہ او ابلیس بہت سمجھ کر مقابلہ کرنا ابلیس نے جواب دیا اگر غلام کی قضا آئی ہو تو مجبوری ہو ورنہ جا کر میثاق کو لانا ہوں یہ تو فرما دیجیے کہ انجام اسکا کیا ہوگا جمشید نے کہا کہ اگر وہ ننگھرام گرفتار ہو کے آئے تب میرے دل کو چین پڑے کہ لاش ناعق مارا گیا اپنے ہوش میں نہ تھا اگر قید رہتا تو شاید ہوش میں آ جاتا لیکن وہ ایسا بلبلایا کہ میری خواہگاہ میں چلا آیا غصے میں قدرت کو کچھ نہ سوچھا تمانچہ مار دیا ابلیس نے کہا کہ میں اس پہلو پر نہ جاؤنگا اپنے کو اُسے سحر سے بچاؤنگا یہ کہ کر چلا میثاق کو تلاش کرتا ہوا جاتا ہے مگر فیروزہ بن عمرو بارگاہ میں جمشید کی حاضر تھا ابلیس بلند پر واز کا روانہ ہونا دیکھ کر بھاگا بھرین بارگاہ شاہ میں بیٹھی ہو سب شاہزادیاں باتیں کر رہی ہیں کہ فیروزہ نے اگر خیر کہی کہ اس طرح پر ابلیس تلاش میں میثاق کی گیا ہو اور بہت وعدہ مضبوط کر گیا ہو یہ سننے ہی ملکہ بھرین کو ساٹا آ گیا کہا صاحبو غضب کی بات ہو ایسا نہ ہو کہ میثاق پر کوئی جفا پڑے میں جا کر اطلاع کروں اور اُن کو ہوشیار کر دوں کہ ابلیس تمھاری تلاش میں آتا ہو اور شاہزادیوں نے کہا

ہم بھی چلین بھرنے نے کہا کہ کسی کی ضرورت نہیں اور طاؤس پر سوار ہو کے چلی اُڑی ہوئی جاتی ہو پھر رات پچھلی باقی ہو لشکر سے کوئی تین کو س نکلی تھی کہ سامنے ایک پہاڑ دیکھا کہ نہایت لطف سے آراستہ ہو بڑے بڑے درخت برسبر کوہ لگے ہین اُس پر طائرانہ زمزمہ سراز زمزمہ سرائی کر رہے ہین چاندنی چھٹکی ہوئی ہو بھرنے کو وہ مقام نہایت پسند آیا آخر تاب نہ آئی اُسی پہاڑ پر اُتر پڑی سیر دیکھ رہی ہو چاہتی ہو کہ روانہ ہوں مگر حیران ہو کہ کہا جاؤں اور کیونکر میثاق کو خبر کروں ارادہ کیا ہو کہ یہاں سے چلون سامنے سے لکڑا برسیا ہوا دیکھا ابلیس اُتر دے پھر سوار اُٹھا ہوا آتا ہو بھرنے نے چاہا کہ چھپ جاؤں مگر ابلیس نے دیکھ لیا وہین سے نعرہ کیا کہ او بھرنے تو بھی نگر ام کے ساتھ نگر ام ہو گئی اب چل میں تیری خطا قدرت سے معاف کرادوں یہ سُن کر بھرنے نے جواب دیا کہ ای ابلیس یہ گمان نہ کرنا میں نے قدرت کی کیا خطا کی ہو جو اُن سے خطا معاف کراؤں مگر تم کس فکر میں نکلے ہو ابلیس نے کہا کہ میں تمہارے عاشق کی فکر میں جاتا ہوں بھرنے نے کہا تمہاری قضا آئی ہو تو ایسا خیال میثاق ایسا حلوا ہو کہ جسکو گرفتار کر لاؤ گے کملاق کو اُس نے کیسا قتل کرایا کسی کا کچھ زور نہ چلا ابلیس کو باتین بھرنے کی بہت پسند آئیں پہاڑ پر اُتر پڑا کہا ای ملکہ بھرنے تمہاری خوبصورتی غضب کی ہو یہ ہونٹھون کا ہلنا بدحواس کیے دیتا ہو جب گوہر دندان کھلتے ہین تو ایک برق گرتی ہو کہ دل کو جلا دیتی ہو کیا کہوں اگر قبول کرو تو تم کو لیچل کے اپنے مقام پر بٹھاؤں قدرت تمہاری بڑی قدر کرین گے میں آنکھیں فرش کرونگا یہ کہ منتیں کرتا ہوا چلا بھرنے کہتی ہو کہ کیوں دیوانہ ہوا ہو کیا بیہوش بکتا ہو مگر ابلیس جست کر کے قریب پہونچا مٹھی سے ایک طائر چھوڑا اُس طائر نے گرد سبز بھرنے چرخ مارا اور چرخ مار کر ایک چنچ ماری کہ شعلہ منہ سے نکلا جل کر خاک ہوا وہ خاک بھرنے پر گری بھرنے چرخ مار کر گری کر کر بیہوش ہوئی ابلیس صورت زیبا کو دیکھ رہا ہو اور دل سے کہتا ہو کہ کیا یہ جبین ہو جی چاہتا ہو خاک پا اس کی لیکر اٹھوٹیا سے چشم بناؤں آخر بھجوری زبان میں سوزن دی اور بھرنے کو اٹھا کر اپنے

اثر دہے پر ڈالا طرف قصر ہفت رنگ کے پلٹا بہت خوش ہو کہ یہ معشوقہ مجھ کو قبول کرے گی بڑے لطف سے گزریگی ہوا جو چلی بھر میں ہوشیار ہوئی دیکھا زبان میں سوزن ہو ابلیس کے قبضے میں ہوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے دعا کیں کرنے لگی کہ: ہو ہو حقیقی داور بتحقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے نظم

باش حاضر صبح و شام اندر حضور نوش کن جامِ محبت نوش کن + در میانِ سینہ کن روشن چراغ توبہ کن از ہر گنہ ای عذر خواہ از غبارِ کینہ سینہ صاف کن عاجزی کن عاجزی کن عاجزی عذر خواہی گر کئی بیش خدا ہست خلاق زمین و آسمان + پس بہ غیر از دے بوقت احتیاج از اندک می بخشد خداے لایزال	سرکشی کن از دماغ خویش دور از شرابِ عشق کن حاصل سرور تا شود ظاہر از ان بر چہرہ نور تا بہ بخشد جرم تو رست غفور تا شود رنگ از رخ آئینہ دور حق نماید عفو تا ہر یک قصور جرمت ای عاصی خدا بخشد ضرور رازق وحش و طیور و مار و مور پیش کس حاجت مبرا بے شعور حاجت ہر مرد ساکل بے سوال
---	--

قصائے کار فیروزہ بن عمر و جنگل میں کھڑا تھا اسنے دیکھا کہ ابلیس بھر میں کولے جاتا ہوا اور بھر میں اسقدر روتی ہو کہ اشکوں کا دریا بہ رہا ہو گریبان و آستین تر بہترین خیال میں گذرا کہ او فیروزہ میثاق اپنی جان دے دیگا کیا تدبیر کروں یہ سوچ کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بن کر تیار ہوا چہرہ اُداس عالم یاس و دہشت ڈھلکا ہوا پانچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا چلا نظم

میں پاؤں بے سرو پا سطح و بان کی خبر + اگر کسی نے کہی اُن سے کچھ بیان کی خبر وہ دلمیں رہتے ہیں پردرد لے کام نہیں لحد میں روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا +	ہم بیرون کو نہ امد دل ملی جہان کی خبر + تو ہنس کے بولے یہ کہتا ہو تو کہاں کی خبر یہ کیا غضب ہو مکیں کو نہیں مکان کی خبر مکیں کو خاک نہیں اپنے اب مکان کی خبر
---	---

فر کے حال پہ اب رحم یا علی کیجئے ۱۰۰ ضرور لیجیے اس اپنے مدح خوان کی خبر
 یہ آواز جو کان میں ابلیس کے پہونچی جھجکا کر دیکھا کہ ایک معشوق نہایت شوخ و شنگ
 دیوانہ وار و وحشی مشانِ جنگل میں پھر رہی ہو ابلیس سمجھا کہ شاید یہ نازنین دیوانی ہو گئی
 ہو مگر کیا معشوق و لغریب ہو یہ سوچ کر ہوا سے اُترا قریب آکر ہاتھ نہام لیا کہا اے
 نازنین یہ کیا حال ہو اُس نے آہ کی اور صورت کو ابلیس کی دیکھنے لگی صورت کو دیکھ کر کچھ
 اور زیادہ روتی ہو کبھی کہتی ہو کہ عاشق روئے یار ہوں نہایت مجبور و ناچار ہوں مگر کچھ
 پتہ ملتا ہو یہ کہ کر ہائے کا نعرہ مارا اور چرخ مار کر گری کر کر بیہوش ہو گئی ابلیس نے
 دیکھا کہ جب وہ نازنین بیہوش ہوئی تو اُس کے سینے سے ایک کاغذ گرا ابلیس نے کاغذ
 کو اُٹھا کر دیکھا اپنی تصویر کھنی ہوئی پائی وہ ہی قد سا کھوکا لٹھا ہاتھ پاؤں درخت کے
 ٹٹنے عارض پر داغ چھپک صاف ظاہر ہوتا ہو گو بر پر او لے پڑے ہیں سر تصویر مرقوم
 ہو کہ این تصویر ابلیس وزیر خدا و نداشت ابلیس پریشان ہوا اُس نازنین کو
 ہوشیار کیا کہا کیوں صاحب یہ تصویر کہاں سے پائی وہ نازنین رونے لگی پھر یوں کہا
 میں شامت زدہ اپنے قصر میں بیٹھی تھی کہ ایک تاجر آیا اُس سے کچھ اسباب خرید ایک
 صندوق بھی اُسے دیا اور کہا یہ صندوق آپ ہی کے لائق ہو جب وہ تاجر چلا گیا
 تو میں نے اُس صندوق کو کھولا اُس میں یہ تصویر نکلی ماشاء اللہ تمھارا نقشہ میرے
 دل کے پار ہو گئے آخر بمقام ہو کر تصویر کو سینے پر رکھا اور بیتا بانہ لگی مگر غیب
 دل نے تاثیر دکھائی کیوں صاحب ابلیس تمھارا ہی نام ہو ابلیس نے کہا کہ میں
 خدمتگزار ہی کو حاضر ہوں اُس نازنین نے پوچھا یہ عورت کون ہو پہلے ہی سوت کا
 سامنا ہوا مجھ کو یہ گوارا نہ ہو گا میں اس نگوڑی کو مار ڈالوں گی ابلیس نے کہا یہ خداوند
 کی گنہگار ہو اسکو گرفتار کر کے لیے جاتا ہوں خدمت خداوند میں ہو سچاؤ نکا مجھے
 اس سے کوئی واسطہ نہیں ہو عمر بھر کسی عورت پہ توجہ نہ کرو نکا تمھاری محبت کا دم
 بھرو نکا اُس نازنین نے گورا گورا ہاتھ بڑھا کر پٹے پڑے ایک دو تانچے مارے کہا او
 نگوڑے اگر میں تجھ کو مار ڈالوں تو یہ عورت کیونکر ہوشیار ہو ابلیس ہنسنے لگا کہا صاحب

جان تم پر نثار ہو میری اُجھولی میں ایک پتلی ہو جب اُسے دکھا دو گی وہ منہ پر ہاتھ پھیرے گی تب یہ عورت ہو شیار ہو جائیگی فیروزہ نے یہ سب باتیں پوچھ کر کہا کہ لو صاحب غضب ہو میری تلاش میں لوگ آتے ہیں مگر مجھ کو نہ دینا ابلیس پلٹا کہ دیکھو کون آتا ہو فیروزہ نے حلقے کند کے گلے میں ڈال دیے ایک جھٹکا مارا اور حباب مار کر بیہوش کیا بے ہوش کر کے اٹھا اول اُجھولی میں ہاتھ ڈالا پتلی سنہری نکالی اُس پتلی نے نکل کر بحرین کے منہ پر ہاتھ پھیرا بحرین جب ہو شیار ہوئی اور فیروزہ کو پہچانا تو کہا ای فیروزہ اسکو قتل کر دیہ بڑا جادوگر ہو دوزیر حبشہ مجھ کو پہاڑ سے گرفتار کر لایا فیروزہ نے کہا کہ میں صحرا میں پھربا تھا کہ میں نے دیکھا تم کو یہ لیے جاتا ہو ایک عورت کی شکل بن کر میں نے اسکو لیا اور تمہارا حال سب پوچھ لیا بحرین نے کہا کہ میں سحر کروں تم خبر مارو یقین ہو کہ قتل ہونے میں اس کے فتور ہو فیروزہ نے خنجر کھینچا چاہا ماروں ہاتھ کا نیا خنجر چھوٹ کر گر کر بحرین نے برقین گرائیں مگر ابلیس پر نہ پڑیں فیروزہ نے ناچار ہو کر کہا کہ کیوں ملکہ عالم کیا تدبیر کروں بحرین بھی حیران ہو کر کس تدبیر سے اسکو ماروں بحرین سحر کرنے لگی کہ اسکو جلا دوں پہلو سے آواز آئی کہ ای بحرین خبردار ایسی گستاخی نہ کرنا یہ وزیر اعظم خداوند ہنرمند خازن جادو میرے صحرا میں آکر یہ بدعت کرتی ہو بحرین نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر سیہ فام و بد انجام نعرے کرتا ہوا آتا ہو فیروزہ نے تو اپنے تئیں ایک غار میں گرا دیا بحرین غرق زمین ہو گئی خازن جادو نے آکر ابلیس کو ہو شیار کیا اور کہا ای وزیر اعظم یہ غفلت ایک ساحرہ اور آیات عیار تم کو قتل کرتے تھے ابلیس نے کہا اب مسلمانوں کی قضا آئی ہو سب کو تلاش کر کے مارو نگا اس وقت تو میں نے دھوکا کھایا کہ عیار نے عورت بننے مجھ کو بیہوش کیا بی بحرین نکل گئیں مگر جن جن کے سب کو ماروں گا اب تاک مجھ کو غصہ نہ آیا تھا مگر اب بہت ناگوار ہوا خازن زار نے کہا کہ اب غریب خانے پر تشریف لے چلیے حاضر حاضر کروں پھر آپ کو اختیار ہو ابلیس خازن زار کے ساتھ ہوا تھوڑا راستہ طے کر کے ایک باغ ملا دروازہ باغ کا کھلا تھا خازن زار نے کہا کہ یہ آپ کے غلام کا باغ ہو ابلیس کو باغ میں لایا ابلیس باغ کی تعریفیں کرنے لگا خازن زار نے

ابلیس کو لاکہ بارہ دری میں مسند پر بٹھایا اور دی چند کنیزیں آئین گلابیان وغیرہ لاکر رکھیں ابلیس شراب پینے لگانشے میں مست بیٹھا بلبلارہا ہو کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل تخت اڑاتی ہوئی آئی خارزار نے کہا کہ ای محیوب جانی واکر یار جاودانی کہاں گئی تھیں دیکھو تمھارے مشتاق ہو کر وزیر اعظم تشریف لائے ہیں میں ابلیس کو اُس نازنین نے سلام کیا ابلیس بے نگاہ غور اُس نازنین کو دیکھ رہا ہو اور دل میں تعریفیں کر رہا ہو کلیجہ تھامے ہوئے بیٹھا ہو دل سے کہہ رہا ہو کہ حقیقت میں کیا معشوقہ پری پیکر ہو گروہ نازنین قریب خارزار کے آکر بیٹھی خارزار نہایت خوش ہو رہا ہو دمبدم کہتا ہو کیوں صاحب شب کو نہ آنے کا کیا باعث ہوا وہ نازنین کہتی ہو میرے سر میں درد تھا لیٹی تو اٹھ نہ سکی مجھے خود رات بھر انتشار رہا کہ صاحب یاد کرتے ہوئے مگر ابلیس سے دیکھتے دیکھتے آخر ضبط نہ ہو سکا خارزار سے کہا کہ ای برادر ہم پر ایک احسان کرو یہ معشوقہ کون ہو خارزار نے کہا کہ میری زوجہ ہو ابلیس نے کہا کہ میرے اوپر یہ احسان کرو کہ اس اپنی زوجہ کو میرے حوالہ کرو میرا عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و دہلاں ہو لاکھ لاکھ دلوں کو سمجھاتا ہوں دل نہیں مانتا ہر چند بھگو تمھارا پاس ہو مگر اپنی زندگی سے یاس ہو لگم

جسکی ہوا ہو سر میں یہ وہ بوستان نہیں ہو جس جگہ نہ کوئی مکین وہ مکان نہیں کچھ بے سبب غرور ہمارا یہاں نہیں کس وقت ذکر خیر یہ درد زبان نہیں یہ وہ سد ابھار ہو جسکو خزان نہیں ہو سودا ایسے سودے میں ہرگز زبان نہیں پھولو لنگی میرے سینے پہ یہ بدھیان نہیں کچھ قیس کی طرح سے تو میں ناتوان نہیں قسمت کو کیا کریں کہ کوئی قدر دان نہیں افسوس اُنکا نام کو باقی نشان نہیں

دل کو پسند سیر ریاضِ جہان نہیں وہ دل نہیں ہر حسین خیال بتان نہیں آئے ہیں ایک روئے نکو کی تلاش میں شام و سحر فراق میں ہو زلف و رخ کی یاد تازہ رہیں گے داغِ جگر اپنے عمر بھر وصل صنم تو جان کے بدلے بھی مفت ہو اُس گلبدن کے بھر میں داغِ ملال ہو جاؤ نگا ساتھ ناقہ لیلی کے دور تک اول میں کر دکھاتے ہیں الفت کی انتہا جو نامور تھے صفحہ ہستی میں ای نظام

اس طرح بیقرار ہو کر جو ابلیس نے خارزار سے کہا خارزار نے گھبرا کر کہا کہ اے وزیر اعظم ذرا سمجھ کر بات کیجیے کوئی بھی اپنی زوجہ کو حوالے کرنا ہی زوجہ بھی وہ کہ جس پر جان جاتی ہو پری پیکر رشاک قمر ہماری خوشی کی جو یا بڑے بڑے جادوگر اُسپر عاشق ہوئے لیکن یہ وہ ثابت قدم ہو کہ اسنے کسی کو قبول نہیں کیا بعض نے بہت کچھ صرف بھی کیا نہ کہ آپ ایسا بلا تکلف فرماتے ہیں ابلیس نے کہا کہ اے خارزار میں تمہارا بہت ممنون احسان ہوں اور یہ جو میں نے کہا مجھے ضبط نہ ہو سکتا ب ناچار ہو کے کہ بیٹھا اب غمکو اختیار ہو اگر ایسا نہ کر دے تو میں جبر کر دوں گا خارزار نے کہا کہ اس معشوقہ کا اور رنگ خوش نام ہی یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنے سے اسکو جدا کروں ابلیس نے کہا کہ اے خارزار یہ تو ہم ساحرون میں دستور ہو کہ دو دشوہر ہوتے ہیں آپس میں میل رکھتے ہیں جو اسکو لیاؤ گا تو ایسے مقام پر رکھو گا کہ جہاں ہر کس و ناکس آدے تم اٹھوین دن اگر دیکھ جائے کہ نہانتہائی میں بات بھی کر لینا میں تمہارے مقدمے میں نگہبانوں سے کہدوں گا کہ شوہر سابق ہو ان کو نہ رو کو میں تم سے نہ چھڑاؤں گا خارزار نے بگڑ کے جواب دیا کہ اے وزیر اعظم سچاں اسدا آپ نے کیا احسان کا بدلہ کیا میری زوجہ کو آپ مانگتے ہیں میں کیونکر قبول کروں بس اب خاموش رہیے ورنہ خداوند سے فریاد کروں گا یقین ہو قدرت انصاف کریں کہ نملکو چشم نمائی کریں تم بہت پریشان ہو گے ابلیس نے کہا کہ اے خارزار میں نہ مانوں گا اس معشوقہ کو لے کر جاؤں گا میرا دل نہیں ماننا اگر تامل کرو گے تو لال اٹھاؤ گے اور رنگ سر جھکائے بیٹھی ہو ابلیس ہر مرتبہ کہتا ہو کہ اے جان جہاں دای آرام دل مشتاقان تمہاری کیا خوشی ہو اور رنگ کچھ جواب نہیں دیتی سرخم کیے بیٹھی ہو آنکھوں میں آنسو بھرے خارزار سے کہتی ہو کہ صاحب تم ایسے شخص کو مکان پر کیوں لائے کہ جسکو بالکل خیال نہیں صاف کہ رہا ہو خارزار نے کہا کہ ان کو گننے دو تم خاموش بیٹھی رہو اگر وزیر ہیں تو اپنے واسطے ایسا کون بغیرت ہو گا کہ زوجہ کو حوالے کر دے اور پھر دیکھنے جا دے میں تو قبول نہ کروں گا ابلیس یہ سن کر بہت برہم ہوا کہا اے خارزار دیکھو قسدا نہ بڑھاؤ میں ضبط کر رہا ہوں اگر مجکو غصہ آجائے گا تو ایک سحر میں تم کو مٹا دوں گا میں چاہتا ہوں کہ تم یہ رہنا نہ دیکھو

خارزار نے کہا کہ بس اب خاموش رہیے میں آپ کے غصے سے نہیں ڈرتا میں ہرگز روج نہ دوں گا ابلیس جھلا کر اٹھا کہا ای خارزار تم نے بڑی خطا کی کہ میں بحرین کو لیے جاتا تھا تم نے اُس کو نہ روکا وہ نکل گئی بس ایک مشوقہ گئی دوسری پر قبضہ کروں تم یہ کیسے باتیں بناتے ہو میں اب یہاں سے جا کر مسلمانوں کو قتل کروں گا مجھ کو عیار نے بڑا صدمہ دیا تھو یہ نہ کیا کہ عیار کو تو گرفتار کر لیتے سراسر خطا کر کے مجھے مجبور کرتے ہو ای اور نگ اٹھو اور نگ شوہر کی طرف دیکھنے لگی کہا کیوں صاحب کیا کروں خارزار نے اور نگ کا ہاتھ تھاما کہا صاحب میرے پاس آؤ ایسا نہ ہو یہ بیودہ تپہر دست انداز ہو ابلیس نے کہا کہ ای خارزار الگ رہو معشوقہ کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچتاؤ گے خارزار نے کہا کہ بے حیا احسان کو میل بٹھا کرتا ہی میں نے نعرہ کیا وہ لوگ بھاگے میں یہ کیا جانتا تھا کہ تم اسکے خواہاں ہو کہ معشوقہ نہ جانے پائے ورنہ بحرین کو ضرور گرفتار کر لیتا ابلیس نے کہا کہ وہ معشوقہ ایسی نہ تھی کہ جسکو تم روک لیتے میں نے سحر کامل کر کے اُسکو بیہوش کیا تھا اپنی جان پر صدمہ لیا تب وہ بیہوش ہوئی اس وجہ سے مجھ کو بڑا افسوس ہو کہ ایسی معشوقہ خبر و قبضے میں آکر نکل گئی ہم وزیر خداوند ہیں اگر کوئی خطا بھی ہو تو اُسکا خیال نہ کرو خارزار نے اور نگ خوش نصیب کو ہٹا دیا ابلیس بہت جھلایا کہا ای خارزار اسی میں خیر ہو کہ ہماری بات بخوشی قبول کرو ایسا نہ ہو کہ تپہر شاق ہو میں اب اپنے ہوش میں نہیں ہوں میری عجب کیفیت ہو دل بیقرار ہو رہا ہی ہر چیز خیال کرتا ہوں کہ میری روج کلنگا بلند پرواز ہزار مشوقوں سے بہتر ہو لیکن اسکو بھی نہیں چھوڑو نگا میں اب سحر کرتا ہوں خارزار نے کہا کہ آپ کو اختیار ہو اگر آپ مجھے تلوار بن برساؤ گے اور سنگبار ڈکریں گے تو جان دوں گا مگر جدائی روج کی ہرگز نہ گوارا کروں گا ابلیس نے کہا کہ انا ہر چیز پر قادر ہوں ہی باتیں کرتا ہی ہمارا قول کا اعتبار نہیں میں اگر اسکو لیکر نہ جاؤں گا تو روج میری مجھ پر بہت بگڑے گی میں اُسکا بہت پاس کرتا ہوں اکثر تاجدار آتے ہیں اُسپر عاشق ہیں میں دخل نہیں دیتا اور وہ بھی اُن تاجداروں کی خاطر کرتی ہی شاید یہ بات اُسکے خلاف ہو اور یہ

کہ تم کیسے وزیر اعظم تھے کہ ایک عورت پر قبضہ نہ کر سکے اور اسے چھوڑ کر چلے آئے آئندہ تم سے
 کیا امید ہوگی کیونکہ خازن را عیار کو بھی نہ گرفتار کیا خازن را نے کہا کہ اب آپ مجھ پر خطا ثابت
 کرتے ہیں میں نے آپ کی جان کی نگہبانی کی اب آپ چلے جائیں اسی میں بہتر ہوئی اور نگ
 آئندہ رہو یہ بھیا جبر سر موجود ہو یہ کہ خازن را نے تلوار چینی ابلیس سنس رہا ہو کہتا ہو اور
 خازن را تحاری تلوار مجکو نہیں کاٹ سکتی سیکڑوں صورتیں اپنی حفاظت کی رکھی ہیں تمہارا
 وقت پر آجانا اس عیار کے ہاتھ سے بچنا یہ بھی صورت ہمارے عمر کی تھی تم نے کیا مدد کی یہ
 عنایت خداوند تھی کہ ایک طرف سے اور نگ نے آنکھیں چپکا میں تیر مرگان چلے سامنے سے
 اگر خازن را نے ہاتھ مارا ابلیس کچھ ایسا گھبرا یا ہوا تھا کہ وار اسکا نہ روکا اوپر سے تلوار پڑی
 پہلو سے تیر مرگان چلے ابلیس غریب ہو کر گرا ابلیس کے مرنے ہی ہنگامہ ہو گیا ایک بوڑھا
 گرد کا لاش میں ابلیس کی لپٹا اڑا کر لاش لیچلا جمشید ثانی قصر حفت رنگ میں بیٹھا ہو کہ لاش
 ابلیس سامنے آکر گرا جمشید نے جولاہ ابلیس کا دیکھا متغیر ہو گیا کہا لو یار و غضب ہو گیا
 دوڑ کن خدائی کے گھر گئے جمشید شریک مسلمانان ہو ایہ کہ کر آواز دی کہ ارے ابلیس کو کسے
 مارا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے جمشید ان کی آوازیں سمجھا کہا لو یار و غضب کی بات ہوئی
 خازن را کے ہاتھ سے ابلیس ایسا ساحر مارا گیا میں حیران ہوں کیا افتاد پڑی ابلیس
 خازن را کے ہاتھ سے کیونکر مارا گیا ایک طائر زمزمہ سرائی کر کے کاندر سے پر اٹھا منقار سے
 کچھ لکھنے لگا جمشید نے پڑھ کر کہا فو صاحبونہی افتاد ہوئی کہ خازن را کی زوجہ پر ابلیس عاشق
 ہوئے میان بیوی نے مل کر ان کو مار لیا ارے کوئی حاضر ہو چوتھا وزیر شہید چاک خرام
 اپنے مقام سے اٹھا کہا ہم جانتے تھے کہ جسد ہم لوگ چاروں مل کر لڑیں گے زمین کو ہلا دیں
 وہ کچھ بھی نہ ہوا ایک صاحب مسلمان ہو گئے بادشاہ کے ساتھ لڑتے پھرتے ہیں دو صاحب
 مارے گئے اب غلام جا کر اول خازن را کو مارتا ہو اور زوجہ کو اُسکی لاتا ہو دیکھو تو کو
 روکتا ہو بعد اُسکے لشکر سعد پر جا پڑونگا ایسا لڑوں کہ زمین ہلا دوں اب مجکو تاب نہیں
 ہو ابلیس ایسا وزیر مارا گیا اب جو جا کر لڑوں تو وہ قیامت برپا کروں کہ مسلمان اپنی
 جان سے بیزار ہو جائیں اور خازن را کو بھی معلوم ہو کہ ابلیس کو قتل کر کے ہم کو یہ مرہ لا

قلعے کو اُس کے مٹا دوں گا یہ کہتا ہوا چلا جمشید نے چلتے وقت سمجھا یا کہ ای شبدیز بہت مٹھ زوری نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تمہیں بھی زوال آجائے مگر شبدیز نے نہ مانا پشت مرکب پر سوار ہوا بارہ ہزار فوج ساتھ لی طرف قلعہ خارزار کے چلا مگر خارزار نے جب دیکھا کہ لاش ابلیس کی روان ہو گئی گھبرا کر زوجہ سے کہا تو غضب ہوا اب خداوند کو بھی خبر ہو جائیگی معلوم ہوتا ہے کہ بڑا آفت برپا ہو گئی یہ کہ ہر کار دن کو بلایا حکم دیا کہ قصر مفت رنگ سے خیر لاؤ کہ جب ابلیس کا لاشہ پہنچا تو قدرت نے کیا کیا ہر کار سے گئے بعد ٹھوڑی دیر کے واپس آئے عرض کی ای شہنشاہ سا حراں لاشہ ابلیس جو پہنچا قدرت نے بہت افسوس کیا شبدیز چاہا کہ خرام بارہ ہزار فوج لیکر چلا ہی منظور ہو کہ قلعہ خارزار کو تباہ کر دو جو منظور ہو وہ تدبیر کر لیجیے یہ سن کر خارزار اٹھا افسران فوج کو جمع کیا سب سے کہا صاحبو تمہنے سنا ابلیس ہمارے ہاتھ سے مارا گیا قدرت برہم ہوے ہیں شبدیز چاہا کہ خرام بارہ ہزار فوج سے آنا ہو تم سب کی کیا صلاح ہو سب نے عرض کی کہ غلام سب طرح حاضر ہیں مگر شبدیز بلاے روزگار ہو اُس کے سحر کو کون روکیگا یہ ذکر تھا کہ نوبت و نقارے کی آواز آئی قلعہ ہل گیا خارزار نے کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ یہ نوبت و نقارہ کیسا بجتا ہے بروج قلعہ ہل رہے ہیں کہ ہر کاروں نے اگر خبر دی شبدیز منع فوج کے آگیا خارزار مجبور ہو کر اٹھا زوجہ سے کہا کہ صاحب اگر میں مارا جاؤں تو تم نکل جانا اپنی عصمت بچانا اور رنگ نے کہا کہ میں کہاں جاؤں گی میں بھی اپنی جان دوں گی افسران فوج نے کہا کہ اگر تم سعد کی خدمت میں پہنچو گی تو عیشاق ایسا کار گزار وہاں موجود ہو بادشاہ ضرور اپنے دہن میں پناہ دین گے خارزار نے کہا کہ ای اور رنگ اس سے بہتر کوئی صلاح نہیں ہو سعد شہر یار پر یہ لوگ دباؤ نہ ڈال سکیں گے اور رنگ نے کہا تو میں اُٹا اسلام کرتی ہوں مگر شبدیز جو اُتر بارگاہ میں استاد ہو رہی ہیں شبدیز کو گمان تھا کہ خارزار قلعہ بند ہو گا یا بھاگ جائیگا یکایک دروازہ قلعے کا کھلا خارزار تخت پر سوار پہلو میں اور رنگ اسکی زوجہ پشت پر فوج بے شمار مگر اور رنگ دل سے باتیں کر رہی ہو کہ اگر خدا نخواستہ شوہر میرا مارا گیا تو میں کیوں کر خدمت شاہ میں جاؤں گی شاہ فرمائیں گے کہ یہ

کون ہو تو کیا جواب دو گئی خارزار افسران فوج سے کہتا ہوں کہ یارو ایسا لڑو کہ اسکے
 دانت کھٹے کر دو بیخوف چڑھ آیا ہو کچھ تو خوف کرے اسکو بھی معلوم ہو کہ قلعہ خارزار
 ایسا مقام ہو افسران فوج کہتے ہیں حضور ملاحظہ فرمائیں گے کیا ان نامردوں سے دین گے
 ایسا جم کر لڑیں کہ ساتھ والے اسکے عاجز ہو جاوین اسی جنگل میں بھاگے بھاگے پھر
 آپ جم کر سحر کیجیے گا شبدریز نے جو خارزار کو آتے ہوئے دیکھا اور پہلو میں زوج کو
 پایا جل گیا کہتا تھا یارو کیا ستم ہو کہ ابلیس کو مارا اور براے مقابلہ آیا ہو صبح کو قیامت
 برپا کرونگا قلعہ گرد و نگا فوج کو دیوانہ کر دوں گا لاشوں سے میدان بھر دوں گا دیکھو
 یہ کیا کرتا ہو افسران فوج کہتے ہیں جب دباؤ پڑیگا تو آکر قد مبوسی کر یگا شبدریز نے کہا
 میں عذر نہ مانونگا فوراً قتل کا حکم دوں گا قاتل ابلیس کو بھلا پناہ دوں گا اس طرح
 قتل کروں کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ وزاری کہیں اور مجھوترس
 نہ آئے یہ کہتا ہوا بارگاہ میں آیا بیٹھ کے سحر تیار کرنے لگا دن بھرتیاری میں سحر کی گذرا
 شام کو حکم دیا طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی بجا خارزار نے خبر سنی کہ شبدریز نے
 طبل جنگی بجوایا ہو اسنے بھی طبل جنگی بجوایا شبدریز کو بڑا تردد ہوا کہ کیا باعث ہو جو
 خارزار آمادہ حرب و پیکار ہو اپنے مقام پر یہ کیا سوچا ہو جو مابدولت کے مقابلے
 میں آیا ہو یارو ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کسکے بھروسے پر ہو ہر کارون نے آکر عرض کی
 کہ زن و شوہر مطیع اسلام ہوئے ہیں اسی گھمنڈ پر مقابلہ کرتا ہو شبدریز نے کہا کہ یہ
 خیال خام و تصور نا تمام ہو میں قلعے سے آگے نہ بڑھنے دوں گا کل ہی سب کا خاتمہ کروں گا
 میرا وہ سحر نہیں کہ خالی جائے رات تو گذرنے دو جیسا یہ مقابلے میں آیا ہو ولسا ہی
 شرمندہ ہو گا جا کر گوشوں میں چھپے گا پھر میں پناہ نہ دوں گا بہت دیر تک بلبلایا گیا
 افسران فوج کہتے ہیں آپ نے جو مرتبہ پایا ہو وہ دن کسکو نصیب ہوئے رات بھر
 تیاریاں ہوئیں صبح کو دونوں لشکر تیار ہو کر میدان میں آئے شبدریز نے میدان میں
 نکل کر آواز دی کہ اے خارزار میرے مقابلے میں آؤ تم نے ابلیس کو مار کر قدرت
 سے دشمنی پیدا کی خارزار نے جو خیال کر کے دیکھا کہ فوج میرے ساتھ بہت ہو اور لشکر

شبیریز کم ہو مغلوبہ بہتر ہو یہ کہہ کر افسردہ کی طرف متوجہ ہوا افسردہ نے عرض کی بہت مناسب جنوڑ نے سوچا ہوا افسردہ کے یہ کلام سن کر خارزار نے طرف فوج کے دیکھا کل فوج لینا لینا کہتی ہوئی طرف شبیریز کے چلی شبیریز نے اپنی فوج کو بھی اشارہ کیا دونوں لشکر آپس میں مل گئے خارزار نے بھی بڑھ کر سحر کیا اور رنگ نے دور نظر مارا آگ برسنے لگی لشکر شبیریز کے کئی ہزار جوان مارے گئے مگر شبیریز نے دم بھر میں سب سحر دفع کیے گولے مارنے لگا جب گولہ مارا سو سو کے سر اڑ گئے آگ برسا دی سیکڑون جل کر خاک ہوئے جب خارزار نے یہ معاملہ دیکھا کہ سحر نہیں جتنا بقیار ہو کر دعائیں مانگنے لگا کہ اے کوکم ورحیم وایسمیع وعلیم میں نیا معتقد ہوا ہوں بطور تیری قدرت کا دیکھوں کہ دل کو آرام آئے اس آفت سے بچالے بدعت شبیریز سے نجات دے اے کوکم کار ساز وای بندہ نواز تیری قدرت نمائی ظاہر ہو نظم

بسا تاجداران اہل حکومت +	بسا گلخواران مقبول صورت
بسا پہلوانان اہل شجاعت +	بسا زورمندان پر زور و قوت
بسا بندگان سالکان طریقت	بسا ہر و ان واقفان حقیقت
بسا اہل حشمت بسا اہل دولت	بسا اہل عظمت بسا اہل شوکت
بسا اہل عزت بسا اہل فرحت	بسا اہل عصمت بسا اہل عفت
شہان جهان والیان ولایت	امیران دیجاہ واران دولت
گزشتند و رفتند آخر زد نیا	نبردند با خود بجز رنج و حسرت
نہ آن مال ماند و نہ دولت نہ سامان	نہ آن زور ماند و نہ قوت نہ طاقت
از ایشان بجز نام باقی نشانی	دو بارہ نماندند رین و ارجیت
نیامد نظر اندران نا امید می +	نہ تاج حکومت نہ تخت امارت
کھن از دست خود مال بزر صرف ہوئی	وگر نہ بدل زو بماند امت

خارزار اور اورنگ دونوں دعائیں کر رہے ہیں اور شبیریز جھپٹے مار رہا ہے جھڑ جا پڑا مجمع کو متفرق کر دیا مگر فوج کو اسکی فوج خارزار نے ایسی شکست دی ہو کہ وہ

سب بھاگتے پھرتے ہیں مگر شبیر سیز طرارے بھر رہا ہو سیکڑوں کو پا مال کیا ابھی جسطرف سے گذر رہا تھا ہلا دیا برق گری دوسری کے سر اڑ گئے کبھی آگ برساتا ہی ناری ان سب کو جلاتا ہی زمین سے دھوئیں نکل رہے ہیں نخل مثل شمع کا فوری جل رہے ہیں مگر لازمان خازن زار قدم نہیں ہٹاتے بڑھ بڑھ کر لڑ رہے ہیں مگر آپس میں کہتے ہیں کہ شبیر کے سحر کو کون روکے ہمارے افسر کا سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا اُسکا سحر تاثیر کر رہا ہو اسوجہ سے بدحواس ہیں لیکن خازن زار و اورنگ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہوتی مراد پر پہنچا صحرا سے گرد اُڑی آمد لشکر سعد ظاہر ہوئی علمہائے رنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے سردار حسینان آگے سب کے اہتمام کرتی ہوئی اور ایک طرف بہار اعجاز بیان اور ایک طرف یاسمن رنگین پوش اور ایک طرف بحرین بیچ میں تخت بادشاہ خالی بس یہ لشکر ظفر اثر ساتھ کروفر کے نمایان ہوا سب کے آگے سردار حسینان تھی اسنے جو دور سے دیکھا کہ بے بس لوگ مارے جاتے ہیں بڑھ کر آواز دی کہ ای بادشاہ تو کون ہو تجکو کسے گھبراہو خازن زار نے پکار کر آواز دیا دہائی ہو طلسم کشا کی ای ملکہ عالم میں نے ابلیس وزیر کو مار ڈالا اُس کے اوپر مجھپر لشکر کشی ہوئی ہو شبیر سیز بگدھریان کر رہا ہو طرارے بھر رہا ہو اسکے ہاتھ سے مجھے بجائیے سردار حسینان نے بڑھ کر لکارا کہ او شبیر سیز کیون دیوانہ ہوا ہو اور کیون بیخفاؤن کو قتل کرتا ہو ایسا نہ ہو کہ دریائے قہر آتی جوش میں آئے یہ کہہ کر کڑا ہاتھ سے اتارا سحر کر کے پھینک مارا کئی سو کے سر اڑ گئے کئی سو پر برق گری فریاد کی صدا بلند ہوئی شبیر سیز نے جو دیکھا کہ سردار حسینان کے سحر نے آفت برپا کی ایک طرف سے بحرین نے سحر کیا ہو کہ دریائے سحر جوش مار رہا ہو صمد ہا سا حردیا میں ڈوب رہے ہیں ایک طرف ملکہ یاسمن رنگین پوش آگ برسا رہی ہو گلگونہ نے وہ سحر کیا ہو کہ ہزار ہا طاہر اڑ رہے ہیں جسکے سر پر بیٹھ گئے وہ تپھر کا ہو کر رہ گیا شبیر سیز حیران ہو کہ کس کس کے سحر کو برطرف کروں کیونکہ اہل لشکر کی جان بچاؤن مگر یہ سوچا کہ سردار حسینان کا سحر بڑا سخت ہو اگر ان کا سحر نہ مٹاؤں تو بڑی خرابی ہو اس وجہ سے سردار حسینان کا سحر

مٹانے لگا اور بحرین کا سحر طوفان برپا کر رہا ہو جس طرف دریا جوش مار کر آیا ہزاروں کو ڈبو دیا شبدریز سب طرف خیال کر رہا ہو جسکا سحر دفع کرتا ہو دوسرا سحر آکر غالب ہوتا ہو آخر شبدریز گھبرا گیا مگر بہار اعجاز بیان گلدستہ ہاتھ میں لیے قریب سردار حسینان آئی کہا ای ملکہ عالم تم اپنے سحر میں شبدریز کو الجھاؤ جب یہ تم سے سحر میں مصروف ہو گا تو میں سحر کر دنگی خدا چاہے تو دیوانہ ہو جائے اور تاجہ شبدریز کو بچے کہ جہشید کو بھی خبر ہو کہ میرے وزیر بر اعظم پر یہ گزری سردار حسینان نے یہ سن کر شبدریز کو لکارا کہ او وحشی مجھ تک تو آ دیکھ تو کیسا سحر کرتی ہوں شبدریز آواز سن کر بیٹھا سردار حسینان نے بجلی کان سے اُتار می طرف آسمان کے پھینکی کہ ابر تیرہ وتار اٹھا تمام صحرا میں اندھیرا ہو گیا شبدریز ٹھول رہا ہو اپنا ہاتھ اپنے کو نہیں سوچھتا آسمان سے آگ برسنے لگی چند شعلے بدن پر آکر شبدریز کے پٹے شبدریز کے جسم پر آبلے پڑ گئے اُن آبلوں کو دفع کر رہا ہو اور شکست ابر کی فکر میں ہو بہار اعجاز بیان نے جو دیکھا کہ سردار حسینان نے شبدریز کو اپنے رنگ میں پھنسا یا بہار نے رو بردا کر گلدستہ ملا ایک عجب ہنگامہ ہوا ابر سردار حسینان لختہ لختہ ہو گیا مگر ہوا سے سرد چلی غنچے چٹاک کر گل ہوئے طائر دن کا غل عند لیان خوشنوا پہلوے گل میں پھول کر بیٹھی ہیں ہر طائر خوش فعلیان کرتا ہو کوئی طائر اڑتا ہوا سامنے شبدریز کے آتا ہو اور آواز اپنی سناتا ہو اُس آواز سے یہ مضمون پیدا ہو نظم

میں پاؤں بے سرو پا کس طرح وہان کی خبر	پیچیدہ رنگونہ ای دل ملی جہان کی خبر
وہ دل میں رہتے ہیں پردہ درو سے کام نہیں	یہ کیا غضب ہو مکین کو نہیں مکان کی خبر
لحد میں روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا	مکین کو خاک نہیں اپنے اب مکان کی خبر

چہار طرف سے طائر دن نے شبدریز کو گھیر لیا اور سب ملکر یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے نظم	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
سمنے دیکھا ہو تو اس بج میں ای اہل نظر	یعنے وہ کتنا تھا یہ دست تھی دکھلا کر
وجہ ہوا سکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر	

زاد رہے بیچ ندر یکم چہ تدبیر کنیم	
سفر دور و دراز لیست و مانیخیر یکم	

طلسم نوخیز جمشیدی نے شبیدیز کو دیوانہ کر دیا سحر سردار حسینان سے
 چنکار بیان کر رہی ہیں جب شبیدیز کے بدن پر گرتی ہیں یا خداوند جمشید ثانی کہ کر ان کو
 بچھاتا ہو سب شاہزادیوں نے دور سے دیکھا کہ سردار حسینان و بہار اعجاز بیان
 سے اور شبیدیز سے سحر چل رہا ہو سب شاہزادیاں جھپٹ کر اُسی مقام پر آئیں اپنے اپنے
 سحر کو زور دینے لگیں شبیدیز پر سحر دن کی بوجھار ہو ایسا ہی ساحر زبردست ہو کہ اپنے کو
 بیلنے اور ڈوبنے سے بچا رہا ہو مگر دریا جو موج مار رہا ہو نہنگان خون آشام سر نکالتے ہیں
 چاہتے ہیں شبیدیز کو نگل جائیں مگر شبیدیز ہٹ جاتا ہو وہ نہنگ خالی نہیں پلٹتا دوسرے
 ساحر کو نگل جاتا ہو شبیدیز حیران ہو اور بہار کے سحر کو دمبدم ترقی ہو طلسم ٹہرتے جاتے ہیں
 پھولوں کی خوشبو سے دماغ جان معطر و مغنیر ہو آخر ٹھوٹے لگا بہار نے دوسرا گلہستہ
 مارا یہ گلہستہ جو پھٹا پھول برسنے لگے گرد شبیدیز کے پھولوں کا انبار ہو گیا ہر چند چاہتا
 ہو اپنے کو ہوشیار رکھوں مگر شاہزادیاں بلاے روزگار ہیں اپنے اپنے سحر میں ہوشیار
 ہیں اس طرح کے رنگ دکھا رہی ہیں کہ شبیدیز نے بدحواس ہو کر گریبان اپنا پھاڑا
 مندیل سر سے پھینکی پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ معشوقان وای بہار اعجاز بیان
 کیا حکم ہوتا ہو بہار نے کہا تم سے کیا چاہتے ہو شبیدیز نے جواب دیا کہ میں تابعدار ہوں
 یہی چاہتا ہوں کہ گلچینی گلشن جمال کی گردن بہار نے کہا کہ اے شبیدیز ہم خود تمہارے
 مشتاق ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ شادی کریں شبیدیز اس لفظ کو سن کر
 پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے ملکہ عالم جو حکم دو وہ بجالاؤں بہار نے طرف
 سردار حسینان کے دیکھا سردار حسینان نے اشارے سے کہا کہ سر جمشید ثانی
 طلب کرو وہاں جا کر گوشہ خردمان سگ ہوگا بہار نے ایک سوکھا ہار گلے سے
 اتارا گلے میں شبیدیز کے پہنا دیا کہا اے شبیدیز طرارے بھرتے ہوئے جاؤ سر جمشید
 لیکر آؤ میں دُھن بن کر بیٹھتی ہوں سب سامان کر رکھو نگلی تھنے سر لا کر دیا اور بھونری
 پھر گئی شبیدیز نہال ہو گیا کہا اے ملکہ عالم لاکھ جان میری ایک ناخن پا پر تمہارے نشا
 ہو اُس مرد و دلی کیا حقیقت ہو جاتے ہی اُسکا سر کاٹ لوں گا بہار نے اشارہ کیا

شبیدیز قدم قدم جلا ہمارے پھر اشارہ کیا اسقدر پھول برسے کہ شبیدیز کی کمر تک پھولوں کا انبار ہو گیا شبیدیز نے کچھ پھول اٹھائے اُن کو سو نگہتے ہی چہرہ سُرخ ہو گیا پکار پکار کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

او فلک عشق میں کیا تو نے کیا شاد مجھے ہجر میں ہاے مری جان بھون تک آئی منتیں کرتی ہو بلبل کہ بہار آئی ہو سیر گلزار میں کتنا ہوس سی قد میرا مانگتا ہوں جو دل اپنا تو وہ فرماتے ہیں تو نے شیریں کی محبت میں مزہ کیا پایا غم ترے ہجر کے اب اٹھ نہیں سکتے مجھے قبر پر فاتحہ پڑھنے کو وہ آیا سطوت	خوب معشوق دیا ہو ستم ایسا د مجھے اُس شکر نے نہ اک روز کیا یاد مجھے قید کر تو نہ قفس میں ابھی صبا د مجھے دم بخور ہو گیا کیوں دیکھ کے شمشاد مجھے تو نے کیا مجھ کو دیا تھا یہ نہیں یاد مجھے پوچھ لوں گا جو ملیگا کہیں فرہاد مجھے حکم دے قتل کرے شوق سے جلا د مجھے بعد مرنے کے ہو صد شکر کیا یاد مجھے
--	--

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا طرف قصر مفت رنگ کے چلا کیفیت یہ ہو کہ اگر کوئی ساحر راہ میں مل گیا تو اُس کو ٹوک کر مارا صد ہا جادو گراہ میں شبیدیز کے ہاتھ سے مارا گیا بعد جانے شبیدیز کے لڑائی فتح ہو گئی خارزار و اورنگ سردار حسینا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے کہا آپ لوگوں نے ہم سب کی جان بچائی اگر آپ لوگ داتے تو اس ملعون کے ہاتھ سے ہم نہ بچتے ہزار ہا جادو گراؤں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا مگر کرامت دین خداے نا دیدہ دیکھی کہ یاد کرتے ہی مدد ہوئی اے ملکہ عالم اگر آپ حضرات نہ آتے تو ہماری جان جاتی آپسے یہ بھی سنا کہ یہ فساد کیا ہو ایک وزیر جمشید کا ابلیس نامے ہمارے ہاتھ سے مارا گیا تو یہ بھی بدلہ لینے آیا تھا حقیقت میں یہ ساحر کامل و اکمل تھا مگر حقیر کو تعجب ہو علم کے پھر ہر دن پر لکھا ہو کہ این لشکر طلسم کشا مگر اُس شہریار کو نہ دیکھا اگر اُن کی زیارت سے مشرف ہوتے تو دیدہ دل روشن ہو جاتا ہمارے جو نام شہریار کا شمارنگ و متغیر ہو گیا ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا وہ شہریار ہر اسے فتح مرحلہ جات تشریف لے گئے جن خدا اُن کو مظفر و منصور کر کے پھیرے آرزو تھا

کردہ مثل افسروں کے ہمارے ساتھ ہوتے اور ہم لوگ مثل چاکران کترین ہمراہ رکاب
 ہوتے تب البتہ کیفیت ظاہر ہوتی خازن راز سب شاہزادیوں کو ساتھ لیکر قلعے میں آیا
 ہمارا عجائب بیان کو تخت پر بٹھایا سردار حسینان دنگل زرین پر آکر بیٹھی مگر اورنگ
 سامان دعوت کر رہی یہ خود گلانی لاکر کھتی ہو کنیزوں کو آواز دیتی ہو کہ ارے کباب کی
 گشتیان لاؤ دیر نہ لگاؤ کنیزین لاکر کھتی جاتی ہیں ہر چند کہ شاہزادیاں اور رنگ سے
 کہ رہی ہیں کہ بی بی بیٹھو کنیزین کام کر رہی ہیں اورنگ خوش نصیب کہتی ہو کہ ہماری
 خوش نصیبی ہو کہ آپ لوگ ہمارے قلعے میں تشریف لائے اب ہم بھی آپ کے ساتھ چلینگے
 ہر کارون کو حکم دیا کہ ذرا دریافت تو کر دو کہ شبدریز جو قصر ہفت رنگ پر گیا اُس نے
 جا کر کیا کیا ہر کارے روانہ ہوئے مگر صحبت میں ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو جام شراب
 گردش میں ہو صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہو خازن راز بھی خدمتگاری کر رہا
 ہو ساتھ والوں سے کہتا ہو دیکھو آج بارگاہ میں کیا رونق ہو یہاں سامان عیش و حبش
 ہو مگر شبدریز جو متبا ہوا اشعار عاشقانہ زبان پر گریبان چاک چہرے پر خاک پڑی ہو
 رنگ و متغیر متردود متغیر تلوار کھینچے ہوئے جاتا ہو جمشید ثانی کہ داخل قصر ہفت رنگ
 ہو وزیر اور امرا بیٹھے ہیں شاہزادیاں حسین و جمیل گرد جمع ہیں اُسے خوش فعلی کر رہا ہو
 کہ یکایک لشکر میں تلاطم ہوا فریاد فریاد کی صدا آنے لگی کوئی جمشید ثانی کو پکارتا ہو
 کوئی پکارتا ہو ای سامری و جمشید تم پرانے خداوند ہوا اگر ہماری مدد کر و جمشید نے
 کہا دریافت کرو کہ یہ کیا معرکہ ہو جو بدار نے بڑھ کر عرض کی کہ ای شہنشاہ حقیقت یہ
 ہو کہ شبدریز تلوار کھینچے ہوئے لشکر پر آکر گرا ہو غریبا کو قتل کر رہا ہو جمشید نے یہ خبر سنا
 منہ پیٹ لیا کہا صاحب وزیروں کا تو خاتمہ ہوا کیسا خیر خواہ دولت کیسا ساحر باشکست
 تنہا نہیں معلوم کیا افتاد پڑی لوگوں نے کہا کہ ایک سو کھابیلے کا ہار پہنے ہوئے ہو
 اُسکو سونگھتا جاتا ہو اور دم بدم قدرت کا نام لیکر گالیان دیتا ہو کہتا ہو یہ مجھوٹا
 خداوند ہو جو تقدیر کرتا ہو اُلٹی ہو کرتا ہو اور پھر کہتا ہو طلسم نہ فتح ہو گا جمشید نے
 کہا یار و لاکھ مسلمان کو شمش کرین مگر مابعد دولت کی قصا اس مقام پر نہیں ہو و کچھ نہ

خداوند مردہ بھی لکھ گئے ہیں یہ لفظ تفسیر طلب ہو جب میں قتل نہیں ہو سکتا تو میرا کوئی
 کیا کر سکیگا نہ مھر کروں کہ آپس میں لڑ بڑ کر مر جاؤں پس میں کسی امر میں عاجز نہیں ہوں
 یہ کہ اگر جمشید جلا باہر نکل کر دیکھا کہ لشکر میں شبیریز ڈوبا ہوا سحر کر رہا ہو جمشید ثانی نے
 ارادہ کیا کہ لشکر سے چاروں کہ آسمان پر سے آواز آئی منم گلہ زار ز عرفان پوش
 جمشید نے ہنس کر کہا کہ یہ وہ شاہزادی آئی ہے کہ جسکے سحر سے کوئی بچا نہ پائیگا لیکر
 چاہا کہ بڑھوں وہ ابرسیاہ چڑھا تھا پچھا دیکھا ایک تخت پر ایک جوان تاجدار ہو اور
 ایک معشوقہ نہایت حسین و جمیل پہلو میں بیٹھی ہوئی ہو وہ تاجدار بیکار تا ہو کہ یا خداوند
 خیر تو ہو یہ آج کیوں میان شبیریز بد لگائی کر رہے ہیں اور یہ کیا معرکہ ہو جمشید
 نے کہا کہ ای برادر تم کہاں تھے سب تمہارا انتظار کر رہے تھے اُس تاجدار نے کہا
 یا خداوند اس شبیریز کو سمجھا دوں آپ کو کلمات سخت کہ رہا ہو لیکن مقام افسوس ہے
 کہ آپ خداوند ہو کر کسی پرورش کرتے ہیں شبیریز بڑا گستاخ ہو جمشید نے کہا ای
 نہال تاجدار کیا بیان کروں کیسا پریشان ہوں اسکا مہموت ہونا مجھ پر بہت
 شاق ہوا نہال تاجدار تخت سے کودا پکا کر آواز دی کہ او شبیریز بس طراک
 نہ بھر باگ اپنی روک کسکے عشق میں مہموت ہو شبیریز نے پکار کر کہا ای نہال تاجدار
 تم دخل نہ دو میں اس مجھوٹے کو سمجھا دوں گا خداوند بن کر بیٹھا ہو وہ شاہزادان
 جو اس طلسم بن وحید و بے نفیر تھیں وہ سب شریک مسلمانان ہوئیں مگر بہار اعجاز بیان
 مجھ سے راضی ہوئی ہو دلہن بنی بیٹھی ہو میں سراس ملعون کا لیکر جاؤں کہ وصل سے اُسکے
 کامیاب ہوں نہال نے کہا کہ خاموش رہ کلمات خلاف زبان پر نہ لا قدرت کو جھوٹا کہتا
 ہو ایسا نہ ہو کہ تیری زبان جل جائے شبیریز نے کہا کہ کوئی تاثیر اسمیں نہیں ہو خداوند
 مردہ کا اسنے نام مثالی اور اپنا نام روشن کیا مگر کوئی تاثیر نہیں رکھتا دن بھر شاہزادوں
 کے ساتھ عیش کرتا ہو خدائی کے نام پر مرنے نہال نے قریب آکر کہا کہ ای شبیریز بس
 خاموش رہ جمشید کے بدلے تیرا سر بہار کے پاس روانہ کروں گا شبیریز نے کہا کہ او
 بیچیا اگر اپنی معشوقہ سے کہہ دوں تو تمہیں کو یہ نہ کہہ دے بہار اعجاز بیان کیا خوب سحر کرتی ہے

سہ سال نے کہا اُنکا تو کیا ذکر کرتا ہو میری معشوقہ کا وہ سحر ہو گلغذا رز عفران پوش اپنے نام کے موافق سحر کرتی ہو عمر بھر ہنسا کرو کیا مجال ہو کہ کوئی ہنسی کو مٹا دے ہنسا ہنسا کے آدمی کو دیوانہ کر دیتی ہو بان صاحب ذرا اپنا شعبہ اسکودکھاؤ تو اُس معشوقہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پڑیا نکالی اُس کو جو کھولا تازے پھول رز عفران کے اُس میں تھی یا سامری و جمشید کہ کہ طرف آسمان کے پھینکے آندھی سیاہ چلی صد ہا نخل گر پڑے اور ہزار ہا خیمے اُڑ گئے شب بیزاں دھیرے میں ٹٹولتا پھرتا ہو سحر کرنا جھولا یکا یک گلغذا رز عفران پوش نے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا ایک دتا ٹا ہوا کہ تمام زمین تھرا گئی شب بیزوہ آواز سن کر گرا اور گر کر بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہو گئی شب بیز بھی ہوشیار ہوا چار جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا گلغذا نے دوسری پڑیا نکالی اُس پڑیا کو جو پھینکا یا تو تمام صحرا اٹھایا دیکھا کہ صد ہا چمن رز عفران کے نمایاں ہوئے ہزار ہا طائر اُن چمنوں میں بیٹھے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں یہ ممکن نہیں اُن کو کوئی گرفتار کر سکے اس چمن سے اُڑ کر اُس چمن میں جاتے ہیں کبھی منقارین کو لو لکر غل مچاتے ہیں رز عفران کی اس قدر خوشبو ہو کہ شب بیز جھومنے لگا اور گلغذا رے سے عذر کر کے تلوار کھینچی کہا جو حکم دیجیے وہ بجالاؤں کیے اپنا سر حاضر کروں یہ کہ کہ طرف صحرا کے چلا گلغذا رز عفران پوش نے پکار کر آواز دی کہ امروزیہ اعظم خداوند کما جاتے ہو مجھ کو تو معلوم ہو اُسکا انتظام کروں شب بیز نے کہا صحرا انور د ہو لگا دشت نجد کی جستجو ہو استاد خوش نہاد قیس والا نژاد کو تلاش کرو لگا فرما دو کو بہن کی بھی فکر ضرور کرو لگا ان لوگوں سے ملاقات کر کے آتا ہوں گلغذا رے نے کہا کہ ایک ہم کو بڑی ضرورت ہو وہ بھی کام کرتے آؤ ہمارا عجیب بیان اپنے حسن پر بڑا گھمنڈ رکھتی ہو اُسکا سراؤ ہمارے تمھارے اقرار ہوتا ہو کہ ہم اپنی شادی تمھارے ساتھ کریں گے کسی طرح باطل نہ ہو گا شب بیز نے کہا کہ جو حکم حضور ہو وہ آنکھوں سے بجالاؤ لگا جاتے ہی ہمارا کاسر کاٹ لو لگا لیکن وہ تو معشوقہ فخریہ و محبوب مجھے خیال آتا ہو تو دل دھڑکتا ہو ہو ایسا نہ ہو کہ میں اس کام کو کروں اور آپ انکار کریں گلغذا رز عفران پوش نے

قریب آکر نشست پر ہاتھ پھیرا کہا اے شہید یزید جو ہم کہتے ہیں اُس کو بچتے جانو ہم سب سامان
 ہتیا کر رکھیں گے اگر تم کو منظور ہو تو بھونری بھر جاگیل شہید یزید نے کہا کہ میں جان دینے پر
 حاضر ہوں اگر آپ حکم دیں تو سراپنا کاٹ کر قدموں پر ڈال دوں ہر چند کہ وہ کبھی مشوقہ
 ہو مگر آپ سے بہتر نہیں ہو گلغدار نے کہا خیر دار ایسا نہ ہو کہ وہاں جا کر ارادہ فاسد نہ
 شہید یزید نے عرض کی قول مردان جان دار دو فعل مردان اعتبار جو کہتا ہوں وہ ہی کہہ دینگا
 مگر سب نے دیکھا کہ شہید یزید کے منہ پر ہوا بیان اڑنے لگیں چہرہ زرد ہو گیا معلوم ہوتا تھا
 چمن ہائے زعفران سے لکلا ہوا زرد و زرد لباس بدحواس تلوار کھینچے ہوئے طرف
 لشکر ہمارے روانہ ہوا جمشید نے آکر گلغدار کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ عالم کیا کہنا
 کیا پاکیزہ عمر کیا ہو ہم وجد کرتے ہیں یہ سحر ہمارے بزرگوں کا بنایا ہوا ہو مگر تھنہ خوب
 تکلف سے قبضہ کیا زہنہ شوہر کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا شاہزاد یونکر تکم دیا
 سامان عیش و نشاط مہیا کر و ساقیان سین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبوتے کر
 حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا مگر جمشید گلغدار کو یہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہو اور دمہ دم
 نہ مال تاجدار سے کہتا ہو کہ اے نہال تم کیا صاحب نصیب ہو کیا زوجہ ملی ہو کس لطف
 سے ہمارے سر کو اٹا کیا میں بہت خوش ہوا دیکھیے انجام کیا ہو گلغدار نے کہا کہ
 بہارا ایسی کیا حلوا ہو میان شہید یزید وہاں جا کر جوتیان کھا دیں گے دیکھیے پلٹ کے
 آتے ہیں یاد ہیں مارے جاتے ہیں جب جمشید نے دو چار جام پیئے اور نشہ ہوا تو اور
 زیادہ بلیا بنے لگا ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ گلے میں گلغدار کے ہاتھ ڈال دوں گلغدار اڑ بٹاتی ہو
 ہو مگر کچھ ایسا فاسے نہیں کہتی نہ مال تاجدار نے جو یہ معرکہ دیکھا برہم ہو کر کہا کہ یا خداوند
 ذرا حواس سے چٹھیے دست درازی نہ کیجیے میں آپ کی مدد کو آیا ہوں زوجہ سے مجھے
 بطوری نصبت ہو ہر وقت ساتھ رکھتا ہوں بڑے بڑے تاجداروں نے قصد کیا مگر میں نے
 اس کو نہیں جاری دیا اور یہ بھی میری محبت کا دم بھرتی ہو اگر کچھ ارادہ ہو تو اسے و
 منال ڈال لیا ایسا نہ ہو مجھے کچھ بے ادبی ہو جائے اور قدرت کے خلاف ہو جمشید نے
 کہا کہ اے نہال یہ بندی قدرت ہو قدرت نے سب شرف عطا کیے باپ دادا نے میری

ایسا پتلا بنایا کہ تم اُس پر مائل ہووے یہ مجال نہیں کسی کی کہ اسپر ہاتھ ڈالے اگر شب کو اسکو یہاں چھوڑ جاؤ گے تو کیا نقصان ہوگا صبح کو پھر آ کے اسی طرح پاؤ گے خوش ہو جاؤ گے نہال نے گھبرا کر کہا کہ یا خداوند کیا آپ نے مجھے فرمساق بنایا ہو کہ زوجہ کو چھوڑ جاؤ اور آپ اُس سے چین کرین یہ وہ ثابت قدم ہو کہ کبھی آپ کا کہنا نہ مانے گی آپکو رنجیدہ کرے گی یہ کہ اگر نہال نے قبضے پر ہاتھ ڈالا جمشید نے کہا کہ ای نہال کیوں دلو انہ ہوا ہو ابھی میرا دل چاہے تو ہاتھ کو تیرے خشک کردون کیا مجال کہ تلوار کھینچ سکے مابعد خداوند ہن تو ایک گندہ بندہ ہو نہال نے کہا کہ میں سب طرح سے آپ کا معتقد ہوں مگر اس مقدمے میں آپ کا کہنا نہ مانوں لگا جمشید نے کہا کہ میں گلغذا رکونہ جانے دوں گا آج شب کو یہاں رہے پھر میں کبھی جھگڑا نہ کروں گا سب شاہزادیاں حیران ہیں کہ آج قدرت کو کیا ہو گیا دوست کو دشمن بناتے ہیں کیا کیا کلمات فرماتے ہیں بعض کہتی ہیں بد اقبالی کی یہ صورتیں ہیں کوئی شوہر گوارا کریگا کہ زوجہ کو اپنی چھوڑ جائے اور قدرت عیش کرین بعض شاہزادیاں اشارے کر رہی ہیں کہ یا خداوند خاموش ہو رہے ہیں مگر جمشید اُن کو جھڑک دیتا ہو کہتا ہو کارخانہ قدرت میں تم کو کیا دخل ہو ہم تو میں تقدیر کر چکے ہیں اسکے خلاف نہ کریں گے اگر بخوشی نہ چھوڑ لیگا تو ہم بجز نہ جانے دینگے نہال اٹھا کہا صاحب اٹھو دیکھو تو کون روکتا ہو جیسے ہی نہال نے زوجہ کو اشارہ کیا گلغذا نے چاہا اٹھوں جمشید نے ہاتھ تھام کر کہا کہ ای نہال حکم خداوند سے انکار کرتا ہو ایسا نہ ہو قدرت کو غصہ آجائے نہال نے جھلا کر کہا کہ او نامنصف اگر میں ایسا جانتا تو تیری مدد کو کبھی نہ آتا عین وقت پر آکر ہو سچا ورنہ شب سیر قیامتیں برپا کرتا جمشید نے کہا اسکی کیا حقیقت تھی ایک سماںچہ مارنا کہ سزا اڑ جاتا ای نہال ہٹ جا ورنہ قدرت سحر کرتے ہیں نہال نے تلوار کھینچی جمشید نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی جمشید نے کہا کہ ای نہال اختیار قدرت دیکھا نہال نے مجھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا اسباب سحر نکالوں جمشید نے کچھ اشارہ کیا ایک ماریاہ مجھولی سے نکلا قصد کیا کہ نہال کو کاٹوں گلغذا نے ہاتھ مار دیا کہ وہ ماریاہ جل کر زمین پر گر آئیں ایسے سحر ہونے لگے

نہال جو سحر کرتا ہو جمشید اُسکو مٹا دیتا ہو مگر زن و شوہر آمادہ فساد کھڑے ہیں کہ
جمشید اپنے مقام سے اُٹھا چا یا نہال کی گردن تھام لون گلے غدار نے برقی گرائی کہ
ہاتھ جمشید کا زخمی ہوا بس جمشید بگڑا کہا کیوں او بندہ قدرت کے ساتھ تو نے یہ کیا
بے ادبی کی تو شرط کہ تجھ کو دیو اندہ بنا دوں کسی صحرائے ویران میں تیری سکونت کروں
گلے غدار چونکہ عورت ہو جمشید نے جو یہ بگڑ کر کہا کانپنے لگی ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خدائے
معاف فرمائیے و اہیات بات میں تکرار نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ کچھ قدرت کا نقصان ہو
جمشید نے کہا کہ اب کیا نقصان ہو گا شوہر تیرا برابری کر رہا ہو ابھی قتلہ میرے کے
جلادوں جنم میں پھنکوا دوں گے اُسکو بھی معلوم ہو قدرت سے تکرار کرنے کا یہ انجام
ہوا نہال نے کہا کہ جو آپ کے مزاج میں آئے وہ میرے واسطے کیجیے مگر زوجہ کو
نہ چھوڑ دنگا یہ کہ کہ جمشید کی نگاہ بچا کر ایک گولہ فولادی نکالا ہاتھ میں لیکر کہا یا خدائے
اس حریف سے تو پیچھے یہ کہ کہ گولہ مارا مگر گلے غدار نے شوہر کے سحر کو زور دیا اور کہا کہ
ای سحر سامری جمشید کا سر زخمی ہو کہ یہ بھی جانے سا حریف سے ہوتے ہیں گولہ سر پہ
آکر جمشید کے پٹا سر جمشید کا زخمی ہوا جمشید خون پونچھنے لگا اور پکار کر آواز دی
کہ یار و تم سب دیکھ رہے ہو یہ بیہودہ میری برابری کرتا ہو عورت کے واسطے اپنی
جان دینے کا ارادہ کرتا ہو اور میں کہی نہ مانو لگا آنکھیں اسکی قدرت کو ایسی پسند
ہوئی ہیں کہ تیرے مرگان نے کلیجہ فگار کیا ہو کئی سو افسر کچھ تاجدار لینا لینا کہہ کر طرف
نہال کے چلے نہال نے سحر کیا کئی جوانوں کے سر اڑ گئے جب تاجداروں کے سر ٹکڑے
کئے تو جمشید نے تخت کے نیچے ہاتھ بڑھایا تخت کے نیچے سے ایک کارڈ نکالی اسم سحر
پڑھ کر نہال پر کھینچ ماری ہر چند نہال نے اپنے کو بچا یا نہ بچ سکا سینے پر پٹری پشت
کو توڑ کر پار گزری نہال گرا اندھیرا ہو گیا مگر گلے غدار نے جو اپنے شوہر کا لاشہ دیکھا
ہر چند کہ کلیجہ تڑپ گیا مگر خیال میں آیا کہ اپنی عصمت بچاؤ نکل چلو اُسی اندھیرے میں
چلی بازگاہ سے نکل گئی کسی نے نہ دیکھا بعد تھوڑی دیر کے یہاں آواز آئی کہ کشتی مرا
نام من نہال تاجدار بود اب روشنی ہوئی جمشید نے دیکھا کہ گلے غدار نکل گئی

انتہائے نشہ میں ہو چکا رک رکھا کہ یارو معشوقہ کہاں گئی میرے تو کلیجے پر چھری چلی گئی میں نے خاص اُسی کے واسطے شوہر کو اُسکے مار ڈالا کہ کوئی جھگڑا باقی نہ رہے ساسر یہ شکر دوڑے دور سے دیکھا کہ گلغزار لشکر کو طوق کرتی ہوئی جاتی ہو ساجدوں نے دلاکارا کہ او گلغزار کہاں جاتی ہو ٹھہر جاؤ قدرت یا دفراے میں گلغزار نے پاٹ کر جواب دیا قدرت جہاک مارتے ہیں شوہر کو میرے قدرت نے مارا اگر صاحب اختیار ہوتی تو بدلا لیتی مگر خیر جو عادل منصف کل کا حاکم ہو وہ اس بھیبا سے بدلہ لیکر افسروں نے دیکھا کہ گلغزار نہیں رکتی پکار کر فوج کو آواز دی کہ ہاں یارو حکم خداوندی ہو گلغزار کو صبر و فوج و آ لینا لینا کہ کراٹھے گلغزار نے جھبولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول پھینکا مارے سارے درخت زعفرانی ہو گئے جس نے دیکھا وہ ہستے ہستے دیوانہ ہو گیا گلغزار یہ سحر کر کے آگے بڑھی جب ساحرا گر گھیرتے ہیں گلغزار جان بچانے کے لیے سحر کر کے دس بیس قدم بڑھ جاتی ہو پھر اہل فوج اگر گھیرتے ہیں اس حال میں گلغزار لڑتی بھڑتی جاتی ہو اہل فوج قتل ہو رہے ہیں کئی ہزار لاشیں گرے مگر زمین پر گرتے دیکھا پھر لاش معلوم نہیں ہوتی گلغزار حیران ہو کہ کیا معرکہ ہو اہل فوج چاہتے ہیں گلغزار کو گرفتار کر میں مگر گلغزار چار جانب نگاہ ڈالتی ہوئی لڑتی ہوئی جاتی ہو ہر چند لوگ چاہتے ہیں گرفتار کر لیں مگر کسی کا حوالہ نہیں پڑتا کہ ہاتھ ڈال دے جو قریب جاتا ہو اُسکا سر اڑا دیتی ہو کسی کے سحر کو نہیں ہانتی جمشید یہ سب رنگ دربار گاہ سے دیکھ رہا ہو ارادہ کرتا ہو کہ جا پڑوں مگر پھر جوتا ہو کہ ایسا نہ ہو سحر اس عورت کا مجھ پر غالب آئے تو کیسی شرم کی بات ہو مگر شید بیز سحر میں گلغزار زعفران پوش کے ٹھومتا ہوا جاتا ہو میان بہار ا عجائب بیان بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے گھبرائی اپنے مقام سے اٹھی گلگوند نے پوچھا کہ اے ملکہ عالمہ کہاں چلین بہار نے کہا کہ کچھ خود بخود دل گھبراتا ہو میں جنگل کی سیر کر کے ابھی آتی ہوں کہ کبیر نے چاہا ساتھ چلین بہار نے منع کیا کہا میں ابھی چلی آؤنگی یہ کہہ کر بارگاہ سے باہر نکلیں ٹھلتی ہوئی صحرائین آئین صحرا کا تماشا دیکھ رہی ہیں تیر و کمان ہاتھ میں ہو جس طائر پر جی چاہا تیر مار دیا یکا یک ایک آواز کان میں آئی جسکا مضمون یہ تھا الطم

در بدر خاک بستر ہو گئے رسوا ہو کر آئیے آپ جو ہم خاک نشینوں کی طرف چودھواں سال خدا خیر سے کاٹے تمہر بحر عالم میں یہ پستی و بلندی ہو عیان گالیان کو سنے دیتا ہو قمر کو کیا تو	کیسے برباد ہوئے آپ کے شید ا ہو کر فرش بنجائیں ابھی دامن صحرا ہو کر گھٹنے لگتا ہو مہ چار دہ پورا ہو کر کشتی عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہو کر آج جو جو کہ ترے دلمین ارادہ ہو کر
---	---

جب یہ آواز کان میں آئی تو بہار نے سر اٹھا کر دیکھا کہ شیدیز دیوانہ وار دوڑتی تھی
اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آتا ہو کبھی بقیار ہو کر پکارتا ہو کہ ای جان جہان وای آرام
دل مشتاقان وای گلعداز عرفران پوش کیونکر تم تک پہنچو نگا پھر کیونکر جمال جہان آرا
نظر آئیگا بہار نے جو اس حال زار سے شیدیز کو دیکھا حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہو رہا
کس نے سحر کیا میں نے تو اسے جمشید کے پاس بھیجا تھا کہ جا کر اسکا سر لاؤ یہ کیا حال ہوا
آخر کتاب سوانحات نکالی اُس میں دیکھا نوشتہ پایا کہ یہ دربار میں جمشید ثانی کے پہنچا
گلعداز عرفران پوش نے اسکو دیوانہ کیا اپنی صورت کا فریفتہ کیا ہو مگر جمشید
بھی اُسپر عاشق ہوا ہو شوہر کو اُس کے مار ڈالا ہو وہ دربار میں جمشید کے لڑ رہی ہو
جمشید چاہتا ہو اُسپر قبضہ کروں مگر وہ نہیں مانتی شوہر کو یاد کر کے رو رہی ہو چاہتی
ہو جمشید پر چاڑھوں مگر جمشید کیا ایسا حلو ا ہو ساحر مکار و دغا باز و شعبہ پر داز
ہو کتاب سوانحات دیکھ کر بہار نے جھولی سے گلدستہ نکالا اپنے کو پشت نخل پر خنقی کیا
اور اسم سحر پڑھ کر گلدستہ پھینکا گلدستہ الگ جا کر پٹاشیدیز نے دیکھا بوے خوش آئی
پٹین چلی آتی ہیں نخل سرسبز و شاداب طائران زمزمہ سرا شاخہ نخل پر آ کے بیٹھے
زمزمہ سرائی کرنے لگے اب شیدیز حیران ہو کہ صحرا کیا بہار دکھا رہا ہو سامنے خیمہ آب
تھا اُس میں اپنی صورت دیکھنے لگا رنگ اپنا متغیر پایا حیران ہو کر چار جانب دیکھنے لگا
کہ بہار اپنے مقام پر نہیں ہنستے ہی پھول برسے لگے شیدیز نے چند پھول اٹھا کر سونگھے
اور زیادہ مبہوت ہوا کہ ایک طائر کا ندھے پر آ کر بیٹھا کہا اویغیرت میں دربار خداوند
میں جاتا ہوں نہیں معلوم معشوقہ پر کیا آفت ہوگی اگر اس وقت میں مدد نہ کی تو پھر کس

کام آؤ لگایہ کہ کر طائر اڑا شبیدیز پیچھے پیچھے طائر کے دوڑا ہوا جاتا ہو شبیدیز جہان پر
 مرک جاتا ہو طائر پلٹ کر سایہ اپنا ڈال دیتا ہو جب سایہ اسپر پڑتا ہو تو بھر و لولہ زیادہ
 ہوتا ہو اگر راہ میں کوئی ساحر ملا اور اُس نے پکار کر پوچھا کہ ای وزیر اعظم کہاں جاتے ہو
 کس حال میں ہو تو شبیدیز ٹھہر کر کہتا ہو وہ جھوٹا خداوند یعنی جمشید ثانی بیٹھا ہوا
 عیش کر رہا ہو گا جا کر اُس کی گردن ناپون دعویٰ خدائی سے توبہ کر اؤن وہ ساحر
 ہنس کر کہتا ہو کہ تم وزیر اعظم ہو کر ایسا کلمہ نہ کہو شبیدیز اسپر جا پڑتا ہو اور گولہ مار
 اُسکو مار لیتا ہو پھر طائر اگر عکس ڈالتا ہو پھر شبیدیز اُسی طرح روانہ ہو جاتا ہو
 اسی طرح راہ طو و بی کر کے قریب لشکر جمشید پہنچا دوسرے دیکھا کہ لشکر جمشید
 ہنگامہ ہو گلغدار زعفران پوش لاکھوں جاوہ گروں سے لڑ رہی ہو اور پکار کر
 کہتی ہو کہ اوجمبشید جو تیرا راہ ہو وہ کبھی پورا نہ ہو گا مگر مقام افسوس ہو کہ ہمیں
 معلوم شبیدیز پر کیا گزری کہ شبیدیز نے آواز دی ای معشوقہ پری پیکر دی حزن نظر
 میں حاضر ہوں یہ کہ کہ تلوار پکڑ کر جا پڑا فوج کو پامال کرنے لگا جمشید کو لوگوں نے
 خبر دی کہ آپ کے لشکر پر شبیدیز پھر آ پڑا ہزاروں ساحرون کو قتل کو ہا ہو گلغدار
 پر مبہوت ہو رہا ہو مگر گلغدار نے اب تک اسپر سحر نہیں کیا شبیدیز لڑ رہا ہو یہ سن کر
 جمشید نکل آیا دیکھا شبیدیز لشکر سے جنگ کر رہا ہو مگر جوش و خروش بڑھا ہوا ہو
 میں سوچا کہ اب یہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک سنگریزہ اٹھا یا سحر کر کے شبیدیز پر مارا
 وہ سنگریزہ شبیدیز کے سینے پر آکر پڑا تو ڈکر پشت کو پار گذرا شبیدیز جو مارا گیا تو
 اندھیرا ہو گیا گلغدار نے دیکھا کہ شبیدیز کو جمشید نے مار ڈالا اب جو روشنی ہو گی تو یہ
 مجھے پلیٹیکا اکثر سحر خدمت میں اسکی ایسے ہیں کہ منجھو گرفتار کر لیں گے یہ سوچ کر لشکر
 سے نکلی مگر حیران ہو کہ کہاں جاؤں آخر سوچی کہ لشکر شہر یار میں چلو یہ سوچ کر طی
 اور لشکر سے نکل گئی جب اندھیرا بر طرف ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شبیدیز
 چاہا بک خرام بود یہ آواز سن کر جمشید دیکھنے لگا روشنی بھی ہو گئی دیکھا گلغدار نکل گئی زانو
 پیٹنے لگا کہتا تھا کیا غضب ہوا کہ معشوقہ نکل گئی اسلم ہر دارہ خوار سے کہ مصاحبین ہو

کہا اے اسلم بڑھ کر خبر تو لے کہ یہ ظالم کہاں گئی کون اسکو بٹھا سکیگا اگر دیکھنا کہ کسی مقام پر ہو تو گرفتار کر لانا یہ کہتا ہوا پلٹا اس راہ سے گذرا کہ جہاں پر لاشہ شبیر بڑھ چکا تھا جھلا کر حکم دیا کہ اسکا لاشہ جنگل میں پھینک دو یہ ملعون اسی لائق تھا جیسا کیا ویسا انجام ہوا اساحرون نے لاشہ شبیر بڑھایا لاشہ پھینک دیا مگر اسلم جست و خیز کرتا ہوا چلا یہاں پہمارا عجاز بیان صحرا میں شکار کھیل کر شبیر بڑھ کر پھیر کر ایک مقام پر رکی قضاے کار اسی صحرا میں گلغزار کا بھی گذر ہوا دیکھا ہزاروں طائر بھاگے چلے آتے ہیں گلغزار حیران ہوئی کہ ان طائروں کو کس نے ستایا جو بھاگے چلے آتے ہیں دور سے دیکھا کہ بہمارا عجاز بیان کھڑی شکار کھیل رہی ہو پکار کر آواز دی کہ امی شہنشاہ ملک خبی و اتر سرد روان بلغ مجبوی کس حال میں ہو بہمارا عجاز بیان بلی پلٹ کر دیکھا کہ گلغزار زعفران پوش دیوانہ وار و وحشی مثال فریاد کرتی ہوئی آتی ہو اور زبان پر نعرہ ہو کہ حضور فریاد کرتی ہوں مجکو جمشید نے لوٹ لیا میرا شوہر بے خطا قتل ہوا بہمارا نے ٹھہر کر آواز دی کہ میرے قریب آؤ میں مطلب تو سمجھوں کہ پشت سے نعرہ ہوا کہ اری گلغزار کہاں جاتی ہو منم اسلم مرد ارخواریہ کہہ کر ایک گولہ مارا گلغزار جب تک پلٹے پلٹے وہ گولہ آکر پھٹا چند طائر پیدا ہوئے ایک طائر نے سر پر آکر زفیل ماری اور زفیل مار کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

عشق ہو گا کسی خوش چشم حسین کا مجکو	ہو جو مطبوع گل نر گس شہلا مجکو
ہوئی زنجیر پہنے کی تمنا مجکو	ہو گیا اکفت گیسو میں یہ سودا مجکو
قا صد اُن کو یہ پیغام زبانی دینا	لب پہ دم تر غم دوری نے ہمارا مجکو
مرض عشق سے فوراً ابھی ہو جائے شفا	شکل دم بھر جو دکھائے وہ مسیحا مجکو
ہائے اس بات کی امید نہ تھی قاتل سے	جائیکا چھوڑ کے مقتل سے تڑپتا مجکو
بلغ جنت میں نہ حوروں سے مخاطب ہوگا	وان بھی ہو گی ترے ملنے کی تمنا مجکو
فرحت و عیش و خوشی سے مجھے سطوت کیا کا	غم ہو دنیا میں حسین ابن علی کا مجکو

یہ اشعار پڑھ کر طائر نے ایک پیچ ماری اور جل کر خاک ہوا خاک اسکی جو گلغزار پر گری

گلغزار نے ایک چچ ماری پکار کر کہا کہ اے ملکہ عالم مجھ کو بچا لے یہ سحر جمشید کا تھا اسلم
تلوار کھینچ کر چلا جا ہا کہ گلغزار کو قتل کروں گلغزار دعا میں مانگنے لگی کہ اے کریم و رحیم
کرم ایسا شریک کر شو ہر تو قتل ہو چکا میں بھی بنیلا قتل ہوتی ہوں نظم

ایک در ہر مذہب و ملت توئی مقصود ما بود تو شد باعث نابود ما و بود ما + چہرہ بنما تا شد در اوج نیکو طالعی گرم بازار محبت ساختی ہر چار سو شعلہ ہجرت بسوزد خرمین آب و گلیم باز کن ای فلاح ابواب الطاف و کرم + دل منہ بر ہستی فانی این دنیا بے دون	در میان ہر عبادت خانہ معبود ما گشت موجود از وجودت ہستی موجود ما روشن از نور سعادت طالع معبود ما اندرین سودا بیفزودی تو ہل سودا آتش جانسوز عشق از جان برآرد دود چون بدست تست مفتاح در مسدود ما ز انکہ نابود است ہندی انتہا بود ما
---	--

بہار نے جو یہ اشعار سنئے سمجھی کہ یہ مطلع اسلام ہو کیا باعث اسپر زوال آیا یہ سوچ کر
بڑھی للکار کہ اس سحر خیز در کیوں اسے قتل کرتا ہو کچھ خوف خدا نہیں وہ تو اپنے معبود
حقیقی سے دعا مانگ رہی ہو اور تو جبر کرتا ہو خیزدار آگے نہ بڑھنا اسلم کب سنتا ہو
جب تو بہار نے گلدستہ مارا ہوا ہے سر چل غنچے چٹاک کر گل ہونے لگے نخل تھرا کے
شاخیں خم ہوئیں پتے تالیان بجانے لگے اسلم حیران ہو کر ٹھہرا اسلم کے ٹھہرتے ہی
گلغزار نے کہ خود ساحرہ کامل ہو آواز دی کہ اے بے حیا تو کیسا مرد ہو کہ تلوار
کمر میں لگائے ہو کھینچتا نہیں ہر چند کہ بہار نے کہا کہ اے نازنین اب سحر نہ کرنا مگر گلغزار
نے نہ مانا ایک دو تھڑ زمین پر مارا کہ زمین تھرائی اسلم نے تلوار کھینچی گلغزار نے پکار کر
کہا کہ تلوار کے جوہر دکھاؤ اسلم نے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی گلغزار نے کہا کہ اسکو
کھینچو اسلم نے تلوار کھینچ لی سر کٹا ہنگامہ ہوا مگر لاش میں اسلم کی تھڑ تھری پھیلتی ایک
بونڈ لہ گرد کا زمین سے پیدا ہوا لاشہ اسلم کا اُس میں لپٹا طرف آسمان کے چلا بہار نے
پکار کر آواز دی کہ اے گلغزار چلی آؤ یہ کیا کمرہ ہو گلغزار نے کہا کہ دربار میں جمشید
کے شوہر نے میرے جان دی میں نے جب دیکھا کہ جسکو سجدہ کرتی تھی وہ ہی دشمن ہوا تو

اطاعت پروردگار کردن اور دل سے عہد کیا کہ امی پروردگار مسلمانوں میں چلیو پہونچا مگر
 جمشید نے پہونچا نہ چھوڑا اس ساحر کو بھیجا تھا کہ بکڑ لاؤ اسنے آکر سحر کیا مگر کچھ آپ نے نہ
 میں نے کیونکر اسے قتل کیا بہار نے گلزار کو ساتھ لیا کہا امی آوارہ دشت ادا بار
 لشکر میں چلو گلزار ساتھ بہار کے طرف لشکر کے چلی مگر لاشہ اسلم قصہ ہفت رنگ
 میں پہونچا سامنے جمشید کے گرا بیرون نے آواز دی کہ اسکو گلزار زعفران پوش
 نے مارا جمشید نے زانو پیٹ لیا کہا لو صاحب گلزار بھی مسلمانوں میں گئی وزرا نے
 عرض کی کہ یا خداوند تدبیر کیجیے اب فتح طلسم قریب ہے جمشید نے کہا کہ یہ نام نہ لو یہ
 طلسم فتح نہ ہوگا اور طلسم کشا ستر ٹکرا ٹکرا کر مر گیا کسکی مجال ہو کہ مجھ تک آئے وزرا
 د امر اخاموش ہو رہے لیکن یہاں سے اس داستان کو چھوڑتا ہوں اب کچھ حال
 میثاق کوہ گردان گزارش کرتا ہوں کہ میثاق کوہ گردان کو سبزو ار گرفتار کر کے
 طرف جمشید کے چلا لیکن میثاق بہت پریشان ہو دل میں کہتا ہو کہ کیوں امی میثاق
 سبزو ار نے بڑا مکر کیا کہ تم کو شراب آغشتہ بہ داروے بیہوشی پلا کر بیہوش کیا اور اسی
 حالت میں مسلسل و مطوق کیا اب دیکھیے کیونکر بائی ہو بہر اہیان سبزو ار جب میثاق
 پر بدعت کرتے ہیں تو مبقار ہو کر درگاہ میں خداوند کریم کی عرض کرتا ہو کہ امی کریم
 رحیم وای جمع وعلیم اس آفت سے بچائے لطم

دم غنیمت دان مزارا بے یاد حق ای یار دم	گذران از عمر خود اندر جهان بیکار دم
کی کہ بار دگر سوے تو خاک و بوس	چون برون آید ز جسم لاغری یکبار دم
چند بار دگر جان و جانم کی نیک بزم الوداع	چون جدا گرد ز جسم زار آخر کار دم
کی شود جاں نرا زین صلاک مرض اہل طمع	بلکہ بشمار دجال نزع آن بیمار دم
بندہ حق دوست کی آید بہ بند حرص و آز	مرد عاقل کز خورد از نفسک مکا و موم
از گناہ خود پشیمان باش و نام روز و شب	بگذران در تو بے تقصیر و استغفار دم
چند بیاتان زندہ در فکر رسم و زمر مباحث	بگذران آسودہ درد دنیا بہر الموار دم
فصلے کار بہار اعجاز بیان و گلزار زعفران پوش باتین کرتی ہوئی آتی تھیں	

صحرا کے گرد اڑتی بہار دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر سوار ہوا اور ایک راجے پر
میشاق کہہ کر دان مسلسل و مطوق زبان میں سوزن اپنی جان سے بیزار زنجیریں ہمارے
ہر کوئی نیزہ مار رہا ہو کہ فی کلمات سخت کہتا ہو وہ تاجدار پٹ کر حکم دیتا ہو کہ اس گنہگار
کو بہت ستاؤ اور مژدہ دے کہ کیوں گھبراتا ہو وقت تیرے قتل کا قریب آگیا ہو دربار
خداوندی قریب ہو زبردستی ظلم کرنا اُس کا یہ انجام ہوتا ہو اس کہنے پر وہ سپاہی جو
گنہگار میشاق ہیں اور زیادہ ستاتے ہیں کبھی زنجیریں ہلاتے ہیں کبھی قریب آکر نفس و
تشنیع کرتے ہیں کہ کیوں ایو میشاق تم وزیر اعظم خداوند کھلاتے تھے آج ہم لوگوں میں
قید ہو قدرت تم کو اس حال میں دیکھ کر کیسا خوش ہونگے فرماؤ میں گے ہمارے وزیر
کا یہ حال کیا یہ ہمسے منحرف ہونے کا نتیجہ ہو اور عداوت کا یہ انجام ہو امیشاق اپنی
جان سے بیزار بیٹھا ہو کبھی کہتا ہو کہ امی بیجیاؤ اسی مقام پر قتل کر ڈالو میرا بندہ دردگار
کسی مددگار کو بھیجگا بہار نے چھپ کر جو یہ حالات سنے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا
جی میں کہتی ہو کہ امی بہار ان دشمنوں نے اسکو کہاں پایا ایسا سا حرامی و گرامی
گرفتار ہو گیا ان کے دام میں پھنسا یہ سوچ کر گلہ ستہ مارا گلہ ستہ جو پھٹا گلہ دار نے
بھی اپنا سحر کیا اتنا بہار سے پوچھ لیا یہ سب آپس میں لڑپن اور جان دین گلہ ستہ
بہار نے یہ رنگ دکھایا کہ لشکر پر سوار کے پھول برسے لگے جسے پھول سونگے وہ
دیوانہ ہو گیا بھائی پر بھائی جا پڑا باپ کو بیٹے نے قتل کیا بعض گھبرا گھبرا کے یہ
اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

بناؤنگا سیاہی آج اپنے آنکھ کے تل کی ہمارے دل نے میتابی ہو سیکھی مرغ بسل کی تو فوراً حل مرے مشکلا گشتا نے آکے مشکل کی جو کھنچ کر رہ گئی ہی میان سے تلوار قاتل کی مری تربت پہ روشن ہو گئیں شمعین انال کی یہ کیوں بڑھنے لگی ہو خود بخود وحشت مرے دل کی	شہناہ نظر ہو مجکو خال روے قاتل کی محبت ہو گئی ہو جب سے اک ہر حرم قاتل کی کوئی مشکل ہوئی درمیش جو مجکو زلمے میں مری حسرت زدہ صورت پہ شاید رحم آیا ہو برائے فاتحہ اُس شعلہ رونے ہاتھ جب رکھا اتنی خیر ہو شاید جنون پھر رنگ لائیگا
--	--

اجل کا سامنا ہو یا نہ کنارہ گور ہو عاشق
فرشتہ بھی اگر پوچھے علانیہ کہیں سطوت
وہاں ہی غیر کے ہمراہ رہتی سیر ساحل کی
لطافت سے نقطہ ہو شعر گوئی جتنے حاصل کی

اور گلغزار کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ ہزار ہا طائران خوشنوا اڑتے پھرتے ہیں جس کے
سر پر طائر مٹیچہ گیا وہ پتھر کا ہو گیا ہزار ہا اہل فوج سنگی ہو گئے افسر جو پکارتے ہیں تو کوئی جواب
نہیں دیتا گلغزار نے پکار کر آواز دی کہ حضور آپ ٹھہر جائیے میں ابھی میثاق کو رہا کیے
دیتی ہوں یہاں سے تامل کیا گلغزار دونوں پاؤں مار کر غرق زمین ہوئی ایک سپاہی
بصورت بنکر مجمع میں پہنچی اور پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہٹ جاؤ میں اسکو قتل کرتا ہوں
لوگ سمجھے کہ نیا سپاہی ہو بادشاہ نے حکم قتل دیا ہو گا لوگ تو سب ہٹ گئے اور نیچے
کھینچ کر گلغزار قریب آئی کہا امی وزیر اعظم سنبھل کر بیٹھو میں تمہارے قتل کو آیا ہوں
میثاق گھبرا گیا سمجھا کہ شاید اُس ظالم نے حکم قتل دے دیا مگر گلغزار نے بڑھ کے
زبان سے سوزن نکالی اور پکار کر آواز دی کہ امی وزیر اعظم اٹھو وقت رہائی آگیا
میثاق کی زبان سے جو سوزن نکلی سب قید کو توڑ کر پھینک دیا مگر حیران ہو کہ یہ سپاہی
کون تھا جس نے سوزن نکالی چار طرف حیران حیران دیکھ رہا ہو مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا
یہ سمجھ لیا کہ کوئی ہمارے رفیقوں میں ہو نچا اُس نے مدد کی زمین پر ٹھک کر کچھ سنگریزے
اٹھائے لشکر پر پھینک مارے کئی سو کے سر اڑ گئے بعض آپس میں لڑنے لگے گلغزار
بھی ایک گوشے سے سحر کر رہی ہو کبھی آگ برساتی کبھی پانی برسایا ہزاروں غرق دریائے
لعنت ہوئے مگر سبزوار نے جو دیکھا کہ میثاق رہا ہو کر آتا ہو پکار کر آواز دی کہ
ہاں یار واسکو مار لو یہ اکیلا ہی تم بہت ہو میں سحر کرتا ہوں یہ کہہ کر سحر کیا میثاق پر
تلواریں برسائیں میثاق نے رد سحر کیا وہ تلواریں پلٹ کر لشکر دشمن پر برسے لیکن
ہزاروں کے سر اڑ گئے اب سبزوار نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤں سمجھ گیا کہ سحر میں اسپر
غالب نہ ہونگا کیونکہ یہ بلاے روزگار ہو میرا سحر کرنا بیکار ہو تخت سے کودا ایک طرف
چلا گلغزار نے سحر کیا ایک افسر نے پکار کر کہا کہ امی شہنشاہ کہاں چلے سبزوار نے
کہا تو کیا جانے کہ میں کس فکر میں ہوں جنگ میں مصروف ہو دشمن نکلنے نہ پائے اُس

افسر نے کہا کہ میں آپ کو نہ جانے دوں گا سبزوار نے تلوار اٹھائی اُس افسر نے تلوار پکڑ لی کہا اے شاہ غضب کرتے ہو اپنے رفیق کو قتل کرتے ہو میں تمہیں قتل کروں گا بہار دو سے تماشاے جنگ دیکھ رہی ہیں اور گلزار کے سحر کی تعریفیں کرتی ہیں کہ کیا عمدہ ساحر ہو لشکر میں بڑی رونق ہو گی مگر دیکھیے اس جنگ کا کیا انجام ہو اُس افسر نے جب سبزوار کو روکا تو سبزوار نے اُسکے منہ پر ٹھوک دیا افسر نے کہا کہ تھے ہمارا دھرم ناس کیا یا رو اس بد بخت کو لینا سب سپاہی سبزوار پر ٹوٹ پڑے گلزار پر کارتی ہو کہ ہاں یارو اسکو قتل کرو سپاہیوں نے سبزوار کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور فریاد کرنے لگے کہ اے وزیرِ اعظم ہنرے تمہارے دشمن کو قتل کیا اب کیوں تکلیف کرتے ہو ہم سب تمہارے تابع دار ہیں اطاعت سے منہ نہ پھیریں گے میثاق نے ہاتھ روکا پانچزار آدمی جو قتل سے بچے تھے وہ سب مطیعِ اسلام ہوئے میثاق نے جو بہار کو دیکھا آکر ہاتھ چوم لیے کہ اے آپ کے سحر کی تاثیر تھی بہار نے کہا کہ اے میثاق یہ میرا سحر نہ تھا تو مسلم نے تمہاری مدد کی میثاق نے پوچھا وہ کون ہو بہار نے گلزار کو آواز دی گلزار شکلِ سپاہی آئی بہار نے کہا کہ اپنی صورتِ اصلی دکھاؤ گلزار نے سحر کے صورتِ بدلی رنگ و رخ اُڑ گیا صورتِ اصلی نکلی آفتاب تھا کہ طالع ہو ا میثاق صورتِ زیبا دیکھ کر دنگ ہو گیا جسرت پوچھا کہ یہ گل کس گلستان کی ہیں اور ماہ کس آسمان کی ہیں بہار نے بیان کیا کہ یہ زوجہِ بہمال تاجدارِ مین انکے شوہر کو جمشید نے مار ڈالا لیکن چونکہ عصمت دار تھیں اُس سے گریز کیا اور بہار انہیں قبول کرنے سے بھی انکی خدمت گزار سی کروں بہار نے گلزار سے کہا گلزار نے کہا کہ سمجھا جائیگا جو تم لوگوں کی راے ہو گی وہ ہی ہو گا جب تم میں چلی آئی تو پھر کیا عذر ہو یہ مجال نہیں ہو کہ جمشید ہمارا کچھ کر سکے مگر تو بہار بادشاہِ حجاز آج کل کہاں ہیں بہار نے کہا کہ بڑے سخت مقام پر گئے ہیں مرحلہ حکما پر ان کا گذر ہو خدا انکو مغفرت و نصرت کرے

اور ہم لوگ پھر قد مبوس سے مشرف ہوں اور گلغزار جب دیکھو گی تب آگاہ ہوگی کہ کیسے
 رفیق پرورد ہین میں کنیزان شاہی سے ہوں میثاق نے بہار کو تخت پر سوار کیا آپ
 پایہ تخت پر ہاتھ رکھ لیے ایک طرف گلغزار نوبت و نقارے سجائی ہوئی اس دھوم
 سے طرف لشکر کے چلی سر داروں کو جو معلوم ہوا کہ بہار لشکرت تمام آتی ہیں واسطے
 استقبال کے آئے لشکرت تمام بہار کو داخل لشکر کیا گلغزار سے مل کر سب سردار
 خوش ہوئے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ جمشید بڑا ظالم ہے اس بیچاری کو سیوہ کیا بڑا
 غضب کی بات ہے سردار حسینان نے جواب دیا کہ اب بد نصیبی اسکی ظاہر ہوتی جا
 ہو کہ اپنوں کو سیگانہ کرتا ہو اور پھر دعویٰ خدا کی پر مٹتا ہو اہل لشکر مطمئن ہو کر قصد
 رکھتے ہیں کہ کوچ کریں کہ محل سے گرد آڑی رستم جادو کہ پہلوان زبردست بھی ہے اور
 سحر میں بھی دعویٰ رکھتا ہو۔ قابلہ لشکر میں اگر اُترا کہلا بھیجا کہ امی میثاق لشکر کو
 لے کر لیٹ جاؤ میں برائے گرفتاری بادشاہ حجاجہ جانا ہوں تم لوگ اپنی جان بچاؤ
 ایسا نہ ہو کہ مابعد ولت کے ہاتھ سے مارے جاؤ میثاق نے کہلا بھیجا کہ جو تجھے ہو سکے
 اُس میں قصور نہ کر ہم تجھے خود مقابلہ شاہ میں جانے نہ دیں گے اُس ساحر نے طبل جنگی
 بجوایا رات بھر تیاریاں رہیں صبح کو میثاق نے لشکر کو آراستہ کیا آپ سب کے آگے
 تخت شاہی کو تل شاہزادیاں تخت کو گھیرے ہوئے ایک طرف بہار اعجاز بیان
 اور ایک طرف سردار حسینان اور ایک طرف بھرمین اور ایک طرف یاسمن رنگین ادا
 اور ایک طرف گلگونہ معشوقہ اولی طلسم کشا اور ایک طرف گلغزار زعفران پوش
 نومطیع اسلام منظور نظر میثاق یہ سب شاہزادیاں گلغزار کو گھیرے ہوئے ہیں
 گاتیان سب باندھے ہوئے تاج ہائے یاقوتی سردن پر پشت پر فوج بشمار ہر ایک
 لالہ رخسار طاؤس زرین بال پر سوار اس کروفر سے میثاق لشکر میدان میں لیکر آیا
 اور اُس طرف رستم سب کے آگے بڑھا ہوا گینڈے کو اڑاتا ہوا بڑے زور و شور سے
 میدان میں آکر پہونچا صفین آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر کے چٹے رستم نے گینڈا
 اپنا نکالا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرک کی ہو وہ میدان میں نکلے مگر ان معشوقہ نمین سے

کسی سے مقابلہ نہ کرونگا کوئی مرد میرے مقابلے میں آئے یہ سن کر میثاق نے مرکب اڑایا
 رستم نے جو میثاق کو آتے ہوئے دیکھا رسن بھر بھینکی میثاق نے اُس رسن کو قلم کیا
 جھولی پر ہاتھ ڈال کے گولہ نکالا طرف صحر کے مار دیا اور پکار کر آواز دی کہ یار دیکھنے
 سنا ہو گا کہ رستم و سہراب سے مقابلہ ہوا تھا باب بیٹھے لڑے اور سہراب یل آکر رستم سے
 مقابلہ کر کے صحرا سے گرد اڑی ایک جوان کو دیکھا کہ نہایت کم سن کر گدن مست پر سوار
 ہتھیار لگائے ہوئے میدان میں آکر پہونچا میثاق نے اشارہ کیا کہ اور سہراب یل
 رستم سے مقابلہ کرو تمھاری جرات دیکھیں وہ جوان مقابلہ رستم میں آیا رستم نے نیزہ
 مارا چند شعلے اُس جوان پر گرے مگر اُس جوان نے کچھ خیال نہ کیا دو گھڑی کھل نیزہ چلا
 آخر میثاق نے اُس جوان کو کچھ اشارہ کیا اُس نے نیزہ رستم کا توڑ ڈالا بعد نیزے
 کے نوبت تلوار کی آئی خوب تلوار چلی مگر میثاق نے جس جوان کو بلایا ہو اُس نے
 عین گرمی جنگ میں باڑھ بچا کر گلائی پر ہاتھ ڈال دیا آخر دونوں کر گدن و مرکب سے
 کودے آپس میں کشتی ہونے لگی دو پہر برابر کشتی ہوئی آخر سہراب نے رستم کو اٹھالیا
 چرخ دیکر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوا چاہا سر کاٹون رستم نے کہا کہ ای جوان میں
 اسی وجہ سے تجھ سے مقابلہ نہ کرتا تھا تو جنگ نا دیدہ ہو وجہ یہ ہو کہ ہم لوگوں میں دستور
 ہو کہ جس کو ایک مرتبہ زیر کرتے ہیں رہا کر دیتے ہیں جب دوبارہ زیر کرتے ہیں تب قتل کا
 اختیار ہو سہراب نے ہاتھ روک لیا کہا جا کل پھر زیر کر لو نگار رستم نے جا کر اور طاقت
 اپنی بڑھائی خوب ورزش کر کے صبح کو پھر میدان میں آیا میثاق نے پھر اسی جوان
 کو بلایا وہ جوان بڑے زور و شور سے آیا رستم سے مقابلہ ہوا رستم نے سہراب کو
 زیر کیا خنجر کر سے نکالا سہراب نے کہا کہ ای جوان یہ کیا کرتا ہو رستم نے جواب دیا کہ کھنجر
 ستمی نے فقرہ دے کر اپنے کو بچا یا اب تو میرے قبضے میں آیا کھنجر کب چھوڑنا ہون
 ہر چند سہراب تنہا مگر رستم نے خنجر مار دیا خنجر کو کھ پر پڑا سہراب نے آہ کر کے ایک
 جیج ماری کہ ایک شعلہ منہ سے نکلا اُس شعلے نے رستم کو بھی جلادیا لشکر والے رستم
 کے میثاق پر اڑے میثاق نے ایسا سحر کیا کہ وہ سب سر ٹکرانے لگے فریاد فریاد

کی غل مچاتے تھے طرف صحرا کے بھاگے جاتے تھے میثاق نے یکہ و تنہا جنگ کی اور سب لشکر کو بھگا یا تھوڑے عرصے میں لشکر کو شکست فاش دی مال و اسباب لوٹ لیا فتح و فیروز میثاق نے نصرت و تقارے بجاتے ہوئے اہل اسلام پلٹے داخل لشکر اسلام ہوئے اب میثاق نے صلاح کی کہ بعد دو روز کے یہاں سے کوچ کریں گے اپنے کو خدمت شاہ میں پہنچا دینگے یہ لوگ اب اس فکر میں ہیں

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ اسلام کے تدبیر فتح مرحلہ حکماء اشراقین و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

پلاسقا جام آتش فشان بہ کہ رندوں کو بھی ہو گئی ہر خبر ہوئے رند میخوار آ کے جمع کہ ساقی یہ کیوں آ کے مائل ہوا اٹھا چہرہ پر ضیا سے نقاب ہوئی اُسکو محفل میں آنیکی فکر نشان خوشی کا ہوا ز مزم کہ ساقی بھی ہم سبے ماہر ہوا اٹھا ابرہو آج کس شورت دکھایا فلک نے عجب انقلاب کہاں ہیں وہ گردن گردن کشا رہے دہرین عمر بھر در دنا کہ بس اب آج رنگین فسانہ لکھو	کہ پھر آگئی رنگ پر داستان کہ میخانے میں جمع ہیں بادہ خوا کہ جلسے میں ساقی ہوا مانند شمع چلے آج میخانے میں جام م کہ بیتاب ہو عاشق دل کباب اس انداز سے آ کے داخل ہوا کجا رند میخوار کا ہم گلابی کا ہونے لگاواں پہ دور ہو فریاد میخوار کی زور سے کہ شاہان دیباہ و فرخندہ پی کہ جیتے ہوا زور کا امتحان کہ حال دنیا کا کیا رنگ ہی کہ طرز سب جادو ا نہ لکھو	گلابی اٹھا ساقی سیم بر ہوئی ساقی ماہوش کی پکار گذرنا ہی صحبت سے مشکل ہوا یہ رندوں کو خواہش کئی تھی سنا ساقی ماہوش نے جو ذکر کہ ہر رند میخوار مائل ہوا یہ رند و نکو جس وقت ظاہر ہوا ہوئی فکر میخوار کو اور اور عجب رنگ پر ہو جہاں خراب مٹے خاک میں بس یہ انجام ہو ہوئے وہ بھی آخر کو پیوند خاک سماعت سے جسکی کہ دل تنگ ہو چہرہ فتاجان کشور بلاغت
--	---	---

وحاکیان حکایت جرات و جلال کو ہر ابداریاں کہ سب گوش سامعان ذہوش کرتے ہیں شعر مصنف جو ہیں زمرہ زمرہ داستان وہ لکھتے ہیں اس طرح یہ داستان

کہ جب حکیم حکمت پسند موسوم بہ فلاسفہ ثانی برائے ملاقات بادشاہ آئے بہت تعریف
 کی عرض کی کہ حضور بیشک فتاح طلسم ہیں مگر حوالی قلعہ رسیچانہ میں شکار کھیلے جو کچھ
 ہوگا آپ پر کھل جائیگا بادشاہ نے کہا کہ میں کل جاؤنگا ملازمن کو حکم دیا کہ صبح کو سامان
 شکار تیار رہے ہم سب برائے شکار جاوین گے ملازمن نے سامان شکار تیار کیا بادشاہ
 دو گھڑی رات پہنچے تیار ہوئے بہلیوں وغیرہ کو ساتھ لیکر برائے شکار چلے صحرا میں اگر
 شکار کھیلنے لگے پہر دن چڑھا تھا کہ صحرا سے گرد آری ایک آہو خوش چشم طرار سے بھرتا ہوا
 سامنے سے آیا بادشاہ نے چاہا اُسے گرفتار کر دین وہ سامنے سے بھاگا بادشاہ اُس کے
 تعاقب میں چلے مگر کمال غصہ ہوئی کئی کوس وہ آہو بھاگا ہوا آیا پشت پر ایک قصر کے
 پونچا وہاں آکر جست کی دیوار کو فرار کر قصر کے اندر گیا بادشاہ کو صبر نہ آیا غصے میں
 گھوڑے پر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے دیوار کو فرار کیا اندر آکر دیکھا کہ خانہ بلغ ہوزو شو کو
 طر کرتا ہوا آہو جاتا ہوا بادشاہ نے کمان کیانی کا ندھے سے اتاری جیسے ہی سیس کمان
 کا کوڑا وہ آہو ٹھک گیا بادشاہ نے تیر مارا اس پٹھے پر پڑا دوسرے پٹھے کو توڑ کر پشت
 کے پار گذر تیر کھا کر آہو بھاگا ہر چند کہ زخم سے خون بہ رہا ہو مگر گرمی میں آہو بھاگا
 ہوا جاتا ہوا وسط بلغ میں فرش بچھا تھا مسند جواہر نگار پر ایک معشوقہ پری پیکر جو منظر
 کل عیبو سنے پاک و درصاف جنت کی حور طرار و فرار حسن میں رشک ماہ کامل ابرو
 رشک ہلال سرو قد خورشید خد سینے پر نار پستان بقول مصنف فردنار پستان کی
 کیا لکھوں تعریف یہ تو میوہ ہو بلغ رضوان کا یا شمشاد بلغ میں پھل آئے ہیں شکم
 بحر حسن و خوبی ناف گرداب بلا آگے کیا صفت عرض کروں خاموشی بہتر ہو اشعار سابق یا
 میں تو نور کا ہو ظہور یا تراشی ہوئی ہو ساق بلور یا بجائے میں یون ہو جلوہ فلک
 شمع فانوس جیسے ہو روشن ہلال منھدی سے دونوں ننھے کپ پاپ ہاتھ ملتا تھا اپنے
 دزد حنا مسند جواہر نگار پر بہ ناز جلوہ فلک ہو نہ وہ آہو بھاگا ہوا آیا زخم جو سرد ہوا
 روش بہر گرا اُس معنیق شعلہ خوسنے جو اُس آہو کو اس حال میں دیکھا بقیہ قرار ہو گئی رہا
 مقام سے اٹھی قریب آہو آئی زخم کو دیکھنے لگی نینہ میں کوئی لکین کہ کس ظالم نے اس

خطا کو تیر مارا ملک نے کہا کہ اری چپ رہو ایسا نہ ہو تیر مارنے والا آتا ہو یہ کہو کہ کسی
 نادر نڈاز نے تیر مارا ہو دیکھو کیسے مقام پر پڑا ہو کہ آہو کا کام تمام ہو اسب گنیزین
 گردہین جیسے ہجوم سیارگان پنج مین وہ ماہ تابان کہ سعد شہر یار جو تلاش مین آہو کہ
 اتے تھے چمنستان سے نکل کر سٹنے آئے ملک کی نگاہ پڑی دیکھا آفتاب عالمتاب شہر یاری و
 کوکب شجبت افروز جہان داری پر غزال چشم شیر خشم سلاح جسم پر آراستہ کمان کا ندھے پر
 بائین ہاتھ پر ترکش مثل دم طاؤس جلوہ فلک ہو تیغ ہلالی زیب کمر پر سپر مثل قرص قمر
 پر جمال شہر یار دیکھ کر ملک سامع گلگون پوش بدحواس ہو گئیں مگر شہر یار کی جو نگاہ پڑی
 لڑکھڑا کر گرے بے ہوش ہو گئے ملک جھپٹ کر قریب آئی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر بادشاہ
 کا اپنے زانو پر رکھا ہوئے زلف معنیر سنگھائی اُس نے کام لکھنے کا کیا سعد شہر یار بیوشیار
 ہوئے آنکھ کھلتے ہی اُس آفتاب رخ کو سرھانے دیکھا ہاتھ پائون مین عیشہ آگیا لیکن
 اپنے کو سنبھال کر اٹھ بیٹھے لباس جھاڑنے لگے اُس مہ جبین نے اٹھ کر ہاتھ تھام لیا کہا
 مسند پر بیٹھے سعد اکبر مسند پر بیٹھے وہ نازنین پہلو مین بیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا
 اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے گلابیان لا کر رکھیں ملک نے ساقی سے اشارہ کیا
 اُس نے جام پیش کر دیا بادشاہ نے ہاتھ رکھا ملک نے کہا کہ کیوں صاحب انظار کا کیا با
 ہر سعد نے کہا کہ اصل کیفیت یہ ہو کہ مذہب کا خیال ہو اُس نازنین نے ہنس کر کہا شاید
 آپ لات پرست ہیں سعد نے فرمایا مین تولات و منات پر لعنت کرتا ہوں ملک نے
 کہا کہ اس حوالی مین کوئی سوائے مسلمان کے دوسرا نہیں رہتا اور مذہب کا یہاں
 ذکر نہیں ہو آپ کا یہاں کوئی دشمن نہیں ہو آج شب کو آپ قصر مروارید نگار مین
 تشریف رکھیے سب حال کھل جائیگا شام تک سعد شہر یار اُس صحبت مین رہے
 نام کو پہلو بلغم مین قصر تھا حقیقت مین ایسا صاف و شفاف تھا کہ جب کا قصر مروارید
 نام رکھا ہو سعد بسم اللہ کہہ کر قصر مین آئے کرسی پر بیٹھے جب سعد تنہا ہوئے تو لوح
 کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ ای قتل طلسم عجائب وای سیاح منازل غرائب
 اگر قصر مروارید نگار مین داخلہ ہو تو بہت ہوشیار رہنا دشمن درپے آزار ہیں

بادشاہ لوح کو دیکھ کر خاموش ہو رہے تھے اس لئے آئینہ قد آدم لگا ہوا اب جو اسپرنگا ہڑکا
 دیکھا مقابل میں دوسرا قصر ہو کر سیان زرین کچی ہیں ناگاہ سعد نے دیکھا کہ کچھ کینین
 اہتمام کرتی ہوئی آئین عہدے لیکر کھڑی ہوئیں بعد اُن کے اہتمام کے سردار حسین
 بڑے جاہ و جلال سے آکر پہنچیں اور کرسی پر آکر بیٹھیں بعد اُنکے بڑی عظمت و شان سے
 ملکہ بہار اعجاز بیان آئین پھر ملکہ یاسمن رنگین پوش آکر پہنچیں کہ یکایک ہلڑ ہوا کہ
 صاحبو سنھل کر بیٹھو سب شاہزادیاں ہوشیار ہو گئیں دیکھا سامنے سے بڑے کروفر سے
 ملکہ سامع گلگون پوش آئین سب شاہزاد یوں نے استقبال کیا بیچ میں جو کرسی
 تھی اسپر لاکر بٹھایا سب نے عرض کی کہ ہم سب تا بعد از ہین سعد یہ نگاہ غور دیکھ رہے
 ہیں جی میں کہتے ہیں ای سعد شہریار ملکہ سامع کا بڑا مرتبہ ہو کہ ان شاہزاد یوں
 نے استقبال کیا ہو بڑی تعظیم سے پیش آئین یکایک ہنگامہ ہوا کینین بھاگنے لگیں
 بہار نے سحر کیا کہ زمین میں سما گئی سردار حسینان قصر کو توڑ کر نکل گئیں ملکہ یاسمن
 نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ہڑیا خاک کی لیکر سر پر ڈالی غائب ہو گئیں اب خالی ملکہ
 سامع گلگون پوش کرسی زرین پر رہ گئیں کہ دیوار مکان کی شق ہوئی ایک
 ساحرہ دیوار سے نکلی اور دوڑ کر ملکہ کی کمر میں بچہ دیا پکار کر آواز دی او مغرور
 تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا کو مکان میں جگہ دی اسکی سزا تیرے واسطے ہوگی کیلکر
 بلند ہوئی ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مقام افسوس ہو آپ دیکھ رہے ہیں
 یہ بچہ کو لیے جاتی ہو سعد شہریار تلوار ٹیک کر اُسٹھے اور لٹکارا کہ اولکا مکان جاتی
 ہو اُس ساحرہ کا زمین کن نام ہی زمین کن نے قصد کیا کہ سعد کو بھی لے لوں مگر لوح
 طلسمی جو گلے میں دیکھی گھبرا گئی سمجھی کہ ان پر سحر تاثیر نہ کریگا ملکہ کو لیکر نکل گئی سعد شہریار
 نے اب جو آئینے میں دیکھا وہ قصر تھا اور نہ وہ شاہزادیاں اپنا عکس آئینے میں پایا
 حیران ہو گئے سحر ہو چکی تھی مقبرہ ہو کر باہر نکلے دروازے پر قصر کے حکیم صاحب کو پایا
 کہ آنکھوں میں آنسو بھرے کھڑے ہیں سعد حکیم صاحب کو دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا
 حکیم صاحب نے کہا کہ ای شہریار آپ نے عجائب طلسمی دیکھے مگر سامع کو زمین کن بلکئی

میں نے بھی چاہا تھا روکوں مگر وہ اتنی جلدی لکل گئی کہ میں قریب نہ پہنچ سکا حضور
اپنے کو سر پیشان نہ کرین طرف مشرق کے تشریف لیجاوین اور لوح کو ملاحظہ فرمائیے
دیکھیے کیا حکم دیتی ہو سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا اُس میں نوشتہ پایا کہ تلاش زمین کن
آپ کی ذات پر موقوف ہو مناسب یہ ہو کہ طرف مشرق کے روانہ ہو جیسے وہاں جا کر
ایک صحرا ملیگا وہاں لوح کو ملاحظہ کیجیے گا جیسا لوح میں حکم نکلے اُسکے پابند ہو جیسے
سعد نے حکیم صاحب سے بیان کیا کہ لوح میں یہ حکم نکلا حکیم صاحب نے کہا بسم اللہ
تشریف لیجاویے جہاں موقع ہو گا میں بھی حاضر ہوں گا مجھے بڑا تردد ہی مگر قواعد
سے مجبور و ناچار ہوں جو باتیاں طلسم لکھ گئے ہیں وہ ضرور ہو گا سعد حکیم صاحب
سے رخصت ہوئے یکے و تنہا طرف صحرا کے چلے تھوڑی دور پر آکر ایک صحرا سے
سبزہ زار و نواح و لکشا ملا جہان کے برگ و بار سرسبز و شاداب نہرین پانی سے
بھری ہوئیں پانی بہتر از گلاب خباب شنوری کر رہے ہیں صاف ظاہر ہو کہ کسی
معشوق نے آنکھ اپنی لگا دی ہو سبزہ بیدار رخت لہرا رہا ہو کیفیت صحرا دکھارہا
ہو اور اوس جو بڑی ہو صاف ثابت ہوتا ہو کہ فرش زمرہ پر موتیوں کا جال پڑا
ہو سعد نے بموجب قاعدے کے لوح کو پھر ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ آگے باغ زمین کن
ہو زمین کن اُسی مقام پر ملیگی سعد شہر یار ہدایت لوح سے آگے بڑھے تھوڑی دور
پر جا کر دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہو لوح نے بتایا کہ یہی باغ اُس
ساحرہ کا ہو کہ جو سامنے تمہارے سامع گلگون پوش کو لائی ہو بہت ہوشیاری
سے جانا سعد بسم اللہ کہ کر باغ میں داخل ہوئے جیسے ہی باغ میں آئے طاہرہ خوں
سے اُڑے آواز میں دیتے تھے کہ اے زمین کن طلسم کشا آگیا زمین کن بارہ درمی میں
بیٹھی تھی اُس نے جو یہ آواز سنی نکل کر آواز دی کہ ارے کیوں غل مچاتے ہو اگر طلسم کشا
آیا ہو تو اُسکو گرفتار کر لو طاہرہ نے جو آواز زمین کن سنی سعد پر ہجوم کیا سعد
نے تلوار کھینچی چھوڑ کر اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو سا حرج بقتل ہوئے تو طاہرہ بھاگے
پھر سامنے بارہ درمی کے آئے زمین کن اُٹھی پوچھا ارے کیا ہوا طاہرہ نے کہا

ہمارے بھائی بند مارے گئے ہمارا سحر تاثیر نہیں کرتا زمین کن حیران کھڑی تھی کہ کیا تدبیر کروں کہ سامنے سے سعد شہر یا رخمایان ہوے سعد کو جو آتے دیکھا زمین کن نے سحر کی بوچھاڑ کی مگر سعد صاحب لوح ہیں جو سحر سامنے آیا وہ باطل ہوا جب کئی ایک سحر زمین کن نے کیے اور سحر نے تاثیر نہ کی تو نہایت پریشان ہوئی جی میں کہتی ہوں زمین کن جب سحر جواب دے تو ہم کیا کریں اور ہمارا کیا زور ہو شاہ نے فرمایا تھا کہ اے زمین کن ہو شیار رہنا میں نے تدبیر کی اُسکایہ انجام ہوا سعد بارہ درمی میں آئے دیکھا قریب مسند کے قفس رکھا ہوا اُس قفس میں وہ ہی مہجین سرنگوں بیٹھی ہو سعد کو جو آتے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے شہر یا رخمایان اس طرف تشریف لائیے مگر زمین کن نے تلواریں اور خنجر برسا گئے کسی سحر نے تاثیر نہ کی تب خیال میں گذرا کہ نکل چلوں بادشاہ کو خبر کروں کہ طلسم کشا آگئے انہیں سحر تاثیر نہیں کرتا یقین ہو وہ کوئی تدبیر کریں یہ سوچ کر اپنے کو زمین پر گرادیا غلط مار کر قمری بنی چاہا اڑتی ہوئی نکل جاؤں سعد نے کمان کیا فی کاندھے سے اتاری اور ترکش سے تیر نکالا تاک کر تیر مارا ہر چند زمین کن نے اپنے کو بچایا مگر نہ بچی تیر سینے کو توڑ کر بار گذرا سعد نے جب دیکھا کہ زمین کن قتل ہوئی باغ ویران ہو گیا چاہا کہ قفس سے ملکہ کو نکالوں کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے طلسم کشا خبردار قفس پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ پھپک جائیگا مگر سعد نے اُس آواز کا خیال نہ کیا تو قفس پہونچے اور قفل توڑا چاہتے تھے کہ ملکہ کو نکالیں یکایک ایک دیکو دیکھا کہ دار ہلاتا ہوا آتا ہوا اور پکار رہا ہو کہ خبردار قفس سے ملکہ کو نہ نکالنا شاہ نے طلب کیا ہو اس حکیم نے بڑا فساد کیا کہ تم کو اپنے گھر میں جگہ دی یہ کہتا ہوا جو قریب پہونچا سعد بھی مقابلے میں آئے اُس دیو نے چرخ دے کر دار کا دار کیا سعد نے تلوار سے دار کو قلم کیا دیو نے جھلا کر چنگل مارا کہ دیو چ کر لیجاؤں سعد نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو سامنے آیا ایک گھونسیا مارا دیو کی پسلیوں پر پڑا دیو فریاد کرنے لگا کہ اے طلسم کشا میں اپنی سزا کو پہونچا اب گستاخی نہ کرو نکالنا مان دیجیے سعد ٹھہر گئے مگر کلائی دیو کی تھامے ہوئے ہیں دیو نے عرض کی کہ اے شہر یا رخمایان عفریت

مے ہوں جب آپ کے دادا جان نے اُسکو قتل کیا تو ہمراہی اُسکے بھاگے میں بھاگ کر
 امنہ طلسم میں آیا یہاں کا شاہ جو بہو جتال تاجدار وہ مجھ کو سحر سے پکڑ لایا اس مقام کا
 نمہان کیا ہو وعدہ تھا کہ اگر تو طلسم کشا کو مار لیگا تو مجھ کو رہائی حاصل ہوگی مگر میں
 اپنی بد بختی سے قید ہی رہا اب چاہتا ہوں کہ کلمہ پڑھا کیے پھر مت آسمان پر پی
 بھیج دیجیے میں حضور کو صبح و مساد عاقبت دیا کرونگا دیو نیرنگ میرا نام ہو میری رفا
 سے آپ بہت خوش ہونگے دربار شاہ میں ہو سچا دنگا یقین ہو کہ شاہ بہت برہم ہو
 مگر آپ کا کیا کر سکتا ہو میں نے کیا کوئی طریقہ اٹھا رکھا مگر آپ پر غالب نہ ہوا ورنہ
 گرفتار کر کے لیجاتا اب آپ لوح ملاحظہ فرمائیے جو لوح حکم دے وہ کیجیے سعد شہریار
 نے بسم اللہ کہ کر لوح کو ملاحظہ کیا اُس میں نوشتہ پایا کہ دیو نیرنگ سچ کہتا ہوا اسکے
 ساتھ بارگاہ شاہ میں جاؤ جو معاملہ درمیش ہو بدو ن ملاحظہ لوح کام نہ کرنا یہ
 طلسم عجائب و غرائب سے ملو ہو ہر اہل در بند کو یہی آرزو ہو کہ آپ کو گرفتار کرے
 مگر اپنے کو بچائے رہو فتاحی طلسم کی کرو سعد نے لوح کو دیکھ کر فرمایا کہ ایو نیرنگ
 ہم کو دربار شاہ میں لے چلو ملکہ نے جب دیکھا کہ سعد شہریار جانے پر آمادہ ہیں
 بلکہ کہ عرض کی کہ ایو شہریار یہ کنیز اکیلی بارگاہ میں رہے کیونکر اس جفا کو سے یہ سنکر
 دیو نیرنگ نے کہا کہ ایو ملکہ عالم آپ نہ گھبرائیے میں سعد شہریار کو پھر اسی مقام پر
 لے آؤنگا یہاں کا بادشاہ بڑا ظالم ان ظالم ہو اگر اُس ملعون نے جنگ کی تو سعد شہریار
 کا کیا کر سکتا ہو ملکہ نے کہا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے خدا آپ کو مظفر و منصور کرے
 دیو بادشاہ کو کاندھے پر سوار کر کے لے چلا باغ سے نکلا تھا کہ سمت صحرا سے گرد اڑی
 نعرہ ہوا کہ ہم جتال جا دو او طلسم کشا تو نے زمین کن کے ساتھ کیا کیا کیونکر باغ سے
 نکلا سعد نے فرمایا وہ ملعونہ واصل جنم ہوئی جتال جا دو نے فوج کو حکم دیا کہ طلسم کشا کو
 گرفتار کر لو چار طرف سے ساحر ٹوٹے حملے کرنے لگے جس نے حملہ کیا سعد شہریار نے لوح
 سامنے کی وہ ساحر جل کر خاک ہوا جب فوج نے انتہا کا بلوہ کیا سعد نے لوح کو ہاتھ
 میں لیا اور چار جانب جنبش دی ہزار ہا ساحر جل کر گرے دو تین مرتبہ لوح کو جنبش جو دی

کئی ہزار ساحر جل کر خاک ہوئے دیونے جو دیکھا کہ جنجال بھاگا بھاگا پھر رہا ہر ایک چنگل مار کر جنجال کو اٹھا لیا اور منہ میں ڈال کر نگل گیا مگر سپٹ سپٹنے لگا اسوجہ سے کہ سپٹ کے اندر سے ہلڑکی آواز آتی تھی بعد ٹھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرانام من جنجال جادو بود سعد نے دیو سے اشارہ کیا کہ دربار میں غلام شاہ کے لیچلو وہاں بھی اپنے کو ظاہر کروں دیونے سعد شہر یار کو کاندھے پر سوار کر لیا اور اڑتا ہوا چلا راہ میں دیکھا کہ ایک قعر معقول بنا ہی دروازے پر اس کے نگہبان و پاسبان بیٹھے ہیں قصر میں ایک تخت زبرجدی بچھا ہوا سپر غلام شاہ بیٹھا ہے کئی سو طفلان ماہ طلعت گرد بیٹھے ہیں ان سے اختلاط کر رہا ہے دور سے جو دیکھا کہ دیو نیرنگ ایک جوان آفتاب جمال کو اپنے کاندھے پر سوار کیے لاتا ہے پکار کر آواز دی کہ ای دیو نیرنگ آج کس طور سے آتا ہے دیو نیرنگ نے جواب دیا کہ ای غلام شاہ میں تیری فکر میں ہوں طلسم کشا کی اطاعت کی اب انہیں کے ساتھ رہوں گا غلام شاہ اپنے مقام سے اٹھا ان لڑکوں سے کہا کہ طلسم کشا کو مار لو مجھ تک نہ آنے دو وہ لڑکے بڑھ کر ٹٹک ٹٹک کر سحر کرنے لگے مگر کیا ہوتا ہے سعد شہر یار لوح کو سامنے کر دیتے ہیں سحر ان لڑکوں کا باطل ہو جاتا ہے کئی سو طفل مارے گئے جب سحر نے تاثیر نہ کی تو غلام شاہ نے آواز دی کہ افسران فوج کہاں گئے نیرنگ نے بڑی بدعت کی کہ طلسم کشا کا سامنا کر دیا وہ سالہا سال فکر کرتا تو اس دن کا ہونا ممکن نہ تھا افسران فوج کو بلاؤ کہ صحرا سے گرد اڑی ساٹھ ستر ہزار جادو گر پہنچائے ہوئے آئے میدان میں جھنبے لگے صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے مگر غلام شاہ چاہتا ہے کہ جمع فوج میں پہنچوں طلسم کشا کو گرفتار کر لوں مگر کیا مجال ہے کہ وہ قریب اس شہر یار کے آسکے تیغے کو جنبش دے رہا ہے جب جنبش دینا ہی تلواریں برستی ہیں اسی کے لشکر و اسے قتل ہوتے ہیں ہر طرف سے فریاد فریاد کی صدا بلند ہے لیکن کوئی سحر تاثیر نہیں کرتا نیرنگ نے چنگل مار مار کے بہت سے ساحرون کو کھالیا کہ دوسری گرد صحرا سے اڑی سعد شہر یار نے دیکھا کہ پشت مرکب پر ایک جوان تاجدار گھوڑے کو اڑا بے ہوئے چلا آتا ہے پشت پر بارہ

چودہ ہزار جوان آتے ہی لایکا کہ او غلام شاہ کیون شامت آئی ہو مفت میں
 مارا جائیگا یہ کہ کر تلوار نیام سے کھینچ کر جھپٹا سا حرون کو قتل کرنے لگا جو ساحر مقابلہ
 میں آیا اُسکو فوراً قتل کیا اس طرح وہ تاجدار لڑ رہا ہو کہ غلام شاہ مع لشکر عاجز
 ہو رہا ہو اور وہ تاجدار پکار رہا ہو کہ او غلام شاہ تو نے بڑی بی ادبی کی یہ
 نہ سمجھا کہ یہ فرزند صاحبقران ہیں اسنے کون لڑ سکتا ہو مگر میں تجھے سزا دیتا ہوں اب
 کمان جائیگا کیونکر جان بجائیگا غلام تلوار کھینچے ہوئے تھا ہاتھ مارا تاجدار نے اُسکی
 تلوار کو تلوار پر پروکا غلام کو لپٹ گیا آپس میں کشتی ہونے لگی مگر تاجدار غلام
 پر غالب آیا اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر غلام کا کھینچ لیا اُن طفلان ماملت
 کو ساتھ والوں نے تاجدار کے قتل کیا تھوڑے عرصے میں میدان صاف ہو گیا اُس
 تاجدار نے اگر قدموں کو بوسہ دیا کہا ای شہر یار جمال تاجدار میرا نام ہو ہمیشہ ہی آرزو
 رکھتا تھا کہ حضور سے قدمبوس ہوں شکر ہی پروردگار کا کہ آپ میرے ہی زمانے میں تشریف
 لائے اب قلعے میں تشریف لے چلیے کل اہل قلعہ آپ کے مشتاق ہیں بادشاہ اسلام اس
 تاجدار کے ساتھ چلے تاجدار نے کہا کہ ای شہر یار آپ نے لوح کو ملاحظہ کیا سعد
 نے فوراً ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ جو یہ تاجدار کہتا ہو اُس میں فرق نہیں ہو اسکے
 ساتھ بلا تکلف جاسیے یہ کبھی بی نہ کریگا بادشاہ تاجدار کے ساتھ ہوئے تھوڑے
 عرصے میں اول اُس باغ میں آئے ملکہ کو ساتھ لیا وہ تاجدار تخت سے کود پڑا ملکہ
 کو تخت پر سوار کیا ملکہ شرم سے سر جھکائے ہوئے ہیں وہ تاجدار پایہ تخت پر ہاتھ
 رکھے ہوئے ہو سعد شہر یار سب کے آگے توبت و تقارے بجاتے ہوئے سب طرف قلعہ
 جمالیہ کے چلے جب قریب قلعہ ہوئے دیکھا عجب اُداسی قلعے پر چھائی ہوئی ہو لیکن
 بادشاہ خاموش ہیں ملکہ نے کہا کہ ای جمال تاجدار قلعے پر اُداسی کیون ہو جمال
 نے کہا کہ اب شہر یار سے عرض کرونگا تو حال میرا ظاہر ہوگا دھوم سے شاہ کو بلیر
 قلعے میں آیا سعد شہر یار نے دیکھا کہ شہر آباد در عایا دل شاد ہو تمام دکانوں میں
 دکاندار بیٹھے ہوئے طلمس کشا کو دعائیں دے رہے ہیں ہر ایک کا بھی قول ہی کہ خدا

اس ملک کو آباد رکھے طلسم کشاکش کے دم سے آبادی ہو ہر دکاندار دکان سے اپنی اٹھٹھا اور سعد کو سلام کیا بادشاہ لشکر اسلام کے دونوں ہاتھ چلے جاتے ہیں جواب سلام دے رہے ہیں سب کا سلام لے رہے ہیں وہ تاجدار بادشاہ پر سے زرد جو اہر نثار کر رہا ہو سائل ہنگامہ کرتے ہوئے ہمراہ ہیں قریب دارالامارہ آکر پہنچے جمال شاہ کو یہ بھی خیال ہو کہ بادشاہ کو کوئی تکلیف نہ ہو جمال شاہ بادشاہ و ملکہ کو اندر لے گیا ملکہ کو تخت پر بٹھایا بادشاہ کے لیے دنگل زرین حاضر کیا جب بادشاہ بیٹھ چکے تو اُس تاجدار یعنی جمال شاہ نے پکار کر آواز دی کہ ہاں یار داب حال بیان کرو افسروں نے کہا کہ حضور سے بہتر کون جانتا ہو سعد نے فرمایا کہ اے جمال تاجدار حال اپنا بیان کرو کیونکہ درہو جمال تاجدار نے دست بستہ عرض کی جب حضور شراب وغیرہ پی چکینگے تب عرض کر دنگایہ کہ کر اشارہ کیا کہ اے ملکہ عالم شراب حاضر کروں ملکہ نے سوجھا کر جواب دیا کہ اے جمال تاجدار تم کو اختیار ہو جمال تاجدار نے فوراً جام پیش کیا بادشاہ جام پی گئے جمال تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہر یار عجب جفا میں ہوں میرا فرزند گل رنگ پر زور نام ایسا جبری دہا در تھا کہ اس اطراف میں اُسکا کوئی مثل و نظیر نہ تھا بارہوان تیرھوان برس شروع ہوا جرأت کا اُسکی شہرہ ہو گیا ایک پہلوان برائے مقابلہ آیا اُسکو میرے فرزند نے زیر کیا جب وہ پہلوان زیر ہو کر آیا تب اُس نے ظاہر کیا کہ سامنے جو پہاڑ ہو اُس میں ایک جوان رہتا ہو نہایت زبردست ہو تمام دنیا میں مشہور ہو کہ اُس سے کوئی نہیں لڑ سکتا اُس نے میری معشوقہ لے لی ہو چونکہ میرے فرزند کو دعویٰ جرأت تھا یہ حال زار اُس کو اُس جوان کو ساتھ لیکر سامنے پہونچا اور وہ جوان کو ہی کوہ سے نکلا میرے فرزند نے اُس سے اُس جوان کی معشوقہ طلب کی اُس جوان کو ہی کو بہت ناگوار معلوم ہوا اور کہا کہ اے بیچیا تو کون ہو اور یہ کیا بکتا ہو آخر اُس جوان کو ہی سے اور میرے فرزند سے مقابلہ ہوا میرا فرزند دو پہر کامل لڑا آخر اُس جوان کو ہی نے زیر کر لیا اور اُس پہلوان کو جسکو میرے فرزند نے زیر کیا تھا اُسی وقت ہاتھ تلوار کا مار کر قتل کیا معشوقہ اور میرے فرزند کو سارے کے

درہ کوہ میں چلا گیا سال بھر سے میرا فرزند اُس درہ کوہ میں قید ہو میں نے سنا ہو کہ وہ معشوقہ اُس جوان کو ہی سے نفرت کرتی ہو ہر چند کہ اُس نے جبر بھی کیا مگر وہ کسی طرح قبول نہیں کرتی بلکہ قاعدے سے پایا جاتا ہو کہ میرے فرزند پر بالکل ہو مگر اُس جوان نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ قفس ہائے آہنی میں رکھا ہو بلکہ ایک روز ارادہ کیا تھا کہ میرے فرزند کو قتل کر ڈالے تو اُس معشوقہ نے کہا کہ او ظالم جفا شعار اگر اسکا ایک موئے جسم بھی میلا ہو گا تو یہ سمجھ لے کہ میں فوراً اپنی جان دید ونگی سعد شہر یار نے فرمایا کہ اے جمال تاجدار تم کیوں اسقدر رنجیدہ ہوتے ہو ہم تمھارے فرزند کی رہائی کی تدبیر کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ تم سے ملیگا صرف تم مجھ کو چل کر نشان اُس مقام کا بتا دو جمال تاجدار سعد شہر یار کو ساتھ لیکر طرف کوہ کے چلا جب سعد قریب کوہ پہنچے تو ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ اد جوان کوہی درہ کوہ سے باہر نکل یا جمال تاجدار کے فرزند کو حوالے کر یہ نعرہ کر کے بادشاہ ٹھہرے تھے کہ اندر سے درہ کوہ کے ایک جوان نہایت نحیم و نحیم قد کلان گینڈے پر سوار بجوش و خروش باہر آیا پکار کر آواز دی کہ منم قتال کوہی اد جوان تو کون ہو کہاں سے گریبان تیرا پنجہ اجل میں پھنسا ہو میں نے جمال تاجدار کے بیٹے کو قید کیا ہو اور معشوقہ بھی اُسکی قید ہو ان دونوں کے جنازے نکلیں گے زندہ مجھ سے کون لے سکتا ہو سعد نے کہا کہ اے قتال اُن قیدیوں کے قفس منگو اگر میدان میں رکھ دو یا تم لیجاؤ یا ہم لیجاؤ قتال نے کہا کہ آپ کا نام نامی کیا ہو سعد نے فرمایا کہ نیرہ صاحبقران بادشاہ لشکر اسلام ہر اے فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی آیا ہوں لوح طلسمی دیکھو گلے میں پڑی ہو یہ سن کر قتال نے کہا کہ اے سعد شہر یار تمھارے واسطے نامہ آیا تھا خداوند جمشید ثانی نے لکھا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤ میں نے کچھ خیال نہ کیا یہ قدرت خداوند ہو کہ تم کو گھیر کر یہاں بھیجا میرے ہاتھ سے یہاں زیر ہونا بدلتا تھا سعد نے کہا کہ اب حال کھل جائیگا یہ سن کر قتال نے نیزہ مارا سعد شہر یار عرصہ و نیزہ بازی ہوئے مگر قتال چھایا ہوا ہو چاہتا ہو ایسا نیزہ ماروں کہ سینے کو توڑ کر پار گذر جاؤ

مگر سعد روک لیتے ہیں ایک مقام پر سعد نے نیزہ قتال کا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قتال کے نکل گیا قتال کو بہت ناگوار ہوا کہا ای سعد شہر یار سب فنون سپہ گری میں تم کامل و اکل ہو مگر اب وار تلوار کا کرتا ہوں کہ اگر سپاڑ پر بارون تو نا بیج کاٹوں نخل کو بیک ضرب شمشیر قلم کروں اس وار کور و کو تو جانوں کہ بیشک بڑے بہادر ہو سعد نے فرمایا میں تیرے سامنے موجود ہوں جس طرح چاہو وار کردہ حافظ حقیقی بچائیکا قتال نے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے باڑہ بجا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا قتال پست پڑا مگر ناز کرتا تھا کہ ای سعد شہر یار آج تک سوائے تمھارے کسی نے وار میرا نہیں روکا ایک وار میں پست کر دیتا ہوں میرے وار سے کوئی بچتا نہیں مگر تم نے بڑا کمال کیا کہ کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اب کیا کشتی لڑو گے سعد نے کہا کہ میں ہی چاہتا ہوں کہ کوئی عذر باقی نہ رہے اگر مرد کے دل میں حوصلہ رہ گیا تو پھر سرکشی کریگا قتال نے کہا کہ میں اتنا کہہ دیتا ہوں کہ زور میرا قہر خداوندی مگر خیر کشتی کا بھی حوصلہ نہ باقی رہے یہ کہہ کر گینڈے سے اتر ا سعد سے کشتی ہونے لگی وہ بادشاہ قلعہ بھی دور سے دیکھ رہا ہے کہ جب سعد کپٹ لائے ہیں تو ایسے دو چار گھسے لگاتے ہیں کہ قتال عاجز ہو جاتا ہے اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہا ہے ایک مقام پر پکار کر آواز دی کہ ادو جان یہ زور آخر کرتا ہوں سعد نے کہا کہ بسم اللہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے قتال سعد کو لے دوڑا سات قدم ریل کر لایا وہاں پہلے سعد نے لنگر مارا ادھر آکر قتال کو ہی چھایا ایک زور اس طرح کیا کہ اگر سپاڑ پر کرتا تو اسے بھی اکھیڑ لیتا مگر اس کو وہ وقار کے لنگر میں جس و حرکت نہ پائی تھا کہ ہاتھ اٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا شتاق ہوں سعد تڑپ کر اٹھے ریل کر لے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہاں پہلا کر کہا مارا دونوں گھٹنے قتال کے آشنا بہ زمین ہوئے مگر زخمیر میں ہاتھ ڈال کر نعرہ شیر نہ کیا لنگر قتال کا اکھیڑا پہلے زور میں تابہ زانو دوسرے زور میں تابہ سینہ تیسرے زور میں سرے بلند کیا قتال کے ہوش اڑ گئے پکار کر آواز دی کہ ای شہر یار لا مان میں اطاعت کرتا ہوں سعد نے قتال کو چھوڑ دیا قتال نے قدموں کو بوسہ دیا جمال کے

بیٹے کو لایا قفس دوسرا جس میں وہ نازنین تھی وہ جولا کر رکھا بادشاہ نے پوچھا کہ ایسا نازنین تیرا وارث تو مارا گیا اب تو عقد پر راضی ہو اُس نے طرف فرزند جمال تاجدار کے اشارہ کیا بادشاہ نے اُسی مقام پر بارگاہ استاد کرائی اور اُس نازنین کا عقد ساتھ فرزند جمال کے کیا لیکن جب قتال مسلمان ہوا اور عقد سے شہریار کو فراغت ہوئی قتال کو ہی اور گلرنگ پر زور کو ساتھ لیا قتال کے یہاں مال بہت ساتھ کیونکہ اس نے اس طرف کا راستہ بند کر دیا تھا جو اس طرف آتا تھا اسکو لوٹ لیا کرتا تھا وہ مال سب لوہا کے سعد شہریار کے ہمراہ ہوا بادشاہ بڑی دھوم سے داخل قصر جمالیہ ہوئے سلع گلگون پو کو خبر ہوئی کہ سعد شہریار آتے ہیں بالائے قصر آکر بیٹھی دیکھا دروازے کی طرف سے گرد آڑی آگے آگے سعد شہریار ایک طرف قتال کو ہی اور ایک طرف گلرنگ پر زور اور جمال تاجدار انتظام کرتا ہوا آتا ہو بیٹے کو جو پایا ہو بہت خوش ہو ملک نے بڑی تعریفیں کنیزوں سے کہا کہ کیا کمال کیا ہو کہ قتال ایسے زبردست کو زیر کیا اسکے زور کی تمام طلسم میں دھاک تھی سوداگر لوگ شکایت کرتے تھے کہ ادھر سے راستہ بند ہو مگر بادشاہ نے بڑا کمال کیا اسکو زیر کر کے اپنا رفیق بنایا اب ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہیگا سعد آکر داخل دارالامارہ شاہی ہوئے رفقا گرد و پیش بیٹھے طائفہ عمدہ عمدہ حاضر ہوئے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

یہی باعث ہے جو زلفون میں گرفتار ہوں مین
تو نہ ہو گرفتار غیرت بوسف تو خریدار ہوں مین
ایک مدت سے ترے ہی مین بیمار ہوں مین
بیچ مین زلف حسینان کے گرفتار ہوں مین
ناصحا اسلئے پہنے ہوئے زنار ہوں مین
یہی نئی بات کہ تم سوتے ہو بیدار ہوں مین
اب وہ کہتا ہے تیری شکل سے بیزار ہوں مین
دل سے احمد کے نواسے کا عزا دار ہوں مین

دل یہ کہتا ہے حسینو نکا گنگار ہوں مین
لیکے مین نقد دل آیا ہوں ترے کوچے مین
تو عیادت کو نہ آیا کبھی امی رشک مسج
چھٹنا مشکل ہے یہی دل کی صدا آتی ہے
عشق اک طفل برہن سے ہوا ہے مجھ کو
قبر میں شانہ ہلا کر وہ مرا کہتے ہیں
مین نے امی دل جسے معشوق بنایا حسد
بخش ہی دیگا گنہ میرے خدا امی سطوت

رات بھر سامان پیش و نشاط رہا صبح کو سعد شہر یار نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ
 مناسب یہ ہو قلعہ چالی پتھر ہو چکا اور قتال کو یہی مسلمان ہوا مرحلہ آفتاب شکست کو
 اُس کے بعد مرحلہ غولان پڑ گیا جو بھی شکل واقع ہوگی سعد شہر یار نے قتال سے بوجھا
 مرحلہ آفتاب کمان ہو قتال نے کہا اور تو میں نہیں جانتا مگر میرے پہاڑ کے ساتھ
 ایک باغ ہو آٹھویں دن ایک آفتاب نکلتا ہو ہزار ہا طائر اکڑ جمع ہوتے ہیں اور ہمنشا
 طائران موسیقار آتا ہے آتش راگ گاتا ہو کہ جسکو دیکھتے ہیں اُس آفتاب سے
 آگ گرتی ہو تمام صحرا آتش بہار ہو جانا ہو لاکھوں طائر جلتے ہیں زمین سے شعلے نکلنے
 لگتے ہیں جب طائر جل چکے ہیں تو موسیقار بھی جل جاتا ہو پھر اسی آگ سے دیو پیدا
 ہوتے ہیں اور آواز دیتے ہیں کہ جسکو منظور ہو تم سے مقابلہ کرے ہم وہ دیوزاد
 ہیں کہ جنہوں نے مٹتے ہوئے سلطنت سلیمان کو دیکھا کون ایسا جلیل ہو کہ جسے مقابلہ کرے
 اور جان سے محفوظ رہے اگر طلسم فولاد ہو تو ہم اُسکو توڑیں شاید وہ ہی مرحلہ ہو بعد
 نے کہا کہ ہم چل کر دیکھیں گے قتال سعد کو لیکر چلا قلعے سے نکل کر درہ کوہ میں آئے
 درہ کوہ سے نکل کر ایک صحرا سے وسیع دیکھا بیچ صحرا میں ایک حوض پایا اُس میں فوارہ
 لگا ہو تھوڑے عرصے میں دیکھا کہ ہزار ہا زراغ وزغن آئے اُنھوں نے پروں سے
 جاروب کشی کی جب جاروب کشی ہو چکی تو طائر آنے لگے کوئی طائر پرند ایسا نہ تھا کہ
 نہ آیا ہو سب صحرا میں جمع ہوئے جب جمع ہو چکے اور دن سوا پہر آیا تو اُس باغ سے
 روشنی پیدا ہوئی ایک آفتاب مدور مثل آفتاب اصلی کے روشن آکر قایم ہوا ایک ایک
 آسمان پر فوٹا ہوا سب نے دیکھا کہ ایک طائر معقول پر اُس کے ہفت رنگ منقار مثل
 آفتاب چمکتی ہوئی ایک طائر پرند آکر پہنچا وہ طائر جو حوض میں فوارہ بنا تھا اُس پر
 آکر بیٹھا سب طائران پرند سے جنگ بھرا ہوا ہو سب طائر گوش بر آواز ہیں وہ جو
 طائر آسمان سے آیا موسوم بہ موسیقار ہو اُس نے یکایک منقار کھولی اور زمزمہ سرائی
 کرنے لگا منقار میں ہزار ہا وزن تھے ہر وزن سے ایک ایک راگ پیدا ہونے لگا
 یہاں تک دیکھ کر تانین مارین کہ حوض کا پانی کھولا اور کھول کر خشک ہوا بعد اُسکے

آفتاب میں حدت زیادہ ہوئی اور شعلہ آتش گر اموسیقار جلنے لگا جب طائرون نے
 جلنا موسیقار کا دیکھا اپنے اپنے مقام سے اڑے چاہتے تھے جھپٹ کر آگ بجھائیں مگر
 خود آگ میں جلنے لگے جس قدر طائرون صحرائین پھیلے ہوئے تھے سب آرموسیقار پر گرے
 یہاں تک شعلہ آتش بھڑکے کہ سب طائرون جلنے لگے حوض کا پانی خشک ہو گیا تھا آفتاب
 میں وہ حدت ہو کہ ہر برگ و بارہ سے آگ نکل رہی ہو تمام صحرا آتش بہار ہو گیا جتنے
 طائرون جمع ہوئے تھے سب جل رہے ہیں اور درختوں سے آگ برس رہی ہو ٹھوڑے
 عرصے میں سب جل کر خاک ہوئے سعد شہر یا رکھڑے دیکھ رہے ہیں حدت آفتاب
 انتہا پر پہنچی ہو آخر یہ نوبت ہوئی کہ سب طائرون جل کر خاک ہوئے انبار آتش لگا ہی ایک
 دیوکلان اُس آگ سے نکلا چو بدست آہنی اُسکے ہاتھ میں تھی اُس چو بدست کو کھڑا ہو کر
 لانے لگا اور آواز دیتا تھا کہ ہاں بھائیو نکلو طائرون جل چکے تمہارے خروج کا وقت ہو
 سب آواز دیتا ہو دو چار دیو آگ سے نکل آتے ہیں ٹھوڑے عرصے میں تعداد طائرون
 لی جیسی تھی ویسی ہی بے گنتی دیو پیدا ہو گئے پرے باندھ کر کھڑے ہوئے وہ دیوکلان
 پہلے سب سے نکلا تھا وہ پرے سے نکلا چو بدست کو ہلایا کیا آواز دی کہ اٹھو کشا
 یا بہ نگاہ حیرت دیکھ رہے ہو یہی وقت جرأت ہو سعد نے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا
 اس میں نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات یہ وقت جرأت ہو ان سب
 دیو زادوں پر جا پڑو اور تلوار کھینچو سعد شہر یا نے بڑھ کر نعرہ کیا نعرہ بادشاہ
 شاہ شاہان فرید و جشم بہار گلستان کا دوس و جم بہمن شیر دل صف شکن نوجوان
 ال گلستان صاحبقران نعرہ شیرانہ کر کے غول پر دیو زادوں کے جا پڑے جس کو
 نعرہ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر لاش دیو زاد میں پر گری اور غائب ہو گئی سعد شہر یا
 تمانہ لڑ رہے ہیں ہر چند کہ دیو زاد حربے لگاتے ہیں مگر بادشاہ پر کسی کا حربہ تاثیر نہیں
 با ایک نے داہنی طرف سے وار دار شمشاد کا کیا دوسرے نے بائیں پر سے چو بدست
 مائی سعد بیچ میں سے ہٹ گئے اُنکے حربے انھیں پر پڑے کسی کا سر پٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا
 سعد وہ جنگ کر رہے ہیں کہ جس طرح روز قتل عفریت امیر نے جنگ کی تھی لوٹے

بھڑتے سامنے دیوکلان کے پہونچے دیوکلان نے آواز دی کہ اے طلسم کشا تمھاری قضا دائگیر
ہو یہی تمھارے قتل کی تدبیر ہو یہ کہ کر چوبدرست آہنی اٹھائی گردش دیکر سعد پر لگائی فوراً
سعد نے تلوار سے دار کو قلم کیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس دیو کے دو ٹکڑے کیے جب دیو کلان
مارا گیا وہ اُن سب کا افسر تھا سب دیو بھاگنے لگے دروازہ باغ کا کھلا ہوا اُسی باغ میں بھاگ
بھاگ کر جاتے ہیں ٹھوڑے عرصے میں سب دیو بھاگ کر اُسی باغ میں گئے سعد طرف باغ کے چلے
کہ آفتاب چمکا اور ایک دنا ٹا ہوا آواز آئی کہ اے ساکنان باغ اگر طلسم کشا کو گھیر لے
جانے نہ پائیں انھوں نے تمھارے سردار کو مارا اُسکے خون کا بدلہ لو سعد قریب دریا پہونچ
تھے کہ اندر سے باغ کے شتر سوار و سانڈنی سوار و چوہیدار و سیال پیدا ہوئے بعد
ان لوگوں کے ایک تخت زمر دی نمایاں ہوا اُسپر ایک جادوگر بیٹھا تھا مگر چہرہ اُسکا شعا
آفتاب معلوم ہوتا ہو نگاہ نہیں ٹھہرتی تخت پر اسباب سحر بے شمار رکھا ہو پشت پر لاکھون
جادوگر اسباب سحر سب کے ہاتھ میں نعرے کرتے تھے کہ طلسم کشا کو مار لو یا ر و صحر اے
آفتاب نمایاں ان کو کون لایا تماشا موسیقار کا دیکھ لیا ذرا اب پھر عجائب و غرائب
دیکھیں سعد نے دیکھا کہ حسین مقام پر وہ طائر جلالتھا لکھ ابر آسمان پر آیا بوندیان پرین
جب خاک پر طائر کی قطرہ ابر گرد کیا ایک بھنیہ پیدا ہوا دوسرا قطرہ جو آسمان سے گرا
وہ بیضہ شق ہوا چمکا لگ ہو گیا اُس بیضے میں سے ایک طائر پیدا ہوا جون جون قطر
پڑتے ہیں نشوونما اُسکی ہوتی جاتی ہو ٹھوڑے عرصے میں پر پیدا ہوئے وہ طائر اڑ کر
طرف آسمان کے چلا منقار میں روزن تھے زمزمہ سرائی کرتا ہوا جاتا ہوا روزن
کی آواز سے یہ اشعار پیدا تھے نظم

کلیمہ شق ہوا بلبل کا یہ تڑپنی گلستان میں
یقین ہو آگ لگ جائے ابھی صحر کے دامن میں
خوشی سے چمچے کرتے ہیں کیا بلبل گلستان میں
نہیں باقی رہا کچھ فرق اب گبر و مسلمان میں
شیر احسان ہو گا اے جنون لچل بیابان میں

جو میں کلچیں نے رکھے توڑ کر بھول اپنے دامین
کہے گرا پر دیوانہ تیرا جا کے گرم آہین
جو کی ہو باغبان نے قید صیادوں کے آنے کی
مرے محبوب کے در پر کیا کرتے ہیں سب سجدے
یہ وحشت ہو بھلتا ہی نہیں بستی میں دل میرا

بہت دل تنگ مثل غنیمت میں گلچین کیا تھا ہونے شب تاریک میں دل جبکہ مجھ وحشی کا گھبراہٹ لب رنگین چہ زلف ان کی نہانے میں جو آئی ہو نہ پھر کر ہند میں آئین کے ہر گز یہ ارادہ ہو	نشین بھی بنا سکتے نہیں بلبل گلستان میں تو کین غولوں نے روشن مشعلیں اگر بیا بان میں تماشا ہو گھٹا گھٹا گھنٹہ رکھی ہو بدخشان میں اگر لپٹا لپٹی تفسیر ای سوط خراسان میں
---	---

وہ طائر یہ آواز دیتا ہوا اس قدر بلند ہوا کہ نظروں سے مخفی ہو گیا سب جادوگر باہر نکلے
غلغلہ کرتے ہوئے چلے کہ طلسم کشا کو مار لو وہ جو ساحر تخت پر سوار ہو آواز دیتا ہو گھبراہٹ
طلسم کشا نے غضب کیا دیو مہران کو مارا اب مناسب یہ ہو کہ خون کا بدلہ لو اور طلسم کشا
کو قتل کرو ساحرون نے آتے ہی سحر کرنا شروع کیا مگر جس نے سحر کیا برکت لوح سے سحر بٹا اور
ساحر کا کام تمام کیا ہزار ہا ساحر مگر اس تخت نشین نے بھی کچھ ماش کے دانے پھینکے
وہ شعلہ بن کر پلٹے تخت نشین نے اپنے کو بجایا مگر وہ شعلہ ہائے آتش جس ساحر پر گرے
وہ جل کر خاک سیاہ ہوا تخت نشین نے جو دیکھا کہ پہلے ہی وار میں کئی ہزار ساحر مرے اور
سیرا سحر بھی جا کر بٹا کیسے کیسے ساحر مارے گئے ساحر تخت نشین بہت گھبراہٹا کہنا تھا وہ رفیق
مرے کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا آج وہ اس طرح مارے گئے مقام افسوس ہو پھر ساحرون کو
آواز دی کہ یار و سحر کرو مقدمہ طلسم کشا ہو لوح طلسمی گلے میں ہو اور لوح محفوظ بھی پہننے
ہو شمشیر و تیر سے لڑو بلوہ کر کے گرفتار کرو سب ساحرون نے چار طرف سے گھیر لیا تلوار
چلنے لگی مگر سعد شہر یار لوح کو گردش دے رہے ہیں جس پر عکس پڑا وہ جل کر خاک ہوا
صد ہا ساحر ہاتھ سے سعد کے قتل ہو رہے ہیں جسکو تا کا اس کو مار لیا ایک پہلوان
گینڈے پر سوار دوستی شمشیر زنی کر رہا تھا اور نعرے کرتا تھا کہ منم نہ نجیر دار جادو میرے
ہاتھ کا حربہ کبھی خالی نہیں جاتا اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو حلقہ میری غلامی کا اپنے
کان میں ڈالتے نام جرأت کو مابدولت کے نام سے ناز ہو اُس نے کہا ای سعد مجھے مقابلہ
کیجیے تو مزہ جرأت کا ملے یہ چند پیادے مارے گئے میرا مثل اس لشکر میں مثل نہیں ہو
سعد طرف زنجیر دار کے متوجہ ہوئے زنجیر دار نے وار کیا مگر کہنا جاتا ہی یہ تیغ
بے دریغ ہو برسوں کے جھگڑے دم بھر میں فیصلہ کرتی ہو اگر خیرا طرہ ماروں تو اس کو

تابہ پنج کاٹون میرے ہی خوف سے رستم و اسفندیار نے کفن میں مٹھ چھپایا اگر ہوتے تو گو شمالی دیتا سعد نے اُسکا وار خالی دیا اور فرمایا کہ کیوں اس قدر غرور کرتا ہو نام جبرأت پر مرتا ہو ہماری ضرب تو قبول کر یہ فرما کر تیغہ ہلائی کو چپکایا خبردار خیردار کہ کر مانتہ مارا زنجیر دار چاہتا تھا کھلائی پر ہاتھ ڈال دون مگر چپک سے تلوار کی گھبراہ سپر غولادی کو سامنے کر دیا تلوار جو چپک کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا کھدو جبڑے کو تراشتی ہوئی تابہ جگر گاہ پہونچی جب زنجیر دار مارا گیا وہ ٹٹھلین غل مچانا تھا کہ یار وہ پہلوان قتل ہوا کہ جسکے بھروسے سپر سارا لشکر لڑتا تھا اب کون سرپرستی کرے افسر سے فوج کی کمر مضبوط رہتی ہو اب کون کدو کو شمش کرے یہ کہ کر نقیبوں کو اشارہ کیا کہ فوج کے دل بڑھاؤ نقیب بڑھے آوازیں دیتے تھے کہ ہا جو الوقت تنگ و نام ہو تم لوگوں کو جنگ سے کام ہو داراؤ کی قبادا ایسے بادشاہ پیوند خاک ہوے سکندر و فریدون اس دنیا سے دردناک گئے لڑو بھڑو نام سید کرو نظم

عاقلان باغ یہ نہیں دلکش +	جسکو دیکھو وہ ہو پریشان و ش +
اس چمن کی ہواے بھمن و دمر	استین زن چرخ عقل پہ ہی +
خاک جب ہو گئے قبر رحنا	تب ہوا سر و خوشنا پیدا
لالہ رودل پہ لینگے جب داغ	تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد	جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان +	ہوا گلشن میں ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار	تب گلستان میں گل ہوا اظہار
ترگسی چشم ہیں جو دفن یہیں	چشم ز گس جھکی ہو سوے زمین +
شاخ ہر ہو جو سبب زیب چمن	کسی محبوب کا ہو سبب ذقن
عند لیون کے ہیں یہی الحان	غافل و کل من علیہا فان +
خاک میں گل رخاں جو سوتے ہیں	باغ میں آبشار روتے ہیں
دیکھ کر بے شباتی عالم +	ہمہ تن اشاک ہو گئی شبنم +

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر +	خاک اڑانے لگی نسیم سہرا
اسی اندوہ میں کرو جو قیاس	گل سوسن کا ہو کیو دلباس
یہ گلستان نہیں ہو قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخبیر

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے تمام ساحر بلوہ کر کے سعد پر چھلکے اب سعد کہہ رہے تھے ہم نہیں لینے دیتے چہا طرف سے حربے پڑ رہے ہیں مگر سعد انکے پیچ میں لڑ رہے ہیں اسقدر بلوہ ہو کہ سعد شہر یا گھبرا گئے آخر بیقرار ہو کر دست و عا طرف آسمان کے بلند کیے اور پکارا اٹھے کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر اے قاضی الحاجات و اے دافع البلیات اس بلا کو رد کر لیا کیا تیرے عاہد مراد پر پہنچا بقدرت سبحان لم یزد و عزیز بے بدل آسمان پر ساٹا ہوا دیکھا ایک تخت یا قوتی پر حکیم فلاسفہ ثانی ظاہر ہوئے اور آتے ہی لغزہ کیا کہ اے شہر یار یہ غلام آپ کا آپہنچا ماشاء اللہ ایسے بلوے کو خوب روکا کون آپ کا ہمسر ہو جرأت میں کون آپ سے بہتر ہو مگر جس مقام پر وہ افتاب نکم رہا ہو اُس طرف سے تخت گذر آفتاب سے برق چمکی ایک شعلہ گر کہ تخت حکیم صاحب کا ٹوٹا مگر حکیم نے اپنے کو سنبھالا ایک عقاب بلند پرواز پہلو سے پیدا ہوا حکیم صاحب اُس پر سوار ہوئے تخت تو گر گیا مگر سنبھل کر بغل سے کتاب نکالی ایک نقش نقل کیا آفتاب کے سامنے وہ نقش دکھایا جیسے ہی نقش کا عکس پڑا آفتاب تھرا یا حدت موقوف ہوئی ایک دتا ہوا دیکھا ایک ساحر قومی تن و قوی من موسوم بہ آفتاب جادو نہایت بدخوا ایک کرگدن مست پر سوار ظاہر ہوا اپنی کیفیت دیکھ کر بہت شرمایا کہنتا تھا او حکیم تو نے غضب کیا کسی نے مجھ کو آج تک بصورت اصلی نہ دیکھا تھا مگر تجھے اب زندہ نہ چھوڑو نگاہ یہ کہ کر کے سے خنجر نکال طرف آسمان کے پھینکا حکیم صاحب پر خنجر برسے لے طائران خوش الحان پیدا ہوتے ہیں اپنے گلے دم خنجر پر رکھتے ہیں حکیم صاحب نے لاکر ا کہ او مردود یہ کیا و اہیات سحر کیا ایسے سحر ہمارے گھر کے غلام کرتے ہیں ذرا مجھے تو آنکھ بلا سا حرنے سنا اٹھا یا حکیم صاحب نے وہ ہی نقش آفتاب جادو کو دکھایا جیسے ہی اُسکی نگاہ پڑی اُس نے ایک آہ کی اور پھر ایک خنجر کلاں چمک کر گرا

آفتاب جادو نے آواز دی کہ اے عقاب سحر تو محافظ جان ہو جلد حاضر ہو یقین تھا وہ خیر
 آفتاب جادو پر گرے کہ پہلو سے سناٹا ہوا ایک عقاب کو دیکھا کہ اُس نے آگے اپنا گلہ زنجیر
 رکھ دیا خنجر کے پڑتے ہی سر عقاب کا اڑ گیا اگر خون سے عقاب کے خنجر بھی پانی ہو کر رہ گیا
 ایسے کئی شعبہ ہوئے مگر وہ ساحر منہ نہیں پھیرتا اڑے جانا ہو پھر اُس نے آیات دستار دی
 اور پکارا اٹھا کہ اے قہار زنگی اگر اس حکیم کا سر کاٹ لے دیکھا پہلو سے ایک جوان
 زنگی شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے سامنے آیا پکار کر پوچھا کہ اے آقاے نادار وادی
 مولائے قدر شناس کیوں غلام کو تکلیف دی میں قصر کیتی نما میں بیٹھا تھا آپ کی آواز
 پہنچی شکر کرتا ہوں کہ وقت پر آیا جو فرمائیے وہ سچا لاؤں ہر چند کہ جہان آپ کا غلام رہتا
 ہی بارہ ہزار بھائی میرے ہیں سب آئے تھے مگر میں نے کہا کہ صرف مجھ کو پکارا ہو اُن
 ساحر نے کہا کہ تو مقبول درگاہ سامری و جمشید ہو تجھے سب طرح کی امید ہو سامنے
 جو حکیم کھڑا ہو اس کا سر کاٹ لے زنگی تلوار کھینچ کر چلا حکیم صاحب نے پکار کر آواز دی
 کہ اے خورشید شمشیر زن اس زنگی کو لینا پہلو سے ایک جوان حسین و جمیل پیدا ہوا
 آکر زنگی سے مقابلہ کیا زنگی کا وار روک کر بیک ضرب شمشیر دو پر کالے کیے اس طرح
 کی رد و قدح بالائے آسمان ہو رہی ہو مگر وہ جوان زنگی کو مار کر زمین پر اتر آیا پہلو
 میں سعد کے حاضر ہو جانبازی کر رہا ہو آفتاب جادو نے کئی زنگی طلب کیے کئی جوان
 طرف سے حکیم صاحب کے آئے زنگیوں کو مار لیا اور ہمراہ سعد شہر یار کے مصروف
 جنگ ہوئے آخر آفتاب جادو نے اپنے کو زمین پر گر دیا ساحرون کو اشارہ کیا
 کہ بڑے غضب کی بات ہو ایک شخص تم سے گرفتار نہیں ہوتا ساحرون نے پھر بلوہ کیا
 سعد نے دیکھا کہ ہر چند پانچ چھ جوان میرے ہمراہ ہیں مگر وہ بلوہ ہو کہ ہوش پر لگند
 ہیں وہ جوان بھی سینہ سپر کیے لڑ رہے ہیں اور حکیم صاحب بھی زمین پر آئے کتاب نقوش
 طسم کھلی ہو جب نقش پھینکا سود و سوجل گئے ساحر فریاد کرتے ہیں کہ اے آفتاب
 ہم کیا کریں ہمارا زور نہیں چلتا قریب جو جاتے ہیں تو بدن میں آگ لگتی ہو حکیم صاحب
 نے پکار کر آواز دی کہ اے نقابدار بہادر برہمے مدد آؤ اپنے عاشق کی مدد کر

کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادل پوش مع بارہ ہزار جوانوں کے آکر پہونچا اور
 شریک جنگ ہوا حکیم صاحب ہر اس بر نفوش بھینک رہے ہیں اُس نقابدار نے جنگ
 شرف کی وہ بارہ ہزار ہر وار میں بارہ ہزار کو گرا دیتے ہیں آخر آفتاب سامنے سے
 غلغلہ کرتا ہوا ابھرا کہ یا خداوند سامری و جمشید یہ کیسی مصیبت ہو کہ سحر ہمارا
 تاثیر نہیں کرتا قدم اُٹھے جاتے ہیں اس نقابدار نے تو آفتاب پر پانی حکیم نے ہزاروں
 کو جلا دیا حکیم نے جب دیکھا کہ آفتاب چاہتا ہو بھاگ کر باغ میں چلا جاؤں تو پکار
 کر آواز دی کہ امی نگہبان در عمل خوانی حریف جاتا ہو اسکو لینا سب نے دیکھا کہ ایک
 جوان نہایت وضعدار کا کلین ویش پر خود زرین بالائے سر سپر مثل قرص قمر لشت
 پر تیغ ہلالی چمکاتا ہوا باغ سے نکلا اور آفتاب کو لاکارا کہ اب بھگوڑے کہاں جاتا
 ہو آفتاب نے پلٹ کر گولہ مارا وہ جوان پیچھے ہٹا نقابدار بادل پوش نے خود دیکھا
 کہ اگر آفتاب باغ میں پہونچ گیا تو پھر دستیاب ہونا مشکل ہوگا گھوڑا چمکا کر سنا
 آفتاب کے آیا آفتاب نے کئی گولے مارے مگر نقابدار نے وہ گولے دفع کیے اور
 قریب آفتاب آیا نیزے کو گردش دے کر سینے پر آفتاب کے ملد کہ لشت کو توڑ کر
 نیزہ پار گزرا اُکھیر کر زمین پر مارا کہ اعضا چور چور ہوئے آفتاب کے مرتے ہی سب
 ساحریدہ اس ہوئے لڑ بھڑ کر لاشہ آفتاب کا اُٹھا یا طرف صحرا کے روانہ ہو گئے
 اور آواز آئی کہ کشتی مرانام من آفتاب جادو بود سعد شہر یار نے حکیم صاحب
 سے ملاقات کی پوچھا کہ آپ کو کیوں خبر ہوئی حکیم صاحب نے کہا کہ میں ہر وقت
 گوش بر آواز رہتا تھا قصر جهان نما میں بیٹھا تھا کہ آپ کی آواز کان میں آئی نقابدار
 کو خبر کر کے برائے خدمتگزاری حاضر ہوا سعد شہر یار نے پوچھا کہ یہ نقابدار
 کون ہو حکیم صاحب نے کہا کہ آپ قریب جا کر اُسی سے پوچھیے اور باغ میں جا کر
 صحبت آرا ہو جیسے یقین ہو کہ فرحت حاصل ہو سعد شہر یار حکیم صاحب سے یہ باتیں
 کر رہے تھے کہ سامنے سے نقابدار آیا سعد نے بڑھ کر آواز دی کہ امی نقابدار بہادر
 تم نے صین وقت پر آکر مدد کی مگر اپنے نام نامی سے تو نگاہ کرو کہ شکر یہ تمہارا ادا کرین

نقابدار نے قریب آکر نقاب چہرے سے اٹھائی سعد نے دیکھا کہ ملکہ سامع گلگون پوش
 بصد شوکت ظاہر ہوئیں اور ہمراہ سب کنیزیں تھیں ہاتھ سعد کا تھام لیا اور طرف
 باغ کے لیچلین کہا اوشہر یار آپ لوح نہیں ملاحظہ فرماتے یہ مقدمہ طلسم ہوا ایسا نہ ہو
 کہ دھوکا پڑ جائے اور باعث خرابی ہو ایسی غفلت میں لوح قبضے سے نکل جائیگی اس
 طلسم میں بڑے بڑے ساحر ہیں ناز رکھتے ہیں کہ ہمارے سامنے عمل کی کیا حقیقت ہو
 مگر حکیم صاحب ایسے ہی کامل و اکمل ہیں کہ ان مکاروں سے ہمیشہ لڑے اور غالب رہے
 آج تک شکست نہیں کھائی ہر طرح اپنے کو بچاتے ہیں اس ملک میں رہنا انھیں کا کام
 ہو کہ چار طرف ساحران غدار رہتے ہیں ان سے اپنی جان کا بچانا اور اپنی سرحد پر
 قبضہ رکھنا انھیں کا کام ہو اب آج شب کو اس باغ دلگشا میں محبت آرا ہو جسے کل آپ کو
 اختیار ہو کوئی آپ کو نہ روکیگا ہر مرحلے پر مدد کو پہونچو گی مگر لوح سے غفلت نہ فرمائیے گا
 سب ساحر اسی فکر میں ہیں کہ لوح آپ سے لین تب گرفتار کریں اس وقت بڑی مشکل
 ہوگی یہ باتیں کرتیں سعد کو لیے ہوئے اندر باغ کے آئیں باغ جنت نظیر تھا گلہائے رنگارنگ
 و شکوفہ ہائے بوقلون ہر درخت سرسبز و شاداب نہر میں لاجواب طائران نغمہ سرا درختوں
 پر مبارکباد دے رہے ہیں کہ طلسم کشا کو مبارک ہو ایسا جادوگر مارا گیا کہ جسکی ذات
 سے یہ باغ نجس تھا شکر ہو پروردگار کا کہ آپ کا قدم آیا ہم سب بہت خوش ہوئے
 سرفرازی حاصل ہوئی سعد شہر یار بارہ درسی میں آکر بیٹھے ملکہ نے اشارہ کیا فوراً
 ساقیان سپین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبکو لیکر حاضر ہوئے جام ارغوانی
 گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین نہایت
 حسین و جمیل سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

لب لبب ہو نیکا عاشق سے ملال اچھا ہی اپنا عکس آئنے میں دیکھ کے منصف ہو چین کہ رہا ہی مرے معشوق کے سینے کا ابھار بال و پر توڑنے میں شوق اسیری ہی بتا	پھیر دو لبوسہ کسی کا یہ سوال اچھا ہی کون پیارا ہی بہت کس کا جمال اچھا ہی سرکشی کا اسی ظالم کے مال اچھا ہی + قفس اچھا ہی کہ صیاد کا جال اچھا ہی
---	---

ور دیتا ہی خود اٹھ اٹھ کے تسلی نجلو۔ کیا مزہ وصل کا جب یار مدے منہ میں با و اے اُس درد رسیدہ کی بھی تنہائی پر موت کیوں پوچھیں گی پھر آنکھ کے پیاروں کو دیکھ کر تو نہ ساقی مری مٹی ہو خراب سچ تو یوں ہو کہ وہ ہو سب شعرا میں بدتر	جی کو ٹھہرا جگر و دل کو سنبھال اچھا ہی گو برا مانے کوئی میرا سوال اچھا ہی سیکیسی پوچھتی ہو جس سے کہ حال اچھا ہی جب تمہیں دیکھ لے کتنے ہو کہ حال اچھا ہی اس سے بن جاؤں جو کچھ جام سفال اچھا ہی آپ اچھے ہیں جو کہتے ہیں جلال اچھا ہی
---	---

رات بھر جلسہ عیش و نشاط رہا ملکہ نے رات بھر سمجھا یا ہو کہ بد و ن ملاحظہ لوح کسی سے ملاقات نہ کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ کوئی بیچ بڑ جائے لہذا بہت سمجھ کر کام کیجیے گلاب آگے مرحلہ مبارک حلیہ ساز ہو بڑے بڑے فتور کر گئی بہت سمجھ کر قدم اٹھائیے گا منجھو خوف ہو کہ ایسا نہ ہو میری شکل بن کر یا حکیم صاحب کی صورت پر لوح کی طالب ہو اُس وقت آپ کو انتشار ہو گا لوح دے نہ دیجیے گا لوح محفوظ و لوح طلسمی کی حفاظت کیجیے گا اب تو لوح کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے کیا حکم نکلتا ہے سعد شہر یار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا صاف صفا تحریر مہما کہ کنج باغ میں ایک نخل شمشاد ہو اُسکو جا کر اُکھیرے جو عجائب و غرائب ظاہر ہوں اُس پر حکم لوح کار بند ہو جیسے سعد شہر یار ملکہ سے رخصت ہو کر کنج باغ میں آئے اُس نخل کو اُکھیرا جب نخل اُکھڑا تو بیخ سے اُسکی ایک اڑد ہا پیدا ہوا اُنھ کو مثل قمر بلا کے کھولے ہوئے شعلہ ہائے آتش اُنھ سے نکل رہے ہیں سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا اُس میں نوشتہ پایا کہ اپنے کو اسکے دہن میں گرا د سعد نے بلا تکلف اپنے تئیں اُسکے دہن میں گرا دیا معلوم ہوا کہ بلند می سے کو دا ہوں جب پائون زمین سے آشنا ہو دیکھا ایک صحراے وسیع ہو بوڈے گرد کے اٹھ رہے ہیں ہر طرف نخل خشک کھڑے ہیں جابجا ریگستان کے انبار لگے ہیں موجہ ریگ روان دھوکا چشمہ کا دیتا ہو صحراے ویران کعبہ دست میدان ہو کہ سامنے سے درہ کوہ کے ایک مادہ غول نکلی پکار کر اُس نے آواز دی کہ اے طلسم کشا کس فکر میں ہو میں تمہیں گرفتار کرونگی سعد نے جواب دیا سامنے سے دور ہوا اپنے حمایتیوں کو بلا اُس غول نے ایک چنچ ماری ہزار ہا غول صحرائی ہر گوشے سے

پیدا ہوئے آنکھیں مثل مشعل کے روشن شعلیں لگاتے ہوئے شاخمل نخل ہاتھ میں آکر سعد کو گھیرا سعد شہر یار اُن سے لڑنے لگے جب دس پانچ غول قتل کیے تو غول یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ یار و بھاگ چلاو ایسا نہ ہو کہ ملکہ عالم کو خبر ہو جائے تو بہت آزر دہ ہونگی اور فرمائیں گی کہ ہمارے متعلقین کا پاس نہیں کرتے تو کیا جواب دیں گے قریب درہ کوہ کے پہونچے سعد تعاقب کیے ہوئے جاتے ہیں چاہتے ہیں ان کو نہ جانے وہ لکڑہ غول جب درہ کوہ میں پہونچے تو اندر سے درے کے شعلہ آتش نکلنے لگے غول تو اسی مقام پر ٹھہر گئے ایک اثر دہے نے سر نکالا جتیاں سبز و سرخ اُسکے سر پر پڑی ہوتی تھیں منہ سے شعلے چھوڑتا ہوا نمایاں ہوا سعد حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہو اب جو دیکھا تو پشت پر اُسکی ایک جادوگر سوار ہو کوڑا مارا آتشیں کا ہاتھ میں اثر در کو بڑھائے ہو آتا ہی سعد کو دیکھ کر نعرہ کیا کہ کیوں اوجوان تو نے کچھ خوف نہ کیا اس مقام پر آشوب پر چلا آیا ننم اثر در سوار اب کیونکر جان بچائیگا سعد نے آواز دی کہ اومغروحو تجھے ہو سکے قصور نہ کر اثر در سوار نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا صد ہا زخمت گرے آواز آئی کہ امی طلسم کشا ذرا سمجھ کر اس سے مقابلہ کرنا اسکا مرنا جینا دو نون باعث خرابی ہی سعد نے اُس آواز کا کچھ خیال نہ کیا اور تلوار کھینچ کر بڑھے اثر در سوار نے وہ ہی کوڑا مارا اثر دہا بلک گیا اور آواز دی اس ستانے سے قتل کر ڈال مجھے تکلیف ہوتی ہی تیری بعیت پر غولوں کو ملال ہو گا سامنے سے بھاگ جائیں یہی خیال ہو گا لیکن سعد نے کچھ خوف نہ کیا اور اثر در سوار پر جا پڑے اثر در سوار نے پھر کوڑا مارا اثر دہے نے ایک چیخ ماری کہ زہن تھرا گئی صد ہا ساحر درے سے نکلنے لگے آکر سعد کو گھیر لیا سعد لڑنے لگے عین گرمی جنگ ہی سعد نے دیکھا کہ ساحر بڑھتے جاتے ہیں اُسوقت بمقاری میں پکار اُٹھے کہ امی کریم و رحیم و امی سجع و علیم رحم اپنا شریک کر لے

نہ ماند صاحب دولت نہ تنگ دست و فقیر	نہ ملک و مال و خزانہ نہ بادشاہ و وزیر
بغیر حسرت و افسوس و رنج و درد و الم	امیر و پادشاہ و بے بقا نہ فقیر
بشکل خاک تعلق بجا کساری دار	کہ خاک جسم تو آخر خدا کند اکسیر

خدا رحیم و کریم و خدا جگم و عظیم زبان کجاست کہ در حمد حق کند تفریر خداست بندہ نواز و خداست محرم راز براه صدق و ارادت ہر آنکہ پابند جمع خرد و کلان بندگان حق ہستند با وج عرش رسد و دود آہ مظلومان مطیع حکم بحکم و ادب جہان گردد بغیر حمد خدا از زبان مگو ہندی	خدا علیم و خبیر و خدا سمیع و بصیر کجاست خامہ کہ سازد اداس حق تحریر خداست اہل کرم قادر و قدیم و قدیر رسد بمنزل مقصود خود بلا تاخیر تمام شاہ و گدا و ہمہ جوان ہمہ پیر خطا نمیکند از مرکز ہدف این تیر بخلق نیک شود خلق نیک و بد تسخیر کہ در کلام تو بخشد جناب حق تاثیر
---	--

کہ صحرا سے گہرا ڈھلے نقابدار بادلہ پوش مع بارہ ہزار جوانوں کے آکر پہونچا آ کے
شریک جنگ ہوا اول غولوں کو بھگا یا پھر ساحرون پر جھکا دم بھر میں لاشوں کے
انبار کر دیے سعد کھڑے دیکھ رہے ہیں جی میں کہتے ہیں کہ نقابدار کیا بہادر ہو دیر
جرات کا بے بہادر ہو غولوں کو بھگا چکا اب ساحرون پر گرا چند ساحر مارے گئے آخر
شکست کھا کے بھاگے نقابدار خون تلوار کا پونچھتا ہوا قریب سعد آیا عرض کی کہ
اے شہر یار آپ نے عجائب و غرائب دیکھے یہ مرحلہ مکارہ حیلہ ساز ہو وہ بڑی شعبہ باز
ہو خدا اسے مکر سے بجائے بادشاہ نے حیران ہو کر فرمایا کہ اے نقابدار بہادر میں چاہتا ہوں
کہ آپکے نام نامی سے آگاہ ہوں اور صورت زیبا دیکھوں نقابدار نے نقاب چہرے
سے ہٹائی ایک برق چمک گئی صاف ثابت ہوتا تھا کہ لکھنؤ ہر ماہ تابان نکل آیا باؤٹا
نے دیکھا کہ وہ ہی معشوق طرح دار صاحب ہوش و جوش ملکہ سامع گلگون پوش ہو دیکھ کر
حیران ہو گئے مگر گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہیں فرمایا کہ اے ملکہ تھنے بڑی تکلیف اٹھائی
میں حیران ہوں کہ تم کو کیوں نکر خبر ہوئی ملکہ نے کہا کہ اے شہر یار دل کی دھڑکن قلب
کی تڑپن آگاہ کرتی ہو مجھ کو ہر وقت خیال تھا کہ صحرا سے غولان میں تکلیف ہوگی اب
آگے باغ ہمیشہ بہار ہو ہاں تشریف لے چلیے آج شب کو آرام فرمائیے کل صبح کو
اختیار ہو سعد ملکہ کے ساتھ راہ لہو کرتے ہوئے جاتے ہیں مگر قدم بہ قدم ملکہ سمجھاتی ہو

کہ ابھی آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہونچی ہو وہ مکارہ بڑے بڑے فتور کر گئی مجھے اسی کا رد ہوا کہ ایسا نہ ہوا آپ کسی مکرمین پھنس جائیں تو وہاں کون معین و مددگار ہو گا اسوجہ سے مین ہر مقام پر حاضر ہونگی کسی خدمت سے منہ نہ پھیرونگی چاہتی ہوں کہ دشمن قتل ہوں آپ محفوظ رہیں تھوڑی دور راستہ طو کیا تھا کہ دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہو ملک نے مسکرا کر کہا کہ اے شہریار یہی باغ ہمیشہ بہار ہو جناب حکیم صاحب نے بروقت تعمیر اس باغ کے ارشاد فرمایا تھا کہ طلسم کشا یہاں تشریف لائیں گے اے فرزند جو کچھ ہو سکے خدمت کرنا طلسم کشا صاحب حسب و نسب ہیں باپ انکے قباد شہریار مادر مہربان دختر سکندر جد انکے صاحبقران اور سکندر بادشاہ ملک مغرب تھا ستر لاکھ فوج کا حاکم خود جری و بہادر ایسا حسب و نسب کسکو ملا ایسے شہریار کا تشریف لانا باعث فخر و افتخار ہو اب آپ تشریف لیجلیں ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیسا باغ بنا ہوا اپنے ہاتھ سے حکیم صاحب نے روش پیریاں بنائیں نخل اپنے ہاتھ سے لگائے تھالے بنائے خود پانی پہونچایا بادشاہ ہاں ہاں کرتے ہوئے اندر باغ کے تشریف لائے دیکھا باغ غلظت و کھلمائے رنگارنگ و شکوفائے بوقلمون کل باغ سرسبز و شاداب پانی نہروں کا لاجواب موجیں شمشیر بران جاب چشم معشوقان گرداب خنجر آبدار مچھلیاں تڑپ رہی ہیں کبھی نہنگان خون آشام نکلتے ہیں کبھی چشم ماہی کے چراغ جلتے ہیں ہر طرف طائرون کی زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی بادشاہ تماشا دیکھتے ہوئے وسط باغ میں جو پہونچے دیکھا کہ فرش بچھا ہو مسندین آراستہ ہیں کینزین پھولوں کی پنکھیاں لیے ہوئے حاضر ہیں یہاں امید ہو کہ بادشاہ کچھ حکم دیں تو آنکھوں سے سجائیں جو خدمتگزار ہی ہمارے لیے تجویز ہو باعث فخر ہو کہ چند کینزین دوڑی ہوئی آئین عرص کی کہ اے شہریار حکیم صاحب تشریف لاتے ہیں سعد برائے استقبال اٹھے دروازے پر جا کر دیکھا کہ حکیم صاحب میانے میں سوار انکر اترے سعد نے ہاتھ تھام لیا حکیم صاحب نے پوچھا کہ اے نور نظر و اے بادشاہ حجابہ کوئی تکلیف تو نہیں پہونچی بادشاہ نے فرمایا کہ جہاں آپ کا اختیار ہو وہاں تکلیف کیسی ملکہ نے وہ احسان کیا کہ میں شکریہ ادا نہیں کر سکتا حکیم نے کہا وہ

کنیز شاہی ہو خدمت کرنا اسکا کام ہو اسی وجہ سے وہ نیک نام ہو آپ کی خدمت
 کبھی گردن تابانی نہ کی گئی جس دن گردن تابانی کرے آپ کو سزا کا اختیار ہو میں کبھی دخل نہ
 دوں گا بلکہ ہر اسے خدمت گزار ہی حاضر ہوں کبھی گردن تابانی نہ کروں گا یہی چاہتا ہوں کہ
 خدمت میں مصروف رہوں اس حوالی پر دخل پاؤں آپ کی ذات سے یہاں کا حاکم
 رہوں آج تک حکومت کی مگر ساحرون نے ہمیشہ حیران کیا اب آپ کے تصدیق سے
 آرام پاؤں گا تو نام ہوگا سلطنت کل طلسم کا سرکار کو اختیار ہو جس کو چاہیں حاکم
 کریں بادشاہ نے فرمایا اسحق سلطنت بہار اعجازہ بیان ہو و دیگر سردار سپہ سالار
 و ملکہ یا سمن رنگین پوش ان شاہزادیوں کو اختیار ہو جس کو چاہیں بادشاہ کریں
 جس کو چاہیں نکال دیں پھر حکیم نے کہا امیدوار ہوں کہ ذرا لوحین اتار لیتے ہیں
 انکو درست کر لاؤں جو احکام نہ ہوں ان کی تدبیر کروں فتاحی مرحلہ جانت میں
 تقریر کروں بادشاہ نے فوراً لوحین گلے سے اتار کر حکیم کو ہاتھ لے کیں حکیم نے لوحین
 لیتے ہی بیٹی سے اشارہ کیا ملکہ بھی پہلو سے اٹھیں دونوں باپ بیٹیوں نے الگ الگ
 آواز دی کہ او طلسم کشا دیکھ لوحین یوں لے لیتے ہیں اب کیا کہتے ہو بادشاہ نے قبضہ
 پر پاتھ ڈالا حکیم نقلی نے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی بادشاہ کے پاؤں
 زمین سے تھام لیے سب کنیزوں نے غل مچا نا شروع کیا کہ ہمارے مالک نے بعنایت خداوند
 بخشید کیا کار نمایان کیا کہ لوح محفوظ و لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لی بادشاہ نے
 کہا کہ وہ جتنی کنیزیں تھیں سب ساحر تھے اور وہ حکیم و معشوقہ دونوں میان بی بی
 تھے باہر آ رہے ہیں کہ طلسم کشا کو پکڑ لیا لوحین لیلین مرد نے حکم دیا کہ ایک ارابہ لاؤ
 چھ دست خداوند انکو لچلوار اب تیار ہو کر آنا طلسم کشا کو اس پر سوار کیا وہ ساحر
 گھوڑے پر سوار ہوا زوجہ اسکی مکارہ حیلہ ساز تخت پر سوار ہوئی ارابہ لیکر
 چلی بادشاہ مجبور و ہریشان جی میں کہتے ہیں کہ یہ کیا غضب ہوا یہی سب حکیم صاحب
 نے سمجھا دیا تھا کہ سمجھ کر طلسم کشا کی کرنا مگر افسوس خیال نہ رہا کیا مگر پورا کیا اب دیکھیے
 کیا انجام ہو موت کا سامنا ہو مکارہ توقید سعد بن قباد لیکر چلی ایک عرضی روانہ کی

خدمت جمشید میں مقنون یہ تھا کہ یا خداوند مطلب ہو گیا طلسم کشا کو لیکر آتی ہوں مگر حکیم فلاسفہ ثنائی تصور جہان نمایاں بیٹھے ہیں بیٹھے سے کہہ رہے ہیں کہ طلسم کشا مرحلہ مکارہ پر پہنچے تو غضب ہوا کہ مکارہ تمہاری شکل پر آئی ہو اور شوہر اس لکنا کا دامدار جاو و میری شکل پر گیا ہو تو بیٹا بڑا غضب ہوا میان بی بی نے مگر لوح طلسمی لے لی تو اور ستم ہوا کہ سعد قید ہو گئے اور نور نظر میں تو جاتا ہوں جا کر تدبیر کروں اگر قید بادشاہ کی تاہ جمشید پہونچ گئی تو غضب ہو گا وہ فوراً قتل کا حکم دیا کئی مرتبہ دھوکے کھا چکا ہوا اب دیر نہ کریگا سامع گلگون پوش روئے لگین کہا امیر والد نامدار میں کیا تدبیر کروں حکیم صاحب نے ایک موتیوں کا ہار نکالا بیٹی کو پہنادیا کہا امیر نور نظر یہ وہ شہر ہے کہ جسپر سحر تاثیر نہیں کرتا تم بھی تدبیر میں جاؤ جو بن پڑے وہ کرو ایسا نہ ہو کہ خدا نخواستہ شہر یا قتل ہو جائیں تو کیسی مشکل ہوگی یہ کہہ کر حکیم صاحب تو تخت پر سوار ہوئے ایک طرف چلے ملکہ سامع گلگون پوش نے بھی چار نقش پایہ تخت میں باندھے تخت پر بیٹھ کر بدحواس و پریشان روتی ہوئی چلین چند کنیز میں ساتھ ہیں اُسے کہتی ہوئیں کہ اب میں کیا کروں سبط پر مشکل ہو طلسم کشا میرے شوہر قرار پا چکے اگر انکی قید پہونچ گئی تو نہیں معلوم جمشید کیا انتظام کرے کنیز میں کہتی ہیں کہ واری آپ کے والد نے یہ ہار پہنادیا ہوا سپر سحر تاثیر نہیں کرتا آپ سیدھی طرف دربار جمشید کے چلیے اگر قید وہاں آجائے تو رہائی میں بادشاہ کی جستجو کیجیے گا ملکہ حد سے زیادہ بے قرار ہیں اسی بے قراری میں یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی تھیں لطم

کسی کو ڈھونڈھتا پھر اب اک سوار ہر طرف
ابھی تو دل بغل میں تھا یہ ہو لپکار ہر طرف
برنگ ساغر شراب بار بار ہر طرف
چمن میں دیکھ باغبان کہ ہو بہا ہر طرف
پڑی ہو شمع و گبر میں تری لپکار ہر طرف
کھڑے تھے در نہ حشر میں افسردہ ہر طرف

اڑا کے لیکٹی صبا مرا غبار ہر طرف
پڑتی تھی آج بزم میں نگاہ یار ہر طرف
کسی کی چشم مست کو ہو گردش آج بزم میں
رفیق ہو گلگون کی بھی شفیق بلبلوں کی بھی
کہیں ہو ذکر یا خدا کہیں ہو شور یا غم
تھیں کو ایک پاس تھی جلال دیدار سے

کنیزین سمجھاتی ہیں کہ واری نہ گھبراہیے یہ بھی تو آپ کے والد نے کہہ دیا ہو کہ طلمسہ کشا
کی موت نہیں ہو کوئی قتل نہیں کر سکتا ملک نے کہا کہ اب تخت طرف جمشید کے لیے چلو میں
آج دربار میں اُسکے جاؤنگی اب وقت جرات ہو یا تو اپنی جان دی اور یا طلمسہ کشا کو
رہا کیا یہ کہ کر تخت طرف قصر ہفت رنگ کے پھیرا یہاں حکیم فلاسفہ ثانی تخت کو
اُڑائے ہوئے جاتے ہیں مگر سب کچھ کتاب میں دیکھ کر آئے ہیں کہ دیکھا نامہ دار جاتا ہو
ایک نقش اُسپر پھینکا جیسے ہی نقش اُس نامہ دار کے سر پر پڑا نامہ دار چرخ مار کے
بیہوش ہوا حکیم نے تخت سے اُتر کر وہ نامہ لیا نامہ لیکر نامہ دار کو ایک گوشے میں ڈال دیا
آپ اُسکی شکل بنے لگے مگر جمشید ثانی قصر ہفت رنگ میں بیٹھا ہو کہ چند سحر خوشی چکا
دوڑے ہوئے آئے کہا یا خداوند مبارک ہو کہ مکارہ حیلہ ساز نے طلمسہ کشا کو
گرفتار کر لیا اور لوہین بھی لے لین قید آتی ہو جمشید خوشی کرنے لگا کہ کتنا تھا کہ کیوں
یار و قدرت جو کہا کرتے تھے آخر وہ ہی ہوا میں کتنا تھا کہ ابالی مرحلہ وہ ساحر ہیں
کہ کسی کو نہ مانیں گے طلمسہ کشا کو گرفتار کر لین کے مکارہ نے وہ ہی کیا اگلو کس
فریب سے گرفتار کر لیا اب میں کیا زندہ چھوڑ دوں گا قتل سے اُنکے مُنہ نہ موڑوں گا یار و
تیار می رکھو ہر چند کہ کتاب سوانحات میں خداوند مردہ بھی لکھ گئے ہیں اور میں نے
بھی لکھا ہو کہ طلمسہ کشا کو موت نہیں ہو لیکن وہ تقدیر کروں کہ قابض روح آوے
اور اپنا کام کرے کچھ اُن کا حیلہ نہ چلے دیکھو کیا کرتا ہوں تم لوگ دیکھو گے ہر چند کہ
میں بخوبی جانتا ہوں کہ بعد قتل طلمسہ کشا چین نہ ملیگا اُن کے جو سب عزیز طلمسہ میں
آئے ہوئے ہیں وہ ضرور بلوہ کریں گے اور بڑا ہلڑ ہو گا کہ جا بجا لڑائیاں پڑیں گی مگر
میں سب سے لڑتا رہوں گا وزیر مٹ گئے تو کیا ہوا تم لوگوں کا قول یہ تھا کہ یہ بداقبال
ظاہر ہو رہی ہو میں کچھ دخل نہ دیتا تھا چپکے چپکے تقدیر میں کر رہا تھا آخر میری تقدیر
ٹھیک پڑی کہ طلمسہ کشا گرفتار ہوئے یہ ذکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے
عرض کی کہ یا خداوند مبارک ہو مکارہ حیلہ ساز قید طلمسہ کشا ہے ہوئے آپو بخوبی
سب ساحر خوشیاں کر رہے ہیں جمشید کھڑا ہو گیا کہا کیوں یار و تمہیں ظہور قدرت

دیکھا کہ کیا تقدیر جہتہ کی تقدیر و تہریر دونوں کو زور دیا دونوں مل گئیں جب
 موافق پڑا کیا تدبیریں کر رہا تھا ستاروں کو ہرجون سے نکالا اپنی خیریت اُنپر
 ڈالی جب یہ معاملہ ہوا یہ ذکر تھا کہ مکارہ اگر ہو سچی کہا یا خداوند مبارک ہو کہ ہر
 طلمس کشا کو لائی شوہر میرا دامدار قید کو لے رہا تھا ہر مین آگے بڑھ آئی کہ
 جا کر خداوند سے عرض کروں جشن کا ہنگام ہو عین خوشی میں قید طلمس کشا کی یہاں
 آوے بس اب تا مل نہ کیجیے گا فوراً قتل کر ڈالے ایسا نہ ہو کہ کوئی اعانت طلمس کشا
 کی کرے آپ نے دیکھا کہ حکیم صاحب نے کیا فتور کیا اپنی دختر کو طلمس کشا کو دیدیا
 طلمس کشا کے عزیز دار ہوئے یہی لکھا ہوا تھا کہ حکیم سے مقام خوفناک بزرگوں
 لکھنا کمین خلاف ہوتا ہے جو جو تحریر کر گئے تھے اُن سب کا سامنا ہوا اب آپ
 دیر نہ کریں جمشید نے کہا کہ اُمی مکارہ اب تیری راے پر سب انتقام طلمس کی
 کاربندی ہوگی میں تجکو نائب قرار دوں گا تو نے وہ کام کیا کہ قدرت کی خدائی کچھ گئی
 ورنہ خدائی پر زوال آیا تھا یہ ذکر تھا کہ دامدار قید سعد لیے ہوئے دربار جمشید میں آیا
 قدموں کو بوسہ دیا کہا یا خداوند مبارک ہو کہ طلمس بچ گیا جمشید نے دامدار کو گلے سے
 لگا لیا کہا اُمی رفیق تو نے بڑی مشقت کی دامدار نے کہا کہ یا خداوند پہلے زوہر میری
 شکل سامع گلگون پوش سعد کے پاس پہونچی تسخیر تو وہ کر چکی تھی بعد اُسکے میں پہونچا
 جاتے ہی سوال کیا کہ لوحین مجھے دیجیے میں ان کو درست کر لاؤں سعد آمادہ بیٹھے
 ہوئے تھے میرے کہتے ہی لوحین اتار دیں بس میں نے لغوہ کیا کہ اُمی طلمس کشا ہوشیار
 ہو جاؤ ملواری لے کر اُٹھنے لگے میں نے اشارہ کیا کہ ہاتھ پاؤں بیکار ہوئے راہ میں
 مجھ کو یہی خوف تھا کہ ان کا کوئی معین نہ آجائے مگر جو مراد تھی وہ پوری ہوئی کہ آپ کے
 سامنے پہونچ گئے اب جو فرمائیے وہ کیا جائے جمشید نے کہا اور کوئی تدبیر نہیں جلا کو
 بلا کہ جلد میدان خونی کی تیاری کرو اور رعایا جمع ہو فقط اس قدر کافی ہو کہ ان کو
 قتل کر کے لاشہ جنگل میں ڈال دو اور اشتہار دو کہ اُمی خیر خواہان قدرت آ کے لاشہ
 طلمس کشا کا دیکھو جو آئینگاہ لاشہ دیکھ لیگا یہ ذکر تھا کہ جلا د سامنے آیا عرض کی یا خداوند

لیا ارشاد ہوتا ہو مکارہ نے کہا کہ امی جلا دہم سے حکم پوچھ جو کچھ ہو گا آج سے ہم
 حکم دیا کریں گے خداوند نے ہم کو نائب کیا ہماری رائے پر انتظام ہو گا جن جن ملکوں
 پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ہو ان سب کو اُنکے قبضے سے نکالو نگے قدرت کا حکم جا بجا جاری کر دنگی
 ہاں او جلا د سعد کا سر کاٹ لے کہ طلسم بچے جلا د خنجر کھینچ کر قریب سعد آیا گردن کے
 اوپر کوئلے کا خط دیا آوازیں لگانے لگا کہ ہاں یارو اس وقت کون ایسا ہو کہ طلسم کشا
 کو بچائے بادشاہ نے بھی دیکھا کہ اب میرا یہ وقت آخر ہو دست دعا بدرگاہ قاضی الحاکم
 بلند کیے اور لپکارنے لگے کہ ای کریم و رحیم و امی سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر کوئی
 صورت رہائی کی پیدا ہو ای رحیم اس آفت سے بچالے کہ ابر تیرہ و تار پیدا ہوا
 ہزاروں برقیں چمکتی ہوئیں صد ہا طائر زبر ابر پر سے پر ملائے ہوئے زمزمہ میرانی
 کرتے ہوئے زمزمون سے اُن کے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ اشعار پڑھ رہے ہیں نظم

اور سب سے پہلے مجھ کو میرا دلبر چاہیے
 کچھ تو تسکین دل بتیاب و مضطر چاہیے
 باغ سے باہر نکل جائے صنوبر چاہیے
 گر پڑا ہو راہ میں تھک کر کیو تر چاہیے
 بادشاہِ حسن ہو ہمراہ لشکر چاہیے *
 آئندہ اس طرح کا ہم کو سکندر چاہیے
 خطر سانی کو بلا کر دان کیو تر چاہیے
 کان زر مجکو نہ مجکو کان کو ہر چاہیے

شمع کو پروانہ بلبل کو گل تر چاہیے
 رات دن پیش نظر تصویر دلبر چاہیے
 بہر گلگشت چمن آنا ہو وہ بالا بلند
 مندرج ہو اُس میں حال صدمہ بار فراق
 عاشقوں کو ماتھے لپیچنا جو چلنا ہو کہین
 متعلق چہ بین نظر آیا کرے اُسکی مشیہ
 اُس پر ہی کے گرد پھر کے دے مرا مکتوب شوق
 دولت الطاف اختر چاہتا ہوں ای ہزیر

حبشید نے جو اُس ابر کو دیکھا خوش ہو کر اپنے مقام سے اٹھا کہا لو صاحبو آج بعد از
 استاد و الانرا آتے ہیں یہ کہہ کر ہاتھ اٹھائے اور آواز دی کہ استاد صاحب آئیے
 بڑے خوشی کے دن آپ آئے آپ بھی اس جشن میں شریک ہو جیے وہ ابر بھٹا سنے
 دیکھا کہ ایک ساحر بڑے قد و قامت کا تخت پر سوار تاج شاہی سر پر ایک غرق آباد
 ہوئے تلوار ہاتھ میں اس صورت سے آکر پہونچا سب ساحر اُسکو جھک جھک کر

سلام کرنے لگے ہر ایک کہتا تھا کہ اے استاد خداوند آپ کو کیونکر خبر ہوئی کہ آج کے دن آپ آگئے وہ ساحر تخت پر بیٹھا کہا یارو میں کیا اپنے فرزند سے غافل تھا آٹھ پہر تدبیر میں کیا کرتا تھا ناگاہ میرے سحر نے مجھ کو خبر دی کہ اڑائی فتح ہو گئی طلسم کتنا گرفتار ہوئے میرے خیال میں آیا کہ میں بھی چل کر شرکت کروں فوراً روانہ ہوا راہ میں دیکھا کہ سب کوہ و دشت پر بہار ہو رہے ہیں چشمہ ہائے آب ابل رہے ہیں مچھلیاں تڑپ رہی ہیں اور آواز میں دیتی ہیں کہ اے اے ہالی طلسم مبارک ہو کہ ہم کو چین ملا عجیب کیفیت ہوئی وہ ہر باوی ہوئی کہ جا بجائے تصویر خداوند پھینک دی گئی سب دیر خالی پڑے ہیں جن مقاموں پر آٹھ پہر گھنٹ و ناقوس بجتا تھا ان مقاموں پر ستا تا پڑا ہو مسلمانوں کا یہ دستور ہے کہ اپنے اوقات نماز پر اذان دیتے ہیں جا بجا مسجد میں تعمیر ہیں یہی انتظام ہو رہا ہو ہر مقام پر یہی ذکر ہو کہ سعد شہر یا فتح طلسم نوخیز جمشیدی ہیں ہم سب انھیں کے تابع دار ہیں ہر وقت دعائیں مانگتے ہیں کہ عہداری جمشید کی اٹھ جائے اور حکم و احکام مسلمانوں کا جاری رہے کہ عدل و انصاف کو رواج ہو کیوں کہ جمشید تو نے کچھ ہجرت بھی کی جمشید نے کہا کہ یا استاد مجھے فرصت کہاں ہر وقت شاہزادیوں میں صحبت آرا رہا کرتا ہوں مجھے یہ دماغ کہاں کہ عدل و انصاف کو دیکھوں رعایا کو اختیار ہو جو مناسب جانے وہ انتظام کرے اُس ساحر نے پکار کر کہا کہ اے جمشید اب کیا منظور ہو جمشید نے کہا یا استاد ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم کشا قتل ہوتے ہیں جلاد موجود ہو ساحر نے ہاتھ ہلا دیا کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے سب نے کہا یا استاد خداوند ہر چند کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی مشہور خاص و عام ہو اور ہر ایک کا قول ہو کہ مصباح جہانگیر و استاد خداوند ہیں پھر آپ نے اس جلاد کو کیوں مار ڈالا مصباح نے جمشید سے کہا اے فرزند میں چاہتا ہوں کہ میدان خوبی کی تیاری ہو سب شاہ آجائیں جن جن کو صدمے پہنچے ہیں وہ بھی موجود ہوں اس گنہگار پر اپنے دل و لہجہ کا حوصلہ نکالیں اپنے اپنے حربے کرین یہ قتل کیسا کہ کوئی آگاہ نہ ہو اور ایسا جلیل قتل ہو جائے اس وجہ سے میں نے جلاد کو مار ڈالا اے جمشید

میں کتاب میں دیکھ آیا ہوں کہ اب کوئی تیری سلطنت کو مٹا نہیں سکتا دیکھتا ہوں کہ وہ کمرور ہو گیا ہو گا ہر طرف سے خیر خواہان دولت کو ترقی ہوگی جو جو تیرے دشمن ہیں وہ کمزور ہو جائیں گے ہر طرف سے خیر خواہی کی آئین کی خوشی کو ترقی غم کو زوال ہوگا دیکھیں انجام کیا ہوتا ہو اب مقام خوشی ہو جمشید نے کہا یا روتھم نے سنا کہ میں نے کیسی تقدیر کی ہو کہ جسکو کوئی مٹا نہیں سکتا یقین ہو کہ آٹھ پہر ناچ و راگ و رنگ ہو کسی وقت جشن سے فراغت نہ ہو یہ کہ کر مصباح نے جھولی سے ایک کتاب نکالی کہا اے جمشید دیکھ یہ تیرے باپ دادا کی تحریر ہو یہی لکھا ہو کہ بعد رنج کے پھر راحت ہو پھر راحت کو کوئی مٹا نہ سکیگا دیکھ عیش و راحت کی ترقی ہوگی جمشید نے کہا کہ صاحبو کیا کہتے ہو مکارہ نے کہا کہ جو استاد فرماتے ہیں انکو کون جھوٹا کرے کتاب پاس موجود ہو اب طلسم کشا کو قید کیجیے اور ناسے روانہ ہوں ابالی طلسم جمع ہوں مرحلہ جات کے بھی حاکم آویں وہ بھی خوشیاں منائیں ایسا جشن عالی ہو کہ دیکھنے والے کہیں کہ ایسا جشن کبھی زمانہ سامری و جمشید میں نہیں ہوا پھر مکارہ نے کہا کہ کیوں اے شاہزادو آج ڈھول نہ بجیگا شاہزادیوں نے جواب دیا کہ ہم تو اس کے منتظر تھے کہ طلسم کشا کا سرکٹ کر گرے تو مبارک سلامت کی صدا بلند کر دیں کہ سب کو خوشی ہو مگر اب جو ابتدائے جشن ہو تو ڈھول بجے بڑی مبارکبادیاں ہم کو یاد ہیں وہ سہرے گائیں کہ سلطان بے قرار ہو جائیں جمشید نے کہا نامے لکھو کہ یکا یک دیکھا ہو اے معتدل چنے لگی سب شاہزادیاں اپنے اپنے مقام سے اٹھیں اور کہتی تھیں کہ کیا ہوا چلی ہو کہ جس سے خوشی ظاہر ہوتی ہو جمشید نے کہا کہ یہ ہوا نہیں ہو کسی کی آمد ہو کہ امیر زعفرانی نمایاں ہوا جمشید نے کہا کہ کیوں استاد یہ امیر کیسا ہو مصباح نے کہا کہ مجھ کو تو معلوم ہوتا ہو کہ دختر حکیم آتی ہو وہ امیر اگر چھٹا سب نے دیکھا کہ ایک شاہزادی آفتاب جمال و خورشید مثال تاج زبرجدی سر پر ایک موتیوں کا مالا گلے میں پڑا ہوا کہ اسکا عکس جو زمین پر پڑتا ہو تو زمین سے دھوئیں نکلتے ہیں نخل تھراتے ہیں پتے تالیاں بجاتے ہیں غنچے مسکراتے ہیں حقیقت میں عجب شوکت سے

ملکہ سامع گلگون پوش آکر پہونچین مصباح نے کہا کہ اوی جمشید اسکو صحبت میں دخل نہ دینے دینا ایسا نہ ہو شوہر کی محبت میں کوئی فتور کرے جمشید نے کہا کہ یا اُستاد میری محبت میں آئی ہو میں ہمیشہ حکیم سے سوال کیا کرتا تھا کہ اپنی دختر مجھے دے دے حکیم تو انکار کرتے تھے مگر یہ شاہزادی ہمیشہ اصرار کرتی تھی کہ اوی باپ قدرت سے فساد نہ کیجیے میں اپنی بسر کر لوں گی قدرت کو آزر دہ نہ کروں گی معلوم ہوتا ہو عذر کرنے آئی ہو میں اسکا عذر قبول کروں گا اگر یہ شاہزادیوں میں شریک ہو جائے تو بڑی فرحت کا باعث ہو مکان روشن رہیگا کیسی ترقی ہوگی کہ ملکہ سامع گلگون پوش آکر اُتریں جمشید کو سلام کیا جمشید جمال دیکھ کر گیا پسینے پسینے ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہتا تھا بڑا فخر ہوا کہ یہ معشوقہ کو لہذا سامنے آئی ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھا لیا دم بدم کہتا تھا کہ اوی شہنشاہ ملک خوبی و اوی سرور و ان بلغ محبوبی اس وقت کیونکر آئیکا اتفاق ہوا شاید اپنے عاشق قدیم کی یاد آئی سامع گلگون پوش نے کہا کہ یا خداوند آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ میں ہمیشہ یہی چاہتی تھی کہ آپ کی خدمت میں آؤں مگر والد نے نہ چاہا ہمیشہ آپ کے ساحرون کو شکست دی میں ہمیشہ جھینکا کرتی تھی مگر میرا کہنا نہ مانا آج میں آئی ہوں جو حکم دیجیے وہ بجالاؤں گنہگار کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں لوچین مجھے دکھائیے کہ میں خوشی کروں مکارہ نے لوچین سامنے رکھ دیں مصباح نے کہا بھی کہ اوی مکارہ یہ کیا کرتی ہو ایسا نہ ہو کہ یہ لوچین اُٹھالے اور طلمس کشا کو دیکھ تو باعث خرابی ہو جمشید نے کہا کہ وہ خیر خواہ دولت ہو کہتی ہو طلمس کشا کو قتل کروں گی تو اب اُس سے خوف کرنا بیکار ہو جو چاہے سو کرے ہم کو عذر نہیں سامع نے کہا کہ اب میں یہیں رہوں گی اگر والد کے سامنے جاؤں اور وہ آئے نہ دیں تو میں کیا کروں میرا کیا زور ہو اس لیے کہ عمل خوانی اُن کی انتہا پر پہونچی ہو مہوکل سامنے آتے ہیں کیا کیا احکام سناتے ہیں میں خداوند کی ہمیشہ کو تابعدار ہوتی تلواریں گائیے میں اپنے ہاتھ سے طلمس کشا کو قتل کروں کہ جو کچھ گمان میری جانب سے ہیں وہ کلیان سب لوگ تسکین پا دیں یہ کہ کے لوچین اُٹھالیں ایک کنیز نے لا کر تلوار دی سلام

اس تلو ار کو چپکانے لگی مگر سعد شہر یار یہ معاملہ دیکھ رہے ہیں دعا مانگ رہے ہیں کہ اے سمیع و علیم وای کریم ورحیم اس آفت سے بچا لے اگر اس مرتبہ ربانی ہو تو پھر لوح سے غفلت نہ کرو نگاہی کریم کار ساز وای رب بے نیاز میرا تو یہ اعتقاد ہو طلمس

زانکہ اندر دار عقیلی باشند این در کار گنج
تا کہ نزد ت جمع زان نیکی شود ہر بار گنج
کن فراہم در میان سینہ از اسرار گنج
بعد مرگت تا ناماند در زمین بیکار گنج
کن دور ستہ خرج شکل اسیر گو ہر بار گنج
جمع قارون کرد لا حاصل چل انبار گنج
برفشان زان گنج در ہر کوچہ و بازار گنج
سائلان را میشو د از ہر در در ہر بار گنج
بادگر کس کر سپار د تا نمیر د مار گنج
مرد ممسک را کند اندر زمانہ خوار گنج
سیم و زرخشد بہر مفلس بہر نادار گنج
حیف بر گنجیکہ گرد باعث ادبار گنج
جمع گرد تا دران دیوان ازان اشعار گنج

جمع کن در سینہ از ذکر خدا ای بار گنج
خیر کن ہر ساعت و ہر وقت ہر دم بار بار
مطلع انوار حق دل را کن از نور یقین
خرج در دنیا بکار نیک کن گنجینہ را
در سخاوت زرفشان بر خلق مثل آفتاب
آخرش با حسرت و غم گشت پیو ند زمین
فیض کن جاری بہر شہر و دیار از مال خوش
خاکساران را شود از در کہ حق ز نصیب
دست کر بردار د از در ممسک اندر زرنگی
سیم و زر ساز د بخیلان را درین عالم حقیر
بے تعصب نیک و بد را مال می بخشد کریم
وای بر مالے کہ باشد موجب بے غیرتی
ہند یا در پارسی حمد خدا منظوم کن

بادشاہ بفرما ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں بادشاہ کے جو آنسو بہ رہے ہیں تو ملکہ کے دل پر صدمہ ہو چ رہا ہو اشارے کرتی ہیں کہ نہ گھبرا ئیے اس بے حیا کو تسخیر کر لون تو آپ کو رہا کروں مجھے اس قدر امید نہ تھی مگر آپ صاحب اقبال ہیں کہ اسنے مجھ کو مان لیا اب آسان ہو لو حین میرے قبضے میں ہیں جس وقت چاہوں آپ تک پہنچوں مگر ذرا سختی ہو اسی کا خیال ہو کہ ایسا نہ ہو ہنگامے میں آپ گرفتار ہو جائیں میں تو لڑ بھڑا نکل جاؤنگی جب نیچہ ہلالی کھینچا یہ سب بھاگین گے خود جمشید کو زخمی کر کے ٹکڑی بیکار لو حین لیکر اٹھی پکار کر کہا کہ ارے کمبخت تو نے قدرت کو بہت عاجز کیا ہو دیکھ تو مجھے

ابھی قتل کرتی ہوں کہ خداوند کو بھی تسکین کا مل ہو جو ہونا ہو وہ ہو جائے گا ہے کو
 دیر لگے یہ کہ کر اٹھی جمشید نے کہ اکہ صاحب بیٹو سامع گلگون پوش نے جو اشاروں
 میں باتیں کیں وہ تو بادشاہ نہ سمجھے مگر ظاہر میں جو ملکہ نے لاکھرا بادشاہ نے اسکا
 جواب دیا کہ جو تجھ سے ہو سکے اُس میں قصور نہ کر مردان عالم بھی خوف نہ کریں گے جان
 دینا تو ہمارا کام ہو اسی واسطے اس طلسم میں آئے ہیں کہ ساحرون کو قتل کریں سر اپنا
 ہتھیلی پر رکھ لیا ہو ورنہ تم مکاروں میں ہمارا کیا کام تھا کیوں دمیدم ڈراتی
 ہو جو کرنا ہو وہ کر گزردیکھ تیور پہل بھی آتا ہو سامع گلگون پوش نے کہا خیر سمجھا
 جائیگا یہ کہ کر نیچے چمکایا پکار کر کہا کہ امی بادشاہ عالیجاہ اب خاموش بیٹھے رہیے دیکھ
 اب میں آتی ہوں بہت سا حراپ نے قتل کیے اب آپ کے قتل کا وقت آگیا سعد
 نے فرمایا سیری کیا حقیقت ہو کہ مجھے قتل کر سکے اگر قتل کریں تو اُسکا بدلہ پائیگی تو بھی
 قتل ہوگی یہ سنکر سامع نے نیچے کھینچا لوحین ہاتھ میں ہیں جمشید نے کہا کہ امی ملکہ عالم
 لوحین رکھ دو ساحرون کو تکلیف پہنچتی ہو پھر قتل کرنا سامع نے کہا یا خداوند
 لوحین کیونکر رکھوں منظور ہو کہ بادشاہ کو پہنادوں یہ سنکر سب ساحر حیرت میں آگئے
 کہ ملکہ نے یہ کیا کہا مگر جمشید ہنس پڑا کہا امی جان جہان وای آرام دل مشتاقان
 تم سے کون عذر کرتا ہو لوحین حاضر ہیں لیجا اپنے پاس رکھو کوئی تم سے مانگے نہ آئیگا
 تمہیں سب طرح کا اختیار ہو ہر چند کہ مکارہ حیلہ ساز کو قدرت نے نائب کیا
 مگر تمہارے حکم سے کوئی گردن ثانی نہیں کر سکتا مصباح بھی اپنے مقام سے یہ کہتا ہوا
 اٹھا کہ امی شاہزادی ماہ رخسار جو کرنا ہو وہ کر گزرو جیسا کچھ ہو گا وہ دیکھ لیج گے
 سامع گلگون پوش نیچے چمکاتی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی اور ہر دو لوحین گلے میں
 ڈال دیں نیچے ہاتھ میں دیا کہا امی شہر یار یہی وقت شمشیر زنی ہو بادشاہ نے قید توڑ کر
 پھینک دی اور بعد نعرہ شیرازہ کہ شاید امی کافران بے حیا و امی نابکاران پُردغا
 قتل کرنے لگے لیکن مصباح نقلی جو اپنے مقام سے اٹھے تھے اُنھوں نے جمشید ثانی
 پر حملہ کیا تلوار جو چمکی جمشید نے اُنکھیں بند کر لیں تلوار جو پڑی جمشید کا سر زخمی ہوا

ادھر بادشاہ نے پھر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بادشاہ حجاجہ ۵ منم شاہ شاہان فریدون
 حشم بہار گلستان کا دس من جم + ہزبر دیاں شاہ اسلامیان + نہالی گلستان صاحبقران +
 نعرہ بادشاہ کی صدا سن کر سب کانپنے لگے مگر مصباح کو ان شخص تھے خود حکیم صاحب
 تھے نامہ دار کوراہ میں مارا اسی کی شکل بن کر چلے تھے کہ یاد آیا مصباح جہانگرد
 کی صورت بنوہ جمشید کا استاد ہو اعتبار زیادہ ہوگا لہذا یہ مصباح کی صورت
 پر آئے تھے اٹھتے اٹھتے جمشید کو زخمی کیا اور نقوش عمل پھیلا دیے کئی سو موکل تلواریں
 کھینچے ہوئے لڑ رہے ہیں کہ انپر سحر بھی تاثیر نہیں کرتا ساحرون کو اسی کا خوف ہو کہ
 ایسا نہ ہو حکیم صاحب کتاب پھینک مارین یا قصر گرا دین تو مشکل ہو حکیم صاحب
 نے جاتے جاتے یہ بھی آواز دی کہ اے موکلان عمل آج روز خیر خواہی ہو ان کا فون کو
 قتل کرنا تمہارا کام ہو موکل جوش میں لڑنے لگے مگر جمشید سر پیٹ رہا ہو کتنا ہوا
 مکارہ جلد میری مدد کر قدرت گھبرا رہے ہیں ایسا نہ ہو کسی بارے میں چوک جاہن
 تو کیسی مشکل کی بات ہو مغلوبہ ہو رہی ہو مگر جمشید نے باہر نکل کر حکم دیا کہ کل فوج
 تیار ہو طلسم کشا کو بھی معلوم ہو کہ خداوند کی فوج اس قدر ہو خائف ہوں سبیل کر
 گرفتار کر لو لشکر میں قرنا ہوئی بڑے بڑے ساحر جو بالکمال ہیں ان کے یہ حال ہیں کہ
 منہ چھپاتے پھرتے ہیں بھائی سے بھائی کتنا ہو کہ اس جنگ کا کیا انجام ہوگا پھر بھی
 چہار جانب سے بادشاہ کو گھیرا ہو کچھ ساحر سحر کر رہے ہیں کچھ سپر و شمشیر سے لڑتے ہیں
 بادشاہ کا یہ حال ہو کہ بلوے سے نکلنا محال ہو مگر جمشید ثانی نہایت پریشان ہو کتنا
 یارو میں نے جو تدبیر کی تھی وہ تدبیر میری خالی گئی ارے یار و خراجگزاردن کو بلاؤ جنگ
 سے بادشاہ کو روکو کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ ایک پہلوان مجیم و شجیم نیزہ ہاتھ
 میں پشت پر چالیس ہزار سوار لاکارتا ہوا نعرے کرتا ہوا آتا ہو کہ منم حملال مسرکش او
 طلسم کشا یہ کیا گستاخی ہو قدرت کے ساتھ یہ بے ادبی دیکھو تو کیا حال کرتا ہوں جمشید
 کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ یا خداوند آپ ہٹ جائیے میں ابھی اسے گرفتار کیے لیتا ہوں
 یہ کہ کر ساحرون کو ہٹایا لٹکارا کہ او طلسم کشا مجھے تو مقابلہ کر بادشاہ اُسپر جا پڑے

اُسے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا تب اُس جوان نے ساتھ والوں کو اشارہ کیا کہ یارو دیکھ رہے ہو اس جوان کو مار لو چار طرف سے ہمراہیان ہمالا سرکش بادشاہ پر ٹوٹ پڑے بادشاہ اُسے لڑنے لگے مگر ہمالا سرکش کا جی چھوٹ گیا اپنے ساتھ والوں سے کہتا ہوں کہ مابعدولت کا نیزہ ٹوٹا بڑا غضب ہو اقدارت نے تقدیر کی تھی کہ تیرے نیزے کا دار کوئی نہ روک سکیگا مجکو آج حیرت ہو کہ یہ کیا ہو گیا کیونکہ نیزہ ٹوٹا یہ بھی کہا تھا کہ جب نیزہ ٹوٹے گا تب ملک الموت قریب آئیگا اے ہمالا اگر یہ حکم صحیح ہو تو وقت مرگ قریب آیا کون مجکو بچاویگا کیونکہ مقابلہ کروں اس شیر سے بچکر کہاں جاؤں یا خداوند تقدیر پلٹے ملک الموت نہ آنے پائے میرا بھی مرنے کو دل نہیں چاہتا جمشید نے کہا کہ جو تقدیر کر چکے وہ کر چکے تقدیر نہ پلٹے گی اے ہمالا بادشاہ سے مقابلہ کر کہ تجکو لطف جنگ ملے مین بادشاہ کا زور کھٹاؤنگا تیرا زور بڑھاؤنگا آخر کو یہ ہوگا کہ تیرا فتح کرادونگا کیونکہ خوف کرتا ہو تو ہی غالب آئیگا مغلوں نہ ہو گا وہ قیامت برپا ہو کہ زمین تھرا جائے جمشید کے کہنے سے ہمالا پلٹا جمشید نے فوج کو آراستہ کرنا شروع کیا چالیس لاکھ فوج گرد قصر اُتری ہوئی ہو ایک ایک سرکش سامری عہد جمشید زمانہ ہو مگر ملک سامع گلگون پوش نیچے ہاتھ مین لیے بشوکت تمام جنگ کر رہی ہیں ہر طرف سے بلوہ ہو کہ بادشاہ کو مار لو ہر جانب سے وار پڑ رہے ہیں ملک سامع گلگون پوش جب دیکھتی ہیں کہ بادشاہ کسی بلوہ مین گھر گئے تو جھپٹ کر آتی ہیں بلوہ کم کر دیتی ہیں جس غول مین پہونچیں ساحرون کی زبانیں بند ہو جاتی ہیں مگر ہمالا نے پشت پر سے آکر تیغ لنگر دار و جو ہر دار کو مارا بادشاہ نے جو چمک تلوار کی دیکھی پلٹ پڑے تلوار کو تلوار پر روکا لالکار کہا کہ اویسیا مکر تہا ہی ہم جری و بہادر ہیں پس دلپشت کا خیال رکھتے ہیں ہمارا بھی تو ایک وار قبول کر بقول شاعر فرد تو ضربے زد دی ضرب مین نوش کن ہا ہمہ شادی از دل فراموش کن ہا تجکو بھی تو ظاہر ہو کہ مردان عالم کی ضرب دست کیسی ہو مقام افسوس ہو کہ اب تک ہمارا کوئی حربہ نہیں قبول کیا ہمالا یہ کلام سن کر

سامنے سے بادشاہ کے بھاگا جمشید کی طرف چلا نکارتا ہوا کہ یا خداوند اس عورت کی جنگ نے بہت پریشان کیا ہو جس غول میں پہونچی صدمہ کو قتل کیا ساحر کہتے ہیں جہان اسکے سائے میں پہونچے زبان بند ہو جاتی ہو سحر یا دہنیں آتا قلب تھراتا ہو کلیجہ منہ کو آتا ہو پرورش ضرور ہی ایسی تقدیر کیجیے کہ طلسم کشا سے میری جان بچے جمشید کہتا ہو کہ تو جا کر مقابلہ کر میں تقدیر کرتا ہوں یہ باتیں تھیں کہ پہلو سے جھراٹا چلا دیکھا ہمارا ہمارا حکیم صاحب تلوار میں گھینچ کر ٹوٹ پڑے اور سعد لڑتے ہوئے سامنے مہلال کے آئے لٹکارے کہ ادھیچا اُس جھوٹے کی بات کا اعتبار کرتا ہو یہ کیا تقدیر کر لگا بھگڑا دغا باز شعبہ ساز اپنی جان تو بچائے پھر بھگڑ جائیگا آخر اسکے کیا ہاتھ آئیگا بہت دن خدائی کر چکا اب اسکا بدلہ ہوگا جمشید نے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا میری موت ہرگز نہ ہو طلسم نوخیز جمشیدی میں نہیں ہو بادشاہ نے فرمایا جہان جائیگا میں تیرے ساتھ ہوں یہ کہہ کر مہلال پر ہاتھ مارا مہلال نے سپر کو آگے کر دیا مگر تیغہ بر قتاب دست زبردست بادشاہ عالیجناب چمک کر جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے مہلال سپر کھتے ہی بھاگا اُدھر سے حکیم صاحب لڑتے ہوئے آتے تھے انھوں نے نقش دکھایا مہلال کے دل پر نقش ہوا کہ بادشاہ سے پلٹ کر مقابلہ کرو پھر پلٹ پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا مہلال نے چاہا اپنے کو کی طرح بچاؤن مگر بادشاہ نے سر کو بتا کر مگر پر ہاتھ مار دیا کہ تلوار گزر گئی مہلال کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی مہلال کے لشکر میں جمشید کے شکست ہونے لگی جمشید نے پکار کر کہا کہ یارو تم چالیس لاکھ ہو حاصل میں تین آدمی ہیں اُس میں بھی ایک عورت ہو دو مرد اور باقی جس قدر لوگ لڑ رہے ہیں یہ تاثیر عمل ہو موکل مدد کر رہے ہیں دیکھیے ان سے کیونکر نجات ملے میرے مٹائے سے یہ نہیں مٹتے دہم بدم بڑھتے جاتے ہیں ان پر سحر بھی تاثیر نہیں کرتا پھر میں کیا کروں چالیس لاکھ فوج کو جو اسنے اشارہ کیا سب بلوہ کر کے بادشاہ پہ آئے ہر چند کہ لڑ رہے ہیں مگر پریشان ہیں کہ اس بلوہ کو کون روکیگا اے کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ بلوہ کر کے مجھ کو گرفتار کر لیں تو باعث خرابی ہوا اے کریم و رحیم اس آرزو کو پورا کر لطف

گر خدا خواہد ز جسم خاک پیدا ز ر کند
باغبان لم یزل رنگ گلستان جہان
مُرخ دل راگز فرط شوق پر بخشہ خدا
دور از آئینہ باطن شود گرد و غبار
در سرافرازان دنیا پایہ اش باشد بلند
در بدر گرد بر سوائی درین دار جہان
شاعران گویند تعریف عذار و خط و خال
پایہ در یوزہ گراز بادشہ برتر کند
کہ کند اصفر گے اخضر گے احمر کند
از زمین تا آسمان پرواز این بے پر کند
چہرہ دل گر صفا انسان بچشم تر کند
گر نگوں انسان بحراب تضرع سر کند
از در حق ہر کہ سجدہ جانب دیگر کند
ہندی مداح وصف خالق اکبر کند

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اڑی دیکھا علمہاے رنگاری کے پھر ہر
کھلے ہوئے پھر ہرون پر تعریف الکی و لغت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم
سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب کے آگے میثاق کوہ گردان و ایک
طرف سردار حسینان اور ایک طرف بہار اعجاز بیان وغیرہ جملہ شاہزادیان
طاؤسان زرین بال پر سوار تخت شہنشاہی کو تل شاہزادیان تخت کو گھیرے ہوئے
ہیں مگر میثاق نے دور سے دیکھا کہ بادشاہ گھرے ہوئے لڑ رہے ہیں مگر جس طرف
جھپٹتے ہیں غول کے غول بھاگ جاتے ہیں اپنی جان بچاتے ہیں یہی غل ہوتا ہو کہ بھاگو
طلسم کشا آگئے بعض کہتے ہیں کہ یہ شیر دلیر ہو جسکے سامنے کوئی ٹھہر نہیں سکتا جو سامنے
جائے گا وہ شکست کھائے گا میثاق نے بڑھ کر غرہ کیا سردار حسینان نے بڑھ کر
زیور اپنا پھینک مارا بہار اعجاز بیان نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا پکار کر
آواز دی کہ اے کلف و دش ان سب کو گھیر لے اس طرح پر جو غرہ کیا ایک ابر سیاہ اٹھا
بُھول برسنے لگے سحر سردار حسینان سے تلوارین بر سین جیسے تلوار گری اُس کے
دو ٹکڑے کیے یا سمن رنگین پوش نے ایک مچھلی پھینک ماری بھرین نے سحر کیا دریا
قہار روز خار موج مارنے لگا غراٹے سے دریا کے یہ ثابت ہوتا تھا کہ تمام صحرا میں
طوفان آب ہو خشکی نایاب ہو اُس طرف رخ کیا جدھر بھرین نے اشارہ کر دیا ہمراہ سحر
بھرین سحر کلکونہ بھی شریک ہو کہ مچھلیاں نکل کر تمام ساحرون کے سینوں کے پار

گذرتی بہن میثاق نے جو لغوہ کیا کل سردار ساحر و غیر ساحر آپڑے دیکھا جمشید نے کہ
اب شکست فاش ہوگی بھاگنے کی تلاش ہوگی مکارہ سے اشارہ کیا کہ طبل باز گشت
بجوادے اب لشکر کو تاب جنگ نہیں ہو مکارہ نے حکم دیا کہ طبل باز گشت بجے اسی وقت
طبل باز گشت پر چوب بڑی بادشاہ نے ہاتھ روکا کل لشکر نے اپنے بادشاہ کو
بیچ میں لیا بفتح و فیروز پٹے مگر مکارہ سامنے سے آتی تھی سامع گلگون پوش
کو دیکھ کر ہنسی ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ او قبلہ و کعبہ آپ ملاحظہ نہیں فرماتے کہ یہ
بیمیا مجھ پر ہستی ہو حکیم صاحب نے ایک نقش نکال کر پھینکا مکارہ کو یہ معلوم ہوا کہ
کل لشکر ابھی تھا ہو پہلو سے ایک جوان پیدا ہوا اُپکارتا ہوا کہ او مکارہ حیلہ ساز
اب کمان جاکیگی چل جنم میں تیری طلب ہو مکارہ نے چاہا بھاگون مگر وہ جوان ہی
پڑا مکارہ کو قدم ہٹانا مشکل پڑا آخر ناچار ہو کر نیچے کھینچا ہاتھ نیچے کا مارا اُس جوان نے
روک کر اُف جو کی منہ سے شعلہ آتش نکلا مکارہ جلنے لگی دامدار اسکے شوہر نے
دور سے دیکھا کہ زوجہ مثل ہیزم خشک جل رہی ہے تاب باقی نہ رہی جا ہی پڑا ہاتھ تلوا
کا مارا وہ جوان وار اُسکا خالی دے کر غائب ہو گیا اب دامدار حیران کھڑا ہو جب
مکارہ جل کر خاک ہوئی تو اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مکارہ حیلہ ساز
بود جب روشنی ہوئی دامدار نے ملکہ سامع گلگون پوش کو لکارا کہ امی شاہزادی
تھنے میری زوجہ کو مارا میں کیا تمھیں زندہ چھوڑ دوں گا بس اب بہتر اسی میں ہو کہ آمادہ
مرگ و حیلے قضا ہو یہ کہہ کر گولہ مارا ملکہ سامع نے موتیوں کے مالے کو جنبش دی
وہ گولہ اُلٹا پلٹا جا کر سینے پر دامدار کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا آواز آئی کشتی مرا
نام من دامدار جادو بود جب ظلم کے بانی جمشید ثانی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ
زن و شوہر مارے گئے بدحواس ہو گیا کہتا تھا آج کا بھی عجب معرکہ گذرا کمان طلسم کشا
قتل ہوتے تھے یا اپنی جان بچانا مشکل ہوئی وہ ساحر مارے گئے کہ جنگی مرحلے کا مثل نہ
تھا ایسے نگہبان تھے کہ طلسم کشا کو پکڑ لائے مگر حکیم نے آج بڑا مکر کیا کہ میرے استاد کی
شکل پر آیا کچھ نہ بن پڑا مگر اب جم کر جنگ کروں گا دونوں لشکر مقابلے میں اُتر پڑے بادشاہ

جو بارگاہ میں آئے میثاق نے تمام حال پوچھا بادشاہ نے حال اپنا بیان کیا کہ میں یوں
 گرفتار ہوا مگر حکیم صاحب نے کیا کار نمایاں کیا کہ بہ شکل اُستاد جمشید آکر ملاقات کی کیا
 جمشید حیران ہوا ہی بعد حکیم صاحب کے ملکہ آکر پہونچیں اُنھوں نے تو خاتمہ ہی کر دیا
 آتے ہی منجور رہا کیا عین گرمی جنگ میں آپ سب صاحب آگے شاہزادیاں آفتاب جمال
 بہار اعجاز بیان کے سحر نے پھول برسے سردار حسینان کے سحر نے تلوار بن برسان
 بحرین و یاسمن نے مل کر دریا سے سحر جاری کیا لاکھوں ساحر ڈوب گئے اگر جمشید جلد ہی
 سے طبل باز گشت نہ بجاتا تو آج ہی خاتمہ ہوتا یہاں دربار جمشید میں سب لوگ جمشید سے
 عرض کر رہے ہیں کہ یا خداوند زمانہ چلا بدلنے کا قریب آگیا اُسی کے یہ سب نمونے ہیں
 جمشید نے کہا کہ اس بات کو مابدولت کی یاد رکھو کہ سرزمین طلسم نوخیز میں چلا نہیں
 تبدیل کریں گے سب نے کہا یا خداوند اگر یہاں سے بھاگیے گا تو کہاں جائیے گا جمشید
 نے کہا ساری دنیا آباد ہو قدرت جہاں چاہیں وہاں رہیں جہاں جائینگے خداوند بن کر
 رہیں گے طلسم زعفران زرار کہ مسکن ساحران قدیم ہوا کثروہاں کے بادشاہ سے نامد و
 پیام بھی رہتا ہوا اگر وہاں جاؤنگا تو وہاں کے ساحر اُنکھیں بچھا کینگے سب نے عرض کی
 کہ یا خداوند سرحد طلسم زعفران زرار اس قدر سخت ہو کہ وہاں تک جانا دشوار
 ہو جمشید نے کہا کہ جس وقت پہونچیں گے سب سامان ہو جائیں گے وہاں کے سارے
 بہ ارادہ قدمبوسی آئیں گے یہاں تو یہ ذکر ہو رہے ہیں مگر سعد شہریار جو بارگاہ میں
 آئے حیران ہو رہے ہیں کہ میں مرحلے سے چلا آیا میثاق نے عرض کی کہ لوح طلسمی
 آپ کی رہبری کریگی بادشاہ نے فرمایا لوح دیکھو اور جاؤں میثاق نے عرض کی
 بعد عرصے کے ہم لوگ مشرف ہوئے کوئی نہیں چاہتا کہ آپ سے جدائی ہو اور آپ کے
 نہ ہونے پر جمشید ضرور دباؤ ڈالے گا یہ باتیں تھیں کہ صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے چالیس
 علم نشان چالیس ہزار فوج کا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے بادشاہ نے بغور دیکھا کہ
 شاہزادہ نور الدین ہر بن بدیع الزمان اس پر می و شہر سوار چند رفیق گھیرے ہو
 چالیس ہزار فوج پشت پر بادشاہ نے میثاق کو اشارہ کیا کہ برائے استقبال جاؤ

۱۔ اعزاز تمام شاہزادے کو لاویہ وہ دلیر ہو کہ جس نے لقا کا دم ناک میں کر دیا تھا خدا اس کو سلامت رکھے میثاق چند رفیقوں کو لے کر برائے استقبال نور الدین ہر آئے نور الدین تو خلق کے پیچھے ہیں میثاق کو دیکھ کر گھوڑے سے کود پڑے سب رفقاء نے جھٹک کے سلام کیا میثاق نے عرض کی آپ کے بادشاہ سعد شہر یار آپ کو یاد فرماتے ہیں یہاں قصر صفت رنگ ہو کہ حسین جمشید رہتا ہو اب اس مکار سے مقابلہ ہو نور الدین نام بادشاہ سن کر خوش ہو گئے ساتھ ساتھ میثاق کے آگے رفقا ساتھ ہیں بادشاہ کو جو بیٹھے دیکھا برائے تسلیم خم ہوئے بادشاہ نے ہاتھ پھیلا دیے نور الدین ہر کو گلے سے لگایا حال پوچھا نور الدین ہر نے سب حالت اپنی بیان کی بادشاہ نے حکم دیا بارگاہ استاد ہوئی نور الدین ہر سرداروں سے اپنے کہتے ہیں کہ میں شکر کرتا ہوں پروردگار کا کہ سب سے پیشتر حاضر خدمت ہوا انشا اللہ جنگ میں بھی شرکت کرونگا نور الدین ہر بارگاہ میں اترے لشکر جمشید مقابلے میں اتر اہوا ہو مگر طبل جنگی نہیں بجانا جب کئی دن گزرے تو شام کو نور الدین ہر نے دیکھا لکھ ہاے ابر آسمان پر آئے کچھ بوندیاں بھی پڑیں شہرنگ نے عرض کی کہ برائے شکار چلیے نور الدین ہر نے بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا او فرزند یہ حوالی قصر صفت رنگ ہو جا بجا ساحر رہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کسی سے مقابلہ پڑ جائے تو باعث خرابی ہو نور الدین ہر نے عرض کی کہ غلام کنارے کنارے شکار کھیلے گا اور چاشت کے وقت حاضر ہوگا بادشاہ نے حکم دیا کہ خبردار دیر نہ کرنا نور الدین ہر نے کہا کہ جو غلام نے عرض کیا اُسی کا پابند رہیگا بادشاہ نے فرمایا اسی عہد پر اجازت ہو ہم انتظار کریں گے جب تم آلو گے تب دسترخوان بھیکے نور الدین ہر نے کہا کیا مجال ہو کہ حاضر ہونا وقت کے خلاف ہو بادشاہ تو محلات میں تشریف لے گئے نور الدین ہر نے شہرنگ کو حکم دیا کہ سامان شکار تیار رہے ہم صبح کو براہے شکار جائیں گے شہرنگ نے سب کو خبر کی چار گھنٹی رات رہے سے پہلے قراول میر شکار اگر حاضر ہو شہرنگ نے نور الدین ہر کو بیدار کیا نور الدین ہر نکل کر مرکب پر سوار ہوئے برائے شکار چلے صحرائین اگر طبل باز پر چوب پڑی اشعار چو درنا لیدن آمد طبلک باز ہو

اور آمد مرغی پیدا ہوئی بہ پرواز بہ رہا شد ہر ہوا باز سبک پہرہ جہان شد خانی نہ کہا کہ نہ
 نہ تیرہ تھوڑے ہی عرصے میں اس قدر طاسران ہوا کی شکار ہوئے کہ ارا بے ملو ہو گئے
 نورالدین ہرنے کہا کہ امی شہر ننگ وقت کا خیال ہو کہ حضور سے وعدہ کر کے آیا ہوں
 انداز کرتے ہو گئے اب واپس ہونا چاہیے شہر ننگ نے کہا کہ بہت مناسب ہو و سہ
 میں فرق نہ آئے نورالدین ہرنے قصد کیا کہ پلٹوں کہ دیکھا ایک گوشے سے ایک آہو
 طرارہ بھر کے نکلا نورالدین ہرنے ارادہ کیا کہ اسکو شکار کروں وہ آہو بھاگا نورالدین
 اُسکے تعاقب میں چلے گئی کوس آہو بھاگا ہوا آیا ایک مقام پہ آکر چوڑی بھولا چوڑی
 چار جانب دیکھنے لگا نورالدین ہرنے تیر مارا انکا تیر کب خطا کرتا ہی آہو گرا نورالدین
 نے اُسکو بقربانی پہونچایا چاہتے تھے کہ شکار بند سے باندھ کر پلٹیں کہ سامنے سے دوسرا
 آہو تیر خوردہ پیدا ہوا اپنے پر تیر پڑا ہوا ابھی تاتا ہوا آتا ہی نورالدین ہرنے اُس کو بھی
 تیر مارا یہ بھی گرا قصد ہوا کہ بقربانی پہونچاؤں کہ ایک آواز آئی کہ اوجدان خبردار تو نے
 بڑی گستاخی کی دیکھا ایک تاجدار کھوڑا ڈالے ہوئے آتا ہوا پشت پر چند بھلیے قراول
 کچھ خادم و خدمتگار اُس جوان نے قریب نورالدین ہر آکر کہا کہ اوجدان تو نے ہوائے
 شکار کو شکار کر لیا نورالدین ہرنے کہا کہ یہ صحرا ہی اس میں کسی کا اجارہ نہیں جسکے سامنے شکار
 آیا اُسے شکار کر لیا اُس جوان نے کہا کہ بہتر اسی میں ہو اس آہو کو اٹھا کر میرے مقام پر
 پہونچا دو ورنہ تم کو شکار کرو لگا نورالدین ہرنے کہا کیا ہم مزدور ہیں ہم نہ اٹھا نہیں گے
 اُس تاجدار نے تلو اور کھینچی اور خبردار کہہ کر ہاتھ مارا نورالدین ہرنے باڑھ بچا کلائی
 پر ہاتھ ڈال دیا تلو اور چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چاہا چرخ دے کر زمین پر مار دیا
 کہ اُس تاجدار نے کہا میں اطاعت کرتا ہوں نورالدین ہرنے ہاتھ سے رکھ دیا وہ
 تاجدار کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا نام اپنا عشاق تاجدار بتایا اور کہا یہاں سے قریب
 قلعہ ہو اُس قلعے کو احمد نگر کہتے ہیں وہاں کا حاکم ہوں آپ میرے قلعے میں چلیے
 اتنے عرصے میں اور سوار اُس جوان کے آگئے سب نے اطاعت اختیار کی اتنی دیر
 میں شہر ننگ بھی آگیا اُس نے دیکھا کہ آقا میرے ایک تاجدار کے ساتھ جانے پر آمادہ

شہرنگ نے حال پوچھا نور الدہر نے سب کیفیت بیان کی شہرنگ بھی ہمراہ ہوا وہ تاجدار نور الدہر کا ہاتھ پکڑے ہوئے باتیں کرتا ہوا جاتا ہوا کہ صحرا میں دیکھا ایک نخل کلان ہو اسپر بہت سے طائر بیٹھے ہیں اور بیچ میں ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہے نور الدہر نے کہا کہ اے عشاق تاجدار میں اس طائر کو شکا کرتا ہوں عشاق نے منع بھی کیا اور کہا کہ اے شہریار میں برائے شکار آتا ہوں اس طائر کو یوں ہی دیکھتا ہوں جہاں یہ طائر آیا طائر جمع ہو گئے گویا اسکے ملازم ہیں ہر وقت ساتھ ہی رہتے ہیں دیکھیے کیسی خوشیاں کر رہے ہیں مگر نور الدہر نے نہ مانا تیرا تیرا تیر جا کر اس طائر پر پڑا اس طائر نے ایک چنچ ماری کہ سب طائر اڑے شہرنگ نے بھی یہ معرکہ دیکھا کہ وہ سب طائر گرد سر نور الدہر چرخ مارنے لگے اور وہ طائر جو تیر کھا کر زمین پر گر اغبار بلند ہوا شہرنگ نے اپنے کو ایک غار میں گرا دیا دیکھا کہ غبار میں نور الدہر اور وہ طائر اور تاجدار چھپ گئے شہرنگ حیران حیران دیکھ رہا ہے بعد تھوڑی دیر کے وہ غبار شق ہوا شہرنگ نے دیکھا کہ نور الدہر اور وہ تاجدار اور وہ طائر مع نخل غائب ہو گئے چند سوار بھی ساتھ تھے وہ بھی نہیں ہیں گھوڑا کوئل کھڑا ہے شہرنگ اس صحرا میں دوڑا سب طرف نظر کی مگر کہیں نشان نہ پایا حیران ہو کر کوئل مرکب لیکر چلا ملازمان عشاق تاجدار بھی ہمراہ ہوئے شہرنگ کتا ہوا جاتا ہوا کہ معلوم ہوا کسی جادوگر کا کام ہو لیکن شہریار ہمارے اکمل تلاش کر لیں گے اب لشکر میں چلو سب کو ساتھ لیے ہوئے شہرنگ لشکر میں آیا بادشاہ منتظر بیٹھے تھے فرما رہے ہیں کہ نور الدہر کو بڑا عرصہ ہوا کہ لشکر میں غریو بلند ہوا گھبرا کر باہر نکل آئے دیکھا کہ عیا نور الدہر ہوتا ہوا آتا ہے اور مرکب نور الدہر کوئل ہی بادشاہ نے پوچھا کہ اے شہرنگ کیا ہوا شہرنگ نے سب کیفیت بیان کی کہ عشاق تاجدار کو شاہزادے نے زیر کیا اسکے ہمراہ اسکے قلعے پر جاتے تھے راستے میں ایک نخل پر طائر بیٹھے تھے شاہزادے نے ایک طائر کلان پر تیر مارا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو تار کی دفع ہوئی تو آقا کو نہ پایا سب طرف تلاش کیا مگر اس شہریار کا پتہ نہ ملانا چار ہو کر پلٹ آیا بادشاہ نے

فرمایا ہم تو جانتے تھے یہ حوالی قصر ہفت رنگ ہو جا بجا ساحر ہو گئے اُنھیں کیا شعبہ
 ہو مجھے چل کر وہ مقام بتا دے میں پیدا کرونگا میثاق نے کہا غلام واقعہ ہو گیا
 کوہ نشین ایک ساحر کا وہاں مسکن رہی یہ اُسی کا شعبہ ہو آپ تالی کر کے غلام چلا
 فکر کر لیا گریبا دشاہ نے زمانا نیک و تنہا چلے فیروزہ بن عمرو و شہرنگ ساتھ میں عسکر
 میں آئے شہرنگ نے وہ مقام دکھایا اُسی نخل پر وہ سب طائر بیٹھے ہیں اور وہ ہی
 طائر ہفت رنگ بیچ میں بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہو بادشاہ نے مکان کیانی
 فوراً اپنے کاندھے سے اُتاری اور اسم حاشیہ لوح پڑھ کر تیرا کہ اُس طائر کے
 دوسار ہوا جب غبار بلند ہوا تو بادشاہ نے لوح کو چمکایا غبار بر طرف ہو گیا دیکھا
 برابر اُس نخل کے ایک بھاٹک ہو اُس بھاٹک پر بہت سے ساحر بیٹھے ہیں بادشاہ
 کو دیکھ کر آواز دی کہ او طلسم کشایہ صحراے ویران مشہور ہو آپ نے غضب کیا کہ
 طیران جنی کو مارا باعث خرابی ہو گا بادشاہ نے پوچھا کہ اس مکان میں کون رہتا
 ہو اُن ساحروں نے کہا کہ اہلق جنیہ کا مسکن ہو اندر تشریف رکھتی ہیں وہاں جا کر
 ملاقات کیجیے بادشاہ گھوڑے سے اُترے بٹلتے ہوئے اُس مکان میں داخل ہوئے
 جا بجا جوانان خوش و بطور نگہبانی بیٹھے تھے بادشاہ کو سلام کرنے لگے سامنے ایک
 بارہ دری تھی بادشاہ اُس بارہ دری کے قریب پہنچے دیکھا کہ مسند کچھ ہو اور ایک
 ضعیفہ عورت سر سفید کپڑے سفید پہنے ہوئے تلاوت صحیفہ کر رہی ہو سعد شہر یا
 کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھی سعد کو سلام کیا سعد نے ہاتھ تھام لیا فرمایا
 اے اہلق جنیہ ہم تمہاری ملاقات کو آئے ہیں اُس ضعیفہ نے کہا میں آپ کے نام
 نامی واسم گرامی سے آگاہ ہوں کہ اسم مبارک کیا ہو سعد نے نام اپنا بتایا اور
 صاحب قرآن کا جو نام لیا تو وہ ضعیفہ قدیمون کو بوسے دینے لگی کہا آپ فتح طلسم خیمہ
 ہیں بادشاہ نے فرمایا ارادہ تو یہی ہو آگے پروردگار کو اختیار ہو لیکن اس صحرا میں
 اگر ہمارا فرزند نور الدین غائب ہوا اہلق جنیہ نے زانو پر ہاتھ مارا کہا اے شہر یا
 یہ خطا تو مجھے ہوئی میرا ملازم طیران جنی کو درخت پر بیٹھا تھا جب اُس کو

نورالدہر نے تیر مارا تو ہومان کو ہی ساحرہ بھی آگئی تھی وہ گرفتار کر لائی میں نے کہا ان کو لیجاؤ چلے قتل کرو چاہے بختواب تو میں بچ چکی آپ کو تکلیف پہنچی پہلو سے صحرا میں بلغ ہو کہ اُسکو نشتر نکتے ہیں ہومان کو ہی دہین رہتی ہی اگر حکم ہو تو ساتھ چلون میں تو آپ کے خاندان کی تابعدار ہوں ملکہ آسمان پر ہی کی ملازم رہی ملکہ قریشہ کو گودیوں میں کھلایا اب ٹھوڑے دنوں سے یہاں آ کے ساکن ہوئی ملکہ آسمان پر ہی کی زیارت نہیں ہوئی مشتاق ہوں کہ جمال جہان آرا دیکھوں اور قریشہ کے گرد پھرون بادشاہ نے فرمایا کہ ایوا بلق جنیہ آسمان پر ہی و قریشہ ایسی نہیں ہیں جسے جا بجا ملاقات ہو اس طلسم میں جدہ قید ہو گئی ہیں میں انہیں کو رہا کرنے آیا ہوں دادا جان بھی آئے ہوئے ہیں مگر یہ ظاہر ہو کہ انکی رہائی مشکل ہو یقین ہو بعد فتح طلسم پتے غنچہ آرزو کھلے ابلق نے بہت افسوس کیا کہا آپ ایسے جنگ معین موجود ہیں ان کو کون قید کر سکتا ہو مگر میں بھی سرکار کے ساتھ رہونگی انکی رہائی میں کوشش کروں سعد نے کہا کہ اب تو میں براے رہائی نورالدہر جانا ہوں کہ جا کر ان کو رہا کروں ہومان جادو قتل ہوا ابلق نے ایک کنیز کو ساتھ کیا اور کہہ دیا کہ شہر یار کو اپنے ساتھ لیجاؤ ہومان کو ہی کا مقام بناؤ وہ کنیز بادشاہ کے ساتھ چلی بادشاہ اُس قصر سے نکلے شبہ نگ و فیروزہ نے حال پوچھا بادشاہ یہ سب کیفیت بیان کر کے روانہ ہوئے ٹھوڑا راستہ طر کر چکے تھے کہ بلغ نشتر معلوم ہوا پٹین بھولوں کی آنے لگیں بادشاہ اُس باغ کے دروازے پر آئے جاہا کہ داخل ہوں پہلو سے آواز آئی ایو شہر یار خبردار اندر نہ جائیے گا بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک زنگی نوجوان تیغ ہاتھ میں لیے جھومتا ہوا آتا ہو اور لٹکاتا ہو کہ خبردار اندر نہ جانا یہ ہمارے شہنشاہ کا مقام ہو سعد نے تلوار کھینچی اور پکار کر آواز دی کہ قریب اگر روک دور سے باتیں بنانا ہو وہ زنگی جھپٹ کر قریب آیا ہاتھ تیغ کا مارا بادشاہ نے تیغ کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تلوار کا مارا زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ گرتے ہی تڑپا خون نہ جاری ہوا دوزنگی

بن کرتیار ہوئے ایک نے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ نے پھر قتل کیا اب زنگی بڑھنے لگے ہر طرف سے بلوہ ہو کر حربہ ان کا بادشاہ پر نہیں پڑتا جب ہزار دو ہزار زنگی جمع ہو گئے تو بادشاہ سوچے کہ یہ عجائب و غرائب طلسم ہیں لوح کو دیکھوں کیا خبر دیتی ہو لڑتے ہوئے سمجھے بیٹے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ خیال کر کے دیکھو دروازے پر بلغ کے ایک عقاب بیٹھا ہو اُسکو تیر مارو تب ان زنگیوں کا کام تمام ہوگا سعد نے خیال کر کے دیکھا کہ سامنے دروازے کے ایک نخل ہو اُسپر ایک طائر سیاہ بیٹھا ہے منہ سے قطرات خون گرا رہا ہے اس وجہ سے زنگی بڑھتے جاتے ہیں سعد نے کمان کیانی دوش سے اتاری تاک کر تیر مارا وہ تیر خالی گیا طائر چپکارا مار کر اڑا بادشاہ نے دوسرا تیر مارا پائون طائر کا زخمی ہوا صدائے ہیماٹ دیتا ہوا چاہتا تھا کہ بلند ہو جاؤں مگر بادشاہ نے تیسرا تیر مارا کہ سینے پر آکر پڑا تو زکریشت کو پار گزارا قطرات خون زنگیوں پر گرے سب زنگی جلنے لگے ٹھوڑے عرصے میں سب زنگی جل کر خاک ہوئے بادشاہ ان زنگیوں کو مار کر اندر بلغ کے داخل ہوئے دیکھا بلغ سرسبز و شاداب ہے نہر میں لاجواب ہیں ہر طرف سے ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے درختوں پر طائراں زمزمہ سرا صفت پروردگار میں مصروف ہیں منقارین کھول کر آواز دیتے ہیں کہ اے وحدہ لا شریک تیر اکون شریک ہی تو رحیم و کریم ہی نظم

وے بذات تو تصدق دین مایان ما
روشن از شمع جمالت کلبہ احزان ما
حیث بر مجور می ما و اے بر حرمان ما
رازق ما مالک ما شاہ ما سلطان ما
عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما
چون نہ ریزد جوش خون کلک گرافشان ما
صرف بر فضل و کمال تہست اطمینان ما
وقت در در و رنج و بیماری توئی درمان ما

ایکے بر نام تو قربان جسم ما و جان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گلستان ما
با وجود قربت ستم از بساط وصل دور
بس توئی در دین و دنیا ای خبر گیر جان
ہست عجز و انکسار و غدر تقصیر سجود
از زبان خامہ عرض حال داغ دل کرم
گرچہ سرتاپا گنہگاریم یا مولانا مگر
چین ہر مشکل فقط مشکل کشاے ما توئی

بادشاہ نے جو یہ اشعار سنئے شگفتہ ہو گئے مگر طائروں نے جو بادشاہ کو دیکھا اُسہیں سنے

ایک طائر نے چیخ ماری کہ اے افسر ہمارے یہ کون غیر شخص آیا ہو ذرا آکر خبر لیجیے مانتے
جو بارہ درمی تھی اُس مین سے ساحر نکلنے لگے ایک ساحر نو جوان ایک عورت کا ہاتھ پکڑے
ہوئے اندر سے بارہ درمی کے نکلا آواز دی کہ طلسم کشاؤ کہرتا کر کہو سب ساحروں نے
بلوہ کیا بادشاہ نے تلوار کھینچی اور نعرہ کیا نعرہ بادشاہ سے منہ شاہ شاہان فریون
بہار گلستان کا دُوس دُجم بہ ہر بردمان شاہ اسلامیان بہ نہال گلستان صاحبقران بہ
نعرہ کر کے مصروف جنگ ہوئے جس نے ہاتھ تلوار کا مارا روک کر جواب میں ہاتھ مار دیا
اُس کے دو ٹکڑے ہوئے زمین پر گر ا اور لاشہ غرق زمین ہو گیا مگر وہ ساحر کھڑا ہوا سحر کر رہا
ہو اُس کے سحر سے آگ برس رہی ہی مگر بادشاہ اُس آگ سے محفوظ ہیں لوح طلسم کے
میں تلوار ہاتھ میں جنگ رستمانہ کر رہے ہیں جب اُس ساحر نے دیکھا کہ کئی سحر
جادو گر مارے گئے اور سعد بڑھتے ہوئے آتے ہیں تب تو اُس نے ایک دو تھڑا زمین
پر مارا کہ زمین تھرائی ایک غار پیدا ہوا کئی ہزار جادو گر اُس غار میں بیٹھے تھے غلغلہ کرتے
ہوئے نکلے سحر کرنے لگے بادشاہ نے لوح کو گردش دی جیسے عکس پڑا وہ جل گیا کئی سحر
اور ساحر مارے گئے تب اُس ساحر نے پکار کر کہا کہ اے فتاح طلسم تمھارے تشریف
لانے کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے فرمایا فوراً اللہ مہر کی قید حوالے کر ابھی پلٹ جاؤں
وہ ساحر جو ساحر کے ساتھ ہو اُس نے جواب دیا کہ اے سعد شہریار میں تو اُس پر عاشق
ہوں میں تو اُس جوان کو نہ دوں گی سعد نے کہا کہ اے بیجا سیہ رو وہ تیرے لائق ہی
آفتاب آسمان حسن و جمال صاحب شوکت و جلال بس بہتر اسی میں ہی کہ قید اُس کی
حوالے کر اُس ساحر نے کہا جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو سعد نے فرمایا بدو نہ رہائی
نور اللہ مہر نہ جاؤنگا اُس ساحر نے کہا کہ اے ہومان کیون ضد کرتی ہی سحران پر
ناشیر نہیں کرتا کوئی انکا کیا کر سکیگا ہمارا جو کام ہو وہ کر چکے مگر کوئی مدعا حاصل نہ ہوا
ہو ہاں کو ہی نے کہا کہ اے اظلم جادو میں تو قید نہ دوں گی اگر تم قتل ہوئے تو میں
اُس کو لیکر نکل جاؤنگی آج کئی راتیں گزر چکی ہیں کہ سونا جاگنا سب موقوف ہوا میں کیونکر
قید حوالے کروں فراق میں میری زندگی نہ ہوگی یہ سنتے ہی بادشاہ نے فرمایا اے بیجا

کیا تجھ کو خیال خام ہو وہ شیر بیشہ صاحب قہر کی کبھی جھکو قہر کی نہ کر لیا مگر اظلم نے بڑھ کر
 دو چار سحر ایسے کیے کہ تمام درختوں سے آگ برسنے لگی بار شاہ نے دیکھا کہ اس
 ساحر نے غضب کیا زمین و آسمان سے آگ نکل رہی ہو لوج کو کر دے رہے تیز
 اُسکے عکس سے سحر باطل ہوتا ہو جب عکس لوج بڑا سحر اٹھاتا نکل نکل کر خاک ہو
 طائران باغ غل مچاتے پھرتے۔ کچھ جا بجا آگ گر پڑتے تھے مگر سعد نے ہر پہر کسی کا
 قبضہ نہیں ہوتا جب اُس ساحرہ نے دیکھا کہ سعد قریب بارہ درمی کے پہنچے
 آواز دی کہ اے اظلم غضب ہوا طلسم کشا قریب بارہ درمی کے پہنچ گئے اظلم نے کہا
 کہ میں قید لیکر نکل جاؤں ہومان نے کہا کہ میں بڑھ کر روکتی ہوں تم قیدی کو
 لیجاؤ اظلم زنگی اندر بارہ درمی کے آیا قفسہ اے آہنی سین و دونوں جوان بندھے
 اظلم نے جا کر دونوں قفس اٹھالیے اور اڑتا ہوا چلا پہلو سے آواز آئی کہ اے سعد شہریا
 اظلم لیے جاتا ہو اگر یہ نکل گیا تو بڑی مشکل پڑے گی یہ سن کر سعد نے کمان کیانی کا بڑ
 سے اٹاری تاک کر تیر مارا کہ اظلم کے سینے کو توڑ کر پار گذر ا قفس چھوٹے ہومان نے
 جو دیکھا کہ اظلم مارا گیا قفس زمین کی طرف آتے ہیں جست کر کے بلند ہوئی دونوں
 قفس پنچے میں دبا کے اور سناٹا بھر کر چلی مرنے سے اظلم کے اس قدر اندھیرا
 تھا کہ سعد کی نظر نہ پڑی ہومان چلی گئی بعد جانے ہومان کے سب ساحر بھاگ
 بھاگ کر چلے گئے سعد نے اپنے کو اکیلا پایا کہ پہلو سے وہ ضعیفہ آئی کہا اے شہریا
 میں نے حضور کو آواز دی تھی یہاں سے بارہ جو وہ کو س پر ایک قلعہ ہو کہ اسکو
 قلعہ برقانیہ کہتے ہیں برقان برق و ش ایک ساحرہ ہو کہ نہایت زبردست
 وہاں نور الدہر کو ملے گی اب آپ تکلیف نہ کریں سعد نے کہا میرے واسطے بدنام
 ہو میں ضرور جاؤنگا سب پوچھیں گے کہ آپ گئے تھے وہاں جا کر کیا کیا میں اس کا
 کیا جواب دوں گا ضعیفہ نے کہا اب وہاں انتظام ہو جائیگا سعد نے نہ مانا اس
 باغ سے نکلے طرف قلعہ برقانیہ کے چلے مگر ہومان نور الدہر و عشاق تاجدار
 کو لیے ہوئے قلعہ برقانیہ میں آئی ایک قید خانے میں نور الدہر و عشاق کو

تقدیر کیا برقان برق و ش اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ ہومان نے آکر سب حال بیان کیا
برقان نے کہا کہ اے ہومان قصر عجائب میں جا کر بیٹھو میں نے کل کتاب سوانحات
نو دیکھا تھا اس میں یہ مضمون لکھا پایا کہ قلعہ برقانیہ میں مسلمانوں کی عمارتیں ہوں جائیگی
میں حیران تھی کہ مسلمانوں سے مجھے کیا کام مگر سبب نکل آیا میں دل و جان سے کوشش
کر دنگی آئندہ جو خداوند جمشید ثانی چاہیں وہ ہو گا ہومان تو قصر عجائب میں گئی
مگر برقان رنجیدہ و کھیدہ اٹھی محل میں آئی منہ لپیٹ کر پڑ رہی تھی اسکی نہایت حسین
جمیل مہراں آفتاب جمال نامے ہوئے جو دیکھا کہ مادر مہربان منہ لپیٹے پڑی ہیں
آکر پاس بیٹھی بہ محبت پوچھا کہ اے مادر مہربان مزاج کیسا ہے برقان نے کہا کہ اے
نور نظر ہومان جادو و فرزند صاحبقران کو لیکر آئی ہو ظان قصر میں قید کیا ہو اسکو
تو میں نے قصر عجائب میں بھیج دیا اور کتاب سوانحات میں یہ دیکھا کہ قلعہ برقانیہ
میں مسلمانوں کی عمارتیں ہوں جائیگی مگر ایسا جوان یوسف مثال میری نگاہ سے نہیں
گزر مہراں یہ حال سن کر خاموش ہو رہی مگر دل پر ایک چوٹ لگی کہ مقام افسوس
ہو ایسا شخص ہمارے گھر میں قید ہو اور ہم آرام کرین چل کر اُسے دیکھیں کہ کس حال
میں ہو یہ سوچ کر اٹھی برقان سے کہا کہ اے مادر مہربان اگر حکم ہو تو میں قیدی کو جا
کھانا کھلاؤں برقان نے کہا جاؤ مگر غور سے نہ دیکھنا تمام شاہزادیاں نوجوان
حاکمان قلعہ کی درسیان طلسم کی دخترین ممالک ویران کر کے نکل گئیں کچھ خداوند
کا خوف نہ کیا مجھ کو خیال آتا ہو کہ تمکو بھی ایسا ہی دلولہ نہ ہو مہراں آفتاب جمال نے
سر کو جھکا لیا کہا اے مادر مہربان آپ جانتی ہیں کہ مجھ کو مرد کے نام سے نفرت ہو
اس خیال سے جاتی ہوں کہ کل سے قیدی پر آب و دانہ بند ہو جا اپنے قبضے میں ہو
مجھ کو کا پیاسا نہ رہے برقان نے کہا کہ بس میں نے سمجھا دیا ایسا نہ ہو کہ پھر افسوس
کرنا پڑے مہراں نے کہا کہ آپ مطمئن رہیں بلکہ کیا عجب ہو کہ کچھ آزار پہونچاؤں یہ کہہ کر
کھانا ساتھ لیا کنیز کے سر پر خوان رکھا آپ بھی چلی یہاں نورالدین ہر کو آٹھ پہر بے
آب و دانہ گذرے ہیں مسلسل ذمطوق سر زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہیں کہ دروازہ مکان کا

کھلا دیکھا ایک شاہزادی سامنے سے آتی ہو ایک کنیز کے سر پر خوان کھانے کا ہو جمال
بیمثال دیکھ کر سکتہ ہو گیا مگر مہران نے جمال بالکمال نور الدہر دیکھا حیران جمال و
مخودیدار ہوئی قریب آکر دسترخوان بچھایا کہا ای شہریار یہ ساحر بڑے نامنصف
ہیں اپنے گھر میں قید کرنا اور آب و دانہ نہ دینا یہ کنیز اسی واسطے حاضر ہوئی ہو کہ آپکو
خاصہ کھلائے نور الدہر نے ہاتھ کھینچ لیا مہران نے پوچھا انکار کا کیا باعث ہو
نور الدہر نے کہا باعث انکار اختلاف مذہب ہو اگر اطاعت اسلام قبول کرو تو ہم
کھانا کھائیں مہران فرش خاک پر بیٹھ گئی کہا ای شہریار اصل تو یہ ہو

تھیں بگڑنے نہ دے وصل میں تمھاری شرم بتاؤ بھی تو بتانے نہ دے مرے دل کو کہا جو اُن سے کبھی ہم سے بھی ملیگی نگاہ + وہ بات کہتے ہیں جو یار سے نہ کہنی تھی نثار جان تو کی پہنے اُنکے قدموں پر گئے گئے ہیں جو ہم بہت پرست ساری عمر ملی نہ بزم میں اگر کسی کی آنکھ سے آنکھ ہمارے قتل کی مقتل میں پہلے بار آئے جلال پہرون نہ اُٹھیں گے سر جو یاد آئیں	بنالے بات کو رکھلے خدا ہمارے شرم تمھاری آنکھ تمھاری حیا تمھاری شرم جواب کچھ نہیں اسکا یہی پکاری شرم مٹائے دیتی ہو کجخت بیقراری شرم مگر کمال ہی تھی وقت جان نثاری شرم خدا سے آتی ہو کیا وقت دم شمار شرم نلوہ تم کو بچا لیگی تمھاری شرم عدو کے سامنے رکھ لے جناب باری شرم وہ نیچی نیچی نگاہیں وہ پیاری پیاری شرم
---	--

ای شہریار میں بدل و جان اطاعت دین اسلام کرتی ہوں جس وقت سے جمال حضور
دیکھا میرے ہوش درست نہیں ہیں بڑا افسوس ہو کہ ہومان کو ہی سن کی دراز
صورت میں یہ نام حرکات میں بد انجام کس بھروسے پر آپسے سوال و صل کرتی ہو
آج میں اُسکا اختتام کر دوں گی بعد اُسکے اور تندہیر کروں گی کھانا تو آپ کو برابر پہنچا
اُس بیچیا نے جو چاہا ہو کہ بے آب و دانہ مار ڈالوں گی وہ تو نہ ہوگا باقی دیکھا جائیگا
مگر یہ سمجھ لیجئے اپنی تو یہ کیفیت ہو بقول مصنف نظم

کیا کہیں آپ سے کیسی ہو یہ بیماری دل	در دے بھی نہیں ہو سکتی ہو غمخواری دل
-------------------------------------	--------------------------------------

شیر فرغانہ نے اسے توڑ کے مارا اُس کو
ایر قمر شیرازیان سے بھی نہ خوف آئے مجھے
پسیلیون سے نہ ہوتی آہ سپرداری دل
اسد اسد رسد گر بہ مدد گاری دل

نور الدہر نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم مجکو خیال یہ ہو کہ تم سا حیرہ ہو جا کر فراہ رخ کرد تو یہاں
کون مدد کریگا ملکہ نے کہا ای شہر یار میں لا کہ مجھ کو لون مگر دل نہ مانیکا کہنے چکر لا سیگا اتو
میں فکر میں ہوا مان کی جاتی ہوں نور الدہر کو کھانا کھلا کر خوب تسکین دی کہا حضور
مطمن رہیں میں صورت رہائی کی پیدا کرونگی یہ کہ کر نکلی مگر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے
دل دھڑکتا ہوا کلیجہ پھر پھرتا ہوا کنیز کو رخصت کیا طرف قصر عجائب کے چلی ہوا مان کہ
قصر عجائب میں رہتی ہو اسنے جو خبر سنی کہ مہران آفتاب جمال آتی ہیں واسطے
استقبال کے اٹھی آکر سلام کیا کہا کیون ملکہ عالم آج کیون نکر تشریف لائیکا اتفاق ہوا
مہران نے کہا کہ تم ہماری حمان ہون منظور ہوا کہ آج تمہارے ساتھ شراب پیئیں گھڑی پھر
جلاسے رہے تمہارا بھی دل لگے ہوا مان نے کہا کہ ای ملکہ عالم دل تو اُس ظالم کے قبضے
میں ہو مگر وہ ظالم نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتا میرے نام سے اُسکو نفرت ہو کیون ملکہ مہران
تم تو بہت خوبصورت ہو مجھ میں کیا بُرائی ہو کہ وہ مفرور نہیں قبول کرتا مہران نے
کہا کہ تمہاری صورت کی کیا تعریف کروں تم تو سچے معلوم ہوتی ہو اس کالی صورت پر
چیچکے داغوں کے گڑھے پڑے ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہو گو بر پر او لے پڑے ہیں وہ بڑا
بیوقوف ہو جو تمہیں نہیں قبول کرتا یہ کہ کر گلابی اٹھائی جام لبریز کر کے ہوا مان کو بھی
کو دیا ہوا مان بے اندیشہ انجام بی گئی پھر دوسرا جام دیا ہوا مان لاؤ لاؤ کر رہی ہو
مہران پلا رہی ہو اسقدر شراب پلائی کہ ہوا مان بہوش ہو گئی مہران نے اُس کا
سر کاٹا لاشہ وہیں پڑا رہنے دیا آپ اپنے باغ میں آئی کنیزوں نے پوچھا کہ واری کیا
تشریف لے گئی تھیں ملکہ نے کہا کہ صاحبہ میرا حال نہ پوچھو کہ کس حال میں ہوا مجھ پر فاک
ٹوٹ پڑا ہو میں کیونکر صبر کروں کنیزوں نے پوچھا واری کیا رنگ ہوا مہران نے
دیا کہ کیا کہ فرزند صاحبقران جو آکر قید ہوئے ہیں اُن پر جان جاتی ہو ایسے خلق میں
کہ خلق و اخلاق کے پتلے ہیں میں آج ملاقات کر آئی کنیزوں نے عرض کی نہ ٹھہرایے

جو حکم دیجیے ہم بجالائیں اگر حکم ہو تو ابھی قید خانے سے نکال لائیں ہم تو آپ کے حکم کے پابند ہیں آپ کی راحت سے ہم کو راحت ہو اگر آپ کو ملال ہو تو ہم کو کون پوچھیکا مگر اس مقدمے میں بڑی خرابیاں ہیں اُنکو تو آپ جانیں ہم خیر خواہان دولت ہیں ملکہ نے جب سب کنیزوں کو محبت میں ثابت پایا بہت خوش ہوئیں دوسرے دن پھر مان سے ملاقات کی کہا امی مادر مہربان میں قید خانے میں گئی تھی وہ شاہزادیاں کون ہیں جو ان ایسوں پر عاشق ہوئیں اپنے کو مطعون و بدنام کیا اپنے گھر ویران کیے مان نے کہا بیٹا کیا کہنا یہی چاہیے جو تجھے سوچا ہے بڑے بڑے شاہوں کے پیام آرہے ہیں ہم تمہاری شادی بڑی دھوم سے کریں گے مہران نے کہا کہ امی مادر مہربان میں شادی نہ کرونگی مجکو مرد کے نام سے نفرت ہو اگر حکم ہو تو پھر کھانا پہونچاؤں یہ سُن کر برقان نے کہا کہ تمہیں اُسکے حال پر رحم آیا مہران نے کہا فقط یہ خیال ہو کہ ہمارے گھر میں قید ہو بھوکھا نہ رہے اس وجہ سے آب و دانہ پہونچاتی ہوں میں یہ حیران ہوں کہ ہومان نے اپنے کو کیوں بدنام کیا ہو کہ نور الدہر پر مرقی ہو حق اُن کا دم بھرتی ہو وہ جو ان ایسا کیا خوبصورت ہو فقط چربی کا پتلہ ہو اُس پر کیا جان دینا یہ کہ کمر کھانا کثیر کے سر پر رکھا اور مہران چلی جب مہران جا چکی تو چند کنیزیں روتی ہوئی آئیں عرض کی واری عجب معاملہ ہوا کہ ہومان کا قصر عجائب میں لاش پڑا ہو برقان نے کہا کہ ارے وہاں کون آیا تھا اگر ساحر سنیں گے تو مجھ بدنام کریں گے اُسکو قتل کیا کنیزوں نے عرض کی واری شب کو آپ کی صاحبزادی گئی تمہیں ویر تک صحبت رہی پھر صبح کو ہم نے اُن کو نہیں پایا اُسکا لاشہ دیکھا ایک خنجر پڑا ہو برقان نے کہا کہ وہ خنجر اٹھا لاؤ معرکہ یہ ہوا کہ مہران نے جس خنجر سے ہومان کا سر کاٹا تھا وہ خنجر وہیں بھول آئی خواصین جا کر خنجر اٹھا لائیں جیسے ہی برقان نے دیکھا وہ خنجر بیٹی کا پایا خاموش ہو رہی کہ آئیگی تو پوچھونگی کہ ہومان نے تیرا کیا نقصان کیا تھا کہ تو نے قتل کیا برقان اس فکر میں بیٹھی ہو مگر مہران آفتاب جمال جو قید خانے میں آئی پہلے شاہزادے کو کھانا کھلایا دیر تک باتیں رہیں بعد اُسکے

دل نے یہی کہا کہ اسکو لچلوا باغ میں چل کر رکھو کہا اس شہر یا قید خانے سے نکل چلیے سنکر نور الدہر نے کہا کہ قید میری دور کرو تو میں چلوں مہراں نے سحر کر کے نور الدہر کو بیہوش کیا کمر میں پنچہ دیکر لے اڑی اپنے باغ گل فشان میں آئی نور الدہر کو بٹھایا پھر آپ بھی پہلو میں آکر بیٹھی گاؤں کو اشارہ کیا وہ نہایت شوخ و شنگ خوش آواز سامنے بیٹھ کر بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

<p>غم نہیں ترک جو کی دلنے رفاقت میری نہ رکن غیر کے روکے سے بھی یارب اک دن جان دیکر بھی یہ کہتا ہوں آنکھیں کچھ نہ دیا نا تو انی کا گلہ مجھے ہو کیا تاب ام عشق آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مر جانے دو + ٹھوکر اک لگتے ہی کیوں ٹھٹھکے راہ میں وہ روئے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے منہ لگائیں تو سمجھ کر وہ لگائیں منجھو + دل سے کہتا ہو جگر وقت خریداری درد یار کو ڈھونڈ لگا لینگے یہ آنکھیں ہی جلال</p>	<p>میرے روٹھے کو منالائیگی حسرت میری ادھر آنے میں وہ بنجائیں طبیعت میری حوصلہ میرا ہو دل میرا ہو ہمت میری + شکوہ ضعف کروں یہ نہیں طاقت میری خود ٹھہرتے ہو نہ منظور ہو رخصت میری آ لگی ہو کہ میں قدموں سے نہ تربت میری وہ تو ہنستے بھی نہیں سنکے مصیبت میری کچھ نہ بن آئیں گی بگڑیگی جو عادت میری میں بھی حاضر ہوں جو منظور ہو شرکت میری کچھ پتا دل کا لگائیگی جو حسرت میری</p>
---	--

شب بھر یہاں تو جلسہ رہا برقان انتظار میں رہی جب صبح ہوئی تو کنیزوں سے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ رات کو مہراں کہاں رہی میں رات بھر جاگی کہ وہ آوے تو اُس سے پوچھوں مجھ کو رنگ بے رنگ معلوم ہوتا ہو ایک کنیز سے کہا کہ تو باغ گل فشان میں جا ملکہ سے کہنا کہ تمہاری مادر مہربان بُللاتی ہیں اور ایک کنیز سے کہا تو جا کر قید خانے کی خبر لا وہ کنیز طرف قید خانے کے چلی آ کے دیکھا کہ قید خانہ گھلا پڑا ہو تھکڑا پڑا بیڑیاں پڑی ہیں دونوں قیدی نادر داور قید خانے میں ایک سہیبت ہو کہ خوف معلوم ہوتا ہو بس کتیز پلٹی آتے ہی کہا واری قید خانہ تو خالی پڑا ہو قید یوں کے نام و نشان بھی نہیں اور اندر جاتے خوف آتا ہو کہ ایسا نہ ہوا اندر جا میں کوئی کھا جاوے

ہر قان اٹھی قید خانے میں آئی پائون کا نشان دیکھ کر پانکی خاک لی اور اُس کا ایک تیلہ بنایا سا منے بٹھا کر پوچھا کہ بحق سامری بتا کہ تو کون ہو تیلے نے ہنس کر کہا کہ گھر سے آگ لگی آپ کی صاحبزادی قیدی کو لے گئیں ہر قان جل گئی غصے سے کانپنے لگی کہ وہ کنیز آئی جو باغ گل فشان میں گئی تھی کہا واری دروازے پر باغ کے محلدار بیٹھی ہو اُس نے مجھے اندر نہ جانے دیا کہا ملکہ کا مزاج اچھا نہیں ہو اور ملکہ نے اندر سے کہلا بھیجا کہ مادر مہربان سے کمدینا میں حاضر ہوتی ہوں ہر قان نے کہا لو صاحبو حال گُل گیا ہو مان کو بھی اس نے اسی رشک میں مارا وہ اپنے کو عاشق قرار دیتی تھی معلوم ہو گیا کہ نور الدہر کو اس نے باغ گل فشان میں لیجا کر رکھا ہو میں کیا زندہ چھوڑ دئی یہ کہہ کر اٹھی عقاب پر سوار ہوئی بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیے باغ کی طرف چلے یہاں مہران رات بھر عیش میں رہی صبح کو بھیر دین اُڑ رہی ہو کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی آپ کی والدہ آتی ہیں بارہ ہزار جادوگر ہمراہ ہیں نور الدہر اُٹھے کہا میں جا کر اُسے روکتا ہوں مہران نے کہا کہ آپ کا کام نہیں ہو سحر کریں گے میں ابھی تیار کرتی ہوں یہ کہہ کر اٹھی باہر باغ کے آکر ایک دو کو لے مارے کہ دیوار آہن بن کر تیار ہوئی آپ کو ٹھہر چڑھ کے بیٹھی کنیز بن ساتھ ہیں کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا ہر قان مع سحر دہن کے آکر پہونچی دیوار آہن دیکھ کر ہر قان بہت جھلائی بڑھ کر ایک گولہ مارا دتا ہوا دیوار سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے جس ساحر پر شعلہ گرا وہ جھک کر خاک ہوا جب تو ہر قان نے جھولی بہر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دہنے نکالے اُن پر اپنا خون ڈالا پیچھے ہٹ کر وہ ماش کے دانے پھینکے جھراٹے کی آواز آئی دیوار گری گئی ہزار ساحر دیوار میں دبے ہر قان نے پکار کر آواز دی اے کشتگان سحرافسون نہ کرنا تمہارے خون کا بدلہ لوں گی مہران نے بالائے قصر سے دیکھا کہ دیوار گر گئی اور ہر قان آتی ہو سینک کی کمان اور سینک کے تیر جھولی سے نکالے ایک طرف سے کنیز دہن نے تیر اندازی شروع کی ایک طرف نور الدہر تیر و کمان لیے کھڑے ہیں تیر اندازی کر رہے ہیں ہر قان نے دیکھا کہ باغ سے تیر آتے ہیں کئی سحر مر کر گر چکے ہیں

برقان نے جھولی سے کاغذ سیاہ نکالا اُسکی سپرین کاٹ کر اڑا دین وہ سپرین اُڑنے لگیں جب باغ سے تیر آیا ان سپرون نے سینہ سپر کیا یہاں نورالد ہر سے ملکہ نے کہا اب وقت مشکل ہو نورالد ہر نے تیر و کمان پھینکا کلاہ سر سے اتاری کلاہ کو ہاتھوں پر رکھا کپکار اُسٹھے کہ اے خالق لیل و نہار دای پروردگار اس مشکل کو آسان کر لھم

ذات تست ای ملک ملک کمال ہست بر توہ حالت ماضی عیان از تو شد پیداد آخر سوے تست خاکساران را عنایت میکنی + رنگ و بو ہر گل ز الطاف تو یافت مرد و مفلس را تو سیم و زر دہی لطف کن لطف ای خداوند جہا ہست این ناچیز عاجز خاکسار	قادر مطلق خداے لایزال منکشف احوال استقبال محال باز گشت خلق ہنگام مآل + حکم و ملک و دولت و جاہ و جلال از تو شد سرسبز ہر رنگین نہال مرغ بے پر را تو بخشی پتر و بال مہر کن مہر ای خداے ذوالجلال بر کمال فضل تو امیدوار +
---	--

کثیرین آمین کہ رہی ہیں مگر برقان سب کے آگے آگے ہوئے اپنے آنکھوں سے دیکھا کہ نورالد ہر پہلو میں ملکہ کے کھڑے ہیں تیر پھینک رہے ہیں پکار کر آواز دی کہ او کیسو بریدہ ہنسنے اسی دن کے لیے یہ سحر تعلیم کیے تھے کہ تو ہمارے لشکر کو پامال کرے دیکھ تو تیر کیا حال کرتی ہوں اب تو مہراں گھبراہی نورالد ہر نے چاہا کہ کوٹھے پر سے کود پڑوں مہراں روک رہی ہو نورالد ہر کہتے ہیں ملکہ وہ قریب آچکی ہو میں ابھی جا کر اُسکے دو پر کالے کرتا ہوں مہراں کہتی ہو وہ ساحرہ ہو سحر کر گئی آپ کی تلوار نہیں چل سکیگی مگر نورالد ہر نے نہ مانا تلوار کھینچ کر کوٹھے پر سے کودے عشاق تاجدار بھی کود پڑا مگر نورالد ہر نے نفیہ کیا کہ باش او مکارہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان و مسلمانان یعنی شاہزادہ نورالد ہر بن بدیع الزمان نفیہ نورالد ہر سے ہمارے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی رستان خواندہ + پناہ لشکر اسلام

نورالدہر کو ہمیشہ ہر روز زمرگاہش صد ہزار ان الامان خواندہ ہر نعرہ دیگر لفظی
 بجز ات ہر داشتہم ہر لقا را بیک دست برداشتہم ہر ظفر بر بلان عرب یا فتم ہر شہ نوجوانان
 لقب یا فتم ہر نعرہ کر کے چند قدم بڑھے تھے کہ برقان نے سحر کیا پاؤں زمین نے تمام لیے
 ہر چند چاہتے ہیں کہ آگے بڑھوں مگر زمین پاؤں نہیں چھوڑتی ایک طرف عشاق بھی
 جما ہوا کھڑا ہوئے نگاہ یاں طرف آسمان کے دیکھ رہا ہر مہران نے جو یہ معاملہ دیکھا
 بیتاب ہو گئی حیران تھی کہ اے مہران کیا کروں آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے برقان
 اتلو رکھنیج کر بڑھنی چکا رہی ہوئی کہ پہلے اس متغیر کو قتل کروں اسی کی ذات سے یہ
 فساد بڑھا ہو مان کو یہی کامارا جانا باعث بدنامی ہو اب شہرت ہوگی کہ مہران
 نبیرہ حمزہ پر مائل ہوئی مان سے بھی لڑی آخر کچھ نہ ہوا برقان نے سب کو قتل کیا
 یہ کہ کر آگے بڑھی منظور یہ ہو کہ نورالدہر کو قتل کر کے بالائے بام جاؤں مجھوٹے پائلر
 مہران کو کھینچ لاؤں مہران اُس وقت نہایت بے قرار ہو اُدھر نورالدہر دیکھتے ہیں
 کہ موت کا سامنا ہو کیونکر بچینگے غا ہر اتو کوئی صورت بچنے کی نہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بچیا
 میرے قریب آجائے اور تلوار مار دے اے رحیم و کریم سوا تیرے کون بچا گیا کہ
 سوچتے ہیں کہ کیا تدبیر کروں پاؤں پر اختیار نہیں کہ یہاں سے نکل جاؤں کیونکر جان
 بچاؤں اُدھر مہران نے بھی بلک کر دعا کی تیر دعا ہر مراد پر پہونچا کہ یکایک صحرا
 سے گرد اڑی دیکھا سعد بن قباد مرکب کو اڑاتے ہوئے سامنے آئے اگر یہ معاملہ دیکھا
 وہیں سے نعرہ کیا کہ اوسا حمرہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ زبان کھینچ لوں گا داہنے ہاتھ
 سے داہنے گردے کو دا بایاں ہاتھ بائیں جانب رکھا نعرہ شیراز کیا نعرہ بادشاہ سے
 منم شاہ شاہان فریدون چشم بہار گلستان کا اوس وجم ہر مردان شاہ اسلامیہ
 منال گلستان صاحبقران زمین تھرا گئی برقان کے ہاتھ پاؤں میں رخشہ آگیا
 بادشاہ گھوڑا چمکا کر لشکر پر آکرے ساحر قتل ہونے لگے برقان نے بھی پلٹ کے
 دیکھا کہ ایک جوان یوسف مثال صاحب جاہ و جلال لشکر کو قتل کر رہا ہر نعرے بھی
 کر رہا ہر بادشاہ نے نورالدہر کو دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا مگر مہران

نے جو شاہ کو دیکھا کوٹھے سے کود پڑی پکار رہی ہو کہ اس تشریف لانے کے قربان و نثار
 برقان حیران حیران دیکھ رہی ہو کہ جس ساحر نے سحر کیا اپنے سحر میں آپ پھنسا اسکو
 بادشاہ نے بڑھ کر ہاتھ مار دیا کہ دو ٹکڑے ہوئے برقان نے پکار کر آواز دی کہ ادا
 کلنگ ابلق سوار تو پہلوان بھی ہو اس جو ان کو روک لے کلنگ نامے ایک
 پہلوان یا تو بیچ صفت میں کھڑا تھا یا گینڈا بڑھا کر لٹکا رہا کہ او جان مجھے تو مقابلہ کر
 منم کلنگ ابلق سوار بادشاہ پلٹ پڑے کلنگ نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ
 اُسکا توڑ ڈالا جب نیزہ ٹوٹا کلنگ گھبرا یا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے
 تلوار کا ہاتھ مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی تھام لی اور کمر میں ہاتھ ڈال کے
 اٹھ لیا آسمان کی طرف پھینکا اترتے وقت چورنگ ہوئی قلم کیا برقان نے جو
 دیکھا کہ کلنگ ایسا پہلوان مارا گیا ہاتھ پاؤں میں ریشہ آجی میں کتنی سیجے کہ
 کلنگ ابلق سوار ایسا پہلوان صاحب زور و طاقت یوں بہ آسانی مارا گیا مگر
 بادشاہ نے کلنگ کو مار کر مگر بڑھایا اپنے کو قریب نورالدہر پہونچا یا عکس لوح
 ڈالا نورالدہر کے ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی زمین نے پاؤں چھوڑے اب جو خیال
 کیا ہاتھ پاؤں میں طاقت پائی بادشاہ کے ہمراہ ہوئے آکر فوج برقان پر گرے
 ساحر قتل ہونے لگے مگر برقان خیال کر رہی ہو کہ یہ جو ان کو نچوڑتا نہیں
 کرتا ایک کینز نے کہا کہ واری طلمس کشا ہو اسپر سحر تا شیر نہ کریگا نہیں معلوم یہ یہاں
 کیونکر پہونچے برقان نے کہا کہ تلاش میں ہومان کی آکے ہونگے وہ سجیا یہ آفت
 ڈال گئی آخر قتل ہوئی مگر میری بربادی ہوئی اگر طلمس کشا سے مقابلہ کرتی ہوں تو قتل
 ہوتی ہوں تم لوگ تو بھاگ کر قصر عجائب میں چلو میں خدمت خداوند میں جاتی ہوں
 اُسے تو اطلاع کروں دیکھوں وہ کیا کہتے ہیں یہ کہہ کر اپنے کوز میں برگرا یا ایک طائر
 کی شکل بن کر اڑتی ہوئی چلی ساحر سب بھاگے مہران نے آکر سعد شہر بار کو سلام کیا
 سعد سمجھ گئے کہ یہ نورالدہر پہر عاشق ہو سوچے کہ یہ صاحب اقبال ہو ایک ایک
 ساحر ہر شاہزادے کے ساتھ ہو مہران نے عرض کی کہ باغ میں تشریف لے چلیے

بادشاہ نے فرمایا کہ میں تو بر سر راہ ہوں نور الدہر نے عرض کی کہ ضرور تشریف لیجیے
 سب آپکے مشتاق ہیں بادشاہ نور الدہر کے ساتھ اندر باغ کے آئے ایک طرف
 عشاق تاجدار اور ایک طرف نور الدہر ناز و نبج میں بادشاہ حجابہ تھراں
 زربشار کرتی ہوئی لاتی ہو جب بادشاہ باغ میں تشریف لائے تو باغ پر بہار دیکھا
 عن لبیان نغمہ سرا پہلوے گل میں بھول کر بیٹھی ہیں زمزمہ سرائی کر رہی ہیں جوانان
 چمن اکڑ رہے ہیں بھولوں نے آنکھیں کھولیں طفلان غنچہ بھی غوغا کرنے لگے روش
 پر سرخی گئی ہوئی سبزہ بیدار ہو تمام زمین زمرہ نگار ہو وسط باغ میں اگر مسند پر بیٹھے
 نور الدہر دست بستہ سامنے کھڑے ہیں بادشاہ نے پہلو میں بٹھا لیا فرمایا اے
 شاہ جوانان ماشار الہ کیا شوکت و جلالت ہو یہ فرما کر لوح کو ملاحظہ کیا اس میں
 نوشتہ پایا کہ اسی باغ کے گوشے میں دہشتہ نقب ہو اُس میں داخل ہو تیسرے مرحلے
 کا نشان ملیگا بادشاہ نے نور الدہر سے کہا کہ اب تم تو لشکر میں چلو میں براے
 فتاحی مرحلے جات جاتا ہوں نور الدہر نے اُسی وقت تدبیر کی آپ کھڑے پر
 سوار ہوئے ملکہ کو تخت پر سوار کیا عشاق تاجدار ہمراہ ہو کنیزوں نے ایک
 ابر بنایا اُس میں مخفی ہو کر ساتھ ہوئیں یہ تو طرف لشکر کے چلتے ہیں مگر بادشاہ حجابہ
 طرف مرحلہ ثالث کے جاتے ہیں اُدھر برقان برق و شفتان و خیزان حیران
 پریشان قریب قصر ہفت رنگ کے پہونچی دیکھا دو دریاے لشکر عیش مار رہے
 ہیں طرف قصر کے چلی یہاں جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہو کہ رہا ہو آج کئی دن گزرے
 کہ لشکر بادشاہ تنہا ہو بادشاہ لشکر میں نہیں ہیں یا روا اگر لمبل جنگی بجواتے تو آتے
 سعد کے لشکر کا تو خاتمہ کر دیتا کہ برقان نے اگر سلام کیا جمشید نے دیکھا کہ رنگ
 رہے برقان متغیر بیٹے کے غم میں کلیجہ پکڑے ہوئے آہ آہ کرتی ہوئی سجدے کو جھکی
 جمشید نے کہا کہ سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت ہو تو نصیب کردم برقان نے سر
 اٹھایا مگر آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے جمشید نے کہا کہ کیوں برقان خیر تو یہ ہیں مگر
 بہت منتشر پاتا ہوں برقان رونے لگی کتنی تھی کہ یا خداوند حقیقت تو یہ ہو کہ ہندی

آپ کی تباہ ہو گئی ہو مان کو ہی قہر نور الدہر لیکر میرے قلعے میں پہنچی مہران پیر
عاشق ہو گئی میں نے جا کر گھیر نور الدہر کو بھی سحر سے بیکار کیا تھا مہران آفتاب جمال
بھی بدحواس تھی مگر عین وقت پر سعد شہر بار پہنچ گئے تب میں شکست کھا کے بھاگی
کہ چل کر قدرت سے اطلاع کروان مجھ شہید نے کہا کہ اے برقان! تیرا تیرا خود ہی پریشان
ہو رہے ہیں مگر اب جاؤ نہ بادشاہ سے ملاقات ہوگی نہ نور الدہر ملین گئے مہران
کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے آئے ہیں اگرچی چاہے تو جا کر راہ میں روکو برقان نے
کہا یا خداوند طلمس کشا تو ساتھ نہیں ہو مجھ شہید نے کہا کہ وہ تیسرے مرحلے پر گئے ہیں اب
ان سے ملاقات نہ ہوگی اور بیکار کر آواز دی کہ یا روتم میں کوئی ایسا ساحر ہے کہ ہرقا
کے ساتھ جائے مہران و نور الدہر کہ گرفتار کر لائے ایک ساحر پہلوان وضع سحر
میں بے نظیر نام اُسکا صیاد و صید گھیرے اپنے مقام سے یہ کہہ کر اُٹھا کہ نور الدہر تو
میرا حصہ ہے مہران کو برقان گرفتار کر لینگے صیاد و ساحر ہزار فوج کا افسر ہو سب
تیار ہوئے صیاد و گینڈے پر سوار ہو ابرقان طاؤس سحر پر اس کو فرسے برقان چلی
قفلے کا رمیشاق کوہ گردان افسر لشکر بادشاہ اسلام کنارے پر اپنے لشکر کے کھڑا
تھا کہ اسنے دیکھا فوج کفار جاتی ہو ہر کارون کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ یہ لوگ
کہاں جاتے ہیں ہر کارے گئے اور چشمزدن میں پلٹ کر آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی
قطعہ کہ تاسبزہ روئیدہ باشد بہ باغ گل سرخ تابد چور و شن چراغ نگین سعادت
بنام تو باد ہمہ کار عالم بکام تو باد شہر یار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و
گداز ہو نور الدہر و مہران آفتاب جمال آتے ہیں انکے روکنے کو یہ لوگ گئے ہیں
میشاق بھی یہ سن کر اُسی وقت روانہ ہوا شاہزاد یون کو خبر نہ کی مگر سردار حسین
جب بارگاہ میں آئیں تو پوچھا کہ آج افسر کلان ہمارے کہاں ہیں کسی نے کہہ دیا کہ برہ
مد و نور الدہر گئے ہیں سردار حسین بھی اُسی وقت روانہ ہوئیں بحرین جادو کہ
اسکو میشاق سے تعلق ہو یہ خبر سن کر یہ بھی فوراً جلیں بحرین کے جانے سے سب شاہزاد یون
کو معلوم ہوا سب فرداً فرداً جلیں مگر نور الدہر و مہران منزل بہ منزل آتے ہیں چوتھی

منزل ہو ایک صحرا میں پہونچے وہاں ایک کنواں نچتہ تھا مہران نے کہا ٹھہر جائیے
پانی پی لیں تو چلین نور الدہر نے مرکب کو روکا مہران نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ
کنوئین سے پانی بھر و کنیزین پانی بھر بھر کر پیئے لگین ملکہ کو بھی پلا یا مٹھہ ہاتھ بھی دھوئے
سب کنیزوں کنوئین پر جمع ہین کہ صحرا سے گرد آڑی مہران نے کہا کہ حضور ہو شیار ہو جائیے
لشکر آتا ہو کیا عجب ہو کہ برقان نے جا کر جمشید سے فریاد کی ہو اور اُسے لشکر روانہ
کیا ہو بہتر اسی میں ہو کہ یہ موتیوں کا مالا بہن لیجیے کہ اسپر سحر تا شیر نہ کریگا یہ کہکڑیوں کا
مالا نور الدہر کو پہنا دیا کہ دامنہ گرد کا شگاف تہ ہوا آگے آگے صیاد صید گیر گینڈے
کو اڑاتا ہوا ایک طرف برقان پشت پر ساٹھ ہزار ساجر جیسے ہی صیاد نے دیکھا کہ ملکہ
مہران بالائے چاہ کھڑی ہین نور الدہر گھوڑے پر سوار زیر چاہ کھڑے ہین کنیزوں
کا بالائے چاہ ہنگامہ ایک سے ایک کہہ رہی ہو کہ بوا مجھے بھی پانی پلا دو جان ایک کو پلا
دوسری بھی ہستی ہوئی آئی کہا بوا مجھ کو بھی بڑی پیاس ہو صیاد نے گینڈا بڑھایا اور چکار
آواز دی کہ کیوں او ابل رسیدہ پرانی بیٹی کو لیکر سر بازار جاتا ہو کچھ خوف نہیں میرے
تو مقابلے میں نور الدہر نے مرکب مہینہ کیا اور صیاد کی طرف چلے آکر تگ و زن ہو
چار قدم گینڈا صیاد کا پیچھے ہٹا دو قدم گھوڑا نور الدہر کا پیچھے ہٹ کر رہ گیا صیاد
نے کہا کہ او جوان اسپر ناز نہ کر تا کہ گینڈا میرا زیادہ ہٹا میں نے بڑے بڑے ہر کے
سہر کیے ہین جس قلعے پر گیا اُسے ویران کیا میرے ہاتھ سے حریف نہیں بچتا نور الدہر
نے کہا کہ او مغرور اس زبان درازی سے کیا فائدہ یہ تو میدان کارزار ہو زبان تیغ
سے کلام کہ کہچہ مزہ بھی ملے صیاد نے نیزہ مارا اور سحر بھی کرتا جاتا ہو نور الدہر نے
نیزہ اسکا توڑ ڈالا صیاد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا
نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر کاٹھا جھنڈے کی صدا بلند ہوئی نور الدہر نے
دار اسکا روک کر تیغہ خارہ شگاف کا ہاتھ مارا صیاد نے سپر اٹھا دی مگر تیغہ
خارہ شگاف سلیمانی دست زبردست نور الدہر نو جوان تیغہ جو تڑپ کر کر اسپر کے
دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تیغے نے خود کو کاٹا سراسر سر کو دو نیم کرتا ہوتا جا کر

پہونچا نور الدہر نے نعرہ تکبیر کیا مگر برقان نے جولا شہ صیاد دیکھا فوج سے کہا کہ ان سب کو گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحرا ایک طرف سے چلے ایک طرف سے برقان لینا لینا کہتی ہوئی چلی نور الدہر نے جو فوج کو آتے ہوئے دیکھا مرکب کو بڑھا کے نعرہ کیا نعرہ نور الدہر سے نظیر حمزہ صاحب قرآن بخشم و بقہر شہ ستارہ چشم شاہزادہ نور الدہر مہران نے دیکھا کہ شاہزادے پر فوج کا بلوہ ہو کر بیڑوں سے اشارہ کیا اور ٹرپ کر بلند ہوئی برقان نے لٹکارا کہ او کیسے بریدہ کہاں جاتی ہو یہ کہ کر گولہ مارا مہران کے قریب جا کر گولہ پھٹا شعلہ ہائے آتش گرنے لگے مہران ہر چند چاہتی ہو کہ اپنے کو بچاؤن مگر شعلے نہیں موقوف ہوتے برقان کہتی ہوئی چلی کہ او کیسو بریدہ اس سحر کا دفعیہ میں نے تجھے نہیں بتایا تھا یہ سحر ساختہ سامری ہو مہران اُس وقت بدحواس ہو پیچھے ہٹتی جاتی ہو اپنے کو بچاتی ہو اور برقان پیچھے پھینچے ہوئے آتی ہو کہتی ہوئی کہ او کیسو بریدہ دیکھو کیسی تنگ و سزا دیتی ہوں بدلہ سرکشی کا لیتی ہوئی مہران نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا پکار اٹھی کہ اے سامع الدعوات و اے ربمن و رحیم اس آفت سے نجات دے نظم

شوشیمان توبہ کن بعد از گناہ	زنا تکہ بخشہ رحمت گناہ عذر خواہ
خاک بودی باز خاکستر شوی +	کن بد اصل خویش ای خاک کی نگاہ
بندہ حق ہستی ہچون بندگان +	گرچہ باشی در ولایت بادشاہ
سجدہ کن قرب خدا خواہی اگر	یا دکن حق را بہ ہر شام و بگاہ
از خدا چیزے کہ حاصل میشود	در جہان از بندگان ہرگز نخواہ
از آب اشک از نامہ اعمال خویش	کر سہا ہی دور ای نامہ سیاہ
زمینت دنیا نہ دارد اعتبار	ہاں غرہ بہ ملک و مال و جاہ
دور کن از خاطر خود دور کن +	ہر شک و ہر اشتباہ
تا رسی بر منزل صدق و یقین	از اسے رب العالمین

بیقرار ہو کر جو مہران نے دعا کی میثاق

دیکھا کہ مہران شعلہ آتش میں گھری ہوئی ہو اور برقان تلوار کھینچے ہوئے آتی ہو
 مہران حسرت و یاس میں پیچھے ہٹتی چلی آتی ہو اپنے کو شعلوں سے بچاتی ہو میثاق نے
 وہیں سے نعرہ کیا کہ اور برقان خبردار آگے نہ بڑھنا منم میثاق کوہ گردان برقان
 نے جو میثاق کو دیکھا قلب کا تپ گیا میثاق نے قریب آکر آسمان پر اشارہ کیا ایک
 لکڑی ابرسیاد آسمان پر پڑا ہر پڑا اسی مقام پر برسنے لگا شعلہ ہائے آتش بجھے برقان
 نے اپنے کوز میں پرگرد یا کنیزوں کو قتل کرنے لگی کنیزوں نے جو فریاد کی ملکہ مہران
 بھی زمین پر آئیں ایک طرف سے میثاق کا سحر چل رہا ہو آگ برس رہی ہو ادھر
 برقان جب تڑپ کر گرتی ہو دوچار کنیزوں کے سر اڑا دیتی ہو مہران کو بہت ناگوار
 ہوتا ہو کنیزوں کو آکر بچاتی ہو ایک طرف نورالد مہر فوج میں ڈوبے ہوئے ہیں
 برقان نے جو دور سے دیکھا کہ نورالد مہر جا کر ایک غول پر گرے اور افسروں کو
 تاک تاک کر مارا یکا یک برقان کڑک کر گری گھوڑے کے پاؤں قلم کیے نورالد مہر
 گرے برقان نے چاہا برق بن کر گردن اور کاٹ کر شاہزادے کو نکل جاؤں مہران
 نے سینہ سپر کیا کئی زخم کھائے مگر نورالد مہر کو بچا رہی ہو نورالد مہر جاہتے ہیں
 زمین سے اٹھیں مگر ہاتھ پاؤں میں قوت نہیں پائے میثاق نے جو دور سے دیکھا
 کہ نورالد مہر سحر غالب ہو گیا مہران چاہتی ہو جان دون مگر شہریار کو بچاؤں جب
 برقان سحر کرتی ہو برق تڑپ کر گرتی ہو ہر چند مہران دفع بھی کرتی ہو مگر کبھی سر
 زخمی ہوا کبھی شانہ نشانہ ہو گیا نہایت بدحواس ہو رہی ہو میثاق نے لٹکارا کہ او
 برقان خبردار مہران پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ گھس کر مار دوں گا برقان نے جواب دیا
 کہ او میثاق کیوں دیوانہ ہوا ہو مجھ کو کمان پائیگا اگر میرا جی چاہے تو مخفی رہوں
 تیرا وہم و خیال بھی نہیں پاسکتا یہ کہ کر ایک گولہ میثاق پر مارا میثاق نے وہ گولہ
 تراشا گولے سے دھواں نکلا میثاق کی آنکھیں بند ہوئے لیکن مگر جھوم کر آواز دیا
 کہ او برقان کیوں تیرے شامت آتی ہو یہ کہ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا کہ احباب سحر
 لکڑیوں کے تمام سحر افسانہ ہو گیا سحر معلوم ہوتا تھا کہ ماہ تابان ستاربان ہوا درخت

و جب میں آئے تھے تالیان بجانے لگے پھولوں نے آنکھیں کھولیں نہروں کا جوش و خروش
 ہو مچھلیاں تڑپ کر نکلیں مثل طائروں کے اڑنے لگیں سب حیران حیران دیکھ رہے ہیں
 کہ نعرہ ہوا منم سردار حسینان میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای شاہزادی الاقدار
 برقان کو لینا نورالدہر و حیران اسی کے سحر میں ہیں سردار حسینان نے چوڑیاں
 ہاتھ سے اتار کر پھینک ماریں چوڑیوں کے ٹکڑے اڑ گئے ایک ابر پیدا ہوا ابر سے
 اسقدر پانی برساکہ شعلہ ہاے آتش بجھ گئے نورالدہر کے ہاتھ پائوں میں طاقت
 آئی کہ دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم بحرین جادو بحرین نے آکر زمین پر دو ہتھ پڑا مارا
 کہ دریاے قہار روزِ خاں پیدا ہوا سب ساحر ڈوبنے لگے پکار کر کہا کہ ای برقان
 ہم کو بچائیے ہم لوگ غرق دریا ہوتے ہیں انہی بے آبروی پر روتے ہیں پناہ پانی
 مشکل ہو کہ ایک طرف سے نعرہ ہوا منم یا سمن گلگون پوش یا سمن نے آتے ہی اپنا
 رنگ جمایا ساحرون کو معلوم ہوتا تھا کہ شیران صحرائے آگر گھیرا جینیں مار کر بھاگتے تھے
 ادھر سے دریا کا غزاٹا ہوا گرے اور غرق دریا سے لعنت ہوئے بعضوں کو نہنگ نکل گئے
 بعض کو مچھلیوں نے مارا دریا سے اڑتی ہوئی نکلیں اور جسکے سینے پر پڑیں توڑ کر لپٹ کر
 پار گزر گئیں ہزار ہا ڈوب رہے ہیں ہزار ہا فریاد کرتے ہیں کہ ای برقان اسی واسطے
 ہم کو لائی تھیں اب بچاتی نہیں برقان دیوانہ وار و وحشی مثال بھاگی بھاگی بھرتی ہو
 کسی طرف میثاق کا سامنا ہوا کسی طرف سردار حسینان نے للکارا کسی طرف
 بحرین نے طوفان برپا کیے کہیں راستہ نہیں ملتا چاہتی ہو بھاگ کر نکل جاؤں اور
 کسی طرح جان بچاؤں مگر جدھر جاتی ہوں ادھر سے بھاگتی ہو ایک نخل کے نیچے آکر پانی پیتی
 ہوئی ٹھہری کہ آواز آئی ادھر برقان کہاں جاتی ہو برقان نے پلٹ کر دیکھا میثاق
 آتا ہی ہوش اڑ گئے سوچی کہ اگر اس ظالم سے مقابلہ ہوا تو جان نہ بچے گی دونوں پائوں
 زمین پر مارے اور غرق ہو گئی میثاق نے بہت کدک کہہ جانے دوں اور اس کو
 روکوں مگر برقان نکل گئی زمین پر ابر ہو گئی بحرین نے سب فریاد کو ڈھونڈ لیا بحرین
 میدان صاف ہو گیا میثاق وغیرہ آکر نورالدہر سے ملے حیران سب شاہزادے

ملین اس جیسے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں جی میں کتنی ہیں اے مہراں یہ شاہزادیاں سب
مسلمان ہوئیں جب تو طلسم کشا یہاں تک پہنچے مینشاق ایسا سا حریف و وزیر اعظم
خداوند تھا کوئی تو اس نے صدرہ ایسا پایا کہ طلسم کشا کے آکر شرکاب ہوا سرور اسید
ایسی شاہزادی کہ جس پر جمشید جان دیتا تھا اور با سمن گنگوٹن پوش کہ اس پر بھی قدرت
پستے تھے سب ادھر آگئے انہیں میری خوب گذر گئی اب لشکر جمشید سے مقابلہ بڑھ چکا سحر کا
بھی امتحان ہو گا سعد شہر یار مرحلے سے پلٹ کر آجائیں تو جنگ عظیم واقع ہو طوفان
سحر ملیکا غنچہ آرزو کھلیگا اب جمشید کا بچا دشوار ہو کمان جا کر چھپ چکا سب شاہزادوں
میں گھلی ملی ہوئی باتیں کرتی ہوئی جاتی ہوئی دھرم ملک بہار اعجاز بیان کہ سب کے بعد
چلی تھیں مگر یہ سن لیا تھا کہ برقان نور الدہر وغیرہ کو روکنے لگی ہو ایک پہاڑ
پر آکر ٹھہر بن چہار جانب دیکھ رہی ہیں کہ کس طرف جاؤں یکایک زمین تھرائی دیکھا
کہ برقان برق و ش نے زمین سے سر نکالا بہار اعجاز بیان سمجھ گئی کہ یہ شکست
کھا کر بھاگی ہو ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈال لی صورت تبدیل ہو گئی معلوم ہوتا
ہو کہ کوئی گنوا ری ساحرہ ہو پہاڑ سے اتر کر برقان کو سلام کیا کہا بی بی کیون ہفقد
گھبرائی ہوئی ہو ہمارے گاؤں میں چلو پانی پیو ہوش اپنے درست کرو ایسا نہ ہو کہ
دشمن آجائے برقان سنے کہا کہ یہاں دشمن کون ہو اس ساحرہ نے کہا کہ مسلمانوں کے
عیار بھرا کرتے ہیں لڑکوں کو مار ڈالتے ہیں زلیور اُتار لیتے ہیں اور اُنکو کوئی پہچان
نہیں سکتا برقان نے کہا کہ تمہارا گاؤں کمان ہو تھوڑی دیر ٹھہر دنگی گنوا ری
نے کہا کہ وہ دیکھیے سامنے گاؤں ہو یہ جو کھیت دھانوں کا لہلہا رہا ہو یہ کھیت
میرا ہو خوب میں نے پانی دیا کہ کھیت کی یہ نوبت ہوئی ہزار ہا من دھان ہو گا میں
ابکی سال امیر ہو جاؤنگی کھانے کو بھی رکھوں گی مہاجن کی رقم بھی ادا کرونگی برقان
سمجھ گئی کہ یہ گنوا ری ہو عجب طرح کی باتیں کرتی ہو اسکے گاؤں میں چل کر ٹھہر بن دین
یہ سوچ کر گنوا ری کے ساتھ چلی تھوڑی دور چل کر دیکھا ایک کھیت سردوں کا ہو برقان
نے پوچھا کہ کیوں بوا یہ کھیت کس کا ہو گنوا ری نے کہا کہ میری مدھن کا یہ کھیت ہو

برقان نے کہا میں ایک سردہ لون گنوا ری نے دو تین سردے توڑ کر برقان کے ساتھ
 کیے برقان نے ایک سردہ کاٹا کھانے لگی ایسا لذیذ تھا کہ کئی سردے کھا گئی اب تو رگ و
 ریشے میں سر پہنچا تھا اگر کہا کہ کیوں بوا تمہارا مکان کہاں ہو گنوا ری نے کہا کہ میرے
 مکان کا قصر ہفت رنگ نام ہوا اب تم کو مناسب ہو کہ وہیں جاؤ اگر کوئی اُس مکان
 میں رہتا ہو تو اُس کو نکال دو ہم بہت سے سردے لیکر آئیں گے برقان نے کہا کہ
 بوا قصر ہفت رنگ میں تو خداوند جمشید رہتے ہیں گنوا ری نے کہا کوئی رہتا
 ہو تم جا کر قصر کو خالی کر دو میں زمیندار کچھ بھی تمہاری ملاقات کو لاؤنگی بڑی دھوم سے
 تمہاری دعوت کرونگی سب گنوار جمع ہونگے اور تمہاری دعوت میں یہی سردے
 پیش کرونگی برقان نے کہا کہ بوا میں تیرے کمنے سے جاتی ہوں کہ تیرا مجھ پر احسان ہو
 لیکن دوپٹہ تو بدل لو کہ ہمارے تمہارے بہنا پا ہو جائے گنوا ری نے نیلی چدریا پر
 سے اُتار کر اڑھادی اور برقان کا بھاری دوپٹہ اوڑھ لیا کہا بس اب جائیے لشکر
 کو جمشید کے قتل کیجیے لڑتی ہوئی دربار میں جائیے گا کہ جمشید کو بھی معلوم ہو کہ
 کوئی مریت آیا اب برقان کا یہ حال ہو کہ آنکھیں سُرخ چہرہ تھمایا ہوا ہاتھ پاؤں
 میں عرشہ کمتی لپچ رہے تھے کچھ نکلتا ہو مگر مہاراجہ عاجز بیان نے بخوبی سمجھا کہ برقان کو
 روانہ کیا اور برقان تنہی ہوئی چلی چھولی سنبھالتی جاتی ہو اس زور و شور سے جاتی رہی
 کہ جاتے ہی قصر کو خالی کرالونگی جمشید کو شکست دونگی اور اشعار عاشقانہ زبان پر جاؤ
 ہیں راہ کو ٹوک کر کے سامنے کوہ لمعان کے پہونچی لمعان جادو بالائے کوہ بیٹھا ہوا ہر
 اسکی نگاہ پڑی کہ برقان برق و ش چٹکیان بجاتی ہوئی کچھ گاتی ہوئی جاتی ہو اسنے
 ہکار کر آواز دی کہ ای ملکہ برقان برق و ش مقام تعجب ہو کہ غریب خانے سے جاؤ
 اور ہم کو سرفراز کرو ہم تمہارے مشتاق جمال ہیں برقان نے ہاتھ سے اشارہ کیا
 کہ مجھ کو فرصت نہیں میں کار ضروری کو جاتی ہوں لمعان نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ
 قریب جاؤ ملکہ عالم کو بلانے کے لاؤ اس وقت ایسا جمال اسکا دیکھا ہو کہ دل پر تاثیر ہو
 عجب بے باکی سے جاتی ہو کنیزوں نے جا کر برقان کو روکا کہا ای ملکہ عالم ہمارے آقا

آپ کو بلاتے ہیں برقان نے کہا کہ مجھ کو فرصت نہیں ہو کار ضروری درپیش ہو کینیزین
 ناچار ہو کے پلٹ گئیں جا کر لمعان سے کہا کہ حضور و میں چلیں وہ کہتی ہیں کہ مجھ کو کار
 ضروری ہو لمعان جادو خود پہاڑ سے اُترا آکر برقان کا ہاتھ خفام لیا کہا اے ملک عالم
 براے چند ساعت تشریف لے چلیے دیکھیے تو کیسا جلسہ آراستہ ہو بہت خوش ہو جیسا
 برقان نے پھر وہ ہی کہا کہ مجھے کار ضروری درپیش ہو اس وجہ سے پس و پیش ہو یہ
 سن کر لمعان نے پوچھا کہ آپ کو کیا ضرورت ہو برقان نے کہا کہ میں قصر ہفت رنگ
 میں جاتی ہوں میری ایک دوست نے سمجھا دیا ہو میں قصر خالی کر او نگلی جمشید کو نکال دوں گی
 اگر غدر کریں گے تو بڑے صدمے اٹھاؤں گے میرے ہاتھ سے مارے جا دیں گے
 لمعان نے کہا کہ اے برقان بمقدمہ قدرت ایسی باتیں کرتی ہو ایسا نہ ہو کہ غضب
 خداوندی نازل ہو برقان نے کہا کہ وہ خداوند جھوٹا ہو کیسی باتیں بنانا ہو کہتا
 تھا کہ طلمس نہ ٹوٹے گی یہ نوبت تو بہم پہونچی کہ لشکر طلمس کشا مقابلے میں آگیا ان کو کون
 روکے اب لڑائی ان بڑی جنگی جوبات کہی وہ جھوٹ ہوئی خداوند ہو کر جھوٹ بولیں
 لمعان نے کہا کہ کچھ تو مصلحت ہو گی جب قدرت نے ایسا کچھ فرمایا اُسکا انجام نیک
 ہو گا اور حقیقت میں طلمس کا ٹوٹنا دشوار ہو ہر چند کہ وزیر مارے گئے ممالک قبضہ سے
 نکلے لیکن بہت دشوار ہو کہ مرحلے فتح ہو دیں ایک ایک مرحلہ اس قدر سخت ہو کہ اگر
 سامری و جمشید ہوتے اور ان مرحلوں کا ارادہ کرتے تو یہ مرحلے فتح نہ ہو سکتے
 طلمس کشا کی کیا حقیقت ہو کہ ان مرحلوں کو فتح کرینگے آخر میں بہتری ہو گی مکارہ
 گرفتار کر لائی تھی مگر یہ شاہزادیاں ان جوان اس قدر بے باک ہیں کہ سر دربار آ کے
 رہا کیا بی ہران خوب لڑیں پھر ان کے رفیق آگئے میں شاہزادیوں کو دیکھ کر حیران
 ہوتا ہوں کہ جن پر قدرت جان دیتا وہ یوں نکل جاویں اور اطاعت اسلام کریں
 لمعان کو منظور ہو کہ شراب پلا کر مدعا دلی حاصل کر دیں بمقرر ہنور باہر کینیزین
 کو اشارہ کیا انھوں نے جام بے سبز کر کے پیش کیا کہا اے برقان یہ جام محبت ہو برقان
 نے کہا کہ کسی شو کو دل نہیں چاہتا یہی قصد ہو کہ جا کر جمشید کو قصر سے نکال دوں لمعان

نے کہا کہ امیر برقان قدرت ایسے جلو انہیں ہیں جس وقت سامنے جاؤ گی اور جمال پر نگاہ پڑی گی یہ جوش و خروش موقوف ہو جائیگا بہ دل و جان اطاعت کرو گی برقان نے کہا کہ امیر ملعان میرے ساتھ چل کر تماشا دیکھو کہ کیونکر قصر کو خالی کر آتی ہوں اگر ذرا بھی تاہل کریں گے تو انکی مدت ہی ملعان نے کہا کہ امیر برقان ایسے کلے زبان سے نہ کالو برقان نے کہا کہ میں تو اُنکے منہ پر کسوٹی کہ یا خداوند تم جھوٹے ہو جو کچھ کہا اُسکے خلاف ہوا کتاب سوانحات کو منسوخ کیا اُسی کے احکام ہو رہے ہیں وہ کتاب منسوخ نہیں ہوئی اب دیکھیے کیا کرتے ہیں امیر ملعان اب جسدن طسم کشا آئیگا وہ لڑائی پڑی گی کہ قدرت کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا بہت پریشان ہونگے بادشاہ طسم و عرفان زار سے نامہ و پیام ہو رہا ہو یہ بھی جمشید نے لکھا تھا کہ میری خدائی کمزور ہوئی طاقت و خداوند کے پاس آنا چاہتا ہوں اگر مجھ سے تم سے بن پڑی گی تو تم دو نوں ایک ہوئے ملعان نے کہا کہ کیون امیر برقان جب دو خداوند میل کریں گے تو اُن سے کون مقابلہ کر سکیگا دو تقدیریں دو تدبیریں ہوں گی آخر برقان نے جام پیا ملعان نے اشارہ کیا ایک گائے بکر بیٹھی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

<p>منتظر ہم بھی ہیں قیامت کے پہلے معنی سمجھ لو خلوت کے + سود کھائیں تمھاری صورت کے اس میں پہلو ہیں میری راحت کے بعد کیا ہوگا پھر قیامت کے کہ اُسٹھے کیا خلافت عادت کے یہی دو کو چے ہیں محبت کے صدقے میں تیری اس مروت کے سب ہیں امید و ارخصت کے یہ نئے ڈھنگ ہیں شکایت کے</p>	<p>یہ اشارے ہیں چشم حسرت کے + غیر کا دھیان تک نہ وصل میں ہو چلو آئینہ خانے میں تم کو + سوچ کر رنج دیجیے دل کو حشر کرنے کو کہتے ہو اچھا ہم سے اقرار وصل تم نے کیا پھر و آنکھوں میں دلمین راہ کرو دل نہ پھیرا کہ ہو گی دل شکنی ہجر میں صبر و ہوش و تاب و توان شکر بھی کیجیے تو کہتے ہیں +</p>
---	---

گالیاں کھا رہے ہو انکی جلال ۱۰ | کتے بچو کے ہو تم محبت کے ۱۰ |

برقان بیٹھی جھوم رہی ہو لمعان نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو یہ ہوش میں آجائے ہاتھ بگڑ کر کہا کہ اے ملکہ عالم نخلیے میں چل کر بیٹھو کچھ راز دنیا ز کی باتیں ہوں برقان نے جھلا کر جواب دیا کہ کیوں او بے حیا تو نے اسی واسطے مج کو بلایا تھا خبردار ایسا خیال دل میں نہ لانا ورنہ خون کے دریا بہا دوں گی لمعان نے کہا کہ میں تو تمہیں نہ جانے دوں گا قدموں پر گر ونگا چاہتا ہوں کہ آج مشرف ہوں یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر تخت پر سوار تاج سر پر رکھے ہوئے چند مصاحب گرد و پیش تخت کو اڑائے ہوئے جانا تھا گانے کی آواز جو سنی جھک کر دیکھا کہ ملکہ برقان بیٹھی ہیں یہ جادوگر موسوم بہ احراق جادو برقان کا آشنا ہی برقان کو دیکھ کر اُتر آیا کہا اے ملکہ عالم ہم کئی دن سے تمہارے مشتاق ہیں مگر تم نے سرفراز نہیں کیا میں تمہاری تلاش میں نکلا تھا یہاں کیونکر تشریف لائیں برقان نے کہا صاحب میں کیا بیان کروں کہ کس مصیبت میں ہوں میرا گھر برباد ہوا بی مہران نکل گئیں نور الدہر پر عاشق ہو گئیں مجھ سے قلعہ برقا نیہ چھوٹا اب جاتی ہیں کہ جا کر جمشید کو سزا دوں قصر ہفت رنگ میں نہ رہنے دوں احراق نے کہا کہ اے ملکہ عالم آپ کو خداوند سے کیا دشمنی ہے یہ سنکر برقان نے کہا کہ ہماری ایک دوست کو ستایا ہو اُسی نے ہم کو حکم دیا ہے کہ جا کر جمشید کو قصر سے نکال دو لیکن کیا کہوں میان لمعان صاحب نے نیا فقرہ کیا کہ مجھ کو روک لیا اور طالب وصل ہوتا ہے میں اب تک اپنے کو بچا یا تم آگئے یہ بڑی بات ہوئی احراق نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ کیوں اے لمعان تم سے یہ امید نہ تھی کہ ہمارے ناموس پر نگاہ ڈالو لمعان بھی نشے میں تھا اسنے بگڑ کر جواب دیا کہ کیوں بھائی کیا نقصان ہوئے کیا بُرائی کی سحر و کے مذہب میں دستور ہے کہ ایک عورت دس ساحروں کے قبضے میں رہتی ہے کوئی حرج نہیں ہوتا اے احراق تم کیوں بُرا مانتے ہو اگر ایسا ہو بھی جانا تو کیا نقصان تھا ملکہ نے بیکار شکایت کی اسکا غم نہ کرو اب ہم سوال نہ کریں گے احراق نے کہا کہ او بے حیا یہ کیسی باتیں کرتا ہے تجھ کو شرم نہیں آتی وہ ساحر کون ہیں کہ جنکی عورت

دس ساحر و نکلے پاس جاتی ہو رہے تھے تو آج تک ایسا نہیں دیکھا عصمت کا سبکو خیال ہوتا
 ہوا ایسا نہ ہو کہ مجھ کو غصہ آجائے لمعان نے کہا کہ اونا دان عورت کے واسطے فساد کرتا
 ہو میں کیا تجھے کم ہوں اگر مقابلہ پڑیگا تو بہت ناچار ہو گا زوج کو تیری قبضہ میں کرونگا
 اور تیری گردن پکڑ کے نکال دوں گا احراق اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ او لمعان کیوں
 اس قدر گھمنڈ کرتا ہو ساری صحبت کو تیری خاک میں ملا دوں گا لمعان بھی اپنے مقام سے
 اٹھا دونوں میں تکرار ہونے لگی کچھ کنیزیں بیچ میں آئیں اصلاح کرانے لگیں دونوں
 کو سمجھاتی ہیں مگر برقان نے جو دیکھا کہ محفل میں ہنگامہ ہوا چپکے سے اٹھی اور سناٹا بھر
 نکل گئی بعد جانے برقان کے احراق نے پلٹ کر دیکھا گھبرا کر کہا کہ برقان کہاں گئیں
 کنیزوں نے کہا کہ طرف صحرا کے گئی ہیں احراق نے کہا کہ بڑا غضب ہوا میں اُن سے
 بات بھی نہ کرنے پایا کیا سمجھ کے چلی گئیں او لمعان اس وقت کی تکرار کا خیال نہ کرنا
 ہنسنے لگا مگر انہیں جانا اسکا ذکر برادری میں نہ آئے ورنہ حقہ پانی بند ہو جائیگا لمعان
 نے کہا کہ میں کیا ایسا بے وقوف ہوں کہ ایسے معاملات کا ذکر برادری میں کروں گا کہ
 بدنامی ہو یہ کہہ کر احراق تلاش میں برقان کی چلا مگر برقان راہ کو طو کر کے قریب
 قصر جمشیدی پہنچی لشکر جو جمشید کا اُترا ہوا دیکھا ایک طرف آکے سحر کرنے لگی اگر
 برساد ہی جب شعلہ گر اساحر جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے اہل لشکر فریاد کرنے لگے
 جمشید سخت پر بیٹھا تھا یہی ذکر کر رہا ہو کہ یار و میسرے مرحلے پر جا کر طلسم کشا ضرور قید
 ہو گا کہ آواز فریاد کان میں آئی مگر اگر کہا کہ ارے یہ کیا آفت ہو ہر کارے دور
 ہوئے آئے کہا یا خداوند ملکہ برقان لشکر کو آپ کے قتل کر رہی ہیں اور آپ کے
 نام پر ہزاروں گالیوں دیتی ہیں اور جھوٹا خداوند کہتی ہیں ہر چند کہ اہل لشکر
 منع کر رہے ہیں کہ ہم کو قتل کرو مگر قدرت کو بُرا نہ کہو مگر وہ نہیں مانتیں اور کہتی ہیں
 کہ اُس جھوٹے کو بھلاؤ میں اُسکے رو برو کہوں کہ تو جھوٹا خداوند ہو تب اُسکو معلوم
 ہو گا کہ جھوٹا کون ہو سچا کون ہو سچا خدا مسلمانوں کا ہو جو اُس سے دعا کرو وہ مستجاب
 ہوتی ہو جو مسلمان کہتے ہیں وہ سب ٹھیک ہو خدا وحدہ لا شریک ہو درحقیقت

لات و منات سامری و جمشید طیطامیٹا دم جمیشہ خداوند بقیا سے زربین تن
و منارہ نشین وغیرہ سب باطل تھے بجا دعویٰ خدائی کیا آخر مسلمانوں نے کس نکت
سے ان کو مٹایا فرنگستان میں دیو خدائی کرنا تھا حمزہ نے اُس کو کس زور و شور سے
مارا کہ بھاگتا پھرا مگر ملت نہ پائی آخر کو قتل ہوا سامری و جمشید ذلیل ہو کر دنیا سے
اُٹھے یہ کیسے خداوند تھے کہ جنکو موت آگئی اس طرح کی دلیلین برقان کر رہی ہو کہ کوئی
جواب نہیں دیتا ہر ایک کا یہی قول ہو کہ ملکہ برقان سچ کہتی ہو جمشید تخت سے اُٹھا
باہر آکر دیکھا کہ برقان بائین کرتی جاتی ہو اور آگ برسا رہی ہو لکارا کہ او برقان یہ
کیا حرکت ہو کیون دیوانی ہوئی ہو میں سمجھ گیا کہ تو کسی کے سحر میں ہو ورنہ ایسی معتقد
یون آوارہ ہو مگر جسے تجھ پر سحر کیا ہو اگر وہ مل جائے تو ٹکڑے ٹکڑے کر دین زندہ نہ
چھوڑ دین برقان نے جو در سے جمشید کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او چھوٹے بیجا
خداوند قصر ہفت رنگ کو خالی کر ورنہ قصر گرا دینگے جمشید نے کہا کہ میں تو قصر سے
نہ نکلوں گا اتو سہی دیکھو نہ کیا کرتی ہو برقان نے کہا کہ ارا جمشید نے اُن کو لکھ لکھ
زمین پر گرا پھٹ کر لکھی سا حروں کو پناہ دینا ہے اس نے کہا کہ ارا جمشید نے اُن کو لکھ لکھ
جمشید بڑی خطا کرتا ہو میرے پاس ہے جمشید نے کہا کہ ارا جمشید نے اُن کو لکھ لکھ
کو بہت سمجھایا مگر برقان کڑک کر کہی کہ جمشید نے اُن کو لکھ لکھ
ہاتھ ہلا دیا ایک برقی گری کہ برقان کے سر پر گر کر اس کے سر سے برقی ہو برقان کے
بڑا ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن برقا ہر برقا ہر برقا ہر برقا ہر
زا نو پیٹ لیا کہا دیکھو صاحبو کیا غضب ہو اپنے بندوں کو نہ ہی قتل کرتا ہوں
کچھ معلوم نہ ہوا کہ اسپر کیا افتاد پڑی کہ یہ مہریت ہو کر آئی اس سرکشتی کو دیکھو کہ
قدرت سے قصر ہفت رنگ خالی کراتی تھی اب میں نے سزا دی عدم میں بہت
تڑپے گی جب فرشتے عذاب کریں گے اور کہیں گے کہ قدرت سے لڑی تیرا مقام ہم
ہو تب افسوس کریگی کہ چند سا حروں گوارے ہوئے آئے کہا یا خداوند برقان کا ملک
تباہ ہوا مہران آفتاب جمال مٹی اُسکی نورال بہر پر عاشق ہوئی اور بری برقان کو

بہار اعجاز بیان نے دیوانہ کیا نہیں معلوم بی ہرقان کمان گئیں جمشید نے کہا جو کچھ ہوا سو خوب ہوا مگر اس مجمع سے ایک ساحر اٹھا کہ اُس کا نام شمعون مردم در ہوئیں کہ کہا کہ یا خداوند یہ صدمہ تو مجھ کو پہنچا مہراں سے میری نسبت تھی یہ سال شادی کا تھا میں جا کر مہراں کو لاتا ہوں یہ کہ کہ شمعون چلا مگر مہراں آفتاب جمال بارگاہ نور الدہر میں رہتی ہو ہر اے انتظام لشکر نکلی تھی کہ شمعون آسمان پر تھرایا اور نعرہ کیا کہ منم شمعون مردم در ای مہراں بڑا غضب کیا کہ مسلمانوں میں آکر بیٹھی ہو میں تم کو لینے آیا ہوں تڑپ کر گرا کر میں مہراں کی پنجہ دے کر بلند ہوا میثاق نے جو یہ آواز سنی بارگاہ سے نکل آیا دیکھا ایک ساحر نہایت بد مزاج بلکہ جاہلون کے سرکاتاج مہراں کو پنجہ میں دبا کے ہوئے لیے جاتا ہی میثاق نے چاہا سحر کر دین مگر شمعون بہت بلند ہو گیا تھا سحر نہ کر سکا شمعون نکل گیا میثاق نے آکر دیکھا کہ نور الدہر سوار ہونے کی تدبیر کر رہے ہیں شیرنگ مرکب تیار کر کے لایا ہی میثاق نے کہا کہ کیا ارادہ ہے نور الدہر نے کہا کہ میرا ارادہ ہے آج بارگاہ جمشید میں جا کر دریائے خون بہا دین کہ جمشید کو بھی معلوم ہو کہ مہراں کے گرفتار کرنے سے یہ فساد ہوا میثاق نے کہا کہ آپ تامل فرمائیں غلام جا کر مہراں کو لاتا ہی ایک طرف سے سردار حسینان آئین اور ایک طرف سے بہار اعجاز بیان اور ایک طرف سے ملکہ یاسمن آئین میثاق کو اشارہ کیا کہ تامل کرو شاہزادے کو سمجھاؤ میں جا کر مہراں کو لاتی ہوں یہ کہ کہ ملکہ یاسمن چلین یاسمن کے بعد سردار حسینان بعد انکے بہار اعجاز بیان چلین غرض کہ یہ سب شاہزادیان فرداً فرداً روانہ ہو گئیں میثاق نے کہا کہ ای شہریار آپ تو تشریف رکھیے مجھ کو ڈر ہو کہ ایسا نہ ہو کہ یہ سب شاہزادیان جا کر پھنس جاویں جمشید کا کوئی ہم بند نہیں ہو وہ بلاے روزگار ہو کہ اگر سحر کرے تو زمین کو ہلا دے مگر اُس پر بد اقبالی سوار ہو ہر مقام پر شکست کھاتا ہی غلام جاتا ہی اور جا کر رہائی مہراں کی تدبیر کرتا ہی نور الدہر کو سمجھا کر کمر کھلائی اور میثاق بھی چلا مگر شمعون مہراں کو لیے ہوئے دربار جمشید میں

پہونچا کہا یا خداوند میں اپنی معشوقہ کو لایا جمشید نے کہا زبان میں سوزن تو دے لو
 ہوشیار ہوتے ہی فساد کر لگی شمعون نے زبان میں مہران کی سوزن دیکر ہوشیار کیا
 مہران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار میں جمشید کے پایا بیقرار ہو کر آہ کی کہا اور شمعون
 تو حجاب کو کیوں لایا مجھے جو منظور تھا وہ میں کر چکی اب میں جمشید پر لعنت کرتی ہوں جمشید
 نے جو یہ لفظ سنا جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوا شمعون منتہین کرتا ہوا
 کہ یا خداوند میری معشوقہ کو نہ قتل کیجیے میری اسپر جان جاتی ہو جمشید نے کہا یہ
 بدزبانی کرتی ہو تو اب دخل نہ دے میں اور کسی شاہزادی سے تیری شادی کرونگا تو کیوں
 گھبراتا ہو شمعون تو خاموش بیٹھا ہوا اور جلاد نے گردن پر کوسلے کا خط دیا آؤ اڑیں تیار
 ہو کہ یا خداوند سمجھ کر حکم دیجیے گا ایسا نہ ہو کہ بعد قتل آپ کہیں زندہ کر دو میں زندہ
 کرنے پر قادر نہیں ہوں مگر مہران نے جو دیکھا کہ وقت قتل قریب ہوا اب کون بچا ایسا
 بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا پکار اٹھی کہ اے رحیم و کریم اس آفت سے بچالے
 وای حاضر و ناظر وای نگہبان میں خوب جانتی ہوں نظم

خداے حافظ و ناصر کند نگہبانی بکوه دشت و بیابان چارسوئے زمین بحال بندہ ناچیز دسیدم شب و روز بہ شرق و غرب دہر تازہ روشنی ہر روز بیاب دولتِ خدا م بارگاہ اکہ خداست مالک و مملوک عالم دنیا چون نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند چو در عبادت معبود میکند غفلت رسد بمطلب خود طالب خدا ہندی	بوقت مشکل و رنج و غم و ہریشانی سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی شود عنایت مولا و فضل ربانی چو آفتاب در خشنودہ ظل سبحانی کند سکندر و درار اہیشہ درباری خداست باقی و جن و بشر ہمہ فانی بشکل آئینہ از حسن و خرمیش مانی شود ز بندہ نادان کمال نادانی ز مع گوئی و دستاخی و ثنا خوانی
---	---

جلاد نے چاہا ہاتھ ماروں کہ ایک برق کرک کر گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے یا سمن
 تڑپ کر گری مہران کی کمر میں پنجہ دے کر بچلی جمشید نے جو دیکھا کہ یا سمن مہران کو

لیے جاتی ہو آواز دی کہ ادیا سمن کمان جاتی ہو یا سمن رُ کی جمشید نے سحر کیا یا سمن بھی
 طرف زمین کے غلطان و بچان چلی مگر مہران کو نیچے سے نہیں چھوڑتی کہ پہلو سے نعرہ ہو
 منم سردار حسیدان آکر یا سمن کو روکا اور سحر کیا کہ لشکر جمشید میں آگ لگ گئی
 جمشید نے آگ بجھائی اور سحر کیا کہ سردار حسیدان بھی لڑکھڑائیں کہ دوسرے پہلو
 سے نعرہ ہوا منم سہارہ عجائب بیان آتے ہی گلہ رستہ مارا کہ پھول برسے لگے جمشید
 نے کہا کہ کیا مشکل ہو کہ یہ شاہزادیاں سرکشی کرتی ہیں ان کو قتل نہیں کر سکتا مجھے
 امید ہے کہ جب طلسم کشا کو قتل کر دوں گا تو یہ سب شاہزادیاں عمدہ ہاسے جلیبہ پر ممتاز
 ہونگی کیا کہوں کیسا قلق ہوا شاہزاد یوں کا نکل جانا دربار میں سناٹا ہو گیا مگر
 آج ان سب کی گردن لیتا ہوں یہ کہہ کر ماش کے دانے پھینکے اور آواز دی کہ اے
 عجائب نگار یہ شاہزادیاں جانے نہ پائیں مجھے ان سب سے بدلہ لینا ہوا ایسا
 نہ ہو کہ کوئی قتل ہو جائے تو قدرت ہی کو صدمہ ہو گا کس ناز و نعم سے انکو پرورش کیا
 اور دخل صحبت ہوئیں یا ایک ایک نکل گئیں شمع جمال طلسم کشا کی پروانہ ہوئیں دیکھو کس
 زور و شور سے آئی ہیں چاہتی ہیں کہ مہران کو لیجا دیں لیکن میں نہ جانے دوں گا دیکھو
 تو یہ سب کیا کرتی ہیں عجائب نگار کہہ کر جو جمشید نے پکارا ایک جوان سیرو آیا
 ہاتھ میں آئینہ تھا اُس نے پکار کر آواز دی کہ اے شاہزادیو ذرا آئینہ ملاحظہ کرو جسے آئینہ دیکھا
 وہ حیران ہو گئی یہی ارادہ ہو کہ جمشید کے قدموں پر گروں سب ٹھہر گئیں جمشید سے
 اشارے کر رہی ہیں کہ یا خداوند ہماری خطا معاف فرمائیے جمشید بھی اشارے
 کر رہا ہو کہ آؤ چلی آؤ تم سب بے خطا ہو میں نے خطا تمہاری معاف کی شاہزادیوں
 کا ارادہ ہو کہ سامنے جمشید کے حاضر ہوں کہ ایک صدا سے صیب آئی نعرہ ہوا کہ
 منم میثاق کوہ گردان او جمشید کیا شعبہ سے دکھارہا ہے یہ کہہ کر گولہ مارا وہ جوان
 سیرو جو آئینہ لیے کھڑا تھا میثاق کی طرف چلا جا ہا کہ آئینہ دکھاؤن میثاق نے
 آئینہ چھین لیا اسی رنگی کو دکھا دیا رنگی آئینہ دیکھتے ہی دیوانہ ہوا اتنا تھا کہ او جمشید
 تو نے آج تک منجھو شعبہ سے میں پھنسا کر دکھا خدمت آئینہ داری مقرر کی آئینہ نکل گیا

میں اس خدمت سے معزول ہوا مگر نیکو سزا دوں گا یہ کہتا ہوا کودا چا ہا جمشید کو ہاتھ ماروں جمشید نے کلائی تنہا کر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر زنگی کا دور جا کر گرا مرتے ہی زنگی کے سب شاہزادیوں کو ہوش آیا اب تو شاہزادیوں نے سحر کی بوجھار کر دی بہمارا عجائب بیان نے شمعون پر نکل رستہ مارا کہا اوجھیا تیری ذات سے یہ فتور برپا ہوا نکل رستہ پھینک کر ہاتھ بھی ہلا دیا ایک برق گری کہ شمعون کے دو ٹکڑے ہوئے میثاق نے بکار کر آواز دی کہ اے شاہزادیو بلوڑ زیادہ سرکشی نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ جمشید تم کو گرفتار کر لے تو باعث خرابی ہو افسروں نے مل کر بلوہ کیا شاہزادیوں کو روکنے لگے ہر چند کہ جمشید منع کرتا ہو کہ تم لوگ سحر نہ کرو مگر ایک افسر نے مانا ایک گولہ طرف پاشمن کے پھینکا یا شمن نے گولہ کا ٹاڈہ گولہ پلٹ کر اسی افسر پر پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے افسر کے مرتے ہی جمشید گھبرا گیا اور بکار کر کہا کہ اے میثاق اب نکل جا ورنہ زمین ہلا دوں گا وہ سزا دوں گا کہ عمر بھر یاد کرو گے اپنی سرکشی کی فریاد کرو گے میثاق نے سب شاہزادیوں کو ساتھ لیا اور بہا سے اشارہ کیا کہ اب نکل چلو سب شاہزادیاں میثاق کے ساتھ چلیں میثاق نے آگے آگے اس زور و شور سے سب شاہزادیاں نکلیں کہ بیرون بارگاہ سب لشکر اُترا ہو مگر کسی نے دخل نہ دیا سمجھ کہ اگر روگین گے تو یہ ہم پر برس پڑیں گی سب شاہزادیاں میثاق سحر کرتے ہوئے چلے لاکھوں ساحر قتل کیے مگر لشکر میں سناٹا ہو کوئی سحر نہیں کرتا خائف ہیں کہ ہم بولے اور مارے گئے یہاں نور الدین ہر یاد میں حمران کی پریشان ہو رہے تھے کہ میثاق وغیرہ آکر پہونچے عرض کی کہ اے شہر یار بڑا معرکہ بڑا آج جمشید بہت ذلیل ہوا خود بکار کر کہا کہ نکل جا ورنہ زمین ہلا دوں گا ہم لوگ لڑتے بھڑتے آگے نور الدین ہرنے کہا کہ اے میثاق بادشاہ کی تو خبر لو کہ ان پر کیا گذری مرحلہ ثالث پر گئے ہیں میثاق نے کہا کہ غلام جانا ہو پکا کر میثاق روانہ ہوا مگر بادشاہ حجابہ جو نقب میں داخل ہوئے ایک صحرائے دلکش میں پہونچے ہوا زور سے چل رہی ہو کہ درخت گر رہے ہیں بادشاہ کے پاؤں نہیں

تھمتے آخر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ سامنے بالائے کوہ پر باد انگیز بیٹھا سحر کر رہا ہے
اُسکے مرنے پر یہ ہوا موقوف ہوگی سعد نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر بشل عجیب
وغریب بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے جب دو ہتھکڑیاں تار تار ہو کر ہوا زیادہ ہوتی ہی بادشاہ نے
لکارا کہ او باد انگیز خبردار ہوشیار ہو جا باد انگیز اٹھا اور سحر کیا پر پرواز پیدا ہو
چاہا اڑ کر نکل جاؤں بادشاہ نے تیر مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گذرا مرتے ہی باد انگیز
کے ہوا سے تند موقوف ہوئی بادشاہ کھڑے ہیں صحر کو ملاحظہ کر رہے ہیں کہ صحر اسے
گرداڑی دیکھا ہزار ہا ساحر ایک تخت کو تل لیے ہوئے آتے ہیں سامنے آکر بیٹھنے
اور وہیں ہر اتر پڑے ٹھوڑی دیر میں نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا تخت پر
ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل ہی تخت اڑائے ہوئے آتی ہی ٹیکار تھی ہوئی کہ
ای ملازمان مابدولت تھمتے غضب کیا کہ اس مقام پر اتر پڑے ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا
فساد کرین میں تو ان کی مشتاق ہو کر آئی ہوں کہ ان کو دربار میں جمشید کے پوچھاؤں
جب جمشید مارا جائیگا تب یہ جھگڑا ہر طرف ہو گا میں تامل نہ کرونگی یہ کہ کہ تخت سے اترتی
خرامان خرامان سامنے بادشاہ کے آئی جھک کر سلام کیا عرض کی تشریف لے چلیے
سب آپ کے مشتاق ہیں آپ کا مذہب اختیار کیا گھر بار کو آپ پر نشانہ کیا شاید
آپ نے ذکر سنا ہو میرا نام شعلہ آتش ہو میں اس واسطے آئی ہوں کہ آپ کی
اطاعت کروں یہ کہہ رہی تھی کہ پہلو سے ایک آواز مہیب آئی کہ منم سکان خارہ شکن
او گیسو بریدہ طلسم کشا سے میل کر رہی ہو یہ کہہ کر وہ رنگی گر اور کمر میں اس نازنین کی
پنچہ دیا کتنا ہوا لے چلا کہ او ظالم تو سب کی دشمن ہوئی اب حال گھلیگا قدرت خور قتل
کرین گے تجھے زندہ نہ چھوڑیں گے اب یہ لشکر اسی مقام پر تباہ ہو گا وہ نازنین
غل مجا پاتی ہو کہ اسی شہر یا اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے مجھ کو یہ لیجا کر قتل کریگا زندہ
نہ بچو نگے یقین ہے کہ کبھی آپ کو کبھی یاد آؤں تو مزار غریبان پر آئیے گار و شاد ہوگی
قبر میں بھی آپ کی یاد ہوگی بادشاہ حیران ہوئے کہ اس نازنین کو کیونکر بچاؤں
اور کبھی مقرر ہو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہو

سرو ٹکڑا تا ہوں اٹھ اٹھ کر دو در و دیوار سے
دو قدم چلنا نہیں مکن تمہارے زار سے
مشورہ ہو اندرون کیا چرخ کج رفتار سے
صورت فرما دگر اتنا ہوں سرگسار سے
دیکھنے والے مجھے دیتے ہیں نسبت خار سے
کس طرح نکلیں بھلا ہم خانہ خار سے
چاہیے پر ہیزا کی عیسیٰ نہ مجھ بیمار سے
دانست ہنسنے میں جو ہیں چکے در شہوار سے
کچھ غرض ہم کو نہیں مطلب ہی اپنیار سے

رات کو خانی مظان پاتا ہوں جس میں یا
کسی کے اشارے کو کوچے میں آئے کس طرح
اس قدر کج ادا کج خلق ای صہبہ نہ تھے
جب سے وہ شیریں ادا آنکھوں سے پہنان ہو گئی
بہرین اُس رشک گل کے زار ایسا ہو گیا
اشتر زنی کی محبت میں رہیں کیونکر مست
انتہی کا ہو وقت اک دم حال آکر دیکھ لے
آہر و ساک گھر کی خاک کر دی آپ نے
گو کہ ای سحوت زلمے میں ہزاروں حسین

سعد شہر بار تڑپ کر رہ گئے وہ نہنگی سیہ رو اُس بہ جین کو لیکر نکل گیا سعد بارگاہ
میں آئے سب اہل فوج تو جا چکے تھے بارگاہ میں جا کر سناٹا پایا لوح کو نکال کر دیکھا
نوشہ پایا کہ پہلو میں اسی بارگاہ کے ایک سنگ کلان ہو بس اُسکو اکھیر دہنہ
نقب کا پیدا ہو گا مگر بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کرنا ورنہ دھوکا کھاؤ گے سعد
نے آکر سنگ کو کئی فرسنگ پھینک دیا دہنہ نقب کا ظاہر ہو اسعد نے دیکھا کہ
ایک صحراے سبز زار ہی ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں سعد کو دیکھ کر وہ
طائر اڑے بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سب طائر جمع ہو کر سامنے باغ تھا اُس میں داخل ہو گئے
بعض طائر اڑ کر باہر آتے ہیں سعد کو اشاروں سے بلاتے ہیں بعد باغ میں آئے
دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہو چار طرف سے بوئے گلاب آرہی ہو کہ ایک طرف سے
آواز آئی کہ ای شہر یار اس کنیز کو بچا لے سعد نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نخل سے
وہ ہی نازنین بندھی ہو اور پکار رہی ہو کہ ای شہر یار اس کنیز کو بچا لے آپ ہی کے
جرم عشق میں مجھ کو باندھ کر خنجر بران لینے گیا ہو آکر قتل کر چکا مگر یہ لونڈی جان نثار
کر تی ہو یہ بھی میری تقدیر کہ وقت پر آپ آگئے اب مناسب یہ ہو کہ مجھ کو لہجے
سعد اُس بہ جین کو دیکھ کر سیر ہو گئے فرماتے تھے کہ ای دل آرام اُس ظالم کے

قلب نے کیونکر گوارا کیا کہ تجھ ایسی مہجین کو باندھ گیا اُس نازنین نے جواب دیا کہ اب آسان ہو مجھ کو لد تیجھے میں آپ ہی کے ساتھ رہوں گی پھر کسکی مجال ہو کہ جھپڑ دست انداز ہو میں نے بڑی نادانی کی کہ آپ کی ملاقات کو چلی آئی فوج سب برگشتہ ہو گئی کسی نے ساتھ نہ دیا ہر ایک کا یہی قول ہو کہ مسلمان کا کون ساتھ دے خداوند مجشید کو فراموش کیا ایسا محبت سعد شہر یار نے جوش کیا سعد سے کہا کہ میں آتا ہوں یہ کہہ کر تلوار نیا م سے کھینچی کہ رسین کاٹ دوں کہ سامنے نخل کے اوپر دیکھا کہ ایک طائر زعفرانہ سرائی کر رہا ہے سعد نے سر اٹھا دیا اُس طائر نے آواز دی کہ امی شہر یار خیر دار نہ کھولے گا آپ نے اسکو کھولا اور آفت بہرہ یابی وہ آفت کسی کے ٹالے نہ ٹلیگی لوح قہقہے سے نکل جائیگی اسکو قتل کیجیے اگر میرے کہنے کا اعتبار نہ ہو تو لوح ملاحظہ فرمائیے سعد کے وہ نازنین بھر غل مچانے لگی کہ ایسے معشوق سنگ دل کہیں نہ ہونگے ذرا سا ہاتھ ہلانا غیر ممکن ہو سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ طائر وہ ہی جتنیہ ہو براہ دوستی کہتی ہو اب حلا سے قتل کر و دیر ہونے میں اور کچھ خوف ہو لوح شہر یار نے چھوڑ دی قہقہے پر ہاتھ پڑا ہوا بڑھے کہ اسکو ایک ہاتھ مار دوں لیکن جیسے ہی ہاتھ اٹھا یا آسمان پر دھٹا ہوا ہاتھ پائون بادشاہ مجاہد کے کانپ گئے دیکھا وہ زنگی غلغلہ کرتا ہوا آتا ہو دمیدم پکارتا ہو کہ امی طلسم کشا خبر دار اسے قتل نہ کرنا یہ کہہ کر تڑپ کر وہ زنگی گرا اور کمر میں پنچہ دے کر لے بھاگا وہ نازنین چلائی کہ امی شہر یار اب تو صبر آیا کہ ہم کو لیے جاتا ہو دیکھیے کس عذاب سے قتل کریگا ٹھوڑے ہی عرصے میں وہ زنگی اُس نازنین کو لیکر بلند ہو گیا نظروں سے غائب ہوا سعد شہر یار نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ سر اسر خطا کی کہ اُس عورت کو نہ قتل کیا کہیں دھوکا نہ کھانا اُسی نخل کو جا کر اُکھیرو سعد نے بڑھ کر وہ نخل اُکھیرا جوں ہی نخل گرانج سے اُسکی شعلے نکلنے لگے دیکھا کہ ایک اثر درآتش فشان قلابہ آتشین منہ سے چھوڑتا ہوا اشارے کر رہا ہو معلوم ہوتا ہو کہ بلاتا ہو سعد نے اپنے تین دہن

از درین گرا دیا مگر اسم حاشیہ لوح و رد زبان ہی معلوم ہوا کہ مین بلندی سے کود از مین بہ
 پائون قائم ہوئے دیکھا کہ ایک کوہ بلند ہی کہ سر اسکا آسمان سے ملا ہو مین اُس بہ
 کھڑا ہون کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہر یار میری عصمت بچا لیجیے دیکھا کہ ایک
 تختہ سنگ ہی اسپر وہ ہی نازنین بیٹی ہی اور وہ ہی رنگی اُسکو ستارہا ہی وہ نازنین بیٹی
 رہی ہی سعد شہر یار تلوار کھینچ کر پڑھے اُس رنگی نے پھر اُسکی کمر بینچہ دیا اور لے اُڑا
 اُس نازنین نے پکار کر آواز دی کہ ای شہر یار میری آبرو نہ بچائی اب نہیں معلوم یہ کہا
 لیجا لیگا سعد نے کان کیا فی کا ندھ سے اتاری جا ہا کہ تیر مارون اور تیر مارا ایک
 طائر سامنے آگیا اُسکے سینے کو توڑ کر تیر یار گذر اطا کر زمین پر گر اتر پ تر پ کر تمام ہوا سامنے
 سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار ہی فوج پشت پر سامنے آکر اُس تاجدار نے
 لکارا کہ ای سعد شہر یار مجھے تو مقابلہ کیجیے تب حال کھلے کہ آپ کیسے طلسم کشا ہیں سعد
 یہ سن کر کوہ سے پھاند پڑے اُس بادشاہ نے فوج کو اشارہ کیا فوج سعد پر آپی سعد
 نعرہ کر کے لڑنے لگے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر پلٹ کر جو دیکھا لاش ندارد
 سعد حیران ہوئے کہ لاش کو کون اٹھا لیجاتا ہی دیکھا کہ وہ ہی تاجدار لاشون کو اٹھو کر
 ایک خمیہ استاد ہی اُس مین بھیجتا ہی وہاں لاشے جمع ہو رہے مین سعد لڑتے ہوئے قریب
 اُس تاجدار کے پہونچے تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا صد ہا تلوار مین سعد پر برسین
 مگر بسبب لوح کے کوئی تلوار جسم پر نہ پڑی جب تو سعد شہر یار نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا
 جب تلوار تر پ کر گری تاجدار کے دو ٹکڑے ہوئے ایک آندھی سیلہ چلی آواز آئی
 کہ کشتی مرا نام من تاجدار جاو دیو دایک طائر درخت پر بیٹھا تھا وہ یہ کہتا ہوا اڑا
 کہ ای طلسم کشا جب شعلہ کشتی کو قتل کرو گے تب یہ مرحلہ فتح ہوگا ورنہ یون ہی
 مارے مارے پھر و گے مقام افسوس ہو دو مقام پر اُسکو پایا اور قتل نہ کیا اب اُسکا
 ملنا دشوار ہو اب جو روشنی ہوئی تو فوج کو بھی نہ پایا وہ خمیہ کہ جسم مین لاشے رکھے تھے
 وہ بھی غائب ہوا سعد حیران تھے کہ اس عجائبات سے کیا مراد ہو لوح کو ملا لیا
 نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات جس مقام پر خمیہ نصب تھا اُس مقام پر

جا کر زمین کھودو ایک چشمہ پیدا ہوگا اُس میں غسل کرو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو سعد
نے آکر زمین و بانگلی خنجر سے کھودی بعد کھوٹی دیر کے ایک چشمہ آب پیدا ہوا کہ آب
صاف و شفاف موج مار رہا ہے سعد نے کپڑے اُتار کے کنارے حوض کے رکھے
لگو لو حین گلے سے نہیں اُتارین خوف ہے کہ ایسا نہ ہو میں لوح گلے سے اُتاروں اب کوئی
قبضہ کر لے تو کیسی مشکل ہو جیسے ہی غوطہ مار کر سر نکالا دیکھا چشمہ خشک پڑا ہوا اور لپٹا
ندارد سعد حیران ہو گئے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جب چشمہ خشک ہو خیال کیسے
دیکھنا کہ تختہ سنگ نصب ہو بقوت صاحب قرانی اُس سنگ کو اُکھٹنا ایک حمام ملیگا وہاں
بھی غسل کرنا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا سعد نے پتھر اُکھٹا ایک حجرہ سنگ و
تار یک ملا دیکھا ایک صندوق رکھا ہو قفل مار سیاہ اُسمین لگا ہے سعد نے ہاتھ
بڑھایا ناریا ہ نے پھنکار ماری سعد نے ہاتھ ہٹا لیا آخر لوح کا عکس ڈالا مار مرہ
ہو کر گرا صندوق کو کھولا دیکھا لباس طلسمی وزرہ طلسمی و خود طلسمی صندوق میں رکھا
ہو ایک پرچہ کاغذ کا اوپر رکھا ہے اُس میں مرقوم ہے کہ یہ لباس برائے طلسم کشا ہے
کہ مرحلہ جات بہ آسانی فتح ہوں سعد نے شکر پروردگار کیا اور وہ لباس زیب
جسم کیا جسم پر ٹھیک ہوا سعد حیران تھے کہ کیا کاہن و نجومی تھے کہ لباس سیاہم
کا حال کیونکر معلوم ہوا ایسے نہ تھے تو ایسے عجائب کیونکر بنا گئے زرہ یا قوت نگار
خود پر لباس نثار مثل برق چمک رہا ہے زرہ کے خالقون پر اسمائے الٰہی مرقوم ہیں
سعد زرہ کو پہن کر بہت خوش ہوئے فرماتے ہیں جب خدا فضل کرے اور لشکر میں
ہو بچنا ہو تو یہ زرہ لائق دکھانے کے ہے کہ ہم نے تختہ جات طلسمی میں اسکو پایا لباس
کو پہن کر جو دیکھا تو وہ حجرہ غائب ہو گیا صندوق بھی ندراد سعد وہاں سے نکل آئے
حیران حیران زرہ کو دیکھ رہے ہیں فرماتے ہیں خاندان ہائے زرہ پر اسمائے کیونکر لکھے
حقیقت میں کمال کیا یہ سوچتے ہوئے آگے بڑھے سامنے سے ایک دروازہ باغ کا
معلوم ہوا ہواے سرد آ رہی ہو طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں سعد شہر پار طرون
اُس باغ کے چلے بسملہ کہہ کر باغ میں داخل ہوئے دیکھا کہ گھاسے رنگا رنگ

شکوہ ہے بوقلمون سے تمام باغ آراستہ ہو سنبل بچان سے معلوم ہوتا ہے کہ محبوب
مطلوب نے زلف جھنبرین کو گھولا ہے سوسن صدر زبان تعریف باغ بین گوہر فشان لالہ
کلاہ کج رکھے ہوئے داغ کے چرخ روشن ہیں وہ ہی سب زینت گلشن ہیں چمن لیلیا
خوشنوا بہ زمزمہ سرائی یہ اشعار گارہی ہیں نظم

دکھلائے پھر نہ مجھ کو مقدر شب فراق
والد کاٹتا ہی مجھے گھر شب فراق
پوچھا نہ ایک دوست نے اگر شب فراق
دو چل گئے کلیجے پہ خنجر شب فراق
ترخون سے ہو گیا مرا بستر شب فراق
پوچھو نہ کچھ بس رہوئی کیونکر شب فراق
مجھ کو تھی اک برس کے برابر شب فراق
کس طرح میں نے کاٹی ہو رو کر شب فراق

کس سے کہوں کٹی ہو تڑپ کر شب فراق
ای ماہ روجو تجھ کو نہیں دیکھتا ہوں میں
تو کیوں ہو بقرار گذرتی ہو دل پہ کیا
جنبتش اُن ابروؤں کی جو یاد آگئی مجھے
رویا ہو جو دست حسائی کی یاد میں
آئی نہ مجھ کو نیند نہ چین ایک دم ملا
ہر ساعت اک عینہ تھا ہر بل تھا اک پہر
اُس شعر کی یاد میں مطوٰت بیان ہو گیا

یہ اشعار سن کر بادشاہ کو وجد ہوا آگے بڑھے مگر پیر ڈالتے ہیں کہ میں پڑتا ہی کہ میں
نخل کے سائے سے ہو کر نکلے جھونکا ہوا کا چلا وہ درخت گر بڑا بادشاہ نے اپنے
کو بچایا لیکن پائون پر ضرب آگئی اور آگے بڑھے تھے کہ آواز آئی او طلسم کشا کچھ تجھ کو
خوف نہیں ہو رہی چاہتا ہے کہ مرحلہ فتح کروں یہ مرحلہ شعلہ آتشخو کا ہے یہ بھی فتح ہوگا
اور کیا عجب ہے کہ مطلب شعلہ نکل آئے یہ نہ تصور کیجیے گا کہ ہم مرحلہ فتح کر لیں گے کیا
مجال ہے کہ جو اس مرحلے کو فتح کر لو جب مشکل پڑے گی تب حال گھلیگا سعد نے پلٹ کر دیکھا
کہ ایک غول بیابانی یہ کہتا ہوا جاتا ہے بادشاہ نے لکارا کہ او بیجا صحرا نور دیکھا
بیہودہ بکتا ہے وہ شعلہ آتشخو قحیہ کہاں ہو غول نے جواب دیا دو مرتبہ آپکا سامنا ہو
آپ کیا کر سکے اب بھی سامنے آئیگی تو کچھ نہ ہو سکیگا میرے تو مقابلے میں آئیے سعد
آگے بڑھے غول نے چو بدست لگائی بادشاہ نے چو بدست کو فلم کیا غول نے ایک
چیخ ماری ہزار ہا غول پیدا ہوئے بادشاہ پر حملہ کرنے لگے بادشاہ اُسے لڑ رہے ہیں

جس غول نے حربہ کیا بادشاہ نے اُسے قتل کیا اس طرح قتل کر رہے ہیں مگر لاش اُنکے
 نہیں معلوم ہوتے بادشاہ حیران ہوئے جب لڑتے لڑتے دیر گزری اور دیکھا کہ ہاتھ
 تھک گیا سوچے کہ ایسا نہ ہو تلوار چھوٹ پڑے بیقرار ہو کر دیباغین مانگنے لگے کہ
 اے کریم درحیم بلوے سے ان غول کو نئے نجات دے نظم

خدا یار است و ہمارا ست و محرم	خدا محبوب و دمساز است و ہمدم
خدا مشکا کشاے جن و انسان	خدا افتاح باب ہر دو عالم
خدا حاجت رواے و خلق محتاج	رفیق است و انیس حالت غم
خدا در کثرت و قلت عیان است	دہر جلوہ بہر بیش و بہر کم
خدا موجو در ہر چیز باشد	بہر وقت و بہر حال و بہر دم
گمے در ذرہ روشن کہ بخورشید	گمے در قطرہ حاضر گاہ دریم
گمے خندان بگلشن صورت گل	گمے بر سبزہ گریان مثل شبنم
گمے در ملکات گرد و سلیمان	گمے اسکن در گمے دارا گمے جم
گمے در شادی و عیش و مسرت	گمے اندر بکا و رنج و ماتم
زہر صورت خدا صورت نماید	نقاب از چہرہ انور کشاید

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی خیال میں آیا کہ لوح کو دیکھوں لوح کو ملاحظہ کیا
 اُس میں نوشتہ پایا کہ خیال کر کے دیکھو ان غولوں کے بیچ میں ایک مادہ غول ہی
 کہ وہ سحر کر رہی ہو اُسی کے سحر سے یہ غول بڑھتے جاتے ہیں غمرا گزریگی تو یہ کسی طرح
 کم نہ ہونگے بلکہ اور زیادہ ہوتے جا دیں گے جس طرح بنے اُسکو قتل کرو بادشاہ یہ
 مضمون دیکھ کر لڑتے ہوئے طرف مادہ غول کے چلے اُس مادہ نے پکار کر آواز دی
 کہ ہاں بھائیو اس جو ان کو لینا یہ جانے نہ پائے سب غول بادشاہ پر ٹوٹ پڑے بادشاہ
 غولوں کو قتل کرتے ہوئے قریب مادہ غول پہنچے اُس مادہ نے چوبدرست کا ہاتھ مارا
 بادشاہ نے دار کو قلم کیا سر کو ہٹا کر سر ہاتھ مار دیا مادہ غول کے دو ٹکڑے ہوئے
 مرتے ہی مادہ غول کے سب غول روئے پیٹے بھاگے اور کہتے تھے کہ ہاے ہماری مان کو

اس ظالم نے مارا ہم اب کہ انوجا وین بادشاہ بادوغول کو مار کر اور ان غولون کا فیصلہ کر کے آگے بڑھے کہ پھر رونے کی آواز کان میں آئی کہ جیسے کوئی ہلک ہلک کر کہتا ہو کہ امی کریم درحیم مجھے قید سے نجات دے ورنہ تڑپ تڑپ کر مرونگا بادشاہ نے جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ بارہ درمی سے رونے کی آواز آتی ہو اندر آکر کیا دیکھا کہ ایک نوجوان مسلسل دمطوق بیٹھا ہوا رو رہا ہو مگر ہتھکڑیاں اس قدر بھاری ہیں کہ ہاتھ پائوں میں جنبش نہیں سرنگون بیٹھا ہوا رو رہا ہو سعد نے قریب آکر فرمایا کہ امی گرفتار رنج و مصیبت کیا حال ہو اپنی سرگزشت بیان کر اس جوان نے رو کر کہا یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو کہ قنطورہ کوہ اسکو کہتے ہیں قنطورہ شیر میرا باپ وہاں کا بادشاہ ہو میں براے شکار آیا غول نے گرفتار کر لیا لا کر قید کیا شب کو مادہ غول آتی تھی اور طالب چل ہوتی تھی اول میں نے کئی دن انکار کیا جب وہ آمادہ قتل ہوئی تو جان کے خوف سے اسکا وصل قبول کیا شب بھر حیران کرتی تھی چھ مہینے کا زمانہ گزرا کہ اسی قید خانہ میں ہوں ایک روز عالم خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں امی جوان تاجدار ہر چند کہ تیری قید ایسی سخت ہو کہ رہائی ناممکن لیکن فلان روز یعنی آج کا بہتہ دیا تھا اور فرمایا تھا کہ طلسم کشا تشریف لائیں گے تجھ کو رہا کر دیں گے لہذا امیدوار ہوں کہ اس شہر یار کا گذر ہونا کہ اس آفت سے نجات پائوں سعد نے کہا کہ مبارک ہو جس غولنی نے تم کو قید کیا تھا اس کو میں نے قتل کیا اب تم کو رہا کرتا ہوں یہ کہہ کر ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹیں نوجوان تاجدار اٹھا سعد کے ہمراہ ہوا سعد ایکو ساتھ لیکر بارہ درمی سے نکلے ایک مقام پر آکر ٹھہرے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر نوجوان تاجدار رہا ہو تو اس سے پوچھنا کہ مقام مادہ غول کہاں ہو وہاں اور ایک نوجوان قید ہو سعد بن قباد یہ مضمون دیکھ کر نوجوان کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا امی نوجوان ان مکان مادہ غول کہاں ہو اس جوان نے عرض کی کہ امی شہر یار پہلو میں باغ کے ایک پہاڑ سر پہ فلک کشیدہ ہو اس میں درے متعدد ہیں ایک درے میں وہ رہتی ہو مجھ کو اکثر اپنے مقام پر لیکتی لہذا تشریف لیجیے سعد شہر پر

نوجوان کے ساتھ باغ سے نکلے درہ کوہ میں آکر دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل بیٹھا ہوا رو رہا ہو سعد نے اُسکو بھی رہا کیا نام پوچھا اُس جوان نے کہا کہ میرا نام گلزار تاجدار ہے مادہ غول نے مجھ کو گرفتار کیا تھا سالہا سال مجھ کو یہاں گزرے مگر آپ کے آنے کا مشرہ بزرگان دین نے سنایا تھا آپ کو یاد کرتا تھا شکرتا ہوں میں پروردگار کا کہ جس نے آپ کو یہاں تک پہنچایا اور میں نے رہائی پائی آپ کے ہمراہ ہونا بادشاہ گلزار کو ساتھ لیکر درہ کوہ میں سے نکلے یکایک ہوا سے تیز و تند چلی خبار بلن ہوا تمام صحرا میں اندھیرا ہو گیا وہ دونوں تاجدار گھبرا گئے کہتے تھے اے شہر یار اس تہلکے سے کیونکر جان بچگی بلا کا خبار بلن ہوا ہو کیسا اندھیرا ہو گیا ہو بادشاہ نے فرمایا کہ یہ عجائب و غرائب طلسم ہیں کچھ خوف نہ کرو یہ فرما کر لوح کو چمکایا آندھی برطرف ہوئی غائب غائب ہو گوشہ صحرا سے آواز نا قوس وغیرہ آنے لگی بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ گوشہ صحرا میں ایک دیرینا ہوا سکے دروازے پر صد ہا گھنٹ نواز و نا قوس نواز جمع ہیں سامان پوجا پاٹ ہو رہا ہو نوجوان تاجدار نے عرض کی کہ یہ دیر تو یہاں نہ تھا نیا دیر معلوم ہوتا ہو بادشاہ نے فرمایا لوح دیکھتا ہوں حال معلوم ہو جائیگا کوئی جان ایسا نہیں جو مخفی رہے لوح سب حال کھول دے گی یہ فرما کر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ در دیر پر جیسے جو لوگ پوجا پاٹ کر رہے ہیں اُنکو ہدایت کیجیے اگر آپ کی ہدایت نے تاثیر کی تو سب دائرہ اسلام میں آئیں گے ورنہ قتل ہونگے بادشاہ آگے بڑھے قریب در دیر آکر پہونچے ایک برہمن کلان پوتھی لیے بیٹھا ہو اشلوک پڑھ پڑھ کر مغنے بیان کر رہا ہو دیر میں ایک پتلہ سنگین تخت پر رکھا ہو بیان پر برہمن کے وہ پتلہ بھی سر ہلا رہا ہو بادشاہ نے اُس برہمن سے کہا کہ کیوں اونادان کیا سمجھ کے تو یہاں بیٹھا ہو پروردگار کی عبادت کر کہ انجام بخیر ہو اس پتھر کے پتلے کے سامنے کیوں اوقات ضائع کر رہا ہو ان گنواروں کو کیوں گمراہ کرتا ہو بہتر یہ ہو کہ پروردگار کو یاد کر کہ وہ کرم و رحیم ہو سميع و کلیم بھی لقب ہو نہ پہچاننے والا بے ادب ہو اگر تو راہ راست پر آئے تو میں تجھ کو اس قریے کا حاکم کرو نگاہ برہمن نے گھبرا کر کہا کہ آپ کون ہیں کہ جو

مجبو کو حاکم کر دین گے سعد نے فرمایا سر اٹھا کر برہمن نے جو سر اٹھایا جمال ہیتمال سعد
بن قباد دیکھ کر رقص کرنے لگا کہتا تھا کہ ای جو ان صاحب جمال ای چرخ برنری کے
ماد کمال آج یقین کامل ہو گیا کہ طلسم ٹوٹ جائیگا پھر کچھ سی مشکل ہو گی ہم آپ کے تابعدار
ہیں جو حکم کیجیے وہ بجالائیں یہ کہ کر زنا کر توڑ ڈالا گھنٹ و ناقوس جو بجانے والے تھے وہ
منہ پیٹ کر بھاگے خالی وہ برہمن رہ گیا کہتا تھا میں آپ کے ساتھ ہوں ٹھا کر جی کی
تصویر سے پوچھ لوں دیکھوں کیا فرماتے ہیں یقین ہو کہ منع کریں گے مگر آپ کا فرمانا میرے
دل کو تاثیر کر چکا اب میرا قدم کبھی نہ ڈکے گا آٹھ پہر سپردگار کو یاد کر دو نگا امیدوار ہوں کہ
صحیفہ ابراہیمی مجھ کو ملے تو میں اُسکے احکام سے آگاہ ہوں اعتقاد مضبوط برہمن جانتا ہوں
مسائل ظاہری سے آگاہ ہو جاؤں بادشاہ نے فرمایا اس قرعے میں کوئی مسلمان بھی رہتا ہے
برہمن نے کہا کہ ایک حکیم صاحب رہتے ہیں کہ جنکا حکیم سلطان الحکمت لقب ہو وہ نہایت
عقیل و فہیم ہیں اُن حکیم کے یہاں کتب خانہ کامل ہو تشریف لے چلیے اُن سے کہہ کر صحیفہ
دلواد بھیجے مگر برہمن نے جو پتلہ سنگ سے چھاکہ یا خداوند کیا حکم ہو پتلہ نے سنبھلایا
برہمن بادشاہ کے ساتھ چلا گاؤں میں لیکر آیا سعد نے دیکھا کہ ایک کمرہ گھلا ہو اُس کمرے
میں کتابیں بھری ہیں ایک حکیم وضع عامہ سر پر باندھے جبہ کلان پہنے ہوئے بیٹھا کتابیں
پڑھ رہا ہو برہمن نے کہا دیکھیے وہ حکیم صاحب بھی ہیں انکی ذات سے یہ گاؤں آباد ہو
جو بیمار ہوتا ہو ایک نسخے میں وہ شفا پاتا ہو کوئی ایسا نہیں کہ جیسا ان کا احسان ہو
اور زمیندار یہاں کامینوش بت پرست ہو زراعت میں مصروف رہتا ہو دیکھیے
سامنے کھیت لعلہا رہے ہیں مگر حکیم نے جو سعد شہر یار کو آتے ہوئے دیکھا اپنے مقام
سے اٹھا جھک کر سلام کیا کہا ای شہر یار کیا ساعت نیک ہو کہ آپ تشریف لائے قدم
آپ کے میری آنکھوں پر میں سمجھ گیا کہ یہ برہمن آپ کو لایا ہو میں بھی مشرف ہوا تشریف
لایے یہ کتب خانہ جمع ہو میری عمر اسی میں گزری کتا بہیں جمع کر تا رہا کسی علم کی ایسی
کتاب نہیں ہو جو میرے کتب خانے میں نہ ہو بادشاہ کمرے میں آکر بیٹھے حکیم نے کتا بہیں
بیش کین بادشاہ نے ایک کتاب کو اٹھا کر دیکھا تو وہ نو شیروان نامہ ہو حال عشق

صاحبقران ہر نگار سے مرقوم ہو بادشاہ ملاحظہ فرما رہے ہیں حکیم اٹھ کر چلا گیا کہ دروازے کو جنبش ہوئی بادشاہ نے دیکھا کہ ایک نازنین چہارہ سالہ حقیقت میں شعلہ جوال جھانک رہی ہو اور بادشاہ کو اشارے کرتی ہو کہ اندر تشریف لائیے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اُس میں نوشتہ پایا کہ شعلہ آتش بخو کی ہن گر محو یہی ہو اس کو جلد قتل کرو بادشاہ اٹھ جیسے ہی اندر چلے اُس نازنین نے دروازہ بند کر لیا بادشاہ نے لوح کو دروازے سے مس کیا دروازہ کھل گیا بادشاہ اندر تشریف لائے اُس نازنین نے بادشاہ کی بہت خاطر کی اور لاکر مسند پر بٹھایا سانس بٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی طلم

اُٹھتے جو بن نے قیامت کا ابھارا سینہ
زانو اُس ترک کا جو اور ہمارا سینہ
کیا چلن ہو جسے کرتا ہو گوارا سینہ
تیغ ابرو سے یہ کرتا ہو اشارا سینہ
تو نے تو گھیر لیا پھیل کے سارا سینہ
نہ جدا کر مے سینے سے خدا را سینہ
دیکھ محرم نے تری اور ابھارا سینہ
ہدف ناؤں مرگان صفت آرا سینہ
دے جگہ کینے کو اُسکے جو تمھارا سینہ

سب حسینوں میں نمودی ہو تمھارا سینہ
یہی رہتی ہو دعا ذبح کے مشتاقوں کی
سوزش داغ محبت کسے ہوتی ہو نصیب
جانکد لگی سپر بجکواد ہر بھی کوئی وار
حسرت وصل رہی گی کہ ہر امو دلغ فراق
دل کو بھی دل سے ذرا وصل میں مل لینے دے
کہیں چھپتے ہیں چھپائے سے یہ چھپنے والے
تیغ ابرو سے سنگر کا جو دل ہو چورنگ
خوش نصیبی یہ جلال اپنی نہ کیوں نازان ہو

اُس نازنین نے جب یہ اشعار گائے بادشاہ نے دیکھا کہ سرگردش کرنے لگا اور زمین کو جنبش ہوئی اُس نازنین نے جام شراب دیا مسکرا کر کہا کہ اسکو نوش فرمائیے بادشاہ نے جو جام ہاتھ میں لیا دل دھڑکنے لگا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہی جام شراب اسپر پھینک مارو بادشاہ نے جام پھینکا اُس نازنین پر جو قطرے شراب کے پڑے مثل ہیر خشتک جٹنے لگی نکار نکار کے کتنی تھی کہ اونا منعفت تو نے مجکو چٹھا مارا اسکا بد لہ ملیگا بڑی جفا اٹھاؤ گے میں تو تمام ہوتی ہوں لیکن شعلہ آتش زندہ نہ چھوڑ گی تم کو قتل کر دگی اور طلم کشا تمھارے مزاج میں رحم نہیں جب لوح کو دیکھا تھا میں تجھ کو گئی تھی کہ یہ دغا کرین گے

آخر وہ ہی ہوا یہ کہ کرجل جل کر خاک ہوئی بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سب مکان بھی جل گیا
 مگر جس مقام پر بادشاہ بیٹھے تھے وہاں آگ نے تاثیر نہ کی زمین گرم ہو کر ہلکی بادشاہ
 اُس مقام سے اُسٹھ خیال کر کے دیکھا کہ کتب خانہ بھی پھسکا پڑا ہو رہا ہے اب رانی حالات
 جدو عالی تبار اسمین لکھے تھے اور حالات دیکھتے شاید کچھ مطلب نکل آتا حیران و پریشان
 کھڑے سوچ رہے ہیں کہ ان کتابوں کا جلنا بڑا غصہ ہوا کہ سامنے سے لپٹا لینا کی صدا
 آئی دیکھا وہ ہی حکیم ایک ٹو پر سوار نیزہ ہاتھ میں پشت پر گائون کی گمار ہو حکیم نے ہکا کر
 آواز دی کہ ہاں یار و ان کو مار لو وہ گنوار چار طرف سے دوڑ پڑے بادشاہ نے تلوار
 کھینچی اور نعرہ کیا نعرہ بادشاہ سے منم شاہ شاہان فریدون چشم بہ ہمار گلستان
 کاؤس وجم بہ ہز بردمان شاہ اسلامیان بہ نہال گلستان صاحبقران بہ امن گنوار و
 سے تلوار چلنے لگی اُس حکیم نے دیکھ کر آواز دی کہ ارے یار و تمہارے گرفتار کیسے یہ
 گرفتار نہ ہونگے صف شکن و تیغ زن ہیں تم سب قتل ہو جاؤ گے ان کے ہاتھ سے امان
 نہ پاؤ گے شعلہ شمشیر زین کو بلاؤ وہ شاید گرفتار کر لے وہ جہان دیدہ و کار آزمودہ
 ہو اُسکے ہاتھ سے سچا دشوار ہو چند گنوار دوڑے ہوئے گئے کہ نوبت و نقارے کی
 آواز آئی علماے سیاہ نمودار ہوئے علامت فوج کی معلوم ہوئی آگے آگے ایک
 پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر چالیس ہزار کالشکر آیا آتے ہی آواز دی کہ ارے
 گنوار و تم سب ہٹ جاؤ میں اس جوان کو گرفتار کر لوں گا میں سمجھا تھا کہ طلسم کشا بڑے
 قد و قامت کا جوان ہو گا یہ تو معشوق وضع ہو ایا کس حملے میں مار لوں گا گنوار تو ہٹے
 اُس جوان نے گینڈا ہمیشہ کیا بادشاہ فوراً مقابلے میں پہنچے شعلہ بھڑکانیزہ ہلاتا ہوا
 سامنے آیا اور تاک کر سینہ بے کینہ بادشاہ پر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی
 سنان پر لیا نیزہ باڑی ہونے لگی وہ جوان بڑے زور و شور سے نیزہ باڑی کر رہا ہو
 بادشاہ نے نیزہ اُسکا گانٹھا تھپڑا مارا نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا نیزہ نکلتے ہی اُس
 جوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ رہا تھا مارا بادشاہ نے تلوار کو خالی دیا
 خالی دے کر تیغہ طلسمی کا ہاتھ مار دیا اُس جوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ جوتو پکڑا

سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹ کر سر پہ کمری کہ سر اسر سر اسکا زخمی ہوا زخمی
ہوئے ہی وہ پہلوان کچھ کا کہتا ہوا کہ ای سعد شہر یار و دلا نازل کرونگا کہ جان بچنا
یشوار ہوگی بادشاہ نے اُس پہلوان کا پیچھا کیا تو قاب میں اُسکے چلے سامنے ایک
تالاب تھا اُس میں وہ جو ان پھانڈ پڑا بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ تم بھی اپنے
کو اُس میں گرا دو اس جو ان کا پیچھا نہ چھوڑو بادشاہ بھی بسم اللہ کہہ کے تالاب میں
پھانڈ پڑے جب پائون زمین سے آشنا ہوئے دیکھا ایک صحرا ہو کہ اُس میں لاکھوں
فوجیں جمی ہوئی ہیں اُن سپ کو وہ پہلوان زخم سر اپنا دکھا رہا ہو کہتا ہو یار و جگہ
بیٹھا طلسم کشائے زخمی کیا اب تم لوگ بدلا لو کل فوج لینا لینا کہ کروڑ پڑی بادشاہ
نے تلوار کھینچی فوج پر جا پڑے اس قدر فوج کا بلوہ ہو کہ سعد شہر یار گھبرا گئے دعائیں
مانگنے لگے کہ ای سمیع و علیم اس مشکل کو آسان کر نظم

غنی گرد و فقیر بنیوا آہستہ آہستہ	بدولت میرسد مفلس گدا آہستہ آہستہ
بہر طالب و ہر مطلب خدا آہستہ آہستہ	بہر سائل بخشید دعا آہستہ آہستہ
بخشد حاجت حاجت روا آہستہ آہستہ	کندل مشکت شکاکشا آہستہ آہستہ
مقام ہستی دوری زمین ارالحین لیکن	بہ منزل میرساند مینا آہستہ آہستہ
ہمیشہ میانہ قطع انقلاب گردش دوران	بدنیار شتہ عمر ترا آہستہ آہستہ
چراغ ملین بود از ہجر جان عاشق بید	شود خوش دل بوصل دلربا آہستہ آہستہ
ازین اشعار حمدیہ کہ در حمد خدا گفتی	خزانہ جمع گرد دہند یا آہستہ آہستہ

بادشاہ نے جو بقرا رہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا تو بت نقارے کی آواز آئی کہ
زمین تھرائی قضاے کار نقا بد از زرین پوش تخت اڑائے ہوئے جاتا تھا عیار نقا بد از
بھی چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے پشت پر گس رانی کر رہا ہوئے جو غلغلہ ستارہ جھکا کے
دیکھا کہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام جنگ میں مصروف ہیں مگر فوج بے شمار میں گھرے
ہوئے ہیں ہر طرف سے بلوہ ہو اور یہی ہلڑ ہو کہ بادشاہ کو گرفتار کر لے بادشاہ لشکر اسلام
جنگ رستمانہ کر رہے ہیں عیار نے کہا کہ ای آقا غضب ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام

گھرے ہوئے ہیں اور فوج بے شمار ہوا ان کو بچائیے نقابدار نے جھک کر دیکھا کہ بلوہ عظیم ہو مگر بادشاہ کس حواس سے لڑ رہے ہیں کہا اے عیار یہ فرزند صاحبقران ہیں کس دھوم سے لڑ رہے ہیں صاحبقران کیوں نہ ناز کریں یا نے کیونکر حوالے کر دین یہ دلیرانہین کے تعلیم کردہ ہیں یہ کہ کمر کب طلب کیا کرب پر نقابدار زرین پوش سوار ہوا دیوزادوں سے اشارہ کیا ہمارے بارہ ہزار جو انوں کو اتار داور تم سب الگ ہو جاؤ دیوزادوں نے سرداروں کو اتار آپ الگ ہو گئے صحر کی طرف بھاگے مگر نقابدار لغزہ کر کے آپڑا نقابدار کے بارہ ہزار صفت شکن جوان لڑائی میں مصروف ہوئے نقابدار زرین پوش نے چند حملوں میں اس فوج کو درہم و برہم کر دیا بادشاہ کے ساتھ نو جوان تاجدار و گلزار تاجدار ہیں لڑتے ہوئے سامنے نقابدار کے آئے نقابدار نے پوچھا یہ کیسی جنگ تھی آپ کس انتشار میں ہیں بادشاہ نے فرمایا کئی سال ہے اس طلسم کی فتاحی میں مصروف ہوں جملہ سردار اسی طلسم میں آئے ہوئے ہیں یہ شکر نقابدار زرین پوش نے کہا کہ اے شہر یار بارگاہ استاد کراؤن سعد شہر یار نے فرمایا تھکا ہوا تو ہوں نقابدار نے بارگاہ استاد کرائی دیوزاد بھی حاضر ہوئے بادشاہ کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے کہا اے شہر یار مقام تعجب ہو آپ ایسا بادشاہ لشکر اسلام اور صاحبقران بانہاے صاحبقرانی نہیں دیتے مناسب یہ ہو کہ ابکی جوان سے ملاقات ہو تو سمجھا دیجیے کہ جنگ لقا میرے سپرد کریں میں لقا سے سمجھ لوں گا آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ایک لڑائی پڑیگی اسی جنگ میں اسکا خاتمہ کر دوں گا غروبِ باختر کیا چیز ہو دودہ رنگی کو ایک ہی جنگ میں شکست دوں گا یہ بارہ ہزار جوان بچے ہوئے بارہ لاکھ پر کافی ہیں انکا بار کا فر کیا اٹھا سکیں گے بادشاہ نے فرمایا اے نقابدار عجب سردار صاحبقران کو ممکن ہوئے ہیں ایک ایک شیر دل فرزند ان صاحبقران ایک ایک وحید عصر ان سب میں سے حقیر میں ہوں مجھے امتحان کیجیے نقابدار ہاتھ باندھنے لگا کہا اے شہر یار ایسا نہ فرمائیے میری مجال ہو کہ آپ سے مقابلہ کر سکوں مگر اور طرح کے امتحان لے لیجیے کہ میں صاحب اسم اعظم ہوں مرکب سے چشمی زیران ہو

کہ جسکی تیز دوی سے برق و باد حیران ہو مناسب یہ ہو کہ فساد نہ ہو تنہائی میں فصل
ہو جائے یہ حقیر بھی ہملت پائے کبھی پردہ قاف میں جاتا ہوں کمریت بن قہقہہ کی
خبر لیتا ہوں آٹھ پہر اسی خیال میں رہتا ہوں کہ جہاں کہیں فرزند ان صاحبقران
جنگ کرتے ہوں میں بھی خدمت کروں آنکھوں سے بار جنگ اٹھاؤں بادشاہ کے
سر جھکا لیا جی میں کہتے ہیں کہ یہ نقابدار بڑا سلیس ہو رتبہ شناسی اسپر ختم ہو حقیقت
میں جو جو کار ہائے نمایاں اس سے سرزد ہوئے وہ کسی سے نہیں ہوئے کہا اس
نقابدار بہادر جو مقدمات صاحبقران سے سرزد ہوئے وہ کسی سے نہیں ہوئے
وہ اپنا مثل نہیں رکھتے یہ گمان نہ کرو کہ جنگ لقا ایک دن میں فتح ہوگی بارہ سال
دادا جان باختہ بر لڑے اب بارہ برس سے اُسکے تعاقب میں ہیں جس ملک پر پہنچے
اُسی کے پرستار ملتے ہیں دودہ زنگی وہ شخص ہو کہ جسکے چار سوسے فرزند ہیں جب شریک
جنگ ہوتا ہی آفت بر پا ہوتی ہو ہر چند کہ سردار ان صاحبقران پانچ ہزار پانچ سو
پچپن بہادر ہیں کیسے کیسے لڑے مگر اختتام جنگ نہیں ہوا اب جملہ سردار اس طلمس
میں آگئے ہیں صاحبقران بھی ہیں دیکھیے طلمس کا کیا انجام ہو نقابدار نے کہا میں
غروبہ پر جاؤں گا اور لشکر کی خبر لوں گا یہ مجال نہیں ہو کہ لشکر کو مٹا سکے یہ کچھ کے
ساقیان سپین ساق و مطربان خوش آواز طلب کیے بادشاہ مجاہد کی خدمت کرنے لگا
ہر مرتبہ خود اٹھ کھڑا ہوتا ہو طوائف ہند آکر حاضر ہوئے سامنے بیٹھ کر یہ اشعار
عاشقانہ بتا کر گانے لگے نظم

یہ صحن بلغ میں ہر صبح بلبل کا ترانہ ہو مثلی یہ راست ہو ہنستے ہی گہرتے ہیں لبتی میں پریشانی خاطر و دل کی لگی سے ہو جمعیت بہار بلغ کشت زعفران ہو خندہ گل سے ہنسی آپس کی ہو تو دل سے کر شکر خدا ر عنا	غنیمت خندہ گل ہو بہت نازک زمانہ ہو نہو گردل لگی تو غمگدہ ہر ایک خانہ ہو ہنسی میں وا ہوئے ہیں دانت تار و کافسانہ مثال قہقہہ قمری عنادل کا ترانہ ہو یہ ہو رونے کی جا جس شخص پر ہنستا زمانہ ہو
--	---

بادشاہ کا دماغ بادہ ناب سے تر ہو صحبت عیش و جیش منعقد ہو نقابدار بادشاہ مجاہد کی

خدا متکذری کر رہا ہی ہر بات میں عجز کرتا ہی یہی قول ہو کہ آپ ہمارے بادشاہ ہیں ہم حضو
 کے لو کہ ہیں بادشاہ فرماتے ہیں ای نقا بدار بہادر زیادہ عجز نہ کرو مجھ کو خرمندگی ہوتی
 ہو نقا بدار کتنا ہو کہ ای شہر یار جب صاحبقران اعظم آپ کے ملازم ہیں تو میں کس
 قہار میں ہوں بدیع الزمان و نور الدہر و رستم ہستین و علمشاہ نوجوان جب یہ
 لوگ ملازم ہیں تو مجھے کیا عذر ہو امیدوار ہوں کہ نگاہ شفقت رہے غلام کو دل
 سے نہ جھلائیے گا بادشاہ نے فرمایا ای نقا بدار بہادر صاحبقران بدو دن مقابلہ
 بانے نہ دین گے اور جسدن تمہارے اُن کے فیصلہ ہو گا اور تمہاری صاحبقرانی
 قرار پائے گی میں تو سلطنت نہ کرونگا یقین ہو حارث بن سعد کو سلطنت ملے مقام
 افسوس ہو کہ میں بارگاہ میں بیٹھوں اور دنگل پر صاحبقران کے ٹکودیکھوں مجھے
 یہ نہ دیکھا جائیگا میں سلطنت نہ کرونگا نقا بدار عذر کر رہا ہو کہ میں حضور کو آنکھوں پر
 رکھوں گا اگر آپ حکم دین گے تو دنگل پر نہ بیٹھوں گا ان باتوں میں رات بسر ہوئی صبح کو
 نقا بدار آمادہ سفر ہوا بادشاہ جمجاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بعد ازاں
 نقا بدار صحرا میں جائے ایک چاہ پختہ ملیگا اسپر چرخ نصب ہو اور ایک گرز کنار
 پر رکھا ہو اسی گرز سے چرخ کو گرائیے اور اپنے کو بھی کنوئین میں گرا دیجیے پھر قدرت
 خدا کا تماشا دیکھیے بادشاہ نقا بدار سے رخصت ہوئے چلتے چلتے نقا بدار منستین
 گر گیا کہ ضرور صاحبقران سے فرمائیے گا بادشاہ نے کہا میں کوں گا لگ صاحبقران
 بانے نہ دین گے میری کیا حقیقت ہو کہ میں اُسے تکرار کروں اُنکے فرزند کا فرزند ہوں
 نقا بدار بہت خوب کہ کر رخصت ہوا تخت پر سوار ہوا دیو زادوں نے بیرقین کھولیں
 سائبان زربفتی کا سر پر سایہ کیا اور باز سفید سر پر نقا بدار کے سایہ فلک ہوا اس
 کو جو فرسے نقا بدار روانہ ہو گیا مگر بادشاہ بموجب ہدایت لوح صحرا میں تشریف
 لائے چاہ پختہ دیکھا کہ اسپر چرخ آراستہ ہو کنارے پر گرز گران سنگ رکھا ہوا
 ہی بادشاہ نے وہ گرز لیکر چرخ پر مارا چرخ کنوئین میں گرا آپ بھی بھانڈ پڑے
 بعد عرصہ دراز پائون زمین سے آشنا ہوئے دیکھا ایک صحراے بے برگ و بار ہو

چہار جانب طائرون کی پکار ہی زیر اشجار بھولون کے انبار ہین مگر سوکھے ہوئے
 ہوا میں اڑتے پھرتے ہین زرد پتون کا جابجا ڈھیر ہی دھوپ کی حدت سے صحر کی
 عجب کیفیت ہو کہ ریگ جو اڑ رہی ہو اگر بدن پر پڑتی ہو تو ابلہ پڑ جاتا ہو صحر اور سیرا
 و پریشان کھن دست میدان ہو بادشاہ صحر اکو دیکھ کر بہت گھبرا کے دھوپ کی حدت
 سے چاہتے ہین کہ کوئی نخل ایسا ملے کہ اُسکے سائے میں ٹھہر جاؤں مگر کوئی نخل ایسا
 سایہ دار نہیں ملتا صحر امین دوڑ دھوپ کر رہے ہین پانی کی بہت تلاش ہو مگر پانی نہیں
 دستیاب ہوتا بادشاہ نے دیکھا دور سے باجے کی آواز آرہی ہو سمجھے کہ آبادی ہوگی
 کیا عجب ہو کہ پانی بھی دستیاب ہو اس خیال سے اُس طرف چلے سامنے ایک قریہ تھا
 اُس میں تشریف لائے دیکھا کہ وہ ہی دیر جو سابق میں دیکھا تھا وہ اس مقام پر بھی
 نصب ہو اہل قریہ پوچھا پاٹ کر رہے ہین اور وہ ہی ایک برہمن تمبیری دھوتی باندھے
 ہوئے دروازے پر بیٹھا ہوا اشلوک پڑھ رہا ہو اشلوک پڑھ کر ترجمہ کرتا ہوئے والے
 تعریف کر رہے ہین بادشاہ کو بہت ناگوار ہوا مگر پریشان ہین کہ یہ دیر اُس سرزمین
 پر تھا اس سرزمین پر کیونکر آیا قریب اُس برہمن کے آئے فرمایا کیوں بیڈلت صاحب
 آپ یہ کیا سمجھا رہے ہین کیا پڑھ پڑھ کر سنارہے ہین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہو کچھ تم سے
 پوچھیں برہمن نے کہا بادامین کسی سے جواب و سوال نہیں کرتا میں تو پیٹ کے
 واسطے بیٹھا ہوں دوسرا برہمن جو پہلو میں بیٹھا تھا اُس نے برہمن سے کہا داتا کس سے
 کلام کرتے ہو یہ تو بچے ہین ہمارے یہاں لکھا ہو کہ ان کی صورت دیکھنا ناجائز ہو
 جس نے مسلمان کو دیکھا وہ رام کا دشمن ہو گیا تم لوگوں کے واسطے بڑی خرابیاں ہین
 اُس جوان نے بادشاہ کو کلمات سخت جو کہے بادشاہ نے تلوار کھینچی ایک ہاتھ مارا
 کہ برہمن کے دو ٹکڑے ہوئے برہمن کو مار کر نگرہ کیا نگرہ بادشاہ حجاجہ سے منم
 شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + ہزبر دمان شاہ اسلامیات
 نہال گلستان صاحبہ ان + نگرہ کر کے وہ دوسرا برہمن جو پوتھی پڑھ رہا تھا ایک
 ہاتھ اُسے بھی مار دیا اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے پوچھا کرنے والے بھاکے یہ کہتے ہوئے

کہ یہ کون ظالم ہو کہ جس نے ہمارے گرد کو مارا کہ یکایک دیر کا دروازہ بند ہو گیا اور پہلو سے گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہو

جبر و نئے پہ آنکھ آگئی ہو + دل میں نہیں غیر کا گمان بھی الفت تری کار ساز عالم + یاد آب روان کے محرمون کی مشکل سے کٹی ہو ہجر کی شب خدا روہ کا کل پریشان + رعنا ہو لحد میں اس سے بچیں	طوفان ہی نیا اٹھا گئی ہو + وحدت ہمہ تن سما گئی ہو + گھر دل میں مرے بنا گئی ہو ہم چشموں میں کیا رُلا گئی ہو سر سے مرے اک بلا گئی ہو جنجال میں جی پھنسا گئی ہو + خلوت تری یاد آگئی ہو +
---	---

دیکھا کہ ایک نازنین مہجین نہایت حسین و جمیل ماہ رخسار صنوبر قد خورشید خد کبک رفتار شیریں گفتار خرامان خرامان آتی ہو پکارتی ہوئی کہ ای شہریار زیادہ غصہ نہ فرمائیے باغ میں تشریف لے چلیے سب وہاں آپ کے مشتاق ہیں بادشاہ نے جو اس مہجین کو دیکھا دل ہاتھ سے نکل گیا چہرہ اُداس ہوا پسینہ پسینہ ہو گئے بڑھ کر ہاتھ میں ہاتھ لایا وہ گورا گورا ہاتھ جو ہاتھ میں آیا معلوم ہوا کہ تمام جسم کی جان اسی ہاتھ میں ہو اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ ای شہریار ہم آپ کے خدمت گزار ہیں بلکہ تابعدار ہیں باغ بربہار آراستہ ہو اگر آپ تشریف لے چلیں گے تو جلسہ ہو گا ہماری ساتھ والیان آپ کا ذکر کیا کرتی ہیں مجھے بڑا تعجب ہو کہ سردار حسینان دہمارا عجاز بیان دیا سمن رنگین پوش آپ کی معشوقوں میں ہیں اور آپ نے اُن کو پسند کیا اُن میں کیا فخر ہو بادشاہ نے فرمایا قوم کی شاہزادیاں صاحب حسن و جمال صاحب جاہ و جلال اور کیا تکلف چاہیے اُس نازنین نے کہا کہ میں جانتی تھی طلسم کشا کی معشوقین بے مثل و بے نظیر ہوں گی اس طرح کی باتیں کرتی ہوئی وہ نازنین بادشاہ کو لیکر باغ میں آئی بادشاہ نے جو دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہو گلہائے رنگارنگ و شکوفہ ہائے بو قلوں جا سجاکھلے ہیں سارا باغ سرسبز و شاداب ہو نہر میں جاری ہیں طائران زمزمہ سرا درختوں پر زمزمہ سرائی میں

مصرفت ہین بادشاہ باغ کی سیر کرتے ہوئے بارہ دری میں آئے مسند بھی تھی وہ نازنین بیٹھی بادشاہ کو بخاطر بٹھایا جب ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا تو جام شراب حاضر کیا بادشاہ کو خیال آیا کہ امیر سعد بدرون ملاحظہ لوح کچھ کھانا پینا نہ چاہیے ایسا نہ ہو کہ فتور برپا ہو تو باعث خرابی ہو ایک مرتبہ اتفاق ہو چکا ہر وقت وہ ہی خیال رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو یہ بھی مکر ہو یہ سوچ کر بادشاہ نے لوح نکالی جب تو وہ نازنین گھبرائی کہا کیوں شہر یار اس کو نہ ملاحظہ فرمائیے سعد نے فرمایا نہ ملاحظہ کرنے کی کیا وجہ ہو اُس نازنین نے کہا کہ آپ کو شک ہوگا اور میں فقط برائے دعوت آپ کو لائی ہوں بت سے مشتاق جمال تھی شکر سامری و جمشید کہ آپ سے قدمبوس ہوئی آپ ایسی بے اعتدالی فرماتے ہیں کہ جام نہیں نوش کرتے سوال شراب کرتے ہی آپ نے لوح کو نکالا اس سے کیا فائدہ ہوگا بادشاہ نے ہنس کر کہا کہ امیر مہ جبین جو مکر ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر تاجدار تخت پر سوار تخت اُڑائے ہوئے آیا یہ جلسہ جو دیکھا اُتر پڑا کہا کیوں امیر شمع رخسار ہم شب بھر انتظار میں رہے اور تم نے سرفرازی فرمایا آخر مقرار ہو کر چلا آیا اب چلو اُس نازنین نے کہا کہ اب اس وقت تو میں نہیں جاسکتی اُس ساحر نے کہا تم کو چلنا ہوگا یہ کہہ کر تیغہ کھینچ کر اُٹھا چاہا اُس نازنین پر ہاتھ ڈال دیا اُس نے کہا کہ امیر شہر یار مجھے بچائیے یہ ظالم درجے قتل ہو میں بہت گھبراتی ہوں سعد نے نعرہ کیا کہ او ظالم تجھے کچھ پاس نہیں وہ ہماری خاطر داری میں مصروف ہو یہ کہہ کر تلوار اُسکی چھین لی غصہ تو از حد تھا ایک تمانچہ مار دیا سر اُس ساحر کا اڑ گیا غلغلہ گیر و دار ہوا سنگباری و بر فباری ہوئی اُسکے بعد آوازی کی کہ کشتی مرانام من خوشخوار تاجدار بود اُس نازنین نے بادشاہ کا دامن پکڑ لیا کہا کیوں امیر شہر یار آپ نے اس بیچارے کو کیوں مارا سعد نے فرمایا تجھے فریاد کی مین شریک ہوا تم پر ظلم کرتا تھا اُس نازنین نے کہا آپ نے بے گناہ کا خون کیا میں بدلہ لوں گی یہ کہہ کر ایک چنچ ماری گوشہ ہائے باغ سے ہزار ہا ساحر نکلے اُس ظالم نے اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مار لو اُن ساحرون نے گھیرا سعد نے لوح کو گردش دی

جب ساحر نابینا ہونے لگے تو سامنے سے بھاگے سعد نے اُسی ہنگامے میں اُس عورت کو بھی قتل کیا جب اُس کو قتل کر چکے تو اندھیرا ہو گیا بعد ٹھوڑی دیر کے روشنی ہو گئی اب جو دیکھا نہ وہ باغ ہی اور نہ وہ قریہ خالی لاشہ جا دو گر کا پڑا ہی یہ حال دیکھ کے سعد کو بڑا تردد ہوا چاہا یہاں سے نکل جاؤں ایک صحنی بنی تھی اُس میں سے روٹنے کی آواز آئی بادشاہ طرف آواز کے متوجہ ہوئے آکر دیکھا کہ ایک جوان نحیف و نحیف سرنگون بیٹھا رو رہا ہی بادشاہ نے قریب آکر شانہ ہلایا فرمایا ای جوان کس حال میں تم کو پاتا ہوں اُس جوان نے رو کر کہا کیا حال کموں کس رنگ میں ہوں اپنا تو یہ حال نظر

بگولہ بنکے نکلی خاک میری کو سہ جانان سے
ہوئی ججال جی کی دوستی محبوب نادان سے
بر آئے صحبت عشاق کیونکر شعلہ رویان سے
پھر اتشنہ سکندر کی طرح میں آبِ حیات سے
نہیں کھسکا رہے جی میں مجھے خائے غیلان سے
اڑا لائے صبا نکلت اگر اُس ریف پہچان سے
خریداری کو جسکی لاکھ یوسف امین کنعان سے
ذرا دامن اٹھا کر جائیے گور غریبان سے
ہوا اغیار کو یہ رشک مردان علیخان سے

اڑا یا تند باد جو رصرصر نے گلستان سے
نہ ممکن ترک الفت ہی نہ صحبت ہو برابر اُس سے
بھلا پارہ کہیں ہوتا سنا ہی آگ بہ قائم
بہت چاہا نہ پایا اُس لب جان بخش کا بوسہ
پڑے ہیں آبلے تلو و نہن لیلیٰ میں نہ مجنون ہوں
دل سودا زردہ کو سر بسر تسکین خاطر ہو
مرے اُس یوسف ثانی کا اک عالم کو سودا ہی
مگر خاطر نازک نہ ہوتا خاکساروں سے
نصیب دشمنان دشمن ہوئے ہنمام رعنائاک

ای شہر یار کیا اپنا حال بیان کروں کہ کس رنگ میں ہوں جس ساحرہ کو آپ نے قتل کیا ہی مجھ کو گرفتار کر کے لائی اور خواہان وصل ہوئی میں نے مجبور و ناچار ہو کر قبول کیا اس نیت میں سال بھر گزرا مگر ایک بزرگ نے خبر دی تھی کہ طلسم کشا آکر تم کو رہا کریں گے شکریہ کہ آپ تشریف لائے آپ کے ہاتھ سے رہائی پائی غلام کو فخر حاصل ہوا کہ آپ کے صدق سے رہائی پائی لیکن ایک غرض غلام کی درپیش ہو اُس میں نہایت پس و پیش ہو کہیں آپ ہمارے ساتھ کیا کرتے ہیں یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو کہ اُسکو قلعہ ضحاک کہتے ہیں ضحاک شیر گیر وہاں کا بادشاہ ہی میں اُسکی بیٹی پر عاشق ہوں امیدوار ہوں کہ

بچھے وہاں تک پہنچا یہ اُسکے ساتھ عقد کر دیجیے یا غلام کو قتل کیجیے مجھ سے صبر نہ ہوگا
 صحرائین واسطے شکار کے آیا وہاں وہ ظالم بھی آئی تھی مین دیکھتے ہی پروانہ شمع جمال ہوا
 اٹھ پھر اُسی کی یاد میں رہتا ہوں غم فراق سہتا ہوں اب کیا اپنا حال ظاہر کروں مان
 باپ روتے روتے اندھے ہو گئے ہوئے نگہ اُن کو کون سمجھاتا ہوگا کہتے ہوئے ایک فرزند
 تھا وہ غائب ہو گیا مان باپ کا اکیلا بیٹا ہوں سعد کی آنکھوں میں آنسو بھرا کے حالِ محبت
 سُن کر فرمایا ای برادر نام تمہارا کیا ہو کہا اس حقیر کو اقلیم تاجدار کہتے ہیں اور یہ بھی
 ظاہر ہو کہ اُس معشوق نے مجھ کو بہ محبت دیکھا اُسکو بھی میرا خیال ہو یقین ہو یاد کرتی ہو
 بادشاہ نے فرمایا مین تمہارے ساتھ چلوں گا انشاء اللہ یہ مشکل آسان ہوگی یہ فرما کے
 قید کاٹی اقلیم کو ساتھ لیا طرف قلعے کے چلے مگر ضحاک شیر گیر کہ بادشاہ زبردست
 ہو اپنے قلعے میں بیٹھا تھا یہ زمانہ وہ ہو کہ بیٹی کی شادی کے پیغام چلے آتے ہیں جس
 بادشاہ کا خط آیا جو اب صاف دے دیا مگر سامنے ایک قلعہ ہو کہ اُس قلعے کو قلعہ بوقلمون
 کہتے ہیں بوقلمون تاجدار وہاں کا حاکم ہو اُسکا بھی نام آیا تھا ضحاک نے قبول کیا تھا
 اب جو نامہ بھیجا تو ضحاک نے انکار کیا بوقلمون انکار سُن کر بہت بھلا یا جواب دیا کیا
 مین عاجز ہوں مین لڑ بھڑ کر معشوقہ لونگیا یہ کہ کر حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اُسی وقت لشکر
 تیار ہوا ساٹھ ہزار جوان ساتھ لیکر واسطے لینے معشوق کے چلا ضحاک شیر گیر اپنے
 مقام پر بیٹھا تھا کہ خبر سنی بوقلمون تاجدار لشکر تمام آتا ہو اپنے مقام پر کہا کہ یہ کیا سمجھا
 ہو وہ جنگ ہوگی کہ اپنی جان سے عاجز ہو جائیگا بھاکتا نظر آئیگا پندرہ بیس ہزار
 فوج ساتھ لیکر ابھر نکلا کہ دوسرے دن بوقلمون بڑے زور و شور سے آ کے پہنچا
 آپس میں طبل جنگی بجے صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے مقابلہ پڑا آخر ضحاک شیر گیر
 زخمی ہوا فوج بوقلمون کے ساتھ زیادہ تھی مغلوبہ ہوئی بوقلمون غالب آیا ضحاک
 شکست کھا کر قلعہ بند ہوا بوقلمون نے گھیرا اور کھلا بھیجا کہ معشوق کو بھیج دو ضحاک
 نے جواب دیا کہ معشوق کا ملنا غیر ممکن ہو بوقلمون نے طبل پورش بجا یا منظور ہوا قلعہ
 فتح کر لیا اور قلعے میں گھس کر معشوق کو لون رات بھر تیار ہی ہوئی صبح کو بوقلمون نے

بلوے کا ارادہ کیا کل فوج چلی لینا لینا کا ہلڑ ہوا ضحاک نے گولہ اندازوں کو اشارہ کیا
تو بین چلین دس بارہ ہزار جوان اڑ گئے بو قلمون الگ کھڑا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا ہی
جب فوج نے شکست کھائی اور بھاگی تو اسنے پکار کر کہا کہ اے ضحاک میں کیا ان کے بھڑو
پر آیا تھا میں ابھی آکر قلعہ لیتا ہوں محل میں گھس پڑو نگا معشوق کو نکال لاؤ نگاہ کہ کر
گینٹے کو بڑھایا گولوں کو رد کرتا ہوا چلا جو گولہ داہنے جاتا ہو جانے دیتا ہو جو گولہ
بائیں جاتا ہو اُسے بھی خالی دیتا ہو جو گولہ سامنے آیا اپنے کو گینٹے سے گرا دیا یا گرز
مار دیا کہ گولہ دو درجا کھینچا اس طرح راہ کو طر کرتا ہوا قریب خندق پہونچا ضحاک
پہلے لات و منات کو پکارا کیا جب کچھ نہ ہوا تب بیقرار ہو کر سب سے کہا کہ یارو
لات و منات نے تو مدد نہ کی اگر تم سب کی خوشی ہو تو خدا سے نادیہ سے عرض کرو
سُننا ہوں کہ یہ مذہب بہت پختہ ہو سب نے کہا بہت مناسب ہو مسلمان بڑا ناز کرتے
ہیں اُنکا یہی قول ہو کہ ہمارا پروردگار وحدہ لا شریک ہو جب سب نے یہی صلاح دی
تو پکار اُٹھا کہ اے کریم و رحیم و امی سمیع و علیم مشکل کو آسان کر لے

نکر د بار دگر چشم ہوش باز از خواب	ز جام بیهشی ہر کسکہ نوش کرد شراب
ہر آنکہ رفت نیامد بدام رنج و عذاب	ہر آنکہ مرد ازین درطہ جان سلامت برد
دم اخیر چو گردو بناے خانہ خراب	مقیم رخت اقامت ازین مکان بندد
بجاے بلبل نالان کنند شور و غراب	چو انقلاب خزان در بہار باغ آید
کہ ہست رشتہ امید ما گمستہ لہتاب	بکار خام جہان ہندیا چہ دل بندیم

اس طرح بیقرار ہو کر جو ضحاک نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بو قلمون
چاہتا ہو خندق فرا جاؤں کہ صحرا سے گرد اڑی سعد شہر یا را قلیم تاجدار کو اپنے
ساتھ لیے ہوئے نمایاں ہوئے ضحاک نے جو قلیم تاجدار کو دیکھا حیران تھا کہ یہ
کیونکر بیان تک آیا ہئے تو خبر سنی تھی کہ صحرا میں دیوانہ پھرتا تھا مگر سعد نے وہیں سے
بو قلمون کو لاکار کہ خبردار آگے نہ بڑھنا منم سعد شہر یا را بو قلمون سُن کر بہت خوش ہوا
کہتا تھا دوسرا مطلب بھی حاصل ہو گا یہ شخص دشمن خداوند ہو مشکین باندہ کراسکی

طرف قصر ہفت رنگ کے روانہ کر دیا گیا کہ اگر گینٹ ابھیرا سعدی مقابلاً بوقلمون آئے
اُدھر ضحاک نے سعدی شہر یار کو مثل شیر غضبناک دیکھا اور دیکھا کہ اقلیم تاجدار
انگ کھڑا ہوا تماشا شاعے جنگ کر رہا ہو بوقلمون نے دیکھ کر آواز دی کہ ایوان تو
بڑے نام پیدا کیے ہیں قدرت تیرے دشمن ہیں اگر میری اطاعت کر تو میں تجھ سے
 وعدہ کرتا ہوں کہ تیری خطا معاف کر ادو نگا سعدی نے فرمایا کیا یہودہ بکتا ہو تجھے
ہو سکے اُس میں قصور نہ کہ یہ میدان کارزار ہو زبان تیغ و کلمہ غم و سے کلام کر کہ حال
جرات کھلے اُن غریبوں کو کیوں ستاتا تھا بوقلمون نے کہا کہ ایوان تجھ کو بڑا غرور
ہو سب حال کھل جائیگا یہ کہ کہ نیزہ مارا سعدی نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا بوقلمون نے
قبضہ پر ہاتھ ڈالا تیغ کھینچا مگر تیغ لنگر دار دجو ہر دار ہو خیر دار خیر دار کہ ہاتھ مارا
سعدی نے تلوار کو تلوار پر رو کا ضحاک بھی کھڑا دیکھ رہا ہو کہ سعدی نے تیغ طلسمی
چمکا یا خیر دار خیر دار کہ ہاتھ مارا تیغ تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر
خود کو کاٹا سپر کو تراشنا ہوا تاب جگر گاہ ہو بچا بوقلمون مارا گیا اہل فرج لینا لینا
کہ کر دوڑ پڑے مگر ضحاک عیش عیش کر رہا ہو کہتا ہو کیا جبری و بہادر ہیں کیا کار نمایاں
کرتے ہیں کہ بوقلمون کو مار کر فرج پر جا پڑے کس لطف سے لڑ رہے ہیں لیکن اب
اقلیم تاجدار کو تاب نہ آئی یہ بھی جا پڑا کنارے کنارے لڑ رہا ہو اور جہاں کسی
افسر کلان سے مقابلہ بڑا آواز دی کہ ای شہر یار غلام کو بچائیے سعدی آکر اُسکو قتل
کرتے ہیں ضحاک نے دیکھا کہ فرج دشمن نے شکست کھائی سب بھاگے سعدی نے
مال و اسباب لٹوا لیا ضحاک خوشی خوشی سعدی شہر یار کو ساتھ لیکر قلعے میں آیا سعدی
تخت پر بیٹھا اقلیم تاجدار پہلو میں ضحاک مصروف خدمت ہو سعدی نے ضحاک کو
ہلا کر فرمایا کہ ای بادشاہ عالیجاہ ہم جو کچھ مانگیں وہ ہم کو دو گے ضحاک نے عرض کی
جان تک حاضر ہو جو حضور ارشاد فرمائیں وہ بجالاؤں سعدی نے فرمایا ہماری خوشی یہ
ہو کہ اپنی دختر کو ہاتھ اس شاہزادے کے منعقد کرو کہ اسکو پہننے اپنا فرزند قرار دے
ہو ضحاک نے وزیروں کو اشارہ کیا وزیروں نے ترسج خوشبودی سینے پر لگایا ہوا ہوا

کہ ضحاک تاجدار نے اقلیم تاجدار کو بدامادی قبول کیا قلعہ اقلیم میں خبر پہنچی باپ
 اسکا جو بدحواس ہو رہا تھا بیٹے کے واسطے انتشار تھا خبر پہنچی کہ بیٹا سعد شہریار کا رفیق ہو
 انھوں نے آکر ضحاک کو دشمن سے بچایا ضحاک انکا مطیع ہوا اب ضحاک کی دختر کے ساتھ
 اپنے رفیق کی شادی کرتے ہیں باپ کا دل بے قرار ہو افواج تیار کر کے سامان ساتھ لیا طرف
 قلعہ ضحاک کیہ کے چلا یہاں دہ زمانہ ہو کہ اقلیم تاجدار مانجھا پہنچے ہوئے ہو سعد شہریار
 تخت پر بیٹھے ہیں ضحاک مصروف خدمت ہو کہ ہر کاروں نے خبر دی اور شہریار مبارک ہو
 سلماے تاجدار آپ کے والد نامدار شوکت تمام تشریف لاتے ہیں اقلیم تاجدار
 نے بہ نگاہ حسرت طرف سعد کے دیکھا سعد نے فرمایا کہ اے ضحاک جا کر اپنے سمدھی
 کو استقبال کر کے لاؤ ضحاک اسی وقت سوار ہوا سلماے تاجدار کا استقبال کیا
 غدر کرتا ہوا بارگاہ میں لایا سلما نے جو بیٹے کو دیکھا کہ مانجھا پہنچے بیٹھا ہو اور سعد شہریار
 تخت پر بیٹھے ہیں اول سعد کے قدموں کو بوسہ دیا پھر بیٹے سے ملا باپ بیٹے خوب گلے
 مل کر روئے اقلیم نے باپ کے قدموں کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے باپ مقام خوشی ہو کہ
 آپ نے اپنے غلام کو بایض و فرحت پایا سلماے تاجدار بھی آکر بیٹھا بڑی دھوم سے
 برات کی تیاری ہوئی سیکڑوں تخت سواران سرخ پوش ہمراہ ہیں ایک فیل مست پر اقلیم
 کو بٹھا کر سعد شہریار خود بھی بیٹھے زرنار ہوا مکان ہر دھن کے پہونچے ٹوٹکے وغیرہ
 ہونے لگے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پانی پھینکا گیا کہ دولہا ہمیشہ دھن کے سامنے پانی
 بھرے سعد نے اقلیم کو اتارا تمام روساء و امراء و وزراء گھیرے ہوئے ہیں ہر ایک کا
 یہی قول ہو کہ سعد شہریار کی وجہ سے یہ دن نصیب ہوا اقلیم تاجدار خندان ہو باپ
 اسکا ہر مرتبہ شاہ پر نثار ہوتا ہو اور کہتا ہو کہ اے شہریار آپ کے تصدق سے یہ دن
 نصیب ہوا کہ میں نے بیٹے کو خیر و عافیت سے پایا پھر خدا نے یہ فضل کیا کہ شادی
 اسکی ہوئی سعد فرماتے ہیں تمھارا بیٹا صاحب اقبال ہو اسی کا یہ انجام ہوا انجونی
 باتیں کرتے ہوئے بارگاہ میں آکر بیٹھے ناز ہونے لگا کسبیاں خوش مزاج و نازک
 اندام و گلہام یہ اشعار عاشقانہ گارہی میں نظم

<p>دل کو میرے خم فمخا نہ بنایا ہوتا ۴۰۴ ہوں فقط عقل کی افراط سے ششدر یا کاش ہوتی صدق در مری چشم گریان گر سلیمان کا حشم جکودیا تھا تو نے آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور تیرہ بختی کا جو قسمت میں لکھا تھا سودا خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی اس غم آباد سے بہتر تھا کہ اور پتہ جان غم دوری سے ہو انگشت بدندان رعنا</p>	<p>کاسہ سر کو بھی پیما نہ بنایا ہوتا اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا دانہ اشک کو دردانہ بنایا ہوتا خسانہ دل کو پریشانہ بنایا ہوتا تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا کاش خال رُخ جانانہ بنایا ہوتا خاک کاشانہ جانانہ بنایا ہوتا دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا غم نہ تھا حال جو مستانہ بنایا ہوتا</p>
---	---

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو قضاے کار خواجہ عمر و حکم صاحبقران تلاش میں بادشاہ کی نکلے تھے قلعے پر آکر سنا کہ سعد شہر یار برات لیکر گئے ہیں بیرون شہر باغ ہوا اسی میں جلسہ ہو طرف برات کے چلے اُس وقت پہونچے کہ جو بدار قاضی کو بلانے جاتا ہو پکار کر پوچھا کہ مرد ہے صاحب کمان جاتے ہو جو بدار نے کہا کہ قاضی کو بلانے جاتا ہوں عمرو نے جو بدار کو بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈال دیا اُسی کی شکل بن کر دروازے پر قاضی کے آئے آواز دی کہ قاضی صاحب نکلیے قاضی صاحب نکلے سر منڈا ہوا کفش پہنے ہو باہر نکلے خواجہ نے گلوہری نکال کر قاضی صاحب کو کھلائی قاضی صاحب گھبرا کر کہنے لگے کہ میں پاخانہ پھر آؤں قاضی صاحب اندر گئے خواجہ نے مکان میں کندھی لگا دی اور آپ قاضی کی شکل بن کر محفل میں آئے سعد شہر یار نے فرمایا گانا موقوف کرو خواجہ عمرو نے جو سعد کو تخت پر دیکھا درود پڑھ کر کہا کہ آج بہت کچھ ملیگا سعد نے فرمایا محل میں جائیے پہلے دُلعن سے لہجہ بجا کر لائیے کہا ریون کو حکم ہوا کہ پردہ کراؤ کہا ریون نے محل میں آکر ہلڑ کیا دم بھر میں پردہ ہوا شاہزادیان ذکر کر رہی ہیں کہ قاضی صاحب آتے ہیں قاضی صاحب قریب ہر دے کے آئے صحن میں جھکوپا یا کسی کے کپڑے اتار لیے کسی کے ازار بند سے اشرفی کاٹ لی محل میں ہلڑ ہوا ایک کہتی ہو بُوا میرے کپڑے جاتے رہے ارے دن دہاڑ

یہ ظلم ہوا بین جب تک باہر آئی ہوں تب تک پہننے تھی ڈھیلے بھی نہ تھے کہ گر گئے فاقی صفا
کھڑے بہنیں رہیں ہین فرماتے ہین بوا افسوس نہ کرو جنکے یہاں شادی میں آئی ہو وہ ہی
دین گے یہ کہتے ہوئے قریب پردے کے آئے پکار کر پوچھا کہ اقلیم تاجدار یعنی فرزند
سلما کے تاجدار بادشاہ زادہ ہو کیون بی بی اُس سے عقد ہوتا ہو رضی ہو کچھ آواز میں
آئی مان بہنیں جو گرد دھن کے مٹی ہی ہین وہ کہ رہی ہین کہ بان بی بی ہوں کر دو جب کی تہ
قاضی صاحب نے پوچھا تب دھن نے ہنکاری بھری مبارک مبارک کی صدا بلند ہوئی
ڈومنیان مبارکباد گانے لگین شاہزادیاں منع کرتی ہین کہ ارمی ڈومنیو چپ رہو دیکھو
قاضی صاحب کھڑے ہین ایسا نہ ہو کہ اُن کے خلاف ہو قاضی صاحب بھاگے جاتے ہین
کہ گانے کی آواز کان میں نہ آئے پوچھ کر باہر تشریف لائے دولہا سے ایجاب و قبول
کر آیا بیٹھ کر عقد پڑھا لڑ لڑ کر کشتیاں لین دولہا کے باپ سے کہا کہ اب تو دلوائیے
دولہا کے باپ نے کئی توڑے روپیوں کے دیے سرداروں کی جانب متوجہ ہوئے
فرایا یارو تم لوگ بھی کچھ دلواؤ سب سے خواجہ نے لیا مگر سعد شہریار حیران ہین کہ
قاضی کی قطع سے معلوم ہوتا ہو چھوٹے دادا جان ہین مگر خواجہ سب سے تحصیل کر کے رخصت
ہوئے سعد شہریار نے حکم دیا کہ چلتے کی تیاری کرو برات آراستہ ہوئی دھن کو سوار کیا
نوبت و نقارے بجاتے ہوئے چلے برات مکان پر پہونچی اقلیم تاجدار کہ تشنہ جام وصل
تھا شب کو وصل حاصل کیا سعد شہریار کو بڑی خوشی حاصل ہوئی صبح کو فرایا کہ بھائیو
میں رخصت ہوتا ہوں تاجدار قدموں سے لپٹ گئے چچین مار کر رونے لگے عرض کرتے
تھے کہ اے شہریار آپ کا رخصت ہونا تو ستم ہے ہم سب چاہتے ہین کہ ہمراہ سرکار ہین
بادشاہ نے فرمایا کہ میں مرحلے پر جاتا ہوں کسی کی ضرورت نہیں تم لوگ تیار رہو جب
میں لپٹ کر آؤنگا تو سب صاحبوں کو ساتھ لیچو لنگا سب کو مطمئن کر کے بادشاہ نے
لوح کو ملاحظہ کیا اُس میں نوشتہ پایا کہ اے فتح طلسم بعد شادی اقلیم تاجدار جو یہ
تمہارے رفقا ہین ان سے رونق لشکر ہو ان سب کو اسی مقام پر چھوڑ کر مناسب یہ ہو کہ طر
جنوب کے روانہ ہو کوئی کام بدون ملاحظہ لوح نہ کرنا بادشاہ سب سے رخصت ہوئے

قلعے پر کھڑے ہو کر سمت جنوب دیکھا دیکھا کہ ایک صحرا سے سبزہ زار ہو اُس میں ایک گنبد بنا ہو اُس پر ایک طائر بیٹھا چمکا رہا ہو کہ جسکی چمکاروں سے یہ صدا آتی ہو طلسم

اتنی نہیں ہو گردش لیل و نہار شوخ
بولے کہ ایک جانین لیتے قرار شوخ
اُسکو بنایا کیون مرے پروردگار شوخ
تم اک طرف ہو ایک طرف ہوں ہزار شوخ
کیون عند لیب کتنی ہو فصل بہار شوخ
رنگ حنا ہو پائون میں کیا ای نگار شوخ
شوخی پہ اپنی برکتے ہیں کب اختیار شوخ
دیکھے نہیں ہیں ایسے بھی بے اعتبار شوخ
وہ شوخ طبع ہو جسے کرتے ہیں پیار شوخ

والہد تو ہو جسقدر ای چشم زار شوخ
پوچھا جو اُنسے کیون مرے پہلو سے اٹھ چلے
کم تھی نہ مار ڈالنے کو شوخی نگاہ
جب شوخیوں کے دیکھنے کا دل اٹھائے لطف
صیاد کو بھی ساتھ لگا لائی باغ میں
چٹاک ہو تیر سی چال کی شوخی پہ ہر قدم
مجبور ایک کیا تپش دل سے ہیں ہمیں
کچھ تھی ابھی وہ آنکھ ابھی اور ہو گئی
عاشق مرے سخن کے ہیں معشوق بھی جلال

یہ دیکھ کر سعد شہر یار قلعے سے اترے جیسے ہی اُس طائر نے سعد شہر یار کو آتے ہوئے
دیکھا گریال کر کے اڑا بلند ہو کر گردش بادشاہ چرخ مارنے لگا آواز مہبات و افسوس
دیتا ہو سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسے جلد تیر مارو کہ یہ طائر گنبد پر نہ
بیٹھنے پاوے سعد نے کمان کا تیر سے اتاری تاک کر تیر مارا کہ طائر کے سینے پر پڑا
تو گر پشت کو پار گذرا وہ طائر مر کر گرا بڑا ہنگامہ ہوا صحرا میں اندھیرا ہو گیا آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من طیران جادو بود طائر جب مارا گیا تب دروازہ گنبد کا کھلا کچھ کہہ رہی
نکلین اُنھوں نے سامنے گنبد کے فرش بچھا پا ارباب نشاط نکلنے لگے کوئی سارنگی کا اُستاد
ہو کوئی طبیب بجانے کا اُستاد برابر ساز بجا رہے ہیں کچھ بتانے والے آنکھیں چمکا رہے ہیں
مگر اندر گنبد کے ایک نازنین حسین و مہجبین بیٹھی ہو سب کی داد دے رہی ہو بادشاہ بھی
ایک طرف فرش پر آکر بیٹھ گئے کالمیں اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہیں کہ وہ نازنین اپنے
مقام سے اٹھی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی گنبد سے نکلی نظم

خون رلوایا تمھاری شوخی تحریر سے

گھاؤ ڈالے دل میں مضمون خط تقدیر سے

رات کو کیا کیا جگایا نالہ شکیں نے
 قید میں عالم دکھائیے تو نے ای جوش جنوں
 نالہ و فریاد پھرتے ہیں جگر پڑے ہوئے
 طالب دیدار سے جو گفتگو پر دے مین کی
 دیکھ لینا ای فلک وہ بھی ہمارے ہو گئے
 اس ادا سے آئی کہ گردش جام کو ساقی نے دیا
 کھینچ لانا دل کا سینے سے بہت دشوار تھا
 دیکھتے ہیں بزم میں ہلکے وہ پھر پھر کرجلال

ایسی سو قی تھی کہ کروٹ تک نہ لی تقدیر نے
 رکھ لیا زندان کو سر پر شورش زنجیر نے
 وقت پر یوں آنکھ اٹھے پھیر لی تاثیر نے
 ہوش کھوئے لنترا فی کی تیری تقریر نے
 جسد ن اپنا کر لیا تقدیر کو تیرے
 ساتھ توڑے بزم میں یہ نوجوان و پیر نے
 یہ تو پوچھو کیا کیا پیکان تمہارے تیرے
 کوئی پلٹا آج کھایا گردش تقدیر نے

اُس نازنین نے یہ اشعار چمک چمک کر گائے اور وہ تاتین مارین کہ سعد بھی متوجہ ہو
 اب وہ نازنین بتاتی ہوئی چلی جسکے سامنے آئی اُس نے بیل دی کسی نے روپیہ دیا کسی نے
 اشرفی کسی نے اسباب اُتار کر دیا سب سے بیل لیتی ہوئی سامنے سعد کے آئی اور دین
 تمام کر بتانے لگی اشارہ لوح طلسمی کی طرف کر رہی ہو کہ مین تو یہی لونگی سعد رکے ہیں
 مگر دل کہتا ہی حوالہ کر دو جب ارادہ کرتے ہیں کہ دون تو دل دھڑکتا ہی آخر لوح کو
 ہاتھ میں لیکر نگاہ ڈالی وہ رقاصہ سمجھی کہ لوح اُتارتے ہیں بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ
 کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات یہ رقاصہ جادو و فکر لوح میں
 آئی ہو اور اگر صورت پر مائل ہو تو یہ صورت اصلی نہیں ہو اسکا کئی سو برس کا مین
 ہو مکارہ حیلہ ساز و دغا باز ہو جب یہ ہاتھ بڑھائے تو لوح کو اسکے سر پر بار دو پھر
 قدرت خدا کا تماشا دیکھو سعد نے لوح گلے سے اُتار می رقاصہ سمجھی کہ مجھ کو دین گے
 دامن تھامے ہوئے بتا رہی ہو ایک ایک لفظ مکر سے کر رہی بتاتی ہو دل سعد شہر بار کا
 بُھاتی ہو سعد نے ہاتھ بڑھایا رقاصہ نے ستر چمکایا اور ہاتھ بڑھا دیا مگر سعد نے
 لوح کو چرخ دیکر سر پر رقاصہ کے مارا جیسے ہی لوح جسم سے رقاصہ کے مس ہوئی
 رقاصہ نے ایک آہ کا نفر کیا شعلہ منہ سے نکلا سراپا جلنے لگی اہل جلسہ اٹھ کر دوڑے
 پکارے ہوئے کہ او طلسم کشایہ کیا کیا سعد اٹھ کھڑے ہوئے تمام اہل محفل جلنے لگے اور

گنبد میں بھی آگ لگ گئی عرصہ دراز تک شعلے اٹھے رقا صہ جل جل کر خاک ہوئی آواز آئی
 کشتی مرا نام من رقا صہ جادو بود لیکن بادشاہ نے دیکھا کہ نہ وہ گنبد ہو نہ وہ صحرا ہی
 ایک پہاڑ سامنے ہو اُسین سے رونے کی آواز آتی ہو بادشاہ حیران ہوئے کہ یہ کون
 رو رہا ہو چل کر دیکھیں تو کوہ مین آکر دیکھا کہ ایک جوان دیوانہ وار چرخ مار رہا ہو
 کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہو آوازیں دیتا ہو کہ ای خیر خواہ اب تم سے کب ملاقات ہوگی
 بادشاہ نے قریب آکر پوچھا کہ ای نوجوان کس سے بھڑا ہو کہ جو فراق میں یہ حال ہو اُس
 جوان نے رو کر کہا کہ پہلے اپنے نام سے آگاہ کیجیے کہ آپ کون بزرگ ہیں سعد نے فرمایا
 کہ فتح طلمس نوخیز جمشیدی سعد شہریار فرزند صاحبقران عالی وقار اُس نوجوان
 نے کہا کہ سر کوہ پر ایک قلعہ ہو متاب قزاق وہاں رہتا ہو اُس نے میری ارسال لوٹ لی
 امیدوار ہوں کہ میرا مال دلوادیکھے سعد نے قبول کیا اور اُس جوان کو ساتھ لیا
 طرف سر کوہ کے چلے مگر متاب قزاق قلعے سے نکلا تھا سر کوہ کی سیر کر رہا تھا کہ دیکھا
 ایک جوان آفتاب جمال اور میرا گنگار اُس کے ساتھ ہو طرف قلعے کے آتے ہیں لگتا
 کہ او جوان ادھر کہاں آتا ہو اور اس گنگار کو کیوں لایا یہ میرا درد ہو اگر یہ آئیگا
 تو میں فوراً اس کو قتل کر ڈالوں گا زندہ نہ چھوڑوں گا قتل سے اس کے منہ نہ موڑوں گا سعد
 نے کہا تیری کیا مجال ہو اگر تاب جرات رکھتا ہو تو آغریوں کا ستانا اور اُس پر گھٹٹ
 سامنے آ تو حال جرات معلوم ہو متاب نیزہ ہلاتا ہو اس سامنے آیا خبردار خبردار کہ
 نیزہ مارا سعد نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ چلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ نے
 نیزہ اُسکا گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے متاب کے نکل گیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے
 متاب کے نکلا دوڑ کر قدموں پر گر کر کہا ای شہریار تجکو ثابت ہوا کہ آپ مجھ پر غالب ہیں
 میں کچھ التجار رکھتا ہوں مال اس نوجوان کا تو دو لگا مگر یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو کہ
 حاکم وہاں کا خفاش حیلہ گر ہو اُس نے میری معشوقہ کو چھین لیا ہو امیدوار ہوں اُسے
 دلوادیکھے سعد نے متاب قزاق کو ساتھ لیا اور طرف قلعے کے چلے خفاش حیلہ گر
 کہ اپنے قلعے میں بیٹھا تھا نامہ اُسکو جمشید کا پہونچ چکا ہو کہ ای خفاش بادشاہ مجاہد

تمھاری جانب آتے ہیں ضرور سامنا پڑا یا غفلت میں سے گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیج دو کہ ہم ان کو قتل کریں ورنہ سلطنت میں نہ رہیگی خبردار کوئی تدبیر اٹھانے نہ رکھنا خفاش نامہ کو پڑھ ہی رہا تھا کہ ہر کارون نے اگر خبر دی کہ سعد شہر یا مہتاب قزاق کو ساتھ لیکر آتے ہیں خفاش اپنے مقام سے اٹھا بیرون قلعہ آکر بارگاہ استاد کرائی ایک سانسپ اپنے پاس سے نکالا ایک بل بیٹھ چھوڑ دیا آپ بارگاہ میں آکر بیٹھ رہا کہ خبر پہنچی سعد قریب آگئے کشتیان جواہر کی لیکر نکلا راہ میں آکر قدمبوس ہوا عرض کی جواشا دہوگا وہ بجا لاؤنگا بادشاہ نے فرمایا کہ معشوقہ مہتاب حوالے کر دو خفاش نے ایک وزیر کو حکم دیا کہ جا کر ملکہ کو سوار کر لاؤ آپ سعد کو لیکر بارگاہ میں آیا کر سی کے اوپر بیٹھا یا کہ دیکھا ایک سانسپ رینگتا ہوا آتا ہو خفاش نے اشارہ کیا کہ حضور اسکو مار لین بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا سانسپ کے جیسے ہی دو ٹکڑے ہوئے دھواں نکلنے لگا اسقدر دھواں نکلا کہ تمام بارگاہ مملو ہو گئی سعد شہر یا مہتاب قزاق بیہوش ہو کر گرے خفاش نے اشارہ کیا کہ آہنگروں کو بلاؤ اسی وقت آہنگر آئے بادشاہ و مہتاب کو مسلسل و ملوث کیا دو دن کو اسے پر ڈال کر طرف قلعے کے لیجا یا شہر میں ہل رہا تھا کہ ہمارے بادشاہ گئے تھے طلسم کشا کو لیکر آتے ہیں بیٹی خفاش کی نازک اندام محل میں بیٹھی تھی کہ کنیزوں نے خبر دی آپ کے والد نے آج بڑا کارنامہ کیا کیا طلسم کشہ کو پکڑ لیا قید لیکر آتے ہیں نازک اندام نے کہا کہ میں تو دیکھوں طلسم کشا کی کیا صورت ہو اسی وقت سوار ہوئی محاذ راہ میں ٹھہرا چلمن سے دیکھ رہی تھی کہ ہٹو بچو کا ہل رہا تھا دیکھا سعد شہر یا مہتاب پر بے خوف بیٹھے ہوئے سب کے اوپر نگاہ ڈال رہے ہیں دیکھا کہ ایک محاذ ہو کر دُسلے ناظر بچکانے کہا ریاں گھیرے ہوئے کھڑے ہیں خفاش کو شہر چلی ہو کہ بیٹی بھی دیکھنے آئی ہو گھوڑا چمکاتا پھرتا ہو کبھی محاذ کے قریب آتا ہو کبھی بیٹھا دیکھتا ہے کہ میں نے طلسم کشا کو کیونکر گرفتار کیا وہ عیار می کی کہ آج تک نہ ہوئی تھی ماریاہ بنا کر چھوڑا وہ بیہوشی کا بنا ہوا تھا جیسے ہی بادشاہ نے اسکو مارا اسقدر دھواں نکلا کہ اسی دھوئیں سے بیہوش ہوا

لبھی افسردہ سے کہتا ہو کہ صاحبو تم نے دیکھا کیا تدبیر ٹھیک پڑی میں جانتا تھا کہ یہ حسن
لوح ہین کوئی فعل انپر تاثیر نہ کرے گا تب میں نے یہ فکر کی کس لطف سے کپڑا کیا سب لوگ
تعریفیں کر رہے ہین کہ آپ اسم بامسمیٰ ہین مگر نازک اندام نے جو سعد شہر یا کو دیکھا
حیران جمال و محمود پیدار ہو گئی خفاش نے حکم دیا کہ ارا با بڑھاؤ سعد نے کہا او خفاش
جلدی کیا ہو ذرا ہم بھی تمہارے شہر کو دیکھ لیں خفاش نے کہا کہ او قیدی ہم تو تیرا کتنا
نہ مانیں گے بادشاہ نے فرمایا ہم تو ابھی نہ جاوین گے یہ کہ کر لنگر مارا کہ ارا بے کے پیچھے
دھنس گئے لاکھ بیلوں پر مار پڑتی ہو مگر کیا مجال ہو کہ ایک قدم آگے بڑھاوین نازک اندام
نے جو یہ زور دیکھا آہ کر کے بیہوش ہو گئی کنیزوں نے محاذ بھیڑا ملکہ کو لا کے باغ میں
داخل کیا ملکہ جو ہوشیار ہوئیں باغ کو دیکھ کر رونے لگیں کہا صاحبو مجھ کو کیوں لے آئے
میں اُس شہر یا کو جی بھر کر دیکھ تو لیتی کنیزیں گھبراہٹ میں کہ ملکہ یہ کیا فرماتی ہین ملکہ نے کہا
کہ میں سعد شہر یا پر عاشق ہوئی ذرا جا کر خبر تو لاؤ کہ بادشاہ نے کیا کیا کنیز جا کر خبر لا
کہ پہلے باغ میں حضور کے جو قصہ ہو اُسی میں قید کیا ہو کیا عرض کریں جبوقت سعد شہر یا
سے کلام ہوا کیسا بے خوف کلام کیا ہو فرماتے تھے کہ او خفاش تو مجھ کو قتل کر ڈال لیکن
چہین : پائیگا میرے بھائی بندہ وہ لشکر کشی کرے گا کہ تجلو چین نہ ملیگا جمشید کو امیر
مار لیں گے خفاش نے کہا میں یہاں کیوں رہوں گا قدرت کے پاس جا بسو ننگا گل فوجیں
گرد قصر رہیں گی پرندہ پر نہ مار سکیگا کسکی لیاقت ہو کہ ہم ناک آوے اور ٹکڑے ہو جائے
فوراً تمہیں لیجا کر قتل کرونگا کنیزوں نے جو یہ خبریں بیان کی تو ملکہ نے بے ہراس ہو کر کہا
کہ اگر تم لوگ مدد کرو تو چل کر اُس شہر یا کو رہا کر لیں سب نے کہا بہت خوب ہو ہم جان
سے حاضر ہین حضور کے کام میں اگر جان صرف ہو جائے تب بھی دریغ نہ کریں نازک اندام
نے آہ کر کے کہا وہ جو قصہ کہانیوں میں حضرت عشق کی عنایتیں سنا کرتے تھے اُسکا آج سامنا ہو

عشق ہو تازہ کار و تازہ خیال +	ہر جگہ اسکی اک نئی ہو چال +
کہیں آنسو کی یہ سرایت ہو +	اور کہیں خون چکان حکایت ہو
گہ نمک اسکو داغ کا پایا +	گہ پتنگا چسراغ کا پایا +

<p>کہیں طالب ہو اکہین مطلوب</p>	<p>دو لون باتین غرض ہیں اسکی خوب</p>
<p>میں جانتی ہوں کہ اسہیں زلت و سوائی ہوا در ہر طرح کی خرابی اس کو چے میں ہوگی مگر جو کچھ ہو سب گوارہ ہو رات کو گوشہ باغ سے آکر مکان کو تاکا کنیزون سے اشارہ کیا کہ نقب کھودو کنیزین مل کر کھودنے لگیں دس کھودتی ہیں تو دس مل کر مٹی نکالتی ہیں پھر رات رہے کنیزون نے عرض کی نقب پہونچ گئی اب حضور کے جانے کی دیر ہو ملکہ پانچے سنبھال کر اس شب تیرہ دنار میں داخل نقب ہوئیں جب قصر میں پہونچیں تو سرنکالا دیکھا سعد شہر یار سوزنخیر پر سرخم کیے بیٹھے ہیں مگر خدا کی قدرت ہو کہ خفاش نے لوح گلے سے نہیں اتاری لوح گلے میں زیر قبا پہنے ہیں اپنے حال زار پر افسوس کر رہے ہیں ملکہ نقب سے باہر آئیں بادشاہ نے جو ملکہ کو دیکھا کہ زہرہ مثال ماہ آسمان کمال صبا شوکت و لیاقت ہو بمقام ہو گئے آنکھ بند ہونے لگی مگر اپنے کو سنبھالانا زک اندام نے پوچھا کہ کیوں سعد شہر یار کیا گذرتی ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای محبوب طرح دار فرد ہم خاک نشینوں کا ستانا نہیں اچھا ہل جائیں گے افلاک جو فریاد کریں گے + ای ملکہ کیا حال پوچھتی ہو گرفتار نچہ تقدیر ہوے تم تو اپنے نام نامی سے آگاہ کرو ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ ہاں صاحبو ان کی ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹو باغ میں لے چلو کہ فرحت حاصل ہو کنیزون نے قید کاٹی اسی نقب سے سعد کو لیکر اپنے باغ میں آئیں ہتھاب قراق کو بھی رہا کر لیا اسکو لا کر ایک صحیحی میں بٹھا دیا سعد کو ساتھ لیکر بارہ درمی میں آئیں مسند پر جگہ دی کنیزون سے اشارہ کیا کہ صاحبو خاطر کرو ہمان عزیز ہو یقین ہو کہ صاحبقران تم لوگوں سے بہت راضی ہونگے یہ کہتی ہوئی قریب آئی پہلو میں بادشاہ کے متھکن ہوئی ایک گائے سے اشارہ کر دیا وہ نہایت خوش گلو تھی بصد سوز و گداز بتاتا کہ بحضور عاشق و معشوق یہ اشعار عاشقانہ گائے لگی نظم</p>	<p>کہتے ہو بیت ہوں میں کہیں میرے خدا نہ ہو حسرت کی آنکھ سے مری آنکھ خدا بچائے میری زبان کو کاٹ کے لے جا پیام بر</p>
<p>دھوکا دو اسکو جو تمھیں پہچانتا نہ ہو بہتر ہو مرستے دم بھی اگر سامنا نہ ہو تمھسے وہاں پیام جو میرا ادا نہ ہو</p>	<p>کہتے ہو بیت ہوں میں کہیں میرے خدا نہ ہو حسرت کی آنکھ سے مری آنکھ خدا بچائے میری زبان کو کاٹ کے لے جا پیام بر</p>

کیا رشتہ ہر کہ ہجر میں خود چاہتے ہیں ہم	نالہ بھی گوش یار تک اپنا رسانہ ہو نہ
خلوت میں آج اُسے کیا ہو طلب ہمیں	اب ہم جدا کرین بھی جو دل کو چیلانہ ہو نہ
چھپرین گے یوں کہ آتی نہیں شوخیانِ سخن	کچھ تو جلال اُن کو ستم کا بہانہ ہو نہ

یہاں تو بادشاہ بہ عیش و فرحت باغ میں نازک اندام کے ہیں مگر خفاش حیلہ گرجو صبح کو اٹھا بلبلاتا ہوا جھلایا ہوا اکستا ہو میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ سامری و جمشید فرماتے ہیں کہ طلسم کشا کو جلد قتل کرو ہماری روح کو صدمہ پہونچتا ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی ہسکتی مدد کرے بلکہ قید خانے سے لاؤ لوگ لینے چلے تھے کہ نگہبان روتے ہوئے ساٹھے آئے عرض کی کہ اے شہنشاہ سعد شہر یار کو کوئی چہرہ کر لے گیا قید خانہ خالی پڑا ہے خفاش اٹھا خود قید خانے میں آیا اپنے دوسرے بیٹے کو بلا کر کہا اے نور نظر اس نقب میں جا کر دیکھو اگر قیدی بلغ میں نازک اندام کے موجود ہو تو فوراً گرفتار کر لانا وہ بیٹا اس کا تلوار لیکر نقب میں کود پڑا راہ طر کر کے جب باغ میں پہونچا دیکھا کہ سعد شہر یار موجود ہیں آپس میں اختلاط ظاہری ہو رہے ہیں سب کنیزین پھرتی ہیں مگر کہتی ہیں کہ دیکھیے انجام اسکا کیا ہو ایسا نہ ہو کہ خفاش کو خیر ہو جائے تو جان بچنا مشکل ہو وہ لڑکا سعد کو دیکھ کر پلٹا خفاش سے کہا کہ ہمیشہ صاحبہ کے باغ میں وہ قیدی موجود ہو مگر بوجہ ہیبت کے میں نے اُس پر ہاتھ نہیں ڈالا اُسی وقت خفاش نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ کچھ باغ ملکہ کو چار جانب سے گھیر لو بوجہ حکم تھوڑی دیر میں سب فوج جمع ہو گئی اور آکر باغ کو گھیر لیا ایک کنیز نے بادشاہ کو خبر دی کہ خفاش حیلہ گرجے باغ کو گھیر لیا یہاں سے نکلنا دشوار ہو بادشاہ نے فوراً قبضہ پر ہاتھ رکھا تلوار ٹیک کر اٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا اے شہر یار کیا ارادہ ہو بادشاہ نے فرمایا جا کر اُس حیلہ گرج کو سزا دو کہ سارا غرور بھول جائیگا یہ کہہ کر سعد رستے دامن چھڑا لیا اور فرمایا کہ اے ملکہ عالم تم ان مقدمات میں دخل نہ دو میں کسی سے چھپ کر نہ بیٹھوں گا ہمارا تو ہر وقت یہی کام ہو اور اسی میں نام ہو ہر چند نازک اندام تڑپی مگر سعد نے کہا کہ اے ملکہ عالم وہ دروازہ توڑ کر گھس آؤ میں گے تو کیسی ذلت ہو ملکہ نے کہا کہ وہ کئی ہزار آدمی ہیں آپ اکیلے کیا

تجیبے کا سعد نے کہا کہ سرور دگار مدد کر لگا اگر ہزار ہین تو ہون اور لا کھون ہین تو کیا ہوگا وہ غیب سے مدد بھیجیگا ملکہ نے کہا میں نہ جانے دوںگا میرا تو عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو کیا کیفیت کمون آپ کی تمنائی کا خیال آتا ہو کہ نکلتے ہی گھر جائیے گا ہزار آدمی ہر طرف سے حملہ آور ہوگا کس کس کو جواب دیجیے گا میری زندگی آپ کے دم سے ہو سعد نے دیکھا کہ کسی طرح نہیں مانتیں تلوار کھینچ کر اپنے گلے پر رکھ لی فرمایا ای ملکہ میں اپنی جان دوںگا میرے لشکر میں سپاہیوں کا مجمع ہو ذرا فرامی بات میں طعن کرتے ہین اور میں بادشاہ لشکر ہوں وہ وہ قوم ہو اور وہ لوگ ہین کہ باپ کے سامنے بیٹا اطاعت اور باپ ترغیب دیتا ہو یہی کہتا ہو کہ چلو تلوار سے مرز ہاتھ خم شیرازی سے نہ کھینچو ای ملکہ میرے واسطے بدنامی ہوگی کہنے والے کہیں گے کہ باغ میں چھپ کر بیٹھے نکل کر نہ لڑے تو میں کیا جواب دوںگا میں خود اپنا کلا کلٹ ڈالوںگا ہرگز نہ مانوںگا جب تو ملکہ ناچار ہوئیں کہا ای شہر یار میرے قلب کو صبر نہ آئیگا میں بھی اپنے کو پہونچاؤنگی ایسا نہ ہوگا کہ میں دیکھوں اور آپ جا کر لڑیں سعد شہر یار نے کہا کہ جب تم دیکھنا مجھے بلوہ ہو اور کس طرح وہ پیچھا نہیں چھوڑتے تب تلوار اختیار ہو خبردار فوراً نہ آنا ملکہ ناچار ہوئیں دامن چھوڑا سعد سوار ہوئے تیغ لیے ہوئے باغ سے نکلے اور سامنے آتے ہی نعرہ کیا کہ باشندے ای کافران بیچیاو ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم بادشاہ لشکر اسلام مالک اورنگ سلطانی زیندہ تاج جہان بانی شاہزادہ سعد بن قبا و خفاش نے جو نعرہ کی صدا سنی ساتھ والوں سے دیکھ کر آواز دی کہ لو بھائیو وہ شیر نکل آیا اب چار جانب سے گھیر کر پکڑ لو سب لینا لینا کر چلے خفاش نے گینڈا بڑھایا سعد نے خفاش کو تار کا خفاش نے تیر مارے شاہ نے تیر قلم کیے لڑتے بھڑتے مقابلہ خفاش میں پہونچے خفاش نے چند افسروں کو لٹکارا کہ خبردار کیا کرتے ہو میرے مقابلے میں وہ جوان آتا ہو چار جانب سے ایسے حملے کرو کہ یہ جوان مجھ تک نہ آسکے افسروں نے اگر گھیر لیا کوئی نیزے کا وار کرتا ہو کوئی تلوار لگاتا ہو کوئی دوسرے تیر مار رہا ہو ملکہ نے جو اندر سے دیکھا تاب نہ آئی آخر نقاب

چہرے پر ڈال کر نکل پڑیں چالیس کنیزیں لپشت پر نکل کر لڑنے لگیں سعد بلوے میں
 زخمی ہوئے ہر چند چاہتے ہیں اپنے کو سنبھالوں اس قدر خون سر سے جاری ہوا کہ سنبھلا
 دشوار ہو گیا دن بہت کم باقی تھا جب سعد نے دیکھا غش آیا چاہتا ہو تو گردن میں
 مرکب کے ہاتھ ڈال دیے اور لپشت پر مرکب کے ہاتھ رکھا فرمایا امر مرکب اکیل مجھے
 لے نکل مرکب نے جو مرکب کو اپنے سمت پایا دو لٹیاں مارتا ہوا لیچلا اُس مجمع سے
 لے نکلا خفاش نے جو میدان سعد بن قبا دسے خالی پایا ملکہ کو مکند و نہیں گرفتار کر لیا
 ہر طرف ڈھونڈھا سعد کو نہ پایا کہتا تھا کہ کیوں اوگیسو بریدہ اپنے دھگڑے کو
 کہ صر بجکا دیا میں تجکو سر میدان قتل کرونگا ملکہ نازک اندام مہوت ہو رہی ہی
 جواب دیتی ہو کہ تجکو اختیار ہو میرا تو یہ حال ہی اظہر

آنکھ نے چھپنے کا راز اُس سے نہ کھولا ہوتا سرد مہری کا دم سرد کی رونا ہو عجب حسرتیں کتنی نکل جاتیں جو چھاتی پھٹتی قتل کرنے پہ ہمارے جو تلی رہتی ہیں دل پر درد کا گم ہو کے نہ ملنا بہتر سبزہ رنگو نکی محبت میں جو ہوتی تاثیر کوچہ یار میں میلا جو ہوا چرخ کو بھی قہقہہ مارے عدواسکی نہیں تاب ایسا حشر میں حق سے گزرتا تھا نہ تجکو اہ بیت چرخ انکار و نہ لوٹا تھا شب وصل جلال	دل تو کہتا تھا ذرا مجکو ٹٹولا ہوتا اشک گرم آنکھ سے گرتا تو وہ اول ہوتا دل بیتاب نے دروازہ تو کھولا ہوتا اُن نگاہوں میں کسی نے ہمیں تو لا ہوتا ہاتھ آتا تو پھیلی کا پھیل ہوتا کسی عاشق کا بھی طوطی کہیں بولا ہوتا یہی حسرت تھی کہ میں کاش ہنڈولا ہوتا روک لیتے ہم اگر توپ کا گولا ہوتا آج تو کوئی خدا لگتی بھی بولا ہوتا ہم تو خوش ہوتے اگر جل کے یہ گولا ہوتا
---	--

جب خفاش نے یہ دیکھا کہ نازک اندام اپنے ہوش میں نہیں ہی کچھ کہتا ہوں
 اور یہ جواب خلاف دیتی ہو وزیر اسے صلاح کی و زرا نے کہا قید کیجیے بعد دو چار
 دن کے جب ہوش میں آئے تب اسکو قتل کیجیے ایک مکان میں ملکہ کو نظر بند کیا اور
 حکم دیا کہ کوئی اُس مکان میں نہ جائے مان اسکی شعیدہ یا تو اس کو حکم ہو کہ وقت

بے وقت جانے اور ملکہ کو سمجھائے اگر یہ اس سے توبہ کرنے تو میں اسکو رہا کروں خطا
معاف کر دوں اور اگر یونہیں مہموت رہی تو قلعہ سے کیا فائدہ اسکی مان شعبہ رہا تو
جب آتی ہو تو بیٹی کو مہموت دیکھتی ہو حیران ہو کر مہلی باقی ہو مگر مرکب جو سعد شہریار کو
لیکر چلا تھا رات بھر اڑا ہوا آیا ایک دشت میں لاکر سعد کو پشت سے گرایا مگر گھٹنے
ٹیک دیے بھائی خفاش کا نقاش گمہ پیشانی کہ اس سحر کا حاکم ہو کہیں سے پلٹا ہوا
آتا تھا اسکے ساتھ والون نے جو دیکھا کہ ایک مرکب عربی صحرا میں اہل رہا ہو کہا دیکھ
حضور کسی کا گھوڑا خون میں بھرا ہوا بالکین کٹی ہوئیں زین ڈھلکا ہوا پھر رہا ہو ایک
کہا وہ سامنے زیر نخل اسکا سوار بھی ہو کسی نے مار کر ڈال دیا نقاش قریب آیا جا
بے مثال دیکھ کر مہموت ہو گیا کہا یار و جبرأت تو دیکھو ہزار دن سے لڑا مگر اسباب
نہیں دیا نہ میں معلوم لوٹنے والون کو کیا خوف ہوا کہ اسکو چھوڑ کر چلے گئے اس جہان
کا سب اسباب قائم ہو گئے میں تختیان الماس کی پڑی ہین زرہ بے نظیر پہنے ہو تلوار
کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہو نقاش نے سعد کو اٹھوایا اپنے قلعے میں لیکر آیا زخم دوزی
کرائی خواہش ہو کہ دریافت کروں جن قزاقوں نے اسکو مارا ہو انکو گرفتار کر کے
سزا دیں جب زخم میں ٹانگے لگے اور سعد کو آرام پہونچا تو آنکھیں کھول کر دیکھا ایک
قصر وسیع ہو آسمین میں لیٹا ہوا ہوں اور ایک جوان تاجدار سرھانے بیٹھا ہوا
مگس رانی کر رہا ہو خادم و خدمتگار اسکے مصروف خدمت ہین مگر نقاش نے جو دیکھا
کہ اس جوان نے آنکھیں کھولیں پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہو سعد گھبرائے ہوئے تھے
نام اپنا اصلی بتا دیا اور فرمایا کہ خفاش حیلہ ساز سے مقابلہ پڑا اسکی دختر نیک اختر چھپر
عاشق ہوئی تھی اسی میں یہ خرابی پڑی کہ میں زخمی ہو کر نکل آیا یہ کہ کر پھر مہموت ہو گئے
نقاش نے دُور سے کہا کہ یہ شخص تو پڑا باغی ہو میں اسکو گرفتار کر کے دہلیں روانہ کر دوں
وہ ہی اسکو سزا دیں گے کہ پھر بھی کوئی ایسی حرکت نہ کرے اُسی حال میں سعد کو تھکایا
بیڑیاں پہنائیں اور ارا بے سوار کیا ہزار جوان ساتھ کیے کہا ان کو خدمت میں
بھائی صاحب کی لیجاؤ کہ ان سوار گنہگار ہماری جوبی میں آیا ہننے اسکو گرفتار کر کے

روانہ کیا ہو جو مناسب جانو وہ کرو دو ہزار جوان سعد کو لیکر چلے منزل در منزل چلے جاتے ہیں ایک دن شام ہو گئی کہیں اترنے کا ٹھکانا نہ ملا سامنے ایک قلعہ تھا احکم و ہانکا سرشار رخا رہ شکن پہلوان زبردست تھا اسکو عرضی لکھی کہ ہم لوگ ملازمان نقاش گرہ پیشانی ہیں قیدی کو لیے ہوئے جاتے ہیں کوئی مقام اترنے کا نہیں ملے آپ کے قلعے کے قریب آپہونچے ہیں ہم کو رات بھر کے لیے جگہ دیجیے صبح کو چلے جاؤ گے سرشار نے جو یہ خبر سنی اسنے اپنے ملازموں کو روانہ کیا کہا قیدی کو لے آؤ وہ دو ہزار جوان باہر رہیں درخون کے نیچے اتر پڑیں سپاہیوں کو کون لو ٹیگا صبح کو قیدی کو لے لینا چلے جانا سب نے ناچار ہو کر قیدی کو حوالے کیا ملازمان سرشار سعد کو لیکر اندر قلعے کے آئے لاکر ایک مکان میں بند کر دیا کئی سر جوان بعدہ نگہبانی بیٹھے مگر بڑی اسکی ماہتاب نقش بند شکار سے پٹی ہوئی آتی تھی کئی سر کنیزیں ساتھ ہیں جب اُس مقام پر پہونچی تو پوچھا کہ یہ نگہبان کیوں بیٹھے ہیں کسی نے بیان کیا کہ امی ملکہ عالم خفاش حیا گہر کی بیٹی ملکہ نازک اندام طلسم کشا پر مائل ہوئیں لڑائی پڑی زخمی ہو کر یہ صحرا سے نقاشیہ میں پہونچے نقاش کو جو یہ حال معلوم ہوا کہ میرے بھائی سے لڑ کر یہ جوان آیا ہو اُسے گرفتار کر کے روانہ کیا ہو ملازم اُن کے بیرون قلعہ میں قیدی کو سہان سمجھو ادیا شاہون میں ہی رسم ہوتا ہو ماہتاب نے جو حال سنا برہم ہو کر کہا کہ نقاش نے بڑی حماقت کی نگہبانوں سے کہا کہ ذرا دروازہ تو کھولو میں تو دیکھوں کہ طلسم کشا کون شخص ہو نگہبانوں نے دروازہ کھول دیا ماہتاب اندر گئی اس نے جو جمال بے مثال بادشاہ دیکھا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا اُسی مقام پر بیٹھ گئی شانہ تمام کہا کہ امی گرفتار دام مصیبت و امیکہ تازمیدان جلالت کیا خطا ہوئی کہ جو گرفتار ہوئے سعد نے کہا کہ میں نے کسی کی خطا نہیں کی جرم عشق میں یہ چھائیں اٹھا لیکن مگر افسوس یہ ہو کہ نہیں معلوم اُس معشوق نازک ادا پر کیا گذری ماہتاب کا دل ہل گیا جی میں کہتی ہو کہ معشوق کو عاشق کا خیال ہو اپنے کو تو کہتے ہیں کہ رہا ہو جاؤنگا مگر نہیں معلوم معشوق پر کیا گذری کہا امی شہریار آپ کا نام نامی کیا ہو سعد نے اپنا نام مفصل بتایا

ماہتاب نے کہا میں جا کر باپ سے کہتی ہوں کہ شاہزادہ سعد بن قباد و فتاح
 طلسم نوخیز جمشیدی ہین اتفاق سے گرفتار ہو گئے ہیں میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے
 کہ اُن کو قید سے رہا کیجیے اور ان دو ہزار جو انون کو مار کر نکال دیجیے آپ کا نام ہوگا
 یہ کہ کراٹھی مگر لپٹ لپٹ کر دیکھتی جاتی ہے سعد شہر یار بھی دزدیدہ لگا ہوں سے اُس
 آفت جان کو دیکھ رہے ہیں مگر خاموش سرنگون بیٹھے رہے ادھر ماہتاب جو محل میں
 آئی خواجہ سرا سے کہا ذرا باوا جان کو بلا لو مجھے اُن سے کچھ عرض کرنا ہے یقین ہے کہ
 وہ بھی راضی ہوں خواجہ سرا نے جا کر سرشار سے کہا سرشار محل میں آیا بیٹی نے اگر
 سلام کیا کہا باوا جان آپ ذکر کیا کرتے تھے کہ طلسم نوخیز جمشیدی ختم ہوتا ہو ملک و
 مال لے لیا جائیگا اُسکی صورت پروردگار نے خود نکالی کہ آپ کی سلطنت قائم رہی اور
 رفیق طلسم کشا کملائے سرشار نے کہا کہ اے نور نظر تم جانتی ہو کہ مجھے عوارض گھیرے
 رہتے ہیں میں کہاں جاؤنگا بیٹی نے کہا کہ کہیں جانا نہیں پڑیگا وہ آپ کے گھر ہی میں
 موجود ہیں یہ قیدی جو آپ نے لیا ہے وہ ہی سعد بن قباد ہیں قید خانے میں جا کے
 ملازمت کیجیے اُن کو دربار میں لائیے مذہب اُن کا اختیار کیجیے آپ کے لیے وہ شوکت
 ہوگی کہ تمام شاہان قلعہ رشک کہیں گے اس طرح سمجھا کر بیٹی نے کہا کہ سرشار کے
 خیال میں اگیا دڑا ہوا قید خانے میں آیا بادشاہ کو سلام کیا کہا اے شاہریار میں آگاہ
 نہ تھا کہ آپ مقید ہوئے ہیں اب مجھ کو معلوم ہوا مسلمان ہوتا ہوں میرے قلعے میں چلیے
 ہتھکڑیاں کاٹ کر مرکب لایا اُسپر سوار کر کے بادشاہ کو لے چلا مگر بیرون قلعہ ملا زمان
 نقاش اُترے ہوئے تھے رات کو قزاقوں نے اُن کو لوٹا کچھ مارے گئے کچھ جانی بچا کر
 بھاگے سرشار نے سعد کو لاکر تخت پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھ کر حاضر ہوئے ہوا شب
 سعد لیٹے ماہتاب تڑپ رہی تھی حیران تھی کہ دن کو تو میں نے باہر سے دیکھا
 اب رات کو کیا کروں آخر صبر نہ آیا لباس سیاہ پہن کر اٹھی نقاب چہرے پر ڈال کر
 چلی سرہانے آکر سعد کے کھڑی ہوئی گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہے جاہتی ہے کہ بیدار کرو
 مگر جو صلہ نہیں پڑتا بقول شاعر فردیہ آرام میں ہو وصل کی پہلی شب ہو + متحیر ہوں کہ

بیدار کروں یا نہ کروں ناگاہ بادشاہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سرھانے کوئی کھڑا ہی ہاتھ
 سٹھام لیا فرمایا بیٹھو کون صاحب ہو ماہتاب کا دل بھرا ہوا تھا آنکھوں سے آنسو
 جاری ہوئے رو رو کر اپنا حال بیان کیا کہ اس کنیز کی کارگزاری نے حضور کو قید سے
 رہا کرایا مگر نظارہ جمال سے محروم تھی ہر چند ضبط کیا مگر نہ ہو سکا آخر نکل آئی سعدیہ
 سن کر اٹھ بیٹھے عذر کرنے لگے فرمایا تمہارا سر اسرا احسان ہو مگر بین مسافر نہ وارد
 ہوں فکر میں ہوں کہ جمشید کو بارون ملکہ نے گھیر کر کہا وہ بیجیاسات سے ملک کا مالک
 ہو اگر مقابلہ پڑیگا تو سات سو تاجدار اس کے ہمراہ ہونگے سعد نے کہا کہ میں بہر کیف
 تمہارا احسان مند ہوا ماہتاب نے کہا کہ آپ اٹھا احسان مانتے ہیں میں یہ نہیں چاہتی
 کہ آپ کو شرمندہ کروں باتیں جو ہونے لگیں دفتر حکایت و شکایت کھلے صبح ہو گئی
 جب طائر پونے لگے اور مرغ سحر نے آواز دی ملکہ نے کہا کہ اوشہر یار غضب ہوا۔
 سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی اب میں محل میں کیونکر جاؤں یقین ہو کہ مادر مہربان پوچھیں گی
 تم کہاں گئی تھیں تو کیا جواب دوں گی سعد نے کہا نہ گھبراؤ میں تمہارے باپ سے
 کہتا ہوں خدا چاہے تو خوشی نسبت کریں اگر نہ مانیں گے تو میں دباؤ ڈالوں گا
 ماہتاب نے کہا کہ اوشہر یار ہر طرح مشکل ہو ایسا نہ ہو باپ پوچھیں کہ یہ آپ تک
 کیونکر پہنچی تو کیا جواب دیجیے گا سعد نے کہا کہ ای ملکہ عالم وقت پر جب جواب و
 سوال ہوگا جو کہ موقع ہوگا ویسا کہا جائیگا بادشاہ تو ماہتاب سے باتیں کر رہے
 ہیں مگر محل میں جو مادر ملکہ کی آنکھ کھلی پلنگ ملکہ کا خالی پایا گھبرا کر کہا چھو کری کہاں
 گئی خراسین جہانست دوڑیں کسی نے پاخانے میں دیکھا کوئی کوٹھے پر گئی کوئی دالان
 میں پکار رہی ہو کسی نے آکر کہا کہ واری محل میں تو نہیں ہیں بعض نے کہا کہ جہان مٹی
 کی بنادی ہے کھلی گئی انجام کار یہ ہوا مادر ملکہ نے کہا کہ ناظر کو بلاؤ ان کے باپ
 کو خبر کرو ناظر کے ہاں بادشاہ کو خبر دی شاہ محل میں آئے دیکھا کہ زوجہ منہ ڈھالے ہو
 رو رہی ہو بادشاہ نے کہا کہ نہ گھبراؤ میں ابھی تلاش کرتا ہوں یہ کہہ کر باہر آیا کہا آج کیا ہو
 جو سحر یار شریف نہیں لائے بارگاہ میری سنسان ہو ایک خادم نے عرض کی کہ

آج جب سے اٹھے ہین اُسی پلنگ پر بیٹھے ہین ایک سیاہ پوش سے باتیں کر رہے ہین ہم لوگوں کو منع کیا ہو کہ یہاں نہ آنا ہم لوگ نہیں جاسکتے سرشار گھبرا کے اُٹھا کہا جا کے عرض کرو کہ سرشار تو حاضر ہو خدشا گار نے جا کر پوچھا سعد نے کہا کہ بادشاہ سے کہو میں خود آتا ہوں سرشار حیران ہو کہ کیا راز و نیاز ہو کہ شہر یار خود تشریف لاتے ہیں یہ ذکر تھا کہ سعد تشریف لائے سرشار نے استقبال کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے سرشار ہم تمہارے ممنون ہین کہ تم نے قید سے رہا کیا مگر چاہتے ہین کہ تم سے عزیز داری کروں یہ سُن کر سرشار نے عرض کی جو ارشاد فرمائیے وہ بجالاؤں مجھ کو کسی بات میں خد نہیں ہو مگر آج غلام پر عجب افتاد پڑی اس سوچ میں ہوں کہ کیا کروں میری بیٹی پلنگ پر سے غائب ہو گئی سعد نے فرمایا کہ اُسکا پتہ مل جائیگا بیٹی کو ہم سے لو مگر اُسکو ہمارے ساتھ منسوب کرو و سرشار نے کہا زہے شرف میں آپ کا غلام کا مل کھلاؤں بسم اللہ اُسکا پتہ لگا کیے میں ابھی منسوب کروں بخوشی عقد کروں سعد نے فرمایا وہ موجود ہے جس بارہ درمی میں ہم رہتے ہین اُسی میں وہ ہو سرشار کو بہت ناگوار ہوا کہ میں تو ایسی خدمتگاری کروں کہ تاج و تخت ترک کیا ہر وقت خدمت میں حاضر رہتا ہوں معلوم ہوتا ہوا انھوں نے پیغام بھیج کر اُسکو بلوایا اب مجھ سے ایسا کہتے ہین میں اس کا بدلہ لوں گا خدمت میں خفاش حیلہ گہ کی روانہ کروں گا تب میں مکر کا بدلہ ہوگا یہ سوجھ بوجھ لازم کو اشارہ کیا کہ شربت بنا کر لاؤ اور اُس میں بیہوشی ملا دو ملازم جام شربت بھر کر لایا بیہوشی اُس میں ملا دی سرشار نے یہ کہہ کر جام پیش کیا کہ حضور یہ شربت دامادی ہو یہ ہمارے خاندان کا رسم ہو اسکو نوش فرمائیے سعد بے خوف پی گئے پیتے ہی بیہوش ہوتے سرشار نے فوراً سلسل و مطلق کیا اور ارا بے پرو ڈال کے چار ہزار جوان ہمراہ کیے کہ ان کو خدمت خفاش میں لیجاؤ کہنا لو یہ تمہارا گنہگار حاضر ہو ملازم تو ارا یہ لیکر چلے ماہتاب نے جو یہ خبر سنی کہ سعد شہر یار کو باپ نے گرفتار کر کے روانہ کیا اب مجھے گرفتار کریگا مرکب کو تل کھڑا تھا نقابدار تکر سوار ہو کر نکل بھاگی تعاقب میں سعد کے چلی ملازمان سرشار قید لیے ہوئے پانچ کوس پر

پہونچے تھے کہ ملکہ جا پہونچی لغرہ کر کے لشکر پر گری سعد نے خبر سنی کہ ایک نقابدار کیلئے
 تنہا لڑتا ہوا آتا ہو زنجیریں ہلانے لگے سمجھے کہ وہ ہی آفت زدہ ہوگی افسر نے جو سنا
 کہ نقابدار لڑتا ہوا آتا ہو کسی کے روکے سے نہیں رکتا اور سعد زنجیریں ہلا رہے ہیں
 ایک سپاہی سے اشارہ کیا کہ جا کر قیدی کا سر کاٹ لے سپاہی تلوار کھینچ کر دوڑا ہوا
 آیا لڑتا ہوا کہ ای سعد شہریار زنجیریں نہ ہلاؤ ہمارا افسر خفا ہوتا ہو سعد شہریار
 نے جھلا کر کہا کہ افسر تمہارا جھکا مارتا ہو کیا ہم اُسکے نوکر ہیں سپاہی نے بڑھ کر ہاتھ
 مارا سعد نے ہتھکڑی اٹھا دی ہتھکڑی کٹی سعد نے وہ ہی ہتھکڑی سپاہی کے اوپر
 کھینچ ماری سپاہی کا سر پھٹا اُسی کی تلوار لیکر لڑنے لگے اور لغرہ کیا لغرہ سعد سے
 منم شاہ شاہان فریدون چشم بہار گلستان کاؤس و جم بہ منم رونق بزم اسلامیان بہ
 منال گلستان صاحبقران بہ لغرہ کر کے لڑنے لگے ملکہ کے کان میں آواز پہونچی لڑتی ہوئی
 سامنے آئی آواز دی کہ ای شہریار میں آپہونچی سعد لڑتے ہوئے قریب ملکہ کے پہونچے
 کہ صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار بادلہ پوش صحرا سے آیا اگر شریک جنگ ہو اچند
 حملوں میں اُن سب کو مار کر بھگا دیا لڑتا ہوا قریب سعد آیا کہا ای شہریار اس
 طلسم میں ہمارا بھی حصہ ہو سعد نے کہا یہ غیر ممکن ہو نقابدار نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا
 یہ کہہ کر نقابدار توروانہ ہو گیا سعد شہریار نے ملکہ سے کہا کہ اب میں ملک خفاش پر
 جاتا ہوں تم بھی ساتھ چلو گی ماہتاب نے کہا کہ میں نے آپ کی محبت میں گھر بار چھوڑا
 سب کی محبت سے تنہا موڑا اب اس طور سے آپ کے ساتھ کہاں جاؤنگی سعد نے کہا
 تو اول چل کر تمہارے باپ کو زیر گردن اُسکے بعد قلعہ خفاش پر چلوں ملکہ نے کہا
 کہ باپ آپ سے برسرِ پرخاش ہو ایسا نہ ہو کچھ بُرائی کرے سعد نے کہا اشد
 مالک ہو میں کسی مقدمے میں کمی نہ کرونگا جاتے ہی اُن کی گردن لونگا ماہتاب نے
 کہا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے میں آپ کے ساتھ ہوں اُسی طرف پلٹے یہاں سرشار
 قید روانہ کر کے بیٹی کو ڈھونڈھنے لگا معلوم ہوا کہ وہ نکل گئی بڑا قلق ہوا آخر سامان
 شکار کر کے شکار گاہ میں آیا شکار کھیل رہا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی چند کس بھاگے ہو

آئے عرض کی کہ حضور غضب ہوا وہ جوان راہ میں چھوٹ گیا پہلے آپ کی صاحبزادی
 پہنچیں پھر ایک نقابدار بادلہ پوش مدد کو آیا اُس نے ہم سب کو بھگا دیا اب سعد شہر آیا
 آتے ہوئے آپ شکار گاہ میں کیوں آئے سرشار نے کہا اس معاملے سے دل گھیرایا
 دل بہلانے چلا آیا چلو اب قلعے میں بلٹ چلیں قلعہ میرا وہ ہے کہ کوئی دست انداز
 نہیں ہو سکتا بہت بلند و مرتفع ہے کسی مجال ہے کہ اُس پر نگاہ ڈالے یہ کہتا ہوا آتا تھا
 کہ صحرائے گرد اُڑی دیکھا سعد شہر یا رنفرہ کرتے ہوئے آتے ہیں کہ باش اودن
 کمان جاتا ہے منم سعد شہر یا رنفرہ کرتے ہوئے قریب سرشار پہنچے سرشار نے
 تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے
 سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا سرشار کے دو ٹکڑے ہوئے ملکہ بھی اگر پہنچیں
 آتے ہی فوج پر تیر اندازی کرنے لگیں کئی بھووار گئے آخر غلغلہ کرتے ہوئے بجائے
 ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یہ جوان بلاے روزگار ہے ملکہ کیسی بہادر ہو گئی ہے نقاب
 ڈالے ہوئے ساتھ پھرتی ہے سعد شہر یا ران سب کو شکست دے کر کسی قدر بھرا
 میں ٹھہرے مگر یہ لوگ شکست خوردہ بھاگے ہوئے قلعے میں پہنچے زوجہ سرشار
 نے پوچھا کہ بادشاہ تمہارے کمان ہیں سب نے بیان کیا کہ ہاتھ سے سعد بن قباد
 کے مارے گئے مگر ملکہ ساتھ ہیں خوب تیر اندازی کرتی ہیں زوجہ سرشار بیٹے لگی
 کہا قلعہ درست کرو ایسا نہ قلعے میں چلے آوین افسران فوج نے بل تخته اٹھا لیا خندق
 کو پُر آب کیا دروازہ بند کر لیا تو میں درست کر کے بیٹھے کہ صحرائے گرد اُڑی یہ لوگ
 سمجھ کہ شاید سعد بن قباد آتے ہیں تو بین وغیرہ درست کرنے لگے لیکن جب
 دامنہ گرد کا شکافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان آگے آگے نیزہ ہلاتا ہوا چلا آتا ہے
 پشت پر بارہ ہزار جوان سب مسلح و مکمل اُس جوان نے دور سے دیکھا کہ قلعہ بند
 ہوا افسران فوج بالائے قلعہ ٹھل رہے ہیں ایک سوار سے اشارہ کیا کہ ہا کر اہل قلعہ
 سے کہو کہ اس سرکشی سے کیا نفع ہوگا بہتر یہ ہے کہ ملکہ ماہتاب کو ہمارے حوالے کرو
 وعدہ پورا ہو گیا افسران فوج نے کہا کہ پہلوان صاحب سے کہو کہ جعفران سنہ ستہ

وعدہ کیا تھا وہ راہی ملک عدم ہوئے اور ملک قلعے میں نہیں رہیں یہیں ٹھہرے رہے
 کیا عجب ہو کہ وہ اسی مقام پر آدین تب تم ملک کو لے لینا یہ سن کر اُس پہلوان نے
 جواب دیا کہ یارو مجھے نہیں جانتے ہو منم طوفان خارہ شکن میرے ساتھ یہ جیلے
 ملک کو حوالے کیوں نہیں کر دیتے سب نے قسمیں کھائیں اور کہا اے شہر یار جو ہم نے
 بیان کیا وہ سچ ہو ملک یہاں نہیں رہیں کیا شو تھیں دے دین طوفان نے پکار کے
 کہ اکہ جب قلعے میں آؤنگا ایک کوزندہ نہ چھوڑ دنگا ایک عورت کے واسطے
 دو چار ہزار آدمی مارے جا دیں گے پھر میں کسی کا پاس نہ کرونگا ابھی تک خیر ہو رہ
 طبل جنگی بجو اگر قلعے میں آؤنگا تو ایک کوزندہ نہ چھوڑ دنگا یہ کہہ کر اُسی مقام پر اُترا
 رات کو طبل جنگی بجو ایاز وجہ سرشار برقع اوڑھ کر باہر نکل آئی کہا صاحبو شوہر
 میرا مارا گیا میں بیوہ ہوئی تمھاری مدد پر آمادہ حرب و پیکار ہوں ورنہ نہایت
 مجبور و ناچار ہوں سب نے عرض کی حضور ایسے گولے ماریں گے کہ فوج کو پامال
 کر دیں گے جب زوجہ سرشار نے سب کو ثابت قدم پایا تو جواب میں طبل جنگی بجوایا
 دونوں جگہ تیاریاں ہونے لگیں اندر قلعے کے افسران فوج تدبیریں کر رہے ہیں
 تو میں لگائی ہیں کڑھاؤ چڑھے ہوئے ہیں اُس میں تیل بھرا ہوا کھول رہا ہر بار دد کی
 ہنڈیاں سب سامان رکھا ہوا ہے بیرون قلعہ فوج میں ہنڈی گئے ہیں کہ صبح کو قلعہ
 فتح کریں گے مال خوب لوٹیں گے سُنتے ہیں اس قلعے میں نازنینان مہ جبین بہت خوبصورت
 ہیں سب پر قبضہ کریں گے چار پہر رات گزر کر اب وہ وقت آیا ہے رُخ شمع مائل
 بزر دی ہوا + لباسِ فلک لا جو ردی ہوا + موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند
 ہوئی بانگِ ابد اکبر بلند + لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان + اُٹھے لوگ لے لیکے
 انگڑائی ان + پہلوان اُٹھا نہایت برہم ہتھیار لگائے ہوئے اگر کل فوج کو ہمراہ لیا
 سب مسلح و مکمل پرے جے ہوئے سامنے قلعے کے آکر ٹھہرے ارادہ کیا بلوہ کریں اہل
 قلعہ نے گولہ باری شروع کی اس طرح باڑھ آکر بڑی کہ کئی ہزار جوان اُڑ گئے پہلوان
 جھلا یا گینڈا بڑھایا گزر کو ہلاتا ہوا طرف قلعے کے کاوے اٹھیں پر گھوڑے سے کو

ڈالے ہوئے میدان کو طر کر تا ہوا جاتا ہوا زو جہ سرشار برقع اوڑھے ہوئے کھڑی ہو کر
گو لون کو رد کرتا ہوا وہ دیو خصال جاتا ہوا راہ کو طر کر کے قریب خندق پہونچا غرے
کر رہا ہو کہ اہل قلعہ کیوں جان دیتے ہو اب بھی نکل آؤ مگر زو جہ سرشار کا مردانہ
کر رہی ہو گولہ اندازوں کو سمجھاتی بھاتی ہو کہ صاحبو تمھارا بھی قلعے میں ناموس ہو متاب
یہ ہو کہ وہ کدو کاوش کرو کہ دشمن قلعے میں نہ آنے پائیں مگر پہلوان خندق پر کھڑا ٹھوم رہا
ہو آوازیں دیتا ہو کہ اہل قلعہ تمھاری قضا آئی ہو قلعے میں آکر سب کو قتل کرو گا زو جہ
سرشار نے جو دیکھا کہ اب فتح ہونے میں قلعے کے کچھ باقی نہیں ہو بیقرار ہو کر لات و
منات کو پکارا کبھی پکارتی ہو یا سامری و ہمیشہ کبھی تیتا میتا کو پکارتی ہو جب کسی
سے مطلب نہ حاصل ہو تو بیقرار ہو کر کہا کہ جس گیسو بربیدہ کی باعث سے یہ فساد ہو رہا ہے
جو مذہب اختیار کیا ہے اس خدا سے رجوع کر دیکر ہر برقع چہرے سے ہٹایا ہاتھ طرف
آسمان کے بلند کیے پکارا اٹھی کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم رحم اپنا شراب کمر دشمنوں
کے ہاتھ سے بچالے جان و آبرو کا ڈر ہو میری صفت ہم لوگ کیا کر سکتے ہیں نظم

توئی کا فریدی زیک قطرہ آب	گہر ہائے روشن تراز آفتاب
پدید آری از لطف جو ہر پدید +	بجو ہر فروشان تو دادی کلید
جوا ہر تو بخشی دل سنگ را +	تو بر روے جو ہر کشی رنگ را -
نہ بارد ہوا تا نکوئی بسا رہ +	زمین ناورد تا نہ گوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی	برون زانکہ یاری گرے خواستی

تمام اہل قلعہ آمین آمین کہہ رہے ہیں پہلوان ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ خندق فراؤن
مگر اہل قلعہ کا تماشا دیکھ رہا ہو کہتا ہو مسلمانو کچھ دیوانے ہو کس خدا کو پکارتے ہو
آپ ہی تم لوگ کہتے ہو کہ خدا آسمان پر ہو وہاں تاک آواز پہونچتی بھی نہ ہو گی ناحق
کو بلبلاتے ہو دیکھیں تو خداے نادیدہ تمھاری کیونکر مدد کرتا ہو مناسب سی ہو کہ
اب دولت سے صلح کرو زو جہ سرشار نے پکار کر آواز دی کہ او نامرد مجھ پر لشکر کشی
کر کے آیا ہو اس پر اس قدر بلبلاتا ہو جو ہو سکے قصور نہ کریں سنو یہ سنا ہو کہ اگر دل میں

دعا کرو تو وہ بھی پروردگار مُستنا ہو یا ضرور ناظر اُسکا لقب ہواں باتون پر پہلوان ہنستا ہو
 کتنا ہو وہ قیامت برپا کرونگا کہ نکل کے بھاگ نہ سکو گے ہر پھر کے اسی مقام پر پہونچے
 زوجہ سرشار نے پھر ہلک کر دعا کی پکاری کہ ای کریم و رحیم میں بصدق دل تیرا اعتقاد
 کرتی ہوں اس آفت سے بچا لے کہ تیرا دعا ہوتی مراد پہونچا بقدرت سبحان لم یزل
 و عزیز بے بدل صحران کی طرف سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ آگے آگے سعد بن قباد
 پشت پر نقابدار سفید پوش مرکب اڑا لے ہوئے آتے ہیں پہلوان کو جو بالائے قلعہ
 دیکھا وہیں سے نعرہ کیا کہ ادگر خبردار آگے نہ بڑھنا نعرہ سعد شہر یار سے منہ شاہان
 فریدون چشم بہار گلستان کا دُوس و جم و تجلی دہ بزم اسلامیان و نہال گلستان
 صاحبقران و نعرہ کر کے چلے قریب اُس پہلوان کے پہونچے فرمایا کہ مردوں سے مقابلہ کرو
 زوجہ سرشار دیکھ رہی ہو اور تہی بین کہتی ہو میری بیٹی نہایت جو ہر شناس ہو ایسے
 جری و بہادر و صفت شکن پر عاشق ہوئی ایسا بے خوف ہو کہ اتنے بڑے پہلوان
 کے مقابلے میں کھڑا لکار رہا ہو مگر خدا اُسکو اس مغرور پر غالب کرے ایسا نہ ہو
 کہ خدا نخواستہ اُسپر کوئی چشم زخم پہونچے کہ پہلوان نے بڑھ کر نیزہ مارا سعد نے
 نیزہ اُسکا توڑ ڈالا زوجہ سرشار اچھل پڑی اور تعریفیں کرتی تھی کہ ای جوان جان اس
 خدا میری جرات کو زیادہ کرے مگر پہلوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار
 کہہ کر ہاتھ مارا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا
 اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوئے اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر مارا گیا لینا لینا کہہ کر
 دوڑ پڑے سعد تلوار کھینچے ہوئے جا پڑے چن چن کے افسروں کو مارا کئی سوا افسر
 ہاتھ سے سعد کے مارے گئے نقابدار تیرا اندازی کر رہا ہو جب تیرا ایک افسر کو
 گرا دیا تیرا خطا نہیں کرتا کیا عجب ہو کہ زبان تیرا کلہ عمود سے صدارے حسنت جاری ہو
 مگر زوجہ سرشار بالائے قلعہ سے پکارنے لگی کہ یارو تم لوگ بھی نکل پڑو مددگار
 کی شرکت کرو افسر تو اُن کا مارا گیا اب فوج کو گھیر کر مار لو سب قلعے سے نکل پڑے
 فوج کو شکست دی سب شکست کھا کر بھاگے دامن صحرا میں چھپے کوئی جا کر کنوئین

گرا غرق دریا سے لعنت ہوا ملا زمان زوجہ سرشار نے سعد کو بیچ میں لیا استقبال کر کے لے چلے زوجہ سرشار قلعے سے نکل آئی آکر نقابدار کا ہاتھ ستھام لیا کہا ای نور نظر باپ نے تمہارے ناحق کو جان دی ورنہ تم نے جو ہر شناسی کی نگینہ ہیرے کا چن لیا ایسے شہر یار حسین و جمیل جبری و سہادر و صفت شکن و تیغ زن کسے ملتے ہیں میں تمہاری شادی انکے ساتھ کرونگی جو مجھ سے ہو سکیگا ان کی خدمت گزار کی کرونگی عین وقت پر آکر میری آبرو بچائی ورنہ کوئی زندہ نہ بچتا ماہنتاب نے نقاب ہٹا کر ان کو سلام کیا ان نے بیٹی کو گلے سے لگا لیا سعد و دختر کو ساتھ لیکر قلعے میں آئی سعد تخت پر بیٹھ ماہنتاب مان کے ساتھ گئی وزیر نے حکم زوجہ سرشار سینے پر سعد بن قباو کے ترنج خوشبوئی لگایا مشہور ہوا کہ ملکہ ماہنتاب زوجہ سعد شہر یار ہوئیں سعد نے کہا کہ ای ملکہ عالم جلدی کیجیے کہ مجھ کو قلعہ خفاش حیلہ گر پر جانا ہو وہاں جا کر دیکھوں کہ اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجز فراق پر کیا گذری خفاش نے بڑی زبردستی کی اُس کو سزا دینا ہو اُسی شب کو عقد شرعی ہوا سعد نے گوہر مراد حاصل کیا ماہنتاب کے نام پر سلطنت قائم کی ان سب سے رخصت ہوئے ہر چند ماہنتاب نے کہا کہ فوج کو ہمراہ لیجیے مگر سعد نے کہا کیا ضرورت ہو چند سوار راستہ بنانے کو ہمراہ لے لیے طرف قلعہ خفاش کے چلے اور خفاش نے بیٹی کو نظر بند کیا ان نے کیسا کیسا سمجھایا نازک اندام جواب دیتی ہو کہ ای مادر مہربان میرا تو یہ حال ہو قلب پر هجوم غم و ملال ہو لطم

در بدر خاک بسہر ہو گئے رسوا ہو کر آئیے آپ جو ہم خاک نشینوں کی طرف بحر عالم میں یہ پستی و بلندی ہی عیان چو دھوان سال خدا خیر سے کاٹے تمہر گالیان کو سنے دیتا ہو قہر کو کیا تو	کیسے برباد ہوئے آپ کے شیدا ہو کر فرش بن جائیں ابھی دامن صحرا ہو کر کشتی عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہو کر گھٹنے لگتا ہو مچ چار دہ پورا ہو کر آج جو جو کہ ترے دل میں ارادہ ہو کر
--	--

ان یہ جوش و خروش دیکھ کر رونے لگی کہا ای نور نظر حقیقت میں تم نے بڑا ربط و ضبط کیا خدا تم کو اُس شہر یار سے ملائے مگر خفاش جو رات کو آیا زوجہ نے سب کیفیت بیان کی

خفاش نے کہا کل سب نشہ اُتار دو لگا دیکھو تو کیسی مہوش ہو اسنے مجھ کو بڑا داغ
 دیا کل اسکو قتل کرو لگا باہر نکل کر حکم دیا بیرون قلعہ میدان خوبی کی تیاری کرو صبح
 کو اُس مہوت کو قتل کرو لگا دیکھو تو کیسا عشق ہو جب تک کہ یہ توبہ نہ کرے گی تب تک
 اسکے قتل سے باز نہ آؤ لگا اسکو اس محبت کا مڑہ چکھاؤ لگا مازمون نے بیرون قلعہ
 نکل کر دارین استاد کراہین جلا دون کو حکم دیدیا مان نے جو یہ خبر سنی محبت سے بیقرار
 ہو کر پھرائی بیٹی کو سمجھانے لگی کہ ای نور نظر باپ کے سامنے توبہ کر لو دل میں اس عشق کو
 مخفی رکھو نازک اندام نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان اگر بند سے بند کو میرے کوئی
 جدا کر لگا تو بھی یہ صدائیں بند نہ ہونگی آپ جا کر بیٹھے اگر میری قضا آگئی ہو تو کوئی
 بچا نہیں سکتا اور اگر موت نہیں ہو تو کسی کی کیا مجال ہو کہ مجھ کو قتل کرے بقول شاعر
 شعر اگر تیغ عالم بچند ز جاہ نہ بر در گئے تانہ خواہد خدا مان روتی ہوئی لڑکی
 چار پہرات اسی ہنگامے میں گزری خفاش گھوڑے پر سوار ہو کر قلعے سے نکلا
 جشنوں کو حکم دیا کہ اُس مہوت عشق کو لاؤ میں اُسے دار پر کھینچوں تب دلو صبر آئے
 جشنوں نے اگر نازک اندام کا ہاتھ پکڑا اور کشان کشان لے چلین اُسوقت
 محل میں ایک ہلٹر تھا دایان ددائیں سمجھاتی ہوئی جاتی تھیں کہ بی بی باپ کے سامنے
 عذر کرو اپنی جان بچا لو نازک اندام جواب دیتی ہو کہ جو کہا وہ کہا اب میرے منہ
 سے اور کچھ نہ نکلیگا آخر جشنیں لے گئیں شہر میں ہلٹر ہو بہت سی عورتیں کوٹھون پر
 دیکھ رہی ہیں نا چاری ملکہ کی دیکھ کر بیٹ رہی ہیں مگر ملکہ نازک اندام ثابت قدم
 کوئے محبت بہ نگاہ یا س طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی عرض کر رہی ہو کہ ای کریم و
 رحیم اس آفت سے بچالے تو خوب آگاہ ہو کہ بے خطا قتل ہوتی ہو (۱) دیکھیے انجام
 کیا ہو مگر تو اس مشکل کو آسان کر خفاش کے سامنے لا کر جشنوں نے پہونچایا
 خفاش نے منہ پھیر لیا کہا لیجاؤ اس کو دار پر کھینچو جشنیں طرف دار کے لے چلین ملکہ
 نازک اندام مردانہ وار طرف دار کے جاتی ہو کچھ خوف نہیں جب قریب دار کے جشنوں
 نے ملکہ کو لا کر پہونچایا اور پاؤں میں رسن باندھی تو ملکہ نے بیقرار ہو کر درگاہ خدائیں

عرض کی کہ ایو معبود حقیقی وای رب تحقیقی واسطہ شجکوا اپنے حبیب کا مجکوا اس قتل سے بچا لفظ
 تو کوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب + دعا کے کند من کنم مستجاب +
 چو عاجز ہر ہانندہ دانم ترا + درین عاجزی چون نہ خوانم ترا
 ہر کس بہ کسے ناز و دوارا تو بے من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

تہ دل سے جو ملک نازک اندام نے دعا کی جلا دیا چاہتا ہو کہ دار پر کھینچوں کہ صحرائے
 گرد آڑی دیکھا سب نے کہ سعد شہر یار مرکب اڑائے آتے ہیں دور سے دیکھا کہ ملکہ
 نازک اندام قریب دار ہو جلا دستعد کھڑا ہو چاہتا ہو دار پر کھینچوں سعد شہر یار نے
 کمان کیانی کا ندھے سے اتاری تیر تاک کر مارا کہ جلا دے دوسار ہوا اور وہین سے
 نعرہ کیا کہ بشید ایو کا فران بچیا وای نابکاران پیردغا نم سعد شہر یار یہ کہ مرکب بڑھایا
 مگر تیر مارتے جاتے ہیں جسیر تیر پڑا وہ گھوڑے سے گرا صد ہا سوار تیر کھا کر گھوڑے سے
 گرے لوگ حیران تھے کہ یہ تیر کدھر سے آتا ہو کبھی خطا نہیں کرتا بادشاہ اول قریب
 دار آئے دار کو قلم کیا ملکہ کو دوسرے گھوڑے پر سوار کیا خفاش نے حکم دیا کہ چار نظر
 سے گھیر لو اس جو ان نے بڑی گستاخی کی کہ مابہ دولت کے سلنے جلا دے کو مار لیا اور دار
 کو قلم کر کے گنگار کو رہا کیا اب اسکا یہی بدلہ ہو کہ اس جو ان کو گرفتار کر کے دوٹو
 کو دار پر کھینچو دیکھتے ہو کس طرح لڑ رہا ہو بادشاہ لڑتے بھڑتے سامنے خفاش کے
 پہنچے لکارا کہ او مکار وہ لوگ تو مجھے کیا گرفتار کریں گے تو گرفتار کر خفاش نے
 نیزہ مارا سعد نے نیزہ توڑ ڈالا اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے روک کر ہاتھ مارا
 کہ خفاش کے دو ٹکڑے ہوئے اہل فوج الامان الامان کرتے ہوئے طرف صحرائے بھاگے
 زوجہ خفاش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا قلعے سے نکل آئی کہ سعد کو سلام کیا کہا ایو شہر یار
 قلعے میں چلیے مکار نے جو مکر کیا تھا اسکا بدلہ پایا اب کسکی مجال ہو کہ آپ سے سامنا کرے
 میری خوش نصیبی کہ آپ ایسا خویش دستیاب ہوا مگر اصل یہ ہو کہ جو ہماری بیٹی کا حال ہو
 ایسا کسی عاشق کو نہیں دیکھا قتل ہونا گوارا کیا مگر یہ زبان سے نہ کہا کہ عشق سے ہاتھ
 اٹھاتی ہوں یہی کہے گئی کہ جو ظلم چاہو کرو مگر میں نہ مانوں گی انکار محبت نہ کروں گی سعد نے

سرجھکا لیا قاضی نے آکر ملکہ کو سعد شہر یار سے منعقد کیا سعد شب کو ہم بستر ہو
صبح سعد شہر یار نے ملکہ کو بادشاہ کیا افسروں سے کہدیا کہ جب کوئی باعث خرابی ہو
تو ملکہ آسمان پر ہی کو لکھنا یا پردہ دنیا سے ہم لوگوں کو بلوانا جو شاہزادہ سن پائیگا
وہ فوراً آئیگا افسروں نے عرض کی غلام جاننا زہی کرتے رہیں گے سعد نے الگ آکر
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بیرون قلعہ جا کر صحراے سبزہ زار کو طوطی کو جب صحراے
ویران میں پہونچو تو وہاں ایک نخل چنار ہی بقوت تمام اکھیر و جو کچھ سانچہ گذرے
قدرت پروردگار کا تماشا دیکھنا سعد سب سے رخصت ہوئے قلعے سے باہر آئے
صحراے سبزہ زار کو طوطی کیا ایک صحراے ویران ملا چہار جانب بوٹ لے کر دے اٹھ رہے
ہیں درخت سوکھے ہوئے کھڑے ہیں نہ کسی مین برگ نہ کسی مین بار خشک پتوں کا نیر
درخت انبار ایک سامنے درخت چنار تھا نہایت کھان چھوٹوں سے ہوا کے
ہل رہا تھا بادشاہ نے آکر اُس نخل کو اکھیر ایک غبار بلند ہوا اس قدر بلند ہوا کہ تمام
صحرا تار یک ہو گیا صدائیں حبیب آنے لگیں آواز آئی کہ منہم شعلہ خوارا و طلسم کشا
اب کہاں جاؤ گے اور کیونکر پہونچو گے بادشاہ نے نعرہ کیا کہ اولعونہ مین تیری تلاش میں
تھایہ کہ کر لوح کو چمکایا غبار بر طرف ہوا دیکھا سامنے ایک فوج جمی کھڑی ہی اور تخت
پر ایک ساحرہ بصورت مصیب و بشکل عجیب و غریب کالی ساری باندھے ہوئے
نیلی چدر یا سر پر فوج سے اشارے کر رہی ہو کہ صاحبو تمھاری خوش نصیبی کہ طلسم کشا
اکیلا مل گیا گھیر کر بار لو تمام ساحرہ لینا لینا کر کے دوڑے سعد نے مرکب بڑھایا اور
تیغ طلسمی کھینچا لوح کو گردش دیتے ہوئے فوج پر جا پڑے جنگ ہونے لگی عین گرمی
جنگ ہو کہ ایک دناٹا ہوا اس طرح کا غبار اُڑا کہ تمام صحرا تار یک ہو گیا سعد
نے جو لوح کو چمکایا روشنی ہوئی دیکھا نہ کوئی لاشہ ہو نہ وہ لشکر ہو نہ وہ ساحرہ ہو
سعد نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بڑی کوتاہی کی شعلہ آتشخوار سامنے آکر
نکل گئی اب مناسب یہ ہو کہ سامنے جو درخت چنار ہی لوح کو اُس سے مس کر و قدرت خدا
کا تماشا دیکھ لو سعد نے بڑھ کر لوح کو نخل سے مس کیا صدائے مصیب آئی دیکھا ایک

دیو سوگن کا قدر آہن چمکانا ہوا اور گردش دیتا ہوا آتا ہوا اس جلدی میں آیا کہ سعد
 سنبھلنے نہ پائے اُس نے دار کا وار کیا سعد نے دار کو قلم کیا ہاتھ مارا کہ شانہ دیو کا زخمی
 ہوا دیو زخمی ہو کر بھاگا سعد نے بھیجا کیا سامنے ایک باغ تھا کہ دیو بھاگ کر اُس باغ
 میں گھس گیا سعد بھی اُسکے پیچھے باغ میں داخل ہوئے دیکھا کہ باغ پُر بہار ہی طائران
 زمزمہ سرا کی ہر سو لپکا رہی ہر نخل سایہ دار اُسکے نیچے چھو لو لکا انبار ہزار ہا طائر گلچینی
 کر رہے ہیں بادشاہ حیران ہوئے کہ وہ دیو کدھر گیا ہر طرف تلاش کرتے تھے نظر نہ چڑھا
 اٹھائی دیکھا بارہ درمی میں جلسہ جما ہوا ہوا ایک نازنین چہارہ سالہ حسن میں بمثال
 عارض ماہ آسمان کمال سرو قد غور شید خد کمن الطرینے کے دن طرار قرار قد موزون
 عارض گلگون شیریں گفتار کبک رفتار نکار رہی ہو کہ ای شہر یار ادھر آئیے میں آپ کی
 خیر خواہ ہوں ہر چہ کہ سعد کے دل نے میل کیا مگر ضبط کرتے ہوئے قریب پہنچے
 ہاتھ بڑھا کر ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا قریب جو پہنچے عکس لوح کا جو پڑ گیا اب جو دیکھا
 تو ایک زنگن ضعیفہ گالوں میں گڑھے پڑے ہوئے نہ منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت
 حیران کھڑی ہوئی ہو چاہتی ہو ہاتھ چھڑا کے بھاگوں کہ سعد نے ایک تانچہ مارا وہ
 زنگن گرمی لوٹ مار کر بھاگی سعد نے چاہا پیچھا کروں کہ گوشے سے وہ ہی دیو پیدا ہوا
 للکارتا ہوا کہ او طلسم کشا شعاعہ آتشخوار کونہ پاؤ گے بادشاہ اُسکی آواز سے پلٹے
 وہ زنگن تو نکل گئی مگر دیو سے پھر مقابلہ پڑا سعد نے ہاتھ مارا دوسرا شانہ بھی زخمی ہوا
 اول میں بایاں شانہ زخمی ہو چکا ہوا دہنا شانہ جو زخمی ہوا چچ مار کر بھاگا ٹھوڑی
 دور بڑھا تھا کہ ایک دریا سے قہار نظر آیا دیو اُس دریا میں پھاند پڑا غوطے کھانے لگا
 سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا اُس میں لکھا تھا کہ اپنے کو بھی دریا میں گرا دو پھر حاکم بحر و بر
 کی قدرت کا تماشا دیکھو ہر چہ کہ سعد کا دل نہ جانتا تھا مگر حکم لوح سے دریا میں
 پھاند پڑے ایسا دریا قہار ہو کہ وہ دیو ڈوب گیا مگر سعد شانہ زخمی کر رہے ہیں
 چاہتے ہیں کہ کہیں سہارا ملے تو میں رکون کہ سامنے سے دیکھا ایک کشتی آتی ہو قریب
 جو کشتی پہنچی سعد نے اُسے تھام لیا کشتی پر سوار ہونے کشتی مثل ہلال شب اول

دریا میں بہتی ہوئی چلی ایک مقام پر ایک قصر عالی تھا کشتی جا کر قصر سے ٹکرائی سعد
 دونوں پر جا کر بچا نہ پڑے جیسے ہی قصر میں قدم رکھا دیکھا ہزار ہا نازنینان چہین
 قصر میں پھر رہی ہیں ایک طرف سے دیکھا ایک شاہزادی تاج سر پر خرامان خرامان
 قریب سعد کے آئی سعد کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا سعد سمجھے کہ وہ ہی شعلہ آتشخوا
 ہو ایک تماچہ مار دیا عکس لوح بھی پڑا مگر اُسکی صورت نہ تبدیل ہوئی تماچہ کھا کر اُس نازنین
 نے ایک چنچ ماری کہ صاجو تم نے دیکھا اس ظالم نے کیا حرکت کی سب کے سامنے مجھے تماچہ
 مار دیا ارے تم سے نہیں ہو سکتا کہ اس ظالم کو گرفتار کر لو چار طرف سے وہ ہی خورین
 روڑین قضاے کا شعلہ جہان نما بیٹی شعلہ آتشخوا رکی اپنے قصر میں بیٹھی تھی صدا
 گیر و دار اس کے کان میں آئی کنیزوں سے کہا ذرا دیکھو تو یہ کیا ہنگامہ ہو کنیزوں
 نے قصر سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جہاں و خورشید مثال بیچ میں اُن عورتوں کے
 گھرا ہو کنیزین کمندین مار رہی ہیں چاہتی ہیں کسی طرح سعد کو گرفتار کر لیں اُن کنیزوں
 نے جا کر شعلہ جہان نما سے کہا کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل بیچ میں عورتوں
 کے گھرا ہوا ہو اُس کو کون بچائے شعلہ بھڑک کر اپنے مقام سے اٹھی قصر سے
 ملاحظہ کرنے لگی سعد شہر پار کو دیکھ کر مائل ہوئی بڑا افسوس ہوا کہ ایسا جوان
 عورتوں میں گھر جائے اور اُس کی کوئی مدد نہ کرے یہ سوچ کر جھولی میں ہاتھ ڈالا
 مٹھا بھر کے ماش کیے دانے مارے سعد شہر پار عاجز ہو رہے تھے کہ آسمان سے آگ
 برسے لگی سب عورتیں جلنے لگیں کچھ نکل کر بھاگیں مگر وہ افسرہ جس کو سعد نے تماچہ مارا
 تھا وہ ایک گوشے میں کھڑی رو رہی تھی اُس نے دیکھ لیا کہ شعلہ جہان نما نے سحر کر کے
 کنیزوں کو جلا دیا کھڑکی سے نکل کر بھاگی مگر سعد دوبارہ درسی سے نکلے دیکھا کہ ایک
 صحراے وحشت خیز ہو وہ سخت دھوپ پڑ رہی ہو کہ اگر ذرہ اڑ کر ٹپتا ہو تو بدن میں
 چھالا پڑ جاتا ہو سعد گھبرائے کہ اس صحرا سے کیونکر نکلون گرمی سے گھبراتے پھر تہین
 مگر شعلہ جہان نما نے اپنے قصر سے دیکھا کہ سعد شہر پار دھوپ سے پریشان ہو رہے
 ہیں فوراً ہاتھ ہلا دیا دھوپ کی حدت کم ہوئی سعد شہر پار ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرے

مگر شعلہ جہان نما چاہتی ہو کہ کسی طرح سعد سے ملاقات کروں سعد شہر یار نخل کے
 سائے سے جو ہٹے ایک دروازہ باغ کا دکھلائی دیا بسم اللہ کہہ کے اندر باغ کے تشریف
 لائے دیکھا باغ لاجواب نہرین پر آب آب صاف و شفاف ہو گا نے کی آواز کان میں آئی
 بادشاہ طرف آواز کے متوجہ ہوئے دیکھا باغ میں ایک طرف ایک قصر عالی ہو یا دشاہ
 قریب قصر تشریف لائے چند کنیزوں نے آکر سلام کیا عرض کی کہ حضور آپ کو شعلہ جہان نما
 یاد فرماتی ہیں سعد نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جاؤ سعد اندر قصر کے آئے دیکھا ایک
 شاہزادی نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہو سعد کو دیکھ کر اٹھی ہاتھ تھام لیا لاکے
 مسند پر بٹھا یا کنیزوں کو اشارہ کیا کہ سامان عیش و نشاط لاؤ کنیزوں نے گلابیان سرا
 کی سامنے لا کر رکھیں شعلہ جہان نما نے جام لبریز کیا بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا بادشاہ
 ڈرے ہوئے تھے دزدیدہ لگا ہوئے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ بے خوف پی جاؤ یہ دوست
 ہو دشمن نہیں ہو سعد نے ہاتھ رکھ دیا شعلہ نے کہا کہ کیوں شہر یار شراب سے کیوں
 انکار ہو لوح کو ملاحظہ کر لیجیے کہ آپ کو تسکین ہو سعد نے کہا مجھے تم سے کچھ خوف نہیں
 ہو لیکن مذہب کا خیال ہو شعلہ نے جواب دیا کہ جب آپ سے محبت کی تو آپ کا
 مذہب بھی اختیار کیا میں آپ کو پتہ لگا دوں گی کہ شعلہ آتشخوار کہاں ہو شراب پلا کر کہا
 تشریف رکھیے میں جا کر دریافت کروں سعد کو یہاں ٹھہرایا آپ طرف شعلہ کے
 چلی مگر شعلہ آتشخوار اپنے قصر میں بیٹھی ہو کہ اول چمن آرا آکر پہونچی جسکو سعد نے
 تانچہ مارا تھا سامنے شعلہ آتشخوار کے رونے لگی کہا واری آج تو آپکی صاحبزادی
 نے غضب کیا جب میں نے باغ میں طلسم کشا کو گھیرا اور گرفتار کرنے کی تدبیر کی تو آپکی
 صاحبزادی نے ماش کے دانے پھینکے سب کنیزیں جل گئیں سعد نکل گئے مہر امین جا کر
 آگ روشن کی کہ یہاں ہلاک ہوئے وہاں بھی ملکہ نے سحر کیا سعد کو آرام ملا اب یقین
 ہو کہ باغ میں اُن کے گئے ہوں اس کی فکر کیجیے یس کہ شعلہ آتشخوار بہت جھلائی یکسا
 دیکھو تو میں اُسکا کیا حال کرتی ہوں تم جاؤ جا کر فکر میں مصروف ہو وہ تو چلی گئی شعلہ آتشخوار
 غصے میں بیٹھی تھی کہ آسمان پر برق چکی دیکھا شعلہ جہان نما ایک ملاؤس پر سوار چلی آئی کہ

از میں پر آ کے اُتری مان کو سلام کیا شعلہ آتشخوار نے کہا کہ تم نے طلمس کشا کو کیوں
 بچا یا خوب دوستی کی شعلہ آتشخوار تھرا گئی کہا ای ما در مہربان میں نے تو اب تک طلمس کشا
 کو دیکھا بھی نہیں شعلہ آتشخوار نے کہا اچھا جاؤ میں سمجھ لوں گی شعلہ جہان نما گھبرا کر کٹھن
 طرف باغ کے چلی یہاں سعد شہر یار انتظار میں ہیں کہ شعلہ جہان نما آکر پہنچی کہا ای
 شہر یار غضب ہوا ما در مہربان کو خبر ہو گئی ادھر شعلہ آتشخوار نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ باغ
 میں صاحبزادی کے جاؤ دیکھو کیا کر رہی ہو مگر خبردار کسی بات میں دخل نہ دینا میں جا کر
 سمجھ لوں گی یہاں شعلہ جہان نما سے اور سعد شہر یار سے اختلاط کی باتیں ہو رہی ہیں
 اس کنیز نے آسمان پر سے آکر دیکھا کہ سعد شہر یار پہلو میں ملکہ کے بیٹھے ہیں آپس میں
 باتیں ہو رہی ہیں دیکھتے ہی اُٹھی بھاگی سامنے شعلہ آتشخوار کے آئی تمام کیفیت بیان کی
 شعلہ آتشخوار نے کہا ایسی سزاؤں کہ عمر بھر یاد کرے یہ کہ کُٹھن طرف باغ کے چلی ایک
 کنیز کی شکل بن کر باغ میں آئی اشارے سے ملکہ کو بلایا کہا داری ذرا ادھر آئیے میں
 کچھ عرض کروں گی ملکہ بلا تکلف اُٹھ آئیں باتیں کرتی ہوئیں ایک چمن میں آئیں شعلہ آتشخوار
 نے ہاتھ بکڑ کر کہا کہ کیوں او گیسو بربیدہ تو نے کل طلمس سے دشمنی کی چمن آرا نے طلمس کشا
 کو گھیرا تھا تو نے سب کنیزوں کو جلا دیا اور صحرا کی حدت مٹائی اپنے باغ میں سعد
 کو بلالیا ہمارے قتل کی تدبیر پوچھنے آئی تھی اگر ہم آگاہ نہ ہوتے تو ہم سے دریافت
 کرتی ہمارے کہنے سے بھاگ گئی ہم نے خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ سعد شہر یار کے پہلو
 میں بیٹھی ہو شعلہ جہان نما نے چاہا تھا کہ کچھ کلام کرے شعلہ آتشخوار نے کمر میں شہج
 دیا اور لے اُڑی مگر شعلہ جہان نما نے پکار کر آواز دی کہ او شہر یار کنیز آپ کی
 گرفتار ہوئی اگر ہو سکے تو رہائی کی تدبیر کیجیے گا سعد نے بارہ درمی سے نکل کر دیکھا
 کہ شعلہ آتشخوار شعلہ جہان نما کو لیے ہوئے جاتی ہو تیر و کمان نکالی کئی تیر مارے مگر
 شعلہ آتشخوار اس قدر بلند ہو چکی تھی کہ کوئی تیر اس کے قریب نہ پہنچا سعد نے زانو پر
 ہاتھ مارا اور بہت بیقرار ہوئے کنیز بن روئے لیکن کتنی تھیں کہ ای شہر یار لوٹ کو
 ملاحظہ کیجیے اسے رہائی ملکہ تشریف لیا کیسا نہ ہو کہ شعلہ آتشخوار جاتے ہی

ملکہ کو قتل کرے یا جمشید کے پاس روانہ کر دے وہ بلاے روزگار ہو دل سے خیر خواہ
 جمشید ثانی ہو بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بیرون باغ ایک تالاب
 ہو آئینہ کنارے پر جا کر لوح کا عکس ڈالو ایک ماہی کلان نکلے گی اُسکو گرفتار کرنا
 اسکے بعد جو کچھ معاملہ درمیش ہو بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کرنا سعد شہر یار
 نکلے باہر آکر دیکھا سامنے تالاب ہو پانی جوش مار رہا ہو ہزار ہا مچھلیاں شناور
 کر رہی ہیں سعد نے قریب جا کر لوح کا عکس پانی میں ڈالا ایک ماہی کلان ابھری
 سعد نے ہاتھ ڈالا ہر چند کہ ہاتھ پڑا مگر مچھلی تڑپ کر غرق ہو گئی سعد نے لوح کو
 ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ تم بھی اس میں پھاند پڑو سعد شہر یار فوراً تالاب میں پھاند
 دیکھا کہ وہی ماہی کلان رتبی میں تڑپ رہی ہو سعد نے دوڑ کر ہاتھ مارا مچھلی تڑپ کر
 بلند ہوئی مثل ستارے کے آسمان پر چمکی سعد نے کمان کیانی کا نہرے سے اُتاری
 تاک کر تیر مارا کہ مچھلی کو توڑ کر پار گزارا مچھلی گری سعد نے حکم لوح اُسکے خونین لوح
 کو تر کیا اب جو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ جب لوح خون میں تر ہو تو مناسب یہ ہو کہ
 اسی طرح گلے میں ڈال لو پھر تماثلے قدرت پروردگار کرو سعد نے لوح کو گلے
 میں ڈال لیا جیسے ہی لوح گلے میں ڈالی ہزار ہا طائر صحرا سے پیدا ہوئے اور آکر
 سعد کو گھیر لیا چاہتے تھے منقار سے غربال کریں سعد تلوار ہلانے لگے طائر قتل
 ہونے لگے مگر پیچھا نہیں چھوڑتے سعد نے اُس کشاکش میں لوح کو بیشکل دیکھا
 نوشتہ پایا کہ ان طائروں میں ایک طائر کلان ہو سب سے زیادہ بلند ہو طلس
 اپنا طائروں پر ڈالتا ہو اُسکو تیر سے مارو سعد نے کمان کا نہرے سے اُتاری تیر
 بحر کمان میں پیوست کیا جیسے ہی سیسہ کڑکا وہ طائر بلند ہو گیا تیر نہ پڑا سعد
 نے طائروں سے پھر جنگ شروع کی مگر لوح کو نہیں ملاحظہ کر سکتے اس زور و
 شور سے طائر جنگ کر رہے ہیں کہ سانس لینا دشوار ہو ناگاہ دیکھا کہ پہلو سے
 اسی تالاب کے ہزار ہا ساحر نکلنے لگے اور آکر حملہ آور ہوئے چاہتے ہیں بلوہ
 کر کے قتل کر ڈالیں مگر سعد شہر یار اُن سے بھی جنگ کرنے لگے انہیں سے ایک

ساحر بلند بالا غریو کرتا ہوا نکلا قریب سعد آکر حملہ کیا سعد نے ہاتھ تلوار کا مار دیا
 اُس ساحر نے شکم اپنا آگے کر دیا شکم پر چو تلوار پڑی شکم اُسکا چاک ہو نا لارہ سے
 پانی اُبلنے لگا اسقدر پانی اُبلتا کہ تمام صحرا عالم آب ہو گیا جتنی دور سعد کھڑے ہیں
 اتنی زمین خشک ہو کہ ایک نننگ نے پانی سے منہ نکالا چاہتا ہو سعد کو نگل جاؤں سعد
 جب تلوار ہلاتے ہیں تو وہ نننگ غوطہ مار جاتا ہو جب دو چار مرتبہ ایسا ہی ہوا تو اِد
 آیا کہ لوح دیکھو لوح طلسمی گلے سے اُتاری جا ہا دیکھو نننگ منہ پھیلانے ہوئے سا
 آیا ایک آواز آئی کہ اِس سعد شہر یار لوح طلسمی اسکے منہ میں پھینک مار یے بادشاہ
 گھبرائے ہوئے تھے اُس صدا کو سمجھ کہ کسی خیر خواہ کی آواز ہو لوح کو پھینک مار اُس
 نننگ نے دہن میں لوح کو لے لیا اور آواز دی کہ او طلسم کشا منم شعلہ آتشخوار
 دیکھا پانی ندر د شعلہ ساٹنے کھڑی ہو سعد کے گلے میں لوح محفوظ موجود ہو وہ
 ہاتھ تو ان پر نہ ڈال سکی پر پرواز پیدا کر کے نکل گئی اور سعد شہر یار اُسی صحرا میں حیران
 ہو پریشان و سرگردان ہیں جدھر جاتے ہیں عالم آب پھر لپٹ کر اُسی مقام پر آتے ہیں مگر
 شعلہ آتشخوار لوح طلسمی لیکر اپنے قصر میں آئی شعلہ جہان نما کو ایک مکان میں قید
 کیا ہو آکر لوح بیٹی کو دکھائی کہا او شوخ دیدہ دیکھ لوح طلسمی میں چھپن لائی اب
 اُسے جنگل میں گرفتار کر لوں گی تجھ کو اور اُس کو ساتھ قتل کروں گی شعلہ جہان نما یسگر
 بہت روتی جی میں کہتی ہو کہ اس ظالم سے دیکھیے بادشاہ کیونکر بچتے ہیں ہزار ہا شعبہ
 کر رہی ہو آخر اس شعبہ میں پھنسے بیشک یہ اُن کو گرفتار کر لے گی مگر شعلہ نے لوح
 صندوق میں رکھی ایک ساحر ہو نہ نکال جادو افسر اُسکے لشکر کا اُس سے کہا میں تو
 فکر گرفتاری طلسم کشا میں جاتی ہوں مگر تو کھانا شعلہ جہان نما کو پہونچا دینا یہ لکھ
 شعلہ آتشخوار چلی گئی مگر نہ نکال جادو و مدت سے شعلہ جہان نما پر نائل ہو جس وقت
 سے ملکہ قید ہوئی ہیں نہ نکال کو بڑا قلق تھا اب جو حکم کھانے کا ملا ایک سینی میں کھانا
 لیکر قصر میں آیا کھا اِو ملکہ عالم سے نوش فرما یے ملکہ نے کہا کہ اِو نہ نکال میں کھانا
 نہ کھاؤں گی مجھ پر اس مرتبہ ہر مادر مہربان نے تحقیق نہ کیا اور مجھ کو قید کر دیا نا حق کو میری

بدنامی ہوئی نہنکال نے کہا اگر مجھ کو قید رکھیے تو میں آپ کو نکال لے چلوں کسی اور ملک میں چل کر رہیے ہم لوگ سنا حرمین جہان جائیں گے وہاں قدر ہوگی بلکہ اپنے دل میں سوچیں کہ اے شعلہ جہان نما اس ملازم کی کیا مجال ہو کہ ہم پر ہاتھ ڈال سکے مگر اسکا کہنا قبول کر دیا چل کر سعد شہر یار کی مدد کر دیا طلسمی اُن کو پہنچا دیا یہ سوچ کر کہا کہ اے نہنکال میں تو یہی چاہتی تھی کہ میری شادی تیرے ساتھ ہو لیکن جو بدنامی بدی تھی وہ ہوئی سامنے جو صندوق رکھا ہو لوح طلسمی اُس میں سے نکال لو اور میری زبان سے سوزن نکال لو میں تمہارے ساتھ نکل چلوں میں طلسم کشا سے کیا واسطہ ہو جب لوح ہمارے پاس ہوگی تو طلسم بھی نہ ٹوٹے گا نہنکال عشق میں سرشار ہو رہا تھا قریب صندوق کے آیا چاہا کھولوں قفل اُسکا نہ کھلا کہا اے ملکہ عالم صندوق نہیں کھلتا ملکہ نے کہا میری زبان سے سوزن نکال میں کھول لوں گی نہنکال نے زبان سے سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی شعلہ جہان نما نے سحر کیا کہ سب قید ٹوٹ کر گری نہنکال سے کہا چلو تم آگے بڑھو نہنکال تو آگے چلا شعلہ جہان نما نے آکر سحر کر کے صندوق کھولا لوح کو نکال لیا رومال میں لپیٹ کر چھولی میں رکھا اور پرہیز و ازبیدار کے جلی راہ میں نہنکال ملا اُس نے کہا ملکہ عالم یائین پر چلیے شعلہ جہان نما نے کہا اور مردود ہمارے گھر کا ٹکڑا ہو کر ایسی حرکت چاہتا ہو اپنی جان کو غنیمت جان سیر سامنے سے ہٹ جاورنہ جلا کر خاک کر دوں گی نہنکال نے کہا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان میں بدنام ہو جاؤ نگاہ میں سامنے ملکہ کے کس طرح جاؤں گا مجھ کو اپنا غلام جانیے میں ہمراہ رہوں گا ملکہ نے کہا کہ کیوں یہودہ بکتا ہو سامنے سے ہٹ جا نہنکال نے سحر کیا کہ گرفتار کر لوں ملکہ نے لوح طلسمی کو چمکا دیا لوح کا عکس جو پڑا نہنکال خاموش ہوا سحر فراموش ہو گیا ملکہ نے چٹکی خاک کی اسپر ڈال دی نہنکال جل کر خاک ہوا نہنکال کو جلا کر سوچی کہ صحرا سے تالاب نما میں چلوں شہر یار کو لوح دون اُتھیں کے ساتھ رہو ننگی در نہ نہیں معلوم مادر مہربان کیا تدبیر کریں یہ سوچ کر قصد کیا ہو کہ طرف صحرا سے تالاب نما کے

چلون کہ سامنے سے شعلہ ہائے آتش بھڑکے دیکھا شعلہ آتشخوار آتی ہو بیٹی کو جو دیکھا جگمگی
اور لاشہ نہنکال بھی دیکھا کہ پڑا ہو آواز دی کہ اوگیسو بڑیدہ تو نے نہنکال کو مارا
اب میں تجھے زندہ نہ چھوڑو گی ملکہ گھبرا گئی سحر نہیں یا آتا ہا تھا پاؤں میں رعشہ پڑا ہو
مگر شعلہ آتشخوار نے جو بیٹی کو اس حال میں دیکھا چاہا کہ ٹک کر گرون اس دشمن کو اٹھا کر
لیجاؤن اب قید نہ کرو گی لیجائے ہی قتل کر ڈالو گی نہیں مہ نوم کیا سوچ کر آتی ہو نہنکال
کو کیا فقرہ دیا یہ سوچ کر قصد کرنے کا کیا بڑے جوش و خروش سے چلی ملکہ کو جلدی میں کچھ
نہ بن پڑا لوح طلسمی جھولی سے نکالی گھبرا کر اُسی کو چمکا دیا لوح کو دیکھا کہ شعلہ آتشخوار
گھبرا ئی پکار کر آواز دی کہ لوح بھی تو نکال لائی خیر چھوٹی شعلہ آتشخوار سوچی اگر پاس جاؤ گی
تو جل کر خاک ہو جاؤ گی کہا اوگیسو بڑیدہ جا میں تجھے سمجھائی یہ کہہ کر اپنے قصر میں آئی کینیز
سے کہا کہ کیوں صاحبو تم نے نہ روکا سب نے کہا واری نہنکال نے اُن کی زبان سے سوزن
نکالی وہ قید خانے سے نکلیں صندوق کھولنے کے وقت ہم نے کہا تھا کہ واری اس میں تجھے
بزرگ ہو آپ کی والدہ رکھ گئی ہیں اسکا جواب دیا کہ ہماری ماں کا مال ہو ہم دیکھ کے
رکھ دیں گے تم لوگ باہر جاؤ ہم لوگ تو باہر کے نہنکال پہلے ہی جا چکا تھا اُس کے بعد
ملکہ گئیں شعلہ آتشخوار نے کہا کہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہ ان جائیگی ابکی مرثیہ گرفتار کر کے
فوراً قتل کرو گی شعلہ تو اس فکر میں ہو کہ کسی طرح شعلہ جہان نما کو گرفتار کروں مگر ملکہ
بعد جانے ماں کے پھر سوچی کہ صحراے تالاب نما میں چلون شہر پار کو اُس صحرا سے نکالوں
یہ سوچ کر چلی مگر سعد بن قباد کو آج دو سرادن ہو کہ آب و دانہ ممکن نہیں ہوا اُس صحرا
میں مارے مارے پھر رہے ہیں جدھر جاتے ہیں راستہ نہیں ملتا آخر تھا کہ کرایا نخل
کے نیچے بیٹھ عالم یاس میں دعا مانگنے لگے پکارتے تھے کہ اے رب کار ساز واعر
خالق بے نیاز اس مشکل کو آسان کر لے

ہمست بہر حق عبث کردن تلاش و جستجو	شہر شہر و جا سجا خانہ بجانہ کو بگو
زانکہ آن محبوب و مطلوب جہان منظور	می نماید طالبان دید را بر سر سخت و دو
جلوہ کرد جزو کل ہست آن وجود جزو کل	در ہمہ ایجا و موجود است ذات پاک ہو

غائب از چشم خدا بینان نمی گردد خدا + گاہ از مشرق کند نورش کہ از مغرب ظہور گاہ آن گلچہرہ از گل مینماید رنگ خویش ذکرش از ہر ذکر کرد بر زبان ہا آشکار	در بر دیر وقت و در ہر حال باشد و بود گاہ اندر شہمت باشد گاہ در چارسو گاہ آن غنچہ دہن بچشد ز بوی غنچہ بود گفتگوے او شود ظاہر ہر ہر یک گفتگو
---	---

اس حیرانی میں بادشاہ بیٹھے ہیں مگر سوچ رہے ہیں کہ اس سعد اس صحرا سے کس طرح نکل سکو گے کہ شعلہ جہان نما آکر پہونچی سعد کو اس حال میں دیکھ کر گھبرا گئی کہا اے شہریار کیا کیفیت ہو سعد نے کہا لوح طلسمی وہ مکارہ لے گئی اب اس فکر میں بیٹھا ہوں کہ اس صحرا سے نکاسی کیونکر ہوگی شعلہ نے لوح نکال کر سعد کو پنچا دی سعد شہریار نے جیسے ہی لوح پہنی ہاتھ پاؤں میں طاقت آگئی شعلہ جہان نما نے عرض کی حضور کے لیے کھانے کی تدبیر کروں سعد نے فرمایا ضرورت تو ہو شعلہ کڑ کی اپنے باغ میں پہونچا کچھ کھانا لیا دسترخوان میں لپیٹ کر لے چلی سعد شہریار ایک نخل کے سائے میں بیٹھ کر سوچ رہے ہیں کہ دیکھیے لوح کیا حکم دیتی ہو کہ شعلہ جہان نما آکر پہونچی سامنے شاہ کے دسترخوان بچھا دیا بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ کھاتے میں فرمایا کہ ملکہ تم بھی شریک ہو جاؤ شعلہ نے کہا میں کیا خاک کھانا کھاؤں عجب کشاکش میں ہوں آج عجب معرکہ ہوا نہ نکال چکو نکال کر لایا میں نے لوح پر بھی قبضہ کیا میں لیکر چلی تھی راہ میں نہ نکال نے ایسے کلمے کہے کہ میں تو حضور گھبرا گئی میں نے اُسے جلا دیا اُسی وقت والدہ میری آگئیں مجھ پر وہ سحر میں غالب ہیں مگر لوح طلسمی دیکھ کر گھبرا ئیں اور یہ کہ گئیں کہ خیر اب جا کر میں سمجھ لوں گی میں خدمت میں حضور کی آئی آپ تو اپنے نکھاس صحرا سے نکالے لیکن شعلہ آتشخوار بڑی مشکل سے قتل ہوئی اُسکے مکر سے بچے گا اپنے کو بہت بچاتے رہے کوئی مکر ہو لوح ضرور بچاتے رہے یہ سعد نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اب ہر مرتبہ لوح دیکھتا رہو نگا خدا چاہیگا تو دھوکا نہ کھاؤ نگاہ باتیں کر کے شعلہ جہان نما تو رخصت ہوئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم و اے سیار کینا عجائبات اسم حاشیہ لوح پڑھ کر دم کرو اور دستک دو جو کوئی آئے اُسی سے راستہ

پوچھو سعد نے اسم حاشیہ لوح پڑھا دستک دی گوشہ صحرا سے ایک ضعیفہ پیدا ہوئی
اُس نے آکر سلام کیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ کنیز کو کیوں طلب فرمایا ہوا بادشاہ نے فرمایا
بڑی بی صاحب تمکو تکلیف دی ہو کہ رہبری کرو تاکہ میں اس صحرا سے نکلوں ضعیفہ نے
کہا تالاب ملاحظہ ہو اسکے گوشے میں پرچہ پڑا ہوا اُس میں سب حال لکھا ہو یہ کہ کے وہ ضعیفہ
غائب ہوئی سعد نے دیکھا گوشہ تالاب میں ایک پرچہ پڑا ہوا سعد نے اُسے اٹھا کر
پڑھا اُس میں تحریر تھا کہ ای فتاح طلسم اگر لوح چھین کر پھیلے اور راستے کے خواہان ہو
تو خیال کر کے پہلو سے تالاب میں دیکھو ایک ماریاہ بیٹھا ہو تمکو دیکھ کر بھاگیگا جس
مقام پر غائب ہوا اسی مقام پر کھودو ایک نابینا کی قبر ہو لاش اُسکی گلی ہوئی ملیگی اُس پر
لوح کا عکس ڈالنا مردہ آنکھ کھولے گا اُس سے پوچھنا وہ راستہ بتا دیگا سعد نے
گوشے میں آکر ماریاہ کو دیکھا وہ ماریاہ بھاگ کے ایک سودا خان میں گھس گیا سعد
نے خنجر سے زمین کھودی دیکھا ایک مردے کے استخوان پڑے ہیں جیسے ہی لوح کا عکس
ڈالا استخوان باہم ہو گئے مردے نے آنکھیں کھول دیں سعد نے پوچھا کہ ای بینا طلسمی
بتاؤ کہ اس صحرا سے کیونکر نکلیں مردے نے ہاتھ اٹھا دیا اشارہ تھا کہ بائیں پر جاؤ
سعد اُس طرف چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک دیو کو دیکھا روتا ہوا آتا ہوا سعد کو
دیکھ کر قدموں پر گر عرض کی کہ ای شہر یا غلام کو حضور نے بچانا سعد نے کہا میں نے
کبھی دیکھا بھی نہیں دیو نے کہا کہ میں ملازم ملکہ قریشہ سلطان ہون جس دن سے وہ
قید ہوئیں میرے کیئے کچھ نہ ہو سکا سحر سے ساحر دن کے ناچار تھا ایک صحرا سے ویران
میں بیٹھ رہا ایک ایک صحرا میں غلغلہ ہوا کہ حکم خداوند آگیا ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پر
کل قتل ہوئی میں رونے لگا اس قدر رویا کہ مہوش ہو گیا عالم خواب میں ایک بزرگ کو
دیکھا کہ فرما رہے ہیں ای دیو سیما ب جلد روانہ ہو طلسم کشا صحراے پر خار میں آگئے
اُن سے سب کیفیت بیان کرنا وہ فکر کر لیں گے یہ کہ کر دیو بھاگا سعد شہر پارنے کو مارا
ای دیو سیما ب ٹھہر جاؤ میں اپنے کو پہونچاؤنگا جمشید کی کیا مجال ہو کہ ملکہ آسمان پر
و قریشہ سلطان کو قتل کرے بجگم پروردگار زمین ہلا دوں گا بہان سے بھی بھاگیگا تم

جاؤ قلعہ سلاسل پر خبر کرو سلاسل پر ہی فوج لیکر آؤ میں صحرائیں ٹھہریں میں اُن کو
لے لوں گا دیو سیما یہ خبر سن کر بھاگا طرف قلعہ سلاسل کے چلا مگر سعد شہریار کا
انتشار بڑھ گیا رہرو دی کرتے ہوئے جاتے ہیں ایک شہر ملا کہ ہزار ہا کاہ فروش و
ہیزم فروش اندر شہر کے جاتے ہیں مگر نگہبان دروازے کے روک رہے ہیں ایک
ایک کا نام پوچھتے ہیں تب اندر شہر کے جانے دیتے ہیں سعد کو بھی خیال آیا کہ میں شہر
میں جاؤں دیکھوں یہاں کا حاکم کون ہو جیسے ہی دروازے پر آئے نگہبان نے نام پوچھا
بادشاہ نے نام مفصل بتا دیا نگہبان نے افسر کو پکارا کہ افسر صاحب جلد آئیے طلسم کشا
آگئے افسر فوراً آیا قدموں کو سعد کے بوسہ دیا عرض کی کہ میں گئی دن سے منتظر تھا
نہیں معلوم حضور کو کہاں دیر ہوئی یہ شہر عجائب نما کہلاتا ہو قصر غرائب میں تشریف
لے چلیے سب حال آپ کو معلوم ہو جائیگا کوئی پردہ نہ رہیگا قصر غرائب میں آئینہ طلسمی
رکھا ہو اس میں سب حال معلوم ہوگا شعلہ آتشخوار لشکر گران لیکر گئی ہو سعد اُس
افسر کے ساتھ ہوئے افسر باتیں کرتا ہوا سعد کو لے چلا شہر میں جو سعد شہریار
داخل ہوئے دو کا مدار جو کانوں پر بیٹھے ہوئے تھے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
جھک کر بادشاہ کو سلام کرنے لگے اور عرض کرتے تھے ہم سب آپ کے مشتاق تھے
شکر ہو کہ آپ تشریف لائے آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے سعد فرماتے ہیں
پروردگار عالم مذہب اسلام کو ترقی عطا کرے اسی وجہ سے میں یہاں تک پہنچا
سب دو کا مدار کلمہ پڑھنے لگے اور دو کانوں سے اُٹھ کر ساتھ ہوئے کہ نوبت و نقارے
کی آواز آئی ایک بادشاہ تخت پر سوار آکر پہنچا جھاک کر سلام کیا کہا حضور تشریف
لے چلین قصر غرائب کو آراستہ کر دیا ہو کہہ کر اُس بادشاہ نے سعد کو تخت پر
سوار کر لیا فوج کو اشارہ کیا نوبت و نقارے بجنے لگے شہنشاہ نوازیہ اشعار گاتے تھے نظم

ہجرین وصل کا سامان جو مجھے یاد آیا	نالے کرتا ہوا دل تالپ فریا د آیا
بوسہ لب کے جو لینے کا مزہ یاد آیا	آہ کے ساتھ لبوں پر دل ناشاد آیا
بچھے بھی نہ کیے تھے ابھی بلبیل نے کہ آہ	دوش پر دام سنبھالے ہوئے صیاد آیا

<p>ضبط کی فصل گئی موسم قریا د آیا کوچہ اُس غیرت لیلی کا ہمیں یاد آیا ان بتوں نے یہ ستایا کہ خدا یاد آیا کھینچنے یا ر کی تصویر جو ہزار د آیا میں نہ مانو نگا کوئی اور ستم یاد آیا شام غربت کو جو دیکھا تو وطن یاد آیا</p>	<p>پھر سبار آئی اسیرانِ قفس سے کمد و رخصت اور تربتِ مجنون کہ چلے بجے ہم راہ وحدت ہمیں کثرت کی کشاکش میں ملی خود بنا صورتِ تصویر وہ حیرانی سے یا محفل سے نکلوا کے بلا نا کیسا آہ کی دل نے ہزار اشک بھرے آنکھوں میں</p>
--	---

وہ بادشاہ زرنشار کرتا ہوا سعد کو اس دھوم سے ساتھ لیے ہوئے قریب ایک قصر کے پہونچا دروازے پر چوہدار ویسا ول و حاجب و دربان ٹل رہے ہیں سعد شہر یار کو سب سلام کرنے لگے سعد تخت سے اُترے وہ شاہ سعد کو ساتھ لیے ہوئے قصر میں آیا ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اُس پر بادشاہ کو بٹھایا ایک آئینہ سامنے لگا دیا عرض کی اب غلام نہیں ٹھہر سکتا یہ مقام متبرک ہو آپ ہی کی ذات کے واسطے ہر ہماری کیا مجال ہو کہ ٹھہر سکیں حضور لوح کو دیکھ کر آئینے کو ملاحظہ کہ بن مطلب حاصل ہوگا شاہ تو یا ہر نکل گیا اپنا نام بتا گیا کہ جب حضور کو ضرورت ہو تو روشن تاجدار کہ کربلا لیجیے گا میں فوراً حاضر ہوں گا یہ کہ کے وہ تو چلا گیا سعد شہر یار نے بول لوح پر نگاہ ڈالی اُس میں نوشتہ پایا کہ آئینے میں دیکھیے سب حال روشن ہو جائیگا اگر سکندر رہوتا تو وہ آپ کے جلال پر نثار ہوتا سعد ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ آئینے میں غبار اُٹھا تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا اب جو نگاہ جمائی تو بعد اُس صحرا کے دیکھا کہ ایک قصر سیاہ بنا ہوا قصر کے دروازے پر ہزار ہا ساحر بیٹھے ہیں مگر خاموش یکا یک سب اُٹھے اور غفلہ کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حکم شاہ آتا ہو ایک چوہدار سن رسیدہ آیا اُس نے حکم پہونچایا کہ ہمارے شاہ نے حکم دیا ہو تیار رہو میدانِ خوبی کی تیاری کرو آسمان پر د قریشہ سلطان قتل ہوئی دیکھیں تو کون بچاتا ہو چوہدار تو یہ کہ کمر و اندہ ہو گیا تمام سامر خوشیان کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بڑی مشقت سے مہلت پائی رات بھر جاگتے تھے چوکی پہرہ دیتے تھے دن کو بھی فرصت نہیں پاتے تھے اب وہاں نہ ترک ہو گیا تھا انجام

بخیر ہوا کہ قیدی قتل ہوتے ہیں ہم لوگ اطمینان پائیں گے انہی نوکری پر جائیں گے
 انعام بھی ملیگا سعدیہ سب آوازیں سن رہے ہیں کہ طرف سے دارالامارہ کے گرد اڑی
 نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر زبردست تخت پر سوار پشت پر کئی
 لاکھ فوج ہوا کردہ شاہ پہونچا نگہبانوں نے سلام کیا شاہ نے کہا کہ تم لوگ مستحق
 انعام ہوئے خوب حفاظت کی بعد قتل کے تم کو انعام ملیگا سب دعائیں دینے لگے
 کہ اے کبیراں آسمان سیر تمہاری وجہ سے یہ دن نصیب ہوا کہ بی قریشہ سلطان
 و آسمان پر قتل ہوتی ہیں ورنہ کسکی مجال تھی کہ ان کو قتل کرتا وہ بادشاہ اتر پڑا
 پھر گردین اڑنے لگیں کوئی پہلوان دس ہزار فوج سے آیا کوئی سچاس ہزار سے
 اس دھوم سے دن بھر میں فوجیں جمع ہوئیں سعد بن قباد دیکھ رہے ہیں کہ فوج
 سے تمام صحرا بھرا ہوا بڑے بڑے تاجدار ٹہلتے پھرتے ہیں شام تک سعد اس قصر
 میں رہے یہی سامان دیکھتے رہے شام کو روشن تاجدار حاضر ہوا عرض کی حضور
 نے ہنگامے دیکھے سعد نے فرمایا تمام عالم جمع ہو خدا انکی مشکل کو آسان کرے پھر
 روشن تاجدار نے کہا اٹھیے اور تشریف لے چلیے شب تیرہ و تار میں آپ کو راستہ
 مل کرنا ہو ایسا نہ ہو کہ میں راہ فراخوش ہو سعد قصر سے نکلے آئینے کو ایک لالہ مارا
 کہ آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آئینے کو توڑ کر جو سعد اٹھے ہنگامہ گیر و دار بلند پایا قصر سے
 جو باہر نکلے دیکھا سامنے میدان ہر دار بن استاد ہو رہی ہیں اور سر ہنگامہ گیر سوار
 کہ اس مقام کا حاکم ہر انتظام میدان خوبی کر رہا ہے بادشاہ حیران ہوئے کہ یہ بادشاہ
 کہاٹھ آیا میں کس قصر میں تھا کس قصر میں پہونچا یہ کیا شعبہ ہوا حیران کھڑے
 تھے کہ میں کیا تدبیر کر دن کہ صحرائے گرد اڑی دیکھا ایک مرکب کوہ سرین و کوہ لعل
 زین و لجام ہے آراستہ آکر پہونچا اور بادشاہ کے قریب کھڑا ہوا اشارے کرتا ہے
 کہ مجھ پر سوار ہو جیسے بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ سامنے سامان قتل ملکہ
 آسمان پر ہی و قریشہ سلطان ہو رہا ہے یہی وقت ہے کہ جا کر شریک جنگ ہو یہ
 مضمون دیکھ کر بادشاہ مرکب پر سوار ہوئے دیکھا گھوڑا باد رفتار ہے چاہتا ہے

کہ راکب اشارہ کرے تو آسمان پر پہونچون سعد سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے لاکھون
 ساحر جمع ہیں وہ ساحر موسوم بہ سرہنگ شیر سوار طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہاں
 حاکم ہو پکار پکار کر رہا ہے کہ آسمان پر ہی قریشہ سلطان کو لاؤ سیاروں تاجدار
 کھڑے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اسی سرہنگ اگر آسمان پر ہی زوجہ صاحبقران
 کو قتل کیا تو کل پردہ قاف پر قبضہ ہو گا سرہنگ کہتا ہے یارو اب کیوں گھبراتے ہو
 زمانہ بر سر پارسی ہو اس شخص کو قتل کرتے ہیں جسکی ذات سے سارا فتور ہو اسی نے
 صاحبقران کو بلوایا باپ نے اسکے دیوزادوں کو بھیجا امیر زخدار تھے اول مرہم سلیمان
 سے علاج کیا پھر امیر آئے اول دیوزادوں کو مارا پھر تو وہ لڑائیاں پڑیں کہ تمام
 پردہ قاف کے شاہزادے اور رئیس زادے ایک طرف تھے حمزہ ایک طرف تھیں
 سرکش سے مقابلہ پڑا وہ ہاتھ سے امیر کے مارا گیا آخر لڑتے بھڑتے طلسم میمونہ بین
 پہونچے دیو عفریت ایسا سرہنگ کہ اسکا خان قاف خطاب تھا کیسا کیسا چھپا مگر
 امیر کے پاس لوح موجود تھی ڈھونڈ کر عفریت کو قتل کیا سب سردار ناچار ہو کر
 ہر ایک کا یہی قول تھا کہ پردہ قاف تباہ ہوا اب پردہ قاف کی آبادی کا وقت آیا
 جا بجا عملدار می سامری و جمشید کی ہوگی دیرین جائینگے تصویرین خداوند کی نصب
 ہوگی سب ساحر کہ رہے ہیں کہ اسی سرہنگ شیر سوار یہ خبر تو تمام عالم میں مشہور
 ہے کہ لکھ قریشہ سلطان و آسمان پر ہی قتل ہوتی ہیں ایسا نہ ہو طلسم کشا کو خبر ہو جا
 سرہنگ نے کہا میں نے وہ انتظام کیا ہے کہ اگر سو طلسم کشا آدین توفیدی کے قریب
 پہونچ سکیں سعد گھوڑا اڑائے ہوئے جاتے ہیں یہ سب باتیں سن رہے ہیں کہ ایک
 صحرا لا وہ مجمع آنکھوں سے غائب ہوا اب سعد حیران ہوئے لوح کو ملاحظہ کیا اس
 نوشتہ پایاکہ جس مرکب پر سوار ہو یہ کل راستے طلسم کے جانتا ہے یہ وہ ہیں تمہیں
 پہونچا گیا اب یہ مرکب ہمیشہ زیر ران رہیگا جس راستے کی آپ کو فکر ہوگی اسی
 مقام پر پہونچے گا سعد شہر یار کو اطمینان ہوا اسی محراب میں آفتاب غروب ہوا
 ہر چند کہ پردہ شب حائل ہوا مگر مرکب اسی طرح چلا جاتا ہے درختوں کو صحراؤں کو

طرح کرتا ہوا اگر کوئی نخل سامنے آگیا تو اسے لات مار دی کہ درخت گرا اس طرح پربادشا
راستہ طرح کرتے ہوئے جاتے ہیں مگر رات اندھیری صحرا کا شاتابا بقول شاعر فر
شب تاریک بیم موج گردا بے چین بائل کجا دانند حال ماسکساران ساحل با ۱۰
اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوئے جاتے ہیں حیران ہیں کہ اس اندھیری رات میں
یہ مرکب کیونکر پہونچیکا وہاں تو دارین استاد ہو رہی تھیں جلا د شلنگین لگا رہے تھے
یہ باد سا اور کذرا رات ہو گئی ایسا نہ ہو وہ لوگ قتل ہو جائیں ای کریم و رحیم مجھے
وقت پر پہونچانا اور اس بندہ حقیر کو ان ظالموں پر ظفر و منصور فرمانا امیر سے شرمندہ ہوں

گرد خالق جهان انسان ترا	ساخت پیدا اشرف المیوان ترا
مرحمت فرمود از راه کرم +	پایہ دین رتبہ ایمان ترا +
گنج اخلاص و یقین و صدق داد	کرد بخشش دولت عرفان ترا
بندگی در بندگان آموخت	کرد یکسر بندہ احسان ترا
از کمال فضل بر اوج شرف	کرد روشن چون مہتابان ترا
مردہ بودی پیش ازین از حق شناس	حق عنایت کرد جسم و جان ترا
داد علم و فضل و عقل و فہم و ہوش	مرد دانا کہ دادی نادان ترا
مغلس و نادار بودی و غریب	داد مولے این ہمہ سامان ترا
حضرت خالق مدد از غیب کرد	ہندیا در نظم این دیوان ترا
تا کہ شد تحریر با طرز غریب	در زبان پارسی نظم عجیب +

بادشاہ تو اس رنگ میں ہیں مگر یہ رات آسمان پر ہی و قریشہ سلطان پر بڑی سخت
گذری کہ دم بدم سر ہنگ آتا ہوا اور ڈرا جاتا ہو کہ اب نہ گھبراؤ میں تمھاری تدبیر
کر رہا ہوں سب تاجدار جمع ہو چکے ہیں دارین استاد ہیں سب تاجدار مشتاق ہیں
کہ تم قتل ہو تو ر وہ قاف صاف ہو ملکہ قریشہ سلطان جواب دیتی ہیں کہ ای دشمن
خدا کیوں ڈراتے ہو ناحق دھمکاتے ہو رات ہی کو قتل کرو کہ تمھاری خوشی ہو جائے
مگر کسی مجال ہو کہ ہم کو قتل کرے انشاء اللہ تعالیٰ وقت پر ہمارے وارث آجا دیں

سرہنگ نے کہا ہنسنے خود مشہر کیا ہو آج کی لڑائی یا درہنگی کسکی مجال ہو کہ اس لڑائی کو جھیلے یا جان پر کھیلے جو آئیگا وہ قتل ہوگا آج ہنگامہ عام ہو دیکھیں تو کون آتا ہو اور کیونکر تمھیں بچاتا ہو جب پہر رات باقی رہی تو سرہنگ اندر آیا کہا امی قریشہ و آسمان مشتاق رہو کہ اب رات کم باقی ہو آمادہ مرگ و حیاے قصار ہو دیکھو وقت آتا ہو اسی طرح قتل کروں جیسے تمھنے پردہ قاف کی آبر و کھوئی اور سب رئیسوں کو قتل کیا اور کل قاف پر قبضہ کر لیا آج بدلے کا دن ہو جسقدر تمھارے مطیع و منقاد ہیں خاک سہر پر اڑاؤینگے ہم شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلاؤینگے قریشہ سلطان کہتی ہیں تم سب ظالم ہو تم کیا عدالت کرو گے اگر ہم لوگ قتل ہو اور وقت ہماری قضا کا قریب آگیا ہو تو عدالت قاف سے یک ظلم اٹھ جائیگی رعایا سے دریافت کرو کہ کس عدالت سے بسر کی سرہنگ کہتا ہو کہ امی قریشہ تم لوگ بڑے سرہنگ ہو خیر آج سرہنگی معلوم ہوگی یہ کہہ کر باہر نکلا تمام تاجدار جمع ہیں فوج آراستہ ہو راستے چہار طرف کے بند ہیں فوجوں کو مجا دیا ہو کہ راستوں سے کوئی نہ آنے پائے قریشہ سلطان نے پکار کر کہا کہ اویجیا و اگر آہنی دیوار میں داخل کرو گے تو آنے والے نہ رکھیں گے جنگ کرتے ہوئے پہنچیں گے دیکھیں انجام کیا ہو جو گذریگی وہ دیکھو گے مگر سرہنگ نے باہر آکر پھر فوجوں کو قاعدے سے جمایا جب فوجیں جمع چکیں جا بجا افسر مقرر کیے ہر ایک کو یہی حکم تھا کہ اگر اس طرف سے دشمن آجائیگا تو تم گنہگار ہو گے سب عرض کرتے ہیں کہ غلام جان و مال سے حاضر ہیں وہ جنگ کریں کہ مسلمانوں کے دانت کھٹے کر دین قدم جمناد شوار ہوگا کبھی ایسی جنگ نہ ہوئی ہوگی جیسی آج جنگ ہوگی بہت پریشان ہونگے مسلمان امان مانگتے ہوئے بھاگیں کون آئے گا کون جم کر لڑیگا یہ کہہ کر سرہنگ تخت پر سوار ہوا فوجیں بے حساب ہیں ستارہ سحری چمک رہا ہو صداے مرغ سحر آرہی ہو سرہنگ نے حکم دیا کہ قیدیان بلا کو لاؤ چند کس گئے ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پری کو حکم دیا کہ باہر چلو چالیس سردا آسمان پری کے ساتھ ہیں آگے آگے چالیسوں سردار زنجیر بن ہلاتے ہوئے آتے ہیں

پشت پر آسمان پر ہی جب یہ نوگاہ باہر نکلتے تھے تو زیادہ دیر سے باہر سب جگہ ہوتے
ہیں نیزے چمکانے لگے غل جاتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ایسا شہنشاہ قیصر خانہ
ہم کو حکم دیکھیں کہ ہم ان کو قتل کریں ایک کو زبردہ نہ خچو طرین قریب شہنشاہ سلطان اور حکم
آسمان پر ہی نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ سب کافر دشمن جان و تشنہ خون ہیں بیقرار ہر کر
و عاین ماننے لگیں کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر لھم

خداوند ملک جہان کار ساز	خدا کار فرما و بندہ نواز
بہر حال دانا و بینا خداست	نباشد از وسیع پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا مہربانی کند	در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد مگس را پھا میکند	بلخشاںک بخشد پروبال باز
کن اہل افلاس را مالدار	گدا را دہد مسند عز و ناز
بہ بخشد بدریوزہ گر مملکت	کن صاحب ملک و سامان سنا
کے را کہ خواند بقرب دصال	رہا سازد از بند زندان آرز
دہد دار و در و بمبار را	بہ بیچارہ بخشد دوچارہ ساز
کند عجز ہر مردعا جز قبول	پذیرد ہر بندہ ناز و نیاز
بہر حیلہ حق کار سازی کند	بہر بندہ بندہ نوازی کند

سر ہنگ نے اشارہ کیا کہ ہاں انکو دار پر کھینچ دو ایک ساحر نے قریب آکر قہقہہ
کہ قریشہ کو کھینچے قریشہ نے ہتھکڑی ماری کہ سر اسکا پھٹ گیا ہنگامہ ہوا کہ لو یار واد
غضب دیکھو قیدی نے جلا د کو مار ڈالا یہ کیسے سر ہنگ ہیں کہ کسی مقام پر نہیں رکتے
اس ظلم کو تو دیکھو کہ جلا د کو مار ڈالا اور کچھ خوف نہ کیا ہاں یاروان پر تیر باران کرو
ساتھ ہزار تیر انداز الگ ہوئے تر کشوں سے تیر نکالے سب کے آگے سر ہنگ
کھڑا ہو کمان کا ندھ سے اُتار رہا ہے قریشہ سلطان نے بیقرار ہو کر طرف آسمان
کے دیکھا اور عرض کی کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر لباک کر جو قریشہ سلطان
نے دعا کی تیر دعا ہوتی مراد پر پہونچا کہ صحرائے گرد اڑی تو بت و نقارے کی آواز

آئی دیکھا کہ نشانہ سے تیرین و سرداران تدرہ پوش گھوڑے چمکاتے ہوئے نمایاں ہوئے
 کفار حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہو کیا رنگ دکھاتا ہو ہر کاروں نے بڑھ کر خبر دی
 کہ صاحبقران زمان آہو بچے دیکھا سب کے آگے صاحبقران اشقر سر سوار شیت
 سرداران نامدار گھوڑا اڑاتے ہوئے آتے ہیں صاحبقران کے دور سے جو دیکھا کہ
 قریشہ سلطان و آسمان سپری تل ہوا چاہتی ہیں گھوڑے کو بڑھا کر اپنے نام کا غرہ
 کیا لغرہ امیرت امیر عرب ضیغم روزگار بہ حکم خدا بستہ شمشیر چارہ کی تیغ صحابہ
 و مقام نام بہ کیے تیغ عقرب کے ذوالحجاء بن کافران از جہان پاک کردہ سر سر نشان
 جملہ در خاک کردہ لغرہ کے آگے سر ہنگ چیتا ہو گیا روجھڑہ کو وہیں روک لو
 ادھر آنے سے ہرچہ فوج نے چاہا روکین مگر صاحبقران کب رکتے ہیں فوراً آگے
 گئے تلوار سیلان لگا دوڑی طرف سے گرد آری دیکھا کہ رستم پلین علم شاہ نوجوان سے
 سرداران نام و پہلار انان کراہی آکر پہنچے مصروف جنگ ہوئے صاحبقران نے
 رستم کو عجب شوکت سے دیکھا فرماتے تھے کہ یہ شیر پیشہ عربستان ہو مگر سر ہنگ نے
 دیکھا کہ صاحبقران و رستم اس زور و شور سے جنگ کر رہے ہیں کہ پرے سے کہ پرے
 دریم و بریم ہونے میں جس غول پر باکرے اُسے پر آگندہ کیا علم فوج گرایا پلٹنے
 پر جا پڑے رسالوں سے بڑھ کر ایک ہر طرف ہنگامہ ہو صاحبقران کی تلوار سیلان
 چل رہی ہو نما اس کے حیران کو کون روکے نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی
 نقاسے ملک پانہ ترے لیا کوئی ان کا کیا کر سکا اب ان کو کون روکے اور کون ٹوکے
 مگر ان ای تاجدار و چہار جانب سے گھیر لوجھڑہ کو زندہ نہ نکلنے دو تمھارے بزرگانے
 پاتھ سے مارے گئے تمام غیرت ہو دیکھیں کیا کرتے ہو آج مسلمان بھی جان جاوین کہ
 اہل طلسم جمشید نے خوب جنگ کی کہ حمزہ بارہ اٹھا سکے سب نے عرض کی کہ حضور
 بڑھیں ہم سب ساتھ ہیں وہ رنگ دکھاوین کہ مسلمان اپنی جان سے عاجز ہو جاوین
 یہ کہ سب فوج بڑھی سب تاجداروں نے اپنی اپنی فوج کو ترغیب دی کہ ہاں یارو
 جنگ و جہد ہو تم لوگ بہت زیادہ ہو مسلمان کم ہیں آج جرات دکھاؤ قدم پیچھنے ہٹاؤ

بڑی غیرت کی بات ہو کہ غیر ملک سے آوین اور ہم کو ستا وین اور ہم سے کچھ نہ ہو سکے
 شرم کا مقام ہو اسی جنگ میں ہمارا نام ہو کل فوجوں نے ایک مرتبہ بلوہ کیا امیر نے
 فرمایا کہ ای رستم ہو شیار ہو کر لڑو کل فوج نے بلوہ کیا ہر اس بلوے کو روکوا ایسا نہ ہو
 کہ قیدیوں تک یہ ایچیا پہونچ جاوین تو باعث خرابی ہو رستم نے مرکب بڑھایا لڑتے ہوئے
 جاتے تھے کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم صفر رہا نگر درستم نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک پہلوان
 عجیم و عجیم مغرور و متکبر لکار رہا ہوا آتا ہر رستم نے لکارا کہ او نامرد سامنے تو آدورے
 بھپکی بتاتا ہو میں اس بھپکی کو کب مانتا ہوں سامنے آکر مقابلہ کر تو میں تجکو مزہ چکھاؤں
 یہ پہلوان رستم پر جا پڑا تلوار کاواہر کیا رستم نے پہلو تہی کر کے خالی دیا الجھاوے سے
 ہاتھ نکالا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ رستم سے ارشاد اولاد امیر عرب کہ کیست علشاہ چہتم
 لقب دیگر علشاہ رومی شبہ فیل زور کہ بر تخت مرزوق افگندہ شورہ اس طرح پر
 نعرہ کہہ شکاف کیا کہ وہ پہلوان کانپ گیا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی تیغ کپیتان
 جو گرا خود کو تراشا ہوا تا بہ جگر گاہ پہونچا ہمارا ہیان پہلوان رستم پر آپڑے رستم
 جسم کے لڑنے لگے کہ تیسری گرداڑی دیکھا ایک جوان گلگون پوش مع فوج پیشار
 گھوڑا اڑاتے ہوئے آتا ہر آتے ہی نعرہ کیا کہ باشندای کا فران بیجا دایا بلکان
 پیر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرہ قاسم سے ملک قاسم آن
 شاہ خاور سپاہ زخم تیغ برابر و نیزہ ہماہ ز آب دم تیغ شکستہ زمین ہم باختر
 شد بزرنگین نعرہ کر کے قاسم بھی اگرے قاسم کو دیکھ کر رستم خوش ہو گئے قاسم
 آتے ہی شریک جنگ ہوئے کہ چوتھی گرداڑی دیکھا ایک جوان سلیم پوش فوج کثیر ہماہ
 مرکب سے چنبی زیران آیا وہیں سے نعرہ کیا نعرہ امیرج سے ملک امیرج آن آفتاب شیر
 کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر اگر تیغ کین بر کشم از غلاف تزلزل فتد در میان مصات
 امیرج نو جوان بھی نعرہ کر کے گرے جنگ شروع کی مگر سر ہنگ شیر سوار آنے سے
 صاحبقران کے گھبرا گیا ساتھ والوں سے کہتا ہو کہ میں یہ نہ جانتا تھا کہ اس قدر بلوہ ہوگا
 کہ ایک طرف سے لندھو بھی اگر گرے اور ایک طرف سے ناک کا لشرو ہو ایہ سب

سردار فردا آئے اور باہم جنگ میں مصروف ہوئے قضاے کار ایک دن اور ایک روز
 لڑائی میں گذرا ہی کہ صبح اسے گرد اڑی علمہائے رنگاری کے پھر ہرے نمایاں ہوئے
 آگے آگے سب کے میثاق کوہ گردان اور ایک جانب سردار حسینان اور ایک
 جانب بہار اعجاز بیان اور کل شاہزادیاں طاؤسان زرین بال پر سوار اس دور
 شور سے میثاق اگر پہونچا کہ سر ہنگ شیر سوار گھبرا گیا کہا لو یار و غضب ہوا کہ لشکر
 طلسم کشا بھی آگیا کیسے کیسے سردار ساتھ ہیں کہ جنگے سحر کا کوئی جواب نہیں دے سکتا
 مگر میثاق کوہ گردان نے بڑھ کر ساحرون کا سحر روکا آگ بر سادی سردار حسینان
 نے طرف بحرین کے دیکھا کہا ای بحرین دریا نشین دریا جاری کرو یہ لوگ ڈوبیں جو
 انجام ہو گا وہ دیکھا جائیگا بحرین نے ایک دو تھڑ زمین پر مارا دریا سے تہا پیدا ہوا
 کفار ڈوبنے لگے مگر سر ہنگ شیر سوار ساحرون سے کہتا پھرتا ہی یار و سحر کو روکو
 ساحر ہر چند روکتے ہیں مگر دریا کا زور بڑھتا جاتا ہی جس طرف غر آٹا دریا نے
 مارا ہزار دو ہزار کوڈ یو دیا ایک طرف سردار حسینان آگ بر سار ہی ہو جس پر
 آگ گرمی وہ جل گیا دو سردار لڑائی کو گذرا ہی ہر چند سر ہنگ فکر کرتا ہی کہ قیدیوں
 کو قید خانے میں لیجاؤن قتل موقوف رکھوں مگر ممکن نہیں ہوتا سرداران اسلام بھی
 گھبرا رہے ہیں کہ بارہ پہر جنگ کرتے گذرے قیدیوں کو نہیں رہا کر سکتے لاکھوں
 ساحر پرے بانہ کھڑے ہیں قریشہ سلطان زنجیرین ہلا ہی ہیں کہ پھر صبح اسے
 گرد اڑی اس مرتبہ بدیع الزمان بھی آکر پہونچے آتے ہی مصروف جنگ ہوئے
 ان کے آتے ہی مالک اور رندھو سے آنکھ ملنے لگی کبھی رندھو بڑھ جاتے ہیں
 کبھی مالک بڑھتے ہیں بدیع الزمان وقاسم آپس میں چٹک کر رہے ہیں کبھی
 بدیع الزمان بڑھ گئے ایک رسلے کو بھگایا قاسم نے بڑھ کر پلٹن کو شکست دی
 اب اسقدر جنگ ہوئی کہ سرداران صاحبقران لڑتے لڑتے عاجز ہو گئے ہیں
 مگر جس وقت سے فوج سعد بن قباد آئی اُس وقت سے اہل اسلام کو بڑی تسلی
 حاصل ہوئی مگر سر ہنگ شیر سوار گھبرا گیا بلک بلک کر دعائیں مانگ رہا ہو کہ ای

خداوند جمشید ثانی آپ نے آنے کو فرمایا تھا اب بندوں کے آپ کا حال استبر ہو جلد
تکلیف فرمائیے یہ جو بقیار ہو کر سر ہنگام نے کہا آسمان پر لکھ ابرسیاہ پیدا ہوا تیرے
ابر ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے کہ ان زمزمون سے آواز خداوند خداوندی
ہو وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ جمشید ثانی آکر پہونچا اسنے دیکھا کہ بلا کی جنگ
ہو رہی ہے ساحر سحر بھول گئے بھاگتے پھرتے ہیں مگر چونکہ زیادہ ہیں جس مقام پر
قیدی ہیں گھیرے ہوئے کھڑے ہیں جمشید تخت سے اُتر ا اور اُتر کر حکم دیا کہ قیدی آسمان
و قریشہ قصر قید خانے میں پہنچا سب ملازم کشان کشان آسمان پر ہی دقریشہ سلطان
کو قید خانے میں لے چلے صا جقران نے ہر چند چاہا کہ روکوں مگر جمشید نے
ایسی جلدی کی کہ صا جقران کو دوشش کرتے رہے قیدیوں کو جمشید ثانی نے
قید خانے میں داخل کر دیا لاگوں آدمی اپنے مقرر کیے ہر ایک سے یہ کہدیا کہ بہت
ہوشیاری سے رہنا یہ کہ کہ جمشید پلٹا فوج کو اشارہ کیا جمشید کو دیکھ کر سب سہم
لڑنے لگے ہر ایک کا بھی قول تھا کہ اب تو خداوند موجود ہیں اپنی جان دو دروغ نہ
کر و اگر مارے جاویں گے تو قدرت جلالین گے بڑے زور و شور سے لڑائی ہو رہی
ہی جمشید نے بھی سحر کیا میتاق اور شاہزادیوں کے سحر بند ہو گئے بحرین کا دیا
بھی غائب ہوا اگ بر سنا بھی موقوف ہوئی بہار اعجاز بیان نے جو سحر کیا تھا یا تو
پھول برس رہے تھے یا وہ سب جل گئے اہل اسلام کو جمشید نے سحر کر کے عاجز و
مجبور کر دیا ہو ہر چند کہ صا جقران عالیشان اسم اعظم پڑھ رہے ہیں مگر کل لشکر تباہ
آواز نہیں پہنچتی جس مقام پر صا جقران ہیں اُس مقام پر جمشید نہیں آسکتا اور نہ
اُسکا سحر آتا ہو ایک عجب طرح کی خرابی ہو صا جقران بقراری میں ہلک ہلک کر
دعائیں مانگ رہے ہیں خواجہ عمر و اشقر سے لپٹے ہوئے ہیں امیر فرماتے ہیں کہ
کیون خواجہ تم نے خبر دی تھی کہ قریشہ سلطان د آسمان پر ہی قتل ہوتی ہیں اُن کو
چل کر بچائیے ہم آکر پہونچے سب سردار بھی آگئے مگر اس جمشید کو کسے خبر پہونچائی
کہ یہ انجام بخیر نہ ہوا قیدیوں کی رہائی نہ ہوئی خواجہ عمر و کہتے ہیں کہ اے شہر یار آپ

جا فرماتے ہیں جس طرح آپ کو خبر ملی اسی طرح اُس نے بھی خبر سنی ہوگی لیکن جمشید ثانی نے
یسا سحر کیا ہو کہ طائرون کو اشارہ کیا طائرون نے جسکے سر پر چرخ مارا وہ سحر بھولا اور
اموش ہو کر کھڑا ہو گیا مینا ق کوہ گردان ایسا سا حرکت سحر و ساحری میں بے مثل و
بے نظیر ہو خاموش کھڑا ہوا شیاع سحر ہاتھ میں ہیں سحر یا دھنیں آتا ہی بال شاہنشاہ دیونکا
یہ ہمارا عجیب بیان کہ ساحرہ زیر دست ہو چھوٹا جو برسائے تھے وہ سب جل گئے
بھی خاموش کھڑی ہو صاحبقران نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا اور دعا
کرنے لگے پکارتے تھے کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم رحم اپنا شریک کٹر کٹر

ناشوی موصول با مظلوم خود قبل از وصال
گاہ نہ پائے ثبات اندر طریق اہل حال
کن دو تا پشت اطاعت ہر زمان ماند دل
گاہ از آئینہ بد رو گہ از روے ہلال
بر فگن از ہر دو جانب پردہ ہائے نفع
ہمچو مرغان در ہوائے شوق بکشا پروبال
راست و چپ شاہد مقصود بنیاد جمال
زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

سعی کن ای طالب ذات خدا ہر ماہ و سال
تاہ اندر قال کن پیدا کمال اہل قول
باش قایم چون الف اندر قیام بندگی
گاہ از خورشید تابان بین رخ دلدار خوش
محو شو از دل بحسن صوت آن جان جہان
از زمین تا آسمان بہر تلاشش دلربا
کن نظر با چشم حق بین تا ترا اندر جہان
حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر

مگر جمشید دباؤ ڈال رہا ہو زیر شجر کھڑا پکار رہا ہو کہ اے معلیل سحر بند اگر اسم اعظم
حمزہ کا بند کرو اس طرح اس نے پکار کر کہا کہ سر ہنگ نے بھی سنا اور زیادہ بلیک لایا
کہتا ہو لو صاحبو قدرت اسم اعظم حمزہ بند کرتے ہیں اسم اعظم بند ہوا اور مسلمانوں
کا خاتمہ ہو تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ حمزہ کس زور و شور سے لڑا انتی بڑی لڑائی کو
خوب سنبھالا اگر قدم حمزہ کا نکل جائے تو ساحرون کو قدرت بیکار کر چکے اب کل کو
قتل کرنا چاہیے اگر حمزہ جو اسم اعظم پڑھ رہا ہو سحر کی تاثیر اُس مقام پر نہیں ہوتی
سردار عرض کرتے ہیں اگر حمزہ کا اسم اعظم بند کر لیا تو ایک مرتبہ کے بلوے میں سب کو
گرفتار کر لین گے مسلمانوں کو مہلت نہ دیں گے یہاں تو یہ رنگ ہو مگر امیر نے جو

یہ سنا کہ آسمان عظیم بند کر نیکی فکیرتہ دل سے پکارا اٹھے فروشا ہا ز کرم برین درویش
نغمہ برد حال من خستہ و دلریش نگر + تیر دعا بدت مراد پر پہونچا کہ صحرا
سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب سلطنت و شہر یار اقلیم شوکت و جلالت
شما ہزارہ سعد بن قباد والا نژاد مرکب باد رفتار طلسمی پر سوار لباس طلسمی زیب
جسم تغیر طلسمی کے قبضے پر ہاتھ رات بھر گھوڑا اڑاتے ہوئے گذری ہزار اکثر راستہ
فراموش بھی کیا مگر جہان راہ بھولے کوئی راہ گیر مل گیا اُس نے پتہ بتا دیا اُسی نشان
پر آکر پہونچے دور سے دیکھا کہ سب ساحر ہمارے حیران و سرپیشان کھڑے ہیں
معلوم ہوتا ہی سحر بھول گئے ایک غول میں نور الدہر کھڑے ہوئے ہیں بربیع و
قواسم ایک مجمع میں گھرے ہوئے ہیں ایرج چاہتے ہیں کہ اپنے کو نور الدہر سے
آگے بڑھاؤں مگر نور الدہر کے ساتھ وہ سردار ہیں کہ بڑھ بڑھ کر لڑ رہے ہیں
ایک طرف سرداران ایرج نوجوان کدو کوشش کر رہے ہیں مصروف جنگ میں
بادشاہ نے آتے ہی جو اپنے سرداروں کو دیکھا کہ خاموش کھڑے ہیں اور تیر
پڑ رہے ہیں بدن سے ہر ایک کے خون جاری ہو لوج طلسمی کے عکس ڈالنا
شروع کیے پہلے آتے ہی میثاق کوہ گردان کو سچا لوج کا عکس ڈالا میثاق
جو سحر سے جمشید کے رہا ہوا غول پر ساحرون کے جا پڑا عاجز ہو رہا تھا اب جو
سحر یاد آیا ماش کے دانوں کے چہرے مارنا شروع کیے جب ماش کے دانے مارے
ہزار دو ہزار ساحر گرے بہا رہا عجائز بیان یا تو خاموش کھڑی تھی یا بادشاہ
نے جو لوج کا عکس ڈالا اگر مارا کر گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ایک طرف بھرمین کھڑی
تھی اس پر بھی لوج کا عکس ڈالا عکس پڑتے ہی حواس درست ہوئے جھلائی ہوئی
تھی ایک دو ہتھ پڑ میں ہر مارا کہ دریائے قہار و زخار طمعہ سنج آفت زاجوش مارا کہ
خا ہر ہوا ہزاروں کو ڈبو دیا اب تو جملہ شاہزادیاں دلیر ہوئیں بادشاہ کو دیکھ کر
سب کے جسم میں جان آگئی لڑائی میں مصروف ہوئیں عین گرمی جنگ ہی کہ سعد نے طرف
جمشید کے رخ کیا جمشید ہر چند روکتا ہو اور چاہتا ہی کہ سعد کو قریب اپنے

نہ آئے دون مگر طلمس کشاہین کب رکتے ہیں پروں کو درہم و درہم کرتے ہوئے
جاتے ہیں ہر طرف سے ساحر بڑھ بڑھ کر سحر کر رہے ہیں مگر بادشاہ لوح طلسمی کو
گردش دیتے ہوئے آتے ہیں جس غول میں داخل ہوئے ساحر جان بچا بچا کر بھاگتے
ہیں جمشید ثانی ایک نخل کے سائے میں کھڑا ہوا طائروں کو اشارہ کر رہا ہے
مراد یہ ہے کہ طائر سر صاحبقران پر جا کر چرخ مارے یا سر سعد پر چرخ مارے مگر
طائر نہ اُدھر جاتے ہیں نہ اُدھر جاتے ہیں صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہیں
بادشاہ لوح کو چرخ دے رہے ہیں طائر امیر کی طرف نہیں جاتے کہ سعد شہر بار
نے سامنے جمشید کے آکر نعرہ کیا نعرہ سعد نے منم شاہ شاہان فریدون چشم
بہار گلستان کاؤس وجم ہنر بردمان شاہ اسلامیان ہمال گلستان صاحبقران
نعرہ کر کے گھوڑا بڑھایا جمشید ثانی غصے میں بھرا کھڑا ہے سعد کو جو آتے ہوئے
دیکھا تلوار کھینچ کر بڑھا کھتا ہوا کہ آج وہ تقدیر کروں کہ زمین ہلا دوں بادشاہ
پر وار کیا بادشاہ نے لوح کو ہاتھ میں لیکر تلوار کو تلوار پر رد کا اُلجھا دے
سے ہاتھ نکال کر لوح کو جو چمکایا جمشید مہوت ہو گیا سر آگے کر دیا تیغہ طلسمی
جو پڑا جمشید کا سر زخمی ہوا جمشید نے اپنے کوز میں پرگرادیا اگر نہ گراتا تو دو
پرکالے ہو جاتے تڑپ کر بھاگا اسکے بھاگتے ہی سر ہنگ نے چاہا کہ میں بھی بھاگوں
مگر صاحبقران قریب پہنچ چکے تھے تیغہ عقرب جو چمکا سر ہنگ کی آنکھیں بند
ہو گئیں امیر نے نعرہ شیرانہ کر کے ہاتھ مارا فردیہ نعرہ زرد میر منزل مصاف
کہ سمرغ لرزید در کوہ قاف تیغہ عقرب جو چمک کر گرا سر ہنگ نے سر سامنے
کر دی لیکن سپر تھی صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے
سپر کو کاٹ کر تیغہ جو گراتا ج کو سر ہنگ کے کاٹا تاج کو کاٹ کر سر ہنگ کے
دو پرکالے کیے جمشید تو بھاگ چکا تھا فوج بیدل ہو گئی مگر نگہبانان قید خانہ
قصر کو گھیرے ہوئے اترے ہیں جو کوئی چاہتا ہے اُدھر جاوین وہ لوگ بڑھکے
رد کتے ہیں صاحبقران زمان بقرار ہو رہے ہیں نور الدہر سے فرماتے ہیں

کہ ای نور نظر آسمان پر ہی وقریشہ سلطان کی قید کو بہت زمانہ ہوا نور الدہر نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو بلوہ کروں سردار سب آمادہ ہیں ادھر سے لڑتے ہو ایرج نوجوان آتے تھے ایرج نے جو یہ ذکر سنا کہا سبحان اللہ اس میں صلاح و مشورہ کیا جدہ کی رہائی کی تدبیر ضرور ہی ہاں بھائی صاحب بڑھے ادھر سے بدیع الزمان وقاسم آتے تھے قاسم نے کہا چچا جان آئیے آج امتحان جلالت ہو بدیع الزمان نے کہا صاحبقران بڑھیں تو ہم بھی بڑھیں ایرج نے دیکھ کر آواز دی کہ یہ غمزدہ مجھ کو پسند نہیں آتے نور الدہر نے کہا کہ اوتا جبر زادے ہم سے بانکپن کی لیتا ہو ایرج نے گھوڑا بڑھا دیا جیسے ہی سامنے پہونچے ساحر نے سحر کیا گھوڑا رک گیا ہر چند کوڑا کرتے ہیں گھوڑا قدم نہیں اٹھاتا نور الدہر نے جو دیکھا کہ ایرج گھوڑے کو مارے ڈالتے ہیں کوڑے پر کوڑا مارتے ہیں مگر گھوڑا قدم نہیں اٹھاتا لغرہ کر کے بڑھے گلغزار زعفران پوش نور الدہر عا شق ہو صبر نہ آیا بڑھ کر موتیوں کا مالہ نور الدہر کو پنھا دیا اشارہ کیا کہ لسم اللہ اب جائیے کوئی نہ روکیگا یہ کہ وہ ساحرہ سحر کرنے لگی جیسے ہی سحر کیا ہزار ہا خنجر گرنے لگے اور ان خنجر دن سے کفار قتل ہونے لگے ساحرون میں غریبہ ہوا جب سحر گلغزار سے ہزار ہا ساحر مارے گئے سب ساحرون نے مل کر سحر کیا خنجر برسنا موقوف ہوئے ایرج کا بھی گھوڑا بڑھا مگر گلغزار عقب مرکب نور الدہر سحر کرتی ہوئی آتی ہو ایک طرف سے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے آتے ہیں جس غول میں اگر پہونچے اُسے درہم و ہرہم کر دیا عین گرمی جنگ ہو صاحبقران بلوہ ساحر و نکاد دیکھ کر بہت پریشان ہیں دور سے دیکھ رہے ہیں کہ ایرج و نور الدہر لڑتے ہوئے جاتے ہیں ایک طرف قاسم و بدیع الزمان جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے ہیں ایک مقام پر قاسم نے مرکب بڑھایا ایک پہلوان سامنے آیا اسپر ہاتھ پلارک افراسیابی کا مارادہ پہلوان سامنے سے بھاگا ادھر سے بدیع الزمان آتے تھے بدیع الزمان نے ٹوکا اُسے بدیع الزمان پر دار کیا بدیع الزمان نے دار اُس کا روک کر ہاتھ مارا

کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوئے قاسم کو بہت ناگوار ہوا لہذا راکہ اوکشتی گیر
اپنی شوکت دکھاتا ہو بدیع الزمان نے کہا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ اے قاسم مجھے
بھائی صاحب کا پاس ہو ورنہ ایک ہاتھ تلوار کا مار دو ننگا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہو
جو جسکے سامنے آگیا مقابلہ پڑا تلوار چل گئی قتل ہوا اُلٹی شکایت کرتے ہو قاسم نے
گھوڑا بڑھایا کہا دیکھو تو آپنی تلوار میں کیسا کاٹ ہو کنارہ دریا سے فنا میری تیغ کا
گھاٹ ہو اسکا پانی جسے پیادہ واصل جہنم ہوا یہ مجال نہیں ہو کہ ہماری تلوار خالی جائے
قاسم تو آنسو شعلہ مزاج ہیں بدیع الزمان پر جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا شانہ
بدیع الزمان کا زخمی ہوا جب بدیع الزمان نے زخم اپنا دیکھا آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آگیا تیغ طلمس ٹھمورٹ کا ہاتھ قاسم پر مارا قاسم نے وار روک لیا
کہا کیوں اوکشتی گیر ابکی وار میں خاتمہ ہو مگر اسکا پاس کرتا ہوں کہ داد ا جان
شکایت کریں گے مشیران سلطنت بھی اسی کے طالب ہیں کہ آپس میں فساد ہو
بدیع و قاسم میں تلوار چلنے لگی ایرج نے دور سے دیکھا کہ قبلہ و کعبہ بدیع الزمان
پر جا پڑے بڑھ کر نور الدین پر ہاتھ مارا ادھر نور الدین ہر د ایرج میں تلوار
چلنے لگی صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ چاروں جاہل لڑ رہے ہیں فوج
کفار کا زور بڑھا نعرہ کیا کہ او جاہلویہ آپس کی جنگ کیسی ایسا نہ ہو کہ لشکر کو
شکست ہو جائے دیکھو ساعرون نے بلوہ کیا ہو گلزار نے جو نعرہ صاحبقران
سنا بڑھ کر خنجر برسائے مگر ملازمان سعد بن قباد مثل میثاق کوہ گردان و
ہمارا عجاز بیان و سردار حسینان وغیرہ سحر کرتی ہوئی بڑھیں ان لوگوں کے
تو سحر قیامت تھے بحرین جاوے دریا سے سحر بنایا یا سمن گلگون پوش نے دریا
کو زور دیا جب سب ڈوبنے لگے تو صاحبقران لڑتے ہوئے دروازے پر قید خانہ
کے پہونچ گئے سعد بن قباد نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو داد ا جان کسی آفت میں پھنس جائیں
قفل پر مار سیاہ لپٹا ہوا ہو سعد نے آکر لوح کو چمکایا مار سیاہ مردہ ہو کر گرا یہاں
وہ وقت ہو کہ ملکہ قریشہ سلطان داسمان پر ہی رہائی سے مایوس ہو چکی ہیں سر ٹھککا

بیٹھی ہیں آپس میں کہہ رہی ہیں کہ رہائی ہماری بہت دشوار ہو قریشہ ہنس کر کہتی ہیں کہ ہمارے قبلہ و کعبہ کس زور و شور سے آکر گرے بھائی رستم کس زور و شور سے آئے بدیع و قاسم و ایرج و نور الدہر کس لطف سے آئے ہیں لیکہ ایک دروازہ قید خانہ کا کھلا جمال جہان آراے صاحبقران جو آسمان پر می نے دیکھا ہنس کر کہا کہ اے نور نظر لو تمہارے باپ آگے صاحبقران نے چاہا کہ قید خانے میں گھس جاؤں پہلو سے سعد کا غرہ ہوا غرہ سعد سے منم شاہ شاپان فریدون چشم بہار گلستان کا دس وچم بہنم رونق بزم اسلامیان بہنال گلستان صاحبقران بہ قریشہ نے جو سعد بن قباد کو آتے ہوئے دیکھا خوشی سے چہرہ سُرخ ہو گیا کہا لو خدا نے فضل کیا طلسم کشا آپہونچے حقیقت میں کس جاہ و جلال سے آئے ہیں کفار کو دم لینا مشکل پڑ گیا سعد بن قباد نے آکر اول آسمان پر می کو سلام کیا ملکہ نے برخوردار کہہ کر سعد کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے نور نظر خدا تم کو منظر و منصور کرے اور یہ طلسم تمہارے ہاتھ سے ٹوٹے تمام دنیا میں مشہور ہو کہ سعد نے وہ طلسم فتح کیا کہ جس میں لاکھوں ساحر تھے ماشاء اللہ تمہاری خوبصورتی کا شہرہ ہو گئی سی شاہزادیاں جمال جہان آرا پر مائل ہوئیں اے نور نظر میں اُنکو دیکھنا چاہتی ہوں یہ ذکر تھا کہ بہار اعجاز بیان و سردار حسینان و غیرہ لڑتی بھڑتی قید خانے میں آئیں آسمان پر می نے سب کو گلے سے لگایا مگر بہار اعجاز بیان بغور ملکہ آسمان پر می کو دیکھنے لگیں قریشہ سلطان نے پوچھا کیوں بوا کیا دیکھتی ہو بہار نے کہا میں یہ دیکھتی ہوں کہ کجا پردہ قاف اور کجا صاحبقران زمان آپ کی والدہ ماجدہ بڑی صاحب نصیب ہیں کہ یہ سب شاہزادے اُن کے فرزند ہیں اُن کے گہ فتار ہوتے ہی چار طرف سے بلوہ کر دیا تمام طلسم میں آشوب ہو گیا ساحرون کو بھاگتے راستہ نہیں ملتا صاحبقران نے قید آسمان پر می توڑی قریشہ سلطان کی جیسے ہی ہتھکڑیاں کٹیں قید کو توڑ کر بھینک دیا بہار کے ہوش اڑ گئے کہا کیا مقام تعجب ہو ملکہ قریشہ نے ہتھکڑیاں کٹتے ہی قید کو مانند تار عنکبوت

توڑ ڈالا یہ نطفہ صاحبقران کی تاثیر ہو سکی مجال ہو کہ ان سے مقابلہ کر سکے اور تاب مقابلہ کی لاسکے سردار حسینان نے کہا بوا تعجب نہ کرو یہ وہ صاحبزادی ہیں کہ اگر تو پردہ دنیا میں رہے سردار ان قاف نے سب طرف سے بلوہ کیا اُس بلوے کا روکتا انھیں کام تھا کسی مجال تھی کہ دس دس لاکھ دیوزاد کے بلوے کو روکے جب ساحرون کو معلوم ہوا کہ صاحبقران نے قید خانہ فتح کر لیا اور آسمان پری و قریشہ سلطان رہا ہوئیں روتے پٹتے خاک اڑاتے ہوئے طرف جمشید کے چلے جمشید ثانی جو پلٹ کر خستہ و شکستہ آیا ہوا کرتخت پر گر پڑا شاہزادیاں بہار طرف سے آئیں جمشید کو گھیر لیا کہا کیوں خداوند خیر تو ہر آپ کو بہت منتشر پاتے ہیں ہم لوگ گھبراتے ہیں جمشید نے کہا لڑائی فتح کر آیا کسی فرزند ان صاحبقران میرے ہاتھ سے مارے گئے حمزہ کو بہت ناگوار معلوم ہوا تلوار کھینچ کر بھڑک پڑے مین ہاتھ سے حمزہ کے زخمی ہوا آخر چلے آنا مناسب تھا دیکھو اب تھوڑی دیر میں خبر فتح آوے گی کہ رونے کی صدا بلند ہوئی شاہزاد یوں نے کہا ایچھے خداوند کچھ لوگ روتے ہوئے آئے ہیں یقین ہو کہ اُسی جنگ کے بھاگے ہوئے ہوں کہ وہ لوگ سامنے آئے عرض کی یا خداوند مبارک ہو کہ شکست فاش ہوئی سر ہنگ مارا گیا ہم لوگوں کو کچھ نہ بن پڑا آخر فرار پر قرار کیا آپ تک آگئے اب جو مناسب ہو وہ کیجیے جمشید نے کہا وہ لشکر بھیجوں کہ طلسم کشا کو بھاگتے راستہ نہ ملے بعض نے عرض کی کہ قید خانہ ٹوٹ گیا آسمان پری و قریشہ سلطان نے رہائی پائی نیلگر جمشید اٹھا کہا میں اُن کو نہ جانے دو نگارہ مین جا کر رو کو نگا یہاں صاحبقران قید خانے سے نکلے خواجہ عمر و سامنے سے آئے عرض کی یا امیر مبارک ہو ان لوگوں نے رہائی پائی آج تو کچھ دلوائیے قریشہ نے کہا خواجہ قلعہ گلستان ارم میں چلیے تو ہم خدمت گزار کیوں گے صاحبقران نے آسمان پری و قریشہ سلطان کو تخت پر سوار کرا یا چند نہ رہا دیو ساتھ کر کے ملکہ آسمان پری کو طرف گلستان ارم کے روانہ کیا خواجہ عمر و بھی ساتھ ہوئے اس خیال سے کہ قریشہ نے وعدہ کیا ہو

یقین ہو کہ کچھ نقدی ملے آسمان پر ہی منزل در منزل چلین اُدھر خواجہ عبدالرحمن جنی لشکر دیوان جمع کر کے قریب قلعہ سلاسل پہنچ چکے تھے کہ دیوتنک نے اکر خبر دی اور وزیر اعظم مبارک ہو کہ آسمان پر ہی نے رہائی پائی تشریف لاتی ہیں سنا خواجہ عبدالرحمن نے لشکر کو تیار کیا لشکر کو لیکر پڑھے دو منزلہ کر کے پہنچے آسمان پر ہی نے جو خبر سنی کہ خواجہ عبدالرحمن آگئے بارگاہ سلیمانی ساتھ ہی اُس بارگاہ میں آکر بیٹھیں خواجہ عبدالرحمن بھی اترے ہوئے ہیں لشکرین کہا گئی تھی کٹور اکھنک رہا ہو دیو ہومان نے جو خبر سنی کہ ملکہ آسمان پر ہی آتی ہیں براے استقبال چلا یہ بھی آکر پہنچا اب لشکر آسمان پر ہی میں اور زیادہ رونق ہوئی مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی آسمان پر آکر ٹھہرایا گولہ مارا کہ لشکر آسمان پر ہی میں آگ برسنے لگی سب دیوزاد بھاگے جب بارگاہ سلیمانی کی طرف چلا اور چاہا اندر جاؤں تو بارگاہ سلیمانی سے تیر چلنے لگے جمشید ناچار ہوا کچھ بن نہیں پڑتا دیر تک کھڑا رہا ایک گوشے میں جا کر چھپا قریشہ سلطان و آسمان پر ہی نے خبر سنی کہ لشکر میں آگ برس رہی ہو دونوں باہر نکل آئیں جمشید نے آکر آسمان پر ہی اور قریشہ سلطان کو گرفتار کیا خواجہ عبدالرحمن زیر تخت چھپے خواجہ نے جلدی سے کلیم اوڑھ لی کہ ایسا نہ ہو میں گرفتار ہو جاؤں خواجہ عمرو نے جمشید کو پہچانا سوچ رہے ہیں کہ امی عمر و غضب ہوا ان لوگوں کو مناسب تھا کہ تابہ قتل جمشید ہمراہ طلسم کشا رہتے مگر جمشید نے آسمان پر آکر سحر کیا پھر دیو ہومان اور دیو سیاہ سیاہ اسی طرح کے بارہ سردار پنجے پھینک کر اسنے اٹھوا لیے ان سب کو لیکر چلا تخت اڑاتا ہوا جاتا ہی قیدی سب بیہوش و مدہوش تخت پر پڑے ہیں کسی کو اپنا حال معلوم نہیں کہ ہم پر کیا گزری کون ہم کو لیے جاتا ہی مگر خواجہ نے جب دیکھا کہ جمشید سب کو گرفتار کر کے لیچلا تو کلیم اتاری شیخے شیخے ابر کے چلے ہر مقام پر چاہتے ہیں کہ کچھ عیاری کروں مگر دل دھڑکتا ہی رُک جاتے ہیں کہ لشکر صاحبقران معلوم ہوا خواجہ عمرو جھپٹ کر آئے صاحبقران سے اطلاع کی

صاحبقران بارگاہ سے نکلے چاہتے تھے کہ جمشید کو رد کوں قید آسمان بری و
قریشہ سلطان نہ لیجائے دون گرجمشید آسمان سے دیکھ رہا تھا کہ تہزہ اور طسم کشا
راستہ روکے ہوئے کھڑے ہیں انتہا کا بلند ہو گیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ
اب میں کیا کروں جمشید انتہا کا بلند ہو اب نہایت مشکل ہو خواجہ عمر و سنہ کا میں
جاتا ہوں یہ کہ خواجہ بارہا عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش میں سب کی چلے
خواجہ توجست و خیز کرتے ہوئے جاتے ہیں طرف آسمان کے دیکھتے ہوئے کہ جمشید
کبھی ظاہر ہوتا ہو اور کبھی مخفی ہو جاتا ہو ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرے کہ نوبت و نقار
کی آواز کان میں آئی سامنے آکر دامنہ گرد کا شکافتہ ہوا دیکھا کہ ایک عیار بھی
تخت پر سوار بارہ ہزار کنیزین گائیان باندھے ہوئے شیچے کمر میں حائل پہرا۔
نولادی پشت پر جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہیں خواجہ عمر و کی نگاہ جو اس ظالم پر پڑی
بیقرار ہو گئے کلیجہ تھام لیا ایک فقیر کی شکل بن کر لشکر میں آئے ایک ایک سے پوچھتے
پھرتے ہیں کہ یہ لشکر کسکا ہے ایک سپاہی نے کہا کہ یہ لشکر احکام کو ہی کا ہے اور یہ
صاحبزادی اُنھیں کی ملکہ شمیم سحر نگاہ برائے گرفتاری عمر و نکلی ہے صد ہا عیار
اسنے مار ڈالے اس سے مقابلہ کر کے کبھی کوئی بچتا نہیں یہ لشکر عمر و نے ارادہ کیا
لشکر سے نکل جاؤں کہ چند کنیزین دوڑتی ہوئی آئیں آتے ہی عمر و پر حلقہ ہاس کند
مارے خواجہ جست کر کے ایک کند سے نکلے دوسری کند میں پھنسنے ان کنیز وں نے
عمر و کو گرفتار کر لیا ہر چند خواجہ چیتے ہیں کہ اسے میں فقیر ہوں لشکر میں بھیک
مانگنے آیا تھا تم سب نے مجھ غریب کو کیوں گرفتار کیا کنیزین یہ سن کر ہنستی ہیں
اور کہتی ہیں کہ ادسار بان زادے ہماری ماہ کے سامنے کچھ مارتے چلیگا جب تو لشکر
میں آیا ہو تو ملکہ نے دور سے دیکھا ہم لوگوں سے فرمایا کہ عمر و عیار آگیا اور لشکر
میں پھر رہا تو بس فوراً ہم لوگوں کو حکم دیا کہ وہ کو گرفتار کر لاکو یہ سن کر خواجہ عمر و
خاموش ہوئے سمجھے کہ یہ لوگ نادان نہیں ہیں وہ کنیزین عمر و کو گرفتار کیے ہوئے
لے چلیں مگر خواجہ عمر و ہر قدم پر جھگڑے ڈالتے ہیں فرماتے ہیں کہ اسے تم لے

مجھ پر رحم کر دو اور مجھے چھوڑ دو میں تم لوگوں کو بہت کچھ دوں گا کنیزین کہتی ہیں کیا ہیودہ
 بکتا ہو بس اب زیادہ باتیں نہ بنا ہم تجکر مالک کے سامنے لے چلیں گے خواجہ عمر و
 تو بیقراری کر رہے ہیں مگر کنیزین نہیں مانتیں کہ ایک کنیز سامنے دوڑی ہوئی آئی
 کنیزوں نے کہا شگوفہ آتی ہو شگوفہ نے پکار کر آواز دی کہ کیوں صاحبو ساربان زراد
 کو گرفتار کیا ملک یاد فرماتی ہیں لاؤ قید عمر و کی محکوم دو لیکر چلوں تم بعد آنا ملک بہت
 خفا ہوتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ ایک وقت جو ہنسنے تکلیف نہ کی تو تم لوگوں نے دیر کی
 ہم گھبرا رہے ہیں کنیزوں نے کہا کہ کیوں شگوفہ غلو خبر کہاں ملی شگوفہ نقلی نے کہا میں
 قریب تخت کھڑی تھی پہلے تم سے کہا پھر مجھ سے کہا کہ شگوفہ تو جا کیوں دیر لگائی
 ہو میرے سامنے لاکہ میں اُسکی کو بے کاری کر دوں پھر کبھی میرے لشکر میں آنے کا
 ارادہ نہ کرے جانتی ہوں کہ وہ میری فکر میں نہیں آیا راہ میں جاتا تھا لشکر کو دیکھ کر
 چلا آیا لاؤ قید عمر و کی محکوم دو میں جلد لیجاؤں ملک تعجیل فرما رہی ہیں یہ کہ کر قید عمر و
 کی لی اور عمر و کو جواب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لی بھاگی کنیزوں نے دیکھا کہ
 شگوفہ طرف جنگل کے جاتی ہو پکار کر کہا کہ اے شگوفہ اُس طرف نہ کسان جاتی ہو شگوفہ
 نقلی نے پکار کر غرہ کیا غرہ چالاک ۵۵ عیاری من آنم چست دجالاک ۵۵ چشم
 دشمن اندازم کف خاک ۵۵ نہ آید باد گرد تیز گام ۵۵ خلیفہ اولم چالاک نام ۵۵ او غلو
 مادر جہان کو آداب عرض کرنا اور کہنا کہ فرزند آپ کا چالاک بن عمر و خواجہ کو
 لے گیا عیار بچیان لاکھ دوڑیں مگر چالاک مثل ہوا کے بھاگا جنگل میں آکر خواجہ
 کو ہوشیار کیا اور قید جسم سے دور کی کہا قبلہ و کعبہ آپ ایسے غافل ہو جائے ہیں
 خواجہ عمر و نے کہا کہ اے نور نظر میں تو خبر کو گیا تھا عیار بچیان ٹوٹ پڑیں اُنھوں
 نے گرفتار کر لیا شمیم سحر نگاہ بارہ ہزار عیار بچیان لیکر آئی ہو خدا اُس کے شر سے بچا
 چالاک ایک طرف گیا خواجہ ایک طرف چلے عیار بچوں نے جا کر ملک شمیم سے بیان کیا
 کہ چالاک آیا تھا وہ عیاری کر کے خواجہ کو لے گیا یہ سن کر شمیم نے کہا کہ طریقے سے
 معلوم ہوتا ہو لشکر اسکا یہاں سے قریب ہو جب تو اُس کا بیٹا آیا اسی مقام پر تکر

اتار دو میں گرفتار کر لاؤنگی خواجہ جنگل میں ٹھہرے ہوئے تھے انھوں نے خود دیکھا کہ سب لشکر اسی مقام پر اتر پڑا اور شمیم آراستہ ہو کر تلاش میں خواجہ کی نکلی دور سے خواجہ دیکھتے ہیں کہ شمیم مثل آہوے وحشی جبت و خیز کرتی ہوئی جاتی ہے ہر مقام پر ہوشیار چار جانب دیکھتی ہوئی ذرا پتہ کھڑکا اور نیچے لیکر ٹھہری خواجہ عمر و آگے بڑھ گئے اپنی صورت کا ایک بتلا بنا کر نخل کی آڑ میں کھڑا کر دیا آپ کنارے چھپکر کھڑے ہوئے شمیم جو اُس طرف آئی خیال کر کے دیکھا کہ عمر و ایک گوشے میں کھڑا ہے مگر ادھر ہی دیکھ رہا ہے شمیم نے اپنے کو زرخند نخلستان میں مخفی کیا اور پشت پر آگے حلقہ ہائے کند مارے پتلا ماش کے آٹے کا تھکا کرتے کرتے سر الگ ہو گیا شمیم نے کہا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کمندوں سے سرکٹ کر گر پڑا قریب آ کے دیکھا ماش کے آٹے کا پتلا ہو سوچی کہ عمر و نے عیاری کی کہا گیا وہاں حیات بات ہو ایسے فقرے تو میری کنیز بن کرتی ہیں چاہا آگے بڑھوں کہ بوٹلا گر دکا اڑا دیکھا کہ عمر و عیار آتا ہے عمر و نے جو دور سے دیکھا کہ وہ ظالم کھڑی ہو پکار کر آواز دی کہ ای جان جان دای آرام دل شتاقان اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

کہا یہ یہ اُس پتے کی جو تجھ سے بیان نہ ہو
دل کو کمر میں رکھ لے اگر کچھ گران نہ ہو
پوچھے وہ درد دل کو اگر کچھ بیان نہ ہو
تیری ہی رہگذر میں ترانا تو ان نہ ہو
روئے ہوئے کی آنکھ سے آنسو روان نہ ہو
جب چھپ سکے نہ آنکھ میں دلمین ہزلن نہ ہو
ہم بھی نگاہ ڈالیں جو اسپر گران نہ ہو +
اُسکو تو دوزبان کہ جس کے زبان نہ ہو
تیرنگہ کا زخم ہو کیوں بے نشان نہ ہو
یہ انحراف کج روی آسمان نہ ہو +

پوشیدہ خامشی سے بھی راز نہ مان نہ ہو
بتیابی میری تجھ سے جو قاصد بیان نہ ہو
مجھ سے بھی عاشقوں میں کوئی بے زبان نہ ہو
غل ہو کہ میں اٹھائے سے اٹھتا نہیں کوئی
نہ رت فراہی یا رکچہ ایسی تری ہنسی
بھر شوق دید کو کوئی کس پرے میں چھپائے
خود دیکھتے ہو سینہ نازک کا تم ابھار +
اقرار وصل عاشق کم گو سے کہ چکو + +
وہ کہتے ہو یہ تم کہ دکھا دو جگر کا گھاؤ +
پھر نا اُس آنکھ کا نہ دکھائے خدا جلال +

عمر و نے جو یہ اشعار پڑھے شمیم نے مسکرا کر کہا کہ ادسا رہاں زادے یہ فقرہ کسی ہو تو
کو دے کہ اپنا عشق ظاہر کرتا ہی میں جس دن پا جاؤنگی فوراً قتل کرونگی یہ کہ کر نیچے
پکڑ کے بڑھی برابر وار کر رہی ہو خواجہ کہتے جاتے ہیں کہ ای جان جہان ٹھہر جاویر
ہاتھ حمال گردن ہوں تب تم نیچے مارو کہ روح کو راحت قلب میں قوت آوے
بیقراری مٹ جائے یہ کہ کر عمر و بھاکا شمیم نے بچھا کیا سامنے سے برق و چالاک
آتے تھے انھوں نے دیکھا کہ اُستاد بھاگے ہوئے آتے ہیں اور ایک مہ جبین مثل
شعاعہ جوالہ تعاقب میں آتی ہو چالاک نے کہا بھیا برق تم بڑھ کر لٹکارو کہ قبلہ و
کعبہ نکل جاوین برق سے وہیں سے نعرہ کیا نعرہ برق سے سنم برق رفتار و خیر گزار
کہ اُستاد ہیں خواجہ نامدار + تڑپنے میں میں برق رفتار ہوں + زمانے کا سکار و
غدار ہوں + کروں سیکڑوں کو س کی راہ طو + ارسطو سے ذی علم شاگرد ہو + بزریر قدم
غرب ہو شرق ہو + چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہو + شمیم نے جو دیکھا کہ اور ایک
شاگرد عمر و کا آتا ہو پکار کر آواز دی کیون ای خواجہ ان شاگردوں کے بھروسے پر
عیاری کرتے ہو خیراب تو نکل جاؤ مگر کل آکے گرفتار کر لونگی یہ کہ کر برق فرنگی کو
دیکھتی ہوئی چلی مگر خواجہ عمر و بھاگ کر لشکر میں آئے بارگاہ صاحبقران میں پہونچے
امیر نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون خواجہ کہاٹے آتے ہو عمر و نے کہا کہ ای حمزہ میری
مدد کرو میں دام زلف مسلسل میں پھنسا ہوں وہ صدمات ہیں کہ جنکو بیان نہیں کر سکتا
بقول شاعر فرد مراد در دیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + و گردم در کشم ترسم کہ مغز
استخوان سوزد + امیر نے پوچھا خواجہ خیر تو ہو خواجہ عمر و نے دست بستہ عرض کی
کہ شمیم خراگاہ نامے عیار سچی دختر احکام کو ہی میری گرفتاری کو آئی ہو فکر میں ہی
پھر رہی ہو اسپر میری جان جاتی ہو گرفتار ہو گیا تھا مگر چالاک نے چھڑایا باب جا کر
برق نے ٹوکا ہو لیکن وہ کسی کی حقیقت نہیں جانتی ہر وقت یہی خیال ہو کہ خواجہ
کو گرفتار کروں اگر چھپ کر بیٹھتا ہوں تو عیاری میں فرق آتا ہو اگر سامنے جاؤں گا تو
فوراً گرفتار ہو جاؤنگا ہر چند کہ چالاک و برق سینہ سپر بہن مگر میں اُسکے رنج و ملال کو

نہیں چاہتا امیدوار ہوں کہ میری مشکین باندھ کر پاس اُسکے بھیج دیجیے اور کہا اچھے
 یہ گنہگار حاضر ہو چاہے قتل کرو چاہے بخشو امیر نے کہا خواجہ مجھے تو یہ نہ ہوگا کہ
 میں تم کو گرفتار کر کے پاس اُس ظالم کے روانہ کروں خواجہ عمر نے کہا اگر یہ نہ کیجیے گا
 تو میں خود جا کر حاضر ہو لگا مجھے صبر نہیں ہو سکتا اُس کے شعلہ حسن نے دل و جگر کو
 جلا دیا مجھ سے ضبط نہ ہو سکیگا اس عرصے میں برق تڑپ کر سامنے آیا کہا اُستاد میں
 ابھی جا کر اُسکی محفل میں آفت برپا کرتا ہوں یہ سن کر چالاک اپنے مقام سے اٹھا
 دونوں تکرار کرتے ہوئے چلے گئے برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا لشکر شمیم میں پہونچا
 ایک خدمتگار کی شکل بن کر ایک خواص کہ دم بدم اندر جاتی تھی اور باہر آتی تھی برق
 نے اُسکو اشارے سے بلایا خواص نے دیکھا کہ ایک خدمتگار نوجوان مجھ کو اشارہ دے
 بلارہا ہو ٹھلتی ہوئی قریب آئی کہا کیوں میان خدمتگار کیا کہتے ہو برق نے کہا جنگل میں
 ایک تماشا ہو رہا ہو ذرا چل کر دیکھو ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا ہوگا ایک سانپ اور
 نیولا دونوں آپس میں لڑ رہے ہیں جب سانپ نیولے پر منہ مارتا ہی تو نیولا لڑکھڑاتا
 ہوا ایک پیڑ کے نزدیک جاتا ہو چنہ بتیان اُسکی کھا کر پھرتا ہوا اور سانپ پر حملہ کرتا
 ہو خواص نے کہا کہ ارے بیوقوف وہ درخت اکسیر ہو چلو چل کر اُسے اُکھیل لیں
 بڑے کام آئیگا برق اس جیلے سے خواص کو لگا کر پچلا جنگل میں لا کر اُسکو بیٹھ گیا
 اُس کی شکل بن کر اُسی کے کپڑے پہنے زیور بھی اُسکا اتار لیا اور اپنے جسم پر آراستہ کیا
 مگر نام اُسکا نہ پوچھا جب ٹھلتا ہوا قریب دروازے کے آیا ایک خواص نے کہا
 بوا گلر خسار کہان گئی تھیں برق نے کہا ایک کام کو گئی تھی مگر سمجھ گیا کہ جسکی میں صورت
 بنا ہوں نام اُسکا گلر خساہ ہو جیسے ہی اندر آیا دیکھا احکام کو ہی تخت پر بیٹھا ہوا ہو
 اور شمیم سحر نگاہ کسی پر بیٹھی ہو کہ رہی ہو کہ ساربان زادے کی فکر ہیں ہوں ای والد
 نہ گھبرا ئے احکام کو ہی نے کہا کہ ای نور نظر عمر و بلاے روزگار ہو شمیم نے کہا عمر و
 کی کیا حقیقت ہو مگر دوشاگردا سکے بلاے روزگار ہیں کہ گلر خسار نے آکر سلام کیا
 شمیم نے سراپا دیکھا اور پوچھا کہ بوا گلر خسار کہان سے آتی ہو شمیم نے کہا واری

کیا بیان کروں آج عجب معرکہ گذرا میں پڑی سو رہی تھی عالم خراب میں خداوند کو دکھایا
کہ فرماتے ہیں کمال علم موسیقی میں نے تجھ کو دیا مجھ کو تو ہمیشہ اس علم سے نفرت رہی آپ
بخوبی جانتی ہیں امیدوار ہوں امتحان ایسے کہ ظاہر ہو جائے یہ کہہ کے بایان کھینچا
اور سامنے بیٹھ کر تانین مارنے لگی نظم

گئی فصل بہار گاشن سے +	بلبلو اڑ چلو تشمین سے
فاتحہ بھی پڑھا نہ تربت پر	جا کے لوٹ آئے میرے مدفن سے
عشق کیسویں بت سے تو بہ کی	ہو گیا مومن اب یرہمن سے
مجھ کو کافی تھی قید حلقہ زلف	بیڑیاں کیوں بنا کین آہن سے
زلف کے پیچ سے نہ رہ غافل	دوستی کر دلا نہ دشمن سے
ہو گیا بیان کا چاک خاک رفو	تار ہاتھ آئے جب نہ دامن سے
نازد عشوہ نیا نہیں سیکھا	شوخی طہار ہو لڑکپن سے
چھوڑ کر تم اگر گئے تنہا +	جی نکل جائیگا مسکن سے
عاشق سرود قد ہوں اس سے ہوس	نالہ قمری کا میرے شیون سے
ہو گئی دن سے منتظر رخصت +	جلوہ دیکھلاؤ آگے چلن سے

برق فرنگی نے اس طرح تانین مارین کہ شمیم سحر نگاہ تعریفین کرنے لگی کہنتی تھی کلاوی
گل رخسار حقیقت میں تجھ پر خداوند نے عنایت فرمائی تو نظر کردہ ہوئی برق نے
کہا اور بہت سے کمال عنایت فرمائے ہیں اُن کو بھی ظاہر کرونگی آپ بہت خوش
ہو گئی شمیم سحر نگاہ نے کہا کہ اے گل رخسار اور کمال بھی ظاہر کرو برق نے کہا میں نے
خداوند سے عرض کی کہ ہماری ملکہ برائے گرفتاری عمرو آئی ہیں فرما دیجیے کہ وہ اب
غالب ہوں خداوند نے کہا کہ اے گل رخسار شمیم کا مرتبہ تو اعلیٰ ہی تو اصل کی کنیز رہی
جس طرح عمرو ساقی گری کرتا ہو اسی طرح تو بھی ساقی گری کر اس عیار کا میں کروگو
گرفتار کر لینا میں نے پوچھا کہ مجھے ساقی گری کیونکر ہو سکیگی تو انھوں نے ہام اپنے
سر پر رکھ لیا اور مجھ کو ساقی گری تعلیم فرمائی میرے کچھ ذہن میں نہیں آیا مگر اب اس کا

امتحان کرتی ہوں میخانے کی کچی محنت فرمائیے میں ساقی گری کروں تو امتحان، دجالے
شیمیم نے کچی میخانے کی دی برق فرنگی کچی لیکر میخانے میں آیا پکار کر کہا آج میں باقی
ہوتی ہوں کوئی باقی نہ رہے جسے یہ سنا گلا بیان اٹھا کر لیجانے لگا کوئی قرابہ لے گیا
اور کسی نے گلابی لے لی کسی نے بوتل اٹھالی برق فرنگی نے سب شراب میں بیہوشی
ملائی چالیس سچاس گلا بیان لے ارغوانی سے بھرین کشتی سر پر رکھ کر لیچلا براہ میں جسے
دیکھا وہ تعریفین کرنا تھا کہ ای ملکہ گلہ خسار آج تو تم نے کیا رنگ جمایا ہو سب تمہاری
ساقی گری کے مشتاق ہیں ملکہ شیمیم کو بڑا اشتیاق ہو یا تو براے گرفتاری عمر دجانے کو
تھیں یا ٹھہر گئیں فرما رہی ہیں کہ آج ہماری کنیز نظر کردہ ہوئی فخر کا مقام ہو قدرت
تشریف لائیں اور ہماری کنیز کو کمال تعلیم کر جائیں کیسی عنایت ہی میں کیوں نہ غور
کروں میری لونڈیوں کو یہ مرتبہ ملا برق نے کہا بہت راضی ہوئی ایسا کمال دکھاؤں
کہ سب اہل محفل خوش ہو جائیں اور ملکہ بھی شادان ہوں یہ سب سے کہہ کر برق محفل
میں آیا گلا بیان رکھ کر ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے کہا کہ ای گلہ خسار اگر ہم یہ جانتے کہ تم
نظر کردہ ہو گی تو کچھ اور سکھا دیتے کہ قدرت سے جواب و سوال کرتین شاید اور مطلب
نکل آتا برق نے کہا ملکہ میں نے پوچھ لیا ہوا فتح آپ کی ہو گی مطلب اسی سے ہو کہ آپ کی
فتح ہو عمر و مارا جائے شاگرد اسکے گرفتار ہوں بعد اسکے حمزہ کو گرفتار کر لینے سردار
حمزہ کو بھی گرفتار کر لیں گے لڑائی کا خاتمہ ہو یہ سب میں نے خداوند سے پوچھ لیا ہو
گلہ خسار نے پاؤں میں گھنگھڑ باندھے گت ناچنے لگی اور یہ اشعار گانے لگی نظم

یون تنک میرے دلمین تری آرزو رہی	بلبل رہی نفس میں نہ غنچے میں پور رہی
بے یار دل کی دل میں یہاں آرزو رہی	ساقی نہ تھا سبھو میں شراب سبھو رہی
گھوٹے گئے کچھ ایسے تمہاری تلاش میں	مدت تک اپنی آپ ہمیں جستجو رہی
جب میری خاک پڑ گئی دامن جھٹکدیا	کتنی تری گلی کی ہوا تند خور رہی +
مانگی تھی میکشون نے دعا منہ برس گیا	ترد امنی کی شکر خدا آبرو رہی
آخر ترا ہی گھر دل مجھ رہا ہو گیا	امید کو نکال کے ای یاس تو رہی

تخنے جو چار پھول چڑھائے تھے قبر پر ممنون وصل میں ہوئے جو شمع جنوں کے ہم دارغ آسمان نے زیر زمین بھی دیے ہیں اندھوں کی طرح شب کو ترے انتظار میں کیا ایک آسمان ہی رہا ہے برخلاف	جب تک ہوئے نہ خشک محبت کی بورہی زنجیر زلف یا ربھی طوق گلو رہی + بنکر چراغ گور تہ می آرزو رہی + تا صبح سر ٹپکتی نگہ چار سو رہی + تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی
--	--

اس طرح برق نے یہ اشعار گائے کہ سب اہل محفل تقریفیں کرنے لگے مگر شمیم سحر نگاہ خاموش ہو کر سراپا کو حیران حیران دیکھ رہی تھی جو کنیز بن قریب بیٹھی ہیں ان سے کہتی ہو آج تو گلہ خسار نے قیامت برپا کی ہو کیا کیا اشعار گار رہی ہو یہ اشعار اپنے کیونکر یاد کیے کنیزوں نے عرض کی جب قدرت نے نظر کردہ کیا سب کمال بتا دیا تمہیم نے کہا کہ صاحبو تم لوگ سچ کہتے ہو مگر ہم مدت سے قدرت کو سجدہ کرتے ہیں سوئے یا وہ گوئی کے آج ناک کوئی کمال نہیں سرزد ہوا صاحبو یہ گلہ خسار نہیں ہو گائے ہی پر اسکے گمان ہوا تھا مگر اب ساقی گرمی کرنے پر بالکل حال ٹھل گیا تم لوگ پشت پر جاؤ جب یہ مجھ کو جام دے تو حلقہ ہائے کند مار کے گرفتار کر لو میں پہچان لوں گی دو کنیزیں اٹھ کر پشت پر آئیں مگر برق فرنگی جام سر پر اپنے لیے رو بہ روئے شمیم آیا سوجھا کیا تمہیم نے جام لے لیا کنیزوں کو اشارہ کیا کنیزوں نے پشت پر حلقہ ہائے کند مارے ہر چند برق نے چاہا کہ بچوں مگر نہ بچ سکا گرفتار ہو گیا تمہیم نے کہا: اومکار تو کون ہو برق نے ہاتھ باندھ کر کہا آپ کی کنیز ہوں شمیم نے کہا گرم پانی لاؤ گرم پانی آیا شمیم نے برق کا منہ دھوا یا رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کچھ کنیزیں برائے سپرنگل میں گئی تھیں گلہ خسار کو حالت بیہوشی میں اٹھا لائیں شمیم نے جو اس کو برہنہ دیکھا بہت جھلائی کہا کیوں برق فرنگی کنیز کو میری تو نے برہنہ کر ڈالا میں اُستاد کو تیرے ہلاک کر دے گی اسکا بدلہ ضرور لوں گی تو نے مجھ کو بہت برہم کیا برق نے کہا اُستانی صاحب میں تو غلام ہوں یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح آپ کے قدموں تک پہنچوں اس چیلے سے آیا اب مجھے کیا خوف ہو مجھ کو اپنی خدمت میں رکھے عمر و کو

پکڑ لادو لگا جس دن سے ہمارا بادشاہ مارا گیا اسی آرزو میں تھا کہ کوئی ایسا مالک ملے کہ اسکی اطاعت کر کے مسلمانوں کا خاتمہ کروں شمیم نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہو میں ان فقروں کو نہ مانو لگی ارے اس کو سامنے سے لیجاؤ باپ اسکا تخت پر بیٹھا تھا اُس نے کہا امی نور نظر جلا دو بلکہ اس کو قتل کرو اور یا اسکی بات کا اعتبار مانو حقیقت میں فرگشتا کا یہ رہنے والا ہو شتم و قباد دو نوں فرزند ان حمزہ نے جا کر مرزوق فرنگی کو مارا اگر اس کو اپنے مالک کا خیال ہو تو کیا عجب ہو شمیم نے کہا کہ امی والدہ نامہ اریہ مقدمہ عیاری ہو آپ اسے کیا جانیں یہ لگوڑا فریب کرتا ہو میں اس کے فریب میں کب آتی ہوں ایک کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ واری میں گلہ خسار کی بہن ہوں مجکو اُسکا بہرہ نہ آنا بہت ناگوار ہوا اگر مجکو بہرہ کو دیکھیے تو میں لیجا کر کنوئین میں ڈال دوں لگوڑا تڑپ تڑپ کر مرے کچھوے اس کا گوشت کھا جائیں یا دو کر لگا کہ عیار بچو نہیں گیا تھا شمیم نے کہا کہ امی شعلہ غدار لیجاؤ مگر خبردار کنوئین میں ڈال دینا اسپر رحم نہ کرنا یہ لوگ قدرت کو بُرا کہتے ہیں ہمارے نام کے دشمن ہیں ہم بھی انکے رہزن ہیں اگر یہ مارا جائیگا تو عمر و کمزور ہو جائیگا شعلہ غدار نے برق کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا دوش پر لگا کر سامنے شمیم کے کھڑی ہوئی کہا کیوں مادر مہربان میں اسکو لیجاؤں آپ کے خلاف تو نہ ہو گا شمیم نے کہا تو نے مادر مہربان کیوں کہا کنیز نے جواب دیا کہ میرے قبلہ و کعبہ آپ پر عاشق ہیں آپ سے جلی پسوائیں گے اور کنیزوں سے کہا کہ میری پشت پر سے ہٹجاؤ یہ کہہ کر نعرہ چالا کہ سہ عیاری من آنم حست و چالاک بیچشم دشمن اندازم کھٹ خاک + نہ آید باد گرد تیز گام + خلیفہ اولم چالاک نہ مم + پشتارہ لیکر حست کی ایک کنیز نے روکا اُس کو خنجر مارا کئی کنیزوں کو زخمی کر کے نکل گیا کنیز بن پیچھے چلین گلنار نے وزیر نادہی یہ کہہ کر اُٹھی کہ میں ابھی جا کر اسکو لاتی ہوں سب کنیزیں جا کر پلٹ آئیں مگر گلنار نے تعاقب نہ چھوڑا جنگل میں آکر چالاک نے برق کو ہوشیار کر کے رہا کیا اور آپ ایک زرغے میں آکر بیٹھا کمند بن بچھا کر خس پوش کر دین کہ گلنار حست و خیز کرتی ہوئی قریب کمندوں کے آئی جب قریب کمندوں کے

پہونچی تو دل دھڑکا کر گئی کپڑا کر آواز دی کہ ادنا عیاد کہاں چھپ کر بیٹھا ہو میں نے
 تجکو دیکھ لیا چالاک سمجھا کہ مجکو دیکھ لیا ہوا ایسا نہ ہو آپٹے بے اختیار زرخیمین
 سے نکل پڑا گلنار سے نیچے چلنے لگا چالاک نے لڑتے لڑتے کہا لو غضب ہوا ملک شمیم
 آگئیں گلنار بیٹی چالاک نے کمند مار کر گلنار کو گرفتار کیا اب اپنی صورت پر
 گلنار کو بنایا اور آپ بشل گلنار بنا پستارہ لیکر جلا یہاں شمیم کہ رہی ہو کہ یقین
 ہو گلنار خالی نہ پٹے گی ضرور اُس مفسد کو لائیگی کہ رنگ کی آواز کان میں آئی دیکھا
 گلنار پستارہ بدوش آتی ہو بے اختیار خوش ہو گئی کہا دیکھو صبا جو میری دوزیر زار
 نے کیا کار نمایاں کیا گلنار نقلی نے پستارہ لاکر ڈال دیا کہا حضور یہ مفتری حاضر
 ہو شمیم نے کہا اس کو ستون سے باندھو اور ہوشیار کرو کہ اپنے حال زار کو دیکھے
 چالاک نے گلنار کو فوراً ستون سے باندھ دیا اور کوڑا لیکر کھڑا ہوا گلنار کی جو
 آنکھ کھلی دیکھا ملک سامنے بیٹھی ہیں اور میں بندھی ہوں چاہا کہ بولوں مگر گلے میں گیند
 عیاری کا ہو غین غین کرنے لگی چالاک نے کہا بوا اور دیکھو نگوڑے نے اپنے کو گوزنگا
 بنایا ہو ان فقروں سے جان نہ بچلی شمیم سحر نگاہ نے کہا کہ امی گلنار اسکا سر کاٹے
 اب کیون دیر کرتی ہو گلنار نقلی نے کہا ذرا اپنی مصیبت تو دیکھ لے اور دل کو اس کے
 یقین ہو کہ اب زندہ نہ بچو نگا پھر گلنار یعنی چالاک نے کہا کہ امی ملک عالم میرے نزدیک
 تو یہ بہتر ہو کہ اس کو لیجا کر درہ کوہ میں قید کروں اُس درے میں ماراں سیاہ اور
 کزدمان ہولناک رہتے ہیں خوب اسکو ڈنک مارین گے کہ یہ بھی یاد کرے کہ ہم نے
 عیار بچپون سے کیا سلوک کیا تھا اُسکا بدلہ ملا بدن تو اسکا غربال ہو اور جو اس کے
 بھائی بند باقی ہوں ان کو خوف ہو کہ اگر ہم عیاری کریں گے تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا
 اور ساربان زادہ بھاگ جاوے ہم لوگوں کے مقابلے میں نہ آئے شمیم نے کہا کہ اگر
 درہ کوہ میں مارو عقرب ہیں تو اس کو لیجا کر وہاں ڈال دو گلنار نقلی نے چاہا پستارہ
 باندھون کہ گلنار نے بحسرت طرف شمیم کے دیکھا اور اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا
 شمیم نے ایک کنیز سے کہا کہ دیکھ تو اسکی گردن کیون پھوٹی ہو ٹھہراؤ ابھی نہ لیجاؤ میں

سمجھ تو لون یہ کیا معرکہ ہو مجھے وحشت ہوتی ہو کہ یہ کیا طلسم ہو کہ کنیز نے بڑھ کر گلنار کا منہ
لٹو لٹو کر گیت بند نکالا جیسے ہی گیت بند نکالا گلنار نے چلا کر کہا کہ واری میں گلنار ہوں اور یہ
چالاک میری شکل پر کھڑا ہو چالاک نے ایک قمقمہ مارا کہا لیجیے حضور میں چالاک
ہوں اور یہ گلنار ہی کیا صورت دیکھنے والے نہ دیکھیں گے شمیم کو ذرا شک ہوا تھا
کہ شاید ایسا ہی ہو چالاک نے کہا حضور ایک کام کر میں مجھ کو اور اسکو قتل کر ڈالیے
ایک دشمن کے ساتھ ایک دوست بھی قتل ہو جائے مگر آپ عمر و پر کسی طرح غالب ہوں
حضور میں جو لشکر مسلمانان میں گئی تو یہی ذکر سنا کہ عمر و بے مثل و بے نظیر ہی اُس پر
عیاری کر کے کوئی غالب نہیں ہوا ملکہ شمیم کو بھی زیر کر لیا شمیم نے گلنار نقلی سے
کہا جو تم نے تجویز کیا ہو وہ بہتر ہو اسکو لیجا کر درہ کوہ میں قید کرو گلنار اصلی چیخی
کہ حضور میں وہاں زندہ نہ رہو نگلی گرم پانی سے میرا منہ دھلوا کیے تب آپ کو ثابت
ہوگا کہ میں کون ہوں اور یہ کون ہو شمیم نے کہا کہ ارے گرم پانی لاؤ یہ سچ کہتی ہو اسکا
منہ دھلواؤ چالاک یہ کہہ کر دوڑا کہ میں گرم پانی لاتی ہوں باہر خیمے سے نکل کر نعرہ کیا
کہ والدہ ماجدہ یہ دھوکا بھی یاد رکھنا کہ کیسا تم کو پریشان کیا انھیں جگاؤ نہیں رہو گی
بہتر یہ ہو کہ خدمت میں قبلہ و کعبہ کی چلی آؤ ہم ایسے فرزند تمھاری اطاعت کر دیں گے
یہ کہہ کر چالاک بھاگا کنیزوں نے قصد کیا بھاگ کر شمیم نے منع کیا کہ اسکے پیچھے نہ جاؤ
کس بلا کے یہ عیار ہیں کیا کیا دھوکے دیتے ہیں مگر میں عمر و کو گرفتار کر کے لاتی ہوں
جب اُس کو قتل کرونگی تب یہ لوگ دہیوں گے اور میرے مقابلے سے بھاگیں گے ابھی تو
اپنا زور و شور دکھا رہے ہیں جب ان کا اُستاد قتل ہو جائیگا تب مقابلے سے بھاگیں گے
میں جب گئی راہ میں فتور پڑا ہلٹ آئی مگر ابکی مرتبہ جا کر آفت برپا کرونگی یہ کہہ کر گلنار
کو کھولا جب منہ دھلایا تو واقعی گلنار تھی گلنار رونے لگی کہا واری میں تعاقب
میں جا کر اس آفت میں بھنسی شمیم نے کہا کیوں گھبراتی ہو میں خاتمہ کیے دیتی ہوں جا کر
حضرہ یا عمر و کو لاتی ہوں یہ کہہ کر باہر اُسے عیاری سے آراستہ ہو کر چلی صورت بدل لی
ایک ضعیفہ کی شکل پر جاتی ہے جب کنارے پر لشکر کے پہونچی تو دریافت کیا کہ صاحبقران

کس بارگاہ میں ہین معلوم ہوا کہ بارگاہ سلیمانی میں تشریف رکھتے ہین شمیم گرد بارگاہ
 پھرنے لگی ناگاہ صاحبقران برآمد ہوئے اُس ضعیفہ نے آکر سلام کیا گویا کڑا کر کہا
 کہ اے شہریار یہ ضعیفہ تجھ کو کون مرقی ہو آپ کا نام سُن کر آئی ہوں امیدوار ہوں کچھ ایسا
 مرحمت ہو کہ فاقہ کشی سے چھوٹوں صاحبقران نے جیب میں ہاتھ ڈالا چند اشرفیات
 نکالیں دینے لگے ضعیفہ نے کہا حضور کا فیض و سخا بہت زیادہ ہو امیدوار ہوں میرے
 ساتھ چلیے میرے شوہر نے درہ کوہ میں خزانہ دفن کیا ہو میں اُسکی وارث ہوں وہ بھی
 مجھ کو دلوا دیجیے خوب زندگی بھر چین کروں صاحبقران ضعیفہ کے ساتھ ہوئے
 صحرائین آکر پوچھا کچھ خزانے کا نشان بھی ہو ضعیفہ نے کہا سانسے درہ کوہ ہو قریب
 اُسکے نخل ہو اُسی مقام پر سُنتی ہوں کہ شوہر نے میرے دفن کیا تھا مضربہ راہنے دست
 حق پرست سے کھودین کیا عجب ہو خزانہ نخل آئے صاحبقران خنجر سے نکالا زمین
 کھودنے پر آمادہ ہوئے خنجر زمین پر مارا ٹھوڑی گرد اڑی کہ صاحبقران زبان کے
 منہ پر پڑی اُس گرد میں بیہوشی ملی ہوئی تھی صاحبقران بیہوش ہو کر گرے شمیم ٹہری
 کہ صاحبقران کو گرفتار کر کے لیجاؤں کہ سانسے سے برق فرنگی پیدا ہوا دور سے
 دیکھا کہ صاحبقران بیہوش پڑے ہین شمیم گرفتار کیا چاہتی ہو وہین سے نعرہ کیا
 کہ اُستانی صاحب ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ بہت ذلیل کرونگا منم ہتر برق فرنگی
 شاگرد رشید خواجہ عمر و شمیم صاحبقران کو چھوڑ کر بھاگی برق نے پہچانہ کیا
 آکر صاحبقران کو ہوشیار کر دیا برق کو دیکھ کر صاحبقران نے فرمایا کہ امی
 ہتر والا گھر وہ ضعیفہ کہاں گئی برق نے کہا وہ شمیم سحر نگاہ تھی حضور کو گرفتار
 کرنے آئی تھی مگر غلام آپ کا آگیا بھاگ گئی میں اُس کے لشکر میں جا کر سلاطین کرتا ہوں
 برق صاحبقران کو لشکر میں پہنچا کر طرف لشکر شمیم کے بھاگا شمیم بھاگ گئے
 ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہری ہو کہ ایک طاقتور نے نخل پر آواز دی امی الملکہ شمیم
 کیون گھرائی ہوئی ہو میں تمہاری مدد کو آہو سچ شمیم نے سر اٹھا کر دیکھا جانور مثل
 انسان کے باتیں کر رہا ہو شمیم نے گھبرا کر کہا میں کیونکر تم کو پہچانوں کہ تم کون ہو وہ

بطائر زمین پر گرا غلطاک مار کر ایک ساحرہ کی شکل بن گیا کہا ملکہ اب تو بیچا نا میں ہوں
 نسرين جادو تم سے بہنا پا گیا تھا جب تمہارے گھر پر گئی تو خبر سنی کہ برائے مقابلہ عمرو
 گئی ہیں مجھ کو چین نہ آیا تلاش کرتی پھرتی تھی شکر خداوند جمشید ثانی کہ تم کو بخیر دہی
 پایا اب جو کمودہ کروں تجھ سے کہا ای ہمشیرہ ایک احسان ہو اگر وہ کرو تو میں ممنون
 احسان ہونگی یا عمرو کو یا حمزہ کو گرفتار کر لاؤ پھر تجھ سے کہا کہ ای نسرين حمزہ مالک
 اسم الہی ہو اُس پر سمجھ کر ہاتھ ڈالنا مگر عمرو کو لے آؤ کہ میں اُس کو قتل کروں تو دل سے
 در د جائے اُسکے شاگرد نے مجھے بڑا رنج دیا کس تدبیر سے حمزہ کو لگا کر لا گئی تھی
 اس وقت بھی نگوڑا برق پہونچ گیا میں آخر بھاگی تو نسرين نہایت ہوشیار رہنا
 نسرين نے کہا میں اب تم سے رخصت ہوتی ہوں عمرو کو لیکر آتی ہوں وعدہ
 کہ کے نسرين چلی لشکر اسلام میں آئی فقیرنی بن کر پھرنے لگی ایک ایک سے
 پوچھتی ہو کہ عمرو کہاں رہتا ہو جسے سنا ہنس کر جواب دیا کہ بڑی بی صاحب
 اُن سے کیا کام ہو بڑھیا چلی جاتی ہو کام نہیں بتاتی اُدھر سے میثاق کوہ گردان
 آتا تھا لوگوں نے اُس سے کہا کہ دیر سے یہ ضعیفہ لشکر میں پھر رہی ہو اور مقام سکوت
 خواجہ عمرو پوچھتی ہو میثاق نے بڑھ کر پکارا کہ بڑی بی صاحب ٹھہر جاؤ جو تمہاری
 خواہش ہو میں بتا دوں گا جس وقت عمرو کو پا جاؤ گی بہت خوش ہو گی نسرين
 ٹھہر گئی میثاق نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا اور کہا بڑی بی صاحب صاف صاف
 کہو کہ تم کون ہو کیون عمرو کو پوچھتی ہو عمرو سے کیا کام ہو بڑھیا نے کہا کوئی
 شہنشاہ اوج عیاری ہیں اُن کی معرفت حمزہ سے انعام لونگی بادشاہ اسلام لڑا
 بھڑتے یہاں تک آئے اُن کی بھی زیارت سے مشرف ہونگی وہ بھی کچھ عنایت کریگا
 میثاق نے چٹکی خاک کی زمین سے اٹھا کر بڑھیا پر ڈال دی جیسے ہی خاک پڑی
 ضعیفہ کی صورت تبدیل ہو گئی میثاق نے دیکھا ایک ساحرہ مکارہ بالون کی
 لیٹن لپٹی ہوئیں آدھی ساری باندھے ہوئے آدھی اوڑھے ہوئے بائیں ہاتھ پر
 جھولی سحر کی میثاق نے تلوار کھینچی کہا سچ بتا کہ تو کون ہو نسرين نے گڑ گڑا کر کہا

میں ایک ساحرہ ہوں شمیم سے بہنا پا ہوں اس سے وعدہ کر کے آئی ہوں کہ میں عمر و کو لاتی ہوں میثاق نے منہ پر نسرين کے ہاتھ پھیرا اور کہا جادو شمیم کا سر کاٹ لاؤ یہ لشکر نسرين نے کہا ابھی جا کر لاتی ہوں یہ کہ کر مجھ سے لگی اور جھومتی ہوئی چلی شمیم اپنی بارگاہ میں بیٹھی کہ رہی ہو کہ اب عمر و گرفتار ہو کے آتا ہوگا اگر میں منع بھی کروں تو تم لوگ نہ ماننا فوراً اسے قتل کرنا سنتی ہوں جو کچھ عمر و امیر کو صلاح دیتا ہو امیر اسے منظور کرتے ہیں اور اسی کے مشورے پر کام کرتے ہیں اگر آج عمر و قتل ہو گیا تو کوئی صلاح کار امیر کا نہ رہیگا پھر امیر کا قتل کرنا کتنی بڑی بات یہ باتیں تھیں کہ ایک ایک لشکر میں ہنگامہ ہو افریاد و اغیاث کی صدا بلند ہوئی شمیم نے گھبرا کر کہا اگر صاحبو دیکھو تو کنیزین دوطرین باہر آ کر دیکھا ایک جادو گر فی لشکر کو تباہ کرتی پھرتی ہو کنیزوں نے آکر شمیم سے کہا کہ ایک ساحرہ اس شکل اور اس صورت کی لشکر کو تباہ و برباد کر رہی ہو کئی ہزار آدمی مار چکی ہو لاشے تڑپ رہے ہیں شمیم نے کہا بڑا غدر ہو دیکھیے کیا انجام ہوتا ہو نسرين پر کسی نے سحر کر دیا کہ اس کا قلب اُلٹ گیا اسی وجہ سے ہمارے لشکر کو قتل کر رہی ہو پلٹ کر عیار بھجوں کو اشارہ کیا کہ اسکو دھوکے سے گرفتار کر لو چند کنیزین شمیم سے رخصت ہو کر سامنے نسرين کے آئین ایک بے لکارا کہ ارے کیوں شامتین آئی ہیں گرفتار ہو کے ذلت پائیگی سر نہ اٹھائیگی نسرين نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا اسباب سحر نکالوں اور سحر کروں کہ چند کنیزوں نے بہشت پر سے آکر کندین مارین اور بیہوشی اڑادی کہ نسرين گر کر بیہوش ہوئی کنیزوں نے زبان میں سوزن دی اور مشکین باندھ کر سامنے شمیم کے لائین شمیم نے حکم دیا کہ اس کو لیجا کر قید کر دو کنیزوں نے لیجا کر قید کیا مگر نسرين زنجیریں ہلا رہی ہو اور یہ اشعار عاشقانہ در زبان میں نظم

مگر وہی تمہارے ہی طرفدار وہی باتیں ہیں
دروغی ہیں یہ آواز ہیں یہ دیوار وہی باتیں ہیں
یہ دیوار وہی باتیں ہیں کہ ہیشا وہی باتیں ہیں

جو کچھ ہم دلسے کہتے ہیں غمخوار وہی باتیں ہیں
دعاے مرگ پر کتنا شب غم اور کون آئین
نہیں معلوم ہم سے عشق میں عجب کتنی آؤ +

جلال اچھا طریقہ ہوا طاعت پیر میکش کی

جنون خیز و وحشت انگیز باتیں کر رہی ہو زبان میں جو سوزن ہو تڑپ رہی ہو تڑھ زور نہیں
چلتا برق پھر تاجھڑاتا اپنے لشکر میں آیا سنا کہ ایک ساحرہ آئی تھی میثاق کوہ گردان
نے اُس کو دیوانہ کر دیا جست و خیز کرتا ہوا لشکر سے نکلا لشکر تکبیر میں آیا جا بجا یہی
ذکر ہو رہے ہیں کہ نسیرین جادو کو اگر ملکہ عالم نہ گرفتار کر لیتیں تو تمام لشکر کو تباہ و
بر باد کر دیتی ملکہ نے خوب تدبیر کی گرفتار کر کے قید کیا فلان خیمے میں قید ہو برق ایک
کنیز کی شکل بن کر چلا درخیمہ پر آیا نگہبانوں نے پوچھا کہ بی گلزار کہاں ہے آتی ہو برق
نے کہا کہ میں جا کر نسیرین کو سمجھاؤں شاید راہ پر آجائے نگہبانوں نے کہا اُس سے
الگ رہنا برق نے کہا ہم خوب سمجھتے ہیں سمجھ کر کلام کر دیں گے یہ کہتا ہوا اندر
آیا دیکھا نسیرین جادو خاک اڑا رہی ہو غل جاتی ہو برق فرنگی نے آکر سلام کیا
کہا بی نسیرین اس غلام کو پہچانا نسیرین نے کہا میں نہیں سمجھی برق نے اپنے نام کا
نعرہ چپکے سے کیا کہ سہ شتم برق رفتار و خجہ گزار کہ استاد ہیں خواجہ نامدار تڑپ
میں میں برق رفتار ہوں + زمانے کا مسکار و عذار ہوں + کروں سیکڑوں کو س کی
راہ اٹھو + ارسطو سے ذی علم شاگرد ہو + بنزیر قدم غرب ہو شرق ہو + چھلا وہ ہوں میں
نام بھی برق ہو + یہ کہ کے جاہا سوزن زبان سے نسیرین کی کھینچوں پھر کچھ سوچ کر
کہا اے ملکہ نسیرین استاد نے کہا یہ کہ تم تو ہماری گرفتاری کو آئی تھیں ہم تم کو
رہا کرتے ہیں احسان ماننا نسیرین نے کہا کہ اے برق نامدار اگر مجھ کو رہا کر دو تو لشکر
شعبہ کو تباہ کر دوں کوئی عیار بھی زندہ نہ بچے مجھ کو میثاق نے حکم دیا ہو میں اس کے
حکم کی پابند ہوں برق نے بڑھ کر زبان سے نسیرین کی سوزن لگالی سوزن کے
نکلتے ہی نسیرین نے سحر کیا سب قید آہن ٹوٹ کر گری قصد کیا کہ چمک کر بلند ہوں
برق نے کہا ملکہ میں نکل جاؤں نسیرین نے کہا اے برق تم باہر سے جا کر تماشا دیکھو
برق تڑپ کر باہر آیا نگہبانوں سے باتیں کر لے لگا کہ نسیرین خیمے سے نکلی نکلتے ہی
بھڑکی پر ہاتھ ڈالا مٹھا مٹھا اٹھ کے دانوں کا نکالا نگہبانوں پر مارا کسی شو نگہبان چل کر

گھرے اب جست کر کے لشکر پر پہنچی اور سحر کرنے لگی جب ہزار دو ہزار قتل ہوئے اور ہاتھ ہوا کہ ملکہ شمیم دوڑو شمیم باہر نکل آئی دیکھا کہ تسرین لڑ رہی ہو تلوارین بر سادی ہیں شمیم نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ قریب اس کے نہ جاؤ دور سے تیر مارو کنیزین تیر مارنے لگیں تسرین جدھر ٹنٹھ پھیرتی ہو پشت پر سے تیر پڑتے ہیں جب دس میں تیر پڑ گئے تمام جسم غریب ہوا سست ہو کے گرمی ایک کنیز نے بڑھ کر نیچہ مارا کہ سر تسرین کا جدا ہو گیا مرتے ہی تسرین کے تلوارین بر سنا موقوف ہوئیں اب جو شمار کیا تو کئی ہزار آدمی قتل ہو چکے تھے شمیم نے کہا اے یہ کیونکر رہا ہوئی کسی نے کہدیا کہ ایک کنیز آپ کی گئی اُس نے یہ فتور برپا کیا کہا دیکھ وہ کنیز کہاں گئی ایک نے کہا پشت پر آپ کے کھڑی ہو شمیم نے پلٹ کر دیکھا اور نام لیکر کہا کیوں رہی تو نے یہ کیا کیا برق فرنگی نے تن کر لے کر کیا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گزار کہ استاد ہیں خواجہ نامدار + بزر قدم غرب ہی شرق ہو + چھلا وہ ہون میں نام بھی برق ہو + نعرہ کر کے آواز دی کہ اُستانی صاحب میری خطا کو معاف کرنا یہ گستاخی زہینہ نہ تھی مگر تھیں ستانا منظور ہی یہ کہ کے حق آتشازی کا کھینچ مارا شمیم کے سینے پر پڑا لباس جلنے لگا کنیزوں نے چاہا پکڑ لیں برق تڑپ کر بھاگا جو قریب آئی اُسے خنجر مار دیا کئی کنیزوں کو مار کر نکل گیا کنیزوں نے شمیم کو جلنے سے بچا یا جسم سے آگ بجھائی مگر شمیم کے جسم میں آبلے پڑ گئے جلاتی ہوئی بارگاہ میں آئی باپ سے کہا اسی طرح پر لشکر تباہ ہو جائیگا بہتر یہ ہو کہ طبل جنگی بجوائے میں سر میدان لڑونگی احکام کو ہی نے کہ وہ اپنی بیٹی کا مقتد تھا فوراً طبل جنگی بجوا دیا ہر کارے جو بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے یہاں وہ وقت ہو کہ سعد شہر یا تخت پر بیٹھے ہیں صاحبقران پہلو میں بدیع وقاسم ایک جانب بیٹھے ہیں ایرج و نور الدہر سے آنکھ مل رہی ہی خوف سے صاحبقران زمان کے خاموش ہیں میثاق وغیرہ کرسیوں پر بیٹھے ہیں شاہزادیاں مثل ستارہ سحری چمک رہی ہیں جب صاحبقران شاہزادیوں کو دیکھتے ہیں تو

فرماتے ہیں کہ سعد شہریار کیا صاحب نصیب ہیں کیا کیا معشوقین ملی ہیں کہ جن سے
 دربار روشن ہو میثاق کوہ گردان کھتا ہو کہ ای شہریار اب آپ براے فتح
 مرحلہ چہارم جائیے کہ جمشید کا زور ٹوٹے بادشاہ فرماتے ہیں کل انشاء اللہ بعد
 نماز سحر لوح دیکھو نگاہ لوح میں نکلیگا اسپر کار بند ہو نگاہ مگر سُنتا ہوں کہ مرحلہ چہارم
 بہت سخت ہو کوئی ساحر ہو سکان آسمان سیر اُسے وہ قریب جا رہی کیسے ہیں
 کہ خدا اُن سے بچائے میثاق نے کہا اب حضور لوح کے پابند رہیں گے تو کسی کا
 مکرو نہ چل سکے گا جب غافل ہونگے تو آفت برپا ہوگی اگر لوح چھن گئی تو قیامت آئی
 خواجہ سرنگون ایک طرف بیٹھے ہیں چالاک و برق بھی حاضر ہیں کہ ہر کارے اگر
 پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شمیم نے طبل جنگی بجوایا ہو کل اُسکا ارادہ ہو
 کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کینہ و عناد کو دو بالا کرے صاحبقران نے
 فرمایا خواجہ تم نے سنا عمرو نے کہا میں معشوقہ سے نہ لڑونگا اُس کے دل پر ہمدردی
 نہ پہونچاؤنگا کہ چالاک اپنے مقام سے اٹھا کہا حضور کیون انتشار کرتے ہیں
 غلام قبلہ و کعبہ کی شکل بن کر لڑیگا عمرو نے کہا تم کون ہو تم کیون مقابلہ کرو گے
 میرے لیے سارا جھگڑا ہی میں جا کر سر کٹواؤنگا معشوقہ کو نہ رنجیدہ کرونگا امیر نے
 فرمایا خواجہ کیا بیہودہ بکتے ہو تھوڑی دیر کو ہوشیار ہو جاؤ مقابلہ کر کے اُس کو
 گرفتار کر لاؤ عمر بھر جین کر وہ کہہ کر مہتر قرآن سے فرمایا کہ ای قرآن اُستاد کے اپنے
 کلمات سُنتے ہو ذرا اسکا خیال رکھنا ایسا نہ ہو یہ نکل جائیں اور وہ گرفتار کر لے
 ہم لوگ دھوکے میں رہیں مہتر قرآن نے کہا کہ ای شہریار میں تو غلام خاص ہوں
 اگر جان تک اُستاد کے کام آئے تو نثار ہو چکو کس بات میں انکار ہو یہ کہہ کے
 قرآن قریب خواجہ کے آئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ طبل جنگی تو بجو اؤ
 ایسا نہ ہو حرفین کہے کہ طبل جنگی نہ بجوایا خواجہ عمرو نے اگر نثار خانے میں حکم دیا
 یہاں بھی طبل جنگی پر چوب پڑی مگر خواجہ جب اُسے تو مہتر قرآن ساتھ ہوں
 ایک بار گاہ صاحبقران نے اُستاد کرا دی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمیری اُس میں

اگر بیٹھے مترقرآن و چالاک و برق خدمت میں حاضر ہیں خواجہ عمر و فرما رہے ہیں
اپنا تو یہ حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو نظم

نظر آتے نہیں مجھ کو داس محل میں رہتے ہیں ترپنے کے ارادے ہی دل بسل میں رہتے ہیں نکل جاتا ہوں تو سامنے ان کے بہ آسانی کسی کی وصل کی شب مختصر کتنی ہی ہو جائے کوئی کہے کہ کوٹھیکا عاشق تلو بھی اکدن نہ دی کچھ چھوٹ کر منہ سے گواہی قتل عاشق کی نہ آنا دلمین تلو لوٹ لینے حسرت و ارمان تمہارے وصل کے ارمان تم سے بڑھ کے ہیں غم سرا پاؤں درون جانے کو ہم کیا آکے بیٹھے تھے جلال اختر نے ہیں آو سوزان سے تری فکر	مری آنکھوں کی پتلی میں نگہ میں تل میں رہتے ہیں یوہین رہ جاتے ہیں جو کوچہ قاتل میں رہتے ہیں مگر دم توڑ نیوالے بڑی مشکل میں رہتے ہیں نکلنے والے ہیں جو وصل کب دلمین رہتے ہیں وہ دل بن بنکے میرے سینہ بیدلمین رہتے ہیں یہ چالے کیلے پھر خیر قاتل میں رہتے ہیں کہہ دیتا ہوں کچھ ٹھگ بھی اس منزل میں رہتے ہیں انکالے جاتے ہیں یقیناً گر حیل دلمین رہتے ہیں اٹھا دیتا ہو تو پھر بھی تری محل میں رہتے ہیں کچھ انگارے یہ پہلوے بہ کمال میں رہتے ہیں
---	--

قرآن نے کہا اُستاد نہ گھیر ایسے سر میدان آپ کا فرزند لڑ لگا کون اسکو جواب دیا کیگا
خواجہ عمر و نے کہا اے مترقرآن مجھے یہ منظور نہیں کہ کوئی لڑے میری معشوقہ کو صدمہ
پہونچے میں جا کر سامنے سر جھکا دو لگا کہو لگا یہ سر حاضر ہو اسے کاٹ لیجئے اگر اس کے ہاتھ
سے قتل ہوا تو باعث خوشی ہو روح عدم میں نہ تر پے گی قرآن یہ سن کر خاموش ہو رہا
اور عیاروں سے اشارہ کیا خاموش رہو وقت پر دیکھا جائیگا غرض اس طرح باتیں کرتے
کہتے خواجہ عمر و لیٹے خراٹے لینے لگے مترقرآن نے جانا اُستاد سو گئے یہ بھی سنب لیٹے
سوئے خواجہ عمر و نے جو دیکھا کہ سب سو گئے کروٹ لیکر اپنے تئیں چار پائی سے گر ادیا
ایک تکیں چار پائی پر رکھ دی اُسپر چادر ڈال دی سرائچہ چاک کر کے بھاگے رات کا وقت
صبح کا ساٹا دیکھا سامنے سے ایک طفل آتا ہو گوری گوری صورت گرتا معقول پہنے
ہونے خواجہ عمر و کو دیکھ کر اُس نے سلام کیا کہا کیوں حضور آپ خواجہ عمر و کو پہچانتے
ہیں خواجہ عمر و نے کہا تمہیں خواجہ سے کیا کام ہو طفل نے کہا میں پرورش کردہ ملکہ شہیر

ہوں اُن کی کنیز گلشن نامے ہو اُس سے جو عشق ہوا ملکہ نے پکڑ کر مجھ کو قید کیا اب
میں نے خبر سنی کہ خواجہ عمرو سے مقابلہ ہو گیا ان دن کو دم دے کر نکل آیا کہ خواجہ عمرو
سے ملاقات کروں اور حالت اپنی بیان کروں اگر آپ شمیم سحر نگاہ پر غالب آئیں تو
میرا عقد شمیم کی کنیز سے کر دین خواجہ نے کہا وہ عمرو عیار میں ہی ہوں لڑکے نے
کہا پھر میری مشکل آسان کیجیے پختہ اقرار ہو تو میں شمیم سحر نگاہ کو گرفتار کر ادوں
خواجہ نے کہا اگر تو شمیم کو گرفتار کر ادیگا تو تیرا عقد بڑھی دھوم سے کر دنگا اپنے
فرزندوں میں تجھ کو شامل کر دنگا طفل نے کہا میرے ساتھ چلیے خواجہ عمرو اُس
طفل کے ساتھ ہوئے مگر مترقران نے جو بعد ٹھوڑی دیر کے آنکھ کھولی پلنگ
خواجہ سے خالی پایا گھبرا گیا ایک چیخ ماری کہا یارو اُٹھو اُستاد کی تلاش کرو کہیں
اُستاد نکل گئے یہاں شمیم سحر نگاہ بشل طفل خواجہ عمرو کو لگائے لیے جاتی ہو کہ
ایک مقام پر آکر طفل رُکا خواجہ نے کہا کیا ہو لڑکے نے کہا دیکھیے سامنے دو رنگی
ہو رہے ہیں معلوم ہوتا ہو اس جنگل میں رنگی رہتے ہیں یہ کہہ کر خواجہ کو اشارہ کیا
خواجہ عمرو نے بڑھ کر دیکھا منہ خواجہ کا پھرا اسنے حلقہ ہائے کند مار کے خواجہ کو
گرفتار کیا اور نعرہ کیا کہ شمیم سحر نگاہ پشتارہ باندھ کر لے چلی یہاں مترقران
وچالاک وغیرہ جو جست و خیز کرتے ہوئے آتے تھے انھوں دور سے دیکھا کہ
شمیم سحر نگاہ پشتارہ بدوش جاتی ہو مترقران نے کہا کہ ای چالاک لینا برق
نے کہا کہ میں جانے نہ دوں گایہ کہ کے برق جھپٹا کرتا پڑتا آگے بیڑھ گیا ایک رخ
سین آکر چھپا حلقہ ہائے کند خس پوش کیے جب شمیم سحر نگاہ اس مقام پر پہونچی تو دل
اس کا دھڑکا نکار کر آواز دی اونا عیار و میں نے تم کو دیکھا نکل کر مقابلہ کرو یہ
سن کر برق فرنگی تڑپ کر نکل آیا شمیم نے کہا او بھورے تو میری فکر میں آیا ہو
برق نے کہا اُستاد کو نہ لیجانے دوں گا کس شمیم نے کہا کیا جال ہو جو مجھے روکے
اگر قریب آئیگا تو سر اُڑا دوں گی مگر عمرو کو نہ دوں گی برق سے اور شمیم سے نیچے چلنے لگا
برق نے دیکھا شمیم بلاے روز گاری چوٹ نہیں کھاتی چمک چمک لہو رہی چاہتی ہو